صحیح البخاری

للإمام أبي عبد الله محمد بن اسمعيل البخاري الجعفي رحمه الله

١٩٤ھ ـــــ ٢٥٦ھ

ترجمہ وتشریح

مولانا محمد داؤد راز

نظر ثانی

شیخ الحدیث أبو محمد حافظ عبد الستار الحماد

مقدمہ

حافظ زبیر علی زئی

تخریج

فضيلة الشيخ احمد زهوة　فضيلة الشيخ احمد عناية

دار العلم ممبئی

الجامع المسند الصحيح المختصر من امور
رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وایامه

صحیح بخاری

للإمام أبي عبد الله محمد بن اسمعیل البخاری الجعفی رحمہ اللہ

۱۹۴ھ ——— ۲۵۶ھ

ترجمہ وتشریح

مولانا محمد داؤد راز

جلد ششم

نظر ثانی

شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبد الستار الحماد

مقدمہ

حافظ زبیر علی زئی

تخریج

فضیلۃ الشیخ احمد زھوۃ   فضیلۃ الشیخ احمد عنایة

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ مطبوعات دار العلم نمبر 155

نام کتاب	:	صحیح البخاری
تالیف	:	الامام محمد بن اسمٰعیل البخاری
ترجمہ وتشریح	:	مولانا محمد داؤد راز
جلد	:	ششم
ناشر	:	دار العلم، ممبئی
طابع	:	محمد اکرم مختار
تعداد اشاعت (بار اوّل)	:	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	:	ستمبر ۲۰۱۲ء

DARUL ILM
PUBLISHERS & DISTRIBUTORS
242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel. (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
Fax : (+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

فہرست

تشریحی مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ التَّفْسِيرِ
تفسیر کا بیان

﴿الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾: اسْمَانِ مِنَ الرَّحْمَةِ، الرَّحِيمُ وَالرَّاحِمُ بِمَعْنًى وَاحِدٍ كَالْعَلِيمِ وَالْعَالِمِ.

الفاظ "الرحمن الرحیم" (اللہ تعالیٰ کی) یہ دو صفتیں ہیں جو لفظ "الرحمة" سے نکلے ہیں۔ الرحیم اور الرحم دونوں کے ایک ہی معنی ہیں، جیسے العلیم اور العالم جاننے والا دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔

تشریح: بعض نے کہا ہے رحمٰن میں مبالغہ ہے اور اسی لیے کہتے ہیں رحمن الدنیا ورحیم الاخرة کیونکہ دنیا میں اس کی رحمت سب پر عام ہے اور آخرت میں خاص مؤمنوں پر ہوگی مگر صحیح روایت میں ہے۔ رحمن الدنیا والاخرة ورحیمهما بعض نے کہا رحم میں مبالغہ ہے۔ حافظ نے کہا دونوں میں ایک ایک وجہ سے مبالغہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا رحمٰن وہ ہے جو مانگنے پر دے، رحیم وہ ہے جس سے نہ مانگیں تو وہ ناخوش ہو۔ یہ اللہ کی بڑی بھاری مہربانی ہے کہ وہ مانگنے سے خوش ہوتا ہے اور نہ مانگنے سے ناراض۔ آیت مبارکہ: ﴿ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ (۴۰/مؤمن:۶۰) کا یہی مطلب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں قبول کرے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم ہر وقت اس کے سامنے اپنے ہاتھ پھیلاتے ہی رہا کریں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

وَسُمِّيَتْ أُمَّ الْكِتَابِ: لِأَنَّهُ يُبْدَأُ بِكِتَابَتِهَا فِي الْمَصَاحِفِ، وَيُبْدَأُ بِقِرَاءَتِهَا فِي الصَّلَاةِ. وَ﴿الدِّينِ﴾ الْجَزَاءُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ، كَمَا تَدِينُ تُدَانُ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿بِالدِّينِ﴾ [الماعون: ۱] بِالْحِسَابِ ﴿مَدِينِينَ﴾ [الواقعة: ۸۶] مُحَاسَبِينَ.

باب: سورۂ فاتحہ کا بیان

ام، ماں کو کہتے ہیں۔ ام الکتاب اس سورت کا نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ قرآن مجید میں اسی سے کتابت کی ابتدا ہوتی ہے۔ (اسی لیے اسے فاتحۃ الکتاب بھی کہا گیا ہے) اور نماز میں بھی قرأت اسی سے شروع کی جاتی ہے اور ''الدین'' بدلہ کے معنی میں ہے۔ خواہ اچھائی میں ہو یا برائی میں جیسا کہ (بولتے ہیں) ''کما تدین تدان'' (جیسا کرو گے ویسا بھرو گے) مجاہد نے کہا کہ ''الدین'' حساب کے معنی میں ہے۔ جبکہ ''مدینین'' بمعنی محاسبین ہے۔ یعنی حساب کئے گئے۔

٤٤٧٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي فِي

(۴۴۷۴) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا کہ مجھ سے خبیب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے حفص بن عاصم نے اور ان سے ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الْمَسْجِدِ فَدَعَانِي رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ أُجِبْهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي. فَقَالَ: ((أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ: ﴿اسْتَجِيبُوْا لِلَّهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ﴾؟)) [الانفال: ٢٤] ثُمَّ قَالَ لِي: ((لَأُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِيَ أَعْظَمُ السُّوَرِ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ)). ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ قُلْتُ لَهُ: أَلَمْ تَقُلْ: ((لَأُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِيَ أَعْظَمُ سُوْرَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ)). قَالَ: ((﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ الَّذِي أُوْتِيْتُهُ)). [أطرافه في: ٤٦٤٧، ٤٧٠٣، ٥٠٠٦] [ابوداود: ١٤٥٨؛ نسائي: ٩١٢؛ ابن ماجه: ٣٧٨٥]

نے مجھے اسی حالت میں بلایا، میں نے کوئی جواب نہیں دیا (پھر بعد میں، میں نے حاضر ہو کر) عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: "کیا اللہ تعالیٰ نے تم سے نہیں فرمایا ہے: ﴿اسْتَجِيبُوْا لِلَّهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ﴾ (اللہ اور اس کے رسول جب تمہیں بلائیں تو ہاں میں جواب دو)" پھر حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "آج میں تمہیں مسجد سے نکلنے سے پہلے ایک ایسی سورت کی تعلیم دوں گا جو قرآن کی سب سے بڑی سورت ہے۔" پھر آپ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور جب آپ باہر نکلنے لگے تو میں نے یاد دلایا کہ حضور ﷺ نے مجھے قرآن کی سب سے بڑی سورت بتانے کا وعدہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: "﴿الحمدللہ رب العالمین﴾ یہی وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔"

تشریح: سبع مثانی وہ سات آیات جو بار بار پڑھی جاتی ہیں۔ جن کو نماز کی ہر ہر رکعت میں امام اور مقتدی سب کے لیے پڑھنا ضروری ہے جس کے پڑھے بغیر کسی کی نماز نہیں ہوتی۔ یہی قرآن عظیم ہے۔ صدق الله تبارك وتعالى۔

بَابُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ﴾

باب: آیت "غیر المغضوب علیہم" کی تفسیر

٤٤٧٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا: آمِيْنَ. فَمَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)). [راجع: ٧٨٠]

(۴۴۷۵) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں سمی نے، انہیں ابوصالح نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب امام "غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ" کہے تو تم آمین کہو کیونکہ جس کا یہ کہنا ملائکہ کے کہنے کے ساتھ موافق ہو جائے اس کی تمام پچھلی خطائیں معاف ہو جاتی ہیں۔"

تشریح: ظاہر ہے کہ مقتدی کو جب ہی علم ہو سکے گا جب امام لفظ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ پھر لفظ آمین کو آواز بلند ادا کرے گا اور مقتدی بھی بالجہر اس کی آمین کی آواز کے ساتھ آمین کی آواز ملائیں گے۔ تب ہی وہ آمین کہنا ملائکہ کے ساتھ ہوگا۔ اس سے آمین بالجہر کا اثبات ہوتا ہے۔ جو لوگ آمین بالجہر کے انکاری ہیں وہ سراسر غلطی پر ہیں۔ آمین بالجہر بلاشک وشبہ سنت نبوی ہے۔ محبت رسول ﷺ کے دعویداروں کا فرض ہے کہ وہ اس حقیقت پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

(۲) سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ
سورۂ بقرہ کی تفسیر

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾
باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''اللہ نے آدم کو سب چیزوں کے نام سکھلا دیئے''

تشریح: یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھلا دیئے۔ چنانچہ یہی فرزند آدم ہے جو دنیا کی ہزاروں زبانوں کو جانتا اور ان میں کلام کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت آدم میں اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت پیدا کردی ہے کہ وہ دنیا کے سارے علوم وفنون کو حاصل کر لینے کی طاقت رکھتا ہے۔

٤٤٧٦ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ ح: قَالَ: وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُونَ: لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا. فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ: أَنْتَ أَبُو النَّاسِ، خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ، وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ، فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا. فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ ذَنْبَهُ فَيَسْتَحِي، ائْتُوا نُوحًا فَإِنَّهُ أَوَّلُ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ، فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ. وَيَذْكُرُ سُؤَالَهُ رَبَّهُ مَا لَيْسَ لَهُ بِهِ عِلْمٌ فَيَسْتَحْيِي، فَيَقُولُ: ائْتُوا خَلِيلَ الرَّحْمٰنِ. فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، ائْتُوا مُوسَى عَبْدًا كَلَّمَهُ اللّٰهُ وَأَعْطَاهُ التَّوْرَاةَ. فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ. وَيَذْكُرُ قَتْلَ النَّفْسِ بِغَيْرِ نَفْسٍ فَيَسْتَحْيِي مِنْ رَبِّهِ فَيَقُولُ: ائْتُوا عِيسَى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُولَهُ، وَكَلِمَةَ اللّٰهِ وَرُوحَهُ. فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، ائْتُوا مُحَمَّدًا: عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ

(۴۴۷۶) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے (دوسری سند) اور مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مؤمنین قیامت کے دن پریشان ہو کر جمع ہوں گے اور (آپس میں) کہیں گے۔ بہتر یہ تھا کہ اپنے رب کے حضور میں آج کسی کو ہم اپنا سفارشی بناتے۔ چنانچہ سب لوگ آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ آپ انسانوں کے باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا۔ آپ کے لیے فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھائے۔ آپ ہمارے لیے اپنے رب کے حضور میں سفارش کر دیں تاکہ آج کی اس مصیبت سے ہمیں نجات ملے۔ آدم علیہ السلام کہیں گے، میں اس کے لائق نہیں ہوں، وہ اپنی لغزش کو یاد کریں گے اور ان کو پروردگار کے حضور میں جانے سے شرم آئے گی۔ کہیں گے کہ تم لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ سب سے پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے (میرے بعد) زمین والوں کی طرف مبعوث کیا تھا۔ سب لوگ نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ وہ بھی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں اور وہ اپنے رب سے اپنے سوال کو یاد کریں گے جس کے متعلق انہیں کوئی علم نہیں تھا۔ ان کو بھی شرم آئے گی اور کہیں گے کہ اللہ کے خلیل علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے لیکن وہ بھی یہی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں، موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، ان سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا تھا اور تورات دی

ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ. فَيَأْتُونِّي فَأَنْطَلِقُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ ثُمَّ يُقَالُ: ارْفَعْ رَأْسَكَ، وَسَلْ تُعْطَهُ، وَقُلْ تُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَحْمَدُهُ بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ، ثُمَّ أَشْفَعُ، فَيَحُدُّ لِي حَدًّا، فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ أَعُودُ إِلَيْهِ، فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي- مِثْلَهُ- ثُمَّ أَشْفَعُ، فَيَحُدُّ لِي حَدًّا، فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ الرَّابِعَةَ فَأَقُولُ: مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ)). قَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ: إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ يَعْنِي قَوْلَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿خَالِدِينَ فِيهَا﴾ .

[البقرة:١٦٢] [راجع: ٤٤] [مسلم: ٤٧٦؛ ابن ماجه: ٤٣١٢]

تھی۔ لوگ ان کے پاس آئیں گے لیکن وہ بھی عذر کر دیں گے کہ مجھ میں اس کی جرأت نہیں۔ ان کو بغیر کسی حق کے ایک شخص کو قتل کرنا یاد آ جائے گا اور اپنے رب کے حضور میں جاتے ہوئے شرم دامن گیر ہو گی۔ کہیں گے تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول، اس کا کلمہ اور اس کی روح ہیں لیکن عیسیٰ علیہ السلام بھی یہی کہیں گے کہ مجھ میں اس کی ہمت نہیں، تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے مقبول بندے ہیں اور اللہ نے ان کے تمام اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں۔ چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے، میں ان کے ساتھ جاؤں گا اور اپنے رب سے اجازت چاہوں گا۔ مجھے اجازت مل جائے گی، پھر میں اپنے رب کو دیکھتے ہی سجدہ میں گر پڑوں گا اور جب تک اللہ چاہے گا میں سجدہ میں رہوں گا، پھر مجھ سے کہا جائے گا اپنا سر اٹھاؤ اور جو چاہو مانگو، تمہیں دیا جائے گا، جو چاہو کہو تمہاری بات سنی جائے گی۔ شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اللہ کی وہ حمد بیان کروں گا جو مجھے اس کی طرف سے سکھائی گئی ہوگی۔ اس کے بعد شفاعت کروں گا اور میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی۔ میں انہیں جنت میں داخل کراؤں گا اور پھر جب واپس آؤں گا تو اپنے رب کو پہلے کی طرح دیکھوں گا اور شفاعت کروں گا، اس مرتبہ پھر میرے لیے حد مقرر کر دی جائے گی۔ جنہیں میں جنت میں داخل کراؤں گا۔ چوتھی مرتبہ جب میں واپس آؤں گا تو عرض کروں گا کہ جہنم میں ان لوگوں کے سوا اور کوئی اب باقی نہیں رہا جنہیں قرآن نے ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنا ضروری قرار دے دیا ہے۔'' ابوعبداللہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ قرآن کی رو سے دوزخ میں قید رہنے سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے لیے ''خَالِدِيْنَ فِيْهَا'' کہا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

تشریح: باب کی حدیث میں مؤمنین کا آدم علیہ السلام سے یہ کہنا مذکور ہے: ''وعلمك اسماء كل شیء۔'' اسی مناسبت سے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو یہاں ذکر فرمایا۔ آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے نام سکھلائے اور ان کی اولاد کے اندر ایسی قوت پیدا کر دی کہ وہ دنیا میں ہر زبان کو سیکھ سکیں اور سارے اسماء کو جان سکیں۔

بَابٌ:

باب:-

قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿إِلَى شَيَاطِينِهِمْ﴾ أَصْحَابِهِمْ مِنَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُشْرِكِينَ ﴿مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ﴾: اللَّهُ جَامِعُهُمْ ﴿عَلَى الْخَاشِعِينَ﴾ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَقًّا. قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بِقُوَّةٍ﴾ بِعَمَلٍ بِمَا فِيهِ. وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ: ﴿مَرَضٌ﴾ شَكٌّ، ﴿صِبْغَةَ﴾ دِينٌ ﴿وَمَا خَلْفَهَا﴾ عِبْرَةٌ لِمَنْ بَقِيَ. ﴿لَا شِيَةَ فِيهَا﴾ لَا بَيَاضَ. وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿يَسُومُونَكُمْ﴾ يُولُونَكُمْ، الْوَلَايَةُ مَفْتُوحَةٌ مَصْدَرُ الْوَلَاءِ، وَهِيَ: الرُّبُوبِيَّةُ، إِذَا كُسِرَتِ الْوَاوُ فَهِيَ الْإِمَارَةُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: الْحُبُوبُ الَّتِي تُؤْكَلُ كُلُّهَا فُومٌ ﴿فَادَّارَأْتُمْ﴾ اخْتَلَفْتُمْ وَقَالَ قَتَادَةُ: ﴿فَبَاءُوا﴾ انْقَلَبُوا ﴿يَسْتَفْتِحُونَ﴾ يَسْتَنْصِرُونَ. ﴿شَرَوْا﴾: بَاعُوا. ﴿رَاعِنَا﴾: مِنَ الرُّعُونَةِ إِذَا أَرَادُوا أَنْ يُحَمِّقُوا إِنْسَانًا قَالُوا: ﴿رَاعِنَا﴾. لَا تَجْزِي لَا تُغْنِي ﴿ابْتَلَى﴾ اخْتَبَرَ. ﴿خُطُوَاتِ﴾ مِنَ الْخَطْوِ وَالْمَعْنَى آثَارَهُ.

مجاہد نے کہا: شیاطین سے ان کے دوست منافق اور مشرک مراد ہیں۔ "مُحِيطٌ بِالْكٰفِرِيْنَ" کے معنی اللہ کافروں کو اکٹھا کرنے والا ہے "عَلَى الْخَاشِعِيْنَ" میں خَاشِعِيْنَ سے مراد پکے ایماندار ہیں "بِقُوَّةٍ" یعنی اس پر عمل کر کے قوت سے یہی مراد ہے۔ ابو العالیہ نے کہا "مَرَضٌ" سے شک مراد ہے "صِبْغَةٌ" سے دین مراد ہے "وَمَا خَلْفَهَا" یعنی پچھلے لوگوں کے لیے عبرت جو باقی رہی "لَا شِيَةَ فِيْهَا" کا معنی اس میں سفیدی نہیں اور ابو العالیہ کے سوا نے کہا "يَسُوْمُوْنَكُمْ" کا معنی تم پر اٹھاتے تھے یا تم کو ہمیشہ تکلیف پہنچاتے تھے۔ اور (سورۂ کہف میں جو) "اَلْوَلَايَة" بفتح واؤ ہے جس کے معنی ربوبیت یعنی خدائی کے ہیں اور وِلَايَة بکسر واؤ اس کے معنی سرداری کے ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا جن جن اناجوں کو لوگ کھاتے ہیں ان کو فوم کہتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو ثوم پڑھا ہے یعنی لہسن کے معنی میں لیا ہے۔ "فَادَّارَأْتُمْ" کا معنی تم نے آپس میں جھگڑا کیا۔ قتادہ نے کہا "فَبَاءُوْا" یعنی لوٹ گئے اور قتادہ کے سوا دوسرے شخص (ابوعبیدہ) نے کہا "يَسْتَفْتِحُوْنَ" کا معنی مدد مانگتے تھے "شَرَوْا" کے معنی بیچا لفظ "رَاعِنَا" عونة سے نکالا ہے۔ عرب لوگ جب کسی کو احمق بناتے تو اس کو لفظ رَاعِنَا سے پکارتے لَا تَجْزِي کچھ کام نہ آئے گی "اِبْتَلٰى" کے معنی آزمایا جانچا "خُطُوَاتِ" لفظ خُطْوَة بمعنی قدم کی جمع ہے۔

تشریح: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ بقرہ کی تفسیر کے سلسلے میں یہ چند لفظ ذکر فرما کر ان کے مطالب کی وضاحت فرمائی ہے۔ جملہ الفاظ آیات سورۂ بقرہ میں اپنے اپنے مقامات پر ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔ لفظ راعن احمق کو کہتے ہیں اور جمہور نے لفظ راعنا بغیر تنوین کے پڑھا ہے۔ یہ مراعاۃ سے امر کا صیغہ ہے۔ ابو نعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نکالا کہ لفظ راعنا یہود کی زبان میں ایک گالی ہے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ مشہور انصاری صحابی نے کئی یہودیوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ لفظ کہتے سنا تو کہنے لگے کہ اگر تم میں سے پھر کوئی یہ لفظ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں زبان سے نکالے گا تو میں اس کی گردن مار دوں گا۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى:

﴿فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"اے لوگو! تم اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ حالانکہ تم جانتے ہو کہ اللہ کے ساتھ مخلوق کو شریک ٹھہرانا بہت ہی بڑا گناہ ہے۔"

٤٤٧٧ـ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ:

(۴۴۷۷) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے جریر نے

حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)). قُلْتُ: إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ، قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)). قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((أَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ)). [أطرافه في: ٤٧٦١، ٦٠٠١، ٦٨١١، ٦٨٦١، ٧٥٢٠، ٧٥٣٢]

[مسلم: ٢٥٧؛ ترمذي: ٣١٨٣]

بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابووائل نے، ان سے عمرو بن شرحبیل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: اللہ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ فرمایا: ''یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو برابر ٹھہراؤ حالانکہ اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا ہے۔'' میں نے عرض کیا: یہ تو واقعی سب سے بڑا گناہ ہے، پھر اس کے بعد کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ فرمایا: ''یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس خوف سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائیں گے۔'' میں نے پوچھا: اور اس کے بعد؟ فرمایا: ''یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی عورت سے زنا کرو۔''

تشریح: ند کہتے ہیں نظیر یعنی جوڑ اور برابر والے کو انداد اس کی جمع ہے۔ ند سے صرف یہی مراد نہیں ہے کہ اللہ کے سوا دوسرا کوئی اور خدا سمجھے کیونکہ عرب کے اکثر مشرک اور دوسرے ملکوں کے مشرکین بھی خدا کو ایک ہی سمجھتے تھے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ﴾ (۳۱/لقمان: ۲۵) یعنی اگر تم ان مشرکوں سے پوچھو کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا کون ہے؟ تو فوراً کہہ دیں گے کہ صرف اللہ پاک ہی خالق ہے۔ اس کہنے کے باوجود بھی اللہ نے ان کو مشرک قرار دیا۔ بات یہ ہے کہ اللہ کی جو صفات خاص ہیں جیسے محیط، سمیع، علیم، قدرت کاملہ، تصرف کامل ان صفات کو کوئی شخص کسی دوسرے کے لیے ثابت کرے، اس نے بھی اللہ کا ند یعنی برابر والا اس دوسرے کو ٹھہرایا مثلاً کوئی یوں سمجھے کہ فلاں پیر یا پیغمبر دور یا نزدیک ہر چیز کو دیکھ لیتے ہیں یا ہر بات ان کو معلوم ہو جاتی ہے یا وہ جو چاہیں سو کر سکتے ہیں تو وہ مشرک ہو گیا۔ اسی طرح جو کوئی اللہ کے سوا اور کسی کی پوجا پاٹ کرے، اس کے نام کا روزہ رکھے، اس کے نام پر جانور کاٹے، اس کی منت مانے، اس کی قبر پر نذر و نیاز چڑھائے، اس کا نام اٹھتے بیٹھتے یاد کرے، اس کے نام کا وظیفہ پڑھے وہ بھی مشرک ہو جاتا ہے۔ توحید یہ ہے کہ اللہ کے سوا نہ کسی اور کو پکارے نہ اس کی پوجا کرے بلکہ سب کو صرف اسی ایک اللہ کا محتاج سمجھے اور یہ اعتقاد رکھے کہ نفع و نقصان صرف ایک اللہ رب العالمین ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اولاد کا دینا، بارش برسانا، روزی میں فراخی عطا کرنا، مارنا، جلانا سب کچھ صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ اگر کوئی یہ چیزیں اللہ کے سوا اور کسی پیر، پیغمبر سے مانگے تو وہ بھی بت پرستوں ہی کی طرح مشرک ہو جاتا ہے۔ الغرض توحید کی دو قسمیں یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ ایک توحید ربوبیت ہے یعنی رب، خالق، مالک کے طور پر اللہ کو ایک جاننا جیسا کہ مشرکین مکہ کا قول نقل ہوا ہے۔ یہ توحید نجات کے لیے کافی نہیں ہے۔ دوسری قسم توحید الوہیت ہے یعنی بطور الٰہ، معبود، مسجود، صرف ایک اللہ رب العالمین کو ماننا۔ عبادت بندگی کی جس قدر قسمیں ہیں ان سب کو صرف ایک اللہ رب العالمین ہی کے لیے بجالانا اسی کو توحید الوہیت کہتے ہیں۔ یہی کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کا مطلب ہے اور تمام انبیائے کرام کی اولین دعوت یہی توحید الوہیت رہی ہے۔ وباللہ التوفیق۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى:

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾

''اور تم پر ہم نے بادل کا سایہ کیا، اور تم پر ہم نے من و سلویٰ اتارا اور کہا کہ کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں کو جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں، ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے خود ہی اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔'' آیت مذکورہ کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْمَنُّ صَمْغَةٌ. وَالسَّلْوَى الطَّيْرُ. میں مجاہد نے کہا کہ مَنّ ایک درخت کا گوند تھا اور سلوىٰ پرندے تھے۔

تشریح: اس کو فریابی نے وصل کیا ہے۔ اللہ نے بنی اسرائیل کو جنگل میں یہ دونوں چیزیں کھانے کو دیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا من درختوں پر جم جاتا وہ جتنا چاہتے اس میں سے کھاتے۔ سدی نے کہا وہ ترنجبین کی طرح کا تھا۔ واللہ اعلم۔

٤٤٧٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ، وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ)). [طرفاه في: ٤٦٣٩، ٥٧٠٨] [مسلم: ٥٣٤٢، ٥٣٤٣، ٥٣٤٤، ٥٣٤٥، ٥٣٤٦، ٥٣٤٧، ٥٣٤٨؛ ترمذي: ٢٠٦٧؛ ابن ماجه: ٣٤٥٤]

(۴۴۷۸) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبدالملک نے، ان سے عمرو بن حریث نے اور ان سے سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کماۃ (یعنی کھنبی) بھی من کی قسم ہے اور اس کا پانی آنکھ کی دوا ہے۔"

تشریح: ایک مشہور خودرو بوٹی ہے جو کھائی بھی جاتی ہے، آنکھ کے امراض میں اس کا پانی بہترین دوا ہے۔ حدیث میں من کا ذکر ہے یہی حدیث اور باب میں مطابقت ہے۔

بَابٌ: باب: (ارشادِ باری تعالیٰ)

﴿وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ﴾ الآيَةَ. رَغَدًا وَاسِعٌ كَثِيرٌ.

"اور جب ہم نے کہا کہ اس بستی میں داخل ہو جاؤ اور پوری کشادگی کے ساتھ جہاں چاہو اپنا رزق کھاؤ اور دروازے سے جھکتے ہوئے داخل ہونا، یوں کہتے ہوئے کہ اے اللہ! ہمارے گناہ معاف کر دے تو ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے اور خلوص کے ساتھ عمل کرنے والوں کے ثواب میں ہم زیادتی کریں گے۔" لفظ رَغَدًا کے معنی واسع کثیر کے ہیں یعنی بہت فراخ۔

٤٤٧٩۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قِيلَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ: ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ﴾ فَدَخَلُوا يَزْحَفُونَ عَلَى أَسْتَاهِهِمْ، فَبَدَّلُوا وَقَالُوا حِطَّةٌ: حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ)). [راجع: ٣٤٠٣]

(۴۴۷۹) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے، ان سے عبداللہ بن مبارک نے، ان سے معمر نے، ان سے ہمام بن منبہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بنی اسرائیل کو یہ حکم ہوا تھا کہ شہر کے دروازے میں جھکتے ہوئے داخل ہوں اور حطۃ کہتے ہوئے (یعنی اللہ! ہمارے گناہ معاف کر دے) لیکن وہ الٹے چوتڑوں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور کلمہ (حطۃ) کو بھی بدل دیا اور کہا کہ حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ یعنی دل لگی کے طور پر کہنے لگے کہ دانہ بالی کے اندر ہونا چاہیے۔"

تشریح: خلاصہ یہ کہ بنی اسرائیل نے اللہ کے حکم کو بدل دیا اور الٹا حکم الٰہی کا مذاق اڑانے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عذاب میں گرفتار ہوئے ایسے گستاخوں کی یہی سزا ہے۔

[بَابٌ] قَوْلُهُ: ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ﴾

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''کہہ دیں کہ جو کوئی جبرئیل سے عداوت رکھتا ہو......''

تشریح: مردود یہودی حضرت جبریل علیہ السلام کو اپنا دشمن سمجھتے کیونکہ انہوں نے کئی بار ان پر عذاب اتارا۔ بعض نے کہا اس وجہ سے کہ انہوں نے نبوت بنی اسرائیل میں سے نکال کر عرب لوگوں کو دے دی۔ بعض نے کہا کہ یہ یہودیوں کے راز پیغمبروں کو بتلا دیتے۔ غرض یہودی عجب بے وقوف لوگ تھے۔ بھلا حضرت جبریل علیہ السلام کو کیا مجال کہ وہ جو چاہیں از خود کر دکھلائیں۔ وہ تو اللہ کے فرمانبردار فرشتے ہیں۔ وہ اللہ کے حکم کے تابع ہیں۔ ان سے دشمنی رکھنا خود اللہ تعالیٰ ہی سے دشمنی رکھنے کے معنی میں ہے۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ: جَبْرٌ، وَمِيْكَ، وَسَرَافِ: عَبْدٌ. إِيْلٌ: اللَّهُ.

عکرمہ نے کہا کہ الفاظ جَبْر ، مِيْك اور سَرَاف تینوں کے معنی بندہ کے ہیں اور لفظ ایل عبرانی زبان میں اللہ کے معنی میں ہے۔

٤٤٨٠ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُنِيْرٍ، سَمِعَ عَبْدَاللَّهِ بْنَ بَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: سَمِعَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ سَلَامٍ، بِقُدُوْمِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِيْ أَرْضٍ يَخْتَرِفُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ فَمَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ؟ وَمَا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ وَمَا يَنْزِعُ الْوَلَدُ إِلَى أَبِيْهِ أَوْ إِلَى أُمِّهِ؟ قَالَ: ((أَخْبَرَنِيْ بِهِنَّ جِبْرِيْلُ آنِفًا)). قَالَ: جِبْرَئِيْلُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). قَالَ: ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ. فَقَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ: ((﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ﴾ أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ، وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوْتٍ، وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ، وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ نَزَعَتْ)). قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللَّهِ. يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ بُهْتٌ، وَإِنَّهُمْ إِنْ يَعْلَمُوْا

(۴۴۸۰) ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا، انہوں نے عبداللہ بن بکر سے سنا، اس نے کہا کہ مجھ سے حمید نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (جو یہود کے بڑے عالم تھے) نے رسول اللہ ﷺ کی (مدینہ) تشریف لانے کی خبر سنی تو وہ اپنے باغ میں پھل توڑ رہے تھے۔ وہ اسی وقت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں آپ سے ایسی تین چیزوں کے متعلق پوچھتا ہوں، جنہیں نبی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ بتلایئے! قیامت کی نشانیوں میں سب سے پہلی نشانی کیا ہے؟ اہل جنت کی ضیافت کے لیے سب سے پہلے کیا چیز پیش کی جائے گی؟ بچہ کب اپنے باپ کی صورت میں ہوگا اور کب اپنی ماں کی صورت پر؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ابھی جبرئیل نے آ کر ان کے متعلق بتایا ہے۔'' عبداللہ بن سلام بولے: جبرئیل علیہ السلام نے! فرمایا: ''ہاں!'' عبداللہ بن سلام نے کہا کہ وہ تو یہودیوں کے دشمن ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ﴾ اور ان کے سوالات کے جواب میں فرمایا: ''قیامت کی سب سے پہلی نشانی ایک آگ ہوگی جو انسانوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کر لائے گی۔ اہل جنت کی دعوت میں جو کھانا سب سے پہلے پیش کیا جائے گا وہ مچھلی کے جگر کا بڑھا ہوا حصہ ہوگا اور جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غلبہ کر جاتا ہے تو بچہ باپ کی شکل پر ہوتا ہے اور جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غلبہ کر جاتا ہے تو بچہ ماں کی شکل پر ہوتا ہے۔''

بِإِسْلَامِي قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ يَبْهَتُونِي. فَجَاءَتِ الْيَهُودُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُاللَّهِ فِيكُمْ)) قَالُوا: خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا، وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا. قَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ؟)) فَقَالُوا: أَعَاذَهُ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ. فَخَرَجَ عَبْدُاللَّهِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ. فَقَالُوا: شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا. وَانْتَقَصُوهُ. قَالَ: فَهَذَا الَّذِي كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُولَ اللَّهِ!

[راجع: ٣٣٢٩]

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بول اٹھے "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔" (پھر عرض کیا) یارسول اللہ! یہودی بڑی بہتان باز قوم ہے، اگر اس سے پہلے کہ آپ میرے متعلق ان سے کچھ پوچھیں، انہیں میرے اسلام کا پتہ چل گیا تو مجھ پر بہتان تراشیاں شروع کر دیں گے۔ بعد میں جب یہودی آئے تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: "عبداللہ تمہارے یہاں کیسے آدمی سمجھے جاتے ہیں؟" وہ کہنے لگے، ہم میں سب سے بہتر اور ہم میں سب سے بہتر کے بیٹے! ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "اگر وہ اسلام لے آئیں پھر تمہارا کیا خیال ہوگا؟" کہنے لگے، اللہ تعالیٰ اس سے انہیں پناہ میں رکھے۔ اتنے میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ظاہر ہو کر کہا کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے سچے رسول ہیں" اب وہی یہودی ان کے بارے میں کہنے لگے کہ یہ ہم میں سب سے بدتر ہے اور سب سے بدتر شخص کا بیٹا ہے اور ان کی توہین شروع کر دی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! یہی وہ چیز تھی جس سے میں ڈرتا تھا۔

تشریح: واقعہ میں حضرت جبریل علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ یہی حدیث اور باب میں مطابقت ہے۔ یہودیوں کی حماقت تھی کہ وہ جبریل علیہ السلام فرشتے کو اپنا دشمن کہتے تھے۔ حالانکہ فرشتے اللہ کے حکم کے تابع ہیں اور جو کچھ حکم الٰہی ہوتا ہے وہ بجالاتے ہیں۔

[بَابُ قَوْلِهِ]: ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا﴾

باب: اللہ تعالیٰ کے ارشاد: "ہم اپنی جس آیت کو منسوخ کر دیتے یا بھلا دیتے ہیں"

تشریح: یعنی "ہم جب بھی کسی آیت کو منسوخ کر دیتے یا اسے بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر آیات لاتے ہیں۔"

٤٤٨١ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: أَقْرَؤُنَا أُبَيٌّ، وَأَقْضَانَا عَلِيٌّ، وَإِنَّا لَنَدَعُ مِنْ قَوْلِ أُبَيٍّ، وَذَاكَ أَنَّ أُبَيًّا يَقُولُ: لَا أَدَعُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ

(۴۴۸۱) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے حبیب نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم میں سب سے بہتر قاری قرآن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں اور ہم میں سب سے زیادہ علی رضی اللہ عنہ میں قضا یعنی فیصلے کرنے کی صلاحیت ہے۔ اس کے باوجود ہم ابی رضی اللہ عنہ کی اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتے جو ابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے

قَالَ اللّٰهُ: ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا﴾.

[طرفه في: ٥٠٠٥]

رسول اللہ ﷺ سے جن آیات کی بھی تلاوت سنی ہے، میں انہیں نہیں چھوڑ سکتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا﴾ الخ ''ہم نے جو آیت منسوخ کی یا اسے بھلایا تو پھر اس سے اچھی آیت لائے۔''

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ گو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ قرآن مجید کے قاری ہیں مگر بعض آیتیں وہ ایسی بھی پڑھتے ہیں جن کی تلاوت منسوخ ہوگئی ہے کیونکہ ان کو نسخ کی خبر نہیں پہنچی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ کوئی کیسا ہی بڑا عالم ہو مگر اس کی سب باتیں ماننے کے قابل نہیں ہوتیں۔ خطا اور لغزش ہر ایک عالم سے ممکن ہے۔ بڑا ہو یا چھوٹا، معصوم عن الخطا صرف اللہ کے نبی و رسول ﷺ ہیں جو براہ راست اللہ سے ہمکلامی کا شرف پاتے ہیں، باقی کوئی نہیں ہے۔ مقلدین ائمہ اربعہ کو اس سے سبق لینا چاہیے۔ جن کی تقلید پر جمود نے مذاہب اربعہ کو ایک مستقل چار دینوں کی حیثیت دے رکھی ہے۔ ہر حنفی، شافعی کو بنظر حقارت دیکھتا ہے اور ہر شافعی، حنفی کو دیکھ کر چراغ پا ہو جاتا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ یہ کس قدر افسوسناک بات ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ ہرگز ایسا تصور نہیں رکھتے تھے کہ ان کے ناموں پر فقہی مسلک کو ایک مستقل دین کی حیثیت دے کر امت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ کہنے والے نے سچ کہا ہے:

دین حق را چار مذہب ساختند رخنہ در دین نبی انداختند

ہر امام بزرگ کا یہی آخری قول ہے کہ اصل دین قرآن و حدیث ہیں جو ان کی بات قرآن و حدیث کے موافق ہو، سر آنکھوں سے قبول کی جائے، جو بات ان کی قرآن و حدیث کے خلاف ہو اسے چھوڑ دیا جائے اور یہی عقیدہ رکھا جائے کہ غلطی کا امکان ہر کسی سے ہے صرف انبیا و رسل ہی معصوم عن الخطا ہوتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ﴾

باب: اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''اور انہوں نے کہا اللہ نے کوئی اولاد بنا رکھی ہے، وہ پاک ہے''

تشریح: اور ان ''عیسائیوں'' نے کہا کہ اللہ نے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا) بیٹا بنایا ہے۔ یہ عیسائیوں کا کہنا بہت ہی غلط ہے اور اللہ پاک اس سے بالکل پاک ہے کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے۔

٤٤٨٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي الْحُسَيْنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ: كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ، وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ، فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَزَعَمَ أَنِّي لَا أَقْدِرُ أَنْ أُعِيدَهُ كَمَا كَانَ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: لِي وَلَدٌ، فَسُبْحَانِي أَنْ أَتَّخِذَ صَاحِبَةً أَوْ وَلَدًا)).

(۴۴۸۲) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن ابی حسین نے، ان سے نافع بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ابن آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اس کے لیے یہ مناسب نہیں تھا۔ اس نے مجھے گالی دی، حالانکہ اس کے لیے یہ مناسب نہ تھا۔ اس کا مجھے جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں اسے دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں ہوں اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ میرے لیے اولاد بتاتا ہے، میری ذات اس سے پاک ہے کہ میں اپنے لیے بیوی یا اولاد بناؤں۔''

تشریح: نجران کے نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا اور مکہ کے مشرک فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بتلایا کرتے تھے۔ ان کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے یہ

آیت نازل فرمائی بہت سی مشرک قوموں میں ایسے غلط تصورات مختلف شکلوں میں آج بھی موجود ہیں۔ مگر یہ سب تصورات باطلہ ہیں۔ اللہ کی ذات کے بارے میں صحیح ترین تصور وہی ہے جو اسلام نے پیش کیا ہے جس کا ذکر سورۂ اخلاص میں ہے۔

[بَابُ قَوْلِهِ]: ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾

باب: اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''اور تم ابراہیم کی جائے قیام کو نماز کی جگہ بناؤ''

﴿مَثَابَةً﴾: يَثُوْبُوْنَ يَرْجِعُوْنَ.

مثابہ سے یثوبون جس کے معنی لوٹنے کے ہیں۔

تشریح: یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو تم بھی اپنے لیے جائے نماز بنالو اور اس سورہ میں مثابة کا جو لفظ ہے اس کے معنی مرجع یعنی لوٹنے کی جگہ کے ہیں۔ اسی سے لفظ یثوبون ہے جس کے معنی بھی لوٹنے کے ہیں۔

٤٤٨٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: وَافَقْتُ اللَّهَ فِيْ ثَلَاثٍ۔ أَوْ وَافَقَنِيْ رَبِّيْ فِيْ ثَلَاثٍ۔ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! لَوِ اتَّخَذْتَ مَقَامَ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ وَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْحِجَابِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الْحِجَابِ قَالَ: وَبَلَغَنِيْ مُعَاتَبَةُ النَّبِيِّ ﷺ بَعْضَ نِسَاءِهِ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِنَّ قُلْتُ: إِنِ انْتَهَيْتُنَّ أَوْ لَيُبَدِّلَنَّ اللَّهُ رَسُوْلَهُ خَيْرًا مِنْكُنَّ. حَتَّى أَتَيْتُ إِحْدَى نِسَاءِهِ، قَالَتْ: يَا عُمَرُ! أَمَا فِيْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ مَا يَعِظُ نِسَاءَهُ حَتَّى تَعِظَهُنَّ أَنْتَ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ﴾ الْآيَةَ. [التحريم: ٥]

[راجع: ٤٠٢]

(۴۴۸۳) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے حمید طویل نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تین مواقع پر اللہ تعالیٰ کے نازل ہونے والے حکم سے میری رائے نے پہلے ہی موافقت کی یا میرے رب نے تین مواقع پر میری رائے کے موافق حکم نازل فرمایا۔ میں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ! کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ مقام ابراہیم کو طواف کے بعد نماز پڑھنے کی جگہ بناتے تو اللہ تعالیٰ نے ''وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى'' آیت نازل فرمائی۔ اور میں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ! آپ کے گھر میں اچھے اور برے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں۔ کیا اچھا ہوتا کہ آپ امہات المومنین کو پردہ کا حکم دیتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب (پردہ کی آیت) نازل فرمائی اور انہوں نے بیان کیا کہ مجھے بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے نبی کریم ﷺ کی خفگی کی خبر ملی۔ میں ان کے یہاں گیا اور ان سے کہا کہ تم باز آ جاؤ، ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیویاں حضور ﷺ کے لیے بدل دے گا۔ بعد میں ازواج مطہرات میں سے ایک کے یہاں گیا وہ مجھ سے کہنے لگیں کہ عمر! رسول اللہ ﷺ نے تو اپنی ازواج کو اتنی نصیحتیں نہیں کرتے جتنی تم انہیں کرتے رہتے ہو۔ آخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''کوئی تعجب نہ ہونا چاہیے اگر اس نبی کا رب تمہیں طلاق دلا دے اور دوسری مسلمان بیویاں تم سے بہتر بدل دے'' آخر آیت تک۔

وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ، سَمِعْتُ أَنَسًا، عَنْ عُمَرَ.

اور ابن مریم نے بیان کیا، انہیں یحییٰ بن ایوب نے خبر دی، ان سے حمید نے بیان کیا اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔

تشریح: کعبہ میں صرف ایک ہی مصلیٰ مقام ابراہیم تھا، مگر صد افسوس! کہ امت نے کعبہ کو تقسیم کر کے اس میں چار مصلے قائم کر دیئے اور امت کو چار حصوں میں تقسیم کر کے رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ حکومت سعودیہ عربیہ کو ہمیشہ قائم رکھے جس نے پھر اسلام اور کعبہ کی وحدت کو قائم کرنے کے لیے امت کو ایک ہی اصل مقام پر جمع کر کے فالتو مصلوں کو ختم کیا۔ خلدها الله تعالىٰ۔ آمین

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى:

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾

''اور جب ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے (اور یہ دعا کرتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے رب! ہماری اس خدمت کو قبول فرما کہ تو خوب سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔''

الْقَوَاعِدُ: أَسَاسُهُ، وَاحِدَتُهَا قَاعِدَةٌ، ﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ﴾ وَاحِدُهَا قَاعِدٌ.

قواعد کے معنی بنیادیں اس کا واحد قاعدہ آتا ہے اور عورتوں کے بارے میں جب لفظ قواعد بولتے ہیں تو اس کا واحد قاعد آتا ہے۔

٤٤٨٤ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ، أَنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، أَخْبَرَ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عُمَرَ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكِ بَنَوُا الْكَعْبَةَ وَاقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ؟)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ؟ قَالَ: ((لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ)). فَقَالَ عَبْدُاللَّهِ ابْنُ عُمَرَ: لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا أُرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ، إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ.

(۴۴۸۴) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سالم بن عبداللہ نے، ان سے عبداللہ بن محمد بن ابی بکر نے، ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دیکھتی نہیں کہ جب تمہاری قوم (قریش) نے کعبہ کی تعمیر کی تو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں سے اسے کم کر دیا۔'' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! پھر آپ ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں کے مطابق پھر سے کعبہ کی تعمیر کیوں نہیں کروا دیتے؟ آپ نے فرمایا: ''اگر تمہاری قوم ابھی نئی نئی کفر سے نکلی نہ ہوتی (تو میں ایسا ہی کرتا)'' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ حضور ﷺ نے ان دو رکنوں کا جو حطیم کے قریب ہیں (طواف کے وقت) چھونا اس لیے چھوڑا تھا کہ بیت اللہ کی تعمیر ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد کے مطابق مکمل نہیں تھی۔

[راجع: ١٢٦]

تشریح: حدیث اور باب میں وجہ مطابقت یہ کہ اس میں ابراہیمی بنیادوں کا ذکر ہوا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''کہہ دو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر جو ہماری طرف نازل ہوا''

تشریح: یعنی ''اور کہو تم کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر جو ہماری طرف نازل کی گئی یعنی قرآن مجید۔''

٤٤٨٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَؤُوْنَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ، وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُصَدِّقُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ، وَقُوْلُوْا: ﴿آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ﴾))

(۴۴۸۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا، انہیں علی بن مبارک نے خبر دی، انہیں یحییٰ بن ابی کثیر نے، انہیں ابوسلمہ نے کہ ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اہل کتاب (یہودی) تورات کو خود عبرانی زبان میں پڑھتے ہیں لیکن مسلمانوں کے لیے اس کی تفسیر عربی میں کرتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب بلکہ یہ کہا کرو: ''آمنا باللہ وما انزل الینا'' یعنی ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس چیز پر جو ہماری طرف نازل کی گئی ہے۔''

الآيَة: [البقرة: ١٣٦] [طرفاه في: ٧٣٦٢، ٧٥٤٢]

تشریح: ترجمہ اوپر گزر چکا ہے۔ وما انزل سے مراد قرآن مجید ہے جو پہلی ساری کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ اہل کتاب کی جن باتوں کا قرآن میں رد موجود ہے وہ ضرور قابل تکذیب ہیں اور جن کے متعلق خاموشی ہے، ان کے بارے میں یہ اصول ہے جو بیان ہوا۔ آج کل کے اہل کتاب بہت زیادہ گمراہی میں گرفتار ہیں۔ لہٰذا وہ اس حدیث کے مصداق بہت ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ: | باب: فرمانِ الٰہی:

﴿سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِيْ مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ﴾ الآيَةَ.

''بہت جلد بے وقوف لوگ کہنے لگیں گے کہ مسلمانوں کو ان کے پہلے قبلہ سے کس چیز نے پھیر دیا۔ آپ کہہ دیں کہ اللہ ہی کے لیے سب مشرق ومغرب ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت کر دیتا ہے۔''

تشریح: صراط مستقیم عقیدہ توحید واعمال صالحہ واخلاق فاضلہ پر مشتمل وہ راستہ جو انبیا، صدیقین، شہدا، صالحین کا راستہ ہے۔ یہاں اشارہ خانہ کعبہ کی طرف ہے جس کو قبلہ تسلیم کرنا بھی ضمنی طور پر صراط مستقیم ہے۔ تحویل قبلہ سے اسلامی دنیا کو جو روحانی وملی یکجہتی حاصل ہوئی ہے وہ اقوام عالم میں ایک بے نظیر حقیقت ہے۔ تفصیل کے لیے تشریح کچھ احادیث کے بعد آنے والی حدیث میں ملاحظہ ہو۔

٤٤٨٦۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، سَمِعَ زُهَيْرًا، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَكَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ تَكُوْنَ قِبْلَتُهُ قِبَلَ الْبَيْتِ، وَإِنَّهُ صَلَّى- أَوْ صَلَّاهَا-

(۴۴۸۶) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا میں نے زہیر سے سنا، انہوں نے ابواسحاق سے اور انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے سولہ یا سترہ مہینے تک نماز پڑھی لیکن آپ چاہتے تھے کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ (کعبہ) ہو جائے (آخر ایک دن اللہ کے حکم سے) آپ نے عصر کی نماز (بیت اللہ کی طرف رخ کر کے)

صَلَاةَ الْعَصْرِ، وَصَلَّى مَعَهُ قَوْمٌ، فَخَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ صَلَّى مَعَهُ، فَمَرَّ عَلَى أَهْلِ الْمَسْجِدِ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ قَالَ: أَشْهَدُ بِاللَّهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قِبَلَ مَكَّةَ، فَدَارُوْا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ، وَكَانَ الَّذِيْ مَاتَ عَلَى الْقِبْلَةِ قَبْلَ أَنْ تُحَوَّلَ قِبَلَ الْبَيْتِ رِجَالٌ قُتِلُوْا لَمْ نَدْرِ مَا نَقُوْلُ فِيْهِمْ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ [راجع: ٤٠]

پڑھی اور آپ کے ساتھ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی پڑھی۔ جن صحابہ نے یہ نماز آپ کے ساتھ پڑھی تھی، ان میں ایک صحابی مدینہ کی ایک مسجد کے قریب سے گزرے۔ اس مسجد میں لوگ رکوع میں تھے، انہوں نے اس پر کہا کہ میں اللہ کا نام لے کر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے، تمام نمازی اسی حالت میں بیت اللہ کی طرف پھر گئے۔ اس کے بعد لوگوں نے کہا کہ جو لوگ کعبہ کے قبلہ ہونے سے پہلے انتقال کر گئے۔ ان کے متعلق ہم کیا کہیں۔ (ان کی نمازیں قبول ہوئیں یا نہیں؟) اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''اللہ ایسا نہیں کہ تمہاری عبادات کو ضائع کرے، بے شک اللہ اپنے بندوں پر بہت بڑا مہربان اور بڑا رحیم ہے۔''

تشریح: یہ حدیث کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے یعنی اللہ ایسا نہیں کرے گا کہ تمہاری نمازوں کو جو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی گئی ہیں ضائع کر دے، ان کا ثواب نہ دے۔ ہوا یہ کہ جب قبلہ بدلا تو مشرکین مکہ کہنے لگے کہ اب محمد ﷺ رفتہ رفتہ ہمارے طریقہ پر آ چلے ہیں۔ چند روز میں یہ پھر اپنا آبائی دین اختیار کر لیں گے۔ منافق کہنے لگے کہ اگر پہلا قبلہ حق تھا تو یہ دوسرا قبلہ باطل ہے؟ اہل کتاب کہنے لگے اگر یہ سچے پیغمبر ہوتے تو اگلے پیغمبروں کی طرح اپنا قبلہ بیت المقدس ہی کو بناتے۔ اسی قسم کی بے ہودہ باتیں بنانے لگے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیات: ﴿سَيَقُوْلُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ﴾ (۲/البقرۃ:۱۴۲) کو نازل فرمایا۔ آیت میں لفظ عبادت کو ایمان کہا گیا ہے جس سے اعمال صالحہ اور ایمان میں یکسانیت ثابت ہوتی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾

''اور اسی طرح ہم نے تم کو ''امت وسط'' یعنی (امت عادل) بنایا، تا کہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تم پر گواہ رہیں۔''

٤٤٨٧ـ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ رَاشِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، وَأَبُوْ أُسَامَةَ. وَاللَّفْظُ لِجَرِيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ. وَقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ. عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((يُدْعَى نُوْحٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَبِّ. فَيَقُوْلُ: هَلْ بَلَّغْتَ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ. فَيُقَالُ لِأُمَّتِهِ: هَلْ بَلَّغَكُمْ؟

(۴۴۸۷) ہم سے یوسف بن راشد نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر اور ابو اسامہ نے بیان کیا۔ (حدیث کے الفاظ جریر کی روایت کے مطابق ہیں) ان سے اعمش نے، ان سے ابو صالح نے اور ابو اسامہ نے بیان کیا (یعنی اعمش کے واسطہ سے کہ) ہم سے ابو صالح نے بیان کیا اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا۔ وہ عرض کریں گے: لبیک وسعدیک، یارب! اللہ رب العزت فرمائے گا، کیا تم نے میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ نوح علیہ السلام عرض کریں گے کہ میں نے پہنچا دیا تھا، پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا، کیا

فَيَقُوْلُوْنَ: مَا أَتَانَا مِنْ نَذِيْرٍ. فَيَقُوْلُ: مَنْ يَشْهَدُ لَكَ؟ فَيَقُوْلُ: مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ. فَتَشْهَدُوْنَ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا. فَذَلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾) وَالْوَسَطُ: الْعَدْلُ. [راجع: ٣٣٣٩]

انہوں نے میرا پیغام پہنچادیا تھا؟ وہ لوگ کہیں گے کہ ہمارے یہاں کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا (نوح علیہ السلام سے) کہ آپ کے حق میں کوئی گواہی بھی دے سکتا ہے؟ وہ کہیں گے کہ محمد (ﷺ) اور ان کی امت میری گواہ ہے چنانچہ حضور ﷺ کی امت ان کے حق میں گواہی دے گی کہ انہوں نے پیغام دیا تھا اور رسول (یعنی حضور ﷺ) اپنی امت کے حق میں گواہی دیں گے (کہ انہوں نے سچی گواہی دی ہے) یہی مراد ہے اللہ کے اس ارشاد سے کہ ''اور اسی طرح ہم نے تم کو امت وسط بنایا تا کہ تم لوگوں کے لیے گواہی دو اور رسول تمہارے لیے گواہی دیں۔'' (آیت میں) لفظ وسط کے معنی عادل منصف، بہتر کے ہیں۔

تشریح: یہ جملہ حدیث میں داخل ہے راوی کا کلام نہیں ہے۔ وسط کے معنی بہتر کے ہیں۔ عرب لوگ کہتے ہیں۔ فلان وسط فی قومه یعنی فلاں اپنی قوم میں سب سے بہتر آدمی ہے۔ ابو معاویہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پروردگار پوچھے گا تم کو کیسے معلوم ہوا؟ وہ عرض کریں گے ہمارے رسول کریم ﷺ نے ہم کو خبر دی تھی کہ اگلے پیغمبروں نے اپنی اپنی امتوں کو اللہ کے حکم پہنچا دیئے اور ان کی خبر سچی ہے۔ اس حدیث سے یہ قانون نکلا کہ اگر سنی ہوئی بات کا یقین ہو جائے تو اس کی گواہی دینا درست ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقِبَيْهِ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللَّهُ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيْعَ إِيْمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾

''اور جس قبلہ پر آپ اب تک تھے، اسے تو ہم نے اسی لیے رکھا تھا کہ ہم جان لیں رسول کی اتباع کرنے والے کو، الٹے پاؤں واپس چلے جانے والوں میں سے۔ یہ حکم بہت بھاری ہے مگر ان لوگوں پر نہیں جنہیں اللہ نے راہ دکھادی ہے اور اللہ ایسا نہیں کہ ضائع ہو جانے دے، تمہارے ایمان (یعنی پہلی نمازوں) کو اور اللہ تو لوگوں پر بڑا ہی مہربان ہے۔''

٤٤٨٨ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: بَيْنَا النَّاسُ يُصَلُّوْنَ الصُّبْحَ فِيْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ إِذْ جَاءَ جَاءٍ فَقَالَ: أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قُرْآنًا أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا. فَتَوَجَّهُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ. [راجع: ٤٠٣]

(۴۴۸۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک صاحب آئے اور انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر ''قرآن'' نازل کیا ہے کہ آپ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کریں، لہٰذا آپ لوگ بھی کعبہ کی طرف رخ کرلیں۔ سب نمازی اسی وقت کعبہ کی طرف پھر گئے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: فرمانِ الٰہی:

﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ﴾ إِلَى ﴿عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾

''بے شک ہم نے دیکھ لیا آپ کے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا۔ سو ہم آپ کو ضرور پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جسے آپ چاہتے ہیں۔'' آخر آیت ''عَمَّا تَعْمَلُوْنَ'' تک۔

٤٤٨٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمْ يَبْقَ مِمَّنْ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ غَيْرِيْ.

(۴۴۸۹) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے سوا، ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی اور کوئی اب زندہ نہیں رہا۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا انتقال جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آخر میں ہوا ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بعد کوئی صحابی دنیا میں زندہ نہیں رہا تھا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿إِنَّكَ إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِيْنَ﴾ الآيَةَ.

''اور اگر آپ ان لوگوں کے سامنے جنہیں کتاب مل چکی ہے، ساری دلیلیں لے آئیں جب بھی یہ آپ کے قبلہ کی طرف منہ نہ کریں گے۔'' آخر آیت ''اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ'' تک۔

٤٤٩٠۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: بَيْنَمَا النَّاسُ فِي الصُّبْحِ بِقُبَاءٍ جَاءَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ، وَأُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ أَلَا فَاسْتَقْبِلُوْهَا. وَكَانَ وَجْهُ النَّاسِ إِلَى الشَّأْمِ فَاسْتَدَارُوْا بِوُجُوْهِهِمْ إِلَى الْكَعْبَةِ.

[راجع: ٤٠٣]

(۴۴۹۰) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک صاحب وہاں آئے اور کہا کہ رات رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوا ہے کہ (نماز میں) کعبہ کی طرف منہ کریں، پس آپ لوگ بھی اب کعبہ کی طرف رخ کر لیں۔ راوی نے بیان کیا کہ لوگوں کا منہ اس وقت شام (بیت المقدس) کی طرف تھا، اسی وقت لوگ کعبہ کی طرف پھر گئے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿الَّذِيْنَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُوْنَهُ كَمَا يَعْرِفُوْنَ أَبْنَآءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ﴾.

''جن لوگوں کو ہم کتاب دے چکے ہیں، وہ آپ کو پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بیشک ان میں کے کچھ لوگ البتہ چھپاتے ہیں حق کو۔'' آخر آیت ''مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ'' تک۔

تشریح: کتب سابقہ کی بنا پر اہل کتاب کو خوب معلوم تھا کہ حضرت محمد ﷺ وہی سچے رسول ہیں جن کی پیش گوئی ان کی کتابوں میں موجود ہے۔ وہ اپنے بیٹوں کی طرح صداقت محمدی ﷺ کو جانتے تھے مگر حسد اور بغض و عناد نے ان کو اسلام قبول کرنے سے دور رکھا۔ آیت میں یہی مضمون بیان ہو رہا ہے۔

٤٤٩١ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ، وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا. وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّأْمِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ. [راجع:٤٠٣]

(۴۴۹۱) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک صاحب (مدینہ سے) آئے اور کہا کہ رات رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوا ہے اور آپ کو حکم ہوا ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کر لیں، اس لیے آپ لوگ بھی کعبہ کی طرف پھر جائیں۔ اس وقت ان کا منہ شام کی طرف تھا۔ چنانچہ سب نمازی کعبہ کی طرف پھر گئے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَمَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾.

"اور ہر ایک کے لیے کوئی رخ ہوتا ہے، جدھر وہ متوجہ رہتا ہے، سو تم نیکیوں کی طرف بڑھو، تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تم سب کو پالے گا، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

٤٤٩٢ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ- أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ- شَهْرًا، ثُمَّ صَرَفَهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ.

[راجع: ٤٠] [مسلم: ١١٧٧؛ نسائي: ٤٨٧]

(۴۴۹۲) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا، کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ پھر اللہ نے ہمیں کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ﴾

﴿شَطْرَهُ﴾: تِلْقَاؤُهُ.

"اور آپ جس جگہ سے بھی باہر نکلیں نماز میں اپنا منہ مسجد حرام کی طرف موڑ لیا کریں اور یہ حکم آپ کے پروردگار کی طرف سے بالکل حق ہے اور اللہ اس سے بے خبر نہیں، جو تم کر رہے ہو۔"

لفظ "شطرہ" کے معنی قبلہ کی طرف کے ہیں۔

٤٤٩٣ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: بَيْنَا النَّاسُ فِي الصُّبْحِ بِقُبَاءٍ إِذْ

(۴۴۹۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ لوگ قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک صاحب آئے اور کہا کہ رات قرآن نازل ہوا

جَاءَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ: أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ، فَأُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ، فَاسْتَقْبِلُوهَا. وَاسْتَدَارُوا كَهَيْئَتِهِمْ، فَتَوَجَّهُوا إِلَى الْكَعْبَةِ وَكَانَ وَجْهُ النَّاسِ إِلَى الشَّأْمِ. [راجع:٤٠٣]

ہے اور کعبہ کی طرف منہ کر لینے کا حکم ہوا ہے۔ اس لیے آپ لوگ بھی کعبہ کی طرف منہ کر لیں اور جس حالت میں ہیں، اسی طرح اس کی طرف متوجہ ہو جائیں (یہ سنتے ہی) تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کعبہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس وقت لوگوں کا منہ شام کی طرف تھا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: رب کریم کا فرمان:

﴿وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾

"اور آپ جس جگہ سے بھی باہر نکلیں، اپنا منہ بوقت نماز مسجد حرام کی طرف موڑ لیا کریں اور تمام لوگ بھی جہاں کہیں ہوں اپنا منہ اس کی طرف موڑ لیا کریں" آخر آیت "لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ" تک۔

٤٤٩٤ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: بَيْنَمَا النَّاسُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ بِقُبَاءٍ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ، وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ، فَاسْتَقْبِلُوهَا. وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّأْمِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْقِبْلَةِ. [راجع: ٤٠٣]

(۴۴۹۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابھی لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز پڑھ ہی رہے تھے کہ ایک آنے والے صاحب آئے اور کہا کہ رات کو رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوا ہے اور آپ کو کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔ اس لیے آپ لوگ بھی اسی طرف منہ کر لیں۔ وہ لوگ شام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے لیکن اسی وقت کعبہ کی طرف پھر گئے۔

تشریح: تحویل قبلہ پر ایک تبصرہ: نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جس بارے میں کوئی حکم الٰہی موجود نہ ہوتا، اس میں آپ اہل کتاب سے موافقت فرمایا کرتے تھے۔ نماز آغاز نبوت ہی سے فرض ہو چکی تھی۔ مگر قبلہ کے متعلق کوئی حکم نازل نہ ہوا تھا۔ اس لیے مکہ کی تیرہ سالہ اقامت کے عرصہ میں نبی ﷺ نے بیت المقدس ہی کو قبلہ بنائے رکھا۔ مدینہ میں پہنچ کر بھی یہی عمل رہا، مگر ہجرت کے دوسرے سال یا ۱۷ ماہ کے بعد اللہ نے اس بارے میں حکم نازل فرمایا۔ یہ حکم نبی ﷺ کی دلی منشا کے موافق تھا کیونکہ آپ دل سے چاہتے تھے کہ مسلمانوں کا قبلہ وہ مسجد بنائی جائے جس کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ جسے مکعب شکل کی عمارت ہونے کی وجہ سے کعبہ اور صرف عبادت الٰہی کے لیے بنائے جانے کی وجہ سے بیت اللہ اور عظمت اور حرمت کی وجہ سے مسجد الحرام کہا جاتا تھا۔ اس حکم میں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نازل فرمایا ہے۔

① یہ بھی بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو جملہ جہات سے یکساں نسبت ہے۔ ﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ﴾ (۲/البقرۃ:۱۱۵) اور ﴿وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا ۚ﴾ (۲/البقرۃ:۱۴۸)

② اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ عبادت کے لیے کسی نہ کسی طرف کا مقرر کر لینا طبقات دوم میں شائع رہا ہے: ﴿وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا﴾ (۲/البقرۃ:۱۴۸)

③ اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کسی طرف منہ کر لینا اصل عبادت سے کچھ تعلق نہیں رکھتا: ﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ﴾ (۲/البقرۃ:۱۷۷)

④ اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تعیین قبلہ کا بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ متبعین رسول ﷺ کے لیے ایک ممیز عادت قرار دی جائے: ﴿لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقِبَيْهِ﴾ (۲/البقرۃ:۱۴۳) یہی وجہ تھی کہ جب تک نبی ﷺ مکہ میں رہے، اس وقت تک بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ رہا کیونکہ

مشرکین مکہ بیت المقدس کے احترام کے قائل نہ تھے اور کعبہ کو تو انہوں نے خود ہی اپنا بڑا معبد بنا رکھا تھا۔ اس لیے شرک چھوڑ دینے اور اسلام قبول کرنے کی بین علامت مکہ میں یہی رہی کہ مسلمان ہونے والا بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرے۔ جب نبی کریم ﷺ مدینہ پہنچے وہاں زیادہ تر یہودی یا عیسائی ہی آباد تھے وہ مکہ کی مسجد الحرام کی عظمت کے قائل نہ تھے اور بیت المقدس کو تو وہ بیت ایل یا ہیکل تسلیم کرتے ہی تھے۔ اس لیے مدینہ میں اسلام قبول کرنے اور آبائی مذہب چھوڑ کر مسلمان بننے کی علامت یہ قرار پائی کہ مکہ کی مسجد الحرام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جایا کرے۔ حکم الٰہی کے مطابق یہی مسجد ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کا قبلہ قرار پائی۔ اس مسجد کو قبلہ قرار دینے کی وجہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی بیان فرما دی ہے: ﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِينَ﴾ (۳/آل عمران:۹۶) یہ مسجد دنیا کی سب سے پہلی عمارت ہے جو خالص عبادت الٰہی کی غرض سے بنائی گئی ہے۔ چونکہ اسے تقدیم زمانی اور عظمت تاریخی حاصل ہے۔ اس لیے اس کو قبلہ بنایا جانا مناسب ہے: ﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرٰهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمٰعِيلُ﴾ (۲/البقرۃ:۱۲۷) دوم یہ کہ اس مسجد کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور حضرت ابراہیم ہی یہودیوں، عیسائیوں، اور مسلمانوں کے جداعلیٰ ہیں۔ اس لیے ان شاندار قوموں کے پدر بزرگوار کی مسجد کو قبلہ قرار دینا گویا اقوام ثلاثہ کو اتحاد نسبی و جسمانی کی یاد دلا کر اتحاد روحانی کے لیے دعوت دینا اور متحد بن جانے کا پیغام ﴿ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً﴾ (۲/البقرۃ:۲۰۸) بنا دینا تھا۔ (از افادات حضرت قاضی سید سلیمان صاحب منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ)

بَابُ قَوْلِهِ: باب: فرمانِ الٰہی:

﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ﴾

"صفا اور مروہ بے شک اللہ کی یادگار چیزوں میں سے ہیں۔ پس جو کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کے درمیان سعی کرے اور جو کوئی خوشی سے اور کوئی نیکی زیادہ کرے سو اللہ تو بڑا قدردان، بڑا ہی علم رکھنے والا ہے۔"

﴿شَعَائِرُ﴾: عَلَامَاتٌ، وَاحِدُهَا شَعِيرَةٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الصَّفْوَانُ: الْحَجَرُ. وَيُقَالُ: الْحِجَارَةُ الْمُلْسُ الَّتِي لَا تُنْبِتُ شَيْئًا، وَالْوَاحِدَةُ صَفْوَانَةٌ بِمَعْنَى الصَّفَا، وَالصَّفَا لِلْجَمِيعِ.

شعائر کے معنی علامات کے ہیں۔ اس کا واحد شعرہ ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ صفوان ایسے پتھر کو کہتے ہیں جس پر کوئی چیز نہ اگتی ہو۔ واحد صفوانہ ہے، صفا ہی کے معنی میں اور صفا جمع کے لیے آتا ہے۔

٤٤٩٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السِّنِّ: أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ فَمَا أُرَى عَلَى أَحَدٍ شَيْئًا أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا. فَقَالَتْ عَائِشَةُ:

(۴۴۹۵) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا (ان دنوں میں نو عمر تھا) کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے: "صفا اور مروہ بے شک اللہ کی یادگار چیزوں میں سے ہیں۔ پس جو کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کے درمیان آمد و رفت (یعنی سعی) کرے۔" میرا خیال ہے کہ اگر کوئی ان کی سعی نہ کرے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہونا چاہیے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ

كَلَّا لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُوْلُ، كَانَتْ: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا، إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي الْأَنْصَارِ، كَانُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ، وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ، وَكَانُوْا يَتَحَرَّجُوْنَ أَنْ يَطُوْفُوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾. [راجع: ١٦٤٣]

ہرگز نہیں، جیسا کہ تمہارا خیال ہے، اگر مسئلہ یہی ہوتا تو پھر واقعی ان کے سعی نہ کرنے میں کوئی گناہ نہ تھا۔ لیکن یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی (اسلام سے پہلے) انصار منات بت کے نام سے احرام باندھتے تھے، یہ بت مقام قدید میں رکھا ہوا تھا اور انصار صفا اور مروہ کی سعی کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ جب اسلام آیا تو انہوں نے سعی کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''صفا اور مروہ بے شک اللہ کی یادگار چیزوں میں سے ہیں، سو جو کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی بھی گناہ نہیں کہ ان دونوں کے درمیان سعی کرے۔''

٤٤٩٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ، سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، عَنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. فَقَالَ: كُنَّا نَرَى أَنَّهُمَا مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ أَمْسَكْنَا عَنْهُمَا، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ [راجع: ١٦٤٨]

(۴۴۹۶) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عاصم بن سلیمان نے بیان کیا اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صفا اور مروہ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ اسے ہم جاہلیت کے کاموں میں سے سمجھتے تھے۔ جب اسلام آیا تو ہم ان کی سعی سے رک گئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ" ارشاد "أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا" تک۔ یعنی'' بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ پس ان کی سعی کرنے میں حج اور عمرہ کے دوران کوئی گناہ نہیں ہے۔''

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَنْدَادًا﴾ أَضْدَادًا، وَاحِدُهَا نِدٌّ.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

''اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو بھی اس کا شریک بنائے ہوئے ہیں۔'' لفظ "أَنْدَادًا" بمعنی أَضْدَادًا جس کا واحد ند ہے۔

٤٤٩٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيْقٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ كَلِمَةً وَقُلْتُ أُخْرَى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ)). وَقُلْتُ أَنَا: مَنْ مَاتَ وَهُوَ لَا يَدْعُوْ لِلّٰهِ نِدًّا دَخَلَ الْجَنَّةَ. [راجع: ١٢٣٨] [مسلم: ٢٦٨]

(۴۴۹۷) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابوحمزہ نے، ان سے اعمش نے، ان سے شقیق نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک کلمہ ارشاد فرمایا اور میں نے ایک اور بات کہی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو بھی اس کا شریک ٹھہراتا رہا ہو تو وہ جہنم میں جائے گا۔'' اور میں نے یوں کہا کہ جو شخص اس حالت میں مرے کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہراتا رہا ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔

تشریح: مطلب ہر دو باتوں کا یہی ہے کہ توحید پر مرنے والے ضرور جنت میں داخل ہوں گے اور شرک پر مرنے والے ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ شرک سے مراد قبروں، مزاروں، تعزیوں کو پوجنا جس طرح کافر لوگ بتوں کو پوجتے ہیں ہر دو قسم کے لوگ اللہ کے ہاں مشرک ہیں۔ شرک کا ایک شائبہ بھی عند اللہ بہت بڑا گناہ ہے۔ پس شرک سے بہت دور رہنے کی کوشش کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

بَابٌ:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ ﴿عُفِيَ﴾ تُرِكَ.

باب: (ارشادِ ربانی:)

''اے ایمان والو! تم پر مقتولوں کے بارے میں بدلہ لینا فرض کردیا گیا ہے۔ آزاد کے بدلہ میں آزاد اور غلام کے بدلے میں غلام'' آخر آیت ''عذاب الیم'' تک۔ اور ''عُفِیَ'' بمعنی ترك ہے۔

٤٤٩٨- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ الْقِصَاصُ، وَلَمْ تَكُنْ فِيهِمُ الدِّيَةُ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِهَذِهِ الأُمَّةِ: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالأُنْثَى بِالأُنْثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ﴾ فَالعَفْوُ أَنْ يَقْبَلَ الدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ ﴿فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ﴾ يَتَّبِعُ بِالْمَعْرُوفِ وَيُؤَدِّي بِإِحْسَانٍ، ﴿ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ﴾ مِمَّا كُتِبَ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ. ﴿فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ قَتَلَ بَعْدَ قَبُولِ الدِّيَةِ. [طرفه في: ٦٨٨١]

[نسائي: ٤٧٩٥]

(۴۴۹۸) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عمرو نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے مجاہد سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ بنی اسرائیل میں قصاص یعنی بدلہ تھا لیکن دیت نہیں تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس امت سے کہا کہ ''تم پر مقتولوں کے عوض میں قصاص فرض کیا گیا۔ آزاد کے بدلے میں آزاد اور غلام کے بدلے میں غلام اور عورت کے بدلے میں عورت، ہاں کسی کو اس کے فریق مقتول کی طرف سے کچھ معافی مل جائے۔'' تو معافی سے مراد یہی دیت قبول کرنا ہے۔ ''سو مطالبہ معقول اور نرم طریقہ سے ہو'' اور مطالبہ کو اس فریق کے پاس خوبی سے پہنچایا جائے۔ ''یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے رعایت اور مہربانی ہے۔'' یعنی اس کے مقابلہ میں جو تم سے پہلی امتوں پر فرض تھا۔ ''سو جو کوئی اس کے بعد بھی زیادتی کرے گا، اس کے لیے آخرت میں دردناک عذاب ہوگا۔'' (زیادتی سے مراد یہ ہے کہ) دیت بھی لے لی اور پھر اس کے بعد قتل بھی کر دیا۔

تشریح: قصاص سے بدلہ لینا مراد ہے جو اسلامی قوانین میں بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ یہی وہ قانون ہے جس کی وجہ سے دنیا میں امن رہ سکتا ہے۔ اگر یہ قانون نہ ہوتا تو کسی ظالم انسان کے لیے کسی غریب کا خون کرنا ایک کھیل بن کر رہ جاتا۔ مقتول وارثوں کی طرف سے معافی کا ملنا بھی اس وقت تک ہے، جب تک مقدمہ عدالت میں نہ پہنچے۔ عدالت میں جانے کے بعد پھر قانون لاگو ہونا ضروری ہو جاتا ہے۔

٤٤٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ الأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ: أَنَّ أَنَسًا، حَدَّثَهُمْ عَنِ

(۴۴۹۹) ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا، کہا ہم سے حمید نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كِتَابُ اللَّهِ الْقِصَاصُ)).

فرمایا: ''کتاب اللہ کا حکم قصاص کا ہے۔''

[راجع: ۲۷۰۳]

۴۵۰۰۔ حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ، سَمِعَ عَبْدَاللَّهِ بْنَ بَكْرٍ السَّهْمِيَّ، قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ الرُّبَيِّعَ، عَمَّتَهُ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ، فَطَلَبُوْا إِلَيْهَا الْعَفْوَ فَأَبَوْا، فَعَرَضُوا الْأَرْشَ فَأَبَوْا، فَأَتَوْا رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ وَأَبَوْا إِلَّا الْقِصَاصَ، فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ بِالْقِصَاصِ، فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا. قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا أَنَسُ! كِتَابُ اللَّهِ الْقِصَاصُ)). فَرَضِيَ الْقَوْمُ فَعَفَوْا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ)). [راجع: ۲۷۰۳]

(۴۵۰۰) مجھ سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبداللہ بن بکر سہمی سے سنا، ان سے حمید نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ میری پھوپی ربیع نے ایک لڑکی کے دانت توڑ دیئے، پھر اس لڑکی سے لوگوں نے معافی کی درخواست کی لیکن اس لڑکی کے قبیلے والے معافی دینے کو تیار نہیں ہوئے اور رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قصاص کے سوا اور کسی چیز پر راضی نہیں تھے۔ چنانچہ آپ نے قصاص کا حکم دے دیا۔ اس پر انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ربیع رضی اللہ عنہا کے دانت توڑ دیئے جائیں گے، نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، ان کے دانت نہ توڑے جائیں گے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انس! کتاب اللہ کا حکم قصاص کا ہی ہے۔'' پھر لڑکی والے راضی ہوگئے اور انہوں نے معاف کردیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کا نام لے کر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم پوری کرہی دیتا ہے۔''

تشریح: جیسے انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی تھی کہ ربیع کا دانت کبھی نہیں توڑا جائے گا۔ بظاہر اس کی امید نہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھئے لڑکی کے وارثوں کا دل اس نے ایک دم پھیر دیا۔ انہوں نے قصاص معاف کردیا۔ اللہ والے ایسے ہی ہوتے ہیں، ان کا عزم صمیم اور توکل علی اللہ وہ کام کرجاتا ہے کہ دنیا دیکھ کر حیران رہ جاتی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾

''اے ایمان والو، تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے ہوگزرے ہیں تاکہ تم متقی بن جاؤ۔''

۴۵۰۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ عَاشُوْرَاءُ يَصُوْمُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ قَالَ: ((مَنْ شَاءَ صَامَهُ، وَمَنْ شَاءَ لَمْ يَصُمْهُ)). [راجع: ۱۸۹۲] [مسلم: ۲۶۳۸؛ ابوداود: ۲۴۴۳]

(۴۵۰۱) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ نے بیان کیا، انہیں نافع نے خبر دی اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عاشورا کے دن جاہلیت میں ہم روزہ رکھتے تھے لیکن جب رمضان کے روزے نازل ہوگئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: ''جس کا جی چاہے عاشورا کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔''

٤٥٠٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ عَاشُوْرَاءُ يُصَامُ قَبْلَ رَمَضَانَ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ قَالَ: ((مَنْ شَاءَ صَامَ، وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ)). [راجع: ١٥٩٢] [مسلم: ٢٦٣٩]

(۴۵۰۲) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور اُن سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ عاشورا کا روزہ رمضان کے روزوں کے حکم سے پہلے رکھا جاتا تھا۔ پھر جب رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جس کا جی چاہے عاشورا کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔“

٤٥٠٣ـ حَدَّثَنِي مَحْمُوْدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: دَخَلَ عَلَيْهِ الْأَشْعَثُ وَهُوَ يَطْعَمُ فَقَالَ: الْيَوْمُ عَاشُوْرَاءُ. فَقَالَ: كَانَ يُصَامُ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ رَمَضَانُ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تُرِكَ، فَادْنُ فَكُلْ. [راجع: ٢٦٥١]

(۴۵۰۳) مجھ سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم کو عبیداللہ نے خبردی، انہیں اسرائیل نے، انہیں منصور نے، انہیں ابراہیم نے، انہیں علقمہ نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اشعث ان کے یہاں آئے، وہ اس وقت کھانا کھا رہے تھے۔ اشعث نے کہا آج تو عاشورا کا دن ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان دنوں میں عاشورا کا روزہ رمضان کے روزوں کے نازل ہونے سے پہلے رکھا جاتا تھا لیکن جب رمضان کے روزے کا حکم نازل ہوا تو یہ روزہ چھوڑ دیا گیا۔ آؤ تم بھی کھانے میں شریک ہو جاؤ۔

تشریح: ان جملہ احادیث میں رمضان کے روزوں کی فرضیت کا ذکر ہے۔ باب میں اور ان میں یہی مطابقت ہے۔

٤٥٠٤ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُوْمُهُ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ كَانَ رَمَضَانُ الْفَرِيْضَةَ، وَتُرِكَ عَاشُوْرَاءُ، فَكَانَ مَنْ شَاءَ صَامَهُ، وَمَنْ شَاءَ لَمْ يَصُمْهُ. [راجع: ١٥٩٢]

(۴۵۰۴) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، کہا کہ مجھے میرے والد نے خبردی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عاشورا کے دن قریش زمانہ جاہلیت میں روزہ رکھتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دن روزہ رکھتے تھے۔ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو یہاں بھی آپ نے اس دن روزہ رکھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اس کے رکھنے کا حکم دیا، لیکن جب رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوا تو رمضان کے روزے فرض ہو گئے اور عاشورا کے روزے (کی فرضیت) باقی نہیں رہی۔ اب جس کا جی چاہے اس دن بھی روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

تشریح: یوم عاشورا کے روزہ کی فضیلت اور استحباب اب بھی باقی ہے۔ پہلے اس کا وجوب تھا جو رمضان کے روزوں کی فرضیت سے منسوخ ہو گیا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿أَيَّامًا مَعْدُوْدَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنكُمْ مَرِيْضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِيْنَ

”یہ روزے گنتی کے چند دنوں میں رکھنے ہیں، پھر تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو اس پر دوسرے دنوں کا گن رکھنا ہے اور جو لوگ اسے مشکل سے

يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

برداشت کرسکیں ان کے ذمہ فدیہ ہے جو ایک مسکین کا کھانا ہے اور جو کوئی خوشی خوشی نیکی کرے اس کے حق میں بہتر ہے اور اگر تم علم رکھتے ہو تو بہتر تمہارے حق میں یہی ہے کہ تم روزے رکھو۔''

وَقَالَ عَطَاءٌ: يُفْطِرُ مِنَ الْمَرَضِ كُلِّهِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى. وَقَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيمُ فِي الْمُرْضِعِ وَالْحَامِلِ: إِذَا خَافَتَا عَلَى أَنْفُسِهِمَا أَوْ وَلَدِهِمَا تُفْطِرَانِ ثُمَّ تَقْضِيَانِ. وَأَمَّا الشَّيْخُ الْكَبِيرُ إِذَا لَمْ يُطِقِ الصِّيَامَ، فَقَدْ أَطْعَمَ أَنَسٌ بَعْدَ مَا كَبِرَ عَامًا أَوْ عَامَيْنِ كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِينًا خُبْزًا وَلَحْمًا وَأَفْطَرَ. قِرَاءَةُ الْعَامَّةِ: ﴿يُطِيقُونَهُ﴾ وَهُوَ أَكْثَرُ.

عطاء بن ابی رباح نے کہا کہ ہر بیماری میں روزہ نہ رکھنا درست ہے۔ جیسا کہ عام طور پر اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے۔ حسن بصری اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ دودھ پلانے والی یا حاملہ کو اگر اپنی یا اپنے بیٹے کی جان کا خوف ہو تو وہ افطار کرلیں اور پھر اس کی قضا کرلیں لیکن بوڑھا ضعیف شخص جب روزہ نہ رکھ سکے تو وہ فدیہ دے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بھی جب بوڑھے ہوگئے تھے تو وہ ایک سال یا دو سال میں رمضان میں روزانہ ایک مسکین کو روٹی اور گوشت دیا کرتے تھے اور روزہ چھوڑ دیتے تھے۔ اکثر لوگوں نے اس آیت میں ''یطیقونہ'' پڑھا ہے (جو اطاق یطیق سے ہے)

تشریح: جس کے معنی یہ ہیں جو لوگ روزے کی طاقت نہیں رکھتے جیسے بوڑھا ضعیف بعض نے کہا کہ لفظ لا یہاں مقدر ہے۔ عطاء کے اثر کو عبدالرزاق نے وصل کیا ہے۔ کہتے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک سو تین یا ایک سو دس برس کی عمر پائی تھی۔

٤٥٠٥ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ: سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقْرَأُ: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطَوَّقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَيْسَتْ بِمَنْسُوخَةٍ، هُوَ الشَّيْخُ الْكَبِيرُ وَالْمَرْأَةُ الْكَبِيرَةُ لَا يَسْتَطِيعَانِ أَنْ يَصُومَا، فَلْيُطْعِمَانِ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا.

(٤٥٠٥) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو روح نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے زکریا بن اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے عطاء نے اور انہوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ یوں قراءت کر رہے تھے: ''وَعَلَى الَّذِينَ يُطَوَّقُونَهُ (تفعیل سے) فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔ اس سے مراد بہت بوڑھا مرد یا بہت بوڑھی عورت ہے۔ جو روزے کی طاقت نہیں رکھتی ہو، انہیں چاہیے کہ ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔

تشریح: یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے اور اکثر علما کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے اور ابتدائے اسلام میں یہی حکم ہوا تھا کہ جس کا جی چاہے روزہ رکھے جس کا جی چاہے فدیہ دے۔ پھر بعد میں آیت: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (٢/البقرة:١٨٥) نازل ہوئی اور اس سے وہ پچھلی آیت منسوخ ہوگئی۔ البتہ جو شخص اتنا بوڑھا ہو جائے کہ روزہ نہ رکھ سکے اس کے لیے افطار کرنا اور فدیہ دینا جائز ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

''تم میں سے جو کوئی اس مہینے کو پائے اسے چاہئے کہ وہ مہینے بھر روزے رکھے۔''

٤٥٠٦ـ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ قَرَأَ: ﴿فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ﴾ قَالَ: هِيَ مَنْسُوخَةٌ. [راجع:١٩٤٩]

(۴۵۰۶) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ انہوں نے یوں قرأت کی: ''فدیۃٌ (بغیر تنوین) طعام مساکین'' بتلایا کہ یہ آیت منسوخ ہے۔

تشریح: یہی قول راجح ہے کیونکہ اگر ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ﴾ (۲/البقرۃ:۱۸۴) سے وہ لوگ مراد ہوتے جن کو روزے کی طاقت نہیں تو آگے یہ ارشاد کیوں ہوتا: ﴿وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ﴾ (۲/البقرۃ:۱۸۴) (وحیدی)

٤٥٠٧ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرِ ابْنِ عَبْدِاللَّهِ، عَنْ يَزِيدَ، مَوْلَى سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ سَلَمَةَ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ كَانَ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: مَاتَ بُكَيْرٌ قَبْلَ يَزِيدَ. [مسلم: ٢٦٨٥، ٢٦٨٨؛ ترمذي: ٧٩٨؛ نسائي: ٢٣١٥]

(۴۵۰۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے بکر بن مضر نے بیان کیا، ان سے عمرو بن حارث نے، ان سے بکیر بن عبداللہ نے، ان سے سلمہ بن اکوع کے مولیٰ یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ'' تو جس کا جی چاہتا تھا روزہ چھوڑ دیتا تھا اور اس کے بدلے میں فدیہ دے دیتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے بعد والی آیت نازل ہوئی اور اس نے پہلی آیت کو منسوخ کر دیا۔ ابوعبداللہ (امام بخاری) نے کہا کہ بکیر کا انتقال یزید سے پہلے ہو گیا تھا۔ بکیر جو یزید کے شاگرد تھے یزید سے پہلے ۱۲۰ھ میں وفات پا گئے تھے۔

تشریح: اور یزید بن ابی عبید زندہ رہے ۱۴۶ھ یا ۱۴۷ھ میں ان کا انتقال ہوا اور یہی سبب تھا کہ مکی بن ابراہیم امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ نے یزید بن ابی عبید کو پایا۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی اکثر ثلاثی احادیث اسی طریق سے مروی ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ﴾.

''جائز کر دیا گیا ہے تمہارے لیے روزوں کی رات میں اپنی بیویوں سے مشغول ہونا۔ وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو، اللہ کو خبر ہو گئی کہ تم اپنے کو خیانت میں مبتلا کرتے رہتے تھے۔ پس اس نے تم پر رحمت سے توجہ فرمائی اور تم سے معاف کر دیا، سو اب تم ان سے ملو ملاؤ اور اسے تلاش کرو، جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔''

تشریح: اس سے اولاد مراد ہے جو جماع کا اولین مقصد ہے نہ کہ صرف لذت نفسانی۔

٤٥٠٨ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ؛ ح: وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ

(۴۵۰۸) ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے اور ان سے براء رضی اللہ عنہ نے (دوسری سند) اور ہم سے احمد بن عثمان نے بیان کیا، ان سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا،

مَسْلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَ صَوْمُ رَمَضَانَ كَانُوا لَا يَقْرَبُونَ النِّسَاءَ رَمَضَانَ كُلَّهُ، وَكَانَ رِجَالٌ يَخُونُونَ أَنْفُسَهُمْ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ﴾ الْآيَةَ. [راجع: ١٩١٥]

کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا، انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جب رمضان کے روزے کا حکم نازل ہوا تو مسلمان پورے رمضان اپنی بیویوں کے قریب نہیں جاتے تھے اور کچھ لوگوں نے اپنے کو خیانت میں مبتلا کرلیا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ''اللہ تعالیٰ نے جان لیا کہ تم اپنے کو خیانت میں مبتلا کرتے رہتے تھے۔ پس اس نے تم پر رحمت سے توجہ فرمائی اور تم سے معاف کر دیا۔''

تشریح: خیانت سے مراد رات میں بیویوں سے ملاپ کرلینا ہے۔ بعد میں اس کی کھلے عام رات کو اجازت دے دی گئی۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿يَتَّقُونَ﴾ الْعَاكِفُ: الْمُقِيمُ.

''کھاؤ اور پیو جب تک کہ تم پر صبح کی سفید دھاری رات کی سیاہ دھاری سے ممتاز نہ ہو جائے، پھر روزے کو رات (ہونے) تک پورا کرو اور بیویوں سے اس حال میں صحبت نہ کرو جب تم اعتکاف کیے ہو مسجدوں میں۔'' آخر آیت ''یتقون'' تک۔ عاکف بمعنی مقیم۔

٤٥٠٩۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيٍّ، قَالَ: أَخَذَ عَدِيٌّ عِقَالًا أَبْيَضَ وَعِقَالًا أَسْوَدَ حَتَّى كَانَ بَعْضُ اللَّيْلِ نَظَرَ فَلَمْ يَسْتَبِينَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! جَعَلْتُ تَحْتَ وِسَادَتِي. قَالَ: ((إِنَّ وِسَادَكَ إِذًا لَعَرِيضٌ أَنْ كَانَ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ وَالْأَسْوَدُ تَحْتَ وِسَادَتِكَ)) [راجع: ١٩١٦]

(۴۵۰۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبدالرحمٰن نے، ان سے عامر شعبی نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے بیان کیا کہ انہوں نے ایک سفید دھاگا اور ایک سیاہ دھاگا لیا (اور سوتے وقت اپنے ساتھ رکھ لیا) جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو انہوں نے اسے دیکھا، وہ دونوں میں تمیز نہیں ہوئی۔ جب صبح ہوئی تو عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے اپنے تکیے کے نیچے (سفید و سیاہ دھاگے رکھے ہوئے تھے اور کچھ نہیں ہوا) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بطور مذاح کے فرمایا: ''پھر تو تمہارا تکیہ بہت لمبا چوڑا ہوگا کہ صبح کا سفید خط اور سیاہ خط اس کے نیچے آ گیا تھا۔''

تشریح: عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ آیت کا مطلب یہ سمجھے کہ خیط ابیض اور خیط اسود سے حقیقت میں کالے اور سفید ڈورے مراد ہیں حالانکہ آیت میں کالی اور سفید دھاری سے رات کی تاریکی اور صبح کی روشنی مقصود ہے۔ سفید دھاری جب کھڑی ہوئی نظر آئے تو صبح کاذب ہے اور عرض میں جب یہ پھیل جائے تو یہ صبح صادق ہے۔

٤٥١٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۴۵۱۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جریر نے

جَرِيرٌ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ؟ أَهُمَا الْخَيْطَانِ؟ قَالَ: ((إِنَّكَ لَعَرِيضُ الْقَفَا إِنْ أَبْصَرْتَ الْخَيْطَيْنِ)). ثُمَّ قَالَ: ((لَا بَلْ هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ)). [راجع: ١٩١٦] [نسائي: ٢١٦٨، ٢١٦٩]

بیان کیا، ان سے مطرف نے بیان کیا، ان سے شعبی نے بیان کیا اور ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (آیت میں) اَلْخَيْطُ الْاَبْيَضُ اور اَلْخَيْطُ الْاَسْوَدُ سے کیا مراد ہے۔ کیا ان سے مراد دو دھاگے ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہاری کھوپڑی پھر تو بڑی لمبی چوڑی ہوگی، اگر تم نے رات کو دو دھاگے دیکھے ہیں۔'' پھر فرمایا: ''ان سے مراد رات کی سیاہی اور صبح کی سفیدی ہے۔''

تشریح: لفظی ترجمہ یوں ہے تیرا سر پیچھے کی طرف سے بہت چوڑا ہے یعنی گدی چوڑی ہے اکثر ایسا آدمی بے وقوف ہوتا ہے۔

٤٥١١ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: وَأُنْزِلَتْ ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ وَلَمْ تُنْزَلْ: ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ وَكَانَ رِجَالٌ إِذَا أَرَادُوا الصَّوْمَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِي رِجْلَيْهِ الْخَيْطَ الْأَبْيَضَ وَالْخَيْطَ الْأَسْوَدَ، وَلَا يَزَالُ يَأْكُلُ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُ رُؤْيَتُهُمَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ بَعْدَهُ ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ فَعَلِمُوا أَنَّمَا يَعْنِي اللَّيْلَ مِنَ النَّهَارِ. [راجع: ١٩١٧]

(۴۵۱۱) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو غسان محمد بن مطرف نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے ابو حازم سلمہ بن دینار نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ "كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ" اور "من الفجر" کے الفاظ ابھی نازل نہیں ہوئے تھے تو کئی لوگ جب روزہ رکھنے کا ارادہ کرتے تو اپنے دونوں پاؤں میں سفید اور سیاہ دھاگا باندھ لیتے اور پھر جب تک وہ دونوں دھاگے صاف دکھائی دینے نہ لگ جاتے برابر کھاتے پیتے رہتے، پھر اللہ تعالیٰ نے "من الفجر" کے الفاظ اتارے تب ان کو معلوم ہوا کہ کالے دھاگے سے رات اور سفید دھاگے سے دن مراد ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾.

''اور یہ تو کوئی بھی نیکی نہیں کہ تم گھروں میں ان کی پچھلی دیوار کی طرف سے آؤ۔ البتہ نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص تقویٰ اختیار کرے اور گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔''

٤٥١٢ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كَانُوا إِذَا أَحْرَمُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَتَوُا الْبَيْتَ مِنْ ظَهْرِهِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ

(۴۵۱۲) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ان سے اسرائیل نے، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب لوگ جاہلیت میں احرام باندھ لیتے تو گھروں میں پیچھے کی طرف سے چھت پر چڑھ کر داخل ہوتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ

بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾. [راجع: ۱۸۰۳]

''اور یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ تم گھروں میں ان کے پیچھے کی طرف سے آؤ، البتہ نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص تقویٰ اختیار کرے اور گھروں میں ان کے دروازے سے آؤ۔''

تشریح: عہد جاہلیت میں احرام کے بعد اگر واپسی کی ضرورت ہوتی تو لوگ دروازوں سے نہ داخل ہوتے، بلکہ پیچھے دیوار کی طرف سے آتے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ﴾

''اور ان کافروں سے لڑو، یہاں تک کہ فتنہ (شرک) باقی نہ رہ جائے اور دین اللہ ہی کے لیے رہ جائے، سو اگر وہ باز آ جائیں تو سختی کسی پر بھی نہیں بجز (اپنے حق میں) ظلم کرنے والوں کے۔''

٤٥١٣۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَتَاهُ رَجُلَانِ فِي فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا: إِنَّ النَّاسَ ضُيِّعُوْا، وَأَنْتَ ابْنُ عُمَرَ وَصَاحِبُ النَّبِيِّ ﷺ فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَخْرُجَ؟ فَقَالَ: يَمْنَعُنِي أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ دَمَ أَخِي. قَالَا: أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ: ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ﴾ فَقَالَ: قَاتَلْنَا حَتَّى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ وَكَانَ الدِّينُ لِلَّهِ، فَأَنْتُمْ تُرِيدُونَ أَنْ تُقَاتِلُوا حَتَّى تَكُونَ فِتْنَةٌ، وَيَكُونَ الدِّينُ لِغَيْرِ اللَّهِ. [راجع: ۳۱۳۰]

(۴۵۱۳) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیداللہ عمری نے بیان کیا، ان سے نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ان کے پاس ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے فتنے کے زمانہ میں (جب ان پر حجاج ظالم نے حملہ کیا اور مکہ کا محاصرہ کیا) دو آدمی (علاء بن عرار اور حبان سلمی) آئے اور کہا کہ لوگ آپس میں لڑ کر تباہ ہو رہے ہیں۔ آپ عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں پھر آپ کیوں خاموش ہیں؟ اس فساد کو رفع کیوں نہیں کرتے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میری خاموشی کی وجہ صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے کسی بھی بھائی مسلمان کا خون مجھ پر حرام قرار دیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا، کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا ہے کہ ''اور ان سے لڑو یہاں تک کہ فساد باقی نہ رہے۔'' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم (قرآن کے حکم کے مطابق) لڑے ہیں، یہاں تک کہ فتنہ یعنی شرک و کفر باقی نہیں رہا اور دین خالص اللہ کے لیے ہو گیا، لیکن تم لوگ چاہتے ہو کہ تم اس لیے لڑو کہ فتنہ اور فساد پیدا ہو اور دین اسلام ضعیف ہو، کافروں کو جیت ہو اور خدا کے برخلاف دوسروں کا حکم سنا جائے۔

٤٥١٤۔ وَزَادَ عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي فُلَانٌ، وَحَيْوَةُ ابْنُ شُرَيْحٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو الْمَعَافِرِيِّ: أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ، حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ

(۴۵۱۴) اور عثمان بن صالح نے زیادہ بیان کیا کہ ان سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، انہیں فلاں شخص عبداللہ بن ربیعہ اور حیوہ بن شریح نے خبر دی، انہیں بکر بن عمرو معافری نے، ان سے بکیر بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے کہ ایک شخص (حکیم) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر

رَجُلًا، أَتَى ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَا حَمَلَكَ عَلَى أَنْ تَحُجَّ عَامًا وَتَعْتَمِرَ عَامًا، وَتَتْرُكَ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، قَدْ عَلِمْتَ مَا رَغَّبَ اللَّهُ فِيهِ؟ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: إِيمَانٍ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَالصَّلَاةِ الْخَمْسِ، وَصِيَامِ رَمَضَانَ، وَأَدَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ. قَالَ: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمَنِ! أَلَا تَسْمَعُ مَا ذَكَرَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ: ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا﴾ [الحجرات: ٩] ﴿إِلَى أَمْرِ اللَّهِ﴾. ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ﴾ قَالَ: فَعَلْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ الْإِسْلَامُ قَلِيلًا، فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِي دِينِهِ: إِمَّا قَتَلُوهُ، وَإِمَّا يُعَذِّبُوهُ، حَتَّى كَثُرَ الْإِسْلَامُ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ.

[راجع: ٣١٣٠]

ہوا اور کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم ایک سال حج کرتے ہو اور ایک سال عمرہ اور اللہ عزوجل کے راستے میں جہاد میں شریک نہیں ہوتے۔ آپ کو خود معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کی طرف کتنی رغبت دلائی ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرے بھتیجے! اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، پانچ وقت نماز پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، زکوٰۃ دینا اور حج کرنا۔ انہوں نے کہا: اے اباعبدالرحمٰن! کتاب اللہ میں جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کیا آپ کو وہ معلوم نہیں ہے کہ ''مسلمان کی دو جماعتیں اگر آپس میں جنگ کریں تو ان میں صلح کراؤ۔'' اللہ تعالیٰ کے ارشاد "إلى امر الله" تک۔ (اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ) ''ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ فساد باقی نہ رہے۔'' ابن عمر رضی اللہ عنہما بولے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ہم یہ فرض انجام دے چکے ہیں، اس وقت مسلمان بہت تھوڑے تھے، کافروں کا ہجوم تھا تو کافر لوگ مسلمانوں کا دین خراب کرتے تھے، کہیں مسلمانوں کو مار ڈالتے، کہیں تکلیف دیتے یہاں تک کہ مسلمان بہت ہو گئے، فتنہ جاتا رہا۔

٤٥١٥ـ قَالَ: فَمَا قَوْلُكَ فِي عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ؟ قَالَ: أَمَّا عُثْمَانُ فَكَأَنَّ اللَّهَ عَفَا عَنْهُ، وَأَمَّا أَنْتُمْ فَكَرِهْتُمْ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُ، وَأَمَّا عَلِيٌّ فَابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَخَتَنُهُ. وَأَشَارَ بِيَدِهِ فَقَالَ: هَذَا بَيْتُهُ حَيْثُ تَرَوْنَ. [راجع: ٣١٢٠، ٣٧٠٤]

(۴۵۱۵) پھر اس شخص نے پوچھا: اچھا یہ تو کہو کہ عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کے باب میں تمہارا کیا اعتقاد ہے۔ انہوں نے کہا عثمان رضی اللہ عنہ کا قصور اللہ نے معاف کر دیا لیکن تم اس معافی کو اچھا نہیں سمجھتے ہو۔ اب رہے علی رضی اللہ عنہ تو وہ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی اور آپ کے داماد تھے اور ہاتھ کے اشارے سے بتلایا کہ یہ دیکھو ان کا گھر آنحضرت ﷺ کے گھر سے ملا ہوا ہے۔

تشریح: خارجی مردود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بہت طعن کرتے کہ وہ جنگ احد سے بھاگ نکلے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی اس وجہ سے برا جانتے کہ وہ مسلمانوں سے لڑے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے احسن طریق پر ان کا رد کیا۔ اعتراض کرنے والا خارجی مردود تھا اور آیات قرآنی کو بے محل پیش کرتا تھا۔ ایسے لوگ بہت ہیں جو بے محل آیات کا استعمال کر کے لوگوں کے لیے گمراہی کا سبب بنتے ہیں۔ سچ ہے: ﴿يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا﴾ (۲/البقرۃ:۲۶)

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ

باب: رب جلیل کا ارشاد:

''اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے

إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾. التَّهْلُكَةُ وَالْهَلَاكُ وَاحِدٌ.

ہلاکت میں نہ ڈالو اور اچھے کام کرتے رہو۔ اللہ اچھے کام کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ تہلکہ اور ہلاک کے ایک ہی معنی ہیں۔

٤٥١٦ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، ﴿وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ قَالَ: نَزَلَتْ فِي النَّفَقَةِ.

(۴۵۱۶) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو نضر نے خبر دی، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے ابووائل سے سنا اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ”اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے رہو اور اپنے کو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ ڈالو“ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ بخیلی کر کے اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔ امام مسلم وغیرہ نے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مسلمان روم کے کافروں کی صف میں گھس گیا، لوگوں نے کہا اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا۔ ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کہا آیت: ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (۲/البقرۃ:۱۹۵) کا یہ مطلب نہیں ہے۔ یہ آیت ہم انصاریوں کے بارے میں اتری جب مسلمان بہت ہو گئے تو ہم نے کہا اب ہم گھروں میں رہ کر اپنے مال اسباب درست کریں گے۔ اس وقت اللہ نے یہ آیت اتاری تو تہلکۃ سے مراد گھروں میں رہنا اور جہاد چھوڑ دینا ہے۔ تفسیر ابن جریر میں ہے کہ ایک شخص لڑائی میں کافروں پر اکیلا حملہ آور ہو گیا اور مارا گیا، لوگ کہنے لگے اس نے اپنی جان ہلاکت میں ڈالی۔

بَابُ قَوْلِهِ: — باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ﴾

”لیکن اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو، اس پر ایک مسکین کا کھلانا بطور فدیہ ضروری ہے۔“

٤٥١٧ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَعْقِلٍ قَالَ: قَعَدْتُ إِلَى كَعْبِ ابْنِ عُجْرَةَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ- يَعْنِي مَسْجِدَ الْكُوفَةِ- فَسَأَلْتُهُ عَنْ فِدْيَةٍ مِنْ صِيَامٍ فَقَالَ: حُمِلْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي فَقَالَ: ((مَا كُنْتُ أُرَى أَنَّ الْجَهْدَ بَلَغَ بِكَ هَذَا، أَمَا تَجِدُ شَاةً؟)) قُلْتُ: لَا. قَالَ: ((صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ، لِكُلِّ مِسْكِينٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ، وَاحْلِقْ رَأْسَكَ)). فَنَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَهِيَ لَكُمْ عَامَّةً. [راجع: ١٨١٤]

(۴۵۱۷) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے عبدالرحمن بن اصبہانی نے، کہا میں نے عبداللہ بن معقل سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس مسجد میں حاضر ہوا، ان کی مراد کوفہ کی مسجد سے تھی اور ان سے روزے کے فدیہ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے احرام میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لوگ لے گئے اور جوئیں (سر سے) میرے چہرے پر گر رہی تھیں، آپ نے فرمایا: ”میرا خیال یہ نہیں تھا کہ تم اس حد تک تکلیف میں مبتلا ہو گئے ہو تم کوئی بکری نہیں مہیا کر سکتے؟“ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا: ”پھر تین دن کے روزے رکھ لو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو، ہر مسکین کو آدھا صاع کھانا کھلانا اور اپنا سر منڈوا لو۔“ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا تو یہ آیت خاص میرے بارے میں نازل ہوئی تھی اور اس کا حکم تم سب کے لیے عام ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: باب: حق تعالیٰ کا ارشاد:

﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ﴾ ”تو پھر جو شخص عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر فائدہ اٹھائے۔“

٤٥١٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عِمْرَانَ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: أُنْزِلَتْ آيَةُ الْمُتْعَةِ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَلَمْ يُنْزَلْ قُرْآنٌ يُحَرِّمُهُ، وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا حَتَّى مَاتَ. قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ. [راجع: ١٥٧١][مسلم: ٢٩٨٠]

(۴۵۱۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے ابو بکر عمران نے ان سے ابورجاء نے بیان کیا اور ان سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (حج میں) تمتع کا حکم قرآن میں نازل ہوا اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمتع کے ساتھ (حج) کیا، پھر اس کے بعد قرآن نے اس سے نہیں روکا اور نہ اس سے حضور ﷺ نے روکا، یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی (لہٰذا تمتع اب بھی جائز ہے) یہ تو ایک صاحب نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا ہے۔

تشریح: ایک صاحب سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں، جن کی رائے تمتع کے خلاف تھی۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس خیال کو ان کی رائے قرار دیا اور قرآن وحدیث کے خلاف اسے تسلیم نہیں کیا۔ اس سے مقلدین کو سبق لینا چاہیے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے جو خلفائے راشدین میں سے ہیں قرآن وحدیث کے خلاف تسلیم کے لائق نہ ٹھہری تو دوسرے مجتہدین کس گنتی وشمار میں ہیں۔ ان کی رائے جو حدیث کے خلاف ہو تسلیم کے قابل نہیں ہے۔ خود ان ہی نے ایسی وصیت فرمائی ہے۔ لفظ متعہ سے حج تمتع مراد ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ﴾. ”تمہیں اس بارے میں کوئی حرج نہیں کہ تم اپنے پروردگار کے فضل یعنی معاش کی تلاش کرو۔“

٤٥١٩۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتْ عُكَاظُ وَمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقَ الْجَاهِلِيَّةِ فَتَأَثَّمُوا أَنْ يَتَّجِرُوا فِي الْمَوَاسِمِ فَنَزَلَتْ: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ﴾ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ. [راجع: ١٧٧٠]

(۴۵۱۹) مجھ سے محمد نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابن عیینہ نے خبر دی، انہیں عمرو نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز زمانہ جاہلیت کے بازار (میلے) تھے، اس لیے (اسلام کے بعد) موسم حج میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے وہاں کاروبار کو برا سمجھا تو آیت نازل ہوئی کہ ”تمہیں اس بارے میں کوئی حرج نہیں کہ تم اپنے پروردگار کے یہاں سے تلاش معاش کرو۔“ یعنی موسم حج میں تجارت کے لیے مذکورہ منڈیوں میں جاؤ۔

تشریح: تجارت کو بطور شغل اختیار کرنا لعنت ہے۔ وہ تجارت مراد ہے جس میں بندہ اللہ سے غافل ہو جائے اور رزق حلال کو فضل اللہ قرار دیا گیا ہے، حتیٰ کہ موسم حج میں بھی اس کے لیے حکم دیا گیا ہے۔ جس سے تجارت کی اہمیت بہت زیادہ ثابت ہوتی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: باب: فرمانِ الٰہی:

﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ ”پھر تم بھی وہاں جا کر لوٹ آؤ جہاں سے لوگ لوٹ آتے ہیں۔“

٤٥٢٠ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَازِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ كَانَتْ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِينَهَا يَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ، وَكَانُوا يُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ، وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُونَ بِعَرَفَاتٍ، فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ أَمَرَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ ﷺ أَنْ يَأْتِيَ عَرَفَاتٍ، ثُمَّ يَقِفَ بِهَا، ثُمَّ يُفِيضَ مِنْهَا، فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾. [راجع: ١٦٦٥] [مسلم: ٢٩٥٤؛ ابوداود: ١٩١٠؛ نسائي: ٣٠١٢]

(۴۵۲۰) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن حازم نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اوران سے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ قریش اوران کے طریقے کی پیروی کرنے والے عرب (حج کے لیے) مزدلفہ میں ہی وقوف کیا کرتے تھے، اس کا نام انہوں نے ''الحمس'' رکھا تھا اور باقی عرب عرفات کے میدان میں وقوف کرتے تھے۔ پھر جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ آپ عرفات میں آئیں اور وہیں وقوف کریں اور پھر وہاں سے مزدلفہ آئیں۔ آیت: ﴿ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾ سے یہی مراد ہے۔

تشریح: قریش کو بھی عرفات میں وقوف کا حکم دیا گیا۔ الحمس کے معنی دین میں پکے اور سخت کے ہیں۔ ان لوگوں کا خیال یہ تھا کہ ہم قریش حرم کے خادم ہیں۔ حرم کی سرحد سے ہم باہر نہیں جاتے۔ عرفات حل میں ہے یعنی حرم کی سرحد سے باہر ہے۔ قریش کے اس غلط خیال کی اصلاح کی گئی اور سب کے لیے عرفات ہی کا وقوف واجب قرار پایا۔

٤٥٢١ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: يَطُوفُ الرَّجُلُ بِالْبَيْتِ مَا كَانَ حَلَالًا حَتَّى يُهِلَّ بِالْحَجِّ، فَإِذَا رَكِبَ إِلَى عَرَفَةَ فَمَنْ تَيَسَّرَ لَهُ هَدِيَّةٌ مِنَ الْإِبِلِ أَوِ الْبَقَرِ أَوِ الْغَنَمِ، مَا تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ ذَلِكَ أَيَّ ذَلِكَ شَاءَ، غَيْرَ إِنْ لَمْ يَتَيَسَّرْ لَهُ فَعَلَيْهِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ، وَذَلِكَ قَبْلَ يَوْمِ عَرَفَةَ، فَإِنْ كَانَ آخِرُ يَوْمٍ مِنَ الْأَيَّامِ الثَّلَاثَةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ، ثُمَّ لِيَنْطَلِقْ حَتَّى يَقِفَ بِعَرَفَاتٍ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ يَكُونَ الظَّلَامُ، ثُمَّ لِيَدْفَعُوا مِنْ عَرَفَاتٍ إِذَا أَفَاضُوا مِنْهَا حَتَّى يَبْلُغُوا جَمْعًا الَّذِي يَتَبَرَّرُ

(۴۵۲۱) مجھ سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ کو کریب نے خبر دی اوران سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ (جو کوئی تمتع کرے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے وہ) جب تک حج کا احرام نہ باندھے بیت اللہ کا نفلی طواف کرتا رہے۔ جب حج کا احرام باندھے اور عرفات جانے کو سوار ہو تو حج کے بعد جو قربانی ہو سکے وہ کرے، اونٹ ہو یا گائے یا بکری، ان تینوں میں سے جو ہو سکے اگر قربانی میسر نہ تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے۔ عرفہ کے دن سے پہلے اگر آخری روزہ عرفہ کے دن آ جائے تب بھی کوئی قباحت نہیں شہر مکہ سے چل کر عرفات کو جائے وہاں عصر کی نماز سے رات کی تاریکی ہونے تک ٹھہرے، پھر عرفات سے اس وقت لوٹے جب دوسرے لوگ لوٹیں اور سب لوگوں کے ساتھ رات مزدلفہ میں گزارے اور اللہ کی یاد اور تکبیر اور تہلیل بہت کرتا رہے صبح ہونے تک۔ صبح کو لوگوں کے ساتھ مزدلفہ سے منیٰ لوٹے جیسے اللہ نے فرمایا: ﴿ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾ یعنی کنکریاں مارنے

بِهِ، ثُمَّ لِيَذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا، أَوْ أَكْثِرُوا التَّكْبِيرَ وَالتَّهْلِيلَ قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا ثُمَّ أَفِيضُوا، فَإِنَّ النَّاسَ كَانُوا يُفِيضُونَ، وَقَالَ اللَّهُ: ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ حَتَّى تَرْمُوا الْجَمْرَةَ.

تک اسی طرح اللہ کو یاد اور تکبیر و تہلیل کرتے رہو۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

''اور کچھ ان میں ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو دنیا میں بہتری دے اور آخرت میں بھی بہتری دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچانا۔''

٤٥٢٢ـ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ)). [طرفه: ٦٣٨٩] [ابوداود: ١٥١٩]

(۴۵۲۲) ہم سے ابومعمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ دعا کرتے تھے: ''اے ہمارے رب! ہم کو دنیا میں بھی بہتری دے اور آخرت میں بھی بہتری اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔''

تشریح: یہ دعا بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ جسے بکثرت پڑھنا دین اور دنیا میں بہت سی برکتوں کا ذریعہ ہے۔ قرآن مجید میں اس سے پہلے کچھ ایسے لوگوں کا ذکر ہے جو حج میں خالی دنیاوی مفاد کی دعائیں کرتے اور آخرت کو بالکل بھول جاتے تھے۔ مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی گئی کہ وہ دنیا کے ساتھ آخرت کی بھی بھلائی مانگیں۔ آیت کا شان نزول یہی ہے۔ عرفات میں بھی زیادہ تر اس دعا کی فضیلت ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: رب تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ﴾ وَقَالَ عَطَاءٌ: ﴿النَّسْلَ﴾ الْحَيَوَانُ.

''حالانکہ وہ بہت ہی سخت قسم کا جھگڑالو ہے۔'' عطاء نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ'' میں نسل سے مراد جانور ہے۔

٤٥٢٣ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، تَرْفَعُهُ قَالَ: ((أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللَّهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ)). وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

(۴۵۲۳) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ان سے ابن جریج نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے کہ ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔'' اور عبداللہ (بن ولید عدنی) نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، مجھ سے ابن جریج نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور ان سے

[راجع: ٢٤٥٧] نبی کریم ﷺ نے فرمایا (وہی حدیث جو اوپر گزری)۔

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ نے عبداللہ بن ولید کی سند اس لیے بیان کی کہ اس میں حدیث کے مرفوع ہونے کی صراحت ہے۔ یہ سفیان ثوری رحمہ اللہ کی جامع میں موصول ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ﴾ إِلَى ﴿قَرِيبٌ﴾

''کیا تم یہ گمان رکھتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ ابھی تم کو ان لوگوں جیسے حالات پیش نہیں آئے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، انہیں تنگی اور سختی پیش آئی'' آخر آیت تک۔

٤٥٢٤ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ، يَقُولُ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا﴾ خَفِيفَةً، ذَهَبَ بِهَا هُنَاكَ، وَتَلَا: ﴿حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ﴾. فَلَقِيتُ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ فَذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ.

(۴۵۲۴) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا، بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سورۂ یوسف کی آیت ﴿حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا﴾ (میں کذبوا کو ذال کی) تخفیف کے ساتھ قراءت کیا کرتے تھے، آیت کا جو مفہوم وہ مراد لے سکتے تھے لیا، اس کے بعد یوں تلاوت کرتے: ﴿حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ﴾ پھر میری ملاقات عروہ بن زبیر سے ہوئی، تو میں نے ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر کا ذکر کیا۔

٤٥٢٥ـ فَقَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَعَاذَ اللَّهِ، وَاللَّهِ! مَا وَعَدَ اللَّهُ رَسُولَهُ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا عَلِمَ أَنَّهُ كَائِنٌ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ، وَلَكِنْ لَمْ يَزَلِ الْبَلَاءُ بِالرُّسُلِ حَتَّى خَافُوا أَنْ يَكُونَ مَنْ مَعَهُمْ يُكَذِّبُونَهُمْ، فَكَانَتْ تَقْرَؤُهَا: ﴿وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا﴾ مُثَقَّلَةً. [راجع: ٣٣٨٩]

(۴۵۲۵) انہوں نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تو کہتی تھیں: اللہ کی پناہ! اللہ کی قسم! اللہ اور اس کے رسول نے کبھی بھی کسی چیز کا وعدہ نہیں کیا مگر اس کو جانتے ہیں کہ مرنے سے پہلے ضرور پورا ہوگا۔ بات یہ ہے کہ پیغمبروں کی آزمائش برابر ہوتی رہی ہے۔ (مدد آنے میں اتنی دیر ہوئی) کہ پیغمبر ڈر گئے۔ ایسا نہ ہو ان کی امت کے لوگ ان کو جھوٹا سمجھ لیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا اس آیت کو یوں پڑھتی تھیں: ﴿وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا﴾ (ذال کو تشدید کے ساتھ)۔

تشریح: تو مطلب یہ ہوگا کہ نبیوں کو یہ ڈر ہوا کہ ان کی امت کے لوگ ان کو جھوٹا کہیں گے۔ مشہور قراءت تخفیف کے ساتھ ہے۔ اس صورت میں بعض نے یوں معنی کیے ہیں کہ ان کی قوم کے لوگ یہ سمجھے کہ پیغمبروں سے جو وعدہ کیا تھا وہ غلط تھا حالانکہ پیغمبروں کو اللہ کے وعدہ میں شک وشبہ نہیں ہوا کرتا وہ بہت پختہ ایمان اور یقین والے ہوتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى ''تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں، سو تم اپنے کھیت میں آؤ جس طرح سے

شِئْتُمْ وَقَدِّمُوْا لِأَنْفُسِكُمْ﴾ الآيَةَ.

چاہو اور اپنے حق میں آخرت کے لیے کچھ نیکیاں کرتے رہو۔"

٤٥٢٦۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ ابْنُ شُمَيْلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ لَمْ يَتَكَلَّمْ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ، فَأَخَذْتُ عَلَيْهِ يَوْمًا، فَقَرَأَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَكَانٍ قَالَ: تَدْرِيْ فِيْمَا أُنْزِلَتْ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: نَزَلَتْ فِيْ كَذَا وَكَذَا. ثُمَّ مَضَى. [طرفه في: ٤٥٢٧]

(۴۵۲۶) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو نضر بن شمیل نے خبر دی، کہا ہم کو عبداللہ بن عون نے خبر دی، ان سے نافع نے بیان کیا کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما قرآن پڑھتے تو اور کوئی لفظ زبان پر نہیں لاتے یہاں تک کہ تلاوت سے فارغ ہو جاتے۔ ایک دن میں (قرآن مجید لے کر) ان کے سامنے بیٹھ گیا اور انہوں نے سورۂ بقرہ کی تلاوت شروع کی، جب اس آیت ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ﴾ پر پہنچے تو فرمایا: معلوم ہے یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں، فرمایا کہ فلاں فلاں چیز (یعنی عورت سے پیچھے کی طرف سے جماع کرنے کے بارے میں) نازل ہوئی تھی اور پھر تلاوت کرنے لگے۔

٤٥٢٧۔ وَعَنْ عَبْدِالصَّمَدِ، حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَيُّوْبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، ﴿فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾ قَالَ: يَأْتِيْهَا فِيْ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ. [راجع: ٤٥٢٦]

(۴۵۲۷) اور عبدالصمد بن عبدالوارث سے روایت ہے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے ایوب نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ آیت "سو تم اپنی کھیتی میں آؤ جس طرح چاہو۔" کے بارے میں فرمایا کہ (پیچھے سے بھی) آ سکتا ہے۔ اور اس حدیث کو محمد بن یحییٰ بن سعید قطان نے بھی اپنے والد سے، انہوں نے عبیداللہ سے، انہوں نے نافع سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

تشریح: آیت مذکورہ میں ﴿أَنَّى شِئْتُمْ﴾ سے مراد یہ ہے کہ جس طرح چاہو لٹا کر، بٹھا کر کھڑا کر کے اپنی عورت سے جماع کر سکتے ہو۔ لفظ حرثکم (کھیتی) بتلا رہا ہے کہ اس سے وطی فی الدبر مراد نہیں ہے کیونکہ دبر کھیتی نہیں ہے۔ یہ آیت یہودیوں کی تردید میں نازل ہوئی جو کہا کرتے تھے کہ عورت سے اگر شرمگاہ میں پیچھے سے جماع کیا جائے تو لڑکا بھینگا پیدا ہوتا ہے جن لوگوں نے اس آیت سے وطی فی الدبر کا جواز نکالا ہے ان کا یہ استدلال صحیح نہیں۔ دبر میں جماع کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نکالا ہے کہ اللہ اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا جو کسی مرد یا عورت سے دبر میں جماع کرے۔ یہ فعل بہت گندہ اور خلاف انسانیت بھی ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو ایسے برے کام سے بچائے۔ آمین

٤٥٢٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ: كَانَتِ الْيَهُوْدُ تَقُوْلُ: إِذَا جَامَعَهَا مِنْ وَرَائِهَا جَاءَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ. فَنَزَلَتْ: ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾.

(۴۵۲۸) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ یہودی کہتے تھے کہ اگر عورت سے ہم بستری کے لیے کوئی پیچھے سے آئے گا تو بچہ بھینگا پیدا ہوگا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ "تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں، سو اپنے کھیت میں آؤ جدھر سے چاہو۔"

[مسلم: ۳۵۳۶؛ ابوداود: ۲۱۶۳]

تشریح: مراد یہ ہے کہ لیٹے، بیٹھے، کھڑے جس طرح چاہو اپنی بیویوں سے جماع کر سکتے ہو۔ دبر میں جماع کرنا شرعاً قطعاً حرام ہے اور خلاف انسانیت۔ یہ ایسا فعل ہے کہ جس کی مذمت میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔ قوم لوط کا یہ فعل تھا کہ وہ لڑکوں سے بدفعلی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا عذاب نازل کیا کہ ان کی بستیوں کو تہ وبالا کر دیا اور ایسے بدکاروں کے لیے ان کو عبرت بنا دیا۔ آج بھی بہت سے لوگ ایسی خبیثہ عادت میں مبتلا ہو کر لعنت خداوندی کے مستحق ہو رہے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾.

”اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور پھر وہ اپنی مدت کو پہنچ جائیں تو تم انہیں اس سے مت روکو کہ وہ اپنے پہلے شوہر سے پھر نکاح کر لیں۔“

تشریح: اس آیت کا شان نزول حدیث ذیل میں مذکور ہے۔

٤٥٢٩ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ رَاشِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ، قَالَ: كَانَتْ لِي أُخْتٌ تُخْطَبُ إِلَيَّ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ: حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ أُخْتَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا، فَتَرَكَهَا حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُهُ، فَخَطَبَهَا فَأَبَى مَعْقِلٌ، فَنَزَلَتْ: ﴿فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾ [أطرافه في: ٥١٣٠، ٥٣٣٠، ٥٣٣١] [ابو داود: ٢٠٨٧؛ ترمذي: ٢٩٨١]

(۴۵۲۹) ہم سے عبیداللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عامر عقدی نے بیان کیا، کہا ہم سے عباد بن راشد نے بیان کیا، کہا ہم سے حسن نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ میری ایک بہن تھیں۔ ان کو ان کے اگلے خاوند نے نکاح کا پیغام دیا (دوسری سند) اور ابراہیم بن طہمان نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے امام حسن بصری نے اور ان سے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا (تیسری سند) اور امام بخاری نے کہا کہ ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس نے بیان کیا اور ان سے امام حسن بصری نے کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن کو ان کے شوہر نے طلاق دے دی تھی لیکن جب عدت گزر گئی اور طلاق بائن ہو گئی تو انہوں نے پھر ان کے لیے پیغام نکاح بھیجا۔ معقل رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا (مگر عورت چاہتی تھی) تو یہ آیت نازل ہوئی کہ ”تم انہیں اس سے مت روکو کہ وہ اپنے پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کریں۔“

تشریح: یعنی عورتیں اگر اپنے اگلے خاوندوں سے نکاح کرنا چاہیں تو ان کو مت روکو۔ آیت میں مخاطب عورتوں کے اولیا ہیں۔ ابراہیم بن طہمان کی روایت کو خود امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب النکاح میں وصل کیا ہے۔ وہیں معقل رضی اللہ عنہ کی بہن اور اس کے خاوند کا نام بھی مذکور ہے۔ حکم مذکورہ طلاق رجعی کے لیے ہے اور طلاق بائن کے لیے بھی جبکہ شرعی حلالہ کے بعد عورت پہلے خاوند سے نکاح کرنا چاہے تو اسے روکنا نہ چاہیے، از خود حلالہ کرنے کرانے والوں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا

”اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ بیویاں

يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا﴾ إِلَى: ﴿بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ يَعْفُوْنَ يَهَبْنَ.

اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن تک روکے رکھیں۔'' آخر آیت "بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ" تک۔ یعفون بمعنی یھبن (یعنی ہبہ کردیں بخش دیں)۔

تشریح: پہلے شروع اسلام میں یہ حکم ہوا کہ لوگ مرتے وقت اپنی بیویوں کے لیے ایک سال گھر میں رکھنے اور ان کو نان ونفقہ دینے کی وصیت کرجائیں، پھر اس کے بعد دوسری آیت چار مہینے دس دن عدت کی اتری اور پہلا حکم منسوخ ہوگیا۔

٤٥٣٠ـ حَدَّثَنِي أُمَيَّةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ حَبِيْبٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ: ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ قَالَ: قَدْ نَسَخَتْهَا الْآيَةُ الْأُخْرَى فَلِمَ تَكْتُبُهَا أَوْ تَدَعُهَا؟ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْهُ مِنْ مَكَانِهِ. [طرفه في: ٤٥٣٦]

(۴۵۳۰) ہم سے امیہ بن بسطام نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے، ان سے حبیب نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے آیت ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ﴾ یعنی ''اور تم میں سے جو لوگ وفات پاجاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ جاتے ہیں'' کے متعلق عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اس آیت کو دوسری آیت نے منسوخ کردیا ہے۔ اس لیے آپ اسے (مصحف میں) نہ لکھیں یا (یہ کہا کہ) نہ رہنے دیں۔ اس پر عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: بیٹے! میں (قرآن کا) کوئی حرف اس کی جگہ سے نہیں ہٹا سکتا۔

تشریح: منسوخ ہونے کی تفصیل یہ ہے کہ بعض آیات حکم اور تلاوت دونوں طرح سے منسوخ ہوگئی ہیں۔ ان کو قرآن شریف میں درج نہیں کیا گیا اور کچھ آیات ایسی ہیں کہ ان کا حکم باقی ہے اور تلاوت منسوخ ہے، بعض ایسی ہیں جن کا حکم منسوخ ہے اور تلاوت باقی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مراد ان ہی آیات سے تھی جن کو تلاوت کے لیے باقی رکھا گیا اور حکم کے لحاظ سے وہ منسوخ ہوچکی ہیں۔

٤٥٣١ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شِبْلٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيْحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ: ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ قَالَ: كَانَتْ هَذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُّ عِنْدَ أَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِبٌ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوْفٍ﴾ قَالَ: جَعَلَ اللَّهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَصِيَّةً، إِنْ شَاءَتْ سَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا، وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ،

(۴۵۳۱) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شبل بن عباد نے بیان کیا، ان سے ابن ابی نجیح نے اور ان سے مجاہد نے آیت ''اور تم میں سے جو لوگ وفات پاجاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ جاتے ہیں'' کے بارے میں (زمانہ جاہلیت کی طرح) کہا کہ عدت (یعنی چار مہینے دس دن کی) تھی جو شوہر کے گھر عورت کو گزارنی ضروری تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''اور جو لوگ تم میں سے وفات پاجائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں ان کو چاہیے کہ اپنی بیویوں کے حق میں نفع اٹھانے کی وصیت (کرجائیں) کہ وہ ایک سال تک گھر سے نہ نکالی جائیں، لیکن اگر وہ (خود) نکل جائیں تو کوئی گناہ تم پر نہیں۔ اگر وہ دستور کے موافق اپنے لیے کوئی کام کریں۔'' فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے لیے سات مہینے اور بیس دن وصیت کے قرار دیئے کہ اگر وہ اس مدت میں

وَهُوَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ فَالعِدَّةُ كَمَا هِيَ وَاجِبٌ عَلَيْهَا. زَعَمَ ذَلِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ. وَقَالَ عَطَاءٌ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَسَخَتْ هَذِهِ الآيَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَ أَهْلِهَا، فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ، لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾. وَقَالَ عَطَاءٌ إِنْ شَاءَتِ اعْتَدَّتْ عِنْدَ أَهْلِهِ وَسَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا، وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ اللَّهِ: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ﴾. قَالَ عَطَاءٌ: ثُمَّ جَاءَ المِيرَاثُ فَنَسَخَ السُّكْنَى فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ وَلَا سُكْنَى لَهَا. وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ بِهَذَا. وَعَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَسَخَتْ هَذِهِ الآيَةُ عِدَّتَهَا فِي أَهْلِهَا، فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ لِقَوْلِ اللَّهِ: ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ نَحْوَهُ. [طرفه في: ٥٣٤٤] [ابوداود: ٢٣٠١؛ نسائي: ٣٥٣١]

چاہے تو اپنے لیے وصیت کے مطابق (شوہر کے گھر میں ہی) ٹھہرے اور اگر چاہے تو کہیں اور چلی جائے کہ اگر ایسی عورت کہیں اور چلی جائے تو تمہارے حق میں کوئی گناہ نہیں۔ پس عدت کے ایام تو وہی ہیں جنہیں گزارنا اس پر ضروری ہے (یعنی چار مہینے دس دن) شبل نے کہا: ابن ابی نجیح نے مجاہد سے ایسا ہی نقل کیا ہے اور عطاء بن ابی رباح نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اس آیت نے اس رسم کو منسوخ کر دیا کہ عورت اپنے خاوند کے گھر کے پاس عدت گزارے۔ اس آیت کی رو سے عورت کو اختیار ملا جہاں چاہے وہاں عدت گزارے اور اللہ پاک کے قول ''غیر اخراج'' کا یہی مطلب ہے۔ عطاء نے کہا: عورت اگر چاہے تو اپنے خاوند کے گھر والوں میں عدت گزارے اور خاوند کی وصیت کے موافق اسی کے گھر میں رہے اور اگر چاہے تو وہاں سے نکل جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اگر وہ نکل جائیں تو دستور کے موافق اپنے حق میں جو بات کریں اس میں کوئی گناہ تم پر نہ ہوگا۔'' عطاء نے کہا کہ پھر میراث کا حکم نازل ہوا جو سورۂ نساء میں ہے اور اس نے (عورت کے لیے) گھر میں رکھنے کے حکم کو منسوخ قرار دیا۔ اب عورت جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے۔ اسے مکان کا خرچہ دینا ضروری نہیں اور محمد بن یوسف نے روایت کیا، ان سے ورقاء بن عمرو نے بیان کیا، ان سے ابن ابی نجیح نے اور ان سے مجاہد نے، یہی قول بیان کیا اور ورقاء نے ابن ابی نجیح سے نقل کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اس آیت نے صرف شوہر کے گھر میں عدت کے حکم کو منسوخ قرار دیا ہے۔ اب وہ جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''غیر اخراج'' وغیرہ سے ثابت ہے۔

٤٥٣٢ـ حَدَّثَنِي حِبَّانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى مَجْلِسٍ فِيهِ عُظْمٌ مِنَ الأَنْصَارِ وَفِيهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى، فَذَكَرْتُ حَدِيثَ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ فِي شَأْنِ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الحَارِثِ، فَقَالَ

(٤٥٣٢) ہم سے حبان بن موسیٰ مروزی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے، کہا ہم کو عبداللہ بن عون نے خبر دی، ان سے محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ میں انصار کی ایک مجلس میں حاضر ہوا۔ بڑے بڑے انصاری وہاں موجود تھے اور عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ بھی موجود تھے۔ میں نے وہاں سبیعہ بنت حارث کے باب سے متعلق عبداللہ بن عتبہ کی حدیث کا ذکر کیا۔ عبدالرحمن نے کہا لیکن عبداللہ بن عتبہ کے چچا (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) ایسا

عَبْدُ الرَّحْمَنِ: وَلَكِنَّ عَمَّهُ كَانَ لَا يَقُولُ ذَلِكَ. فَقُلْتُ: إِنِّي لَجَرِيءٌ إِنْ كَذَبْتُ عَلَى رَجُلٍ فِي جَانِبِ الْكُوفَةِ. وَرَفَعَ صَوْتَهُ. قَالَ: ثُمَّ خَرَجْتُ فَلَقِيتُ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ أَوْ مَالِكَ بْنَ عَوْفٍ قُلْتُ: كَيْفَ كَانَ قَوْلُ ابْنِ مَسْعُودٍ فِي الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ فَقَالَ: قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: أَتَجْعَلُونَ عَلَيْهَا التَّغْلِيظَ، وَلَا تَجْعَلُونَ لَهَا الرُّخْصَةَ؟ لَنَزَلَتْ سُورَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرَى بَعْدَ الطُّولَى. وَقَالَ أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ: لَقِيتُ أَبَا عَطِيَّةَ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ. [طرفه في: ٤٩١٠]

نہیں کرتے تھے۔ (محمد بن سیرین نے کہا) کہ میں نے کہا کہ پھر تو میں نے ایک ایسے بزرگ عبداللہ بن عتبہ کے متعلق جھوٹ بولنے میں دلیری کی ہے کہ جو کوفہ میں ابھی زندہ موجود ہیں۔ میری آواز بلند ہوگئی تھی۔ ابن سیرین نے کہا کہ پھر جب میں باہر نکلا تو راستے میں مالک بن عامر یا مالک بن عوف سے میری ملاقات ہوگئی۔ (راوی کو شک ہے یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے رفیقوں میں سے تھے) میں نے ان سے پوچھا کہ جس عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے اور وہ حمل سے ہو تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کی عدت کے متعلق کیا فتویٰ دیتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ تم لوگ اس حاملہ پر سختی کے متعلق کیوں سوچتے ہو اس پر آسانی نہیں کرتے (اس کو لمبی) عدت کا حکم دیتے ہو۔ سورۂ نساء چھوٹی (سورۂ طلاق) لمبی سورۂ نساء کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اور ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے کہ میں ابوعطیہ مالک بن عامر سے ملا۔

تشریح: سورۂ طلاق کو چھوٹی سورۂ نساء کہا گیا ہے اور سورۂ نساء کو بڑی سورۂ نساء قرار دیا گیا ہے۔ سورۂ طلاق میں اللہ نے یہ فرمایا ہے: ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (٦٥/ الطلاق: ٤) تو حاملہ عورتیں سورۂ نساء کی آیت سے خاص کر لی گئیں۔ اس سے یہ نکلا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی حاملہ عورت کی عدت میں یہی تھا کہ وضع حمل سے اس کی عدت پوری ہو جاتی ہے اور عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کا قول غلط نکلا۔ ایوب سختیانی کی روایت میں شک نہیں ہے۔ جیسے عبداللہ بن عون کی روایت میں ہے کہ مالک بن عامر یا مالک بن عوف سے ملا۔ اس روایت کو خود امام بخاری رحمہ اللہ نے تفسیر سورۂ طلاق میں وصل کیا ہے۔ روایت میں مذکور سبیعہ کا قصہ یہ ہے کہ سبیعہ کا خاوند سعد بن خولہ مکہ میں مر گیا اس وقت سبیعہ حاملہ تھی۔ خاوند کے انتقال کے چند روز بعد وہ بچہ جنی اور ابوالسنابل نے ان سے نکاح کرنا چاہا۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا۔ آپ نے اس کو نکاح کی اجازت دے دی۔ معلوم ہوا کہ حاملہ کی عدت وضع حمل سے گزر جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول یہ تھا کہ حاملہ بھی عدت پوری کرے گی اگر وضع حمل میں چار مہینے دس دن باقی ہوں تو اس مدت تک اگر زیادہ عرصہ باقی ہو تو وضع حمل تک انتظار کرے۔

بَابُ قَوْلِهِ: باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ ”سب ہی نمازوں کی حفاظت رکھو اور درمیانی نماز کی پابندی خاص طور پر لازم پکڑو۔“

٤٥٣٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ح: وَحَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمَنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ، قَالَ هِشَامٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ،

(۴۵۳۳) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا، ان سے ہشام بن حسان نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے، ان سے عبیدہ نے اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن بشر بن حکم نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے

عَنْ عَبِيْدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ: ((حَبَسُوْنَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ مَلَأَ اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ أَوْ أَجْوَافَهُمْ۔ شَكَّ يَحْيَى۔ نَارًا)).

[راجع: ۲۹۳۱]

بیان کیا، ان سے ہشام بن حسان نے، کہا کہ مجھ سے محمد بن سیرین نے بیان کیا، ان سے عبیدہ بن عمرو نے اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ خندق کے موقع پر فرمایا تھا: ''ان کفار نے ہمیں درمیانی نماز نہیں پڑھنے دی، یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا، اللہ ان کی قبروں اور گھروں کو یا ان کے پیٹوں کو آگ سے بھر دے۔'' قبروں اور گھروں یا پیٹوں کے لفظوں میں شک یحییٰ بن سعید راوی کی طرف سے ہے۔

تشریح: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صلوٰۃ الوسطیٰ سے عصر کی نماز مراد ہے۔ کچھ لوگوں نے بعض دوسری نمازوں کو بھی مراد لیا ہے۔ مگر قول راجح یہی ہے۔ اس بارے میں شارح نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ جس کا نام کشف الخطأ عن صلوة الوسطى ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ مُطِيْعِيْنَ.

''اور اللہ کے سامنے فرماں برداروں کی طرح کھڑے ہوا کرو۔''

تشریح: یعنی ''اور اللہ کے سامنے فرمانبرداروں کی طرح خاموش کھڑے ہوا کرو۔'' خاموشی سے دنیا کی بات نہ کرنا مراد ہے۔

٤٥٣٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ، عَنْ أَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ يُكَلِّمُ أَحَدُنَا أَخَاهُ فِيْ حَاجَتِهِ حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ.

[راجع: ۱۲۰۰]

(۴۵۳۴) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے حارث بن شبیل نے، ان سے ابوعمرو شیبانی نے اور ان سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پہلے ہم نماز پڑھتے ہوئے بات بھی کر لیا کرتے تھے، کوئی بھی شخص اپنے دوسرے بھائی سے اپنی کسی ضرورت کے لیے بات کر لیتا تھا۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: ''سب ہی نمازوں کی پابندی رکھو اور خاص طور پر بیچ والی نماز کی اور اللہ کے سامنے فرماں برداروں کی طرح کھڑے ہوا کرو۔'' اس آیت کے ذریعہ ہمیں نماز میں چپ رہنے کا حکم دیا گیا۔

تشریح: لفظ قانتین سے خاموش رہنے والے فرمانبردار مراد ہیں۔ مجاہد نے کہا قنوت یہ ہے کہ خشوع وخضوع طول قیام کے ساتھ ادب سے نماز پڑھے۔ نگاہ نیچی رکھے، نماز دربار الٰہی میں عاجزانہ طور پر ظاہر و باطن کو جھکا دینے کا نام ہے۔ آیت میں قنوت سے نماز میں خاموش رہنا مراد ہے۔ (فتح الباری)
حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعمرو ہے۔ یہ انصاری خزرجی ہیں۔ کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ ۶۶ھ میں وفات پائی۔ (رضی اللہ عنہ)

بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ:

باب: اللہ عزوجل کا بیان:

﴿فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ﴾

''اگر تمہیں ڈر ہو تو تم نماز پیدل ہی (پڑھ لیا کرو) یا سواری پر پڑھ لو۔ پھر جب تم امن میں آجاؤ تو اللہ کو یاد کرو جس طرح اس نے تمہیں سکھایا ہے جس کو تم نہیں جانتے تھے۔''

تشریح: حالت جنگ میں جب ہر طرف سے خوف طاری ہو تو نماز پیدل یا سوار جس صورت میں بھی ادا کی جا سکے۔ اس کے بارے میں یہ آیت

نازل ہوئی۔ حالت جنگ کی یہ کیفیت اتفاقی امر ہے ورنہ سفر میں قصر بہر صورت جائز ہے۔

وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ: ﴿كُرْسِيُّهُ﴾ عِلْمُهُ يُقَالُ: ﴿بَسْطَةً﴾ زِيَادَةً وَفَضْلاً ﴿أَفْرِغْ﴾ أَنْزِلْ ﴿يَئُوْدُهُ﴾ يُثْقِلُهُ. آدَنِي: أَثْقَلَنِي. وَالآدُ وَالأَيْدُ: الْقُوَّةُ. ﴿فَبُهِتَ﴾ ذَهَبَتْ حُجَّتُهُ ﴿خَاوِيَةٌ﴾ لَا أَنِيْسَ فِيهَا. ﴿عُرُوْشِهَا﴾ أَبْنِيَتُهَا. السِّنَةُ النُّعَاسُ ﴿نُنْشِزُهَا﴾ نُخْرِجُهَا ﴿إِعْصَارٌ﴾ رِيحٌ عَاصِفٌ تَهُبُّ مِنَ الأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ كَعَمُوْدٍ فِيهِ نَارٌ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿صَلْدًا﴾ لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ. وَقَالَ عِكْرِمَةُ: ﴿وَابِلٌ﴾ مَطَرٌ شَدِيْدٌ. الطَّلُّ: النَّدَى، وَهَذَا مَثَلُ عَمَلِ الْمُؤْمِنِ. ﴿يَتَسَنَّهْ﴾. يَتَغَيَّرُ

سعید بن جبیر نے کہا وَسِعَ كُرْسِيُّهُ میں کرسی سے مراد پروردگار کا علم ہے۔ (یہ تاویلی مفہوم ہے احتیاط اسی میں ہے کہ ظاہر معنوں میں تسلیم کر کے حقیقت کو علم الٰہی کے حوالہ کر دیا جائے) بَسْطَةً سے مراد زیادتی اور فضیلت ہے۔ أَفْرِغْ کا مطلب انزل ہے یعنی ہم پر صبر نازل فرما لفظ وَلَا يَئُوْدُهُ کا مطلب یہ کہ اس پر بار نہیں ہے۔ اسی سے لفظ آدنی ہے یعنی مجھ کو اس نے بوجھل بنا دیا اور لفظ؟ آد اور أيد قوت کو کہتے ہیں لفظ السنة اونگھ کے معنی میں ہے۔ لَمْ يَتَسَنَّهْ کا معنی نہیں بگڑا لفظ فَبُهِتَ کا معنی کہ (نمرود) سے دلیل نہ بن سکی لفظ خاویہ یعنی خالی جہاں کوئی رفیق نہ ہو۔ لفظ عُرُوشِهَا سے مراد اس کی عمارتیں ہیں، نُنْشِزُهَا کے معنی ہم نکالتے ہیں۔ لفظ إِعْصَارٌ کے معنی تند ہوا جو زمین سے اٹھ کر آسمان کی طرف ایک ستون کی طرح ہو جاتی ہے۔ اس میں آگ ہوتی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا لفظ صَلْدًا یعنی چکنا صاف جس پر کچھ بھی نہ رہے اور عکرمہ نے کہا لفظ وَابِلٌ زور کے مینہ پر بولا جاتا ہے اور لفظ طل کے معنی شبنم اوس کے ہیں۔ یہ مومن کے نیک عمل کی مثال ہے کہ وہ ضائع نہیں جاتا۔ يَتَسَنَّهْ کے معنی بدل جائے، بگڑ جائے۔

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی روش کے مطابق سورہ بقرہ کے یہ مختلف مشکل الفاظ منتخب فرما کر ان کے حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ پورے معانی ومطالب ان ہی مقامات سے متعلق ہیں جہاں جہاں یہ لفظ وارد ہوئے ہیں۔

٤٥٣٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ: كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ: يَتَقَدَّمُ الإِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِنَ النَّاسِ فَيُصَلِّي بِهِمُ الإِمَامُ رَكْعَةً، وَتَكُوْنُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ لَمْ يُصَلُّوْا، فَإِذَا صَلَّى الَّذِيْنَ مَعَهُ رَكْعَةً اسْتَأْخَرُوْا مَكَانَ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا وَلَا يُسَلِّمُوْنَ، وَيَتَقَدَّمُ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا فَيُصَلُّوْنَ مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ يَنْصَرِفُ

(۴۵۳۵) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے کہ جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نماز خوف کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ فرماتے کہ امام مسلمانوں کی ایک جماعت کو لے کر خود آگے بڑھے اور انہیں ایک رکعت نماز پڑھائے۔ اس دوران میں مسلمانوں کی دوسری جماعت ان کے اور دشمن کے درمیان رہے۔ یہ لوگ نماز میں ابھی شریک نہ ہوں، پھر جب امام ان لوگوں کو ایک رکعت پڑھا چکے جو پہلے اس کے ساتھ تھے تو اب یہ لوگ پیچھے ہٹ جائیں اور ان کی جگہ لے لیں، جنہوں نے اب تک نماز نہیں پڑھی ہے، لیکن یہ لوگ سلام نہ پھیریں۔ اب وہ لوگ آگے بڑھیں جنہوں نے نماز نہیں پڑھی ہے اور امام

الْإِمَامُ وَقَدْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَيَقُوْمُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَيُصَلُّوْنَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً بَعْدَ أَنْ يَنْصَرِفَ الْإِمَامُ، فَيَكُوْنُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ قَدْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ أَشَدَّ مِنْ ذٰلِكَ صَلَّوْا رِجَالًا، قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ، أَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيْهَا. قَالَ مَالِكٌ: قَالَ نَافِعٌ: لَا أُرَى عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذٰلِكَ إِلَّا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [راجع: ۹٤۲]

انہیں بھی ایک رکعت نماز پڑھائے۔ اب امام دو رکعت پڑھ چکنے کے بعد نماز سے فارغ ہو چکا۔ پھر دونوں جماعتیں (جنہوں نے الگ الگ امام کے ساتھ ایک ایک رکعت نماز پڑھی تھی) اپنی باقی ایک ایک رکعت ادا کر لیں۔ جبکہ امام اپنی نماز سے فارغ ہو چکا ہے۔ اس طرح دونوں جماعتوں کی دو دو رکعت پوری ہو جائیں گے۔ لیکن اگر خوف اس سے بھی زیادہ ہے تو ہر شخص تنہا نماز پڑھ لے، پیدل ہو یا سوار، قبلہ کی طرف رخ ہو یا نہ ہو۔ امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے کہ مجھ کو یقین ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ باتیں رسول کریم ﷺ سے سن کر ہی بیان کی ہیں۔

تشریح: نماز خوف ایک مستقل نماز ہے جو جنگ کی حالت میں پڑھی جاتی ہے اور یہ ایک رکعت تک بھی جائز ہے۔ بہتر تو یہی صورت ہے جو مذکور ہوئی۔ خوف زیادہ ہو تو پھر ایک رکعت جس طور بھی ادا ہو سکے درست ہے۔ مگر قصر اپنی جگہ پر ہے جو حالت امن و خوف ہر جگہ بہتر و افضل ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ ”جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں۔“

تشریح: تو خاوندوں کو چاہیے کہ وہ اپنی بیویوں کے لیے مکان کا اور خرچہ کی ایک سال تک کے لیے وصیت کر جائیں۔ پھر وہ عورتیں اس مدت تک نکالی نہ جائیں۔ یہ حکم بعد میں منسوخ ہو گیا۔

٤٥٣٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ، وَيَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ الشَّهِيْدِ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ هٰذِهِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ: ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ قَدْ نَسَخَتْهَا الْأُخْرَى فَلِمَ تَكْتُبُهَا قَالَ: تَدَعُهَا يَا ابْنَ أَخِي! لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْهُ مِنْ مَكَانِهِ قَالَ حُمَيْدٌ: أَوْ نَحْوَ هٰذَا. [راجع: ٤٥٣٠]

(۴۵۳۶) مجھ سے عبداللہ بن ابی اسود نے بیان کیا، کہا ہم سے حمید بن اسود اور یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حبیب بن شہید نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ سورۂ بقرہ کی آیت یعنی ”جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں“ اللہ تعالیٰ کے فرمان ”غیر اخراج“ تک کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔ اس کو آپ نے مصحف میں کیوں لکھوایا، چھوڑ کیوں نہیں دیا؟ انہوں نے کہا: میرے بھتیجے! میں کسی آیت کو اس کے ٹھکانے سے بدلنے والا نہیں۔ یہ حمید نے کہا یا کچھ ایسا ہی جواب دیا۔

بَابُ قَوْلِهِ: باب: ارشاد باری تعالیٰ:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي ”اس وقت کو یاد کرو، جب ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے رب!

الْمَوْتَى﴾.

٤٥٣٧ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَسَعِيْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيْمَ إِذْ قَالَ: ﴿رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي﴾. [راجع: ٣٣٧٢]

﴿فَصُرْهُنَّ﴾ قَطِّعْهُنَّ.

مجھے دکھادے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا۔‘‘

(۴۵۳۷) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، ان سے ابن وہب نے بیان کیا، انہیں یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں ابوسلمہ اور سعید نے، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’شک کرنے کا ہمیں ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ حق ہے، جب انہوں نے عرض کیا تھا کہ اے میرے رب! مجھے دکھادے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا، اللہ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ تجھ کو یقین نہیں ہوا؟ عرض کیا یقین ضرور ہے، لیکن میں نے یہ درخواست اس لیے کی ہے کہ میرے دل کو اور اطمینان حاصل ہو جائے۔‘‘

تشریح: اللہ نے پھر ان سے فرمایا کہ تم چار پرندوں کو پکڑو اور ان کا گوشت خلط ملط کر کے چار پہاڑوں پر رکھ دو، پھر ان کو بلاؤ۔ اللہ کے حکم سے زندہ ہو کر دوڑے چلے آئیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ اپنی جگہ پر یہ واقعہ تفصیل سے موجود ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُوْنَ لَهُ جَنَّةٌ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿تَتَفَكَّرُوْنَ﴾.

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

’’کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا ایک باغ ہو‘‘ آخر آیت ”تتفکرون“ تک۔

٤٥٣٨ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ، يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ وَسَمِعْتُ أَخَاهُ أَبَا بَكْرِ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ يَوْمًا لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْمَ تَرَوْنَ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ: ﴿أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُوْنَ لَهُ جَنَّةٌ﴾ قَالُوْا: اللّٰهُ أَعْلَمُ. فَغَضِبَ عُمَرُ فَقَالَ: قُوْلُوْا نَعْلَمُ أَوْ لَا نَعْلَمُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فِي نَفْسِي مِنْهَا شَيْءٌ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! قَالَ عُمَرُ: يَا ابْنَ أَخِي! قُلْ وَلَا تَحْقِرْ نَفْسَكَ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ضُرِبَتْ مَثَلًا لِعَمَلٍ. قَالَ

(۴۵۳۸) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے، انہوں نے عبداللہ بن ملیکہ سے سنا، وہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے تھے (دوسری سند) ابن جریج نے کہا اور میں نے ابن ابی ملیکہ کے بھائی ابوبکر بن ابی ملیکہ سے بھی سنا، وہ عبید بن عمیر سے روایت کرتے تھے کہ ایک دن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے اصحاب سے دریافت کیا کہ آپ لوگ جانتے ہو یہ آیت کس سلسلے میں نازل ہوئی ہے: ’’کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا ایک باغ ہو۔‘‘ سب نے کہا کہ اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ بہت خفا ہو گئے اور کہا: صاف جواب دیں کہ آپ لوگوں کو اس سلسلے میں کچھ معلوم ہے یا نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: امیر المؤمنین! میرے دل میں ایک بات آتی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹے! تمہی کہو اور اپنے کو حقیر نہ سمجھو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ اس میں عمل کی مثال بیان کی گئی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ

عُمَرُ: أَيُّ عَمَلٍ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لِعَمَلٍ. قَالَ عُمَرُ لِرَجُلٍ غَنِيٍّ يَعْمَلُ بِطَاعَةِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ، ثُمَّ بَعَثَ اللَّهُ لَهُ الشَّيْطَانَ فَعَمِلَ بِالْمَعَاصِي حَتَّى أَغْرَقَ أَعْمَالَهُ.

نے پوچھا، کیسے عمل کی؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ عمل کی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ایک مالدار شخص کی مثال ہے جو اللہ کی اطاعت میں نیک عمل کرتا رہتا ہے۔ پھر اللہ شیطان کو اس پر غالب کر دیتا ہے، وہ گناہوں میں مصروف ہو جاتا ہے اور اس کے اگلے نیک اعمال سب غارت ہو جاتے ہیں۔

تشریح: دوسری روایت میں یوں ہے کہ ساری عمر تو نیک عمل کرتا رہتا ہے جب آخر عمر ہوتی ہے اور نیک عملوں کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے، اس وقت برے کام کرنے لگتا ہے اور اس کی ساری اگلی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ (فتح الباری)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ: ﴿لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا﴾

باب: حق تعالیٰ کا ارشاد: ''وہ لوگوں سے چمٹ کر نہیں مانگتے۔''

يُقَالُ: أَلْحَفَ عَلَيَّ وَأَلَحَّ عَلَيَّ، وَأَحْفَانِي بِالْمَسْأَلَةِ، ﴿فَيُحْفِكُمْ﴾ يُجْهِدْكُمْ.

عرب لوگ الحف اور الح اور احفا بالمسئلة تب کہتے ہیں کہ کوئی گڑگڑا کر پیچھے لگ کر سوال کرے۔ فیحفکم کے معنی تمہیں مشقت میں ڈال دے، تھکا دے۔

تشریح: یہ اصحاب صفہ کا ذکر ہے جو حاجت مند ہونے کے باوجود کسی سے سوال نہیں کرتے تھے۔ جاہل لوگ ان کو غنی جانتے حالانکہ اصلی حقدار وہی لوگ تھے۔

٤٥٣٩ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي شَرِيكُ بْنُ أَبِي نَمِرٍ، أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي عَمْرَةَ الأَنْصَارِيَّ، قَالَا: سَمِعْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَا اللُّقْمَةُ وَلَا اللُّقْمَتَانِ. إِنَّمَا الْمِسْكِينُ الَّذِي يَتَعَفَّفُ وَاقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ)) يَعْنِي قَوْلَهُ: ﴿لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا﴾. [راجع: ١٤٧٦] [مسلم: ٢٣٩٤، ٢٣٩٥؛ نسائي: ٢٥٧٠]

(۴۵۳۹) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے شریک بن ابی نمر نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار اور عبدالرحمن بن ابی عمرہ انصاری نے بیان کیا اور انہوں نے کہا ہم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسکین وہ نہیں ہے جسے ایک یا دو کھجور، ایک یا دو لقمے دربدر لیے پھریں، بلکہ مسکین وہ ہے جو مانگنے سے بچتا رہے اور اگر تم دلیل چاہو تو (قرآن سے) اس آیت کو پڑھ لو کہ ''وہ لوگوں سے چمٹ کر نہیں مانگتے۔''

تشریح: اللہ کی مخلوق سے سوال نہ کرے۔ خالق سے مانگے، یہی مراد اس حدیث میں ہے اللهم احيني مسكينا بعض نے کہا سوال کرنا مسکین ہونے کے خلاف نہیں ہے لیکن سوال میں الحاح نہ کرے یعنی پیچھے نہ پڑ جائے۔ ایک بار اپنی حاجت بیان کر دے اگر کوئی دے تو لے لے ورنہ چلا جائے، بھروسہ صرف اللہ پر رکھے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾ الْمَسُّ: الْجُنُوْنُ.

''اور اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا۔'' المَسّ یعنی جنون۔

تشریح: یعنی حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا ہے۔ لفظ المس کے معنی جنون کے ہیں جسے دیوانگی بھی کہتے ہیں فراء نے یہی تفسیر کی ہے۔ مس کا معنی جنون کا چھونا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں سود خور آخرت میں مجنون اٹھے گا۔

٤٥٤٠ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ:حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتِ الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبَا قَرَأَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ، ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

[راجع: ٤٥٩]

(۴۵۴۰) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے مسلم نے بیان کیا، ان سے مسروق نے اور ان سے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب سود کے سلسلے میں سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں پڑھ کر لوگوں کو سنایا اور اس کے بعد شراب کی تجارت بھی حرام قرار پائی۔

تشریح: یہ آیت ان لوگوں کی تردید میں نازل ہوئی جنہوں نے کہا کہ سود بھی ایک طرح کی تجارت ہے پھر یہ حرام کیوں قرار دیا گیا۔ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی اور بتلایا کہ تجارتی نفع حلال ہے اور سودی نفع حرام ہے۔ سود خوروں کا حال یہ ہوگا کہ وہ محشر میں دیوانوں کی طرح سے کھڑے ہوں گے اور خون کی نہر میں ان کو غوطے دیئے جائیں گے۔

بَابُ قَوْلِهِ: باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا﴾ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: يُذْهِبُهُ.

''اللہ سود کو مٹاتا ہے۔'' یمحق یعنی دور کردیتا ہے، مٹا دیتا ہے۔

تشریح: یعنی ''اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔'' لفظ یمحق بمعنی یذھب کے ہے یعنی مٹا دیتا ہے اور دور کر دیتا ہے۔

٤٥٤١ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ:أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الضُّحَى، يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا أُنْزِلَتِ الْآيَاتُ الْأَوَاخِرُ مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتَلَاهُنَّ فِي الْمَسْجِدِ، فَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ. [راجع: ٤٥٩]

(۴۵۴۱) ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں سلیمان اعمش نے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوالضحیٰ سے سنا، وہ مسروق سے روایت کرتے تھے کہ ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، جب سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور مسجد میں پڑھ کر سنائیں اس کے بعد شراب کی تجارت حرام ہوگئی۔

تشریح: سودی مال بظاہر بڑھتا نظر آتا ہے مگر انجام کے لحاظ سے وہ ایک دن تلف ہو جاتا ہے۔ ہاں صدقہ وخیرات ثواب کے لحاظ سے بڑھنے والی چیزیں ہیں۔ سود خور قوموں کو بظاہر عروج ملتا ہے مگر انجام سے ان کی نسلیں ترقی نہیں کرتی ہیں۔ سود، بیاج اسلام میں بدترین جرم قرار دیا گیا ہے۔ اس

کے مقابلہ پر قرض حسنہ ہے، جس کے بہت سے فضائل ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ: باب: رب تعالیٰ کا فرمان:

﴿فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ﴾ فَاعْلَمُوْا.

''اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول سے بڑی جنگ کا اعلان سن لو۔'' لفظ ''فَاذَنُوا'' بمعنی فاعلموا ہے۔ یعنی جان لو، آگاہ ہو جاؤ۔

تشریح: یعنی ''اگر یہ سن کر بھی سود سے باز نہیں آئے تو خبردار! اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔''

یہ اس وقت ہے جب لفظ فاذنوا کی ذال پر فتحہ پڑھا جائے۔ بعض نے ذال کا کسرہ بھی پڑھا۔ اس وقت یہ معنی ہوں گے کہ لوگوں کو آگاہ کر دو۔

٤٥٤٢ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتِ الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ قَرَأَهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِمْ فِي الْمَسْجِدِ، وَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

[راجع: ٤٥٩]

(۴۵۴۲) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابوالضحیٰ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں مسجد میں پڑھ کر سنایا اور شراب کی تجارت حرام قرار دی گئی۔

تشریح: سود خوروں کو تنبیہ کی گئی کہ یا تو وہ اس سے باز آ جائیں ورنہ اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ لڑائی کے لئے تیار ہو جائیں۔ گویا سود خوری سے باز نہ آنے والے مسلمان اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے برسر جنگ ہیں۔ ان کو اپنے انجام سے ڈرنا چاہیے۔

بَابُ قَوْلِهِ: باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَإِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾.

''اگر مقروض تنگ دست ہے تو اس کے لیے آسانی مہیا ہونے تک مہلت دینا بہتر ہے اور اگر تم اس کا قرض معاف ہی کر دو تو تمہارے حق میں یہ اور بہتر ہے۔ اگر تم علم رکھتے ہو۔''

تشریح: قرض خواہوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ مقروض کے حال کے مطابق معاملہ کریں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ پہلے زمانہ میں ایک شخص محض اس نیکی کی وجہ سے بخشا گیا کہ وہ اپنے مقروض لوگوں پر سختی نہیں کرتا تھا بلکہ معاف بھی کر دیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی معاف کر دیا۔ مگر آج کے مادی دور میں ایسی مثالیں محال ہیں جبکہ اکثریت نے دولت ہی کو اپنا خدا سمجھ لیا ہے۔ آج اکثر دولت مندوں کا یہ حال ہے کہ وہ کسی غریب کے ساتھ ایک پیسے کی رعایت کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ الا ماشاء اللہ۔

٤٥٤٣ـ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ: عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، وَالْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ،

(۴۵۴۳) اور ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے منصور اور اعمش نے، ان سے ابوالضحیٰ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب سورۂ بقرہ کی

قَالَتْ: لَمَّا أُنْزِلَتِ الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَأَهُنَّ عَلَيْنَا، ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ. [راجع: ٤٥٩]

آخری آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہمیں پڑھ کر سنایا پھر شراب کی تجارت حرام قرار دے دی۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ﴾

"اور اس دن سے ڈرتے رہو جس دن تم سب کو اللہ کی طرف واپس جانا ہے۔"

٤٥٤٤ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ آيَةُ الرِّبَا.

(۴۵۴۴) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے، بیان کیا، ان سے عاصم بن سلیمان نے، ان سے شعبی نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آخری آیت جو نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی وہ سود کی آیت تھی۔

تشریح: دوسری روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی صراحت ہے کہ آخری آیت جو نازل ہوئی وہ آیت: ﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ﴾ (۲/البقرة:۲۸۱) تھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ روایت لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد آیت ربا سے یہی آیت ہے۔ اس طرح باب کی مطابقت بھی حاصل ہوگئی۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾.

"اور جو خیال تمہارے دلوں کے اندر چھپا ہوا ہے اگر تم اس کو ظاہر کر دو یا اسے چھپائے رکھو ہر حال میں اللہ اس کا حساب تم سے لے گا، پھر جسے چاہے بخش دے گا اور جسے چاہے عذاب کرے گا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔"

٤٥٤٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْكِيْنٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ، عَنْ رَجُلٍ، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ أَنَّهَا قَدْ نُسِخَتْ: ﴿وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ﴾ الْآيَةَ. [طرفه في: ٤٥٤٦]

(۴۵۴۵) ہم سے محمد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن محمد نفیلی نے بیان کیا، کہا ہم کو مسکین بن بکیر حران نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے خالد حذاء نے، ان سے مروان اصفر نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ آیت "اور جو کچھ تمہارے نفسوں کے اندر ہے اگر تم ان کو ظاہر کر دو یا چھپائے رکھو" آخر تک، منسوخ ہوگئی تھی۔

تشریح: امام احمد رحمہ اللہ نے مجاہد سے نکالا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ آیت: ﴿وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ﴾ (۲/البقرة:۲۸۴) پڑھی اور رونے لگے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب یہ آیت اتری تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہت رنج ہوا اور کہنے لگے یارسول اللہ! ہم تو تباہ ہو گئے کیونکہ دل ہمارے ہاتھ میں نہیں ہیں اور دلوں میں طرح طرح کے خیال آتے ہی رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہو (سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا) پھر آیت: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ﴾ (۲/البقرة:۲۸۶) نے اس کو منسوخ کر دیا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿إِصْرًا﴾ عَهْدًا. وَيُقَالُ: ﴿غُفْرَانَكَ﴾ مَغْفِرَتَكَ، فَاغْفِرْ لَنَا.

''پیغمبر ایمان لائے اس پر جو ان پر اللہ کی طرف سے نازل ہوا'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ "اِصْراً" عہد وعدہ کے معنی میں ہے اور بولتے ہیں "غفرانك" یعنی ہم تیری مغفرت مانگتے ہیں، تو ہمیں معاف کردے۔

تشریح: یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایمانی کیفیت کا وہ بیان ہے کہ وہ حکم ﴿وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ﴾ (۲/البقرۃ:۲۸۴) الخ پر ایمان لے آئے اور "سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا" کہنے لگے۔ بعد میں اللہ نے ان کے حال پر رحم فرما کر آیت: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ﴾ سے اس حکم کو منسوخ قرار دے دیا۔

٤٥٤٦ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ، عَنْ رَجُلٍ، مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أَحْسِبُهُ ابْنَ عُمَرَ: ﴿إِنْ تُبْدُوْا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ﴾ قَالَ: نَسَخَتْهَا الْآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا. [طرفه في: ٤٥٤٥]

(۴۵۴۶) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، انہیں روح بن عبادہ نے خبر دی، انہیں شعبہ نے خبر دی، انہیں خالد حذاء نے، انہیں مروان اصفر نے اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے، کہا کہ وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ انہوں نے آیت: ﴿وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ﴾ کے متعلق بتلایا کہ اس آیت کو اس کے بعد کی آیت ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ نے منسوخ کر دیا ہے۔

تشریح: پہلی آیت کا مفہوم یہ تھا کہ تمہارے نفسوں کے وساوس پر بھی مواخذہ ہوگا۔ یہ معاملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بہت شاق گزرا اور واقعی شاق بھی تھا کہ وساوس نفسانی دلوں میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ آیت: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (۲/البقرۃ:۲۸۶) نے اس آیت کو منسوخ کر دیا اور محض وساوس نفسانی پر گرفت نہ ہونے کا اعلان کیا گیا جب تک ان کے مطابق عمل نہ ہو۔

(۳) سُوْرَةُ آلِ عِمْرَانَ

سورۂ آل عمران کی تفسیر

﴿تُقَاةً﴾ وَتَقِيَّةً وَاحِدَةٌ ﴿صِرٌّ﴾ بَرْدٌ ﴿شَفَا حُفْرَةٍ﴾ مِثْلُ شَفَا الرَّكِيَّةِ، وَهُوَ حَرْفُهَا ﴿تُبَوِّئُ﴾ تَتَّخِذُ مُعَسْكَرًا، وَالْمُسَوَّمُ الَّذِي لَهُ سِيْمَاءٌ بِعَلَامَةٍ أَوْ بِصُوْفَةٍ أَوْ مَا كَانَ ﴿رِبِّيُّوْنَ﴾ الْجَمِيْعُ، وَالْوَاحِدُ رِبِّيٌّ ﴿تَحُسُّوْنَهُمْ﴾ تَسْتَأْصِلُوْنَهُمْ قَتْلًا. ﴿غُزًّا﴾ وَاحِدُهَا غَازٍ ﴿سَنَكْتُبُ﴾ سَنَحْفَظُ ﴿نُزُلًا﴾ ثَوَابًا، وَيَجُوْزُ وَمُنْزَلٌ عِنْدَ اللّٰهِ كَقَوْلِكَ: أَنْزَلْتُهُ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ﴾ الْمُطَهَّمَةُ الْحِسَانُ. وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ: ﴿حَصُوْرًا﴾ لَا

الفاظ تُقَاة وتَقِيَّة دونوں کا معنی ایک ہے، یعنی بچاؤ کرنا۔ صِرٌّ کا معنی برد یعنی سرد ٹھنڈک شَفَا حُفْرَةٍ کا معنی گڑھے کا کنارہ جیسے کچے کنویں کا کنارہ ہوتا ہے۔ تُبَوِّئ یعنی تو لشکر کے مقامات پڑاؤ تجویز کرتا تھا۔ مورچے بنانا مراد ہیں۔ مسومین مسوم اس کو کہتے ہیں جس پر کوئی نشانی ہو مثلاً پشم یا اور کوئی نشانی۔ ربیون جمع ہے اس کا واحد ربی ہے یعنی اللہ والا۔ تحسونهم ان کو قتل کرکے جڑ پیڑ سے اکھاڑتے ہو غزا لفظ غازی کی جمع ہے یعنی جہاد کرنے والا۔ سنكتب کا معنی ہم کو یاد رہے گا۔ نزلا کا معنی ثواب کے ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لفظ نزلا اسم مفعول کے معنوں میں ہو یعنی اللہ کی طرف سے اتارا گیا جیسے کہتے ہیں انزلته میں نے اس کو اتارا۔ مجاہد نے کہا والخيل المسومة کا معنی موٹے موٹے اچھے اچھے گھوڑے اور سعید

يَأْتِي النِّسَاءَ. وَقَالَ عِكْرِمَةُ: ﴿مِنْ فَوْرِهِمْ﴾ مِنْ غَضَبِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿يُخْرِجُ الْحَيَّ﴾: النُّطْفَةُ تَخْرُجُ مَيِّتَةً وَيُخْرِجُ مِنْهَا الْحَيَّ. الْإِبْكَارُ: أَوَّلُ الْفَجْرِ، وَالْعَشِيُّ: مَيْلُ الشَّمْسِ- إِلَى أَنْ أُرَاهُ- تَغْرُبَ.

بن جبیر نے کہا حصوراً اس شخص کو کہتے ہیں جو عورتوں کی طرف مطلق مائل نہ ہو۔ عکرمہ نے کہا کہ مِنْ فورهم کا معنی بدر کے دن غصے اور جوش سے۔ مجاہد نے کہا یُخرِجُ الحَیَّ مِنَ المَیِّتِ یعنی نطفہ بے جان ہوتا ہے اس سے جاندار پیدا ہوتا ہے۔ ابکار صبح سویرے۔ عشی کے معنی سورج ڈھلنے سے ڈوبنے تک جو وقت ہوتا ہے اسے عشی کہتے ہیں۔

تشریح: یہ الفاظ سورہ آل عمران کے مختلف مقامات سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں ان کو لفظی طور پر حل کیا گیا ہے۔ پورے معانی کے لیے وہ مقامات دیکھنے ضروری ہیں جہاں جہاں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

بَابٌ: ﴿مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ﴾

باب: (اللہ عزوجل کا فرمان)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ ﴿وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ﴾ يُصَدِّقُ بَعْضُهُ بَعْضًا، كَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ﴾ وَكَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ﴾ وَكَقَوْلِهِ: ﴿وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى﴾ ﴿زَيْغٌ﴾: شَكٌّ ﴿ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ﴾ الْمُشْتَبِهَاتِ ﴿وَالرَّاسِخُونَ﴾ يَعْلَمُونَ ﴿يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ﴾.

''بعض اس میں محکم آیتیں ہیں اور بعض متشابہ ہیں۔''

مجاہد نے کہا: محکمات سے حلال وحرام کی آیتیں مراد ہیں۔ "وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ" کا مطلب یہ ہے کہ دوسری آیتیں جو ایک دوسری سے ملتی جلتی ہیں۔ ایک کی ایک تصدیق کرتی ہے۔ جیسے یہ آیات ہیں: "وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ" اور "وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ" اور "وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى" ان تینوں آیتوں میں کسی حلال وحرام کا بیان نہیں ہے تو متشابہ ٹھہریں۔ "زیغ" کا معنی شک "ابتغاء الفتنة" میں فتنہ سے مراد متشابہات کی پیروی کرنا، ان کے مطلب کا کھوج کرنا ہے۔ "والراسخون" یعنی جو لوگ پختہ علم والے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لے آئے۔ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہیں۔

٤٥٤٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التُّسْتَرِيُّ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَلَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ

(۴۵۴۷) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ابراہیم تستری نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی ﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ﴾ یعنی ''وہی خدا ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری ہے، اس میں محکم آیتیں ہیں اور وہی کتاب کا اصل دارومدار ہیں اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں۔ سو وہ لوگ جن کے دلوں میں چڑپن ہے۔ وہ اس کے اسی حصے کے پیچھے لگ جاتے ہیں جو متشابہ ہیں،

فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿أُولُو الْأَلْبَابِ﴾: قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ، فَأُولَئِكَ الَّذِينَ سَمَّى اللَّهُ، فَاحْذَرُوهُمْ)). [مسلم: ٦٧٧٥؛ ابوداود: ٤٥٩٨؛ ترمذي: ٢٩٩٣، ٢٩٩٤]

فتنے کی تلاش میں اور اس کی غلط تاویل کی تلاش میں۔" آخر آیت "اُولُوا الاَلبَاب" تک۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہوں تو یاد رکھو کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے (آیت بالا میں) ذکر فرمایا ہے، اس لیے ان سے بچتے رہو۔"

تشریح: پہلے یہودی لوگ متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے، انہوں نے اور کل سورتوں کے حرفوں سے اس آیت کی مدت نکالی پھر خارجی لوگ پیدا ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان لوگوں سے خارجیوں کو مراد لیا اور کہا کہ پہلی بدعت جو اسلام میں پیدا ہوئی وہ فتنہ خوارج ہے۔ صفات باری سے متعلق بھی جس قدر آیات ہیں ان کو ان کے ظاہری معانی پر محمول کرنا اور تاویل نہ کرنا ان کی حقیقت اللہ کے حوالہ کر دینا یہی سلف صالحین کا طریقہ ہے اور ان کی تاویلات کے پیچھے پڑنا اہل زیغ کا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سلف صالحین کے راستے پر چلائے۔ (آمین) بعض سورتوں کے شروع میں جو الفاظ مقطعات ہیں ان کو بھی متشابہات میں شمار کیا گیا ہے۔

﴿وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾

مریم علیہا السلام کی ماں نے کہا: "اے رب! میں اس (مریم علیہا السلام) کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔"

٤٥٤٨ـ حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مَوْلُودٍ يُولَدُ إِلَّا وَالشَّيْطَانُ يَمَسُّهُ حِينَ يُولَدُ، فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُ، إِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا)). ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ [راجع:٣٢٨٦] [مسلم: ٦١٣٣]

(۴۵۴۸) مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہمیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور انہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "ہر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے پیدا ہوتے ہی چھوتا ہے، جس سے وہ بچہ چلاتا ہے، سوا مریم اور ان کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) کے۔" پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿إِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ (ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزر چکا) یہ کلمہ حضرت مریم علیہا السلام کی ماں نے کہا تھا، اللہ نے ان کی دعا قبول کی اور مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کو شیطان کے ہاتھ لگانے سے بچا لیا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: ارشاد باری تعالیٰ:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ﴾ لَا خَيْرَ ﴿أَلِيمٌ﴾ مُؤْلِمٌ مُوجِعٌ مِنَ الْأَلَمِ، وَهُوَ فِي

"بیشک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں کوئی بھلائی نہیں ہے اور ان کو دکھ کا عذاب ہوگا۔" الیم کے معنی دکھ دینے والا جیسے مولم ہے الیم بروزن فعیل بمعنی

مَوْضِعِ مُفْعِلٍ.

مفعل ہے (جو کلام عرب میں کم آیا ہے)

٤٥٤٩، ٤٥٥٠ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ يَمِيْنَ صَبْرٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ، لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)). فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا أُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. قَالَ: فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ وَقَالَ: مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ؟ قُلْنَا: كَذَا وَكَذَا. قَالَ: فِيَّ أُنْزِلَتْ كَانَتْ لِي بِئْرٌ فِي أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَيِّنَتُكَ أَوْ يَمِيْنُهُ)) قُلْتُ: إِذًا يَحْلِفَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِيْنِ صَبْرٍ يَقْطَعُ بِهَا مَالَ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ، لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)). [راجع: ٢٣٥٦، ٢٣٥٧]

(۴۵۴۹، ۵۰) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابووائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اس لیے قسم کھائی کہ کسی مسلمان کا مال (جھوٹ بول کر وہ) مارے لے تو جب وہ اللہ سے ملے گا، اللہ تعالیٰ اس پر نہایت ہی غصے ہوگا۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس فرمان کی تصدیق میں یہ آیت نازل کی: ''بیشک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچتے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔'' آخر آیت تک۔ ابووائل نے بیان کیا کہ اشعث بن قیس کندی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور پوچھا: ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نے آپ لوگوں سے کوئی حدیث بیان کی ہے؟ ہم نے بتایا کہ ہاں، اس اس طرح سے حدیث بیان کی ہے۔ اشعث رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ یہ آیت تو میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی۔ میرے ایک چچا کے بیٹے کی زمین میں میرا ایک کنواں تھا (ہم دونوں کا اس کے بارے میں جھگڑا ہوا اور مقدمہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا تو) آپ نے مجھ سے فرمایا: ''تو گواہ پیش کر یا پھر اس کی قسم پر فیصلہ ہوگا۔'' میں نے کہا پھر تو یارسول اللہ! وہ (جھوٹی) قسم کھالے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جھوٹی قسم اس لیے کھائے کہ اس کے ذریعہ کسی مسلمان کا مال لے اور اس کے نیت بری ہو تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اس پر نہایت ہی غضبناک ہوگا۔''

تشریح: ایک روایت میں یوں ہے کہ اشعث رضی اللہ عنہ اور ایک یہودی میں زمین کی تکرار تھی۔ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت اس شخص کے بارے میں اتری، جس نے بازار میں ایک مال رکھ کر جھوٹی قسم کھا کر یہ بیان کیا کہ اس مال کا اس کو اتنا دام ملتا تھا لیکن اس نے نہیں دیا۔ آیت عام ہے، اب بھی اس کا حکم باقی ہے۔ کتنے لوگ جھوٹی قسمیں کھا کھا کرنا جائز پیسہ حاصل کرتے ہیں۔ کتنے لوگ جھوٹے مقدمات میں کامیابی حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ سب اس آیت کے مصداق ہیں۔

٤٥٥١ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ- هُوَ ابْنُ أَبِي هَاشِمٍ- سَمِعَ هُشَيْمًا، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى: أَنَّ رَجُلًا، أَقَامَ سِلْعَةً فِي

(۴۵۵۱) ہم سے علی بن ابی ہاشم نے بیان کیا، انہوں نے ہشیم سے سنا، انہوں نے کہا ہم کو عوام بن حوشب نے خبر دی، انہیں ابراہیم بن عبدالرحمٰن نے اور انہیں عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما نے کہ ایک شخص نے بازار میں سامان بیچتے ہوئے قسم کھائی کہ فلاں شخص اس سامان کا اتنا روپیہ دے رہا تھا، حالانکہ

السُّوْقِ فَحلَفَ فِيْهَا لَقَدْ أَعْطَى- بِهَا مَا لَمْ يُعْطَهُ- لِيُوْقِعَ فِيْهَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، فَنَزَلَتْ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

[راجع: ٢٠٨٨]

کسی نے اتنی قیمت نہیں لگائی تھی، بلکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح کسی مسلمان کو وہ دھوکا دے کر اسے ٹھگ لے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ''بیشک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچتے ہیں'' آخر آیت تک۔

تشریح: آیت میں بتلایا گیا ہے کہ معاملہ داری میں جھوٹی قسمیں کھانا اور اس طرح کسی کو نقصان پہنچانا کسی مرد مؤمن کا کام نہیں ہے۔ مسلمانوں کو اس عادت سے بچنا چاہیے۔

٤٥٥٢- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ، قَالَ:حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ: أَنَّ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا تَخْرِزَانِ فِي الْبَيْتِ- أَوْ فِي الْحُجْرَةِ- فَخَرَجَتْ إِحْدَاهُمَا وَقَدْ أُنْفِذَ بِإِشْفًا فِيْ كَفِّهَا، فَادَّعَتْ عَلَى الْأُخْرَى، فَرُفِعَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَذَهَبَ دِمَاءُ قَوْمٍ وَأَمْوَالُهُمْ)). ذَكِّرُوْهَا بِاللَّهِ وَاقْرَؤُوْا عَلَيْهَا: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللَّهِ﴾. فَذَكَّرُوْهَا فَاعْتَرَفَتْ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ)). [راجع: ٢٥١٤]

(۴۵۵۲) ہم سے نصر بن علی بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن داؤد نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے کہ دو عورتیں کسی گھر یا حجرہ میں بیٹھ کر موزے بنایا کرتی تھیں۔ ان میں سے ایک عورت باہر نکلی اس کے ہاتھ میں موزے سینے کا سوا چبھو دیا گیا تھا۔ اس نے دوسری عورت پر دعویٰ کیا۔ یہ مقدمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر صرف دعویٰ کی وجہ سے لوگوں کا مطالبہ مان لیا جانے لگے تو بہت سوں کا خون اور مال برباد ہو جائے گا۔ جب گواہ نہیں تو دوسری عورت کو جس پر یہ الزام ہے، اللہ سے ڈراؤ اور اس کے سامنے یہ آیت پڑھو: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ﴾ چنانچہ جب لوگوں نے اسے اللہ سے ڈرایا تو اس نے اقرار کر لیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ''قسم مدعیٰ علیہ پر ہے۔'' (اگر وہ جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال ہڑپ کرے گا تو اس کو اس وعید کا مصداق قرار دیا جائے گا جو آیت میں بیان کی گئی ہے)۔

تشریح: اگر وہ جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال ہڑپ کرے گا تو اس کو اس وعید کا مصداق قرار دیا جائے گا جو آیت میں بیان کی گئی ہے۔

بَابٌ:

باب: (اللہ تعالیٰ کا فرمان:)

﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ﴾ سَوَاءٌ: قَصْدًا.

''آپ کہہ دیں کہ اے کتاب والو! ایسے قول کی طرف آ جاؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے۔ وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کریں۔'' سواء کے معنی ایسی بات ہے جسے ہم اور تم دونوں تسلیم کرتے ہیں جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے۔

٤٥٥٣- حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، عَنْ

(۴۵۵۳) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے،

هِشَامٍ، عَنْ مَعْمَرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللهِ ابْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوْ سُفْيَانَ، مِنْ فِيهِ إِلَى فِيَّ قَالَ: انطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ: فَبَيْنَا أَنَا بِالشَّأْمِ إِذْ جِيْءَ بِكِتَابٍ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى هِرَقْلَ قَالَ: وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَاءَ بِهِ فَدَفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى، فَدَفَعَهُ عَظِيمُ بُصْرَى إِلَى هِرَقْلَ قَالَ: فَقَالَ هِرَقْلُ: هَلْ هَاهُنَا أَحَدٌ مِنْ قَوْمِ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ قَالُوْا: نَعَمْ. قَالَ: فَدُعِيْتُ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَدَخَلْنَا عَلَى هِرَقْلَ، فَأُجْلِسْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ: أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا مِنْ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ فَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ: فَقُلْتُ: أَنَا فَأَجْلَسُوْنِي بَيْنَ يَدَيْهِ، وَأَجْلَسُوْا أَصْحَابِيْ خَلْفِيْ، ثُمَّ دَعَا بِتُرْجُمَانِهِ فَقَالَ: قُلْ لَهُمْ: إِنِّي سَائِلٌ هَذَا عَنْ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوْهُ. قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ: وَأَيْمُ اللهِ، لَوْلَا أَنْ يُؤْثِرُوْا عَلَيَّ الْكَذِبَ لَكَذَبْتُ. ثُمَّ قَالَ لِتُرْجُمَانِهِ: سَلْهُ كَيْفَ حَسَبُهُ فِيكُمْ؟ قَالَ: قُلْتُ: هُوَ فِيْنَا ذُو حَسَبٍ. قَالَ: فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُوْلَ مَا قَالَ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: أَيَتَّبِعُهُ أَشْرَافُ النَّاسِ

ان سے معمر نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبردی، کہا ہم کو معمر نے خبردی، ان سے امام زہری نے بیان کیا، انہیں عبیداللہ بن عتبہ نے خبردی، کہا کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے منہ درمنہ بیان کیا، انہوں نے بتلایا کہ جس مدت میں میرے اور رسول کریم ﷺ کے درمیان صلح (حدیبیہ کے معاہدہ کے مطابق) تھی، میں (سفر تجارت) پر شام گیا ہوا تھا کہ آنحضور ﷺ کا خط ہرقل کے پاس پہنچا۔ انہوں نے بیان کیا کہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ وہ خط لائے تھے اور عظیم بصریٰ کے حوالے کردیا تھا اور ہرقل کے پاس اسی سے پہنچا تھا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہرقل نے پوچھا کیا ہماری حدود سلطنت میں اس شخص کی قوم کے بھی کچھ لوگ ہیں جو نبی ہونے کا دعویدار ہے؟ درباریوں نے بتایا کہ جی ہاں موجود ہیں۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر مجھے قریش کے چند دوسرے آدمیوں کے ساتھ بلایا گیا۔ ہم ہرقل کے دربار میں داخل ہوئے اور اس کے سامنے ہمیں بٹھادیا گیا۔ اس نے پوچھا: تم لوگوں میں سے اس شخص سے زیادہ قریبی کون ہے جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے کہا کہ میں زیادہ قریب ہوں۔ اب درباریوں نے مجھے بادشاہ کے بالکل قریب بٹھادیا اور میرے دوسرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھادیا۔ اس کے بعد ترجمان کو بلایا اور اس سے ہرقل نے کہا کہ انہیں بتاؤ کہ میں اس شخص کے بارے میں تم سے کچھ سوالات کروں گا، جو نبی ہونے کا دعویدار ہے، اگر یہ (یعنی ابوسفیان رضی اللہ عنہ) جھوٹ بولے تو تم اس کا جھوٹ ظاہر کردینا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا بیان تھا کہ اللہ کی قسم! اگر مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ میرے ساتھی کہیں میرے متعلق جھوٹ بولنا نقل نہ کردیں تو میں (آنحضرت ﷺ کے بارے میں) ضرور جھوٹ بولتا۔ پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے پوچھو کہ جس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے وہ اپنے نسب میں کیسے ہیں؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ ان کا نسب ہم میں بہت ہی عزت والا ہے۔ اس نے پوچھا: کیا ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے؟ بیان کیا کہ میں نے کہا:

أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ. قَالَ: يَزِيْدُوْنَ أَوْ يَنْقُصُونَ قَالَ: قُلْتُ: لَا، بَلْ يَزِيْدُوْنَ. قَالَ: هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِيْنِهِ، بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ، سَخْطَةً لَهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالًا، يُصِيبُ مِنَّا وَنُصِيبُ مِنْهُ. قَالَ: فَهَلْ يَغْدِرُ قَالَ: قُلْتُ: لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِي هَذِهِ الْمُدَّةِ لَا نَدْرِيْ مَا هُوَ صَانِعٌ فِيهَا. قَالَ: وَاللَّهِ! مَا أَمْكَنَنِي مِنْ كَلِمَةٍ أُدْخِلُ فِيهَا شَيْئًا غَيْرَ هَذِهِ. قَالَ: فَهَلْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ؟ قُلْتُ: لَا. ثُمَّ قَالَ لِتُرْجُمَانِهِ: قُلْ لَهُ: إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهِ فِيكُمْ، فَزَعَمْتَ أَنَّهُ فِيكُمْ ذُو حَسَبٍ، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي أَحْسَابِ قَوْمِهَا، وَسَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ فِي آبَائِهِ مَلِكٌ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا فَقُلْتُ: لَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ قُلْتُ: رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ آبَائِهِ، وَسَأَلْتُكَ عَنْ أَتْبَاعِهِ أَضُعَفَاؤُهُمْ أَمْ أَشْرَافُهُمْ فَقُلْتَ: بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ، وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُوْلَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبَ فَيَكْذِبَ عَلَى اللَّهِ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِيْنِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ سَخْطَةً لَهُ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا، وَكَذَلِكَ الْإِيْمَانُ إِذَا خَالَطَ بَشَاشَةَ

نہیں۔ اس نے پوچھا: تم نے دعویٰ نبوت سے پہلے کبھی ان پر جھوٹ کی تہمت لگائی گئی تھی؟ میں نے کہا: نہیں۔ پوچھا: ان کی پیروی معزز لوگ زیادہ کرتے ہیں یا کمزور؟ میں نے کہا کہ قوم کے کمزور لوگ زیادہ ہیں۔ اس نے پوچھا: ان کے ماننے والوں میں زیادتی ہوتی رہتی ہے یا کمی؟ میں نے کہا کہ نہیں بلکہ زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ پوچھا کبھی ایسا بھی کوئی واقعہ پیش آیا ہے کہ کوئی شخص ان کے دین کو قبول کرنے کے بعد پھر ان سے بدگمان ہو کر ان سے پھر گیا ہو؟ میں نے کہا: ایسا بھی کبھی نہیں ہوا۔ اس نے پوچھا: تم نے کبھی ان سے جنگ بھی کی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے پوچھا: تمہاری ان کے ساتھ جنگ کا کیا نتیجہ رہا؟ میں نے کہا کہ ہماری جنگ کی مثال ایک ڈول کی ہے کہ کبھی ان کے ہاتھ میں اور کبھی ہمارے ہاتھ میں۔ اس نے پوچھا: کبھی انہوں نے تمہارے ساتھ کوئی دھوکا بھی کیا؟ میں نے کہا کہ اب تک تو نہیں کیا، لیکن آج کل بھی ہمارا ان سے ایک معاہدہ چل رہا ہے، نہیں کہا جا سکتا کہ اس میں ان ﷺ کا طرز عمل کیا رہے گا۔ ابوسفیان نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم! اس جملہ کے سوا اور کوئی بات میں اس پوری گفتگو میں اپنی طرف سے نہیں ملا سکا، پھر اس نے پوچھا: اس سے پہلے بھی یہ دعویٰ تمہارے یہاں کسی نے کیا تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ اس کے بعد ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا: اس سے کہو کہ میں نے تم سے نبی کے نسب کے بارے میں پوچھا تو تم نے بتایا کہ وہ تم لوگوں میں باعزت اور اونچے نسب کے سمجھے جاتے ہیں، انبیا کا بھی یہی حال ہے۔ ان کی بعثت ہمیشہ قوم کے صاحب حسب ونسب خاندان میں ہوتی ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا کوئی ان کے باپ دادوں میں بادشاہ گزرا ہے، تو تم نے اس کا انکار کیا۔ میں اس سے اس فیصلہ پر پہنچا کہ اگر ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہوتا تو ممکن تھا کہ وہ اپنی خاندانی سلطنت کو اس طرح واپس لینا چاہتے ہوں اور میں نے تم سے ان کی اتباع کرنے والوں کے متعلق پوچھا کہ آیا وہ قوم کے کمزور لوگ ہیں یا اشراف، تو تم نے بتایا کہ کمزور لوگ ان کی پیروی کرنے والوں میں (زیادہ) ہیں۔ یہی طبقہ ہمیشہ سے انبیا کی اتباع کرتا رہا ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم نے دعویٰ نبوت سے پہلے

الْقُلُوبِ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ، وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ حَتَّى يَتِمَّ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوهُ فَزَعَمْتَ أَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوهُ فَتَكُونُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سِجَالًا، يَنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُونَ مِنْهُ، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلَى، ثُمَّ تَكُونُ لَهُمُ الْعَاقِبَةُ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ لَا يَغْدِرُ، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ أَحَدٌ هَذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا، فَقُلْتُ: لَوْ كَانَ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ قُلْتُ: رَجُلٌ ائْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ. قَالَ: ثُمَّ قَالَ: بِمَ يَأْمُرُكُمْ قَالَ: قُلْتُ: يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ. قَالَ: إِنْ يَكُ مَا تَقُولُ فِيهِ حَقًّا فَإِنَّهُ نَبِيٌّ، وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ، وَلَمْ أَكُ أَظُنُّهُ مِنْكُمْ، وَلَوْ أَنِّي أَعْلَمُ أَنِّي أَخْلُصُ إِلَيْهِ لَأَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ، وَلَيَبْلُغَنَّ مُلْكُهُ مَا تَحْتَ قَدَمَيَّ. قَالَ: ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَرَأَهُ، فَإِذَا فِيهِ: ((بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ، إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ، سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى، أَمَّا بَعْدُ! فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ، وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللَّهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيسِيِّينَ، وَ ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ

ان پر جھوٹ کا کبھی شبہ کیا تھا، تو تم نے اس کا بھی انکار کیا۔ میں نے اس سے یہ سمجھا کہ جس شخص نے لوگوں کے معاملہ میں کبھی جھوٹ نہ بولا ہو، وہ اللہ کے معاملے میں کس طرح جھوٹ بول دے گا اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ان کے دین کو قبول کرنے کے بعد پھر ان سے بدگمان ہو کر کوئی شخص ان کے دین سے کبھی پھرا بھی ہے، تو تم نے اس کا بھی انکار کیا۔ ایمان کا یہی اثر ہوتا ہے جب وہ دل کی گہرائیوں میں اتر جائے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ان کے ماننے والوں کی تعداد بڑھتی رہتی ہے یا کم ہوتی ہے، تو تم نے بتایا کہ ان میں اضافہ ہی ہوتا ہے، ایمان کا یہی معاملہ ہے، یہاں تک کہ وہ کمال کو پہنچ جائے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم نے کبھی ان سے جنگ بھی کی ہے؟ تو تم نے بتایا کہ جنگ کی ہے اور تمہارے درمیان لڑائی کا نتیجہ ایسا رہا ہے کہ کبھی تمہارے حق میں اور کبھی ان کے حق میں۔ انبیا کا بھی یہی معاملہ ہے، انہیں آزمائش میں ڈالا جاتا ہے اور آخر انجام انہی کے حق میں ہوتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ اس نے تمہارے ساتھ کبھی خلاف عہد بھی معاملہ کیا ہے تو تم نے اس سے بھی انکار کیا۔ انبیا کبھی عہد کے خلاف نہیں کرتے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تمہارے یہاں اس طرح کا دعویٰ پہلے بھی کسی نے کیا تھا۔ تو تم نے کہا کہ پہلے کسی نے اس طرح کا دعویٰ نہیں کیا، میں اس سے اس فیصلے پر پہنچا کہ اگر کسی نے تمہارے یہاں اس سے پہلے اس طرح کا دعویٰ کیا ہوتا یہ کہا جا سکتا تھا کہ یہ بھی اس کی نقل کر رہے ہیں۔ بیان کیا کہ پھر ہرقل نے پوچھا وہ تمہیں کن چیزوں کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا: نماز، زکوٰۃ، صلہ رحمی اور پاکدامنی کا۔ آخر اس نے کہا کہ جو کچھ تم نے بتایا ہے اگر وہ صحیح ہے تو یقیناً وہ نبی ہیں اس کا علم تو مجھے بھی تھا کہ ان کی نبوت کا زمانہ قریب ہے لیکن یہ خیال نہ تھا کہ وہ تمہاری قوم میں ہوں گے۔ اگر مجھے ان تک پہنچ سکنے کا یقین ہوتا تو میں ضرور ان سے ملاقات کرتا ہے اور اگر میں ان کی خدمت میں ہوتا تو ان کے قدموں کو دھوتا اور ان کی حکومت میرے ان دو قدموں تک پہنچ کر رہے گی۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کا خط منگوایا اور اسے پڑھا، اس میں یہ لکھا ہوا تھا: ''اللہ، رحمٰن و رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ اللہ کے

﴿اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾)). فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ ارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ عِنْدَهُ، وَكَثُرَ اللَّغَطُ، وَأُمِرَ بِنَا فَأُخْرِجْنَا قَالَ: فَقُلْتُ: لِأَصْحَابِي حِينَ خَرَجْنَا لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ، أَنَّهُ لَيَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ فَمَا زِلْتُ مُوقِنًا بِأَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ سَيَظْهَرُ حَتَّى أَدْخَلَ اللَّهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ. قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَدَعَا هِرَقْلُ عُظَمَاءَ الرُّومِ فَجَمَعَهُمْ فِي دَارٍ لَهُ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الرُّومِ، هَلْ لَكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرُّشْدِ آخِرَ الْأَبَدِ، وَأَنْ يَثْبُتَ لَكُمْ مُلْكُكُمْ؟ قَالَ: فَحَاصُوا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ إِلَى الْأَبْوَابِ، فَوَجَدُوهَا قَدْ غُلِّقَتْ، فَقَالَ: عَلَيَّ بِهِمْ. فَدَعَا بِهِمْ فَقَالَ: إِنِّي إِنَّمَا اخْتَبَرْتُ شِدَّتَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ، فَقَدْ رَأَيْتُ مِنْكُمُ الَّذِي أَحْبَبْتُ. فَسَجَدُوا لَهُ وَرَضُوا عَنْهُ. [راجع: ٧، ٥١]

رسول (ﷺ) کی طرف سے عظیم روم ہرقل کی طرف، سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے۔ امابعد! میں تمہیں اسلام کی طرف بلاتا ہوں، اسلام لاؤ تو سلامتی پاؤ گے اور اسلام لاؤ تو اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا۔ لیکن تم نے اگر منہ موڑا تو تمہاری رعایا (کے کفر کا بار بھی) تم پر ہوگا اور ''اے کتاب والو! ایک ایسی بات کی طرف آ جاؤ جو ہم میں اور تم میں برابر ہے، وہ یہ کہ ہم سوائے اللہ کے اور کسی کی عبادت نہ کریں'' اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿اشهدوا بانا مسلمون﴾ تک۔ جب ہرقل خط پڑھ چکا تو دربار میں بڑا شور برپا ہوگیا اور پھر ہمیں دربار سے باہر کر دیا گیا۔ باہر آ کر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابن ابی کبشہ کا معاملہ تو اب اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ ملک بنی الاصفر (ہرقل) بھی ان سے ڈرنے لگا۔ اس واقعہ کے بعد مجھے یقین ہوگیا کہ آنحضور ﷺ غالب آ کر رہیں گے اور آخر اللہ تعالیٰ نے اسلام کی روشنی میرے دل میں بھی ڈال ہی دی۔ زہری نے کہا کہ پھر ہرقل نے روم کے سرداروں کو بلا کر ایک خاص کمرے میں جمع کیا، پھر ان سے کہا: اے رومیو! کیا تم ہمیشہ فلاح اور بھلائی چاہتے ہو اور یہ تمہارا ملک تمہارے ہی ہاتھ میں رہے (اگر تم ایسا چاہتے ہو تو اسلام قبول کرلو) راوی نے بیان کیا کہ یہ سنتے ہی وہ سب وحشی جانوروں کی طرح دروازے کی طرف بھاگے، دیکھا تو دروازہ بند تھا، پھر ہرقل نے سب کو اپنے پاس بلایا کہ انہیں میرے پاس لاؤ اور ان سے کہا کہ میں نے تو تمہیں آزمایا تھا کہ تم اپنے دین میں کتنے پختہ ہو، اب میں نے اس چیز کا مشاہدہ کرلیا جو مجھے پسند تھی چنانچہ سب درباریوں نے اسے سجدہ کیا اور اس سے راضی ہوگئے۔

تشریح: یہ طویل حدیث یہاں صرف اس لیے لائی گئی ہے کہ اس میں آپ ﷺ کے نامہ مبارک کا ذکر ہے جس میں آپ ﷺ نے اہل کتاب کو آیت: ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ﴾ (۳/آل عمران:۶۴) کے ذریعہ دعوت اسلام پیش کی تھی۔ مگر افسوس کہ ہرقل حقیقت جان کر بھی اسلام نہ لاسکا اور قومی عار پر اس نے نار دوزخ کو اختیار کیا۔ بیشتر دنیاداروں کا یہی حال رہا ہے کہ وہ دنیاوی عار کی وجہ سے حق سے دور رہے ہیں یا باوجودیکہ دل سے حق کو حق جانتے ہیں۔ اس طویل حدیث سے بہت سے مسائل کا استخراج ہوتا ہے، جس کے لیے فتح الباری کا مطالعہ ضروری ہے۔ ابوکبشہ آپ ﷺ کی انا حلیمہ دائی کے شوہر کا نام تھا۔ اس لیے قریش آپ ﷺ کو ابوکبشہ سے نسبت دینے لگے تھے کہ وہ آپ ﷺ کا رضاعی باپ تھا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ ہرقل مسلمان نہیں ہوا تھا۔ گو دل سے تصدیق کرتا تھا مگر نبی کریم ﷺ نے خود فرمایا کہ وہ نصرانی ہے، اسلام قبول کرنے کے لیے ظاہر و باطن ہر دو طرح سے مسلمان ہونا ضروری ہے۔ کلمة سواء کے بارے میں حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں:

"ان المراد بالكلمة لا اله الا الله وعلى ذلك يدل سياق الآية الذى تضمنه قوله: ﴿ان لا نعبد الا الله ولا نشرك به

شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله﴾ فان جميع ذلك داخل تحت كلمة الحق وهى لا اله الا الله والكلمة على هذا بمعنى الكلام وذلك سائغ فى اللغة، فتطلق الكلمة على الكلمات لان بعضها ارتبط ببعض فصارت فى قوة الكلمة الواحدة، بخلاف اصطلاح النحاة فى تفريقهم بين الكلمة والكلام۔" (فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۲۷۲) خلاصہ یہی ہے کہ کلمہ سواء سے مراد لا الہ الا اللہ ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ إِلَى ﴿بِهِ عَلِيْمٌ﴾.

٤٥٥٤ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ نَخْلاً، وَكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءٍ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ، فَلَمَّا أُنْزِلَتْ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ قَامَ أَبُوْ طَلْحَةَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنَّ اللَّهَ يَقُوْلُ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءٍ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ، أَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَاللَّهِ، فَضَعْهَا يَارَسُوْلَ اللَّهِ! حَيْثُ أَرَاكَ اللَّهُ. قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((بَخٍ، ذَلِكَ مَالٌ رَائِحٌ، ذَلِكَ مَالٌ رَائِحٌ، وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ)). قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ: أَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! فَقَسَمَهَا أَبُوْ طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَ فِي بَنِي عَمِّهِ. قَالَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ وَرَوْحُ ابْنُ عُبَادَةَ:((ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ)) حَدَّثَنِي يَحْيَى

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

''اے مسلمانو! جب تک اللہ کی راہ میں تم اپنی محبوب چیزوں کو خرچ نہ کرو گے، نیکی کو نہ پہنچ سکو گے۔'' آخر آیت ''علیم'' تک۔

(۴۵۵۴) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا مدینہ میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس انصار میں سب سے زیادہ کھجوروں کے درخت تھے اور ''بیر حاء'' کا باغ اپنی تمام جائیداد میں انہیں سب سے زیادہ عزیز تھا۔ یہ باغ مسجد نبوی کے سامنے ہی تھا اور رسول اللہ ﷺ بھی اس میں تشریف لے جاتے اور اس کے میٹھے اور عمدہ پانی کو پیتے، پھر جب آیت ''جب تک تم اپنی عزیز ترین چیزوں کو نہ خرچ کرو گے نیکی کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکو گے۔'' نازل ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''جب تک تم اپنی عزیز چیزوں کو خرچ نہ کرو گے نیکی کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکو گے'' اور میرا سب سے زیادہ عزیز مال ''بیر حاء'' ہے اور یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ اللہ ہی سے میں اس کے ثواب واجر کی توقع رکھتا ہوں، پس یارسول اللہ، جہاں آپ مناسب سمجھیں اسے استعمال کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خوب! یہ فانی ہی دولت تھی، یہ فانی ہی دولت تھی۔ جو کچھ تم نے کہا ہے وہ میں نے سن لیا اور میرا خیال ہے کہ تم اپنے عزیز واقربا کو اسے دے دو۔'' ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گا، یارسول اللہ! چنانچہ انہوں نے وہ باغ اپنے عزیزوں اور اپنے ناطہ والوں میں بانٹ دیا۔ عبداللہ بن یوسف اور روح بن عبادہ نے ''ذَالِكَ مَالٌ رَابِحٌ'' (ربح سے) بیان کیا ہے۔ یعنی یہ مال بہت نفع دینے والا ہے۔

مجھ سے یحییٰ بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے امام مالک کے سامنے

ابْنُ يَحْيَى قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ: ((مَالٌ رَائِحٌ)). [راجع: ١٤٦١]

"مَالٌ رَايِحٌ" (رواح سے) پڑھا تھا۔

تشریح: تو نے اچھا کیا جو خیرات کر کے اس کو قائم کر دیا، عبداللہ بن یوسف کی روایت کو خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم ناقص کھجور اصحاب صفہ کو دیتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اچھا مال موجود ہوتے ہوئے اللہ کی راہ میں ناقص مال دینا اچھا نہیں ہے جیسا مال ہو ویسا ہی دینا چاہیے۔

٤٥٥٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ ثُمَامَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَأُبَيٍّ، وَأَنَا أَقْرَبُ إِلَيْهِ، وَلَمْ يَجْعَلْ لِي مِنْهَا شَيْئًا. [راجع: ١٤٦١]

(۴۵۵۵) ہم سے محمد بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے ثمامہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ باغ حسان اور ابی رضی اللہ عنہما کو دے دیا تھا۔ ان دونوں سے میں ان کا زیادہ قریبی تھا لیکن مجھے نہیں دیا۔

تشریح: اس کی وجہ یہ تھی کہ انس رضی اللہ عنہ کی ماں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انس رضی اللہ عنہ کو اپنے بیٹے کی طرح رکھتے تھے اور غیر نہیں سمجھتے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾.

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

"تو آپ کہہ دیں کہ تورات لاؤ اور اسے پڑھو اگر تم سچے ہو۔"

٤٥٥٦ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ الْيَهُودَ، جَاؤُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِرَجُلٍ مِنْهُمْ وَامْرَأَةٍ قَدْ زَنَيَا، فَقَالَ لَهُمْ: ((كَيْفَ تَفْعَلُونَ بِمَنْ زَنَى مِنْكُمْ)). قَالُوا: نُحَمِّمُهُمَا وَنَضْرِبُهُمَا. فَقَالَ: ((لَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ الرَّجْمَ)). فَقَالُوا: لَا نَجِدُ فِيهَا شَيْئًا. فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: كَذَبْتُمْ ﴿فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ فَوَضَعَ مِدْرَاسُهَا الَّذِي يُدَرِّسُهَا مِنْهُمْ كَفَّهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ، فَطَفِقَ يَقْرَأُ مَا دُونَ يَدِهِ وَمَا وَرَاءَهَا، وَلَا يَقْرَأُ آيَةَ الرَّجْمِ، فَنَزَعَ يَدَهُ عَنْ آيَةِ الرَّجْمِ فَقَالَ: مَا هَذِهِ؟ فَلَمَّا رَأَوْا ذَلِكَ قَالُوا:

(۴۵۵۶) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوضمرہ نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ کچھ یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے قبیلہ کے ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر آئے جنہوں نے زنا کیا تھا۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: "اگر تم میں سے کوئی زنا کرے تو تم اس کو کیا سزا دیتے ہو؟" انہوں نے کہا کہ ہم اس کا منہ کالا کر کے اسے مارتے پیٹتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "کیا تورات میں رجم کا حکم نہیں ہے؟" انہوں نے کہا ہم نے تورات میں رجم کا حکم نہیں دیکھا۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بولے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو، تورات لاؤ اور اسے پڑھو، اگر تم سچے ہو۔ (جب تورات لائی گئی) تو ان کے ایک بہت بڑے مدرس نے جو انہیں تورات کا درس دیا کرتا تھا، آیت رجم پر اپنی ہتھیلی رکھ لی اور اس سے پہلے اور اس کے بعد کی عبارت پڑھنے لگا اور آیت رجم نہیں پڑھتا تھا۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ کو آیت رجم سے ہٹا دیا اور اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ جب یہودیوں نے دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ آیت رجم ہے، پھر

هِيَ آيَةُ الرَّجْمِ. فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيْبٌ مِنْ حَيْثُ مَوْضِعُ الْجَنَائِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ فَرَأَيْتُ صَاحِبَهَا يَجْنِيْ عَلَيْهَا يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ. [راجع: ۱۳۲۹]

آنحضرت ﷺ نے حکم دیا اور ان دونوں کو مسجد نبوی کے قریب ہی جہاں جنازے لاکر رکھے جاتے تھے، رجم کر دیا گیا۔ میں نے دیکھا اس عورت کا ساتھی عورت کو پتھر سے بچانے کے لیے اس پر جھک جھک پڑتا تھا۔

تشریح: علمائے یہود کی بددیانتی تھی کہ وہ من مانی کارروائی کرتے اور تورات کے احکام میں ردو بدل کردیا کرتے تھے۔ جس کی ایک مثال مذکورہ روایت میں ہے۔ فقہائے اسلام میں سے بھی بعض کا رویہ ایسا رہا ہے کہ انہوں نے شرعی احکام کی ردو بدل کے لیے کتاب الحیل تصنیف کرڈالی، جس میں اس قسم کے بہت سے حیلے سکھلائے گئے ہیں۔ خاص طور پر اہل بدعت نے مختلف حیلوں حوالوں سے تمام ہی منہیات کو جائز رکھا ہے۔ ناچنا، گانا، بجانا، غیر اللہ کو پکارنا، ان کے ناموں کا وظیفہ پڑھنا کون سا ایسا برا کام ہے جو اہل بدعت نے جائز نہ کر رکھا ہو۔ یہی لوگ ہیں جن کو عیسائیوں اور یہودیوں کا چربہ کہنا مناسب ہے۔ رجم کا معنی پتھروں سے کچل کچل کر مار دینا۔ حکومت سعودیہ عربیہ خلدھا اللہ میں آج بھی قرآنی قوانین جاری ہیں۔ ایدھا اللہ۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

”تم لوگ بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہو تم نیک کاموں کا حکم کرتے ہو، برے کاموں سے روکتے ہو۔“

٤٥٥٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ قَالَ: خَيْرُ النَّاسِ لِلنَّاسِ، تَأْتُوْنَ بِهِمْ فِي السَّلَاسِلِ فِيْ أَعْنَاقِهِمْ حَتَّى يَدْخُلُوْا فِي الْإِسْلَامِ. [راجع: ۳۰۱۰]

(۴۵۵۷) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ان سے سفیان نے، ان سے میسرہ نے، ان سے ابوحازم نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آیت ”تم لوگوں کے لیے سب لوگوں سے بہتر ہو“ اور کہا ان کو گردنوں میں زنجیر ڈال کر (لڑائی میں گرفتار کر کے) لاتے ہو پھر وہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔

تشریح: یہ گرفتاری ان کے حق میں نعمت عظمیٰ ہو جاتی ہے۔ وہ مسلمان ہو کر ثواب ابدی اور سعادت سرمدی حاصل کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم لوگ امتوں کا سترواں عدد پورا کرنے والے ہو، تم سے پہلے ۶۹ امتیں گزر چکی ہیں۔ ان سب امتوں میں اللہ کے نزدیک تم بہترین امت ہو، ان امتوں میں تاریخ انسانی کی ساری قومیں داخل ہیں، وہ ہندی، وں یا سندھی یا عربی یا انگریزی سب ہی اس میں داخل ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا﴾

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

”جب تم میں سے دو جماعتیں اس کا خیال کر بیٹھی تھیں کہ وہ بزدل ہو کر ہمت ہار بیٹھیں۔“

٤٥٥٨ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ: فِيْنَا نَزَلَتْ: ﴿إِذْ هَمَّتْ

(۴۵۵۸) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا عمرو بن دینار نے کہا، انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہمارے ہی بارے میں یہ

طَائِفَتَانِ مِنكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا﴾ قَالَ: نَحْنُ الطَّائِفَتَانِ بَنُو حَارِثَةَ وَبَنُو سَلِمَةَ، وَمَا نُحِبُّ. وَقَالَ: سُفْيَانُ مَرَّةً: وَمَا يَسُرُّنِي. أَنَّهَا لَمْ تُنْزَلْ لِقَوْلِ اللَّهِ: ﴿وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا﴾. [راجع: ٤٠٥١]

آیت نازل ہوئی تھی: ''جب ہم سے دو جماعتیں اس کا خیال کر بیٹھی تھیں کہ ہمت ہار دیں۔ در آں حالیکہ اللہ دونوں کا مددگار تھا۔'' سفیان نے بیان کیا کہ ہم دو جماعتیں بنو حارثہ اور بنو سلمہ تھے۔ حالانکہ اس آیت میں ہماری بودے پن کا ذکر ہے، مگر ہم کو یہ پسند نہیں کہ یہ آیت نہ اترتی کیونکہ اس میں یہ مذکور ہے کہ ''اللہ ان دونوں گروہوں کا مددگار (سرپرست) ہے۔''

تشریح: اس سے بڑھ کر اور فضیلت کیا ہوگی کہ ولایت الٰہی ہم کو حاصل ہوگئی۔ ہمارے بودے پن کا جو ذکر ہے وہ صحیح ہے۔ اس فضیلت کے سامنے ہم کو اس عیب کے فاش ہونے کا بالکل ملال نہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾.

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''آپ کو اس معاملے میں کچھ اختیار نہیں۔''

تشریح: یعنی ''آپ کو اس امر میں کوئی دخل نہیں کہ یہ ہدایت کیوں نہیں قبول کرتے اللہ جسے چاہے اسے ہدایت ملتی ہے۔''

٤٥٥٩ - حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا)). بَعْدَ مَا يَقُولُ: ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)). فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾. رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ. [راجع: ٤٠٦٩]

(۴۵۵۹) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ سے سالم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فجر کی دوسری رکعت کے رکوع سے سر اٹھا کر یہ بددعا کی: ''اے اللہ! فلاں فلاں اور فلاں کافر پر لعنت کر۔'' یہ بددعا آپ نے ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اور رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ'' کے بعد کی تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ''آپ کو اس معاملہ میں کوئی دخل نہیں۔'' آخر آیت ''فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ'' تک۔ اس روایت کو اسحاق بن راشد نے زہری سے نقل کیا ہے۔

تشریح: اسحاق بن راشد کی روایت کو طبرانی نے معجم کبیر میں وصل کیا ہے۔ آپ نے چار شخصوں کا نام لے کر بددعا کی تھی۔ صفوان بن امیہ، سہیل بن عمیر، حارث بن ہشام اور عمرو بن عاص اور بعد میں یہ چاروں مسلمان ہوگئے (رضی اللہ عنہم)۔ اللہ کو ان کا مستقبل معلوم تھا، اسی لیے اللہ نے ان پر لعنت کرنے سے منع فرمایا۔

٤٥٦٠ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ

(۴۵۶۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی پر بددعا کرنا چاہتے تو رکوع کے بعد

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ عَلَى أَحَدٍ أَوْ يَدْعُوَ لِأَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ، فَرُبَّمَا قَالَ إِذْ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ)). يَجْهَرُ بِذَلِكَ وَكَانَ يَقُوْلُ فِي بَعْضِ صَلَاتِهِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ: ((اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا)). لِأَحْيَاءِ الْعَرَبِ، حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ الآيَةَ. [راجع: ٧٩٧، ٨٠٤]

کرتے۔ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کے بعد بعض اوقات آپ نے یہ دعا بھی کی: ''اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے۔ اے اللہ! مضر والوں کو سختی کے ساتھ پکڑ لے اور ان میں ایسی قحط سالی لا جیسی یوسف علیہ السلام کے زمانے میں ہوئی تھی۔'' آپ ﷺ بلند آواز سے یہ دعا کرتے اور بعض اوقات آپ نماز فجر میں یہ دعا کرتے: ''اے اللہ! فلاں اور فلاں کو اپنی رحمت سے دور کر دے۔'' عرب کے چند خاص قبائل کے حق میں آپ (یہ بددعا کرتے تھے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''آپ کو اس امر میں کوئی دخل نہیں۔''

تشریح: بعد میں وہ قبائل مسلمان ہوگئے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان پر بددعا کرنے سے آپ ﷺ کو منع فرمایا تھا۔ بڑوں کے اشارے بھی بڑی گہرائیاں رکھتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ﴾ وَهُوَ تَأْنِيثُ آخِرِكُمْ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ﴾ فَتْحًا أَوْ شَهَادَةً.

''اور رسول تم کو پکار رہے تھے تمہارے پیچھے سے۔'' "أُخراکم" آخرکم کی تانیث ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ''دو سعادتوں'' میں سے ایک سعادت فتح اور دوسری شہادت ہے۔

٤٥٦١ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ: جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ، وَأَقْبَلُوْا مُنْهَزِمِينَ، فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوهُمُ الرَّسُوْلُ فِي أُخْرَاهُمْ، وَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا. [راجع: ٣٠٣٩]

(۴۵۶۱) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا، کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ نے (تیر اندازوں کے) پیدل دستے پر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو افسر مقرر کیا تھا، پھر بہت سے مسلمانوں نے پیٹھ پھیر لی، آیت ''اور رسول تم کو پکار رہے تھے تمہارے پیچھے سے'' میں اسی کی طرف اشارہ ہے، اس وقت رسول کریم ﷺ کے ساتھ بارہ صحابیوں کے سوا اور کوئی موجود نہ تھا۔

تشریح: یہ جنگ احد کا واقعہ ہے۔ ان تیر اندازوں کی نافرمانی کی پاداش میں سارے مسلمانوں کو نقصان عظیم اٹھانا پڑا کہ ستر صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔ ان تیر اندازوں نے نص کے مقابلہ پر رائے قیاس سے کام لیا تھا، اس لیے قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے رائے قیاس پر چلنا اللہ و رسول

اللہ ﷺ کے ساتھ غداری کرتا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿أَمَنَةً نُعَاسًا﴾

باب: فرمانِ الٰہی: ﴿أَمَنَةً نُّعَاسًا﴾ کی تفسیر

تشریح: یعنی تمہارے اوپر غنودگی کی شکل میں راحت نازل کی۔

٤٥٦٢ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ أَبُوْ يَعْقُوبَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ ابْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ، أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ، قَالَ: غَشِيَنَا النُّعَاسُ وَنَحْنُ فِي مَصَافِّنَا يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ: فَجَعَلَ سَيْفِي يَسْقُطُ مِنْ يَدِي وَآخُذُهُ، وَيَسْقُطُ وَآخُذُهُ. [راجع: ٤٠٦٨]

(۴۵۶۲) ہم سے اسحاق بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن ابو یعقوب بغدادی نے بیان کیا، کہا ہم سے حسین بن محمد نے بیان کیا، ان سے شیبان نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: احد کی لڑائی میں جب ہم صف باندھے کھڑے تھے تو ہم پر غنودگی طاری ہوگئی تھی۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کیفیت یہ ہوگئی تھی کہ نیند سے میری تلوار ہاتھ سے بار بار گرتی اور میں اسے اٹھاتا۔

تشریح: غنودگی سے کسل دور ہو کر جسم میں تازگی آجاتی ہے۔ جنگ احد میں یہی ہوا جس کا ذکر روایت ہذا میں کیا گیا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ ﴿الْقَرْحُ﴾: الْجِرَاحُ ﴿اسْتَجَابُوا﴾ أَجَابُوا. ﴿يَسْتَجِيبُ﴾ يُجِيبُ

باب: رب کریم کا فرمان:

''جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کرلیا بعد اس کے انہیں زخم پہنچ چکا تھا، ان میں سے جو نیک اور متقی ہیں ان کے لیے بہت بڑا ثواب ہے۔'' القرح یعنی الجرح (زخم) ''اِسْتَجَابُوْا'' یعنی اَجَابُوْا انہوں نے قبول کیا۔ ''یستَجِیبُ'' ای یجیب وہ قبول کرتے ہیں۔

بَابٌ: ﴿إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ﴾ الْآيَةَ

باب: آیت ''إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ'' کی تفسیر

تشریح: یعنی مسلمانوں سے کہا گیا بے شک لوگوں نے تمہارے خلاف بہت سامان جنگ جمع کیا ہے۔ پس ان سے ڈرو تو مسلمانوں نے جواب میں ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ (۳/آل عمران:۱۷۳) کہا۔

٤٥٦٣ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ- أُرَاهُ قَالَ:- حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾ قَالَهَا إِبْرَاهِيمُ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ ﷺ حِينَ قَالُوا: ﴿إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ

(۴۵۶۳) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ کہا کہ ہم سے ابوبکر شعبہ بن عیاش نے بیان کیا، ان سے ابوحصین عثمان بن عاصم نے اور ان سے ابوالضحیٰ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ کلمہ ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ'' ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا، اس وقت جب ان کو آگ میں ڈالا گیا تھا اور یہی کلمہ حضرت محمد ﷺ نے اس وقت کہا تھا جب لوگوں نے مسلمانوں کو ڈرانے کے لیے کہا تھا کہ ''لوگوں (یعنی

إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾.

[طرفه في: ٤٥٦٤]

قریش) نے تمہارے خلاف بڑا سامانِ جنگ اکٹھا کر رکھا ہے، ان سے ڈرو لیکن اس بات نے ان مسلمانوں کا (جوش) ایمان اور بڑھا دیا اور انہوں نے کہا: ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کام بنانے والا ہے۔"

٤٥٦٤ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ آخِرَ قَوْلِ إِبْرَاهِيمَ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ: حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ. [راجع: ٤٥٦٣]

(۴۵۶۴) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابوحصین نے، ان سے ابوالضحیٰ نے اور اُن سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آخری کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا "حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ" تھا یعنی "میری مدد کے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہی بہترین کام بنانے والا ہے۔"

تشریح: اس مبارک کلمہ میں توحید وتوکل کا بھرپور اظہار ہے۔ اسی لیے یہ ایک بہترین کلمہ ہے۔ جس سے مصائب کے وقت عزم وحوصلہ میں استحکام پیدا ہوسکتا ہے۔ بطور وظیفہ اسے بلاناغہ پڑھنے سے نصرت الٰہی حاصل ہوتی ہے اور اس کی برکت سے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے رسول کو خود تلقین فرمایا ہے جیسا کہ آیت: ﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ﴾ (۹/التوبۃ:۱۲۹) میں مذکور ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ الآيَةَ.

﴿سَيُطَوَّقُونَ﴾ كَقَوْلِكَ: طَوَّقْتُهُ بِطَوْقٍ.

"اور جو لوگ اس میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دے رکھا ہے، ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ وہ ان کے حق میں بہتر ہے......"

اس آیت میں جو "سَيُطَوَّقُونَ" کا لفظ ہے وہ طوقته بطوق سے ہے یعنی طوق پہنائے جائیں گے۔

تشریح: یعنی "اور جو لوگ کہ اس مال میں بخل کرتے رہتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دے رکھا ہے، وہ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ یہ مال ان کے حق میں اچھا ہے۔ نہیں بلکہ ان کے حق میں بہت برا ہے۔ یقیناً قیامت کے دن انہیں اس کا مال طوق بنا کر پہنایا جائے گا۔ جس میں انہوں نے بخل کیا تھا اور آسمانوں اور زمین کا اللہ ہی مالک ہے اور جو تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔"

٤٥٦٥ـ حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ، سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ۔ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ دِينَارٍ۔ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ، مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ شُجَاعًا أَقْرَعَ، لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ)) يَعْنِي

(۴۵۶۵) مجھ سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا، انہوں نے ابوالنضر ہاشم بن قاسم سے سنا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابوصالح نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور پھر اس نے اس کی زکوٰۃ نہیں ادا کی تو (آخرت میں) اس کا مال نہایت زہریلے سانپ کی صورت میں جس کی آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے۔ اس کی گردن میں طوق کی طرح پہنا دیا جائے گا پھر وہ سانپ اس کے

بِشِدْقَيْهِ ((يَقُوْلُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ)) ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. [راجع: ۱٤۰۳]

دونوں جبڑوں کو پکڑ کر کہے گا کہ میں ہی تیرا مال ہوں، میں ہی تیرا خزانہ ہوں، پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی ''اور جو لوگ کہ اس مال میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دے رکھا ہے، وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ مال ان کے حق میں بہتر ہے.....'' آخر تک۔

تشریح: آیت میں ان مالداروں کا بیان ہے جو زکوٰۃ نہیں ادا کرتے بلکہ سونے چاندی کو بطور خزانہ جمع کر کے رکھتے ہیں۔ ان کا حال قیامت کے دن یہ ہوگا کہ ان کا وہ خزانہ زہریلا سانپ بن کر ان کی گردنوں کا ہار بنے گا اور ان کے جبڑوں کو چیرے گا یہ وہ دولت کے پجاری لوگ ہوں گے جنہوں نے دنیا میں خزانہ گاڑ گاڑ کر رکھا اور اس کی زکوٰۃ تک ادا نہیں کی۔

بَابُ قَوْلِهِ: باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ أَشْرَكُوْا أَذًى كَثِيْرًا﴾.

''اور یقیناً تم لوگ بہت سی دل دکھانے والی باتیں ان سے سنو گے جنہیں تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے اور ان سے بھی سنو گے جو مشرک ہیں۔''

تشریح: یعنی یہود و نصاریٰ و بت پرست تو میں ہمیشہ درپے آزار رہیں گی مگر تم کو صبر و استقامت کے ساتھ یہ سارے مصائب برداشت کرنے ہوں گے۔

٤٥٦٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى قَطِيْفَةٍ فَدَكِيَّةٍ، وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَرَاءَهُ، يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِيْ بَنِيْ الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ قَالَ: حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ، وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ فَإِذَا فِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَعَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ رَوَاحَةَ، فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ، ثُمَّ قَالَ: لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا. فَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ

(٤٥٦٦) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ایک گدھے کی پشت پر فدک کی بنی ہوئی ایک موٹی چادر رکھنے کے بعد سوار ہوئے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے بٹھایا۔ آپ ﷺ بنو حارث بن خزرج میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مزاج پرسی کے لیے تشریف لے جا رہے تھے۔ یہ جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ راستہ میں ایک مجلس سے آپ گزرے جس میں عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) بھی موجود تھا، یہ عبداللہ بن ابی کے ظاہری اسلام لانے سے بھی پہلے کا قصہ ہے۔ مجلس میں مسلمان مشرکین یعنی بت پرست اور یہودی سب ہی طرح کے لوگ تھے، انہی میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ سواری کی (ٹاپوں سے گرد اڑی اور) مجلس والوں پر پڑی تو عبداللہ بن ابی نے چادر سے اپنی ناک بند کر لی اور بطور تحقیر کہنے لگا کہ ہم پر گرد نہ اڑاؤ، اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی قریب پہنچ گئے اور انہیں سلام کیا، پھر آپ سواری سے اتر گئے اور مجلس والوں کو اللہ کی طرف بلایا اور قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ اس پر عبداللہ بن ابی ابن سلول کہنے لگا، جو کلام

إِلَى اللَّهِ، وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ، وَقَالَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ: أَيُّهَا الْمَرْءُ، إِنَّهُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُوْلُ، إِنْ كَانَ حَقًّا، فَلَا تُؤْذِيْنَا بِهِ فِيْ مَجَالِسِنَا، ارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ، فَمَنْ جَاءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ. فَقَالَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ: بَلَى يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! فَاغْشَنَا بِهِ فِيْ مَجَالِسِنَا، فَإِنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ. فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتَّى كَادُوْا يَتَثَاوَرُوْنَ، فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَنُوْا، ثُمَّ رَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ دَابَّتَهُ فَسَارَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا سَعْدُ! أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُوْ حُبَابٍ۔ يُرِيْدُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ۔ قَالَ: كَذَا وَكَذَا)). قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ عَنْهُ، فَوَالَّذِيْ أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ! لَقَدْ جَاءَ اللَّهُ بِالْحَقِّ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلَيْكَ، لَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هَذِهِ الْبُحَيْرَةِ عَلَى أَنْ يُتَوِّجُوْهُ فَيُعَصِّبُوْنَهُ بِالْعِصَابَةِ، فَلَمَّا أَبَى اللَّهُ ذَلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِيْ أَعْطَاكَ اللَّهُ شَرِقَ بِذَلِكَ، فَذَلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ. فَعَفَا عَنْهُ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ يَعْفُوْنَ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا أَمَرَهُمُ اللَّهُ، وَيَصْبِرُوْنَ عَلَى الْأَذَى قَالَ اللَّهُ: ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ أَشْرَكُوْا أَذًى

آپ نے پڑھ کر سنایا ہے، اس سے عمدہ کوئی کلام نہیں ہوسکتا اگر چہ یہ کلام بہت اچھا ہے، پھر بھی ہماری مجلسوں میں آ آ کر آپ ہمیں تکلیف نہ دیا کریں، اپنے گھر بیٹھیں، اگر کوئی آپ کے پاس جائے تو اسے اپنی باتیں سنایا کریں۔ (یہ سن کر) عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ضرور یارسول اللہ! آپ ہماری مجلسوں میں تشریف لایا کریں، ہم اسی کو پسند کرتے ہیں۔ اس کے بعد مسلمان، مشرکین اور یہودی آپس میں ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے اور قریب تھا کہ فساد اور لڑائی تک نوبت پہنچ جاتی لیکن آپ نے انہیں خاموش اور ٹھنڈا کر دیا اور آخر سب لوگ خاموش ہو گئے، پھر آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار ہو کر وہاں سے چلے آئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے۔ حضور ﷺ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس کا ذکر کیا کہ ''سعد! تم نے نہیں سنا، ابوحباب، آپ کی مراد عبداللہ بن ابی سے تھی، کیا کہہ رہا تھا؟ اس نے اس طرح کی باتیں کی ہیں۔'' سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اسے معاف فرما دیں اور اس سے درگزر کر دیں۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے اللہ نے آپ ﷺ کے ذریعہ وہ حق بھیجا ہے جو اس نے آپ پر نازل کیا ہے، اس شہر (مدینہ) کے لوگ (پہلے) اس پر متفق ہو چکے تھے کہ اس (عبداللہ بن ابی) کو تاج پہنا دیں اور (شاہی) عمامہ اس کے سر پر باندھ دیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس حق کے ذریعہ جو آپ کو اس نے عطا کیا ہے، اس باطل کو روک دیا تو اب وہ چڑ گیا ہے اور اس وجہ سے وہ معاملہ اس نے آپ کے ساتھ کیا جو آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے معاف کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم مشرکین اور اہل کتاب سے درگزر کیا کرتے اور ان کی اذیتوں پر صبر کیا کرتے تھے۔ اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ''اور یقیناً تم بہت سی دل آزاری کی باتیں ان سے بھی سنو گے، جنہیں تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے اور ان سے بھی جو مشرک ہیں اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یہ بڑے عزم و حوصلہ کی بات ہے'' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بہت سے اہل کتاب تو دل ہی سے

كَثِيرًا﴾ الآيَةَ، وَقَالَ اللَّهُ: ﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَأَوَّلُ الْعَفْوَ مَا أَمَرَهُ اللَّهُ بِهِ، حَتَّى أَذِنَ اللَّهُ فِيهِمْ، فَلَمَّا غَزَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَدْرًا، فَقَتَلَ اللَّهُ بِهِ صَنَادِيدَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ قَالَ ابْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ، وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، وَعَبَدَةِ الأَوْثَانِ: هَذَا أَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ. فَبَايَعُوا الرَّسُولَ ﷺ عَلَى الإِسْلاَمِ فَأَسْلَمُوا.

چاہتے ہیں کہ تمہیں ایمان (لے آنے) کے بعد پھر سے کافر بنالیں، حسد کی راہ سے جو ان کے دلوں میں ہے......'' آخر آیت تک۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا نبی اکرم ﷺ ہمیشہ کفار کو معاف کر دیا کرتے تھے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے ساتھ جنگ کی اجازت دے دی اور جب آپ نے غزوۂ بدر کیا تو اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق قریش کے کافر سردار اس میں مارے گئے تو عبداللہ بن ابی ابن سلول اور اس کے دوسرے مشرک اور بت پرست ساتھیوں نے آپس میں مشورہ کر کے ان سب نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اسلام پر بیعت کر لی اور ظاہراً اسلام میں داخل ہو گئے۔

[راجع: ۲۹۸۷]

تشریح: آیت میں مسلمانوں کو آگاہ کیا گیا ہے کہ اہل کتاب اور مشرکین سے تم کو ہوشیار رہنا ہوگا وہ ہمیشہ تم کو ستاتے ہی رہیں گے اور کبھی باز نہیں آئیں گے، ہاتھ سے زبان سے ایذائیں دیتے رہیں گے۔ تمہارے لیے ضروری ہے کہ ان سے ہوشیار رہو ان کی چکنی چپڑی باتوں سے دھوکا نہ کھاؤ بلکہ صبر واستقلال کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرتے رہو، آخر میں کامیابی تمہارے ہی لیے مقدر ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا﴾

باب: ارشادِ باری تعالیٰ: ''تم ان لوگوں کو عذاب سے محفوظ نہ سمجھو جو اپنے کیے پر خوش ہیں......''

تشریح: یعنی ''جو لوگ اپنے کرتوتوں پر خوش ہوتے اور چاہتے ہیں کہ جو نیک کام انہوں نے نہیں کیے خواہ مخواہ ان پر بھی ان کی تعریف کی جائے، سو ایسے لوگوں کے لیے ہرگز خیال نہ کرو کہ وہ عذاب سے بچ سکیں گے۔''

٤٥٦٧ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رِجَالاً مِنَ الْمُنَافِقِينَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْغَزْوِ تَخَلَّفُوا عَنْهُ، وَفَرِحُوا بِمَقْعَدِهِمْ خِلاَفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اعْتَذَرُوا إِلَيْهِ وَحَلَفُوا،

(۴۵۶۷) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھ سے زید بن اسلم نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چند منافقین ایسے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ جہاد کے لیے تشریف لے جاتے تو یہ مدینہ میں پیچھے رہ جاتے اور پیچھے رہ جانے پر بہت خوش ہوا کرتے تھے۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ واپس آتے تو آپ کے پاس عذر بیان کرتے اور قسمیں کھا لیتے اور پسند کرتے کہ ایسے کام پر ان کی تعریف کی جائے جس کو انہوں نے کیا نہیں۔ اللہ تعالیٰ

وَأَحَبُّوْا أَنْ يُحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا، فَنَزَلَتْ: ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ﴾ الآيَةَ.

نے اسی پر یہ آیت: ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ﴾ آخر آیت تک اتاری۔

[مسلم: ۷۰۳۳]

تشریح: یہ چند منافقین تھے جو جہاد سے جی چراتے، ان کے مکر وفریب کا جال بکھیر دیا۔ ایسے کتنے لوگ آج بھی موجود ہیں کتنے بے نمازی ہیں جو اپنی حرکت پر شرمندہ ہونے کی بجائے الٹ نمازیوں سے اپنے کو بہتر ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کتنے بدعتی مشرک ہیں جو اہل توحید پر اپنی برتری کے دعویدار ہیں۔ یہ سب لوگ اس آیت کے مصداق ہیں۔

٤٥٦٨ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، أَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ مَرْوَانَ قَالَ لِبَوَّابِهِ: اذْهَبْ يَا رَافِعُ! إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْ: لَئِنْ كَانَ كُلُّ امْرِئٍ فَرِحَ بِمَا أُوْتِيَ، وَأَحَبَّ أَنْ يُحْمَدَ بِمَا لَمْ يَفْعَلْ، مُعَذَّبًا، لَيُعَذَّبَنَّ أَجْمَعُوْنَ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَمَا لَكُمْ وَلِهَذِهِ إِنَّمَا دَعَا النَّبِيُّ ﷺ يَهُوْدًا فَسَأَلَهُمْ عَنْ شَيْءٍ، فَكَتَمُوْهُ إِيَّاهُ، وَأَخْبَرُوْهُ بِغَيْرِهِ، فَأَرَوْهُ أَنْ قَدِ اسْتَحْمَدُوْا إِلَيْهِ بِمَا أَخْبَرُوْهُ عَنْهُ فِيْمَا سَأَلَهُمْ، وَفَرِحُوْا بِمَا أُوْتُوْا مِنْ كِتْمَانِهِمْ، ثُمَّ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ﴾ كَذَلِكَ حَتَّى قَوْلِهِ: ﴿يَفْرَحُوْنَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّوْنَ أَنْ يُحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا﴾. تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ.

(۴۵۶۸) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، انہیں ابن ابی ملیکہ نے اور انہیں علقمہ بن وقاص نے خبر دی کہ مروان بن حکم نے (جب وہ مدینہ کے امیر تھے) اپنے دربان سے کہا کہ رافع! ابن عباس رضی اللہ عنہما کے یہاں جاؤ اور ان سے پوچھو کہ آیت ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ﴾ کی رو سے تو ہم سب کو عذاب ہونا چاہیے کیونکہ ہر ایک آدمی ان نعمتوں پر جو اس کو ملی ہیں، خوش ہے اور یہ چاہتا ہے کہ جو کام اس نے کیا نہیں اس پر بھی اس کی تعریف ہو۔ ابورافع نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جا کر پوچھا، تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: تم مسلمانوں سے اس آیت کا کیا تعلق! یہ تو رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو بلایا تھا اور ان سے ایک دن کی بات پوچھی تھی۔ (جو ان کی آسمانی کتاب میں موجود تھی) انہوں نے اصل بات کو تو چھپایا اور دوسری غلط بات بیان کر دی، پھر بھی اس بات کے خواہشمند رہے کہ حضور ﷺ کے سوال کے جواب میں جو کچھ انہوں نے بتایا ہے اس پر ان کی تعریف کی جائے اور ادھر اصل حقیقت کو چھپا کر بھی بڑے خوش تھے۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تلاوت کی: ''اور وہ وقت یاد کرو جب اللہ نے اہل کتاب سے عہد لیا تھا کہ کتاب کو پوری طرح ظاہر کر دینا لوگوں پر'' آیت ''جو لوگ اپنے کرتوتوں پر خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو کام نہیں کیے ہیں، ان پر ان کی تعریف کی جائے'' تک۔ ہشام بن یوسف کے ساتھ اس حدیث کو عبدالرزاق نے بھی ابن جریج سے روایت کیا۔

حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ،

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو حجاج بن محمد نے خبر دی، انہوں نے ابن جریج سے کہا، مجھ کو ابن ابی ملیکہ نے خبر دی، ان کو حمید بن عبد

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَرْوَانَ بِهٰذَا. [مسلم: ٧٠٣٤؛ ترمذي: ٣٠١٤]

الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہ مروان نے اپنے دربان رافع سے کہا، پھر یہی حدیث بیان کی۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ الآيَةَ.

باب: حق تعالیٰ کا فرمان:

''بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور رات دن کے بدلنے میں عقلمندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔''

تشریح: اختلاف سے رات و دن کا گھٹنا بڑھنا مراد ہے، جو موسمی اثرات سے ہوتا رہتا ہے، یہ سب قدرت الٰہی کے نمونے ہیں۔

٤٥٦٩۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ نَمِرٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ، فَتَحَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ، فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ، فَصَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ. [راجع: ١١٧] [مسلم: ١٨٠٠]

(۴۵۶۹) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے خبر دی، انہیں کریب نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں ایک رات اپنی خالہ (ام المومنین) میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہ گیا۔ پہلے رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیوی (میمونہ رضی اللہ عنہا) کے ساتھ تھوڑی دیر تک بات چیت کی، پھر سو گئے، جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہا تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور یہ آیت تلاوت کی: ''بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور دن رات کے مختلف ہونے میں عقلمندوں کے لیے (بڑی) نشانیاں ہیں۔'' اس کے بعد آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور وضو کیا اور مسواک کی، پھر گیارہ رکعتیں (تہجد اور وتر کی) پڑھیں۔ جب بلال رضی اللہ عنہ نے (فجر کی) اذان دی تو آپ نے دو رکعت (فجر کی سنت) پڑھی اور باہر مسجد میں تشریف لائے اور فجر کی نماز پڑھائی۔

تشریح: یہی گیارہ رکعتیں رمضان میں لفظ تراویح کے ساتھ موسوم ہوئیں۔ پس تراویح کی یہی گیارہ رکعات سنت نبوی ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلَى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾

باب: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان:

''وہ لوگ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر ہر حالت میں یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں۔''

٤٥٧٠۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ،

(۴۵۷۰) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے بیان کیا، ان سے امام مالک بن انس نے، ان سے مخرمہ بن سلیمان نے، ان سے کریب نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَطُرِحَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وِسَادَةٌ، فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي طُولِهَا، فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ قَرَأَ الْآيَاتِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ آلِ عِمْرَانَ حَتَّى خَتَمَ، ثُمَّ أَتَى شَنًّا مُعَلَّقًا، فَأَخَذَهُ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِي، ثُمَّ أَخَذَ بِأُذُنِي، فَجَعَلَ يَفْتِلُهَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ. [راجع: ١١٧]

کیا کہ میں ایک رات اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے یہاں سوگیا، ارادہ یہ تھا کہ آج رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں گا۔ میری خالہ نے آپ کے لیے گدا بچھادیا اور آپ ﷺ اس کے طول میں لیٹ گئے پھر (آدھی رات گزر جانے پر بیدار ہوئے تو) چہرۂ مبارک پر ہاتھ پھیر کر نیند کے آثار دور کیے۔ پھر سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات پڑھیں، اس کے بعد آپ ایک مشکیزے کے پاس آئے اور اس سے پانی لے کر وضو کیا اور نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوگئے۔ میں بھی کھڑا ہوگیا اور جو کچھ آپ نے کیا تھا وہی سب کچھ میں نے بھی کیا اور آپ کے پاس آ کر آپ ﷺ کے بازو میں، میں بھی کھڑا ہوگیا۔ آپ ﷺ نے میرے سر پر اپنا دایاں ہاتھ رکھا اور میرے کان کو (شفقت سے) پکڑ کر ملنے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے دو رکعت (تہجد کی) نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر وتر ادا کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾.

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

''اے ہمارے رب! تو نے جسے دوزخ میں داخل کر دیا، اسے تو نے واقعی ذلیل ورسوا کر دیا اور ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں ہے۔''

٤٥٧١ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ، مَوْلَى عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ، بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ خَالَتُهُ قَالَ: فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ، وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا، فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى انْتَصَفَ اللَّيْلُ، أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ، أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ

(۴۵۷۱) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معن بن عیسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے مخرمہ بن سلیمان نے، ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام کریب نے اور انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ ایک رات وہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ٹھہر گئے جو ان کی خالہ تھیں۔ انہوں نے کہا کہ میں بستر کے عرض میں لیٹا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کی بیوی طول میں لیٹے، پھر آپ سو گئے اور آدھی رات میں یا اس سے تھوڑی دیر پہلے یا بعد میں آپ بیدار ہوئے اور چہرے پر ہاتھ پھیر کر نیند کو دور کیا، پھر سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتوں کی تلاوت کی۔ اس کے بعد آپ اٹھ کر مشکیزے کے قریب گئے جو لٹکا ہوا تھا۔ اس کے پانی سے آپ

اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُوْرَةِ آلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا، فَأَحْسَنَ وُضُوْءَهُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ، فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِيْ، وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ، فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ. [راجع: ۱۱۷]

نے وضو بہت ہی اچھی طرح پورے آداب کے ساتھ کیا اور نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوگئے۔ میں نے بھی آپ ﷺ ہی کی طرح (وضو وغیرہ) کیا اور نماز کے لیے آپ ﷺ کے بازو میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور اسی ہاتھ سے (بطور شفقت) میرا کان پکڑ کر ملنے لگے، پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی اور پھر دو رکعت پڑھی اور آخر میں وتر کی نماز پڑھی۔ اس سے فارغ ہو کر آپ لیٹ گئے، پھر جب مؤذن آیا تو آپ اٹھے اور دو ہلکی (فجر کی سنت) رکعتیں پڑھیں اور نماز فرض کے لیے باہر (مسجد میں) تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھائی۔

تشریح: روایت میں نبی کریم ﷺ کا تہجد کے لیے اٹھنا اور آیات مذکورہ کا بطور دعا تلاوت کرنا مذکور ہے۔ حدیث اور باب میں یہی وجہ مطابقت ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْإِيْمَانِ﴾ الْآيَةَ.

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

''اے ہمارے رب! ہم نے ایک پکارنے والے کی پکار کو سنا جو ایمان کے لیے پکار رہا تھا۔ پس ہم اس پر ایمان لائے۔'' آخر آیت تک۔

تشریح: پکارنے والے سے حضرت رسول کریم ﷺ مراد ہیں۔

٤٥٧٢ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ، بَاتَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ خَالَتُهُ قَالَ: فَاضْطَجَعْتُ فِيْ عَرْضِ الْوِسَادَةِ، وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَهْلُهُ فِيْ طُوْلِهَا، فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ، أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيْلٍ، أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيْلٍ، اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ

(۴۵۷۲) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے مخرمہ بن سلیمان نے، ان سے ابن عباس ؓ کے غلام کریب نے اور انہیں عبداللہ بن عباس ؓ نے خبر دی کہ وہ ایک رات نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ میمونہ ؓ کے گھر رہ گئے۔ میمونہ ؓ ان کی خالہ تھیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں بستر کے عرض میں لیٹ گیا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کی اہلیہ طول میں لیٹے، پھر آپ سو گئے اور آدھی رات میں یا اس سے تھوڑی دیر پہلے یا تھوڑی دیر بعد آپ جاگے اور بیٹھ کر چہرہ پر نیند کے آثار دور کرنے کے لیے ہاتھ پھیرنے لگے اور سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات پڑھیں۔ اس کے بعد آپ مشکیزہ کے پاس گئے جو لٹکا ہوا تھا، اس سے تمام

مَنَامِهِ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِيمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا، فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي، وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ، فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ. [راجع: ١١٧]

آداب کے ساتھ آپ نے وضو کیا، پھر نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ ابن عباس ﷠ نے بیان کیا کہ میں بھی اٹھا اور میں نے بھی آپ ﷺ کی طرح وضو وغیرہ کیا اور جا کر آپ ﷺ کے بازو میں کھڑا ہو گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور (شفقت سے) میرے داہنے کان کو پکڑ کر ملنے لگے، پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، اور آخر میں انہیں وتر بنایا۔ پھر آپ لیٹ گئے اور جب مؤذن آپ کے پاس آیا تو آپ اٹھے اور دو ہلکی رکعتیں پڑھ کر باہر مسجد میں تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھائی۔

تشریح: آیات مذکورہ کو آپ تہجد کے وقت اٹھنے کے بعد اکثر پڑھا کرتے۔ یہاں بیان کرنے کا یہی مقصد ہے۔ ان دعائیہ آیات کے رموز ونکات وہی حضرات جان سکتے ہیں جن کو سحر کے وقت اٹھنا اور مناجات میں مشغول ہونے کی لذت سے شناسائی ہو۔ وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

(٤) سُورَةُ النِّسَاءِ

سورۂ نساء کی تفسیر

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿يَسْتَنْكِفَ﴾: يَسْتَكْبِرَ. قِوَامًا: قِوَامُكُمْ مِنْ مَعَايِشِكُمْ. ﴿لَهُنَّ سَبِيلًا﴾ يَعْنِي: الرَّجْمَ لِلثَّيِّبِ وَالْجَلْدَ لِلْبِكْرِ، وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ يَعْنِي: اثْنَتَيْنِ وَثَلَاثَ وَأَرْبَعَ وَلَا تُجَاوِزُ الْعَرَبُ رُبَاعَ.

ابن عباس ﷠ نے کہا: يَسْتَنْكِفُ، يَسْتَكْبِرُ کے معنی میں ہے۔ قِوَامًا (قیاما) یعنی جس پر تمہارے گزران کی بنیاد قائم ہے۔ "لهن سبيلا" یعنی شادی شدہ کے لیے رجم اور کنوارے کے لیے کوڑے کی سزا ہے (جب وہ زنا کریں) اور دوسرے لوگوں نے کہا (آیت میں) "مثنى وثلاث ورباع" سے مراد دو دو تین تین اور چار چار ہیں۔ اہل عرب رباع سے آگے اس وزن سے تجاوز نہیں کرتے۔

بَابٌ:

باب: (ارشادِ باری تعالیٰ)

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾

"اور اگر تم ڈرو کہ یتیموں کے ساتھ انصاف نہیں کر سکو گے تو جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کر لو۔"

تشریح: یعنی "اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے۔"

٤٥٧٣ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا

(٤٥٧٣) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف

هِشَامٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا، كَانَتْ لَهُ يَتِيمَةٌ فَنَكَحَهَا، وَكَانَ لَهَا عَذْقٌ، وَكَانَ يُمْسِكُهَا عَلَيْهِ، وَلَمْ يَكُنْ لَهَا مِنْ نَفْسِهِ شَيْءٌ فَنَزَلَتْ فِيهِ: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى﴾ أَحْسِبُهُ قَالَ: كَانَتْ شَرِيكَتَهُ فِي ذَلِكَ الْعَذْقِ وَفِي مَالِهِ.

[راجع: ٢٤٩٤]

نے خبر دی، ان سے ابن جریج نے کہا، کہا مجھ کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک آدمی کی پرورش میں ایک یتیم لڑکی تھی پھر اس نے اس سے نکاح کر لیا، اس یتیم لڑکی کی ملکیت میں کھجور کا ایک باغ تھا۔ اسی باغ کی وجہ سے یہ شخص اس کی پرورش کرتا رہا حالانکہ دل میں اس سے کوئی خاص لگاؤ نہ تھا۔ اس سلسلے میں یہ آیت اتری کہ "اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیموں کے حق میں انصاف نہ کر سکو گے۔" ہشام بن یوسف نے کہا میں سمجھتا ہوں، ابن جریج نے یوں کہا یہ لڑکی اس درخت اور دوسرے مال اسباب میں اس مرد کی حصہ داری تھی۔

٤٥٧٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ ابْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى﴾. فَقَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِي! هَذِهِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا، تَشْرَكُهُ فِي مَالِهِ وَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَجَمَالُهَا، فَيُرِيدُ وَلِيُّهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا، بِغَيْرِ أَنْ يُقْسِطَ فِي صَدَاقِهَا، فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيهَا غَيْرُهُ، فَنُهُوا عَنْ أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ، إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ، وَيَبْلُغُوا لَهُنَّ أَعْلَى سُنَّتِهِنَّ فِي الصَّدَاقِ، فَأُمِرُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهُنَّ. قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: وَإِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ: وَقَوْلُ اللَّهِ فِي آيَةٍ أُخْرَى: ﴿وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ رَغْبَةُ أَحَدِكُمْ عَنْ يَتِيمَتِهِ حِينَ

(٤٥٧٤) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے، انہوں نے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی، انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیت: ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی﴾ کا مطلب پوچھا۔ انہوں نے کہا میرے بھانجے اس کا مطلب یہ ہے ایک یتیم لڑکی اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور اس کی جائیداد کی حصہ دار ہو (ترکے کی رو سے اس کا حصہ ہو) اب اس ولی کو اس کی مالداری خوبصورتی پسند آئے۔ اس سے نکاح کرنا چاہے پر انصاف کے ساتھ پورا مہر (جتنا مہر اس کو دوسرے لوگ دیں) نہ دینا چاہے، تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں لوگوں کو ایسی یتیم لڑکیوں کے ساتھ جب تک ان کا پورا مہر انصاف کے ساتھ نہ دیں، نکاح کرنے سے منع فرمایا اور ان کو یہ حکم دیا کہ تم دوسری عورتوں سے جو تم کو بھلی لگیں نکاح کر لو۔ (یتیم لڑکی کا نقصان نہ کرو) عروہ نے کہا، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں: اس آیت کے اترنے کے بعد لوگوں نے پھر رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں مسئلہ پوچھا، اس وقت اللہ نے یہ آیت: ﴿وَیَسْتَفْتُوْنَكَ فِی النِّسَآءِ ......﴾ اتاری۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا دوسری آیت میں یہ جو فرمایا: ﴿وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ یعنی وہ یتیم لڑکیاں جن کا مال و جمال کم ہو اور تم ان کے ساتھ نکاح کرنے سے نفرت کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم ان یتیم لڑکیوں سے جن کا مال و جمال کم ہو نکاح کرنا نہیں چاہتے تو مال اور جمال والی یتیم لڑکیوں سے بھی جن سے تم کو

تَكُونُ قَلِيلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالِ قَالَتْ: فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوا عَنْ مَنْ رَغِبُوا فِي مَالِهِ وَجَمَالِهِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ، إِلَّا بِالْقِسْطِ، مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ إِذَا كُنَّ قَلِيلَاتِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ. [راجع: ٢٤٩٤]

نکاح کرنے کی رغبت ہے نکاح نہ کرو، مگر جب انصاف کے ساتھ ان کا مہر پورا ادا کرو۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ﴾ الْآيَةَ. ﴿وَبِدَارًا﴾ مُبَادَرَةً ﴿أَعْتَدْنَا﴾ أَعْدَدْنَا، أَفْعَلْنَا مِنَ الْعَتَادِ.

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

''اور جو شخص نادار ہو وہ مناسب مقدار میں کھالے اور جب امانت ان یتیم بچوں کے حوالے کرنے لگو تو ان پر گواہ بھی کر لیا کرو'' آخر آیت تک۔ "بِدَارًا" بمعنی مُبَادَرَةً جلدی کرنا "أَعْتَدْنَا" بمعنی أَعْدَدْنَا، عَتَاد سے افعلنا کے وزن پر جس کے معنی ہم نے تیار کیا۔

٤٥٧٥ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي مَالِ الْيَتِيمِ إِذَا كَانَ فَقِيرًا، أَنَّهُ يَأْكُلُ مِنْهُ مَكَانَ قِيَامِهِ عَلَيْهِ بِمَعْرُوفٍ. [راجع: ٢٢١٢]

(٤٥٧٥) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن نمیر نے خبر دی، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''بلکہ جو شخص خوشحال ہو وہ اپنے کو بالکل رو کے رکھے۔ البتہ جو شخص نادار ہو وہ واجبی طور پر کھا سکتا ہے'' کے بارے میں فرمایا کہ یہ آیت یتیم کے بارے میں اتری ہے کہ اگر ولی نادار ہو تو یتیم کی پرورش اور دیکھ بھال کی اجرت میں وہ واجبی طور پر (یتیم کے مال میں سے کچھ) کھا سکتا ہے (بشرطیکہ نیت میں فساد نہ ہو)۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينُ﴾ الْآيَةَ.

باب: فرمانِ الٰہی:

''اور جب تقسیم ورثہ کے وقت کچھ عزیز قرابت دار اور بچے اور یتیم اور مسکین لوگ موجود ہوں تو ان کو بھی کچھ دے دیا کرو'' آخر آیت تک۔

٤٥٧٦ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللَّهِ الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينُ﴾ قَالَ: هِيَ مُحْكَمَةٌ وَلَيْسَتْ بِمَنْسُوخَةٍ. تَابَعَهُ سَعِيدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

(٤٥٧٦) ہم سے احمد بن حمید نے بیان کیا، ہم کو عبیداللہ اشجعی نے خبر دی، انہیں سفیان ثوری نے، انہیں ابواسحاق شیبانی نے، انہیں عکرمہ نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ''اور جب تقسیم کے وقت عزیز و اقارب اور یتیم اور مسکین موجود ہوں'' کے متعلق فرمایا کہ یہ محکم ہے، منسوخ نہیں ہے۔ عکرمہ کے ساتھ اس حدیث کو سعید بن جبیر نے بھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

[راجع: ٢٧٥٩]

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ﴾

باب: حق تعالیٰ کا ارشاد:

''اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے۔''

تشریح: یعنی ''اللہ تمہیں تمہاری اولاد (کی میراث) کے بارہ میں وصیت کرتا ہے۔''

٤٥٧٧- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ مُنْكَدِرٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: عَادَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ فِي بَنِي سَلِمَةَ مَاشِيَيْنِ فَوَجَدَنِي النَّبِيُّ ﷺ لَا أَعْقِلُ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ، ثُمَّ رَشَّ عَلَيَّ، فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ: مَا تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ فِي مَالِي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَنَزَلَتْ: ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ﴾.

[راجع: ١٩٤] [مسلم: ٤١٤٦]

(۴۵۷۷) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا کہ انہیں ابن جریج نے خبردی، بیان کیا کہ مجھے ابن منکدر نے خبردی اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قبیلہ بنوسلمہ تک پیدل چل کر میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مجھ پر بے ہوشی طاری ہے، اس لیے آپ نے پانی منگوایا اور وضو کرکے اس کا پانی مجھ پر چھڑکا، میں ہوش میں آ گیا، پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کا کیا حکم ہے، میں اپنے مال کا کیا کروں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ''اللہ تمہیں تمہاری اولاد (کی میراث) کے بارے میں حکم دیتا ہے۔''

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ﴾

باب: ارشاد باری تعالیٰ:

''اور تمہارے لیے اس کا نصف ہے جو تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں۔''

تشریح: یعنی ''اور تمہارے لیے اس مال کا آدھا حصہ ہے جو تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں جبکہ ان کے اولاد نہ ہو۔''

٤٥٧٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ وَرْقَاءَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ، وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ، فَنَسَخَ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ مَا أَحَبَّ، فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ، وَجَعَلَ لِلْأَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسَ وَالثُّلُثَ، وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ، وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ.

[راجع: ٢٧٤٧]

(۴۵۷۸) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ورقاء بن عمر یشکری نے، ان سے ابن ابی نجیح نے، ان سے عطاء نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابتدائے اسلام میں میت کا سارا مال اولاد کو ملتا تھا، البتہ والدین کو وہ ملتا جو میت ان کے لیے وصیت کر جائے، پھر اللہ تعالیٰ نے جیسا مناسب سمجھا اس میں نسخ کر دیا۔ چنانچہ اب مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے اور میت کے والدین یعنی ان دونوں میں ہر ایک کے لیے اس مال کا چھٹا حصہ ہے۔ بشرطیکہ میت کے کوئی اولاد ہو، لیکن اگر اس کے کوئی اولاد نہ ہو، بلکہ اس کے والدین ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کا ایک تہائی حصہ ہوگا اور بیوی کا آٹھواں حصہ ہوگا۔ جبکہ اولاد ہو۔ اگر اولاد نہ ہو تو چوتھائی ہوگا اور شوہر کا آدھا حصہ ہوگا اگر اولاد نہ ہو اگر اولاد ہو تو پھر چوتھائی ہوگا۔

تشریح: بشرطیکہ میت کے کوئی اولاد ہو، لیکن اگر اس کے کوئی اولاد نہ ہو، بلکہ اس کے والدین ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کا ایک تہائی حصہ ہوگا اور بیوی کا آٹھواں حصہ ہوگا، جبکہ اولاد ہو، لیکن اگر اولاد نہ ہو تو چوتھائی ہوگا اور شوہر کا آدھا حصہ ہوگا، جبکہ اولاد نہ ہو لیکن اگر اولاد ہو تو چوتھائی ہوگا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا﴾ الآيَةَ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿لَا تَعْضُلُوْهُنَّ﴾ لَا تَقْهَرُوْهُنَّ ﴿حُوْبًا﴾ إِثْمًا. ﴿تَعُوْلُوْا﴾ تَمِيْلُوْا. ﴿نِحْلَةً﴾ فَالنِّحْلَةُ الْمَهْرُ

٤٥٧٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ الشَّيْبَانِيُّ: وَذَكَرَهُ أَبُو الْحَسَنِ السُّوَائِيُّ وَلَا أَظُنُّهُ ذَكَرَهُ إِلَّا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوْهُنَّ﴾ قَالَ: كَانُوْا إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ كَانَ أَوْلِيَاؤُهُ أَحَقَّ بِامْرَأَتِهِ، إِنْ شَاءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا، وَإِنْ شَاؤُوْا زَوَّجُوْهَا، وَإِنْ شَاؤُوْا لَمْ يُزَوِّجُوْهَا، فَهُمْ أَحَقُّ بِهَا مِنْ أَهْلِهَا، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ فِيْ ذَلِكَ. [طرفه في: ٦٩٤٨] [ابو داود: ٢٠٨٩]

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

’’تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم بیوہ عورتوں کے زبردستی مالک بن جاؤ‘‘ آخر آیت تک۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (آیت میں) ”لَا تَعْضُلُوْهُنَّ“ کے معنی یہ ہیں کہ ان پر جبر و قہر نہ کرو، ”حُوْبًا“ یعنی گناہ ”تَعُوْلُوْا“ یعنی تَمِيْلُوْا جھکو تم لفظ ”نِحْلَةً“ مہر کے لیے آیا ہے۔

(۴۵۷۹) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسباط بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسحاق شیبانی نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور شیبانی نے کہا کہ یہ حدیث ابو الحسن عطا سوائی نے بھی بیان کی ہے اور جہاں تک مجھے یقین ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے بیان کیا ہے کہ آیت ’’اے ایمان والو! تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم عورتوں کے زبردستی مالک ہو جاؤ اور نہ انہیں اس غرض سے قید رکھو کہ تم نے انہیں جو کچھ دے رکھا ہے، اس کا کچھ حصہ وصول کر لو۔‘‘ انہوں نے بیان کیا کہ جاہلیت میں کسی عورت کا شوہر مر جاتا تو شوہر کے رشتہ دار اس عورت کے زیادہ مستحق سمجھے جاتے۔ اگر انہیں میں سے کوئی چاہتا تو اس سے شادی کر لیتا، یا پھر وہ جس سے چاہتے اسی سے اس کی شادی کرتے اور چاہتے تو نہ بھی کرتے، اس طرح عورت کے گھر والوں کے مقابلہ میں بھی شوہر کے رشتہ دار اس کے زیادہ مستحق سمجھے جاتے، اسی پر یہ آیت: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ﴾ نازل ہوئی۔

تشریح: اب کہاں ہیں وہ پادری لوگ جو اسلام پر طعنہ مارتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو لونڈی بنا دیا۔ اسلام کی برکت سے تو عورتیں آدمی ہوئیں۔ ورنہ عرب کے لوگوں نے تو گائے بیل کی طرح ان کو مال اسباب سمجھ لیا تھا۔ عورت کو ترکہ نہ ملتا، اسلام نے ترکہ دلایا۔ عورت کو جتنی چاہتے بے گنتی طلاق دیئے جاتے، عدت نہ گزارنے پاتی کہ ایک اور طلاق دے دیتے، اس کی جان غضب میں رہتی۔ اسلام نے تین طلاقوں کی حد باندھ دی۔ خاوند کے مرنے کے بعد عورت اس کے وارثوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی کی طرح رہتی۔ اسلام نے عورت کو پورا اختیار دیا چاہے نکاح ثانی پڑھا لے۔ (وحیدی)

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُوْنَ﴾ الآيَةَ. ﴿مَوَالِيَ﴾ أَوْلِيَاءَ وَرَثَةً.

باب: ارشاد باری تعالیٰ:

’’اور جو مال والدین اور قرابت دار چھوڑ جائیں اس کے لیے ہم نے وارث ٹھہرا دیئے ہیں۔‘‘ معمر نے کہا کہ ”موالی“ سے مراد اس کے والی وارث

﴿عَاقَدَتْ﴾ هُوَ مَوْلَى الْيَمِينِ، وَهُوَ الْحَلِيفُ، وَالْمَوْلَى أَيْضًا ابْنُ الْعَمِّ وَالْمَوْلَى الْمُنْعِمُ الْمُعْتِقُ. وَالْمَوْلَى الْمُعْتَقُ. وَالْمَوْلَى الْمَلِيكُ. وَالْمَوْلَى مَوْلًى فِي الدِّينِ.

ہیں۔ "وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُم" سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو قسم کھا کر اپنا وارث بناتے تھے یعنی حلیف اور مولیٰ کے کئی معانی آئے ہیں۔ چچا کا بیٹا، غلام، لونڈی کا مالک، جو اس پر احسان کرے، اس کو آزاد کرے، خود غلام جو آزاد کیا جائے۔ مالک دین کا پیشوا۔

٤٥٨٠۔ حَدَّثَنِي الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ إِدْرِيسَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ قَالَ: وَرَثَةً. ﴿وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ كَانَ الْمُهَاجِرُونَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَرِثُ الْمُهَاجِرُ الْأَنْصَارِيَّ دُونَ ذَوِي رَحِمِهِ لِلْأُخُوَّةِ الَّتِي آخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ نُسِخَتْ، ثُمَّ قَالَ: ﴿وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ مِنَ النَّصْرِ، وَالرِّفَادَةِ وَالنَّصِيحَةِ، وَقَدْ ذَهَبَ الْمِيرَاثُ وَيُوصِي لَهُ. سَمِعَ أَبُو أُسَامَةَ إِدْرِيسَ، وَسَمِعَ إِدْرِيسُ طَلْحَةَ. [راجع: ٢٢٩٢]

(۴۵۸۰) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ادریس نے، ان سے طلحہ بن مصرف نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ (آیت میں) "لِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ" سے مراد وارث ہیں اور "وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ" کی تفسیر یہ ہے کہ شروع میں جب مہاجرین مدینہ آئے تو قرابت داروں کے علاوہ انصار کے وارث مہاجرین بھی ہوتے تھے۔ اس بھائی چارہ کی وجہ سے جو نبی کریم ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان کرایا تھا، پھر جب یہ آیت نازل ہوئی کہ "لِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ" تو پہلا طریقہ منسوخ ہو گیا۔ پھر بیان کیا کہ "وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ" سے وہ لوگ مراد ہیں، جن سے دوستی اور مدد اور خیر خواہی کی قسم کھا کر عہد کیا جائے۔ لیکن اب ان کے لیے میراث کا حکم منسوخ ہو گیا۔ مگر وصیت کا حکم رہ گیا۔ اس اسناد میں ابواسامہ نے ادریس سے اور ادریس نے طلحہ بن مصرف سے سنا ہے۔

تشریح: مہاجرین جب مدینہ آئے تو انصار نے ان کو منہ بولا بھائی بنا لیا تھا۔ یہاں تک کہ ان کو اپنے ترکہ میں حصہ دار بنا لیا، بعد میں بتلایا گیا کہ ترکہ کے وارث صرف اولاد اور متعلقین ہی ہو سکتے ہیں۔ ہاں تہائی مال کی وصیت کرنے کا حق دیا گیا۔ اگر مرنے والا چاہے تو یہ وصیت اپنے منہ بولے بھائیوں کے لیے بھی کر سکتا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ يَعْنِي زِنَةَ ذَرَّةٍ.

"بے شک اللہ ایک ذرہ برابر بھی کسی پر ظلم نہیں کرتا۔" مِثْقَالَ ذَرَّةٍ سے ذرہ برابر مراد ہے۔

تشریح: یعنی "بیشک اللہ ایک ذرہ برابر بھی کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔"

٤٥٨١۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ، حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ،

(۴۵۸۱) مجھ سے محمد بن عبدالعزیز نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعمر حفص بن میسرہ نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول

عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ أُنَاسًا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَعَمْ، هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِيْرَةِ، ضَوْءٌ لَيْسَ فِيْهَا سَحَابٌ)). قَالُوْا: لَا. قَالَ: ((فَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، ضَوْءٌ لَيْسَ فِيْهَا سَحَابٌ)). قَالُوْا: لَا. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا تُضَارُّوْنَ فِي رُؤْيَةِ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا كَمَا تُضَارُّوْنَ فِي رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا، إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ يَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ . فَلَا يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللّٰهِ مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَنْصَابِ إِلَّا يَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ، حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ، بَرٌّ أَوْ فَاجِرٌ وَغُبَّرَاتُ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَتُدْعَى الْيَهُوْدُ فَيُقَالُ لَهُمْ: مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا: كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللّٰهِ. فَيُقَالُ لَهُمْ: كَذَبْتُمْ، مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ، فَمَاذَا تَبْغُوْنَ قَالُوْا: عَطِشْنَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا . فَيُشَارُ أَلَا تَرِدُوْنَ، فَيُحْشَرُوْنَ إِلَى النَّارِ كَأَنَّهَا سَرَابٌ، يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ، ثُمَّ تُدْعَى النَّصَارٰى، فَيُقَالُ لَهُمْ: مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا: كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيْحَ ابْنَ اللّٰهِ. فَيُقَالُ لَهُمْ: كَذَبْتُمْ، مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ. فَيُقَالُ لَهُمْ: مَا تَبْغُوْنَ فَكَذٰلِكَ مِثْلَ الْأَوَّلِ، حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ، أَتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فِي أَدْنٰى صُوْرَةٍ مِنَ الَّتِي رَأَوْهُ فِيْهَا،

کریم ﷺ کے زمانہ میں آپ ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھ سکیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، کیا سورج کو دوپہر کے وقت دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری ہوتی ہے، جبکہ اس پر بادل بھی نہ ہو؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: ''کیا چودھویں رات کو چاند کو دیکھنے میں تمہیں کچھ دشواری پیش آتی ہے، جبکہ اس پر بادل نہ ہو؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: ''بس اسی طرح تم بلا کسی دقت اور رکاوٹ کے اللہ تعالیٰ کو دیکھو گے۔ قیامت کے دن ایک منادی ندا کرے گا کہ ہر امت اپنے جھوٹے معبودوں کے ساتھ حاضر ہو جائے۔ اس وقت اللہ کے سوا جتنے بھی بتوں اور پتھروں کی پوجا ہوتی تھی، سب کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ پھر جب وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جو صرف اللہ کی بندگی کیا کرتے تھے، خواہ نیک ہوں یا گنہگار اور اہل کتاب کے کچھ لوگ، تو پہلے یہود کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ تم (اللہ کے سوا) کس کی پوجا کرتے تھے؟ وہ عرض کریں گے کہ عزیر ابن اللہ کی، اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا لیکن تم جھوٹے تھے، اللہ نے نہ کسی کو اپنی بیوی بنایا اور نہ بیٹا، اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے، ہمارے رب! ہم پیاسے ہیں، ہمیں پانی پلا دے۔ انہیں اشارہ کیا جائے گا کہ کیا ادھر نہیں چلتے۔ چنانچہ سب کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ وہاں چمکتی ریت پانی کی طرح نظر آئے گی بعض بعض کے ٹکڑے کیے دے رہی ہوگی۔ پھر سب کو آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر نصاریٰ کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم مسیح ابن اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ ان سے بھی کہا جائے گا کہ تم جھوٹے تھے۔ اللہ نے کسی کو بیوی اور بیٹا نہیں بنایا، پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا چاہتے ہو؟ اور ان کے ساتھ یہودیوں کی طرح برتاؤ کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب ان لوگوں کے سوا اور کوئی باقی نہ رہے گا جو صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے، خواہ وہ نیک ہوں یا گنہگار، تو ان کے پاس ان کا رب ایک صورت میں جلوہ گر ہوگا، جو پہلی صورت سے جس کو وہ دیکھ چکے ہوں گے، ملتی جلتی ہوگی (یہ وہ صورت نہ ہوگی) اب ان سے کہا جائے گا۔ اب تمہیں کس کا انتظار ہے؟

فَيَقَالُ: مَاذَا تَنْتَظِرُونَ تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ. قَالُوا: فَارَقْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا عَلَى أَفْقَرِ مَا كُنَّا إِلَيْهِمْ، وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ، وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ رَبَّنَا الَّذِي كُنَّا نَعْبُدُ. فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ، فَيَقُولُونَ لَا نُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا)). مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. [راجع: ٢٢] [مسلم: ٤٥٤، ٤٥٥]

ہر امت اپنے معبودوں کو ساتھ لے کر جا چکی، وہ جواب دیں گے ہم دنیا میں جب لوگوں سے (جنہوں نے کفر کیا تھا) جدا ہوئے تو ہم ان میں سب سے زیادہ محتاج تھے، پھر بھی ہم نے ان کا ساتھ نہیں دیا اور اب ہمیں اپنے سچے رب کا انتظار ہے جس کی ہم دنیا میں عبادت کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہارا رب میں ہی ہوں۔ اس پر تمام مسلمان بول اٹھیں گے کہ ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔'' دو یا تین مرتبہ یوں کہیں گے ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والے نہیں ہیں۔

تشریح: اس حدیث سے پروردگار کے لیے صورت ثابت ہوئی۔ اگر صورت نہ ہو پھر اس کا دیدار کیوں کر ہوگا۔ صورت کی حقیقت خود اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اہلحدیث صفات باری کی تاویل نہیں کرتے۔ سلف صالحین کا یہی طریقہ رہا ہے۔ مسلم کی روایت میں یوں ہے۔ مسلمان پہلے اپنے پروردگار کو نہ پہچان سکیں گے، کیونکہ وہ دوسری صورت میں جلوہ گر ہوگا جب وہ فرمائے گا کہ میں تمہارا پروردگار ہوں تو مسلمان کہیں گے ہم تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں پھر پروردگار اپنی پہلی صورت میں ظاہر ہوگا جس صورت میں مسلمان اس کو دیکھ چکے ہوں گے۔ اس وقت سب مسلمان سجدے میں گر پڑیں گے اور کہیں گے تو بیشک ہمارا پروردگار ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ الآيَةَ. الْمُخْتَالُ وَالْخَتَّالُ وَاحِدٌ، ﴿نَطْمِسَ﴾ نُسَوِّيَهَا حَتَّى تَعُودَ كَأَقْفَائِهِمْ طَمَسَ الْكِتَابَ مَحَاهُ ﴿سَعِيرًا﴾. وَقُودًا.

''سو اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک ایک گواہ حاضر کریں گے اور ان لوگوں پر تجھ کو بطور گواہ پیش کریں گے۔'' اَلْمُخْتَال اور خَتَّال کا معنی ایک ہے یعنی غرور کرنے اور اکڑنے والا۔ ''نَطْمِسَ وُجُوهًا'' کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کے چہروں کو مٹا کر گدھے کی طرف سپاٹ کر دیں گے۔ یہ طَمَسَ الْكِتَاب سے نکلا ہے یعنی لکھا ہوا مٹا دیا۔ لفظ ''سعیرا'' بمعنی ایندھن کے ہے۔

٤٥٨٢ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ يَحْيَى: بَعْضُ الْحَدِيثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((اقْرَأْ عَلَيَّ)) قُلْتُ: آقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ: ((فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي)). فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتَّى بَلَغْتُ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ

(۴۵۸۲) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو یحییٰ بن سعید قطان نے خبر دی، انہیں سفیان ثوری نے، انہیں سلیمان نے، انہیں ابراہیم نے، انہیں عبیدہ نے اور انہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے، یحییٰ نے بیان کیا کہ حدیث کا کچھ حصہ عمرو بن مرہ سے ہے (بواسطہ ابراہیم) کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔'' میں نے عرض کیا: حضور ﷺ کو میں پڑھ کر سناؤں؟ وہ تو آپ ﷺ پر ہی نازل کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں دوسرے سے سننا چاہتا ہوں۔'' چنانچہ میں نے آپ کو سورۂ نساء سنانی شروع کی،

كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ قَالَ: ((أَمْسِكْ)). فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

[أطرافه في: ٥٠٤٩، ٥٠٥٠، ٥٠٥٥، ٥٠٥٦] [مسلم: ١٨٦٧، ١٨٦٩؛ ابوداود: ٣٦٦٨؛ ترمذي: ٣٠٢٤، ٣٠٢٥]

جب میں ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ پر پہنچا تو آپ نے فرمایا: ''ٹھہر جاؤ'' میں نے دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

تشریح: آپ اس وجہ سے رو دیئے کہ امت نے جو کچھ کیا ہے اس پر گواہی دینی ہوگی۔ بعض نے کہا آپ کا یہ رونا خوشی کا رونا تھا چونکہ آپ تمام پیغمبروں کے گواہ بنیں گے۔ آیت کا ترجمہ اوپر گزر چکا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ﴾. ﴿صَعِيدًا﴾ وَجْهَ الْأَرْضِ. وَقَالَ جَابِرٌ: كَانَتِ الطَّوَاغِيتُ الَّتِي يَتَحَاكَمُونَ إِلَيْهَا فِي جُهَيْنَةَ وَاحِدٌ، وَفِي أَسْلَمَ وَاحِدٌ، وَفِي كُلِّ حَيٍّ وَاحِدٌ، كُهَّانٌ يَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ. وَقَالَ عُمَرُ: الْجِبْتُ السِّحْرُ. وَالطَّاغُوتُ: الشَّيْطَانُ. وَقَالَ عِكْرِمَةُ: الْجِبْتُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ الشَّيْطَانُ، وَالطَّاغُوتُ الْكَاهِنُ.

٤٥٨٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: هَلَكَتْ قِلَادَةٌ لِأَسْمَاءَ فَبَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ فِي طَلَبِهَا، رِجَالًا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسُوا عَلَى وُضُوءٍ. وَلَمْ يَجِدُوا مَاءً، فَصَلَّوْا وَهُمْ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ التَّيَمُّمَ.

[راجع: ٣٣٤] [ابوداود: ٣١٧]

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

''اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو اور پانی نہ ہو تو پاک مٹی پر تیمم کرے۔'' صَعِيدًا زمین کی ظاہری سطح کو کہتے ہیں۔ جابر نے کہا کہ ''طاغوت'' بڑے ظالم مشرک قسم کے سردار لوگ جن کے یہاں جاہلیت میں لوگ مقدمات لے جاتے تھے۔ ایک ایسا سردار قبیلہ جہینہ میں تھا، ایک قبیلہ اسلم میں تھا اور ہر قبیلہ میں ایک ایسا طاغوت ہوتا تھا۔ یہ وہی کاہن تھے جن کے پاس شیطان (غیب کی خبریں لے کر) آیا کرتے تھے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''اَلْجِبْتُ'' سے مراد جادو ہے اور ''اَلطَّاغُوت'' سے مراد شیطان ہے اور عکرمہ نے کہا کہ ''اَلْجِبْتُ'' حبشی زبان میں شیطان کو کہتے ہیں اور ''الطَّاغُوت'' بمعنی کاہن کے آتا ہے۔

(۴۵۸۳) ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدہ بن سلیمان نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ (مجھ سے) اسماء رضی اللہ عنہا کا ایک ہار گم ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو اسے تلاش کرنے کے لیے بھیجا۔ ادھر نماز کا وقت ہو گیا، نہ لوگ وضو سے تھے اور نہ پانی موجود تھا۔ اس لیے وضو کے بغیر نماز پڑھی گئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل کی۔

تشریح: تیمم کا معنی قصد کرنا، اصطلاح میں پانی نہ ہونے پر پاکی حاصل کرنے کے لیے پاک مٹی کا قصد کرنا جس کی تفصیلات مذکور ہو چکی ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾

باب: آیت ﴿وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ کی تفسیر

ذَوِي الْأَمْرِ

اولوالامر سے بااختیار حاکم لوگ مراد ہیں

تشریح: یعنی "اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اپنے میں سے اولوالامر کی" آگے آیت یوں ہے: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ (۴/النساء:۵۹) یعنی اگر تم میں آپس میں کوئی اختلاف پیدا ہو تو اس مسئلہ کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو، اگر اللہ اور پچھلے دن پر تم ایمان رکھتے ہو، اسی میں خیر ہے اور فیصلے کے لحاظ سے یہی طریقہ بہتر ہے۔ اس آیت سے مقلدین نے تقلید شخصی کا وجوب ثابت کیا ہے لیکن درحقیقت اس میں تقلید شخصی کی تردید ہے جبکہ اختلاف کے وقت اللہ ورسول کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ کی طرف سے مراد قرآن مجید ہے اور رسول کی طرف سے مراد حدیث شریف ہے۔ کسی بھی اختلاف کے وقت قرآن وحدیث سے فیصلہ ہوگا جس کے آگے نہ کسی حاکم کی بات چلے گی نہ کسی امام کی۔ صرف قرآن وحدیث کو حاکم مطلق مانا جائے گا۔ ائمہ مجتہدین کی بھی یہی ہدایت ہے اللہ تعالیٰ جامد مقلدوں کو نیک سمجھ عطا کرے۔ آمین

٤٥٨٤ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾. قَالَ: نَزَلَتْ فِي عَبْدِاللَّهِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَدِيٍّ، إِذْ بَعَثَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ. [مسلم: ٤٧٤٦؛ ترمذي: ١٦٧٢]

(۴۵۸۴) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو حجاج بن محمد نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے، انہیں یعلیٰ بن مسلم نے، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آیت "اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (ﷺ) کی اور اپنے میں سے حاکموں کی۔" عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک مہم پر بطور افسر کے روانہ کیا تھا۔

تشریح: راستے میں ان کو کسی بات پر غصہ آیا، انہوں نے اپنے لوگوں سے کہا آگ سلگاؤ، جب آگ روشن ہوئی تو کہا اس میں گھس جاؤ۔ بعض نے کہا ان کی اطاعت کرنی چاہیے بعض نے کہا کہ ان کا یہ حکم شریعت کے خلاف ہے۔ اس کا ماننا ضروری نہیں۔ آخر یہ آیت: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ﴾ (۴/النساء:۵۹) نازل ہوئی۔ حافظ نے کہا مطلب یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو کتاب اللہ وحدیث رسول ﷺ کی طرف رجوع کرو اس سے تقلید شخصی کی جڑ کٹ گئی۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾.

"تیرے رب کی قسم! یہ لوگ ہرگز ایمان دار نہ ہوں گے جب تک یہ لوگ اس جھگڑے میں جو ان کے آپس میں ہوں، تجھ کو اپنا حکم نہ بنالیں اور آپ کے فیصلے کو کھلے دل کے ساتھ برضا ورغبت تسلیم نہ کرلیں۔"

٤٥٨٥ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: خَاصَمَ الزُّبَيْرُ

(۴۵۸۵) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے اور ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ کا ایک انصاری (ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ) سے

رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ فِي شَرِيجٍ مِنَ الْحَرَّةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اسْقِ يَازُبَيْرُ! ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ)). فَقَالَ الأَنْصَارِيُّ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ: ((اسْقِ يَا زُبَيْرُ! ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ، ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ)). وَاسْتَوْعَى النَّبِيُّ ﷺ لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ فِي صَرِيحِ الْحُكْمِ حِينَ أَحْفَظَهُ الأَنْصَارِيُّ، كَانَ أَشَارَ عَلَيْهِمَا بِأَمْرٍ لَهُمَا فِيهِ سَعَةٌ. قَالَ الزُّبَيْرُ: فَمَا أَحْسِبُ هَذِهِ الآيَاتِ إِلَّا نَزَلَتْ فِي ذَلِكَ: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾.

[راجع: ٢٣٦٠]

مقام حرہ کی ایک نالی کے بارے میں جھگڑا ہو گیا (کہ اس سے کون اپنے باغ کو پہلے سینچنے کا حق رکھتا ہے) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "زبیر! پہلے تم اپنا باغ سینچ لو پھر اپنے پڑوسی کو جلدی پانی دے دینا" اس پر اس انصاری صحابی نے کہا: یارسول اللہ! اس لیے کہ یہ آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں؟ یہ سن کر آنحضور ﷺ کے چہرہ کا رنگ بدل گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: "زبیر! اپنے باغ کو سینچو اور پانی اس وقت تک روکے رکھو کہ منڈیر تک بھر جائے، پھر اپنے پڑوس کے لیے چھوڑو۔" (پہلے نبی اکرم ﷺ نے انصاری کے ساتھ اپنے فیصلے میں رعایت رکھی تھی) لیکن اس مرتبہ آپ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو صاف طور پر ان کا پورا حق دے دیا کیونکہ انصاری نے ایسی بات کہی تھی جس سے آپ کا خفا ہونا قدرتی تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے پہلے فیصلہ میں دونوں کے لیے رعایت رکھی تھی۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے، یہ آیات اسی سلسلے میں نازل ہوئی تھیں: "پس نہیں! تیرے رب کی قسم ہے! یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ اس جھگڑے میں جو ان کے آپس میں ہوں آپ کو حکم نہ بنالیں۔"

تشریح: اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی قسم کھا کر ارشاد فرماتا ہے کہ ان لوگوں کا ایمان کبھی پورا ہونے والا نہیں جب تک یہ اپنے آپس کے جھگڑوں میں تجھ کو حکم نہ بنالیں پھر تیرے فیصلے کو سن کر خوشی خوشی تسلیم نہ کرلیں۔ مؤمن کی یہی نشانی ہے کہ جس مسئلہ میں اگر صحیح حدیث مل جائے بس خوشی خوشی اس پر عمل شروع کردے۔ اگر تمام جہان کے مولوی مجتہد مل کر اس کے خلاف بیان کریں تو کرتے رہیں، ذرا بھی دل میں یہ خیال نہ لائے کہ ان مجتہدوں کا مذہب جو ہم چھوڑتے ہیں اچھی بات نہیں ہے، بلکہ دل میں بہت خوشی اور سرور پیدا ہو کہ حق تعالیٰ نے حدیث شریف کی پیروی کی توفیق دی اور کیدانی اور قہستانی کے پھندے سے نجات دلوائی۔ (وحیدی)

بَابُ قَوْلِهِ: باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ﴾.

"تو یہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا، نبیوں، صدیقوں، شہدا اور صالحین میں سے۔"

تشریح: یعنی "تو ایسے لوگ جن پر اللہ تعالیٰ نے (اپنا خاص) انعام کیا ہے۔ جیسے "نبیوں اور صدیقین اور شہدا و صالحین، ان کیساتھ ان کا حشر ہوگا۔" یہ آیت اس وقت اتری جب ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ! مجھ کو آپ سے بے حد محبت ہے۔ گھر میں رہوں تو چین نہیں آتا۔ جب آپ ﷺ کی صورت آن کر دیکھ لیتا ہوں تو تسلی ہوتی ہے۔ اب مجھ کو یہ فکر ہے کہ آخرت میں آپ تو اعلیٰ درجے پر ہوں گے میں اللہ جانے کہاں ہوں گا، آپ کا جمال مبارک وہاں کیسے دیکھ سکوں گا؟ اس کی تسلی کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔ حکم عام ہے اور ہر محب رسول ﷺ مسلمان اس بشارت کا مصداق ہے۔ جعلنا الله منهم۔

٤٥٨٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ حَوْشَبٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرَضُ إِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)). وَكَانَ فِيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ أَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِيْدَةٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ﴿مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ﴾ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ خُيِّرَ. [راجع:٤٤٣٥]

(۴۵۸۶) ہم سے محمد بن عبداللہ بن حوشب نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو نبی مرض الموت میں بیمار ہوتا ہے تو اسے دنیا اور آخرت کا اختیار دیا جاتا ہے۔“ چنانچہ آنحضرت ﷺ کی مرض الموت میں جب آواز گلے میں پھنسنے لگی تو میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: ”ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے، انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین کے ساتھ“ اس لیے میں سمجھ گئی کہ آپ کو بھی اختیار دیا گیا ہے (اور آپ ﷺ نے اللھم بالرفیق الاعلیٰ کہہ کر آخرت کو پسند فرمایا)۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ﴾ إِلَى ﴿الظَّالِمِ أَهْلُهَا﴾.

”اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں جہاد نہیں کرتے اور ان لوگوں کی مدد کے لیے نہیں لڑتے جو کمزور ہیں، مردوں میں اور عورتوں اور لڑکوں میں سے، جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! نکال ہم کو اس بستی سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں۔“

تشریح: مکہ میں جو کمزور لوگ مقید رہ گئے تھے ان کو آزاد کرانے کی ترغیب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

٤٥٨٧۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَأُمِّيْ، مِنَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ. [راجع: ١٣٥٧]

(۴۵۸۷) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں کہا کہ میں اور میری والدہ ”مُسْتَضْعَفِيْنَ“ (کمزوروں) میں سے تھے۔

تشریح: ان کی والدہ کا نام لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا تھا جو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔ یہ دونوں دل سے مسلمان ہو گئے تھے مگر مکہ میں کافروں کے ہاتھوں میں پھنسے ہوئے تھے، ہجرت نہیں کر سکتے تھے، ان کے بارے میں آیت نازل ہوئی۔

٤٥٨٨۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، تَلَا: ﴿إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ﴾ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَأُمِّيْ مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ. [راجع: ١٣٥٧] وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: حَصِرَتْ: ضَاقَتْ

(۴۵۸۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت: ﴿إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ﴾ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ میں اور میری والدہ بھی ان لوگوں میں سے تھیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور رکھا تھا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حَصِرَتْ معنی میں ضَاقَتْ کے ہے ”تَلْوُوْا“ یعنی تمہاری

﴿تلوُوا﴾ أَلْسِنَتَكُمْ بِالشَّهَادَةِ. وَقَالَ غَيْرُهُ: الْمُرَاغَمُ: الْمُهَاجَرُ. رَاغَمْتُ: هَاجَرْتُ قَوْمِي. ﴿مَوْقُوتًا﴾ مُوَقَّتًا وَقَّتَهُ عَلَيْهِمْ

زبانوں سے گواہی ادا ہوگی۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوا دوسرے شخص (ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ) نے کہا مُرَاغَم کا معنی ہجرت کا مقام۔ عرب لوگ کہتے ہیں رَاغَمْتُ قَوْمِی یعنی میں نے اپنی قوم والوں کو جمع کر دیا۔ "مَوْقُوتًا" کے معنی ایک وقت مقررہ پر یعنی جو وقت ان کے لیے مقرر ہو۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَدَّدَهُمْ، فِئَةٌ جَمَاعَةٌ.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم منافقین کے بارے میں دو گروہ ہو گئے ہو حالانکہ اللہ نے ان کے کرتوتوں کے باعث انہیں الٹا پھیر دیا۔" ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اَرْكَسَهُمْ بمعنی بَدَّدَهُم ہے فئة یعنی جماعت۔

٤٥٨٩ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيٍّ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ: ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ﴾ رَجَعَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أُحُدٍ، وَكَانَ النَّاسُ فِيهِمْ فِرْقَتَيْنِ فَرِيقٌ يَقُولُ: اقْتُلْهُمْ. وَفَرِيقٌ يَقُولُ: لَا فَنَزَلَتْ: ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ﴾ وَقَالَ: ((إِنَّهَا طَيْبَةُ تَنْفِي الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ)). [راجع: ١٨٨٤]

(٤٥٨٩) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر اور عبدالرحمن نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی نے، ان سے عبداللہ بن یزید نے اور ان سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آیت: "اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم منافقین کے بارے میں دو فریق ہو گئے ہو۔" کے بارے میں فرمایا کہ کچھ لوگ منافقین جو (اوپر سے) نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، جنگ احد میں (آپ کو چھوڑ کر) واپس آئے تو ان کے بارے میں مسلمانوں کی دو جماعتیں ہو گئیں۔ ایک جماعت تو یہ کہتی تھی کہ (یا رسول اللہ!) ان (منافقین) سے قتال کیجئے اور ایک جماعت یہ کہتی تھی کہ ان سے قتال نہ کیجئے۔ اس پر یہ آیت اتری کہ "تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم منافقین کے بارے میں دو گروہ ہو گئے ہو۔" اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "یہ مدینہ طیبہ ہے۔ یہ خباثت کو اس طرح دور کر دیتا ہے جیسے آگ چاندی کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔"

تشریح: جنگ احد کا معاملہ بھی ایسا ہی ہوا کہ اس نے سچے مسلمانوں اور جھوٹے مسلمانوں کو الگ الگ ظاہر کر دیا۔ منافقین کھل کر سامنے آ گئے، جیسا کہ بعد کے واقعات نے بتلایا۔ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے کاتب ہیں ان کا شمار جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے۔ تدوین قرآن میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ خلافت صدیقی میں انہوں نے قرآن کریم کی کتابت بھی کی ہے اور قرآن پاک کو مصحف سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں انہوں نے نقل کیا ہے۔ مدینہ طیبہ میں ۴۵ھ میں وفات پائی، کل ۵۶ برس کی عمر ہوئی۔ (رضی الله عنه وارضاه)

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ﴾. أَفْشَوْهُ ﴿يَسْتَنْبِطُونَهُ﴾ يَسْتَخْرِجُونَهُ.

باب: اللہ عزوجل کا ارشاد:

"اور انہیں جب کوئی بات امن یا خوف کی پہنچتی ہے تو یہ اسے پھیلا دیتے ہیں۔" اَذَاعُوا کا معنی مشہور کر دیتے ہیں۔ یَسْتَنْبِطُوْنَهُ کا معنی نکال لیتے

﴿حَسِيبًا﴾ كَافِيًا ﴿إِلَّا إِنَاثًا﴾ الْمَوَاتَ حَجَرًا أَوْ مَدَرًا وَمَا أَشْبَهَهُ ﴿مَرِيدًا﴾ مُتَمَرِّدًا. ﴿فَلَيُبَتِّكُنَّ﴾ بَتَّكَهُ قَطَّعَهُ. ﴿قِيلًا﴾ وَقَوْلًا وَاحِدٌ ﴿طَبَعَ﴾ خَتَمَ.

ہیں حَسِيبًا کا معنی کافی ہے۔ اِلَّا اِنَاثًا سے بے جان چیزیں مراد ہیں پتھر مٹی وغیرہ۔ مَرِيدًا کا معنی شریر۔ فَلَيُبَتِّكُنَّ، بَتَّكَه سے نکلا ہے یعنی اس کو کاٹ ڈالو۔ قِيلًا اور قَوْلًا دونوں کے ایک ہی معنی ہیں۔ طَبَعَ کا معنی مہر کردی۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾.

''اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کردے تو اس کی سزا جہنم ہے۔''

٤٥٩٠ـ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، قَالَ: اخْتَلَفَ فِيهَا أَهْلُ الْكُوفَةِ، فَرَحَلْتُ فِيهَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ: نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾ هِيَ آخِرُ مَا نَزَلَ وَمَا نَسَخَهَا شَيْءٌ.

[راجع: ٣٨٥٥] [مسلم: ٧٥٤١، ٧٥٤٢؛ ابو داود: ٤٢٧٥؛ نسائي: ٤٠١١، ٤٨٧٩]

(۴۵۹۰) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے مغیرہ بن نعمان نے بیان کیا، کہا میں نے سعید بن جبیر سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ علمائے کوفہ کا اس آیت کے بارے میں اختلاف ہوگیا تھا۔ چنانچہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں اس کے لیے سفر کر کے گیا اور ان سے اس کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت ''اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی سزا دوزخ ہے۔'' نازل ہوئی اور اس باب کی یہ سب سے آخری آیت ہے اسے کسی دوسری آیت نے منسوخ نہیں کیا ہے۔

تشریح: بلاوجہ ہر انسان کا خون ناحق بہت بڑا گناہ ہے۔ قرآن مجید نے ایسے خونی انسانوں کو پوری نوع انسانی کا قاتل قرار دیا ہے اور اسے بہت بڑا فسادی مجرم بتلایا ہے پھر اگر یہ خون ناحق کسی مؤمن مسلمان کا ہے تو اس قاتل کو قرآن مجید نے ابدی دوزخی قرار دیا ہے جو قرآنی اصطلاح میں ایک سنگین ترین اور آخری سزا ہے۔ اس آیت کے مطابق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما قاتل مؤمن کی توبہ قبول نہ ہونے کے قائل تھے۔ مگر سورۂ فرقان میں ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا﴾ (۲۵/الفرقان:۷۰) کے تحت جمہور اس کی توبہ کے قائل ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب، روایت میں مذکور بزرگ ترین تابعی سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے حالات زندگی یہ ہیں:

یہ سعید بن جبیر اسدی کوفی ہیں، جلیل القدر تابعین میں سے ایک یہ بھی ہیں۔ انہوں نے ابو مسعود، ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر اور انس رضی اللہ عنہم سے علم حاصل کیا اور ان سے بہت لوگوں نے۔ ماہ شعبان ۹۵ھ میں جبکہ ان کی عمر انچاس سال کی تھی حجاج بن یوسف نے ان کو قتل کرایا اور خود حجاج رمضان میں مرا اور بعض کے نزدیک اسی سال شوال میں اور یوں بھی کہتے ہیں کہ ان کی شہادت کے چھ ماہ بعد مرا۔ ان کے بعد حجاج کسی کے قتل پر قادر نہیں ہوا کیونکہ سعید نے اس کے لیے بددعا کی تھی۔ جبکہ حجاج ان سے مخاطب ہو کر بولا کہ تم کو کس طرح قتل کیا جائے، میں تم کو اسی طرح قتل کروں گا۔ سعید بولے کہ اے حجاج! تو اپنا قتل ہونا جس طرح چاہے وہ بتلا اس لیے کہ اللہ کی قسم! جس طرح تو مجھ کو قتل کرے گا اسی طرح آخرت میں میں تجھ کو قتل کروں گا۔ حجاج بولا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو معاف کردوں؟ بولے کہ اگر عفو واقع ہوا تو وہ اللہ کی طرف سے ہوگا اور رہا تو! تو اس میں تیرے لیے کوئی براءت و عذر نہیں۔ حجاج یہ سن کر بولا کہ ان کو لے جاؤ اور قتل کر ڈالو۔ پس جب ان کو دروازہ سے باہر نکالا تو ہنس پڑے۔ اس کی اطلاع حجاج کو پہنچائی گئی تو حکم دیا کہ ان کو واپس لاؤ، لہٰذا واپس لایا گیا تو اس نے پوچھا کہ اب ہنسنے کا کیا سبب؟ بولے کہ مجھ کو اللہ کے مقابلے میں تیری بیباکی اور اللہ تعالیٰ کی

تیرے مقابلے میں حلم و بردباری پر تعجب ہوتا ہے۔ حجاج نے یہ سن کر حکم دیا کہ کھال بچھائی جائے تو بچھائی گئی پھر حکم دیا کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ اس کے بعد سعید بن جبیر نے فرمایا کہ ﴿وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (۶/الانعام:۷۹) یعنی ”میں نے اپنا رخ سب سے موڑ کر اس اللہ کی طرف کر لیا ہے کہ جو خالق آسمان و زمین ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں۔“ حجاج نے یہ سن کر حکم دیا کہ ان کو قبلہ کی مخالف سمت کر کے مضبوط باندھ دیا جائے۔ سعید نے فرمایا: ﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ﴾ (۲/البقرة:۱۱۵) جس طرف کو بھی تم رخ کرو گے اسی طرف اللہ ہے۔ اب حجاج نے حکم دیا کہ سر کے بل اوندھا کر دیا جائے۔ سعید نے فرمایا: ﴿مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى﴾ (۲۰/طٰہٰ:۵۵) حجاج نے یہ سن کر حکم دیا اس کو ذبح کر دو۔ سعید نے فرمایا کہ میں شہادت دیتا ہوں اور حجت پیش کرتا ہوں اس بات کی کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود برحق نہیں، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اس بات کی کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ یہ (حجت ایمانی) میری طرف سے سنبھال یہاں تک کہ تو مجھ سے قیامت کے دن ملے۔ پھر سعید نے دعا کی کہ اے اللہ! حجاج کو میرے بعد کسی کے قتل پر قادر نہ کر۔ اس کے بعد کھال پر ان کو ذبح کر دیا گیا۔ کہتے ہیں کہ حجاج ان کے قتل کے بعد پندرہ راتیں اور جیا اس کے بعد حجاج کے پیٹ میں کیڑوں کی بیماری پیدا ہو گئی۔ حجاج نے حکیم کو بلوایا تاکہ معائنہ کرے۔ حکیم نے گوشت کا ایک سڑا ہوا ٹکڑا منگوایا اور اس کو دھاگے میں پرو کر اس کے گلے میں اتارا اور کچھ دیر تک چھوڑ رکھا۔ اس کے بعد حکیم نے اس کو نکالا تو دیکھا کہ خون سے بھرا ہوا ہے۔ حکیم سمجھ گیا کہ اب یہ بچنے والا نہیں ہے۔ حجاج اپنی بقیہ زندگی میں چیختا رہتا تھا کہ مجھے اور سعید کو کیا ہو گیا کہ جب میں سوتا ہوں تو میرا پاؤں پکڑ کر ہلا دیتا ہے۔ سعید بن جبیر عراق کی کھلی آبادی میں دفن کیے گئے۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾. السَّلَمُ وَالسَّلَامُ وَاحِدٌ.

٤٥٩١ـ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾. قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَ رَجُلٌ فِي غُنَيْمَةٍ لَهُ فَلَحِقَهُ الْمُسْلِمُونَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَقَتَلُوهُ وَأَخَذُوا غُنَيْمَتَهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي ذَلِكَ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ تِلْكَ الْغُنَيْمَةُ. قَالَ: قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ السَّلَامَ. [مسلم: ٧٥٤٨؛ ابوداود: ٣٩٧٤]

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

”اور جو تمہیں سلام کرے اسے یہ نہ کہہ دیا کرو کہ تو تو مومن ہی نہیں۔“ اَلسَّلَمُ اور اَلسَّلَّمُ اور اَلسَّلَامُ سب کا ایک ہی معنی ہے۔

(۴۵۹۱) مجھ سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عطاء نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ”اور جو تمہیں سلام کرتا ہوا اسے یہ مت کہا کرو کہ تو تو مومن ہی نہیں ہے“ کے بارے میں فرمایا کہ ایک صاحب (مرداس نامی) اپنی بکریاں چرا رہے تھے، ایک مہم پر جاتے ہوئے کچھ مسلمان انہیں ملے تو انہوں نے کہا ”السلام علیکم“ لیکن مسلمانوں نے بہانہ خور جان کر انہیں قتل کر دیا اور ان کی بکریوں پر قبضہ کر لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تھی آخر آیت ”عرض الحياة الدنيا“ اس سے اشارہ انہی بکریوں کی طرف تھا۔ بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ”السلام“ قراءت کی ہے۔ مشہور قراءت بھی یہی ہے۔

تشریح: روایت میں مذکور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے بہت بڑے عالم اور زاہد و عابد و ثقہ تھے۔ ائمہ حدیث اور مرجع العلوم تھے، ان کا شمار بھی ائمہ مجتہدین میں ہے۔ قطب اسلام ان کو کہا گیا ہے۔ ۹۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۶۱ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔

بَابٌ: باب: (اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان)

﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ [غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ] وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾

''ایمان والوں میں سے (بلاعذر گھروں میں) بیٹھ رہنے والے اور اللہ کی راہ میں (اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ) جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔''

تشریح: یعنی ''ایمان والوں میں سے (بلاعذر گھروں میں) بیٹھ رہنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنا مال اور اپنی جان سے جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔'' ہر دو میں بہت بڑا فرق ہے، جتنا فرق آسمان اور زمین میں ہے۔

٤٥٩٢ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ ابْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ، أَنَّهُ رَأَى مَرْوَانَ ابْنَ الْحَكَمِ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمْلَى عَلَيْهِ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ لَوْ أَسْتَطِيْعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ ـ وَكَانَ أَعْمَى ـ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ ﷺ وَفَخِذُهُ عَلَى فَخِذِيْ، فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتَّى خِفْتُ أَنْ تَرُضَّ فَخِذِيْ، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾. [راجع: ٢٨٣٢]

(۴۵۹۲) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی نے بیان کیا، انہوں نے مروان بن حکم بن عاص کو مسجد میں دیکھا (بیان کیا کہ) پھر میں ان کے پاس آیا اور ان کے پہلو میں بیٹھ گیا، انہوں نے مجھے خبر دی اور انہیں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے خبر دی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے یہ آیت لکھوائی: ''مسلمانوں میں سے (گھر) بیٹھ رہنے والے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔'' ابھی آپ یہ آیت لکھوا ہی رہے تھے کہ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آ گئے اور عرض کیا: اللہ کی قسم! یارسول اللہ! اگر میں جہاد میں شرکت کر سکتا تو یقیناً جہاد کرتا۔ وہ اندھے تھے۔ اس کے بعد اللہ نے اپنے رسول پر وحی اتاری۔ آپ کی ران میری ران پر تھی (شدت وحی کی وجہ سے) اس کا مجھ پر اتنا بوجھ پڑا کہ مجھے اپنے ران پھٹ جانے کا اندیشہ ہو گیا یہ کیفیت ختم ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ''غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ'' کے الفاظ نازل کیے۔

تشریح: یعنی جو لوگ معذور ہیں وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ ان لفظوں کے اترنے سے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے معذور لوگوں کو تسلی ہو گئی کہ ان کا مرتبہ مجاہدین سے کم نہیں ہے۔ البتہ جو لوگ قدرت رکھ کر جہاد نہ کریں وہ مجاہدین کا درجہ نہیں پا سکتے۔

٤٥٩٣ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَيْدًا فَكَتَبَهَا،

(۴۵۹۳) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب آیت: ''لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ'' نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کتابت کے لیے بلایا اور انہوں نے وہ

فَجَاءَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَشَكَا ضَرَارَتَهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ [راجع: ۲۸۳۱]

آیت لکھ دی۔ پھر عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور اپنے نابینا ہونے کا عذر پیش کیا، تو اللہ تعالیٰ نے "غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ" کے الفاظ اور نازل کئے۔

تشریح: جس سے معذورین کا استثنا ہو گیا۔ آیت میں مجاہدین اور بیٹھ رہنے والوں کا ذکر تھا کہ وہ برابر نہیں ہو سکتے مگر جو لوگ معذور ہیں وہ قابل معافی ہیں۔

٤٥٩٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ادْعُوا فُلَانًا)). فَجَاءَهُ وَمَعَهُ الدَّوَاةُ وَاللَّوْحُ وَالْكَتِفُ فَقَالَ: ((اكْتُبْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾)). وَخَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا ضَرِيرٌ. فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾. [راجع: ۲۸۳۱]

(۴۵۹۴) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب آیت "لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ" نازل ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "فلاں (یعنی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ) کو بلاؤ۔" وہ اپنے ساتھ دوات اور تختی یا شانہ کی ہڈی لے کر حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لکھو لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے موجود تھے، عرض کیا: یارسول اللہ! میں نابینا ہوں۔ چنانچہ وہیں اس طرح آیت نازل ہوئی: "لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ"۔

تشریح: آیت کا ترجمہ یہی ہے کہ سوائے معذور لوگوں کے جہاد سے بیٹھ رہنے والے اور جہاد میں شرکت کرنے والے مؤمنین برابر نہیں ہو سکتے۔ مجاہدین فی سبیل اللہ کا درجہ بہت بلند ہے۔

٤٥٩٥ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَهُمْ ح: قَالَ: وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ، أَنَّ مِقْسَمًا، مَوْلَى عَبْدِاللَّهِ ابْنِ الْحَارِثِ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ عَنْ بَدْرٍ وَالْخَارِجُونَ مِنْ بَدْرٍ. [راجع: ۳۹۵٤]

(۴۵۹۵) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی، کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، کہا ہم کو عبدالکریم نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن حارث کے غلام مقسم نے خبر دی اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ "لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ" سے اشارہ ہے ان لوگوں کی طرف جو بدر میں شریک تھے اور جنہوں نے بلا کسی عذر کے بدر کی لڑائی میں شرکت نہیں کی تھی، وہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

تشریح: یہ شان نزول کے اعتبار سے ہے ورنہ حکم عام ہے جو ہمیشہ کے لیے ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِيْ أَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْأَرْضِ قَالُوْا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا﴾ الْآيَةَ.

''بیشک ان لوگوں کی جانیں جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کر رکھا ہے۔ (جب) فرشتے قبض کرتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں کہ تم کس کام میں تھے؟ وہ بولیں گے ہم اس ملک میں بے بس کمزور تھے۔ فرشتے کہیں گے کہ کیا اللہ کی سرزمین فراخ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے۔''

تشریح: باوجود طاقت کے جن لوگوں نے مکہ سے ہجرت نہ کی، ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی، آگے کمزوروں کو اس سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔

٤٥٩٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِىءُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ، وَغَيْرُهُ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ أَبُو الْأَسْوَدِ، قَالَ: قُطِعَ عَلَى أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ بَعْثٌ فَاكْتُتِبْتُ فِيْهِ، فَلَقِيْتُ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرْتُهُ، فَنَهَانِي عَنْ ذَلِكَ أَشَدَّ النَّهْيِ، ثُمَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ نَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ يُكَثِّرُوْنَ سَوَادَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِي السَّهْمُ فَيُرْمَى بِهِ، فَيُصِيْبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ أَوْ يُضْرَبُ فَيُقْتَلُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِيْ أَنْفُسِهِمْ﴾ الْآيَةَ. رَوَاهُ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ. [طرفه في: ٧٠٨٥]

(۴۵۹۶) ہم سے عبداللہ بن یزید مقری نے بیان کیا، کہا ہم سے حیوہ بن شریح وغیرہ (ابن لہیعہ) نے بیان نے کیا، کہا کہ ہم سے محمد بن عبدالرحمن ابوالاسود نے بیان کیا، کہا کہ اہل مدینہ کو (جب مکہ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت کا دور تھا) شام والوں کے خلاف ایک فوج نکالنے کا حکم دیا گیا۔ اس فوج میں میرا نام بھی لکھا گیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام عکرمہ سے میں ملا اور انہیں اس صورت حال کی اطلاع کی۔ انہوں نے بڑی سختی کے ساتھ اس سے منع کیا اور فرمایا کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی تھی کہ کچھ مسلمان مشرکین کے ساتھ رہتے تھے اور اس طرح رسول اللہ کے خلاف ان کی زیادتی کا سبب بنتے، پھر تیر آتا اور وہ سامنے پڑ جاتے تو انہیں لگ جاتا اور اس طرح ان کی جان جاتی یا تلوار سے (غلطی میں) انہیں قتل کر دیا جاتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''بیشک ان لوگوں کی جان جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کر رکھا ہے (جب) فرشتے قبض کرتے ہیں'' آخر آیت تک۔ اس روایت کو لیث بن سعد نے بھی ابو اسود سے نقل کیا ہے۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کسی مسلمان کے لیے دشمنوں کی فوج میں بھرتی ہونا جائز نہیں ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا﴾.

''سوائے ان انتہائی کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کے جو نہ کوئی تدبیر ہی کر سکتے ہیں اور نہ کوئی راہ پاتے ہیں کہ ہجرت کر سکیں۔''

٤٥٩٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ﴾ قَالَ: كَانَتْ أُمِّي مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ. [راجع: ١٣٥٧]

(۴۵۹۷) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے عبداللہ بن ابی ملیکہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ''إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ'' کے متعلق فرمایا کہ میری ماں بھی ان ہی لوگوں میں تھیں جنہیں اللہ نے معذور رکھا تھا۔

تشریح: شروع اسلام میں مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچنا ضروری قرار دیا گیا تھا۔ کچھ کمزور لوگ ہجرت نہ کر سکے اور مکہ ہی میں مصیبتوں کی زندگی گزارتے رہے، ان ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: رب کریم کا ارشاد:

﴿فَأُولٰئِكَ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا﴾.

''تو یہ لوگ ایسے ہیں کہ اللہ انہیں معاف کر دے گا اور اللہ تو بڑا ہی معاف کرنے والا اور بخش دینے والا ہے۔''

تشریح: آیت کا تعلق پیچھے والے مضمون ہی سے ہے۔

٤٥٩٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الْعِشَاءَ إِذْ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)). ثُمَّ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ: ((اللّٰهُمَّ نَجِّ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، اللّٰهُمَّ نَجِّ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، اللّٰهُمَّ نَجِّ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ، اللّٰهُمَّ نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ، اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِي يُوْسُفَ)).

[راجع: ٧٩٧] [مسلم: ١٥٤٣]

(۴۵۹۸) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے عشاء کی نماز میں (رکوع سے اٹھتے ہوئے) سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا پھر سجدہ میں جانے سے پہلے یہ دعا کی: ''اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے۔ اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے۔ اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے۔ اے اللہ کمزور مومنوں کو نجات دے۔ اے اللہ! کفار مضر کو سخت سزا دے۔ اے اللہ انہیں ایسی قحط سالی میں مبتلا کر جیسی یوسف علیہ السلام کے زمانے میں قحط سالی آئی تھی۔''

تشریح: نبی کریم ﷺ کی دعا کمزور مسلمانوں کے لیے تھی جو مکہ میں پھنسے رہ گئے تھے۔ مضر قبیلہ کے لیے بددعا اس واسطے کی کہ انہوں نے مسلمانوں کو خاص طور پر سخت نقصان پہنچایا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کافر مسلمانوں کو ستائیں ان پر قحط اور بیماری کی بددعا کرنا درست ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى:

باب: ارشاد باری تعالیٰ:

﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَنْ تَضَعُوْا أَسْلِحَتَكُمْ﴾.

''اور تمہارے لیے اس میں کوئی حرج نہیں کہ اگر تمہیں بارش سے تکلیف ہو رہی ہو یا تم بیمار ہو تو اپنے ہتھیار اتار کر رکھ دو۔''

٤٥٩٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ،

(۴۵۹۹) ہم سے ابوالحسن محمد بن مقاتل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو

قَالَ: أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يَعْلَى، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرْضَى﴾ قَالَ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ كَانَ جَرِيْحًا.

حجاج بن محمد اعور نے خبر دی، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، انہیں یعلی بن مسلم نے خبر دی، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت: ”اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى“ کے سلسلے میں بتلایا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تھے، ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

تشریح: آیت میں مجاہدین کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ کسی وقت بھی غفلت زدہ نہ ہوں۔ ہر وقت ہتھیار بند ہو کر رہیں ہاں کسی وقت کوئی تکلیف لاحق ہو جائے تو اس حالت میں ہتھیار کو اتار کر رکھ دینا جائز ہے۔ یہ صرف قرآنی ہدایت ہی نہیں بلکہ اقوام عالم کی فوجوں کا ایک بے حد ضروری ضابطہ ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: باب: اللہ عزوجل کا ارشاد:

﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَمَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِيْ يَتَامَى النِّسَآءِ﴾.

”لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں مسئلہ معلوم کرتے ہیں، آپ کہہ دیں کہ اللہ تمہیں عورتوں کی بابت حکم دیتا ہے اور وہ حکم وہی ہے جو تم کو قرآن میں ان یتیم لڑکیوں کے حق میں سنایا جاتا ہے جن کو تم پورا حق نہیں دیتے۔“

٤٦٠٠ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ: أَخْبَرَنِي عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾. قَالَتْ: هُوَ الرَّجُلُ تَكُوْنُ عِنْدَهُ الْيَتِيْمَةُ، هُوَ وَلِيُّهَا وَوَارِثُهَا، فَأَشْرَكَتْهُ فِيْ مَالِهِ حَتَّى فِي الْعِذْقِ، فَيَرْغَبُ أَنْ يَنْكِحَهَا، وَيَكْرَهُ أَنْ يُزَوِّجَهَا رَجُلًا، فَيَشْرَكُهُ فِيْ مَالِهِ بِمَا شَرِكَتْهُ فَيَعْضُلُهَا فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ. [راجع: ٢٤٩٤] [مسلم: ٧٥٣٢]

(۴۶۰۰) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ حماد بن اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت ”لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ مانگتے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ اللہ تمہیں ان کے بارے میں (وہی) فتویٰ دیتا ہے۔“ آیت ﴿وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ تک۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ آیت ایسے شخص کے بارے میں نازل ہوئی کہ اگر اس کی پرورش میں کوئی یتیم لڑکی ہو اور اس کا ولی اور وارث بھی ہو لڑکی اس کے مال میں بھی حصہ دار ہو۔ یہاں تک کہ کھجور کے درخت میں بھی۔ اب وہ شخص خود اس لڑکی سے نکاح کرنا چاہے، کیونکہ اسے یہ پسند نہیں کہ کسی دوسرے سے اس کا نکاح کر دے کہ وہ اس کے مال میں حصہ دار بن جائے، جس میں لڑکی حصہ دار تھی، اس وجہ سے اس لڑکی کا کسی دوسرے شخص سے وہ نکاح نہ ہونے دے تو ایسے شخص کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔

تشریح: وہ شخص خود بھی واجبی مہر پر اس لڑکی سے نکاح نہ کرے بلکہ مہر کم دینا چاہے تو ایسے نکاح سے اللہ نے منع فرمایا اور یہ حکم دیا کہ اگر تم پورے پورے مہر پر اس سے نکاح کرنا نہ چاہو تو دوسرے شخص سے اسے نکاح کرنے سے منع نہ کرو۔ کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک چچیری بہن تھی، بد صورت۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ خود اس سے نکاح کرنا نہیں چاہتے تھے، اور مال اسباب کے خیال سے یہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ کوئی دوسرا شخص اس سے نکاح

کرے کیونکہ وہ اس کے مال کا دعویٰ کرے گا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ آیت سے صاف ظاہر ہے کہ صنف نازک کا کسی بھی قسم کا نقصان شریعت میں سخت ناپسند ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿شِقَاقٌ﴾: تَفَاسُدٌ ﴿وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ﴾ هَوَاهُ فِي الشَّيْءِ يَحْرِصُ ﴿كَالْمُعَلَّقَةِ﴾ لَا هِيَ أَيِّمٌ وَلَا ذَاتُ زَوْجٍ ﴿نُشُوزًا﴾: الْبُغْضُ.

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

''اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے ظلم وزیادتی یا بے رغبتی کا خوف ہو تو ان کو باہمی صلح کر لینے میں کوئی گناہ نہیں کیونکہ صلح بہتر ہے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا (آیت میں) ''شِقَاق'' کے معنی فساد اور جھگڑا ہے۔ ''وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ'' ہر نفس کو اپنے فائدے کا لالچ ہوتا ہے۔ ''كَالْمُعَلَّقَةِ'' یعنی نہ تو وہ بیوہ رہے اور نہ شوہر والی ہو۔ ''نُشُوزًا'' بمعنی البُغْض عدوات کے معنی میں ہے۔

٤٦٠١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾. قَالَتِ الرَّجُلُ تَكُونُ عِنْدَهُ الْمَرْأَةُ لَيْسَ بِمُسْتَكْثِرٍ مِنْهَا يُرِيدُ أَنْ يُفَارِقَهَا فَتَقُولُ: أَجْعَلُكَ مِنْ شَأْنِي فِي حِلٍّ. فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ فِي ذَلِكَ.

[راجع: ٢٤٥٠]

(۴۶۰۱) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت ''اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا خوف ہو'' کے متعلق کہا کہ ایسا مرد جس کے ساتھ اس کی بیوی رہتی ہے، لیکن شوہر کو اس کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں، بلکہ وہ اسے جدا کر دینا چاہتا ہے، اس پر عورت کہتی ہے کہ میں اپنی باری اور اپنا (نان ونفقہ) معاف کر دیتی ہوں (تم مجھے طلاق نہ دو) تو ایسی صورت کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

تشریح: میاں بیوی اگر صلح کر کے کوئی بات ٹھہرا لیں تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ مثلاً بیوی اپنی باری معاف کر دے یا اور کوئی بات پڑ جائے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَسْفَلَ النَّارِ، ﴿نَفَقًا﴾ [الانعام: ٣٥] سَرَبًا.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

''بے شک منافقین دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ''الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ'' سے مراد جہنم کا سب سے نچلا درجہ ہے اور سورۂ انعام میں ''نَفَقًا'' بمعنی سَرَبًا یعنی سرنگ مراد ہے۔

تشریح: اس کو ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وصل کیا ہے۔ اس تفسیر کو امام بخاری رحمہ اللہ یہاں اس لیے لائے کہ منافق اور نفق کا مادہ ایک ہی ہے۔ دوزخ کے سات طبقے ہیں جہنم، ویل، حطمہ، سعیر، سقر، جحیم اور ہاویہ۔ پس منافق درک اسفل یعنی ہاویہ میں ہوں گے۔ وہ دوزخ کی تہہ میں آگ کے صندوقوں میں ہوں گے جو ان پر دہکتے ہوں گے۔ (ابن جریر)

٤٦٠٢۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي

(۴۶۰۲) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ان سے ان کے باپ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم نے بیان کیا،

إِبْرَاهِيمُ، عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: كُنَّا فِي حَلْقَةِ عَبْدِاللَّهِ فَجَاءَ حُذَيْفَةُ حَتَّى قَامَ عَلَيْنَا، فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: لَقَدْ أُنْزِلَ النِّفَاقُ عَلَى قَوْمٍ خَيْرٍ مِنْكُمْ. قَالَ الْأَسْوَدُ: سُبْحَانَ اللَّهِ! إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ: ﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ فَتَبَسَّمَ عَبْدُ اللَّهِ، وَجَلَسَ حُذَيْفَةُ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ، فَقَامَ عَبْدُاللَّهِ فَتَفَرَّقَ أَصْحَابُهُ، فَرَمَانِي بِالْحَصَا، فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: عَجِبْتُ مِنْ ضِحْكِهِ، وَقَدْ عَرَفَ مَا قُلْتُ، لَقَدْ أُنْزِلَ النِّفَاقُ عَلَى قَوْمٍ كَانُوا خَيْرًا مِنْكُمْ، ثُمَّ تَابُوا فَتَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ.

ان سے اسود نے بیان کیا کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حلقہ درس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ہمارے پاس کھڑے ہو کر سلام کیا۔ پھر کہا نفاق میں وہ جماعت مبتلا ہو گئی جو تم میں سے بہتر تھی۔ اس پر اسود بولے: سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ "منافق دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔" عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسکرانے لگے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ مسجد کے کونے میں جا کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اٹھ گئے اور آپ کے شاگرد بھی ادھر ادھر چلے گئے، پھر حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھ پر کنکری پھینکی (یعنی مجھ کو بلایا) میں حاضر ہو گیا تو کہا کہ مجھے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہنسی پر حیرت ہوئی حالانکہ جو کچھ میں نے کہا تھا اسے وہ خوب سمجھتے تھے۔ یقیناً نفاق میں ایک جماعت کو مبتلا کیا گیا تھا جو تم سے بہتر تھی، اس لیے کہ پھر انہوں نے توبہ کر لی اور اللہ نے بھی ان کی توبہ قبول کر لی۔

تشریح: اسود کو یہ تعجب ہوا کہ بھلا منافق لوگ ہم مسلمانوں سے کیونکر بہتر ہو سکتے ہیں۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ وہ لوگ تم سے بہتر تھے۔ یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کے قرن میں تھے۔ تم تابعین کے قرن میں ہو۔ وہ نفاق کی وجہ سے خراب ہو گئے۔ دین سے پھر گئے، مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی وہ عنداللہ مقبول ہو گئے۔

بَابُ قَوْلِهِ: — باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ﴾.

"یقیناً ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی ایسی ہی وحی جیسی ہم نے نوح اور ان کے بعد والے نبیوں کی طرف بھیجی تھی اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان پر وحی کی" آخر آیت تک۔

٤٦٠٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ ابْنِ مَتَّى)). [راجع: ٣٤١٢]

(۴۶۰۳) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابووائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کسی کے لیے مناسب نہیں مجھے یونس بن متی سے بہتر کہے۔"

تشریح: آیت کے مطابق حدیث میں بھی حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر ہے یہی وجہ مطابقت ہے۔

٤٦٠٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۴۶۰۴) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے فلیح نے

فُلَيْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِلَالٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ: أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى فَقَدْ كَذَبَ)). [راجع: ٢٤١٥]

بیان کیا، ان سے ہلال نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں اس نے جھوٹ کہا۔''

تشریح: یہ آپ کی کمال تواضع اور کسر نفسی اور اخلاق فاضلہ کی بات ہے ورنہ اللہ نے آپ کو سب انبیا پر فوقیت عطا فرمائی ہے۔ لا شك فيه.

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ﴾. وَالْكَلَالَةُ مَنْ لَمْ يَرِثْهُ أَبٌ أَوِ ابْنٌ وَهُوَ مَصْدَرٌ مِنْ تَكَلَّلَهُ النَّسَبُ.

''لوگ آپ سے کلالہ کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیں کہ اللہ تمہیں خود کلالہ کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص مرجائے کہ اس کے کوئی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو اس سے بہن کو اس کے ترکہ کا آدھا ملے گا اور وہ مرد وارث ہوگا اس (بہن کے کل ترکہ) کا اگر اس بہن کے اولاد نہ ہو۔'' کلالہ اسے کہتے ہیں جس کا باپ اور بیٹا نہ ہو۔ یہ لفظ تکلله النسب سے نکلا ہے یعنی نسب نے اس کے دونوں کنارے خراب کر دیئے۔

تشریح: پھر اگر دو بہنیں ہوں تو ان کو دو ثلث ترکہ سے ملیں گے اور اگر اس کلالہ کے کئی بہن بھائی مرد عورت وارث ہوں تو مرد کو عورت سے دوگنا حصہ ملے گا اور ''کلالہ'' اسے کہتے ہیں کہ جس کے وارثوں میں نہ باپ ہو نہ بیٹا۔ یہ لفظ مصدر ہے اور ''تکلله النسب'' سے نکلا ہے۔ یعنی نسب نے اسے کلالہ (لاوارث) بنا دیا۔

٤٦٠٥ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ: آخِرُ سُورَةٍ نَزَلَتْ بَرَاءَةٌ، وَآخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾. [راجع: ٤٣٦٤]

(۴۶۰۵) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے اور انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ سب سے آخر میں جو سورت نازل ہوئی وہ سورۂ برأت ہے اور (احکام میراث کے سلسلہ میں) سب سے آخر میں جو آیت نازل ہوئی وہ ''يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ'' ہے۔

[مسلم: ٤١٥٣؛ ابوداود: ٢٨٨٨]

تشریح: مطلب یہ ہے کہ مسائل میراث سے متعلق یہ آخری آیت ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بیمار تھا۔ رسول کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے، مجھے بیہوش پایا۔ آپ نے وضو کیا اور وضو کا پانی مجھ پر ڈالا تو میں ہوش میں آ گیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! میں کلالہ ہوں (جس کے نہ ماں باپ ہوں نہ بیٹا بیٹی) میرا ترکہ کیونکر تقسیم ہوگا۔ اس وقت یہ آیت اتری (کلالہ کے معنی ہارا ضعیف) یہاں فرمایا اس کو جس کے وارثوں میں باپ اور بیٹا نہیں کہ اصل وارث وہی تھے تو اس وقت سگے بھائی بہن کو بیٹا بیٹی کا حکم ہے۔ سگے نہ ہوں تو یہی حکم سوتیلوں کا ہے۔ نری ایک بہن کو آدھا اور دو کو دو تہائی اور بھائی بہن ملے ہوں تو مرد کو دوہرا حصہ ملے گا عورت کو اکہرا، جو نرے بھائی ہوں تو ان کو فرمایا کہ وہ بہن کے وارث ہوں گے یعنی حصہ معین نہیں وہ عصبہ ہیں۔

(٥) سُوْرَةُ الْمَائِدَةِ

﴿حُرُمٌ﴾ وَاحِدُهَا حَرَامٌ ﴿فَبِمَا نَقْضِهِمْ﴾ بِنَقْضِهِمْ ﴿الَّتِي كَتَبَ اللّٰهُ﴾ الَّتِي جَعَلَ اللّٰهُ ﴿تَبُوءَ﴾ تَحْمِلُ وَقَالَ غَيْرُهُ: الْإِغْرَاءُ: التَّسْلِيطُ ﴿دَائِرَةٌ﴾ دَوْلَةٌ. ﴿أُجُورَهُنَّ﴾ مُهُورَهُنَّ. مَخْمَصَةٌ: مَجَاعَةٌ. قَالَ سُفْيَانُ: مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ أَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ ﴿لَسْتُمْ عَلَى شَيْءٍ حَتَّى تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ﴾ ﴿مَنْ أَحْيَاهَا﴾ يَعْنِي مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا إِلَّا بِحَقٍّ ﴿أَحْيَى النَّاسَ﴾ مِنْهُ ﴿جَمِيعًا﴾ ﴿شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا﴾ وَسُنَّةً ﴿الْمُهَيْمِنُ﴾ الْأَمِينُ، الْقُرْآنُ أَمِينٌ عَلَى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهُ.

سورۂ مائدہ کی تفسیر

"حُرُمٌ" حَرَامٌ کی جمع ہے (یعنی احرام باندھے ہوئے ہو) "فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيْثَاقَهُم" سے یہ مراد ہے کہ اللہ نے جو حکم ان کو دیا تھا کہ بیت المقدس میں داخل ہو جاؤ وہ نہیں بجالائے۔ "تَبُوءَ بِإِثْمِي" یعنی تو میرا گناہ اٹھالے گا۔ "دَائِرَة" کے معنی زمانہ کی گردش اور دوسرے لوگوں نے کہا اِغْرَاء کا معنی مسلط کرنا، ڈال دینا۔ "أُجُوْرَهُنَّ" یعنی ان کے مہر۔ "مَخْمَصَةٌ" یعنی بھوک۔ سفیان ثوری نے کہا سارے قرآن میں اس سے زیادہ کوئی آیت مجھ پر سخت نہیں ہے وہ آیت یہ ہے "لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيْلَ" الخ (کیونکہ اس آیت میں یہ ہے کہ جب تک کوئی اللہ کی کتاب کے موافق سب حکموں پر مضبوطی سے عمل نہ کرے، اس وقت تک اس کا دین وایمان لائق اعتبار نہیں ہے) "مَنْ أَحْيَاهَا" یعنی جس نے ناحق آدمی کا خون کرنا حرام سمجھا گویا سب آدمی اس کی وجہ سے زندہ رہے۔ "شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا" سے راستہ اور طریقہ مراد ہے۔ "اَلْمُهَيْمِنُ" کا معنی امانتدار (نگہبان) قرآن گویا اگلی آسمانی کتابوں کا محافظ ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾

باب: ارشادِ باری تعالیٰ: "آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کردیا"

تشریح: اس آیت نے دین کامل کی جو تصویر پیش کی ہے اور جس وقت کی ہے اس وقت مسلمانوں میں فرقہ بندی نہیں تھی، نہ یہ تقلیدی مذاہب تھے۔ نہ چار مصلوں اور چار اماموں پر امت کی تقسیم ہوئی تھی۔ یہ دین کامل تھا مگر بعد میں تقلید جامد کی بیماری نے مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے دین کامل کو مسخ کر کے رکھ دیا اور آج جو حال ہے وہ ظاہر ہے کہ اماموں اور مجتہدوں کے ناموں پر امت کی تقسیم کس خطرناک حد تک پہنچ چکی ہے۔ ضرورت ہے کہ بیدار مغز مسلمان کھڑے ہوں اور تقلیدی دیواروں کو توڑ کر امت کی شیرازہ بندی کریں۔ فلاح دارین کا صرف یہی ایک راستہ ہے، سچ کہا ہے:

فاهرب عن التقليد فانه ضلالة   ان المقلد فى سبيل الهالك

٤٦٠٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَتِ الْيَهُوْدُ لِعُمَرَ: إِنَّكُمْ تَقْرَؤُوْنَ آيَةً لَوْ نَزَلَتْ فِيْنَا لَاتَّخَذْنَاهَا عِيْدًا فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي لَأَعْلَمُ حَيْثُ أُنْزِلَتْ وَأَيْنَ

(۴۶۰۶) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن بن مہدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے قیس بن اسلم نے اور ان سے طارق بن شہاب نے کہ یہودیوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ لوگ ایک ایسی آیت کی تلاوت کرتے ہیں کہ اگر ہمارے یہاں وہ نازل ہوئی ہوتی تو ہم (جس دن وہ نازل ہوئی تھی) اس دن عید منایا کرتے۔

أُنْزِلَتْ وَأَيْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ أُنْزِلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ وَإِنَّا وَاللّٰهِ! بِعَرَفَةَ قَالَ سُفْيَانُ: وَأَشُكُّ كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمْ لَا؟ ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾. [راجع: ٤٥]

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں خوب اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ آیت ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ کہاں اور کب نازل ہوئی تھی اور جب عرفات کے دن نازل ہوئی تو حضور ﷺ کہاں تشریف رکھتے تھے۔ اللہ کی قسم! ہم اس وقت میدان عرفات میں تھے۔ سفیان ثوری نے کہا کہ مجھے شک ہے کہ وہ جمعہ کا دن تھا یا اور کوئی دوسرا دن۔

تشریح: قیس بن مسلم کی دوسری روایت میں بالیقین مذکور ہے کہ وہ جمعہ ہی کا دن تھا۔ یہ آیت حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی تھی جو پیغمبر ﷺ کا آخری حج تھا جس کے تین ماہ بعد آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت عرفہ کی شام کو جمعہ کے روز اتری تھی۔ اس کے بعد حلال حرام کا کوئی حکم نہیں اترا۔ آپ ﷺ کی وفات سے نو(۹) رات پہلے آخری آیت: ﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ﴾ (۲/البقرہ:۲۸۱) نازل ہوئی جس دن یہ آیت اتری اس دن پانچ عیدیں جمع تھیں، جمعہ کا دن، عرفہ کا دن، یہود کی عید، نصاریٰ کی عید، مجوس کی عید، اس آیت سے ان لوگوں کو سبق لینا چاہیے جو رائے اور قیاس پر چلتے ہیں اور نص کو چھوڑتے ہیں گویا ان کے نزدیک دین کامل نہیں ہوا۔ نعوذ باللہ۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ تَيَمَّمُوْا: تَعَمَّدُوْا ﴿آمِّيْنَ﴾ عَامِدِيْنَ، أَمَّمْتُ وَتَيَمَّمْتُ وَاحِدٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿لَمَسْتُمْ﴾ وَ﴿تَمَسُّوْهُنَّ﴾ وَ ﴿اللَّاتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾ وَالْإِفْضَاءُ: النِّكَاحُ.

''پھر اگر تم کو پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرلیا کرو۔'' تَيَمَّمُوْا یعنی تَعَمَّدُوْا اسی لیے آتا ہے یعنی قصد کرو ''آمين'' یعنی عَامِدِيْن قصد کرنے والے اَمَّمْتُ اور تَيَمَّمْتُ ایک ہی معنی میں ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ''لَمَسْتُمْ، تَمَسُّوْهُنَّ، اَللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ'' اور اَلْاِفْضَاءُ سب کے معنی عورت سے ہم بستری کرنے کے ہیں۔

٤٦٠٧ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِيْ فَأَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْتِمَاسِهِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَأَتَى النَّاسُ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ فَقَالُوْا: أَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبِالنَّاسِ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ؟ فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ

(۴۶۰۷) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد قاسم بن محمد نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب ہم مقام بیداء یا ذات الجیش تک پہنچے تو میرا ہار گم ہوگیا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اسے تلاش کروانے کے لیے وہیں قیام کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ قیام کیا۔ وہاں کہیں پانی نہیں تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بھی پانی نہیں تھا۔ لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے، ملاحظہ نہیں فرماتے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کر رکھا ہے اور حضور ﷺ کو یہیں ٹھہرا لیا اور ہمیں بھی، حالانکہ یہاں کہیں پانی نہیں ہے اور نہ کسی کے پاس پانی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ (میرے

وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ وَقَالَ حَبَسْتِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ: مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي وَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى فَخِذِي فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوا فَقَالَ أُسَيْدُ ابْنُ حُضَيْرٍ: مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا الْعِقْدُ تَحْتَهُ. [راجع: ٣٣٤]

یہاں) آئے۔ حضور ﷺ سر مبارک میری ران پر رکھ کر سو گئے تھے اور کہنے لگے تم نے آنحضرت ﷺ کو اور سب کو روک لیا، حالانکہ یہاں کہیں پانی نہیں ہے اور نہ کسی کے ساتھ پانی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھ پر بہت خفا ہوئے اور جو اللہ کو منظور تھا مجھے کہا سنا اور ہاتھ سے میری کوکھ میں کچوکے لگائے۔ میں نے صرف اس خیال سے کوئی حرکت نہیں کی کہ رسول اللہ ﷺ میری ران پر اپنا سر رکھے ہوئے تھے، پھر حضور ﷺ اٹھے اور صبح تک کہیں پانی کا نام ونشان نہیں تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری تو اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آل ابوبکر! یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔ بیان کیا کہ پھر ہم نے وہ اونٹ اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اس کے نیچے سے مل گیا۔

تشریح: حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ تمہاری وجہ سے بہت سی آیات واحکام کا نزول ہوا ہے جیسا کہ یہ آیت تیمم موجود ہے جو تمہاری موجودہ پریشانی کی برکت میں نازل ہوئی، اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ تیمم کا راجح طریقہ یہی ہے کہ پاک مٹی پر دونوں ہاتھوں کو مار کر ان کو چہروں اور ہتھیلیوں پر پھیر لیا جائے۔ اس کے لیے ایک ہی دفعہ ہاتھ مار لینا کافی ہے۔ صحیح بخاری میں ایسا ہی ہے۔

٤٦٠٨ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَقَطَتْ قِلَادَةٌ لِي بِالْبَيْدَاءِ وَنَحْنُ دَاخِلُونَ الْمَدِينَةَ فَأَنَاخَ النَّبِيُّ ﷺ وَنَزَلَ فَثَنَى رَأْسَهُ فِي حَجْرِي رَاقِدًا أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَكَزَنِي لَكْزَةً شَدِيدَةً وَقَالَ: حَبَسْتِ النَّاسَ فِي قِلَادَةٍ فَبِي الْمَوْتُ لِمَكَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ أَوْجَعَنِي ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَيْقَظَ وَحَضَرَتِ الصُّبْحُ فَالْتُمِسَ الْمَاءُ فَلَمْ يُوجَدْ فَنَزَلَتْ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا

(۴۶۰۸) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عمرو بن حارث نے خبر دی، ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد قاسم نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میرا ہار مقام بیداء میں گم ہو گیا تھا۔ ہم مدینہ واپس آ رہے تھے، نبی کریم ﷺ نے وہیں اپنی سواری روک دی اور اتر گئے، پھر حضور ﷺ سر مبارک میری گود میں رکھ کر سو رہے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر آ گئے اور میرے سینے پر زور سے ہاتھ مار کر فرمایا کہ ایک ہار کے لیے تم نے حضور ﷺ کو روک لیا، لیکن رسول اللہ ﷺ کے آرام کے خیال سے میں بے حس وحرکت بیٹھی رہی حالانکہ مجھے تکلیف ہوئی تھی، پھر حضور ﷺ بیدار ہوئے اور صبح کا وقت ہوا اور پانی کی تلاش ہوئی لیکن کہیں پانی کا نام ونشان نہ تھا۔ اسی وقت یہ آیت اتری: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَوٰةِ﴾ الخ۔ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے آل ابی بکر! تمہیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں

وُجُوهَكُمْ﴾ الْآيَةَ. فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ: لَقَدْ بَارَكَ اللَّهُ لِلنَّاسِ فِيكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ! مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَرَكَةٌ لَهُمْ. [راجع: ٣٣٤]

کے لیے باعث برکت بنایا ہے۔ یقیناً تم لوگوں کے لیے باعث برکت ہو۔ تمہارا ہار گم ہوا اللہ نے اس کی وجہ سے تیمم کی آیت نازل فرمادی جو قیامت تک مسلمانوں کے لیے آسانی اور برکت ہے۔ علی ہذا القیاس۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ:

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ﴾

''سو آپ خود اور آپ کا رب جہاد کرنے چلے جاؤ اور آپ دونوں ہی لڑو بھڑو، ہم تو اس جگہ بیٹھے رہیں گے۔''

تشریح: یہ یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس وقت کہا تھا، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو ارض موعود میں دشمنوں سے لڑنے کا حکم فرمایا۔ انہوں نے جواب میں یہ کہا جو آیات میں مذکور ہے۔ تورات میں ہے کہ بنی اسرائیل جنگ کی دہشت سے اس قدر بے طاقت ہو گئے تھے کہ وہ رو کر کہنے لگے یا اللہ! تو نے ہم کو مصر کی سرزمین سے کیوں نکالا تھا۔ اس پر حکم ہوا کہ یہ لوگ چالیس سال تک جزیرہ نما سینا ہی کے صحرا میں پڑے رہیں گے۔

٤٦٠٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ مُخَارِقٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ، قَالَ: شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ ؛ح: وَ حَدَّثَنِي حَمْدَانُ ابْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُخَارِقٍ، عَنْ طَارِقٍ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ قَالَ: قَالَ الْمِقْدَادُ يَوْمَ بَدْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا لَا نَقُولُ لَكَ كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ لِمُوسَى: ﴿فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ﴾ وَلَكِنِ امْضِ وَنَحْنُ مَعَكَ فَكَأَنَّهُ سُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرَوَاهُ وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقٍ أَنَّ الْمِقْدَادَ قَالَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ. [راجع: ٣٩٥٢]

(۴۶۰۹) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے مخارق نے، ان سے طارق بن شہاب نے اور انہوں نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے قریب موجود تھا (دوسری سند) اور مجھ سے حمدان بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالنضر (ہاشم بن قاسم) نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبیداللہ بن عبدالرحمٰن اشجعی نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے مخارق بن عبداللہ نے، ان سے طارق بن شہاب نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ بدر کے موقع پر مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: یارسول اللہ! ہم آپ سے وہ بات نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ ''سو تم اور تمہارا رب چلے جاؤ اور آپ دونوں لڑ بھڑ لیں۔ ہم تو یہاں سے ٹلنے کے نہیں۔'' نہیں آپ چلیے! ہم آپ کے ساتھ جان دینے کو حاضر ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کی اس بات سے خوشی ہوئی۔ اس حدیث کو وکیع نے بھی سفیان ثوری سے، انہوں نے مخارق سے، انہوں نے طارق سے روایت کیا ہے کہ مقداد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ عرض کیا (جو اوپر بیان ہوا)۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے ہیں اور ملک میں فساد

وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوْا أَوْ يُصَلَّبُوْا﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿أَوْ يُنفَوْا مِنَ الْأَرْضِ﴾ الْمُحَارَبَةُ لِلَّهِ: الْكُفْرُ بِهِ.

پھیلانے میں لگے رہتے ہیں ان کی سزا بس یہی ہے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں بری طرح مخالف سمتوں سے کاٹ دیئے جائیں یا وہ جلاوطن کر دیئے جائیں۔'' ''يُحَارِبُوْنَ اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ'' سے کفر کرنا مراد ہے۔

تشریح: یہ آیت کریمہ ان ڈاکوؤں کے بارے میں اتری تھی جو فریب سے مسلمان ہو گئے تھے، اور جلندر کے مریض تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو علاج کے لیے صدقے کے اونٹوں میں بھیج دیا تا کہ وہاں کشادگی سے اونٹوں کا دودھ وغیرہ پئیں۔ چنانچہ وہ تندرست ہو گئے اور غداری کر کے اسلامی چرواہے کو پچھاڑ کر قتل کر دیا۔ اس کی آنکھوں میں ببول کے کانٹے گاڑ دیئے آخر گرفتار ہوئے اور ان سے قصاص کے بارے میں یہ احکام نازل ہوئے۔

٤٦١٠ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَلْمَانُ أَبُوْ رَجَاءٍ مَوْلَى أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا خَلْفَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَذَكَرُوْا وَذَكَرُوْا فَقَالُوْا وَقَالُوْا: قَدْ أَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ فَالْتَفَتَ إِلَى أَبِي قِلَابَةَ وَهُوَ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَقَالَ: مَا تَقُوْلُ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ أَوْ قَالَ: مَا تَقُوْلُ يَا أَبَا قِلَابَةَ؟ قُلْتُ: مَا عَلِمْتُ نَفْسًا حَلَّ قَتْلُهَا فِي الْإِسْلَامِ إِلَّا رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانٍ أَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ ﷺ فَقَالَ عَنْبَسَةُ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ بِكَذَا وَكَذَا قُلْتُ: إِيَّايَ حَدَّثَ أَنَسٌ قَالَ: قَدِمَ قَوْمٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَكَلَّمُوْهُ فَقَالُوْا: قَدِ اسْتَوْخَمْنَا هَذِهِ الْأَرْضَ فَقَالَ: ((هَذِهِ نَعَمٌ لَنَا تَخْرُجُ فَاخْرُجُوْا فِيْهَا فَاشْرَبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا)) فَخَرَجُوْا فِيْهَا فَشَرِبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا وَاسْتَصَحُّوْا وَمَالُوْا عَلَى الرَّاعِي فَقَتَلُوْهُ وَاطَّرَدُوا النَّعَمَ فَمَا يُسْتَبْطَأُ مِنْ هَؤُلَاءِ قَتَلُوا النَّفْسَ وَحَارَبُوا اللَّهَ

(۴۶۱۰) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سلمان ابو رجاء، ابوقلابہ کے غلام نے بیان کیا اور ان سے ابوقلابہ نے کہ وہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے (مجلس میں قسامت کا ذکر آ گیا) لوگوں نے کہا کہ قسامت میں قصاص لازم ہوگا۔ آپ سے پہلے خلفائے راشدین نے بھی اس میں قصاص لیا ہے۔ پھر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ابوقلابہ کی طرف متوجہ ہوئے وہ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اور پوچھا: عبداللہ بن زید تمہاری کیا رائے ہے، یا یوں کہا کہ ابوقلابہ! آپ کی کیا رائے ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے تو کوئی ایسی صورت معلوم نہیں ہے کہ اسلام میں کسی شخص کا قتل جائز ہو، سوا اس کے کہ کسی نے شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کیا ہو، یا ناحق کسی کو قتل کیا ہو، یا اللہ اور اس کے رسول سے لڑا ہو۔ (مرتد ہو گیا ہو) اس پر عنبسہ نے کہا کہ ہم سے انس رضی اللہ عنہ نے اس طرح حدیث بیان کی تھی۔ ابوقلابہ بولے کہ مجھ سے بھی انہوں نے یہ حدیث بیان کی تھی۔ بیان کیا کہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام پر بیعت کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ سے کہا کہ ہمیں اس شہر مدینہ کی آب و ہوا موافق نہیں آئی۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا: ''ہمارے اونٹ چرنے جا رہے ہیں تم بھی ان کے ساتھ چلے جاؤ اور ان کا دودھ اور پیشاب پیو۔'' (کیونکہ ان کے مرض کا یہی علاج تھا) چنانچہ وہ لوگ ان اونٹوں کے ساتھ چلے گئے اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا۔ جس سے انہیں صحت حاصل ہو گئی۔ اس کے بعد انہوں نے (حضور ﷺ کے

وَرَسُولَهُ وَخَوَّفُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ! فَقُلْتُ: تَتَّهِمُنِي قَالَ: حَدَّثَنَا بِهَذَا أَنَسٌ قَالَ: وَقَالَ يَا أَهْلَ كَذَا! إِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا بِخَيْرٍ مَا أُبْقِيَ هَذَا فِيكُمْ أَوْ مِثْلُ هَذَا.
[راجع: ۲۳۳]

چرواہے) کو پکڑ کے قتل کر دیا اور اونٹ لے کر بھاگے۔ اب ایسے لوگوں سے بدلہ لینے میں کیا تامل ہوسکتا تھا۔ انہوں نے ایک شخص کو قتل کیا اور اللہ اور اس کے رسول سے لڑے اور حضور ﷺ کو خوفزدہ کرنا چاہا۔ عنبسہ نے اس پر کہا، سبحان اللہ! میں نے کہا، کیا تم مجھے جھٹلانا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ (نہیں) یہی حدیث انس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بھی بیان کی تھی۔ میں نے اس پر تعجب کیا کہ تم کو حدیث خوب یاد رہتی ہے۔ ابوقلابہ نے بیان کیا کہ عنبسہ نے کہا: اے شام والو! جب تک تمہارے یہاں ابوقلابہ یا ان جیسے عالم موجود رہیں گے، تم ہمیشہ اچھے رہو گے۔

تشریح: دوسری روایت میں یوں ہے کہ ابوقلابہ نے کہا امیر المؤمنین! آپ کے پاس اتنی بڑی فوج کے سردار اور عرب کے اشراف لوگ ہیں۔ بھلا اگر ان میں سے پچاس آدمی ایک ایسے شادی شدہ مرد پر گواہی دیں جو دمشق کے قلعہ میں ہو کہ اس نے زنا کیا ہے مگر ان لوگوں نے آنکھ سے نہ دیکھا ہو تو کیا آپ اس کو سنگسار کریں گے؟ انہوں نے کہا نہیں میں نے کہا اگر ان میں سے پچاس آدمی ایک شخص پر جو حمص میں ہو، انہوں نے اس کو نہ دیکھا ہو یہ گواہی دیں کہ اس نے چوری کی ہے تو کیا آپ اس کا ہاتھ کٹوا دیں گے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ مطلب ابوقلابہ کا یہ تھا کہ قسامت میں قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ دیت دلائی جائے گی، کسی نامعلوم قتل پر اس محلہ کے پچاس آدمی حلف اٹھائیں کہ وہ اس سے بری ہیں اسے قسامت کہتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ﴾

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

''اور تمام زخموں میں برابر کا بدلہ ہے۔''

تشریح: ''یعنی اور زخموں میں قصاص ہے۔''

٤٦١١ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ وَهِيَ عَمَّةُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَطَلَبَ الْقَوْمُ الْقِصَاصَ فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: لَا وَاللَّهِ! لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا أَنَسُ! كِتَابُ اللَّهِ الْقِصَاصُ)) فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْأَرْشَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ

(۴۶۱۱) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو مروان بن معاویہ فزاری نے خبر دی، انہیں حمید طویل نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ربیع نے جو انس رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں، انصاری کی ایک لڑکی کے آگے کے دانت توڑ دیے۔ لڑکی والوں نے قصاص چاہا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی ﷺ نے بھی قصاص کا حکم دیا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! ان کا دانت نہ توڑا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انس! لیکن کتاب اللہ کا حکم قصاص ہی کا ہے۔'' پھر لڑکی والے معافی پر راضی ہو گئے اور دیت لینا منظور کر لیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے بہت سے بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کا نام لے کر قسم کھالیں تو اللہ ان

عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ)). [طرفه في: ٢٧٠٣] کی قسم سچی کر دیتا ہے۔"

تشریح: یہی لوگ ہیں جن کو قرآن مجید نے لفظ اولیائے اللہ سے تعبیر کیا ہے۔ جن کو لاخوف کی بشارت دی گئی ہے۔ جعلنا الله منهم۔ حدیث قدسی "اناعند ظن عبدی بی۔" سے بھی اس حدیث کی تائید ہوتی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: باب: اللہ جل شانہ کا فرمان:

﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾. "اے رسول! جو کچھ تجھ پر تیرے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے وہ آپ (لوگوں تک) پہنچا دیں۔"

تشریح: جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم رات کو آپ کے مکان پر پہرہ دیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت اتری تو آپ نے پہرہ اٹھا دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حدیث ذیل میں مزید تفسیر کر دی ہے۔ اللہ نے جو کچھ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی وہ تاریخ اسلام کی سطر سطر سے ظاہر ہے۔

٤٦١٢ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَقَدْ كَذَبَ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ: ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾ الْآيَةَ. [راجع: ٣٢٣٤] [مسلم: ٤٣٩؛ ترمذي: ٣٠٦٨]

(۴۶۱۲) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے شعبی نے، ان سے مسروق نے کہ ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، جو شخص بھی تم سے یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ نازل کیا تھا، اس میں سے آپ نے کچھ چھپا لیا تھا، تو وہ جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ "اے پیغمبر! جو کچھ آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے، یہ (سب) آپ (لوگوں تک) پہنچا دیں۔"

تشریح: چنانچہ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر مسلمانوں سے اس بارے میں تصدیق چاہی تھی اور مسلمانوں نے بالاتفاق کہا تھا کہ بیشک آپ نے اپنے تبلیغی فرض کو پورے طور پر ادا فرما دیا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

بَابُ قَوْلِهِ: باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ﴾. "اللہ تم سے تمہاری فضول قسموں پر پکڑ نہیں کرتا۔"

٤٦١٣ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ﴾ فِيْ قَوْلِ الرَّجُلِ: لَا وَاللّٰهِ! وَبَلَى وَاللّٰهِ. [طرفه في: ٦٦٦٣]

(۴۶۱۳) ہم سے علی بن سلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ آیت "اللہ تم سے تمہاری فضول قسموں پر مؤاخذہ نہیں کرتا۔" کسی کے اس طرح قسم کھانے کے بارے میں نازل ہوئی تھی کہ نہیں، اللہ کی قسم، ہاں اللہ کی قسم!

تشریح: جو قسم بلا کسی ارادہ کے زبان پر آ جاتی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ اور اہلحدیث کا یہی قول ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ایک بات کا گمان غالب ہو اور پھر اس پر کوئی قسم کھا لے تو یہ قسم لغو ہے۔ بعض نے کہا لغو قسم وہ ہے جو غصے میں یا بھول کر کھا لی جائے۔ بعض نے کہا کھانے پینے لباس وغیرہ

کے ترک پر جو قسم کھائی جائے وہ مراد ہے۔

٤٦١٤۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَاهَا كَانَ لَا يَحْنَثُ فِي يَمِينٍ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ كَفَّارَةَ الْيَمِينِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَا أَرَى يَمِينًا أُرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا قَبِلْتُ رُخْصَةَ اللَّهِ وَفَعَلْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ. [طرفه في: ٦٦٢١]

(۴۶۱۴) ہم سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے نضر بن شمیل نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا مجھ کو میرے والد نے خبر دی، اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ان کے والد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی قسم کے خلاف کبھی نہیں کیا کرتے تھے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے قسم کے کفارہ کا حکم نازل کر دیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب اگر اس کے (یعنی جس کے لیے قسم کھا رکھی تھی) سوا دوسری چیز مجھ سے اس سے بہتر معلوم ہوتی ہے میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی رخصت پر عمل کرتا ہوں اور وہی کام کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے۔

تشریح: ثعلبی نے کہا کہ آیت: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ﴾ (۵/ المائدۃ:۸۹) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ جب انہوں نے غصہ ہو کر یہ قسم کھائی تھی کہ اب سے مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ میں کوئی سلوک نہیں کروں گا۔ یہ مسطح رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے میں شریک ہو گئے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ﴾.

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

''اے ایمان والو! اپنے اوپر ان پاک چیزوں کو جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں از خود حرام نہ کرلو۔''

تشریح: یہ ایک اصول ہے جو آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ اصول اسلام میں قانونی حیثیت رکھتا ہے۔ مگر جو حلال چیز شریعت ہی نے بعد میں حرام کر دی ہے اس سے مستثنیٰ ہے۔ متعہ بھی اس میں داخل ہے، جو بعد میں قیامت تک کے لیے حرام مطلق قرار دے دیا گیا۔

٤٦١٥۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ قَالَ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا: أَلَا نَخْتَصِي؟ فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ فَرَخَّصَ لَنَا بَعْدَ ذَلِكَ أَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ﴾. [طرفه في: ٥٠٧١، ٥٠٧٥] [مسلم: ٣٤١٠]

(۴۶۱۵) ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن عبداللہ طحان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کیا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ ہماری بیویاں نہیں ہوتی تھیں۔ اس پر ہم نے عرض کیا کہ ہم اپنے کو خصی کیوں نہ کرلیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے ہمیں اس سے روک دیا اور اس کے بعد ہمیں اس کی اجازت دی کہ ہم کسی عورت سے کپڑے (یا کسی بھی چیز) کے بدلے میں نکاح کر سکتے ہیں، پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی ''اے ایمان والو! اپنے اوپر ان پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ کرو جو اللہ نے تمہارے لیے جائز کی ہیں۔''

تشریح: شروع اسلام میں متعہ جائز تھا اس کے بارے میں یہ آیت اتری۔ بعد میں متعہ قیامت تک کے لیے حرام ہو گیا۔ متعہ اس عارضی نکاح کو کہتے تھے جو وقت مقررہ تک کے لیے کسی مقرر چیز کے بدلے کیا جاتا تھا۔ اب متعہ قیامت تک بالکل حرام ہے، جس کی حرمت پر اہل سنت کا پورا اتفاق ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ﴾

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْأَزْلَامُ: الْقِدَاحُ يَقْتَسِمُونَ بِهَا فِي الْأُمُورِ وَالنُّصُبُ: أَنْصَابٌ يَذْبَحُونَ عَلَيْهَا وَقَالَ غَيْرُهُ: الزَّلَمُ: الْقِدْحُ لَا رِيشَ لَهُ وَهُوَ وَاحِدُ الْأَزْلَامِ وَالِاسْتِقْسَامُ: أَنْ يُجِيلَ الْقِدَاحَ فَإِنْ نَهَتْهُ انْتَهَى وَإِنْ أَمَرَتْهُ فَعَلَ مَا تَأْمُرُهُ وَقَدْ أَعْلَمُوا الْقِدَاحَ أَعْلَامًا بِضُرُوبٍ يَسْتَقْسِمُونَ بِهَا وَفَعَلْتُ مِنْهُ قَسَمْتُ وَالْقُسُومُ: الْمَصْدَرُ.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

”شراب اور جوا اور بت اور پانسے یہ سب گندی چیزیں ہیں بلکہ یہ سب شیطانی کام ہیں۔“

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ”الْأَزْلَام“ سے مراد وہ تیر ہیں جن سے وہ اپنے کاموں میں فال نکالتے تھے۔ کافر ان سے اپنے قسمت کا حال دریافت کیا کرتے تھے۔ ”نصب“ (بیت اللہ کے چاروں طرف بت ۳۶۰ کی تعداد میں کھڑے کئے ہوئے تھے) جن پر وہ قربانی کیا کرتے تھے دوسرے لوگوں نے کہا ہے کہ لفظ ”زلم“ وہ تیر جن کے پر نہیں ہوا کرتے، ازلام کا واحد ہے۔ ”اِسْتِقْسَام“ یعنی پانسا پھینکنا کہ اس میں نہیں آ جائے تو رک جائیں اور اگر حکم آ جائے تو حکم کے مطابق عمل کریں۔ تیروں پر انہوں نے مختلف قسم کے نشانات بنا رکھے تھے اور ان سے قسمت کا حال نکالا کرتے تھے۔ استقسام سے (لازم) فَعَلْتُ کے وزن پر قَسَمْتُ ہے اور قُسُوم مصدر ہے۔

٤٦١٦۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَإِنَّ فِي الْمَدِينَةِ يَوْمَئِذٍ لَخَمْسَةَ أَشْرِبَةٍ مَا فِيهَا شَرَابُ الْعِنَبِ. [طرفه في: ٥٥٧٩]

(۴۶۱۶) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن بشر نے خبر دی، ان سے عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو مدینہ میں اس وقت پانچ قسم کی شراب استعمال ہوتی تھی۔ لیکن انگوری شراب کا استعمال نہیں ہوتا تھا۔ (بہر حال وہ بھی حرام قرار پائی)۔

٤٦١٧۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ مَا كَانَ لَنَا خَمْرٌ غَيْرُ فَضِيخِكُمْ هَذَا الَّذِي تُسَمُّونَهُ الْفَضِيخَ

(۴۶۱۷) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن علیہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم لوگ ”فضیخ“ (کھجور سے بنائی ہوئی شراب) کے سوا اور کوئی شراب استعمال نہیں کرتے تھے، یہی جس کا نام تم

فَإِنِّي لَقَائِمٌ أَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ وَفُلَانًا وَفُلَانًا إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: وَهَلْ بَلَغَكُمُ الْخَبَرُ؟ فَقَالُوْا: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَالُوْا: أَهْرِقْ هَذِهِ الْقِلَالَ يَا أَنَسُ! قَالَ: فَمَا سَأَلُوْا عَنْهَا وَلَا رَاجَعُوْهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ.

[راجع: ٢٤٦٤] [مسلم: ٥١٣٣]

نے فضیح رکھا ہوا ہے، میں کھڑا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو پلا رہا تھا اور فلاں اور فلاں کو، کہ ایک صاحب آئے اور کہا: تمہیں کچھ خبر بھی ہے؟ لوگوں نے پوچھا: کیا بات ہے؟ انہوں نے بتایا کہ شراب حرام قرار دی جا چکی ہے۔ فوراً ہی ان لوگوں نے کہا: انس! اب ان شراب کے مٹکوں کو بہادو۔ انہوں نے بیان کیا کہ ان کی اطلاع کے بعد پھر ان لوگوں نے اس میں سے ایک قطرہ بھی نہ مانگا اور نہ پھر اس کا استعمال کیا۔

تشریح: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ اطاعت شعاری اور خدا ترسی تھی کہ حکم الٰہی سنتے ہی ہمیشہ کے لیے تائب ہو گئے۔ یہی حکومت الٰہی ہے جس کا اثر دلوں پر ہوتا ہے۔

٤٦١٨۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ: صَبَّحَ أُنَاسٌ غَدَاةَ أُحُدٍ الْخَمْرَ فَقُتِلُوْا مِنْ يَوْمِهِمْ جَمِيْعًا شُهَدَاءَ وَذَلِكَ قَبْلَ تَحْرِيْمِهَا.

[راجع: ٢٨١٥]

(۴۶۱۸) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن عیینہ نے خبر دی، انہیں عمرو نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ احد میں بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے صبح صبح شراب پی تھی اور اسی دن وہ سب شہید کر دیئے گئے تھے۔ اس وقت شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔ (اس لیے وہ گنہگار نہیں ٹھہرے)

٤٦١٩۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، الْحَنْظَلِيُّ، حَدَّثَنَا عِيْسَى وَابْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ عَلَى مِنْبَرِ النَّبِيِّ ﷺ يَقُوْلُ: أَمَّا بَعْدُ! أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ مِنَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْخَمْرُ: مَا خَامَرَ الْعَقْلَ. [اطرافه في: ٥٥٨١، ٥٥٨٨، ٥٥٨٩، ٧٣٣٧]

[مسلم: ٧٥٥٩، ٧٥٦٠؛ نسائي: ٥٥٩٤، ٥٥٩٥]

(۴۶۱۹) ہم سے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عیسیٰ اور ابن ادریس نے خبر دی، انہیں ابوحیان نے، انہیں شعبی نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ نبی کریم ﷺ کے منبر پر کھڑے فرما رہے تھے: اما بعد! اے لوگو! جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو وہ پانچ چیزوں سے تیار کی جاتی تھی۔ انگور، کھجور، شہد، گیہوں اور جو سے اور شراب ہر وہ پینے کی چیز ہے جو عقل کو زائل کر دے۔

تشریح: آخری فرمان عموم کے ساتھ ہے کہ جو بھی مشروب عقل کو زائل کرنے والا ہو، وہ کسی بھی چیز سے تیار کیا گیا ہے، بہر حال وہ خمر ہے اور خمر کا پینا حرام قرار دے دیا گیا ہے۔ کھانے کی چیزیں جو نشہ آور ہیں، وہ سب چیزیں اس حکم میں داخل ہیں۔ جیسے افیون چنڈو وغیرہ۔

بَابُ قَوْلِهِ: باب: حق تعالیٰ کا ارشاد:

﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

''جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے رہتے ہیں ان پر اس چیز میں

جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾.

کوئی گناہ نہیں جس کو انہوں نے پہلے کھالیا ہے۔'' آخر آیت ﴿وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ تک۔

تشریح: یعنی شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے پہلے جن لوگوں نے شراب پی ہے اور اب وہ تائب ہوگئے، ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

٤٦٢٠ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الْخَمْرَ الَّتِي أُهْرِيقَتِ: الْفَضِيخُ وَزَادَنِي مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِي النُّعْمَانِ قَالَ: كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِي مَنْزِلِ أَبِي طَلْحَةَ فَنَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: فَاخْرُجْ فَانْظُرْ مَا هَذَا الصَّوْتُ قَالَ: فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ: هَذَا مُنَادٍ يُنَادِي أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ لِي: اذْهَبْ فَأَهْرِقْهَا قَالَ: فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ قَالَ: وَكَانَتْ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيخَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: قُتِلَ قَوْمٌ وَهِيَ فِي بُطُونِهِمْ قَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا﴾. [راجع: ٢٤٦٤]

(۴۶۲۰) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، کہا ہم سے ثابت نے، ان سے انس بن مالک نے کہ (حرمت نازل ہونے کے بعد) جو شراب بہائی گئی تھی وہ "فضیخ" کی تھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ مجھ سے محمد نے ابوالنعمان سے اس زیادتی کے ساتھ بیان کیا کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں صحابہ کی ایک جماعت کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر شراب پلا رہا تھا کہ شراب کی حرمت نازل ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی کو حکم دیا اور انہوں نے اعلان کرنا شروع کیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا، باہر جا کے دیکھو یہ آواز کیسی ہے۔ بیان کیا کہ میں باہر آیا اور کہا کہ ایک منادی اعلان کر رہا ہے کہ ''خبردار ہو جاؤ، شراب حرام ہو گئی ہے۔'' یہ سنتے ہی انہوں نے مجھ سے کہا کہ جاؤ اور شراب بہادو۔ راوی نے بیان کیا، مدینہ کی گلیوں میں شراب بہنے لگی۔ راوی نے بیان کیا کہ ان دنوں فضیخ شراب استعمال ہوتی تھی۔ بعض لوگوں نے شراب کو جو اس طرح بہتے دیکھا تو کہنے لگے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں نے اپنا پیٹ بھر رکھا تھا اور اسی حالت میں انہیں قتل کر دیا گیا ہے۔ بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے رہتے ہیں، ان پر اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو انہوں نے کھالیا۔''

تشریح: اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے شراب پی تھی بعد میں تائب ہو گئے، جیسا کہ گزر رہا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

''اے لوگو! ایسی باتیں نبی سے مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں وہ باتیں ناگوار گزریں۔''

٤٦٢١ـ حَدَّثَنَا مُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ الْجَارُودِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ

(۴۶۲۱) ہم سے منذر بن ولید بن عبدالرحمٰن جارودی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن انس نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا خطبہ دیا کہ میں نے ویسا خطبہ کبھی نہیں سنا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مِثْلَهَا قَطُّ قَالَ: ((لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا)) قَالَ فَغَطَّى أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وُجُوهَهُمْ لَهُمْ حَنِينٌ فَقَالَ رَجُلٌ: مَنْ أَبِي قَالَ: ((فُلَانٌ)) فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ رَوَاهُ النَّضْرُ وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ شُعْبَةَ. [راجع: ٩٣][مسلم: ٦١١٩]

فرمایا: ''جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تمہیں بھی معلوم ہوتا تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔'' بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے چہرے چھپا لئے، باوجود ضبط کے ان کے رونے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ ایک صحابی نے اس موقع پر پوچھا، میرے والد کون ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''فلاں۔'' اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ''ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کردی جائیں تو تمہیں ناگوار گزریں۔'' اس کی روایت نضر اور روح بن عبادہ نے شعبہ سے کی ہے۔

تشریح: نبی کریم ﷺ کا یہ وعظ موت اور آخرت سے متعلق تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ بے تحاشا رونے لگے کیونکہ ان کو کامل یقین حاصل تھا۔ بے جا سوال کرنے والوں کو اس آیت میں روکا گیا کہ اگر جواب میں اس کی حقیقت کھلی جس کو وہ ناگوار محسوس کریں تو پھر اچھا نہیں ہوگا لہٰذا بے جا سوالات کرنے ہی مناسب نہیں ہیں۔ فقہائے کرام نے ایسے بے جا مفروضات گھڑ گھڑ کر اپنی فقاہت کے ایسے نمونے پیش کئے ہیں، جن کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ تفصیلات کے لیے کتاب حقیقۃ الفقہ کا مطالعہ کیا جائے:

فقیهاں طریق جدل ساختند لم لا نسلم در اند اختند

٤٦٢٢ـ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْجُوَيْرِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ قَوْمٌ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتِهْزَاءً فَيَقُولُ الرَّجُلُ: مَنْ أَبِي وَيَقُولُ الرَّجُلُ تَضِلُّ نَاقَتُهُ: أَيْنَ نَاقَتِي؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِمْ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ حَتَّى فَرَغَ مِنَ الْآيَةِ كُلِّهَا.

(۴۶۲۲) ہم سے فضل بن سہل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو النضر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو خیثمہ نے بیان کیا، ان سے ابو جویریہ نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ بعض لوگ رسول اللہ ﷺ سے ازراہ مذاق سوالات کیا کرتے تھے۔ کوئی شخص یوں پوچھتا کہ میرا باپ کون ہے؟ کسی کی اگر اونٹنی گم ہوجاتی تو وہ یہ پوچھتے کہ میری اونٹنی کہاں ہوگی؟ ایسے ہی لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کردی جائیں تو تمہیں ناگوار گزرے۔'' یہاں تک کہ پوری آیت پڑھ کر سنائی۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ﴾ ﴿وَإِذْ قَالَ اللَّهُ﴾ يَقُولُ: قَالَ اللَّهُ وَإِذْ هَاهُنَا صِلَةٌ الْمَائِدَةُ أَصْلُهَا مَفْعُولَةٌ كَعِيشَةٍ رَاضِيَةٍ وَتَطْلِيقَةٍ بَائِنَةٍ وَالْمَعْنَى مِيدَ بِهَا صَاحِبُهَا مِنْ خَيْرٍ يُقَالُ: مَادَنِي يَمِيدُنِي وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿مُتَوَفِّيكَ﴾

''اللہ نے نہ بحیرہ کو مقرر کیا ہے، نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حام کو۔'' "وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ" (میں قَالَ) معنی میں يَقُولُ کے ہے اور "اذ" یہاں زائد ہے۔ المائدہ اصل میں مفعولۃ (ميمودة) کے معنی میں ہے۔ گو صیغہ فاعل کا ہے، جیسے عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ اور تَطْلِيقَةٍ بَائِنَةٍ میں ہے۔ تو مائدہ کا معنی (ممیدہ) یعنی خیر اور بھلائی جو کسی کو دی گئی ہے۔ اسی سے مَادَنِي يَمِيدُنِي ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ''مُتَوَفِّيكَ'' کے معنی میں تجھ کو

مُمِيْتُكَ.

موت دینے والا ہوں۔ عیسیٰ علیہ السلام کو آخر زمانہ میں اپنے وقت مقررہ پر جو موت آئے گی وہ مراد ہو سکتی ہے۔

٤٦٢٣۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: الْبَحِيْرَةُ الَّتِي يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيْتِ فَلَا يَحْلُبُهَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ وَالسَّائِبَةُ قَالَ: كَانُوا يُسَيِّبُوْنَهَا لِآلِهَتِهِمْ لَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ. [مسلم:٧١٩٣] قَالَ: وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ)) وَالْوَصِيْلَةُ: النَّاقَةُ الْبِكْرُ تُبَكِّرُ فِي أَوَّلِ نِتَاجِ الْإِبِلِ ثُمَّ تُثَنِّي بَعْدُ بِأُنْثَى وَكَانُوا يُسَيِّبُوْنَهَا لِطَوَاغِيْتِهِمْ إِنْ وَصَلَتْ إِحْدَاهُمَا بِالْأُخْرَى لَيْسَ بَيْنَهُمَا ذَكَرٌ وَالْحَامُ فَحْلُ الْإِبِلِ يَضْرِبُ الضِّرَابَ الْمَعْدُوْدَ فَإِذَا قَضَى ضِرَابَهُ وَدَعُوْهُ لِلطَّوَاغِيْتِ وَأَعْفَوْهُ مِنَ الْحَمْلِ فَلَمْ يُحْمَلْ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَسَمَّوْهُ الْحَامَ. وَقَالَ لِي أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدًا قَالَ: يُخْبِرُهُ بِهٰذَا قَالَ: وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ نَحْوَهُ وَرَوَاهُ ابْنُ الْهَادِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ. [راجع: ٣٥٢١]

(۴۶۲۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ ''بحیرہ'' اس اونٹنی کو کہتے تھے جس کا دودھ بتوں کے لیے روک دیا جاتا اور کوئی شخص اس کے دودھ کو دوہنے کا مجاز نہ سمجھا جاتا اور ''سائبہ'' اس اونٹنی کو کہتے تھے جس کو وہ اپنے دیوتاؤں کے نام پر آزاد چھوڑ دیتے اور اس سے بار برداری وسواری وغیرہ کا کام نہ لیتے۔ سعید راوی نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتوں کو جہنم میں گھسیٹ رہا تھا، اس نے سب سے پہلے سانڈ چھوڑنے کی رسم نکالی تھی۔'' اور ''وصیلة'' اس جوان اونٹنی کو کہتے ہیں جو پہلی مرتبہ مادہ بچہ جنتی اور پھر دوسری مرتبہ بھی مادہ ہی جنتی، اسے بھی وہ بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے کہ لیکن اس صورت میں جبکہ وہ برابر دو مرتبہ مادہ بچہ جنتی اور اس درمیان کوئی نر بچہ نہ ہوتا۔ اور ''حام'' وہ نر اونٹ جو مادہ پر شمار سے کئی دفعہ چڑھتا (اس سے نطفہ سے دس بچے پیدا ہو جاتے) جب وہ اتنی صحبتیں کر چکتا تو اس کو بھی بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے اور بوجھ لادنے سے معاف کر دیتے (نہ سواری کرتے) اس کا نام حام رکھتے۔ اور ابوالیمان (حکم بن نافع) نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے سنا، کہا میں نے سعید بن مسیب سے یہی حدیث سنی جو اوپر گزری۔ سعید نے کہا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا (وہی عمرو بن خزاعی کا قصہ جو اوپر گزرا) اور یزید بن عبداللہ بن ہاد نے بھی اس حدیث کو ابن شہاب سے روایت کیا، انہوں نے سعید بن مسیب سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

٤٦٢٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوْبَ أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ الْكَرْمَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ

(۴۶۲۴) مجھ سے محمد بن ابی یعقوب ابو عبداللہ کرمانی نے بیان کیا، کہا ہم سے حسان بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس نے بیان کیا، ان سے

إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَرَأَيْتُ عَمْرًا يَجُرُّ قُصْبَهُ وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ)). [راجع: ١٠٤٤]

زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں جہنم کو دیکھا اس کہ بعض حصے بعض دوسرے حصوں کو کھائے جا رہے ہیں اور میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں اس میں گھسیٹتا پھر رہا تھا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے سانڈ چھوڑنے کی رسم ایجاد کی تھی۔''

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾

''اور میں ان پر گواہ رہا جب تک میں ان کے درمیان موجود رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا (جب سے) تو ہی ان پر نگران ہے اور تو ہر چیز پر گواہ ہے۔''

تشریح: قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لفظوں میں اپنی صفائی پیش کریں گے۔

٤٦٢٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللَّهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً)) ثُمَّ قَالَ: ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ أَلَا وَإِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ: يَا رَبِّ! أُصَيْحَابِي فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ فَيُقَالُ: إِنَّ هَؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ)).

(٤٦٢٥) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم کو مغیرہ بن نعمان نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے سعید بن جبیر سے سنا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا: ''اے لوگو! تم اللہ کے پاس جمع کیے جاؤ گے، ننگے پاؤں، ننگے جسم اور بغیر ختنہ کے۔'' پھر آپ نے یہ آیت: ''جس طرح ہم نے اول بار پیدا کرنے کے وقت ابتدا کی تھی، اسی طرح اسے دوبارہ زندہ کر دیں گے، ہمارے ذمے وعدہ ہے، ہم ضرور اسے کر کے ہی رہیں گے۔'' آخر آیت تک۔ پھر فرمایا: ''قیامت کے دن تمام مخلوق میں سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا۔ ہاں اور میری امت کے کچھ لوگوں کو لایا جائے گا اور انہیں جہنم کی بائیں طرف لے جایا جائے گا۔ میں عرض کروں گا، میرے رب! یہ تو میرے امتی ہیں؟ مجھ سے کہا جائے گا، آپ کو نہیں معلوم ہے کہ انہوں نے آپ کے بعد نئی نئی باتیں شریعت میں نکالی تھیں۔ اس وقت بھی وہی کہوں گا جو عبد صالح عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ہوگا کہ ''میں ان کا حال دیکھتا رہا جب تک میں ان کے درمیان رہا، پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا (جب سے) تو ہی ان پر نگران ہے'' مجھے بتایا جائے گا کہ آپ کی جدائی کے بعد وہ لوگ دین سے پھر گئے تھے۔''

[راجع: ۳۳۴۹]

تشریح: قسطلانی نے کہا، مراد وہ گنوار لوگ ہیں جو خالی دنیا کی رغبت سے مسلمان ہوئے تھے اور نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد وہ اسلام سے پھر گئے تھے اور وہ جملہ اہل بدعت مراد ہیں جن کا اوڑھنا بچھونا بدعات بنی ہوئی ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾.

''تو اگر انہیں عذاب دے تو بے شک وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی زبردست حکمت والا ہے۔''

تشریح: مغفرت کا معاملہ مشیئت الٰہی کے حوالہ ہے۔ اس میں کسی کو چون و چرا کی گنجائش نہیں۔ ہاں جن کے لیے خلود واجب کردی گئی ہے وہ بہرحال مغفرت سے محروم ہی رہیں گے۔

٤٦٢٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ وَإِنَّ نَاسًا يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾.

(۴۶۲۶) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے مغیرہ بن نعمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سعید بن جبیر نے بیان کیا، ان سے ابن عباس ؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں قیامت کے دن جمع کیا جائے گا اور کچھ لوگوں کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ اس وقت میں بھی وہی کہوں گا جو نیک بندے نے کہا ہوگا: ''میں ان کا حال دیکھتا رہا جب تک میں ان کے درمیان رہا، پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو ہی ان پر نگران تھا'' آخر آیت ''اَلْعَزِيزُ الْحَكِيم'' تک۔

[راجع: ۳۳۴۹]

(٦) سُورَةُ الْأَنْعَامِ

سورۂ انعام کی تفسیر

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿فِتْنَتُهُمْ﴾ مَعْذِرَتُهُمْ ﴿مَعْرُوشَاتٍ﴾ مَا يُعْرَشُ مِنَ الْكَرْمِ وَغَيْرِ ذَلِكَ. ﴿لِأُنْذِرَكُمْ﴾ يَعْنِي أَهْلَ مَكَّةَ. ﴿حَمُولَةً﴾ مَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا ﴿وَلَلَبَسْنَا﴾ لَشَبَّهْنَا ﴿يَنْأَوْنَ﴾ يَتَبَاعَدُونَ ﴿تُبْسَلُ﴾ تُفْضَحُ ﴿أُبْسِلُوا﴾ فُضِحُوا ﴿بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ﴾ الْبَسْطُ: الضَّرْبُ وَقَوْلُهُ: ﴿اسْتَكْثَرْتُمْ﴾ أَضْلَلْتُمْ كَثِيرًا: ﴿مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ﴾

ابن عباس ؓ نے کہا ''لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ'' کا معنی پھر ان کا اور کوئی عذر نہ ہوگا۔ ''مَعْرُوشَاتٍ'' کا معنی ٹٹیوں پر چڑھائے ہوئے جیسے انگور وغیرہ (جن کی بیل ہوتی ہے) ''لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ'' کا معنی مکہ والے ''حَمُولَةً'' کا معنی بوجھ لادنے کے جانور ''وللبسنا'' کا معنی ہم شبہ ڈال دیں گے۔ ''يَنْأَوْنَ'' کا معنی دور ہوجاتے ہیں۔ ''تبسل'' کا معنی رسوا کیا جائے۔ ''أبسلوا'' رسوا کیے گئے۔ ''بَاسِطُوا أَيْدِيهِم'' میں بسط کے معنی مارنا۔ ''اسْتَكْثَرْتُم'' یعنی تم نے بہتوں کو گمراہ کیا ''مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ'' یعنی انہوں نے اپنے پھلوں اور مالوں میں اللہ کا ایک حصہ اور شیطان اور بتوں کا

جَعَلُوْا لِلَّهِ مِنْ ثَمَرَاتِهِمْ وَمَالِهِمْ نَصِيبًا وَلِلشَّيْطَانِ وَالْأَوْثَانِ نَصِيبًا ﴿أَمَّا اشْتَمَلَتْ﴾ يَعْنِي هَلْ تَشْتَمِلُ إِلَّا عَلَى ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى فَلِمَ تُحَرِّمُوْنَ بَعْضًا وَتُحِلُّوْنَ بَعْضًا؟ ﴿مَسْفُوحًا﴾ مُهْرَاقًا ﴿صَدَفَ﴾ أَعْرَضَ أُبْلِسُوْا أُوْيِسُوْا وَ ﴿أُبْسِلُوْا﴾ أُسْلِمُوْا ﴿سَرْمَدًا﴾ دَائِمًا ﴿اسْتَهْوَتْهُ﴾ أَضَلَّتْهُ ﴿تَمْتَرُوْنَ﴾ تَشُكُّوْنَ ﴿وَقْرٌ﴾ صَمَمٌ وَأَمَّا الْوِقْرُ فَإِنَّهُ الْحِمْلُ ﴿أَسَاطِيرُ﴾ وَاحِدُهَا أُسْطُوْرَةٌ وَإِسْطَارَةٌ وَهِيَ التُّرَّهَاتُ ﴿الْبَأْسَاءُ﴾ مِنَ الْبَأْسِ وَيَكُوْنُ مِنَ الْبُؤْسِ ﴿جَهْرَةً﴾ مُعَايَنَةً ﴿الصُّوْرُ﴾ جَمَاعَةُ صُوْرَةٍ كَقَوْلِهِ: سُوْرَةٌ وَسُوَرٌ مَلَكُوْتٌ: مُلْكٌ مِثْلُ رَهَبُوْتٍ خَيْرٌ مِنْ رَحَمُوْتٍ وَتَقُوْلُ: تُرْهَبُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تُرْحَمَ ﴿جَنَّ﴾ أَظْلَمَ يُقَالُ: عَلَى اللَّهِ حُسْبَانُهُ أَيْ حِسَابُهُ وَيُقَالُ: ﴿حُسْبَانًا﴾ مَرَامِيَ وَ ﴿رُجُوْمًا لِلشَّيَاطِيْنِ﴾ ﴿مُسْتَقَرٌّ﴾ فِي الصُّلْبِ ﴿وَمُسْتَوْدَعٌ﴾ فِي الرَّحِمِ الْقِنْوُ: الْعِذْقُ وَالِاثْنَانِ قِنْوَانِ وَالْجَمَاعَةُ أَيْضًا قِنْوَانٌ مِثْلُ صِنْوٍ وَ صِنْوَانٍ.

ایک حصہ ٹھہرایا "اَمَّا اشْتَمَلَتْ" یعنی کیا مادوں کے پیٹ میں نر مادہ نہیں ہوتے پھر تم ایک کو حرام، ایک کو حلال کیوں بناتے ہو؟ اور "دَمًا مَّسْفُوحًا" یعنی بہایا گیا خون۔ وَصَدَفَ کا معنی منہ پھیرا۔ اُبْلِسُوا کا معنی ناامید ہوئے۔ فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ میں اور اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوا میں یہ معنی ہے کہ ہلاکت کے لیے سپرد کیے گئے "سَرْمَداً" کا معنی ہمیشہ "اِسْتَهْوَتْه" کا معنی گمراہ کیا "تَمْتَرُوْنَ" کا معنی شک کرتے ہو۔ "وَقْرٌ" کا معنی بوجھ (جس سے کان بہرا ہو) اور وِقْرٌ بِکَسْرِ الواؤ کا معنی بوجھ جو جانور پر لادا جائے "اَسَاطِير" اس کا واحد اُسْطُورَة اور اِسْطَارَة کی جمع ہے یعنی واہیات اور لغو باتیں "اَلْبَاْسَآء" بَاسٌ سے نکلا ہے یعنی سخت مایوسی سے یعنی تکلیف اور محتاجی نیز بوس سے بھی آتا ہے اور محتاج، "جَهْرَة" کھلم کھلا "صور" (يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ) میں صورت کی جمع ہے جیسے سور سورةٌ کی جمع، ملکوت سے ملک یعنی سلطنت مراد ہے۔ جیسے رھبوت (یعنی ڈر) رحموت (مہربانی) سے بہتر ہے اور کہتے ہیں تیرا ڈرایا جانا تجھ پر مہربانی کرنے سے بہتر ہے۔ جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْل رات کی اندھیری اس پر چھا گئی۔ حُسْبَان کا معنی حساب کہتے ہیں اللہ پر اس کا حسبان یعنی حساب ہے اور بعضوں نے کہا حُسْبَان سے مراد تیر اور شیطان پر پھینکنے کے حربے "مُسْتَقِر" باپ کی پشت "مستودع" ماں کا پیٹ قنو (خوشہ) کچھ اس کا تثنیہ قنوان اور جمع بھی قنوان جیسے صنو اور صنوان۔ (یعنی جڑ ملے ہوئے درخت)۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾

"اور اسی کے پاس ہیں غیب کے خزانے، انہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

تشریح: یعنی "اور اس ہی کے پاس ہیں غیب کے خزانے، انہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

٤٦٢٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَفَاتِحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ: ﴿إِنَّ

(۴۶۲۷) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سالم بن عبداللہ نے اور ان سے ان کے والد (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "غیب کے خزانے پانچ ہیں: "بیشک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور

اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾)). [راجع: ١٠٣٩]

وہی جانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے اور کوئی بھی نہیں جان سکتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا اور نہ کوئی یہ جان سکتا ہے کہ وہ کس زمین پر مرے گا بیشک اللہ ہی علم والا ہے، خبر رکھنے والا ہے۔''

تشریح: ان پانچ چیزوں کی خبر اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ حتیٰ کہ کوئی نبی، رسول، بزرگ انہیں نہیں جانتا نہ آج کل کے سائنس دان، کوئی حتمی خبر ان کے متعلق دے سکتے ہیں جو لوگ ایسا دعویٰ کریں وہ جھوٹے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: رب رحمان کا فرمان:

﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ الآيَةَ ﴿يَلْبِسَكُمْ﴾ يَخْلِطَكُمْ مِنَ الْإِلْتِبَاسِ ﴿يَلْبِسُوا﴾ يَخْلِطُوا ﴿شِيَعًا﴾ فِرَقًا.

''آپ کہہ دیں کہ اللہ اس پر قادر ہے کہ تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے کوئی عذاب بھیج دے۔'' آخر آیت تک۔ ''يَلْبِسَكُمْ'' کا معنی ملا دے خلط ملط کر دے۔ یہ التباس سے نکلا ہے۔ ''شِيَعًا'' فِرَقًا گروہ گروہ، فرقے فرقے۔

٤٦٢٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ﴾ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَعُوذُ بِوَجْهِكَ)) قَالَ: ﴿أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ قَالَ: ((أَعُوذُ بِوَجْهِكَ)) ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ﴾ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَذَا أَهْوَنُ ـ أَوْ قَالَ ـ هَذَا أَيْسَرُ)). [طرفاه في: ٧٣١٣، ٧٤٠٦]

(٤٦٢٨) ہم سے ابو نعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت: ''قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ'' نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' پھر یہ اترا: ''اَوْمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ'' آپ نے فرمایا: ''یا اللہ! میں اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' پھر یہ اترا: ''اَوْيَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ'' اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ پہلے عذابوں سے ہلکا یا آسان ہے۔''

تشریح: کیونکہ پہلے عذاب تو عام عذاب تھے۔ جس سے کوئی نہ بچتا۔ اس میں تو کچھ بچ رہتے ہیں، کچھ مارے جاتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ اللہ نے میری امت پر سے رجم یعنی آسمان سے پتھر برسنے کا عذاب اور خسف یعنی زمین میں دھنسنے کا عذاب موقوف رکھا پر یہ عذاب یعنی آپس کی پھوٹ اور نا اتفاقی کا عذاب باقی رکھا۔ بعض نے کہا موقوف رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں یہ عذاب موقوف رکھا۔ آئندہ اس امت میں خسف اور قذف اور مسخ ہوگا، جیسے دوسری حدیث میں ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ جل جلالہ کا فرمان:

﴿وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ﴾ ”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے خلط ملط نہیں کیا۔“

تشریح: یعنی ”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے خلط ملط نہیں کیا۔“ یہاں ظلم سے شرک مراد ہے۔

٤٦٢٩۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ﴾ قَالَ أَصْحَابُهُ: وَأَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ فَنَزَلَتْ: ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ [راجع: ٣٢]

(۴۶۲۹) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے سلیمان نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت ﴿وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ﴾ نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ہم میں کون ہوگا جس کا دامن ظلم سے پاک ہو۔ اس پر یہ آیت اتری ”بیشک شرک ظلم عظیم ہے۔“

تشریح: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پہلے لفظ ظلم کو عام معانی میں سمجھا جس پر اللہ نے بتلایا کہ یہاں ظلم سے شرک مراد ہے۔ اگر شرک ذرہ برابر بھی ایمان کے ساتھ خلط ملط ہوا تو وہ سارا ہی ایمان غارت ہو جاتا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿وَيُونُسَ وَلُوطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ﴾. ”اور یونس اور لوط علیہما السلام کو اور ان میں سے سب کو ہم نے جہان والوں پر فضیلت دی تھی۔“

٤٦٣٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ ﷺ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى)). [راجع: ٣٣٩٥]

(۴۶۳۰) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن مہدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے ابوالعالیہ نے بیان کیا کہ مجھ سے تمہارے نبی کے چچازاد بھائی یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کسی کے لیے مناسب نہیں کہ مجھے یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر بتائے۔“

٤٦٣١۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ: أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى)). [راجع: ٣٤١٥]

(۴۶۳۱) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو سعد بن ابراہیم نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے حمید بن عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ مجھے یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر بتائے۔“

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

''یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی، سو آپ بھی ان کی ہدایت کی پیروی کریں۔''

٤٦٣٢ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ: أَنَّ مُجَاهِدًا أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ أَفِي صٓ سَجْدَةٌ فَقَالَ: نَعَمْ ثُمَّ تَلَا: ﴿وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ ثُمَّ قَالَ: هُوَ مِنْهُمْ زَادَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ وَسَهْلُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ الْعَوَّامِ عَنْ مُجَاهِدٍ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: نَبِيُّكُمْ مِمَّنْ أُمِرَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ. [راجع:٣٤٢١]

(۴۶۳۲) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے سلیمان احول نے خبر دی، انہیں مجاہد نے خبر دی کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ سورۂ "ص" میں سجدہ ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتلایا، ہاں۔ پھر آپ نے آیت "وَوَهَبْنَا" سے "فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ" تک پڑھی اور کہا کہ داؤد علیہ السلام بھی ان انبیا میں شامل ہیں۔ (جن کا ذکر آیت میں ہوا ہے) یزید بن ہارون، محمد بن عبید، اور سہل بن یوسف نے عوام بن حوشب سے، ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا، تو انہوں نے کہا تمہارے نبی بھی ان میں سے ہیں جنہیں اگلے انبیا کی اقتدا کا حکم دیا گیا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا﴾ الْآيَةَ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُلَّ ذِي ظُفُرٍ الْبَعِيرُ وَالنَّعَامَةُ ﴿الْحَوَايَا﴾ الْمَبْعَرُ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿هَادُوا﴾ صَارُوا يَهُودًا وَأَمَّا قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿هُدْنَا﴾ تُبْنَا هَائِدٌ: تَائِبٌ.

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''اور جو لوگ کہ یہودی ہوئے ان پر ناخن والے کل جانور ہم نے حرام کر دیئے تھے اور گائے اور بکری میں سے ہم نے ان پر ان دونوں کی چربیاں حرام کی تھیں'' آخر آیت تک۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ "كُلَّ ذِي ظُفُرٍ" سے مراد اونٹ اور شتر مرغ ہیں۔ لفظ "اَلْحَوَايَا" بمعنی اوجھڑی کے ہے اور ان کے سوا ایک اور نے کہا کہ "هَادُوا" کے معنی ہیں کہ وہ یہودی ہو گئے۔ لیکن سورۂ اعراف میں لفظ "هُدْنَا" کا معنی یہ ہے کہ تم نے توبہ کی اسی سے لفظ هَائِد کہتے ہیں توبہ کرنے والے کو۔

٤٦٣٣ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ قَالَ عَطَاءٌ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ لَمَّا حَرَّمَ

(۴۶۳۳) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حبیب نے کہ عطاء نے بیان کیا کہ انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ یہودیوں کو غارت کرے، جب اللہ تعالیٰ نے ان پر مردہ

اللّٰهُ عَلَيْهِمْ شُحُومَهَا جَمَلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوهَا)) وَقَالَ أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ: كَتَبَ إِلَيَّ عَطَاءٌ سَمِعْتُ جَابِرًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. [راجع: ٢٢٣٦] [مسلم: ٤٠٤٨؛ ترمذي: ٣٥٣٠]

جانوروں کی چربی حرام کردی تو اس کا تیل نکال کر اسے بیچنے اور کھانے لگے۔" اور ابوعاصم نے بیان کیا، ان سے عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے یزید نے بیان کیا، انہیں عطاء نے لکھا تھا کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

تشریح: معلوم ہوتا ہے کہ فقہائے یہود میں مختلف حیلوں سے حرام کو حلال بنا لینے کا عام دستور تھا، جس کی ایک مثال یہاں مذکور ہے۔ فقہائے اسلام کے لیے بھی یہ خوف کا مقام ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"اور بے حیائیوں کے نزدیک بھی نہ جاؤ (خواہ) وہ ظاہر ہوں اور (خواہ) پوشیدہ ہوں۔" ہر قسم کی بے حیائی سے بچو۔

٤٦٣٤۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: ((لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا شَيْءٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذَلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ)) قُلْتُ: سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ: وَرَفَعَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ. [أطرافه في: ٤٦٣٧، ٥٢٢٠، ٧٤٠٣] [مسلم: ٦٩٩٣؛ ترمذي: ٣٥٣٠]

(۴۶۳۴) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے ابووائل نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "اللہ سے زیادہ اور کوئی غیرت مند نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس نے بے حیائیوں کو حرام قرار دیا ہے۔ خواہ وہ ظاہر ہوں خواہ پوشیدہ اور اللہ کو اپنی تعریف سے زیادہ اور کوئی چیز پسند نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنی مدح خود کی ہے۔" (عمرو بن مرہ نے بیان کیا کہ) میں نے پوچھا آپ نے یہ حدیث خود عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنی تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ ہاں، میں نے پوچھا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حوالہ سے حدیث بیان کی تھی؟ کہا کہ ہاں۔

[بَابٌ:]

باب:

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: ﴿وَكِيلٌ﴾ حَفِيظٌ وَمُحِيطٌ بِهِ ﴿قُبُلًا﴾ جَمْعُ قَبِيلٍ وَالْمَعْنَى أَنَّهُ ضُرُوبٌ لِلْعَذَابِ كُلُّ ضَرْبٍ مِنْهَا قَبِيلٌ ﴿زُخْرُفَ الْقَوْلِ﴾ كُلُّ شَيْءٍ حَسَّنْتَهُ وَوَشَّيْتَهُ وَهُوَ بَاطِلٌ فَهُوَ زُخْرُفٌ ﴿وَحَرْثٌ حِجْرٌ﴾ حَرَامٌ وَكُلُّ مَمْنُوعٍ فَهُوَ حِجْرٌ مَحْجُورٌ

ابوعبداللہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا کہ "وکیل" کے معنی نگہبان گھیر لینے والا۔ "قُبُلًا" قبیل کی جمع ہے یعنی عذاب کی قسمیں مراد ہیں اور ان سے ہر قسم قبیل ہے "زُخْرُفَ الْقَوْل" چکنی چپڑی باتیں، زخرف لغو اور بیکار چیز (یا باتیں) جس کو ظاہر میں آراستہ پیراستہ کریں، حَرْثٌ حِجْرٌ یعنی روکی گئی، حِجر کہتے ہیں حرام اور ممنوع کو اسی سے ہے۔ حِجْرٌ مَحْجُورٌ اور حِجر عمارت کو بھی کہتے ہیں اور مادہ گھوڑیوں کو بھی اور عقل کو بھی حجر اور

وَالْحِجْرُ: كُلُّ بِنَاءٍ بَنَيْتَهُ وَيُقَالُ لِلْأُنْثَى مِنَ الْخَيْلِ حِجْرٌ وَيُقَالُ لِلْعَقْلِ: حِجْرٌ وَحِجًى وَأَمَّا الْحِجْرُ فَمَوْضِعُ ثَمُودَ وَمَا حَجَّرْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْأَرْضِ فَهُوَ حِجْرٌ وَمِنْهُ سُمِّيَ حَطِيمُ الْبَيْتِ حِجْرًا كَأَنَّهُ مُشْتَقٌّ مِنْ مَحْطُومٍ مِثْلُ قَتِيلٍ مِنْ مَقْتُولٍ وَأَمَّا حَجْرُ الْيَمَامَةِ فَهُوَ مَنْزِلٌ.

حجی کہتے ہیں اور اصحاب الحجر میں ثمود کی بستی والے مراد ہیں اور جس زمین کو تو روک دے اس میں کوئی آنے اور جانور چرانے نہ پائے اس کو بھی حجر کہتے ہیں۔ اسی سے خانہ کعبہ کے حطیم کو حجر کہتے ہیں۔ حَطِيمٌ مَحْطُومٌ کے معنوں میں ہے جیسے قَتِيلٌ مَقْتُولٌ کے معنی میں اب رہا یمامہ کا حَجْر تو وہ ایک مقام کا نام ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿هَلُمَّ شُهَدَائَكُمْ﴾ لُغَةُ أَهْلِ الْحِجَازِ هَلُمَّ لِلْوَاحِدِ وَالِاثْنَيْنِ وَالْجَمِيعِ.

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

''آپ کہیے کہ اپنے گواہوں کو لاؤ۔'' هَلُمَّ اہل حجاز کی بولی میں واحد تثنیہ اور جمع سب کے لیے بولا جاتا ہے۔

بَابٌ:

﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا﴾.

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''جب کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان کوئی نفع نہ دے گا۔''

٤٦٣٥۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا رَآهَا النَّاسُ آمَنَ مَنْ عَلَيْهَا فَذَاكَ حِينَ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ﴾)). [راجع: ٨٥] [مسلم: ٣٩٧]

(۴۶۳۵) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عمارہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابوزرعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی، جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے۔ جب لوگ اسے دیکھیں گے تو ایمان لائیں گے لیکن یہ وہ وقت ہوگا جب کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان کوئی نفع نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ رکھتا ہو۔''

تشریح: یہ قیامت قائم ہونے کی آخری علامت ہے جو اپنے وقت پر ضرور ظاہر ہو کر رہے گی مگر اس کا وقت اللہ ہی کو معلوم ہے۔

٤٦٣٦۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ آمَنُوا أَجْمَعُونَ

(۴۶۳۶) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک سورج مغرب سے نہ طلوع ہو جائے۔ جب مغرب سے سورج طلوع ہوگا اور لوگ دیکھ لیں گے تو سب ایمان لائیں گے لیکن یہ وقت ہوگا

وَذٰلِكَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا)) ثُمَّ قَرَأَ الْآيَةَ. [راجع:٨٥] [مسلم: ٣٩٧]

جب کسی کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا۔'' پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

(٧) سُوْرَةُ الْأَعْرَافِ

سورۂ اعراف کی تفسیر

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَرِيَاشًا: الْمَالُ ﴿إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ فِي الدُّعَاءِ وَفِيْ غَيْرِهِ ﴿عَفَوْا﴾ كَثُرُوْا وَكَثُرَتْ أَمْوَالُهُمْ ﴿الْفَتَّاحُ﴾ الْقَاضِي ﴿افْتَحْ بَيْنَنَا﴾ اقْضِ بَيْنَنَا ﴿نَتَقْنَا الْجَبَلَ﴾ رَفَعْنَا، انْبَجَسَتْ: انْفَجَرَتْ ﴿مُتَبَّرٌ﴾ خُسْرَانٌ ﴿آسَى﴾ أَحْزَنُ ﴿تَأْسَ﴾ تَحْزَنْ وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿أَنْ لَا تَسْجُدَ﴾ أَنْ تَسْجُدَ ﴿يَخْصِفَانِ﴾ أَخَذَا الْخِصَافَ مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ يُؤَلِّفَانِ الْوَرَقَ يَخْصِفَانِ الْوَرَقَ بَعْضَهُ إِلَى بَعْضٍ ﴿سَوْآتِهِمَا﴾ كِنَايَةٌ عَنْ فَرْجَيْهِمَا ﴿وَمَتَاعٌ إِلَى حِيْنٍ﴾ هَاهُنَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالْحِيْنُ عِنْدَ الْعَرَبِ مِنْ سَاعَةٍ إِلَى مَالَا يُحْصَى عَدَدُهُ الرِّيَاشُ وَالرِّيْشُ وَاحِدٌ وَهُوَ مَا ظَهَرَ مِنَ اللِّبَاسِ ﴿قَبِيْلُهُ﴾ جِيْلُهُ الَّذِيْ هُوَ مِنْهُمْ ﴿ادَّارَكُوْا﴾ اجْتَمَعُوْا وَمَشَاقُّ الْإِنْسَانِ وَالدَّابَّةِ كُلُّهُمْ تُسَمَّى سُمُوْمًا وَاحِدُهَا سَمٌّ وَهِيَ عَيْنَاهُ وَمَنْخِرَاهُ وَفَمُهُ وَأُذُنَاهُ وَدُبُرُهُ وَإِحْلِيْلُهُ ﴿غَوَاشٍ﴾ مَا غُشُوْا بِهِ ﴿نُشُرًا﴾ مُتَفَرِّقَةً ﴿نَكِدًا﴾ قَلِيْلًا ﴿يَغْنَوْا﴾ يَعِيْشُوْا ﴿حَقِيْقٌ﴾ حَقٌّ ﴿اسْتَرْهَبُوْهُمْ﴾ مِنَ الرَّهْبَةِ ﴿تَلْقَفُ﴾ تَلْقَمُ ﴿طَائِرُهُمْ﴾ حَظُّهُمْ طُوْفَانٌ مِنَ السَّيْلِ وَيُقَالُ لِلْمَوْتِ الْكَثِيْرِ: الطُّوْفَانُ الْقُمَّلُ الْحُمْنَانُ يُشْبِهُ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ''سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا'' میں رِيَاشًا سے مال اسباب مراد ہے کہ ''لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ'' میں مُعْتَدِيْن سے دعا میں حد سے بڑھ جانے والے مراد ہیں۔ ''عَفَوْا'' کا معنی بہت ہو گئے ان کے مال زیادہ ہو گئے۔ ''فَتَّاحُ'' کہتے ہیں فیصلہ کرنے والے کو اِفْتَحْ بَيْنَنَا ہمارا فیصلہ کر، ''نَتَقْنَا'' اٹھایا، اِنْبَجَسَتْ پھوٹ نکلے، ''مُتَبَّر'' تباہی نقصان، ''آسٰى'' غم کھاؤں ''فَلَا تَاْسَ'' غم نہ کھا۔ اوروں نے کہا ''اَنْ لَّا تَسْجُدَ'' میں لا زائد ہے۔ یعنی تجھے سجدہ کرنے سے کس بات نے روکا ''يَخْصِفَانِ مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ'' انہوں نے بہشت کے پتوں کا دونا بنا لیا یعنی بہشت کے پتے اپنے اوپر جوڑ لئے (تا کہ ستر نظر نہ آئے) ''سَوْاٰتِهِمَا'' سے شرمگاہ مراد ہے۔ ''مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ'' میں حین سے قیامت مراد ہے۔ عرب کے محاورے میں حین ایک ساعت سے لے کے بے انتہا مدت کو کہہ سکتے ہیں۔ ریاش اور ریش کے معنی ایک ہیں یعنی ظاہری لباس، ''قَبِيْلُهُ'' اس کی ذات والے شیطان جن میں سے وہ خود بھی ہے۔ ''اِدَّارَكُوْا'' اکٹھے ہو جائیں گے آدمی اور جانور سب کے سوراخ (یا مساموں) کو سموم کہتے ہیں اس کا مفرد سَمٌّ ہے یعنی آنکھ کے سوراخ، نتھنے، منہ، کان، پاخانہ کا مقام، پیشاب کا مقام غواش غلاف جس سے ڈھانپے جائیں گے ''نُشُرًا'' متفرق ''نَكِدًا'' تھوڑا ''يَغْنَوْا'' جیے یا بسے، ''حَقِيْقٌ'' حق واجب ''اِسْتَرْهَبُوْهُمْ'' رہبت سے نکلا ہے یعنی ڈرایا ''تَلْقَفُ'' لقمہ کرنے لگا (نگلنے لگا) ''طَائِرُهُمْ'' ان کا نصیبہ حصہ طوفان سیلاب، کبھی موت کی کثرت کو بھی طوفان کہتے ہیں۔ قمل چچڑیاں چھوٹی جوؤں کی طرح عروش اور عریش عمارت، ''سُقِطَ'' جب کوئی شرمندہ ہوتا ہے تو کہتے ہیں سُقِطَ فِيْ يَدِهٖ۔ اسباط بنی اسرائیل کے خاندان قبیلے ''يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ'' ہفتہ کے دن حد سے

صِغَارَ الْحَلَمِ عُرُوْشٌ وَعَرِيْشٌ بِنَاءٌ ﴿سُقِطَ﴾ كُلُّ مَنْ نَدِمَ فَقَدْ سُقِطَ فِي يَدِهِ الْأَسْبَاطُ قَبَائِلُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿يَعْدُوْنَ﴾ يَتَعَدَّوْنَ يُجَاوِزُوْنَ ﴿تَعْدُ﴾ تُجَاوِزْ ﴿شُرَّعًا﴾ شَوَارِعَ ﴿بَئِيسٍ﴾ شَدِيْدٍ ﴿أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ﴾ قَعَدَ وَتَقَاعَسَ ﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ﴾ نَأْتِيهِمْ مِنْ مَأْمَنِهِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا﴾ ﴿مِنْ جِنَّةٍ﴾ مِنْ جُنُوْنٍ ﴿فَمَرَّتْ بِهِ﴾ اسْتَمَرَّ بِهَا الْحَمْلُ فَأَتَمَّتْهُ ﴿يَنْزَغَنَّكَ﴾ يَسْتَخِفَّنَّكَ ﴿طَيْفٌ﴾ مُلِمٌّ بِهِ لَمَمٌ وَيُقَالُ ﴿طَائِفٌ﴾ وَهُوَ وَاحِدٌ ﴿يَمُدُّوْنَهُمْ﴾ يُزَيِّنُوْنَ ﴿وَخِيفَةً﴾ خَوْفًا ﴿وَخُفْيَةً﴾ مِنَ الْإِخْفَاءِ وَالْآصَالُ وَاحِدُهَا أَصِيلٌ وَهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ كَقَوْلِهِ: ﴿بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾

بڑھ جاتے تھے اسی سے ہے "تَعْدُ" یعنی حد سے بڑھ جائے، "شُرَّعًا" پانی کے اوپر تیرتے ہوئے "بَئِيسٍ" سخت "أَخْلَدَ" بیٹھ رہا، پیچھے ہٹ گیا۔ "سَنَسْتَدْرِجُهُم" یعنی جہاں سے ان کو ڈر نہ ہوگا ادھر سے ہم آئیں گے جیسے اس آیت میں ہے "فَأَتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا" یعنی اللہ کا عذاب ادھر سے آ پہنچا جدھر سے گمان نہ تھا "مِنْ جِنَّةٍ" یعنی جنون دیوانگی "فَمَرَّتْ بِهِ" پیٹ برابر رہا، اس نے پیٹ کی مدت پوری کی "يَنْزَغَنَّكَ" گدگدائے پھسلائے "طَيْفٌ" اور طائف شیطان کی طرف سے جو اترے یعنی وسوسہ آئے۔ دونوں کا معنی ایک ہے "يَمُدُّوْنَهُم" ان کو اچھا کر دکھلاتے ہیں "خِيفَةً" کا معنی خوف ڈر "خُفْيَةً" اَخْفَاءِ سے ہے یعنی چپکے چپکے اٰصال اصیل کی جمع ہے وہ وقت جو عصر سے مغرب تک ہوتا ہے جیسے اس آیت میں ہے "بُكْرَةً وَأَصِيلًا"۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ:

﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

"آپ کہہ دیں کہ میرے پروردگار نے بے حیائی کے کاموں کو حرام کیا ہے۔ ان میں سے جو ظاہر ہوں (ان کو بھی) اور جو چھپے ہوئے ہوں (ان کو بھی)۔"

٤٦٣٧ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ عَبْدِ اللَّهِ؟ قَالَ: نَعَمْ وَرَفَعَهُ قَالَ: ((لَا أَحَدٌ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ فَلِذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللَّهِ فَلِذَلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ)).

(٤٦٣٧) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے ابووائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (عمرو نے بیان کیا کہ) میں نے (ابووائل سے) پوچھا، کیا تم نے یہ حدیث عبداللہ رضی اللہ عنہ سے خود سنی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ سے زیادہ اور کوئی غیرت مند نہیں ہے۔ اس لیے اس نے بے حیائیوں کو حرام کیا خواہ ظاہر میں ہوں یا پوشیدہ اور اللہ سے زیادہ اپنی مدح کو پسند کرنے والا

اور کوئی نہیں، اس لیے اس نے اپنے نفس کی خود تعریف کی ہے۔" [راجع: ٤٦٣٤]

تشریح: اہل حدیث نے صفات الٰہیہ جیسے غضب، ضحک، تعجب، فرح کی طرح غیرت کی بھی تاویل نہیں کی ہے اوران کو ان کے ظاہری معانی پر رکھا ہے۔ جو پروردگار کی شان کے لائق ہے اور سلف صالحین کا یہی طریقہ ہے۔ ونحن على ذلك من الشاهدين.

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِي وَلَكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَرِنِي: أَعْطِنِي.

باب: رب ذوالجلال کا فرمان:

"اور جب موسیٰ ہمارے مقرر کردہ وقت پر (کوہ طور) پر آ گئے اور ان سے ان کے رب نے کلام کیا۔ موسیٰ بولے: اے میرے رب! مجھے تو اپنا دیدار کرا دے (کہ) میں تجھ کو ایک نظر دیکھ لوں (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے، البتہ تم (اس) پہاڑ کی طرف دیکھو، سو اگر یہ اپنی جگہ پر قائم رہا تو تم (مجھ کو بھی دیکھ سکو گے) پھر جب ان کے رب نے پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالی تو (تجلی نے) پہاڑ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے، پھر جب انہیں ہوش آیا تو بولے اے رب! تو پاک ہے، میں تجھ سے معافی طلب کرتا ہوں اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: " اَرِنِیْ " اَعْطِنِیْ کے معنی میں ہے کہ دے تو مجھ کو یعنی اپنا دیدار عطا کر۔

٤٦٣٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَدْ لُطِمَ وَجْهُهُ وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِكَ مِنَ الْأَنْصَارِ لَطَمَ فِي وَجْهِي قَالَ: ((ادْعُوهُ)) فَدَعَوْهُ قَالَ: ((لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي مَرَرْتُ بِالْيَهُودِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ فَقُلْتُ: وَعَلَى مُحَمَّدٍ فَأَخَذَتْنِي غَضْبَةٌ فَلَطَمْتُهُ، قَالَ: ((لَا تُخَيِّرُونِي مِنْ بَيْنِ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ

(۴۶۳۸) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عمرو بن یحییٰ مازنی نے، ان سے ان کے والد یحییٰ مازنی نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک یہودی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے منہ پر کسی نے طمانچہ مارا تھا۔ اس نے کہا: اے محمد! آپ کے انصاری صحابی میں سے ایک شخص نے مجھے طمانچہ مارا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "انہیں بلاؤ۔" لوگوں نے انہیں بلایا، پھر آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: "تم نے اسے طمانچہ کیوں مارا ہے؟" اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں یہودیوں کی طرف سے گزرا تو میں نے سنا کہ یہ کہہ رہا تھا، اس ذات کی قسم! جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت دی، میں نے کہا اور محمد ﷺ پر بھی! مجھے اس کی بات پر غصہ آ گیا اور میں نے اسے طمانچہ مار دیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا: "مجھے انبیا پر فضیلت نہ دیا کرو۔ قیامت کے دن تمام لوگ بے ہوش

مَنْ يُفِيقُ. قَالَ: فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَفَاقَ قَبْلِي أَمْ جُزِيَ بِصَعْقَةِ الطُّورِ؟)) [راجع: ٢٤١٢]

کر گر جائیں گے۔ سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا لیکن میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا کہ وہ عرش کا ایک پایہ پکڑے کھڑے ہوں گے۔ اب مجھے نہیں معلوم کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا طور کی بے ہوشی کا انہیں بدلہ دیا گیا۔"

تشریح: آیت میں طور پہاڑ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کی ہم کلامی کا بیان ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تجلی کے اثر سے بیہوش ہونا بھی مذکور ہے۔ آیت اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿الْمَنَّ وَالسَّلْوَى﴾.

باب: اللہ عزوجل کا فرمان: "من وسلویٰ (ان پر اتارا)"

تشریح: یعنی "ہم نے تمہارے کھانے کے لیے من اور سلویٰ" اتارا۔

٤٦٣٩۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءُ الْعَيْنِ)). [راجع: ٤٤٧٨]

(۴۶۳۹) ہم سے مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبدالملک نے، ان سے عمرو بن حریث نے اور ان سے سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کھنبی "من" میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے۔"

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾

باب: اللہ جل جلالہ کا فرمان:

"(اے نبی!) آپ کہہ دیں کہ اے انسانو! بے شک میں اللہ کا سچا رسول ہوں، تم سب کی طرف اسی اللہ کا جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے، سو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے امی رسول و نبی پر جو خود ایمان رکھتا ہے اللہ اور اس کی باتوں پر اور اس کی پیروی کرتے رہو تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔"

٤٦٤٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ وَمُوسَى بْنُ هَارُونَ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: كَانَتْ بَيْنَ

(۴۶۴۰) ہم سے عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سلیمان بن عبدالرحمٰن اور موسیٰ بن ہارون نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن علاء بن زبر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے بسر بن عبیداللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابوادریس خولانی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان کچھ بحث سی ہو گئی تھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ پر غصہ

أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ مُحَاوَرَةٌ فَأَغْضَبَ أَبُو بَكْرٍ عُمَرَ فَانْصَرَفَ عُمَرُ عَنْهُ مُغْضَبًا فَاتَّبَعَهُ أَبُو بَكْرٍ يَسْأَلُهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَهُ فَلَمْ يَفْعَلْ حَتَّى أَغْلَقَ بَابَهُ فِي وَجْهِهِ فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَّا صَاحِبُكُمْ هَذَا فَقَدْ غَامَرَ)) قَالَ: وَنَدِمَ عُمَرُ عَلَى مَا كَانَ مِنْهُ فَأَقْبَلَ حَتَّى سَلَّمَ وَجَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَصَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْخَبَرَ قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: وَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ يَقُولُ: وَاللَّهِ! يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَأَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُو لِي صَاحِبِي هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُو لِي صَاحِبِي إِنِّي قُلْتُ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ صَدَقْتَ)). [راجع: ٣٦٦١]قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: غَامَرَ: سَبَقَ بِالْخَيْرِ.

ہو گئے، عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے چل دیئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پیچھے پیچھے ہو گئے، معافی مانگتے ہوئے لیکن عمر نے انہیں معاف نہیں کیا اور (گھر پہنچ کر) اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ اب ابوبکر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم لوگ اس وقت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے یہ صاحب (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ) لڑ کر آئے ہیں۔“ راوی نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنے طرز عمل پر نادم ہوئے اور حضور ﷺ کی طرف چلے اور سلام کر کے نبی ﷺ کے پاس بیٹھ گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آپ بہت ناراض ہوئے۔ ادھر ابوبکر رضی اللہ عنہ بار بار یہ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ! واقعی میری ہی زیادتی تھی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم لوگ مجھے میرے ساتھی سے جدا کرنا چاہتے ہو، کیا تم لوگ میرے ساتھی کو مجھ سے جدا کرنا چاہتے ہو، جب میں نے کہا تھا کہ اے انسانو! بیشک میں اللہ کا رسول ہوں، تم سب کی طرف، تو تم لوگوں نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو، اس وقت ابوبکر نے کہا تھا کہ آپ سچے ہیں۔“ ابوعبداللہ نے کہا ”غامر“ کے معنی حدیث میں یہ ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھلائی میں سبقت کی ہے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے تو ان کی قدامت اسلام اور میری رفاقت کا خیال رکھو، ان کو رنجیدہ نہ کرو۔ اس حدیث سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت نکلی۔ فی الواقع اسلام میں ان کا بہت ہی بڑا مقام ہے۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

بَابُ قَوْلِهِ: حِطَّةٌ ﴿وَقُولُوا حِطَّةٌ﴾

باب: اللہ جل مجدہ کا فرمان:

”اور کہو بخش دے۔“ حِطَّةٌ (یعنی گناہوں سے ہماری توبہ ہے)

تشریح: یعنی ”اور کہتے جاؤ کہ یا اللہ! گناہوں سے ہماری توبہ ہے۔“

٤٦٤١ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

(۴۶۴۱) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی، کہا ہمیں معمر نے خبر دی، انہیں ہمام بن منبہ نے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بنی اسرائیل

((قِيلَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ: ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ﴾ فَبَدَّلُوا فَدَخَلُوا يَزْحَفُونَ عَلَى أَسْتَاهِهِمْ وَقَالُوا: حَبَّةٌ فِي شَعَرَةٍ)). [راجع: ٣٤٠٣]

سے کہا گیا تھا کہ دروازے میں (عاجزی سے) جھکتے ہوئے داخل ہو اور کہتے جاؤ کہ توبہ ہے تو ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے، لیکن انہوں نے حکم بدل ڈالا۔ چوتڑوں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور یہ کہا کہ "حبة فی شعرة" یعنی ہم کو بالیوں میں دانہ چاہیے۔"

تشریح: بنی اسرائیل کی ایک حرکت کا بیان ہے کہ کس طرح انہوں نے اللہ کے حکم کو بدل ڈالا اور اللہ کی لعنت میں گرفتار ہوئے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا ارشاد:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ الْعُرْفُ: الْمَعْرُوفُ.

"اے نبی! معافی اختیار کر اور نیک کاموں کا حکم دیتے رہو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔" العرف معروف کے معنی میں ہے، جس کے معنی نیک کاموں کے ہیں۔

٤٦٤٢ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ أَخِيهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسٍ وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِينَ يُدْنِيهِمْ عُمَرُ وَكَانَ الْقُرَّاءُ أَصْحَابَ مَجَالِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهِ كُهُولًا كَانُوا أَوْ شُبَّانًا فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ أَخِيهِ: يَا ابْنَ أَخِي! هَلْ لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هَذَا الْأَمِيرِ فَاسْتَأْذِنْ لِي عَلَيْهِ قَالَ: سَأَسْتَأْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَاسْتَأْذَنَ الْحُرُّ لِعُيَيْنَةَ فَأَذِنَ لَهُ عُمَرُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ: هِيْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَوَاللَّهِ! مَا تُعْطِينَا الْجَزْلَ وَلَا تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ حَتَّى هَمَّ أَنْ يُوقِعَ بِهِ فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ وَإِنَّ

(۴۶۴۲) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ نے اپنے بھتیجے حر بن قیس کے یہاں آ کر قیام کیا۔ حر، ان چند خاص لوگوں سے تھے جنہیں عمر رضی اللہ عنہ اپنے بہت قریب رکھتے تھے جو لوگ قرآن مجید کے زیادہ عالم اور قاری ہوتے۔ عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں انہی کو زیادہ نزدیکی حاصل ہوتی تھی اور ایسے لوگ آپ کے مشیر ہوتے۔ اس کی کوئی قید نہیں تھی کہ وہ عمر رسیدہ ہوں یا نوجوان۔ عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا کہ تمہیں اس امیر کی مجلس میں بہت نزدیکی حاصل ہے۔ میرے لیے بھی مجلس میں حاضری کی اجازت لے دو۔ حر بن قیس نے کہا کہ میں آپ کے لیے بھی اجازت مانگوں گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا۔ چنانچہ انہوں نے عیینہ کے لیے بھی اجازت مانگی اور عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مجلس میں آنے کی اجازت دے دی۔ مجلس میں جب پہنچے تو کہا: اے خطاب کے بیٹے! اللہ کی قسم! نہ تو تم ہمیں مال ہی دیتے ہو اور نہ عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی بات پر بڑا غصہ آیا اور آگے بڑھ ہی رہے تھے کہ حر بن قیس نے عرض کیا: یا امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے خطاب کر کے فرمایا ہے "معافی اختیار کر اور نیک کام کا حکم دے اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو جایا کیجئے" اور یہ بھی

هَذَا مِنَ الْجَاهِلِينَ وَاللَّهِ! مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِينَ تَلَاهَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللَّهِ. [طرفه في: ٧٢٨٦]

جاہلوں میں سے ہیں۔ اللہ کی قسم! کہ جب حر نے قرآن مجید کی تلاوت کی تو عمر رضی اللہ عنہ بالکل ٹھنڈے پڑ گئے اور کتاب اللہ کے حکم کے سامنے آپ کی یہی حالت ہوتی تھی۔

تشریح: ابن عباس رضی اللہ عنہما بالکل نوجوان تھے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھتے۔ دوسرے بوڑھے بوڑھے لوگوں پر ان کا مرتبہ زیادہ رہتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ علم اور علما کے قدردان تھے اور ہر ایک بادشاہ اسلام کو ایسا ہی کرنا چاہیے۔ ہمیشہ عالموں کی قدر و منزلت اور تعظیم اور تکریم لازم ہے ورنہ پھر کوئی ان کے ملک میں علم نہ پڑھے گا اور ملک کیا ہوگا جاہلوں کا ڈربہ۔ ایسا ملک بہت جلد تباہ اور برباد ہوگا۔ افسوس! ہمارے زمانہ میں علم اور علما کی قدر و منزلت تو کیا عالموں کو جاہلوں کے برابر بھی نہیں رکھا جاتا بلکہ جاہلوں کو جو عہدے اور منصب عطا کئے جاتے ہیں عالم ان کے مستحق اور سزاوار نہیں سمجھے جاتے۔ خود مجھ پر یہ واقعہ گزر چکا ہے۔ چند روز میں قضا کی آفت میں گرفتار کیا گیا تھا مگر اللہ کا بڑا فضل ہوا۔ علم و فضل کی ناقدردانی نے مجھ کو جلد سبکدوش کر دیا ورنہ معلوم نہیں کب تک اس آفت میں گرفتار رہتا۔ میں دل سے قضا کو مکروہ جانتا تھا خیر میں تو ہٹا دیا گیا اور دوسرے لوگ جو علم و فضل سے عاری اور ان کی قابلیت ایسی تھی کہ برسوں میں ان کو تعلیم دے سکتا تھا وہ اپنی خدمات پر بدستور قائم رہے۔ گو میں اس انقلاب سے جہاں تک میری ذات سے متعلق تھا خوش ہوا اور سجدۂ شکر بجالایا مگر ملک اور قوم پر رونا آیا۔ یا اللہ! ہمارے بادشاہوں کو سمجھ دے۔ آمین یارب العالمین۔

اللہ اللہ! عیینہ کی بے ادبی اور گستاخی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا صبر اور تحمل، اگر اور کوئی دنیادار بادشاہ ہوتا تو ایسی زبان درازی اور بے ادبی پر کیسی سزا دیتا۔ عیینہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی دنیادار بادشاہوں کی طرح سمجھے کہ جاہل مصاحبوں اور واہی رفیقوں پر بادشاہی خزانہ جو رعایا کا مال ہے لٹاتے رہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو تو ایک ادنیٰ سپاہی کی طرح تنخواہ دیا کرتے وہ بھلا ان جیسے واہی لوگوں کو کب دینے والے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایمان اور اخلاص سمجھنے کے لیے انصاف والے آدمی کے لیے یہی قصہ کافی ہے۔ قرآن مجید کی آیت پڑھتے ہی غصہ جاتا رہا صبر اور تحمل پر عمل کیا سبحان اللہ۔ (رضی اللہ عنہ) (وحیدی)

٤٦٤٣ - حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ﴾ قَالَ: مَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَّا فِي أَخْلَاقِ النَّاسِ. [طرفه في: ٤٦٤٤] [ابو داود: ٤٧٨٧]

(۴۶۴۳) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آیت ''معافی اختیار کیجئے اور نیک کام کا حکم دیتے رہیے۔'' لوگوں کے اخلاق کی اصلاح کے لیے ہی نازل ہوئی ہے۔

٤٦٤٤ - وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرَّادٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ: هِشَامٌ أَخْبَرَنِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: أَمَرَ اللَّهُ نَبِيَّهُ ﷺ أَنْ يَأْخُذَ الْعَفْوَ مِنْ أَخْلَاقِ النَّاسِ أَوْ كَمَا قَالَ. [راجع: ٤٦٤٣]

(۴۶۴۴) اور عبداللہ بن براد نے بیان کیا، ان سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا ہے کہ لوگوں کے اخلاق ٹھیک کرنے کے لیے درگزری اختیار کریں یا کچھ ایسا ہی کہا۔

تشریح: غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ عفو سے اس آیت میں قصور کی معافی کرنا، خطا سے درگزر کرنا مراد ہے اور یہ آیت حسن اخلاق سے متعلق ہے۔ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ قرآن پاک میں کوئی آیت اس آیت کی طرح جامع اخلاق نہیں ہے لیکن بعض نے اس آیت کی یوں تفسیر کی ہے کہ خذ العفو سے یہ مراد ہے کہ جو کچھ مال ان کے ضروری اخراجات سے بچ رہے وہ لے لے اور یہ حکم زکوۃ کی فرضیت سے پہلے کا ہے۔ طبری

اور ابن مردویہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اسی سے نکالا۔ جب یہ آیت اتری تو نبی کریم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے اس کا مطلب پوچھا، انہوں نے کہا میں جا کر پروردگار سے پوچھتا ہوں، پھر لوٹ کر آئے کہنے لگے تمہارا پروردگار تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ جو کوئی تم سے ناطہ کاٹے تم اس سے جوڑو اور جو کوئی تم کو محروم کرے تم اس کو دو اور جو کوئی تم پر ظلم کرے تم اس کو معاف کر دو۔ (وحیدی)

(٨) سُوْرَةُ الْأَنْفَالِ

سورۂ انفال کی تفسیر

[بَابٌ] قَوْلُهُ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْأَنْفَالُ: الْمَغَانِمُ. وَقَالَ قَتَادَةُ: ﴿رِيْحُكُمْ﴾ الْحَرْبُ يُقَالُ: نَافِلَةٌ عَطِيَّةٌ.

''یہ لوگ آپ سے غنیمتوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ غنیمتیں اللہ کی ملک ہیں پھر رسول کی۔ پس اللہ سے ڈرتے رہو اور آپس کے معاملات درست رکھو۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ "الانفال" کے معنی غنیمتیں ہیں۔ قتادہ نے کہا کہ لفظ "رِيْحُكُم" سے لڑائی مراد ہے۔ (یعنی اگر تم آپس میں نزاع کرو گے تو لڑائی میں تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی) لفظ "نَافِلَةٌ" عطیہ کے معنی میں بولا جاتا ہے۔

تشریح: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ بدر میں شامل تھے جب کافر شکست کھا کر بھاگے تو لشکر اسلام سے بعض لوگ تو بھاگنے والوں کے تعاقب میں دوڑے، بعض نے مال غنیمت کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ بعض لوگ صرف نبی کریم ﷺ کی حفاظت میں رہے۔ جب رات کو سب جمع ہوئے تو غنیمت جمع کرنے والوں نے کہا کہ یہ مال صرف ہمارا ہے، ہم نے جمع کیا ہے۔ دوسرے لوگوں نے اپنے حقوق جتلا کے جب اختلاف بڑھایا تو سورۂ انفال کا نزول ہوا۔

٤٦٤٥۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحِيْمِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُوْرَةُ الْأَنْفَالِ: قَالَ: نَزَلَتْ فِيْ بَدْرٍ. [راجع: ٤٠٢٩] [مسلم: ٧٥٥٨]

(۴۶۴۵) مجھ سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو بشر نے خبر دی، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سورۂ انفال کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے بتلایا کہ غزوۂ بدر میں نازل ہوئی تھی۔

الشَّوْكَةُ: الْحَدُّ ﴿مُرْدِفِيْنَ﴾ فَوْجًا بَعْدَ فَوْجٍ رَدِفَنِيْ وَأَرْدَفَنِيْ جَاءَ بَعْدِيْ ﴿ذُوْقُوْا﴾ بَاشِرُوْا وَجَرِّبُوْا وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ ذَوْقِ الْفَمِ ﴿فَيَرْكُمَهُ﴾ يَجْمَعَهُ شَرِّدْ: فَرِّقْ ﴿وَإِنْ جَنَحُوْا﴾: طَلَبُوْا. السِّلْمُ وَالسَّلْمُ وَالسَّلَامُ وَاحِدٌ ﴿يُثْخِنَ﴾ يَغْلِبَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ:

الشوكة کا معنی دھار (نوک) ''مُرْدِفِيْنَ'' کے معنی فوج در فوج، کہتے ہیں رَدِفَنِي وَأَرْدَفَنِي یعنی میرے بعد آیا "ذالکم فذوقوہ" ذوقوہ کا معنی یہ ہے کہ یہ عذاب اٹھاؤ، اس کا تجربہ کرو، منہ سے چکھنا مراد نہیں ہے۔ ''فَيَرْكُمَهُ'' کا معنی اس کو جمع کرے شَرِّد کا معنی جدا کر دے (یا سخت سزا دے) ''جَنَحُوا'' کا معنی طلب کریں اَلسِّلْمُ وَالسَّلْمُ وَالسَّلَامُ سب کے ایک ہی معنی ہیں (یعنی صلح) ''يُثْخِنَ'' کا معنی غالب

﴿مُكَآءً﴾ إِدْخَالُ أَصَابِعِهِمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ ﴿وَتَصْدِيَةً﴾ الصَّفِيرُ ﴿لِيُثْبِتُوكَ﴾ لِيَحْبِسُوكَ.

ہوا اور مجاہد نے کہا "مُكَاءً" کا معنی انگلیاں منہ میں دے کر آواز نکالنا "تَصْدِيَة" تالیاں بجانا "لِيُثْبِتُوكَ" تاکہ تجھ کو قید کرلیں۔

بَابٌ: باب: (ارشادِ باری تعالیٰ)

﴿إِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾

"بدترین حیوانات اللہ کے نزدیک وہ بہرے گونگے لوگ ہیں جو ذرا بھی عقل نہیں رکھتے۔"

٤٦٤٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾ قَالَ: هُمْ نَفَرٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ.

(۴۶۴۶) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے ورقاء بن عمر نے بیان کیا، ان سے ابن ابی نجیح نے، ان سے مجاہد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ آیت "بدترین حیوانات اللہ کے نزدیک وہ بہرے گونگے ہیں جو عقل سے ذرا کام نہیں لیتے" بنو عبدالدار کے کچھ لوگوں کے بارے میں اتری تھی۔

تشریح: قریش کے کافروں میں سے بنو عبدالدار قبیلہ کے کچھ لوگ جنگ احد میں کفر کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہرے گونگے حیوانات قرار دیا کہ یہ انجام سے غافل ہیں۔ چنانچہ بعد کے حالات نے تصدیق کی کہ فی الواقع ایسے لوگ جانوروں سے بھی بدتر تھے۔ کیونکہ اپنے انجام کا انہوں نے فکر نہیں کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ: باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلَّهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللَّهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾ اسْتَجِيْبُوا: أَجِيْبُوا لِمَا يُحْيِيكُمْ: يُصْلِحُكُمْ.

"اے ایمان والو! اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہو جبکہ وہ (رسول) تم کو تمہاری زندگی بخشنے والی چیز کی طرف بلائیں اور جان لو کہ اللہ حائل ہو جاتا ہے انسان اور اس کے دل کے درمیان اور یہ کہ تم سب کو اسی کے پاس اکٹھا ہونا ہے۔" اِسْتَجِيْبُوْا ای اَجِيْبُوْا یعنی قبول کرو، جواب دو لِمَا يُحْيِيْكُمْ اَیْ لِمَا يُصْلِحُكُمْ اس چیز کے لیے جو تمہاری اصلاح کرتی ہے تم کو درست کرتی ہے۔ جس کے ذریعہ تم کو دائمی زندگی ملے گی۔

٤٦٤٧ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي فَمَرَّ بِي رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَدَعَانِي فَلَمْ آتِهِ حَتَّى صَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ: ((مَا مَنَعَكَ أَنْ

(۴۶۴۷) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے خبیب بن عبدالرحمن نے، انہوں نے حفص بن عاصم سے سنا اور ان سے ابو سعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے اور مجھے پکارا۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں نہ پہنچ سکا بلکہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: "آنے

تَأْتِيَ أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ﴾)) ثُمَّ قَالَ: ((لَأُعَلِّمَنَّكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ)) فَذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِيَخْرُجَ فَذَكَرْتُ لَهُ.

میں دیر کیوں ہوئی؟ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم نہیں دیا ہے کہ ''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہو، جبکہ وہ (یعنی رسول) تم کو بلائیں'' پھر آپ نے فرمایا: ''مسجد سے نکلنے سے پہلے میں تمہیں قرآن کی عظیم ترین سورت سکھاؤں گا۔'' تھوڑی دیر بعد آپ باہر تشریف لے جانے لگے تو میں نے آپ کو یاد دلایا۔

وَقَالَ مُعَاذٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبٍ سَمِعَ حَفْصًا: سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا وَقَالَ: هِيَ ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ السَّبْعُ الْمَثَانِي. [راجع: ٤٤٧٤]

اور معاذ بن معاذ عنبری نے اس حدیث کو یوں روایت کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے خبیب نے، انہوں نے حفص سے سنا اور انہوں نے ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے جو نبی کریم ﷺ کے صحابی تھے، سنا اور انہوں نے بیان کیا وہ سورت: ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ ہے جس میں سات آیتیں ہیں جو ہر نماز میں مکرر پڑھی جاتی ہیں۔

تشریح: قرآن مجید کی پوری آیت یوں ہے: ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾ (۱۵/الحجر:۸۷) اے نبی! ہم نے آپ کو قرآن مجید میں سات آیات ایسی دی ہیں جو بار بار پڑھی جاتی رہتی ہیں اور جو قرآن مجید کی بہت ہی بڑی عظمت والی آیات ہیں گویا یہ آیات قرآن عظیم کہلانے کی مستحق ہیں۔ مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس آیت میں جن آیتوں کا ذکر ہوا ہے، اس سے سورۂ فاتحہ مراد ہے۔ حدیث میں جسے ام الکتاب یعنی قرآن مجید کی جڑ، بنیاد کہا گیا ہے، یہی وہ سورت ہے جسے ہر نمازی اپنی نماز میں بار بار پڑھتا ہے۔ نماز نفل ہو یا سنت یا فرض ہر ہر رکعت میں یہ سورت پڑھی جاتی ہے۔ سارے قرآن میں اور کوئی سورۂ مبارکہ ایسی نہیں ہے جو اس کا بدل ہو سکے۔ اس سورت کے بہت سے نام ہیں، اس کو صلوٰۃ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں حدیث قدسی میں نقل ہوا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ((قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ)) میں نے ''صلوٰۃ'' کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھوں آدھ تقسیم کر دیا ہے۔ چنانچہ سورۂ فاتحہ کا آدھا حصہ تعریف وتحمید وتقدیس الٰہی پر مشتمل ہے آگے دعاؤں اور ان کے آداب وقوانین کا بیان ہے۔ اس لیے حدیث میں صاف وارد ہوا ہے کہ ((لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)) یعنی جس نے نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی ہو اس کی نماز کچھ نہیں ہے۔ اس لیے اکثر صحابہ کرام وتابعین وائمہ مجتہدین ہر نماز میں سورۂ فاتحہ کی فرضیت کے قائل ہیں اور اسی کو راجح اور قوی مذہب قرار دیا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے اکثر اصحاب رحمہم اللہ بھی سری نمازوں میں سورۂ فاتحہ کے استحباب کے قائل ہیں۔ بہر حال سورۂ فاتحہ بڑی شان وعظمت والی سورہ ہے۔ اس کی ہر ہر آیت معرفت وتوحید الٰہی کا ایک عظیم دفتر ہے۔ عقائد واعمال کا خزانہ ہے۔ ہر انصاف پسند نمازی کا فرض ہے وہ امام ہو یا مقتدی مگر اس سورۂ مبارکہ کو ضرور پڑھے تا کہ نماز میں کوئی نقص باقی نہ رہے۔ ہر نماز میں سورۂ فاتحہ کی فرضیت کے دلائل بہت ہیں جو پیچھے کتاب الصلوٰۃ میں مفصل بیان ہو چکے ہیں وہاں ان کا مطالعہ ضروری ہے۔

بَابٌ وَقَوْلُهُ:

باب: حق تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَإِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: مَا سَمَّى اللّٰهُ مَطَرًا فِي الْقُرْآنِ إِلَّا عَذَابًا وَتُسَمِّيهِ الْعَرَبُ

''اے نبی! ان کو وہ وقت بھی یاد دلاؤ جب ان کافروں نے کہا تھا کہ اے اللہ! اگر یہ (کلام) تیری طرف سے واقعی برحق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا پھر (کوئی اور ہی) عذاب دردناک لے آ!'' ابن عیینہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے لفظ ''مَطَر'' (بارش) کا استعمال قرآن میں عذاب ہی

الْغَيْثَ وَهُوَ قَوْلُهُ: ﴿يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا﴾

کے لیے کیا ہے، عرب اسے "غَيْث" کہتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان :"وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا" میں ہے۔

تشریح: قرآن مجید نے باران رحمت کے لیے لفظ غیث استعمال کیا ہے۔ مطر کا لفظ آسمان سے عذاب نازل کرنے کے موقع پر بولا گیا ہے۔ اس قسم کی کئی آیات قرآن مجید میں موجود ہیں۔

٤٦٤٨۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ هُوَ ابْنُ كُرْدِيدٍ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ أَبُو جَهْلٍ: ﴿اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ فَنَزَلَتْ: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ وَمَا لَهُمْ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ الآيَةَ.

(۴۶۴۸) مجھ سے احمد بن نضر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیداللہ بن معاذ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے صاحب زیادی عبدالحمید نے جو کردید کے صاحبزادے تھے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ابوجہل نے کہا تھا کہ "اے اللہ! اگر یہ کلام تیری طرف سے واقعی حق ہے تو ہم پر آسمانوں سے پتھر برسادے یا پھر کوئی اور ہی عذاب دردناک لے آ!" تو اس پر آیت "حالانکہ اللہ ایسا نہیں کرے گا کہ انہیں عذاب دے، اس حال میں کہ آپ ان میں موجود ہوں اور نہ اللہ ان پر عذاب لائے گا اس حال میں کہ وہ استغفار کررہے ہوں۔ ان لوگوں کے لیے کیا وجہ ہے کہ اللہ ان پر عذاب (ہی سرے سے) نہ لائے درآں حالیکہ وہ مسجد حرام سے روکتے ہیں۔" آخر آیت تک۔

[طرفه في: ٤٦٤٩] [مسلم: ٧٠٦٤]

تشریح: ابوجہل کی دعا قبول ہوئی اور بدر میں وہ ذلت کی موت مرا۔ آیت اور حدیث میں یہی مذکور ہوا ہے اگر وہ لوگ توبہ واستغفار کرتے تو اللہ تعالیٰ بھی ضرور ان پر رحم کرتا مگر ان کی قسمت میں اسلام نہ تھا۔ ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ﴾ (۵۷/الحدید:۲۱) اس سے استغفار کی بھی بڑی فضیلت ثابت ہوئی۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى:

باب: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾

"اور اللہ ایسا نہیں کرے گا کہ انہیں عذاب کرے اس حال میں کہ اے نبی! آپ ان میں موجود ہوں اور نہ اللہ ان پر عذاب لائے گا اس حالت میں کہ وہ استغفار کررہے ہوں۔"

٤٦٤٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ أَبُو جَهْلٍ: ﴿اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ

(۴۶۴۹) ہم سے محمد بن نضر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیداللہ بن معاذ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے صاحب زیادی عبدالحمید نے اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ابوجہل نے کہا تھا کہ "اے اللہ! اگر یہ کلام تیری طرف سے واقعی حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسادے یا پھر کوئی

عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَآءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ فَنَزَلَتْ: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ الآيَةَ.

[راجع: ٤٦٤٨]

اور ہی عذاب لے آ۔'' اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''حالانکہ اللہ ایسا نہیں کرے گا کہ انہیں عذاب دے اس حال میں کہ آپ ان میں موجود ہوں اور نہ اللہ ان پر عذاب لائے گا۔ اس حال میں وہ استغفار کر رہے ہوں۔ ان لوگوں کو اللہ کیوں نہ عذاب کرے جن کا حال یہ ہے کہ وہ مسجد حرام سے روکتے ہیں۔'' آخر آیت تک۔

بَابُ قَوْلِهِ

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ﴾.

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''اوران سے لڑو، یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہ جائے اور سارے کا سارا دین اللہ ہی کا ہو جائے۔''

تشریح: یعنی ''اوران سے لڑو، یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہ جائے۔''

٤٦٥٠ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَهُ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! أَلَا تَسْمَعُ مَا ذَكَرَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ؟ ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا﴾ [الحجرات: ٩] إِلَى آخِرِ الآيَةِ فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ لَا تُقَاتِلَ كَمَا ذَكَرَهُ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ؟ فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي أَغْتَرُّ بِهَذِهِ الآيَةِ وَلَا أُقَاتِلُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَغْتَرَّ بِهَذِهِ الآيَةِ الَّتِي يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا﴾ إِلَى آخِرِهَا قَالَ: فَإِنَّ اللَّهَ يَقُولُ: ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ﴾ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَدْ فَعَلْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ كَانَ الْإِسْلَامُ قَلِيلًا فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِي دِينِهِ إِمَّا يَقْتُلُوهُ وَإِمَّا يُوثِقُوهُ حَتَّى كَثُرَ الْإِسْلَامُ. فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ فَلَمَّا رَأَى أَنَّهُ لَا يُوَافِقُهُ فِيمَا يُرِيدُ قَالَ:

(٤٦٥٠) ہم سے حسن بن عبدالعزیز نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن یحییٰ نے، کہا ہم سے حیوہ بن شریح نے، انہوں نے بکر بن عمرو سے، انہوں نے بکیر سے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ایک شخص (حبان یا علاء بن عرار نامی) نے پوچھا ابوعبدالرحمن! آپ نے قرآن کی یہ آیت نہیں سنی کہ ''جب مسلمانوں کی دو جماعتیں لڑنے لگیں۔'' الخ، اس آیت کے بموجب تم (علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں سے) کیوں نہیں لڑتے جیسے اللہ نے فرمایا ﴿فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي﴾ انہوں نے کہا میرے بھتیجے! اگر میں اس آیت کی تاویل کر کے مسلمانوں سے نہ لڑوں تو یہ مجھ کو اچھا معلوم ہوتا ہے بہ نسبت اس کے کہ میں اس آیت ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا﴾ کی تاویل کروں، وہ شخص کہنے لگا اچھا اس آیت کو کیا کرو گے جس میں مذکور ہے کہ ''ان سے لڑو تا کہ فتنہ باقی نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کا ہو جائے۔'' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا (واہ! واہ) یہ لڑائی تو ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد میں کر چکے، اس وقت مسلمان بہت تھوڑے تھے اور مسلمان کو اسلام اختیار کرنے پر تکلیف دی جاتی تھی، قتل کرتے، قید کرتے، یہاں تک کہ اسلام پھیل گیا۔ مسلمان بہت ہو گئے اب فتنہ جو اس آیت میں مذکور ہے وہ کہاں رہا، جب اس شخص نے دیکھا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کسی طرح لڑائی پر اس کے موافق نہیں ہوتے تو کہنے لگا اچھا بتلاؤ علی اور

فَمَا قَوْلُكَ فِي عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ؟ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَا قَوْلِي فِي عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ؟ أَمَّا عُثْمَانُ فَكَانَ اللَّهُ قَدْ عَفَا عَنْهُ فَكَرِهْتُمْ أَنْ تَعْفُوا عَنْهُ وَأَمَّا عَلِيٌّ فَابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَخَتَنُهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ وَهَذِهِ ابْنَتُهُ أَوْ بِنْتُهُ حَيْثُ تَرَوْنَ. [راجع: ۳۱۳۰]

عثمان رضی اللہ عنہما کے بارے میں تمہارا کیا اعتقاد ہے؟ انہوں نے کہا ہاں یہ کہو تو سنو، علی اور عثمان رضی اللہ عنہما کے بارے میں اپنا اعتقاد بیان کرتا ہوں۔ عثمان رضی اللہ عنہ کا جو قصور تم بیان کرتے ہو (کہ وہ جنگ احد میں بھاگ نکلے) تو اللہ نے ان کا یہ قصور معاف کر دیا مگر تم کو یہ معافی پسند نہیں (جب تو اب تک ان پر قصور لگاتے جاتے ہو) اور علی رضی اللہ عنہ تو (سبحان اللہ) رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی اور آپ کے داماد تھے اور ہاتھ سے اشارہ کر کے بتلایا یہ ان کا گھر ہے جہاں تم دیکھ رہے ہو۔

تشریح: یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تقرب اور علو مرتبہ تو ان کے گھر کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے گھر سے ان کا گھر ملا ہوا ہے اور قرابت قریب یہ کہ وہ نبی کریم ﷺ کے چچا زاد بھائی اور آپ کے داماد بھی تھے۔ ایسے صاحب فضیلت کی نسبت بداعتقادی کرنا کم بختی کی نشانی ہے۔ شاید یہ شخص خوارج میں سے ہوگا جو حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما دونوں کی تکفیر کرتے ہیں۔ (وحیدی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مطلب یہ تھا کہ موجودہ جنگ خانگی ہے۔ رسول کریم ﷺ کے زمانے میں کافروں سے ہماری جنگ دنیا کی حکومت یا سرداری کے لیے نہیں بلکہ خالص دین کے لیے تھی تاکہ کافروں کا غرور ٹوٹ جائے اور مسلمان ان کی ایذا سے محفوظ رہیں تم تو دنیا کی سلطنت وحکومت اور خلافت حاصل کرنے کے لیے لڑ رہے ہو اور دلیل اس آیت سے لیتے ہو جس کا مطلب دوسرا ہے۔ قرآن مجید کی آیات کو بے محل استعمال کرنے والوں نے اسی طرح امت میں فتنے اور فساد پیدا کیے اور ملت کے شیرازے کو منتشر کر دیا ہے۔ آج کل بھی بہت سے نام نہاد عالم بے محل آیات واحادیث کو استعمال کرنے والے بکثرت موجود ہیں جو ہر وقت مسلمانوں کو لڑاتے رہتے ہیں۔ هداهم الله الى صراط مستقيم۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس طرز عمل میں بہت سے اسباق پوشیدہ ہیں، کاش! ہم غور کر سکیں۔

٤٦٥١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَيَانٌ: أَنَّ وَبَرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا أَوْ إِلَيْنَا ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ رَجُلٌ: كَيْفَ تَرَى فِي قِتَالِ الْفِتْنَةِ؟ فَقَالَ: وَهَلْ تَدْرِي مَا الْفِتْنَةُ كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِينَ وَكَانَ الدُّخُولُ عَلَيْهِمْ فِتْنَةً وَلَيْسَ كَقِتَالِكُمْ عَلَى الْمُلْكِ. [راجع: ۳۱۳۰]

(۴۶۵۱) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے بیان نے بیان کیا، ان سے وبرہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سعید بن جبیر نے بیان کیا، کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس تشریف لائے، تو ایک صاحب نے ان سے پوچھا کہ (مسلمانوں کے باہمی) فتنہ اور جنگ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہیں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے پوچھا تمہیں معلوم بھی ہے "فتنہ" کیا چیز ہے۔ محمد ﷺ مشرکین سے جنگ کرتے تھے اور ان میں ٹھہر جانا ہی فتنہ تھا۔ آنحضرت ﷺ کی جنگ تمہاری ملک وسلطنت کی خاطر جنگ کی طرح نہیں تھی۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا

"اے نبی! مومنوں کو قتال پر آمادہ کیجئے۔ اگر تم میں سے بیس آدمی بھی صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آ جائیں گے اور اگر تم میں سے

مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَكُنْ مِنكُم مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ﴾

سو ہوں گے تو ایک ہزار کافروں پر غالب آ جائیں گے اس لیے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے۔"

٤٦٥٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿إِنْ يَكُنْ مِنكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ﴾ فَكُتِبَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِنْ عَشَرَةٍ فَقَالَ سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ: أَنْ لَا يَفِرَّ عِشْرُونَ مِنْ مِائَتَيْنِ ثُمَّ نَزَلَتْ: ﴿الْآنَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنكُمْ﴾ الْآيَةَ فَكَتَبَ أَنْ لَا يَفِرَّ مِائَةٌ مِنْ مِائَتَيْنِ وَزَادَ سُفْيَانُ مَرَّةً نَزَلَتْ: ﴿حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَكُنْ مِنكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ﴾ قَالَ سُفْيَانُ: وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ: وَأَرَى الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ مِثْلَ هَذَا.

(۴۶۵۲) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ "اگر تم میں سے بیس آدمی بھی صبر کرنے والے ہوں تو وہ دوسو پر غالب آ جائیں گے" تو مسلمان کے لیے فرض قرار دے دیا گیا کہ ایک مسلمان دس کافروں کے مقابلے سے نہ بھاگے اور کئی مرتبہ سفیان ثوری نے یہ بھی کہا کہ بیس دوسو کے مقابلے سے نہ بھاگیں۔ سفیان ثوری نے ایک مرتبہ اس زیادتی کے ساتھ روایت بیان کی کہ آیت نازل ہوئی: "اے نبی! مومنوں کو قتال پر آمادہ کرو۔ اگر تم میں سے بیس آدمی صبر کرنے والے ہوں گے" سفیان ثوری نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن ابی شبرمہ (کوفہ کے قاضی) نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بھی یہی حکم ہے۔

[طرفه في: ٤٦٥٣]

تشریح: یعنی اگر مخالفین کی جماعت برابر یا دگنی ہو جب بھی کلمہ حق کہنے میں دریغ نہ کرے ورنہ گناہگار ہوگا۔ اچھی بات کا حکم کرے۔ بری بات سے منع کر دے۔ اگر مخالفین دگنے سے بھی زیادہ ہوں اور جان جانے کا ڈر ہو اس وقت سکوت کرنا جائز ہے لیکن دل سے ان کو برا سمجھے ان کی جماعت سے الگ رہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿الْآنَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾.

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

"اب اللہ نے تم پر تخفیف کر دی اور معلوم کر لیا کہ تم میں کمزوری آ گئی ہے" اللہ تعالیٰ کے ارشاد "والله مع الصابرين" تک۔

٤٦٥٣- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ السُّلَمِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الزُّبَيْرُ بْنُ خِرِّيتٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿إِنْ يَكُنْ مِنكُمْ عِشْرُونَ

(۴۶۵۳) ہم سے یحییٰ بن عبداللہ سلمی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو جریر بن حازم نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھے زبیر بن خریت نے خبر دی، انہیں عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب یہ آیت اتری "اگر تم میں سے بیس آدمی بھی صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دوسو پر غالب

صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ﴾ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ حِينَ فُرِضَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِنْ عَشَرَةٍ فَجَاءَ التَّخْفِيفُ فَقَالَ: ﴿الْآنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ﴾ قَالَ: فَلَمَّا خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِنَ الْعِدَّةِ نَقَصَ مِنَ الصَّبْرِ بِقَدْرِ مَا خُفِّفَ عَنْهُمْ. [راجع: ٤٦٥٢] [ابوداود: ٢٦٤٦]

آ جائیں گے'' تو مسلمانوں پر سخت گزرا کیونکہ اس آیت میں ان پر یہ فرض قرار دیا گیا تھا کہ ایک مسلمان دس کافروں سے نہ بھاگے۔ اس لیے اس کے بعد تخفیف کی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اب اللہ نے تم سے تخفیف کردی اور معلوم کرلیا کہ تم میں جوش کی کمی ہے۔ اب اگر تم میں سو صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آ جائیں گے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تعداد کی اس کمی سے اتنی ہی مسلمانوں کے صبر میں کمی ہوگئی۔

تشریح: ایمان اور عزم و حوصلہ کی بات ہے کہ جب مسلمانوں میں یہ چیزیں خوب ترقی پر تھیں، ان کا ایک ایک فرد، دس دس پر غالب آتا تھا۔ اور جب ان میں کمی ہوگئی تو مسلمانوں کی قوت میں بھی فرق آ گیا۔

خاتمہ

اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل و کرم ہے کہ آج پارہ نمبر ۱۸ کی تسوید سے فراغت حاصل کر رہا ہوں۔ اس سال خصوصیت سے بہت سے افکار و ہموم کا شکار رہا۔ صحت نے بہت کافی حد تک مایوسی کے درجہ پر پہنچا دیا۔ مالی و جانی نقصانات نے کمر ہمت کو توڑ کر رکھ دیا، پھر بھی دل میں یہی لگن رہی کہ حالات کچھ بھی ہوں۔ بہر حال و بہر صورت خدمت بخاری شریف کو انجام دینا ہے۔ کاتب بخاری مولانا محمد حسن لداخی رحمہ اللہ کی وفات حسرت آیات سے بہت کم امید تھی کہ یہ نیک سلسلہ حسب منشا چل سکے گا۔ مگر اللہ پاک نے مخلصین کی دعاؤں کو قبول کیا اور مرحوم مولانا لداخی کی جگہ میرے پرانے دوست بھائی مولانا عبدالخالق صاحب خلیق بستوی کاتب دل و جان سے اس خدمت کے لیے تیار ہوگئے۔ الحمد للہ یہ پارہ حضرت مولانا موصوف ہی کی قلم کا لکھا ہوا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ پاک مجھ کو اور میرے سارے کاتب حضرات کو تندرستی کے ساتھ یہ خدمت مکمل کرنے کی سعادت عطا کرے۔ یہ پارہ زیادہ تر کتاب التفسیر پر مشتمل ہے۔ امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں مختلف الفاظ اور آیات کا انتخاب فرما کر ان کے معانی و مطالب اور شان نزول وغیرہ سلفی طرز پر بیان فرمائے۔ جن سے ہم جیسے قرآن مقدس کے طالب علموں کو بہت سی قیمتی معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ خادم نے ترجمہ و تشریحات میں اختصار کو ملحوظ نظر رکھا ہے۔ پھر بھی اس پارے کی ضخامت کافی ہوگئی ہے۔ اس ہوش ربا گرانی کے زمانے میں مسلسل اس خدمت کو انجام دینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ دماغی و ذہنی کد و کاوش مطالعہ کتب تراجم و شروح پھر کاتبوں اور مطابع کے چکر کاٹنے اور موجودہ گرانی کا مقابلہ کرنا یہ سارے حالات بہت ہی ہمت شکن ہیں۔ مگر مخلصین کی دعاؤں کا سہارا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم خاص سے یہاں تک پہنچا دیا۔ سہواً کچھ نہ کچھ اغلاط ضرور ملیں گی۔ اس لیے میں اپنے قدر دانوں سے معافی مانگنے کے ساتھ معزز علمائے کرام سے باادب درخواست کروں گا کہ اصلاح فرما کر مجھ کو تہ دل سے شکر ادا کرنے کا موقع دیں اور مجھ ناچیز کو دعاؤں میں یاد رکھیں کہ میں بقایا خدمت باحسن طریق انجام دے سکوں جس کے لیے ابھی کافی وقت اور سرمایہ کی ضرورت ہے۔

یا اللہ! محض تیری رضا حاصل کرنے کے لیے تیرے حبیب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین عالیہ کی یہ قلمی خدمت انجام دے رہا ہوں تو اس حقیر خدمت کو قبول فرما کر میرے لیے اور میرے جملہ ہمدردان کرام کے لیے ذریعہ سعادت دارین بنانا اور میرے بعد بھی اس تبلیغی سلسلہ کو جاری رکھوا کر اس صدقہ جاریہ کو دوام بخش دیجیے۔ (آمین)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

(۹) سُورَةُ بَرَاءَةَ سورۂ برأت کی تفسیر

تشریح: یہ سورت مدنی ہے۔اس میں ۱۲۹ آیات اور ۱۶ رکوع ہیں۔

اے اللہ! تیرے پاک نام کی برکت سے یہ پارہ ۱۹ شروع کر رہا ہوں۔اس کو پورا کرانا تیرا کام ہے۔بیشک تو بہت بخشش کرنے والا مہربان ہے۔

﴿وَلِيجَةً﴾ كُلُّ شَيْءٍ أَدْخَلْتَهُ فِي شَيْءٍ ﴿الشُّقَّةُ﴾ السَّفَرُ. الْخَبَالُ: الْفَسَادُ وَالْخَبَالُ: الْمَوْتُ ﴿وَلَا تَفْتِنِّي﴾ لَا تُوَبِّخْنِي ﴿كَرْهًا﴾ وَ ﴿كُرْهًا﴾ وَاحِدٌ ﴿مُدَّخَلًا﴾ يُدْخَلُونَ فِيهِ ﴿يَجْمَحُونَ﴾ يُسْرِعُونَ ﴿وَالْمُؤْتَفِكَاتِ﴾ ائْتَفَكَتْ انْقَلَبَتْ بِهَا الْأَرْضُ ﴿أَهْوَى﴾ أَلْقَاهُ فِي هُوَّةٍ ﴿عَدْنٍ﴾ خُلْدٍ عَدَنْتُ بِأَرْضٍ أَيْ أَقَمْتُ وَمِنْهُ مَعْدِنٌ وَيُقَالُ: فِي مَعْدِنِ صِدْقٍ: فِي مَنْبَتِ صِدْقٍ ﴿الْخَوَالِفُ﴾ الْخَالِفُ الَّذِي خَلَفَنِي فَقَعَدَ بَعْدِي وَمِنْهُ: يَخْلُفُهُ فِي الْغَابِرِينَ وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ النِّسَاءُ مِنَ الْخَالِفَةِ وَإِنْ كَانَ جَمْعَ الذُّكُورِ فَإِنَّهُ لَمْ يُوجَدْ عَلَى تَقْدِيرِ جَمْعِهِ إِلَّا حَرْفَانِ فَارِسٌ وَفَوَارِسُ وَهَالِكٌ وَهَوَالِكُ ﴿الْخَيْرَاتُ﴾ وَاحِدُهَا خَيْرَةٌ وَهِيَ الْفَوَاضِلُ ﴿مُرْجَوْنَ﴾ مُؤَخَّرُونَ الشَّفَا شَفِيرٌ وَهُوَ حَدُّهُ وَالْجُرُفُ مَا تَجَرَّفَ مِنَ السُّيُولِ وَالْأَوْدِيَةِ ﴿هَارٍ﴾ هَائِرٍ يُقَالُ تَهَوَّرَتِ الْبِئْرُ إِذَا انْهَدَمَتْ وَانْهَارَتِ مِثْلُهُ ﴿لَأَوَّاهٌ﴾ شَفَقًا وَفَرَقًا وَقَالَ الشَّاعِرُ:

إِذَا قُمْتُ أَرْحَلُهَا بِلَيْلٍ
تَأَوَّهُ آهَةَ الرَّجُلِ الْحَزِينِ

" وَلِيجَه" ہر وہ چیز جو کسی دوسری چیز کے اندر داخل کی جائے (یہاں مراد بھیدی ہے) "الشُّقَّةُ" سفر یا دور دراز راستہ خبال کے معنی فساد اور خبال موت کو بھی کہتے ہیں۔"وَلَا تَفْتِنِّي" یعنی مجھ کو مت جھڑک، مجھ پر خفا مت ہو۔کَرْهاً اور کُرْهاً دونوں کا معنی ایک ہے یعنی زبردستی ناخوشی سے مُدْخَلًا گھس بیٹھنے کا مقام (مثلاً سرنگ وغیرہ) "يَجْمَحُونَ" دوڑتے جائیں۔"مُؤْتَفِكَات" یہ اِئْتَفَكَتْ بِهِ الْأَرْضُ سے نکلا ہے یعنی اس کی زمین الٹ دی گئی۔ "أَهْوَى" یعنی اس کو ایک گڑھے میں دھکیل دیا "جَنَّاتِ عَدْنٍ" کا معنی ہیشگی کے ہیں عرب لوگ بولتے ہیں عَدَنْتُ بِأَرْضٍ یعنی میں اس سرزمین میں رہ گیا اس سے مَعْدِن کا لفظ نکلا ہے (جس کا معنی سونے یا چاندی یا کسی اور دھات کی کان کے ہیں) مَعْدِنِ صِدْق یعنی اس سرزمین میں جہاں سچائی اگتی ہے۔ "الْخَوَالِف" خَالِفُ کی جمع ہے۔خَالِف وہ جو مجھ کو چھوڑ کر پیچھے بیٹھ رہا۔اسی سے یہ حدیث وَاُخْلُفه فِي عَقِبَة فِي الْغَابِرِين یعنی جو لوگ میت کے بعد باقی رہ گئے تو ان میں اس کا قائم مقام بن (یعنی ان کا محافظ اور نگہبان ہو) اور "خَوَالِف" سے عورتیں مراد ہیں اس صورت میں یہ خالفة کی جمع ہوگی (جیسے فَاعِلَة کی جمع فَوَاعِل آتی ہے) اگر خالف مذکر کی جمع ہو تو یہ شاذ ہوگی ایسے مذکر کی زبان عرب میں دو ہی جمعیں آتی ہیں جیسے فَارِس اور فَوَارِس اور هَالِك اور هَوَالِك۔"اَلْخَيْرات" خيرة کی جمع ہے۔یعنی نیکیاں بھلائیاں۔"مُرْجَوْنَ" ڈھیل میں دیئے گئے (زیر دریافت ہے) الشَّفَا کہتے ہیں شَفِير کو یعنی کنارہ الجرف زمین جو ندی نالوں کے بہاؤ سے کھد جاتی ہے۔"هَارٍ" گرنے والی اسی سے ہے۔ تهورت البئر یعنی کنواں گر گیا۔ "أَوَّاهٌ" یعنی رب کے خوف سے اور ڈر سے آہ وزاری کرنے والا جیسے شاعر (مثقب عبدی) کہتا ہے: رات کو اٹھ کر جب میں اونٹنی کو کستا ہوں تو وہ غمزدہ آدمی کی مثل آہ بھرتی ہے۔

تشریح: سورۂ براءت ہی کا دوسرا نام سورۂ توبہ ہے اس میں یہ مختلف الفاظ مختلف مقامات پر وارد ہوئے ہیں۔ تفصیلی مطالب کے لئے ان کو ان ہی مقامات پر مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ یہاں امام بخاری رحمہ اللہ نے لغوی اور اصطلاحی معانی پر اشارات فرمائے ہیں۔ الفاظ واخلفه فی عقبه فی الغابرین کے بارے میں امام مسلم رحمہ اللہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکالا کہ جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ مر گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: "اللهم اغفر لابی سلمة وارفع درجته فی المهديين واخلفه فی عقبه فی الغابرين۔" هالك کی جمع هوالك یہ ابوعبیدہ کا قول ہے۔ لیکن ابن مالک نے کہا کہ ان کے سوا اور بھی جمعیں مذکر کی آتی ہیں۔ اسی وزن پر جیسے شاهق سے شواهق اور ناكس سے نواكس اور داجن سے دواجن۔ اس شعر کو لا کر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ اواہ بروزن فعال مبالغہ کا صیغہ ہے جو تاوہ سے نکلا ہے۔ سورۂ براءت کے شروع میں بسملہ کیوں نہیں ہے اس کے جواب میں حافظ صاحب لکھتے ہیں کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے قرآن شریف کو جمع کیا تو سوال آیا کہ سورۂ انفال اور سورۂ توبہ الگ الگ ہیں یا ایک ہی ہیں اس کے جواب میں ہر دو سورتوں میں صرف ایک سطر کا فاصلہ چھوڑ دیا گیا۔ جس میں کچھ لکھا نہ تھا۔ یہاں بسم اللہ بھی نہیں لکھی گئی۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور یہی قول معتمد ہے۔ (فتح الباری) اس کے شروع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بسم اللہ نہیں سنی گئی اس لئے لکھی بھی نہیں گئی۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿بَرَاءَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُوْلِهِ إِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿أُذُنٌ﴾ يُصَدِّقُ تُطَهِّرُهُمْ بِهَا وَتُزَكِّيْهِمْ وَنَحْوُهَا كَثِيْرٌ وَالزَّكَاةُ: الطَّاعَةُ وَالإِخْلَاصُ: ﴿لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ﴾ [فصلت: ٧] لَا يَشْهَدُوْنَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ﴿يُضَاهُوْنَ﴾ يُشَبِّهُوْنَ.

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

''اعلانِ بیزاری ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکین سے جن سے تم نے عہد کر رکھا ہے (اور اب عہد کو انہوں نے توڑ دیا ہے)'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اُذُنٌ اس شخص کو کہتے ہیں جو ہر بات سن لے اس پر یقین کر لے "تُطَهِّرُهُمْ" اور "تُزَكِّيْهِمْ بِهَا" کے ایک معنی ہیں۔ قرآن مجید میں ایسے مترادف الفاظ بہت ہیں۔ "الزکاۃ" کے معنی فرمانبرداری اور اخلاص کے ہیں۔ "لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ" کے معنی یہ کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کی گواہی نہیں دیتے۔ "يُضَاهِئُوْنَ" اَيْ يُشَبِّهُوْنَ۔ یعنی اگلے کافروں کی سی بات کرتے ہیں۔

تشریح: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت: ﴿وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ﴾ (حم السجدة:٦، ٧) کی تفسیر میں مروی ہے کہ وہ مشرک کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ ہی پڑھنے سے انکار کرتے ہیں حالانکہ وہ یہ پڑھ لیتے تو عنداللہ شرک و کفر سے پاک ہو جاتے۔ جن لوگوں نے اس آیت سے زکوٰۃ مالی مراد لے کر مشرکین کو بھی احکام شرع کا مکلف قرار دیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ کو ان کی تردید کرنا مقصود ہے۔ (فتح الباری)

٤٦٥٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ: آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ: ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ [النساء: ١٧٦] وَآخِرُ سُوْرَةٍ نَزَلَتْ بَرَاءَةٌ. [راجع: ٤٣٦٤]

(۴۶۵۴) ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ سب سے آخر میں یہ آیت نازل ہوئی تھی: "يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ" اور سب سے آخر میں سورۂ براءت نازل ہوئی۔

تشریح: کفار مکہ نے صلح حدیبیہ میں جو عہد کئے تھے تھوڑے ہی دنوں بعد وہ عہد انہوں نے توڑ ڈالے اور مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنوخزاعہ کو انہوں نے بری طرح قتل کیا۔ ان کی فریاد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قدم اٹھانا پڑا اور اسی موقع پر سورۂ براءت کی یہ ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ آخری سورہ کا

مطلب یہ کہ اکثر آیات اس کی آخر میں اتری ہیں۔ آخری آیت: ﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللهِ﴾ (۲/البقرۃ:۲۸۱) ہے جس کے چند دن بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ (ﷺ)

بَابُ قَوْلِهِ: باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿فَسِيْحُوْا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوْا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللهِ وَأَنَّ اللهَ مُخْزِي الْكَافِرِيْنَ﴾ سِيْحُوْا سِيْرُوْا.

(اے مشرکو!) ''زمین میں چار ماہ چل پھر لو اور جان لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے، بلکہ اللہ ہی کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔'' سِيْحُوْا: سِيْرُوْا یعنی چلو پھرو۔

تشریح: یہ بدعہد مشرکین مکہ کے لئے الٹی میٹم تھا جو حالات کے پیش نظر بہت ضروری تھا۔

٤٦٥٥۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَنِي أَبُوْ بَكْرٍ فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي مُؤَذِّنِيْنَ بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤَذِّنُوْنَ بِمِنًى أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: ثُمَّ أَرْدَفَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ بِبَرَاءَةٍ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ يَوْمَ النَّحْرِ فِي أَهْلِ مِنًى بِبَرَاءَةٍ وَأَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ: آذَنَهُمْ: أَعْلَمَهُمْ. [راجع: ٣٦٩]

(۴۶۵۵) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے (کہا) اور مجھے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے خبر دی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حج کے موقع پر (جس کا نبی اکرم ﷺ نے انہیں امیر بنایا تھا) مجھے بھی ان اعلان کرنے والوں میں رکھا تھا، جنہیں یوم نحر میں اس لئے بھیجا تھا کہ اعلان کر دیں کہ آئندہ سال سے کوئی مشرک حج کرنے نہ آئے اور کوئی شخص بیت اللہ کا طواف ننگے ہو کر نہ کرے۔ حمید بن عبدالرحمٰن نے کہا پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے سے بھیجا اور انہیں سورۂ براءت کے احکام کے اعلان کا حکم دیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، چنانچہ ہمارے ساتھ علی رضی اللہ عنہ نے بھی یوم نحر ہی میں سورۂ براءت کا اعلان کیا اور اس کا کہ آئندہ سال سے کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگے ہو کر طواف کرے۔ ابو عبداللہ (امام بخاری) نے کہا آذَنَهُمْ بمعنی أَعْلَمَهُمْ یعنی اعلان کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان کو بتا دیا۔

تشریح: اس سرکاری اہم اعلان کے لئے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مامور کیا گیا ہے۔ بعد میں آپ کو بذریعہ وحی بلایا گیا کہ آئین عرب کے مطابق ایسے اہم اعلان کے لئے خود نبی کریم ﷺ کا ہونا ضروری ہے ورنہ آپ ﷺ کے اہل بیت سے کسی کو ہونا چاہیے اس لئے بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا گیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بطور منادی کے مقرر کر دیا تھا۔ (فتح الباری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جن امور کا اعلان کیا وہ یہ تھے:

''لا یدخل الجنة الا نفس مؤمنة ولا یطوف بالبیت عریان ولا یجتمع مسلم مع مشرك فی الحج بعد عامهم هذا، ومن کان له عهد فعهده الی مدته، ومن لم یکن له عهد فاربعة اشهر۔'' (فتح الباری جلد۸ صفحه ٤٠٦)

یعنی جنت میں صرف ایمان والے ہی داخل ہوں گے اور اب سے کوئی آدمی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کر سکے گا اور نہ آئندہ سے حج کے لئے

کوئی مشرک مسلمانوں کے ساتھ جمع ہو سکے گا اور جس کے لئے اسلام کی طرف سے کوئی عہد ہے اور جس مدت کے لئے ہے وہ برقرار رہے گا اور جس کے لئے کوئی عہد نامہ نہیں ہے اس کی مدت صرف چار ماہ مقرر کی جا رہی ہے۔ اس عرصہ میں وہ مسلمانوں کے خلاف اپنی سازشوں کو ختم کر کے ذمی بن جائیں ورنہ بعد میں ان کے خلاف اعلان جنگ ہوگا۔

حکومت اسلامی کے قیام کے بعد اصلاحات کے سلسلہ میں یہ کلیدی اعلانات تھے جو ہر خاص و عام تک پہنچائے گئے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا ارشاد:

﴿وَأَذَانٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُوْلِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيْءٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهُ فَإِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ﴾ آذَنَهُمْ: أَعْلَمَهُمْ.

"اور اعلان (کیا جاتا ہے) اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کے سامنے بڑے حج کے دن کہ اللہ اور اس کے رسول مشرکوں سے بیزار ہیں، پھر بھی اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم منہ پھیرتے ہی رہے تو جان لو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو اور کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔ آذَنَهُم : أَعْلَمَهُم یعنی ان کو آگاہ کیا۔

٤٦٥٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي الْمُؤَذِّنِيْنَ بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤَذِّنُوْنَ بِمِنًى أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدٌ: ثُمَّ أَرْدَفَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ بِبَرَاءَةٍ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ فِي أَهْلِ مِنًى يَوْمَ النَّحْرِ بِبَرَاءَةٍ وَأَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ. [راجع: ٣٦٩]

(٤٦٥٦) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ کو حمید بن عبدالرحمن نے خبر دی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج کے موقع پر (جس کا رسول اللہ ﷺ نے انہیں امیر بنایا تھا) مجھ کو ان اعلان کرنے والوں میں رکھا تھا جنہیں آپ نے یوم نحر میں بھیجا تھا منیٰ میں یہ اعلان کرنے کے لئے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کرنے نہ آئے اور نہ کوئی شخص بیت اللہ کا طواف ننگا ہو کر کرے۔ حمید نے کہا کہ پھر پیچھے سے نبی کریم ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ سورہ برأت کا اعلان کر دیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے ساتھ منیٰ کے میدان میں دسویں تاریخ میں سورہ برأت کا اعلان کیا اور یہ کہ کوئی مشرک آئندہ سال سے حج کرنے نہ آئے اور نہ کوئی بیت اللہ کا طواف ننگا ہو کر کرے۔

تشریح: مشرکین عرب میں ایک تصور یہ بھی تھا کہ ان کے کپڑے بہر حال گندے ہیں۔ لہٰذا وہ حج اور طواف کے لئے یا تو قریش مکہ کا لباس عاریتاً حاصل کریں اگر یہ نہ مل سکے تو پھر طواف بالکل ننگے ہو کر کیا جائے۔ اسی رسم بد کے خلاف یہ اعلان کیا گیا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿إِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾

"مگر ہاں وہ مشرکین اس سے الگ ہیں جن سے تم نے عہد لیا" (اور وہ عہد پر قائم ہیں جن کو ذمی کہا گیا ہے)۔

٤٦٥٧ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ أَنْ لَا يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ فَكَانَ حُمَيْدٌ يَقُولُ: يَوْمُ النَّحْرِ يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ مِنْ أَجْلِ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ. [راجع: ٣٦٩]

(۴۶۵۷) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد (ابراہیم بن سعد) نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں حمید بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور انہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس حج کے موقع پر جس کا انہیں رسول اللہ ﷺ نے امیر بنایا تھا۔ حجۃ الوداع سے (ایک سال) پہلے ۹ھ میں انہیں بھی ان اعلان کرنے والوں میں رکھا تھا جنہیں لوگوں میں آپ نے یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا تھا کہ آئندہ سال سے کوئی مشرک حج کرنے نہ آئے اور نہ کوئی بیت اللہ کا طواف ننگا ہو کر کرے۔ حمید نے کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یوم نحر بڑے حج کا دن ہے۔

تشریح: لوگوں میں مشہور ہے کہ جمعہ کے دن حج ہو تو وہ حج اکبر ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ اس حدیث کی رو سے یوم النحر ہی کا دن حج اکبر کا دن ہے۔ یوم الترویہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سورۂ براءت کو پڑھ کر سنایا تھا۔ یہ اعلان ۹ھ میں کیا گیا تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ﴾

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

”کفر کے سرداروں سے جہاد کرو (عہد توڑ دینے کی صورت میں) اب ان کی قسمیں باطل ہو چکی ہیں۔“

٤٦٥٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَقَالَ: مَا بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ هَذِهِ الْآيَةِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ وَلَا مِنَ الْمُنَافِقِينَ إِلَّا أَرْبَعَةٌ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: إِنَّكُمْ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ تُخْبِرُونَنَا لَا نَدْرِي فَمَا بَالُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَنْقُرُونَ بُيُوتَنَا وَيَسْرِقُونَ أَعْلَاقَنَا قَالَ: أُولَئِكَ الْفُسَّاقُ أَجَلْ لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا أَرْبَعَةٌ أَحَدُهُمْ شَيْخٌ كَبِيرٌ لَوْ شَرِبَ الْمَاءَ الْبَارِدَ لَمَا وَجَدَ بَرْدَهُ.

(۴۶۵۸) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زید بن وہب نے بیان کیا کہ ہم حذیفہ بن یمان کی خدمت میں حاضر تھے۔ انہوں نے کہا یہ آیت جن لوگوں کے بارے میں اتری ان میں سے اب صرف تین شخص باقی ہیں، اسی طرح منافقوں میں سے بھی اب چار شخص باقی ہیں۔ اتنے میں ایک دیہاتی کہنے لگا آپ تو محمد کریم ﷺ کے صحابی ہیں، ہمیں ان لوگوں کے متعلق بتائیے کہ ان کا کیا حشر ہوگا جو ہمارے گھروں میں چھید کر کے اچھی چیز چرا کر لے جاتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ لوگ فاسق بدکار ہیں۔ ہاں ان منافقوں میں چار کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہا ہے اور ایک تو اتنا بوڑھا ہو چکا ہے کہ اگر ٹھنڈا پانی پیتا ہے تو اس کی ٹھنڈ کا بھی اسے پتہ نہیں چلتا۔

تشریح: آیت میں ائمة الكفر سے ابوسفیان اور ابوجہل اور عتبہ اور سہیل بن عمرو وغیرہ مراد ہیں۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ یہ سب لوگ مارے گئے یا مر گئے صرف تین اشخاص ان میں سے زندہ ہیں۔ یعنی ابوسفیان اور سہیل اور ایک اور کوئی شخص۔ گو اس وقت ابوسفیان اور سہیل مسلمان ہو گئے تھے۔ مگر آیت کے اترتے وقت یہ لوگ ائمة الكفر تھے جس سے افواج کفار کے سرکردہ مراد ہیں۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محرم راز تھے۔ ان کو معلوم ہوگا۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ مذکورہ چار منافقین کے نام مجھ کو معلوم نہیں ہوئے۔ (فتح الباری)

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ﴾.

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''(اے نبی!) اور جو لوگ کہ سونا اور چاندی زمین میں گاڑ کر رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے! آپ انہیں ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیں۔''

٤٦٥٩ـ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَكُوْنُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ)).

[راجع: ١٤٠٣]

(۴۶۵۹) ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن اعرج نے بیان کیا اور انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''تمہارا خزانہ جس میں سے زکوٰۃ نہ دی گئی ہو قیامت کے دن گنجے ناگ کی شکل اختیار کرے گا۔''

٤٦٦٠ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: مَرَرْتُ عَلَى أَبِيْ ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ فَقُلْتُ: مَا أَنْزَلَكَ بِهَذِهِ الْأَرْضِ قَالَ: كُنَّا بِالشَّأْمِ فَقَرَأْتُ: ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ﴾ قَالَ مُعَاوِيَةُ: مَا هَذِهِ فِيْنَا مَا هَذِهِ إِلَّا فِيْ أَهْلِ الْكِتَابِ قَالَ: قُلْتُ: إِنَّهَا لَفِيْنَا وَفِيْهِمْ. [راجع: ١٤٠٦]

(۴۶۶۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے حصین نے، ان سے زید بن وہب نے بیان کیا کہ میں مقام ربذہ میں ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس جنگل میں آپ نے کیوں قیام کو پسند کیا؟ فرمایا کہ ہم شام میں تھے (مجھ میں اور وہاں کے حاکم معاویہ رضی اللہ عنہ میں اختلاف ہو گیا) میں نے یہ آیت پڑھی: ''اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس کو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں، آپ انہیں ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیں'' تو معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ یہ آیت ہم مسلمانوں کے بارے میں نہیں ہے (جب وہ زکوٰۃ دیتے رہیں) بلکہ اہل کتاب کے بارے میں ہے، فرمایا کہ میں نے اس پر کہا کہ یہ ہمارے بارے میں بھی اور اہل کتاب کے بارے میں بھی ہے۔

تشریح: بس اس مسئلہ پر مجھ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تکرار ہو گئی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے میری شکایت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھی۔ انہوں نے مجھ کو شام سے یہاں بلا لیا۔ میں مدینہ آ گیا وہاں بھی بہت لوگ میرے پاس اکٹھے ہو گئے۔ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا انہوں نے کہا کہ تم چاہو تو

یہیں الگ جا کر رہوں اس وجہ سے میں یہاں جنگل میں آ کر رہ گیا ہوں۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بہت بڑے زاہد تارک الدنیا بزرگ تھے۔ اس لئے ان کی دوسرے لوگوں سے کم بنتی تھی۔ آخر وہ خلوت پسند ہو گئے اور اسی خلوت میں ان کی وفات ہوگئی۔

بَابُ قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ:

﴿يَوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

"اس دن کو یاد کرو جس دن (سونے چاندی) کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر اس سے (جنہوں نے اس خزانے کی زکوٰۃ نہیں ادا کی) ان کی پیشانیوں کو اور ان کے پہلوؤں کو اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا (اور ان سے کہا جائے گا) یہی ہے وہ مال جسے تم نے اپنے واسطے جمع کر رکھا تھا سو اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔"

٤٦٦١ـ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ بْنِ سَعِيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ: هَذَا قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ الزَّكَاةُ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ جَعَلَهَا اللّٰهُ طُهْرًا لِلْأَمْوَالِ.

[راجع: ١٤٠٤]

(۴۶۶۱) احمد بن شبیب بن سعید نے کہا کہ ہم سے میرے والد (شبیب بن سعید) نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے خالد بن اسلم نے کہ ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نکلے تو انہوں نے کہا کہ یہ (مذکورہ بالا آیت) زکوٰۃ کے حکم سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ پھر جب زکوٰۃ کا حکم ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ سے مالوں کو پاک کر دیا۔

تشریح: وہ سرمایہ دار دولت کے پجاری جو دن رات تجوریوں کو بھرنے میں رہتے ہیں اور وہ فی سبیل اللہ کا نام بھی نہیں جانتے قیامت کے دن ان کی دولت کا نتیجہ یہ ہوگا جو آیت اور حدیث میں ذکر ہو رہا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ﴾ هُوَ الْقَائِمُ.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"بے شک مہینوں کا شمار اللہ کے نزدیک کتاب الٰہی میں بارہ ہی مہینے ہیں۔ جس روز سے کہ اس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں یہی سیدھا دین ہے۔" "قَيِّم" بمعنی اَلْقَائِمُ جس کے معنی درست اور سیدھے کے ہیں۔

تشریح: حافظ صاحب فرماتے ہیں: " ای ان الله سبحانه وتعالی لما ابتدا خلق السموات والارض جعل السنة اثنا عشر شهرا۔" (فتح جلد۸ صفحه ٤١٣) یعنی اللہ نے جب زمین و آسمان کو پیدا کیا اسی وقت بارہ مہینے کا سال مقرر فرمایا۔ پس کفار عرب کا ۱۳۔۱۴ ماہ تک کا اپنی منشا کے مطابق سال بنا لینا غلط قرار دیا گیا۔ سنہ عربی ہلالی صرف بارہ مہینوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ دیا سورج برج حمل میں تھا جبکہ رات اور دن دونوں برابر ہو جاتے ہیں۔ (فتح)

٤٦٦٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ،

(۴۶۶۲) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن

قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ [عَنْ أَبِي بَكْرَةَ] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ)).

[راجع: ٦٧]

زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے محمد بن سیرین نے، ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے (ان سے ان کے والد ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ نے) کہ رسول اللہ ﷺ نے (حجۃ الوداع کے خطبے میں) فرمایا: ''دیکھو زمانہ پھر اپنی پہلی اسی ہیئت پر آ گیا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو پیدا کیا تھا۔ سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے، ان میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں۔ تین تو لگاتار یعنی ذی قعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور چوتھا رجب مضر جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان میں پڑتا ہے۔''

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾ [٤٠] نَاصِرُنَا. السَّكِينَةُ فَعِيلَةٌ مِنَ السُّكُونِ.

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

''جب کہ دو میں سے ایک وہ تھے دونوں غار میں (موجود) تھے۔ جب وہ (رسول ﷺ) اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ فکر نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' ''مَعَنَا'' یعنی ہمارا محافظ اور مددگار ہے۔ سَكِينَةٌ فَعِيلَةٌ کے وزن پر سکون سے نکلا ہے۔

تشریح: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور جملہ اہل حدیث نے اللہ پاک کی معیت سے یہی مراد لی ہے کہ اس کا علم سب کے ساتھ ہے اور اس کی مدد مؤمنوں کے ساتھ ہے۔ (بہتر یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی کسی بھی صفت کی کسی طرح کی بھی تاویل نہ کی جائے۔ اس کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔ معیت بھی اللہ کی صفت ہے جیسی اس کی شان کے لائق ہے ویسی ہم بھی مانیں گے)۔ (محمود الحسن اسد)

٤٦٦٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَارِ فَرَأَيْتُ آثَارَ الْمُشْرِكِينَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ رَفَعَ قَدَمَهُ رَآنَا قَالَ: ((مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللَّهُ ثَالِثُهُمَا)). [راجع: ٣٦٥٣]

(۴۶۶۳) ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے حبان بن ہلال باہلی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ثابت نے بیان کیا، کہا ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں غار ثور میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں نے کافروں کے پاؤں دیکھے (جو ہمارے سر پر کھڑے ہوئے تھے) صدیق رضی اللہ عنہ گھبرائے اور بولے کہ یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کسی نے ذرا بھی قدم اٹھائے تو وہ ہم کو دیکھ لے گا۔ آپ نے فرمایا: ''تو کیا سمجھتا ہے ان دو آدمیوں کو (کوئی نقصان پہنچا سکے گا) جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔''

٤٦٦٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي

(۴۶۶۴) ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور

مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: حِينَ وَقَعَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ قُلْتُ: أَبُوْهُ الزُّبَيْرُ وَأُمُّهُ أَسْمَاءُ وَخَالَتُهُ عَائِشَةُ وَجَدُّهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَجَدَّتُهُ صَفِيَّةُ فَقُلْتُ لِسُفْيَانَ: إِسْنَادُهُ فَقَالَ: حَدَّثَنَا فَشَغَلَهُ إِنْسَانٌ وَلَمْ يَقُلِ ابْنُ جُرَيْجٍ.

[طرفاه في: ٤٦٦٥، ٤٦٦٦]

ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب میرا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے اختلاف ہوگیا تھا تو میں نے کہا کہ ان کے والد زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ تھے، ان کی والدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما تھیں، ان کی خالہ عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ ان کے نانا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے ان کی دادی (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی) صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں (عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہ) میں نے سفیان (ابن عیینہ) سے پوچھا کہ اس روایت کی سند کیا ہے؟ تو انہوں نے کہنا شروع کیا حدثنا (ہم سے حدیث بیان کی) لیکن ابھی اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ انہیں ایک دوسرے شخص نے دوسری باتوں میں لگا دیا اور (راوی کا نام) ابن جریج وہ نہ بیان کر سکے۔

تشریح: اس صورت میں یہ احتمال رہ گیا تھا کہ شاید سفیان نے یہ حدیث خود ابن جریج سے بلا واسطہ نہ سنی ہو۔ اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو دوسرے طریق سے بھی ابن جریج سے نکالا۔

٤٦٦٥ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: وَكَانَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ فَغَدَوْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: أَتُرِيدُ أَنْ تُقَاتِلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ فَتُحِلَّ حَرَمَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَبَنِي أُمَيَّةَ مُحِلِّينَ وَإِنِّي وَاللَّهِ! لَا أُحِلُّهُ أَبَدًا قَالَ: قَالَ النَّاسُ: بَايِعْ لِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقُلْتُ: وَأَيْنَ بِهَذَا الْأَمْرِ عَنْهُ؟ أَمَّا أَبُوهُ فَحَوَارِيُّ النَّبِيِّ ﷺ يُرِيدُ الزُّبَيْرَ وَأَمَّا جَدُّهُ فَصَاحِبُ الْغَارِ يُرِيدُ أَبَا بَكْرٍ وَأُمُّهُ فَذَاتُ النِّطَاقِ يُرِيدُ أَسْمَاءَ وَأَمَّا خَالَتُهُ فَأُمُّ الْمُؤْمِنِينَ يُرِيدُ عَائِشَةَ وَأَمَّا عَمَّتُهُ فَزَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ يُرِيدُ خَدِيجَةَ وَأَمَّا عَمَّةُ النَّبِيِّ ﷺ فَجَدَّتُهُ يُرِيدُ صَفِيَّةَ ثُمَّ عَفِيفٌ

(٤٦٦٥) مجھ سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن معین نے بیان کیا، کہا ہم سے حجاج بن محمد نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم کے درمیان بیعت کا جھگڑا پیدا ہوگیا تھا، میں صبح کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا آپ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کرنا چاہتے ہیں، اس کے باوجود کہ اللہ کے حرم کی بے حرمتی ہوگی؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: معاذ اللہ! یہ تو اللہ تعالیٰ نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور بنو امیہ ہی کے مقدر میں لکھ دیا ہے کہ وہ حرم کی بے حرمتی کریں۔ اللہ کی قسم! میں کسی صورت بھی اس بے حرمتی کے لیے تیار نہیں ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ لوگوں نے مجھ سے کہا تھا کہ ابن زبیر سے بیعت کرلو۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے ان کی خلافت کو تسلیم کرنے میں کیا تامل ہوسکتا ہے، ان کے والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری تھے، آپ کی مراد زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے تھی، ان کے نانا صاحب غار تھے، اشارہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ ان کی والدہ ذات النطاق (کمر بند والی) یعنی اسماء رضی اللہ عنہا۔ ان کی خالہ ام المومنین تھیں، مراد عائشہ رضی اللہ عنہا سے

فِي الْإِسْلَامِ قَارِيءٌ لِلْقُرْآنِ وَاللّٰهِ! إِنْ وَصَلُوْنِيْ وَصَلُوْنِيْ مِنْ قَرِيْبٍ وَإِنْ رَبُّوْنِيْ رَبَّنِيْ أَكْفَاءٌ كِرَامٌ فَآثَرَ التُّوَيْتَاتِ وَالْأُسَامَاتِ وَالْحُمَيْدَاتِ يُرِيْدُ أَبْطُنًا مِنْ بَنِيْ أَسَدٍ بَنِيْ تُوَيْتٍ وَبَنِيْ أُسَامَةَ وَبَنِيْ أَسَدٍ إِنَّ ابْنَ أَبِي الْعَاصِ بَرَزَ يَمْشِي الْقُدَمِيَّةَ يَعْنِيْ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ وَإِنَّهُ لَوَّى ذَنَبَهُ يَعْنِي ابْنَ الزُّبَيْرِ. [راجع: ٤٦٦٤]

تھی۔ان کی پھوپھی نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ تھیں، مراد خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھی۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد ان باتوں سے یہ تھی کہ وہ بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں) اور نبی اکرم ﷺ کی پھوپھی ان کی دادی ہیں، اشارہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا۔اس کے علاوہ وہ خود اسلام میں ہمیشہ صاف کردار اور پاک دامن رہے اور قرآن کے عالم ہیں اور اللہ کی قسم! اگر وہ مجھ سے اچھا برتاؤ کریں تو ان کو کرنا چاہئے وہ میرے بہت قریبی رشتہ دار ہیں اور اگر وہ مجھ پر حکومت کریں تو خیر حکومت کریں وہ ہمارے برابر کے عزت والے ہیں۔لیکن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے تویت، اسامہ اور حمید کے لوگوں کو ہم پر ترجیح دی ہے۔ان کی مراد مختلف قبائل یعنی بنو اسد، بنو تویت، بنو اسامہ اور بنو اسد سے تھی۔ادھر ابن ابی العاص بڑی عمدگی سے چل رہا ہے یعنی عبدالملک بن مروان مسلسل پیش قدمی کر رہا ہے اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تو اس کے سامنے دم دبالی ہے۔

تشریح: عبدالملک نے خلیفہ ہوتے ہی عرض کا ملک ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے چھین لیا ان کے بھائی معصب کو مار ڈالا پھر مکہ بھی فتح کر لیا۔عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔قبیلہ تویت کی نسبت تویت بن اسد کی طرف ہے اور اسامات کی نسبت بنی اسامہ بن اسد بن عبدالعزیٰ کی طرف ہے اور حمیدات کی نسبت بھی حمید بن زہیر بن حارث کی طرف ہے۔یہ سارے خاندان ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دادا خویلد بن اسد پر جمع ہو جاتے ہیں۔(فتح الباری)

٤٦٦٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: أَلَا تَعْجَبُوْنَ لِابْنِ الزُّبَيْرِ قَامَ فِيْ أَمْرِهِ هٰذَا فَقُلْتُ: لَأُحَاسِبَنَّ نَفْسِيْ لَهُ مَا حَاسَبْتُهَا لِأَبِيْ بَكْرٍ وَلَا لِعُمَرَ وَلَهُمَا كَانَا أَوْلَى بِكُلِّ خَيْرٍ مِنْهُ وَقُلْتُ: ابْنُ عَمَّةِ النَّبِيِّ ﷺ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ أَبِيْ بَكْرٍ وَابْنُ أَخِيْ خَدِيْجَةَ وَابْنُ أُخْتِ عَائِشَةَ فَإِذَا هُوَ يَتَعَلَّى عَنِّيْ وَلَا يُرِيْدُ ذٰلِكَ

(۴۶۶۶) ہم سے محمد بن عبید بن میمون نے بیان کیا، کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے، ان سے عمر بن سعید نے، انہیں ابن ابی ملیکہ نے خبر دی کہ ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا کہ ابن زبیر پر تمہیں حیرت نہیں ہوتی۔وہ اب خلافت کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں تو میں نے ارادہ کر لیا کہ ان کے لئے محنت مشقت کروں گا کہ ایسی محنت اور مشقت میں نے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے لئے بھی نہیں کی۔حالانکہ وہ دونوں ان سے ہر حیثیت سے بہتر تھے۔میں نے لوگوں سے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کی اولاد میں سے ہیں۔زبیر کے بیٹے ابو بکر کے نواسے، خدیجہ کے بھائی کے بیٹے، عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن کے بیٹے۔لیکن عبداللہ بن زبیر نے کیا کیا وہ مجھ سے غرور کرنے لگے۔انہوں نے نہیں چاہا

فَقُلْتُ: مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنِّي أَعْرِضُ هَذَا مِنْ نَفْسِي فَيَدَعُهُ وَمَا أُرَاهُ يُرِيدُ خَيْرًا وَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ لَأَنْ يَرُبَّنِي بَنُو عَمِّي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَرُبَّنِي غَيْرُهُمْ. [راجع: ٣٦٦٤]

کہ میں ان کے خاص مصاحبوں میں رہوں (اپنے دل میں کہا) مجھ کو ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ میں تو ان سے ایسی عاجزی کروں گا اور وہ اس پر بھی مجھ سے راضی نہ ہوں گے۔ خیر اب مجھے امید نہیں کہ وہ میرے ساتھ بھلائی کریں گے جو ہونا تھا وہ ہوا اب بنی امیہ جو میرے چچا زاد بھائی ہیں اگر مجھ پر حکومت کریں تو یہ مجھ کو اوروں کے حکومت کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

تشریح: ان جملہ روایات میں کسی نہ کسی طرح سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر ہوا ہے۔ اس آیت کے تحت ان احادیث کو لانے کا یہی مقصد ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایسے باہمی مذاکرات جو نقل ہوئے ہیں وہ اس بنا پر قابل معافی ہیں کہ وہ بھی سب انسان ہی تھے۔ معصوم عن الخطا نہیں تھے۔ ہم کو ان سب کے لئے دعائے خیر کا حکم دیا گیا ہے۔ ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (۵۹/الحشر: ۱۰) آمین۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ﴾

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: يَتَأَلَّفُهُمْ بِالْعَطِيَّةِ.

''نیز ان (نومسلموں کا بھی حق ہے) جن کی دلجوئی منظور ہے۔''

مجاہد نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نومسلم لوگوں کو کچھ دے دلا کر ان کی دلجوئی فرمایا کرتے تھے۔

٤٦٦٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: بُعِثَ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِشَيْءٍ فَقَسَمَهُ بَيْنَ أَرْبَعَةٍ وَقَالَ: ((أَتَأَلَّفُهُمْ)) فَقَالَ رَجُلٌ: مَا عَدَلْتَ فَقَالَ: ((يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِيءِ هَذَا قَوْمٌ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ)). [راجع: ٣٣٤٤]

(۴۶۶۷) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں ان کے والد سعید بن مسروق نے، انہیں ابن ابی نعم نے اور ان سے ابوسعید خدری نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال آیا تو آپ نے چار آدمیوں میں اسے تقسیم کر دیا۔ (جو نومسلم تھے) اور فرمایا: ''میں یہ مال دے کر ان کی دلجوئی کرنا چاہتا ہوں۔'' اس پر (بنو تمیم کا) ایک شخص بولا کہ آپ نے انصاف نہیں کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دین سے باہر ہو جائیں گے۔''

تشریح: وہ چار آدمی زرعہ، عیینہ، زید اور علقمہ تھے۔ یہ مال حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سونے کے ڈلے کی شکل میں بھیجا تھا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ﴾ ﴿يَلْمِزُونَ﴾ يَعِيبُونَ جُهْدَهُمْ وَجَهْدَهُمْ: طَاقَتَهُمْ.

''وہ لوگ جو خوشدلی سے خیرات میں نفل صدقہ دینے والے مسلمانوں پر عیب لگاتے ہیں۔'' ''یلمزون'' کا معنی عیب لگاتے، طعنہ مارتے ہیں۔ جُهْدَهُمْ (جیم کے ضمہ) اور جَهْدَهُمْ جیم کے نصب کے ساتھ دونوں قرأتیں ہیں۔ یعنی محنت مزدوری کر کے مقدور کے موافق دیتے ہیں۔

تشریح: یعنی یہ ایسے بدزبان ہیں جو صدقات کے بارے میں نفل صدقہ دینے والے مسلمانوں پر طعن کرتے ہیں۔

٤٦٦٨ـ حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَبُوْ مُحَمَّدٍ قَالَ:أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ: لَمَّا أُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ كُنَّا نَتَحَامَلُ فَجَاءَ أَبُوْ عَقِيْلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ وَجَاءَ إِنْسَانٌ بِأَكْثَرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هَذَا وَمَا فَعَلَ هَذَا الْآخَرُ إِلَّا رِيَاءً فَنَزَلَتْ: ﴿الَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ إِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ الْآيَةَ. [راجع: ١٤١٥]

(۴۶۶۸) مجھ سے ابومحمد بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں سلیمان اعمش نے، انہیں ابووائل نے اور ان سے ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہمیں خیرات کرنے کا حکم ہوا تو ہم مزدوری پر بوجھ اٹھاتے (اور اس کی مزدوری صدقہ میں دے دیتے) چنانچہ ابوعقیل رضی اللہ عنہ اسی مزدوری سے آدھا صاع خیرات لے کر آئے اور ایک دوسرے صحابی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اس سے زیادہ لائے۔ اس پر منافقوں نے کہا کہ اللہ کو اس (یعنی عقیل رضی اللہ عنہ) کے صدقہ کی کوئی ضرورت نہیں تھی اور اس دوسرے (عبدالرحمٰن بن عوف) نے تو محض دکھاوے کے لئے اتنا بہت سا صدقہ دیا ہے۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی کہ ''ایسے لوگ ہیں جو صدقات کے بارے میں نفل صدقہ دینے والے مسلمانوں پر طعن کرتے ہیں اور خصوصاً ان لوگوں پر جنہیں بجز ان کی محنت مزدوری کے کچھ نہیں ملتا'' آخر آیت تک۔

٤٦٦٩ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِيْ أُسَامَةَ: أَحَدَّثَكُمْ زَائِدَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُ بِالصَّدَقَةِ فَيَحْتَالُ أَحَدُنَا حَتَّى يَجِيْءَ بِالْمُدِّ وَإِنَّ لِأَحَدِهِمُ الْيَوْمَ مِائَةَ أَلْفٍ كَأَنَّهُ يُعَرِّضُ بِنَفْسِهِ. [راجع: ١٤١٥]

(۴۶۶۹) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابواسامہ (حماد بن اسامہ) سے پوچھا، ان سے زائدہ بن قدامہ نے بیان کیا کہ ان سے سلیمان نے، ان سے شقیق نے اور ان سے ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ صدقہ کی ترغیب دیتے تھے تو آپ کے بعض صحابہ مزدوری کر کے لاتے اور (بڑی مشکل سے) ایک مد کا صدقہ کر سکتے لیکن آج انہی میں بعض ایسے ہیں جن کے پاس لاکھوں درہم ہیں۔ غالباً ان کا اشارہ خود اپنی طرف تھا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ﴾.

''اے نبی! آپ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں۔ اگر آپ ان کے لئے ستر مرتبہ بھی استغفار کریں گے جب بھی اللہ انہیں نہیں بخشے گا۔''

تشریح: ان منافقین کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی جو عہد رسالت میں اوپر سے اسلام کا دم بھرتے اور دل سے ہر وقت مسلمانوں کی گھات میں لگے رہتے۔ جن کا سردار عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا۔ یہاں پر مذکور آیات کا تعلق ان ہی منافقین سے ہے۔

٤٦٧٠ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ أَبِيْ

(۴۶۷۰) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے ابواسامہ نے،

أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ قَمِيصَهُ يُكَفِّنُ فِيهِ أَبَاهُ فَأَعْطَاهُ ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ. فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ رَبُّكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّمَا خَيَّرَنِي اللَّهُ فَقَالَ: ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً﴾ وَسَأَزِيْدُهُ عَلَى السَّبْعِيْنَ)) قَالَ: إِنَّهُ مُنَافِقٌ قَالَ: فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾. [راجع:١٢٦٩][مسلم:٦٢٠٧، ٦٢٠٨]

ان سے عبیداللہ عمری نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ جب عبداللہ بن ابی (منافق) کا انتقال ہوا تو اس کے لڑکے عبداللہ بن عبداللہ (جو پختہ مسلمان تھے) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ اپنی قمیص ان کے والد کے کفن کے لئے عنایت فرما دیں۔ آنحضرت ﷺ نے قمیص عنایت فرمائی۔ پھر انہوں نے عرض کی کہ آپ نماز جنازہ بھی پڑھا دیں۔ رسول اللہ ﷺ نماز جنازہ پڑھانے کے لئے بھی آگے بڑھ گئے۔ اتنے میں عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کی نماز جنازہ پڑھانے جا رہے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس سے منع بھی فرما دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے فرمایا کہ ''آپ ان کے لئے استغفار کریں خواہ نہ کریں۔ اگر آپ ان کے لئے ستر بار بھی استغفار کریں گے'' (تب بھی اللہ انہیں نہیں بخشے گا) اس لئے میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ استغفار کروں گا۔'' (ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ استغفار کرنے سے معاف کر دے) عمر رضی اللہ عنہ بولے: لیکن یہ شخص تو منافق ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آخر رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: ''اور ان سے جو کوئی مرجائے اس پر کبھی بھی جنازہ نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔''

تشریح: دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرا کرتہ اس کے کچھ کام آنے والا نہیں ہے لیکن مجھے امید ہے کہ میرے اس عمل سے اس کی قوم کے ہزار آدمی مسلمان ہو جائیں گے۔ ایسا ہی ہوا عبداللہ بن ابی کی قوم کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ آپ کے اخلاق کا ان پر بہت بڑا اثر ہوا۔ ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن ابی ابھی زندہ تھا کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو بلوایا اور آپ سے کرتہ مانگا اور دعا کی درخواست کی۔ حافظ صاحب نقل کرتے ہیں:

"لما مرض عبدالله بن ابی جاء ه النبی ﷺ فكلمه فقال قد فهمت ما تقول، فامنن علی فكفنی فی قمیصك وصل علی ففعل وكان عبدالله بن ابی اراد بذلك دفع العار عن ولده عشیرته بعد موته فاظهر الرغبة فی صلاة النبی ﷺ علیه ووقعت اجابته الی سواله بحسب ما ظهر من حاله آلی ان كشف الله الغطاء عن ذالك كما سیاتی وهذا من احسن الاجوبة فیما یتعلق بهذه القصة۔" (فتح الباری جلد۸ صفحه ٤٢٦)

عبداللہ بن ابی نے نبی کریم ﷺ سے جنازہ اور کرتہ کے لیے خود درخواست کی تھی تاکہ بعد میں اس کی اولاد اور خاندان پر عار نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ پر اس کی مصلحتوں کا کشف ہو گیا تھا، اس لیے آپ ﷺ نے اس کی درخواست کو قبول فرمایا، اس عبارت کا یہی خلاصہ ہے۔ مصلحتوں کا ذکر ابھی پیچھے ہو چکا ہے۔

٤٦٧١ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ ؛ح: وَ قَالَ غَيْرُهُ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ دُعِيَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَثَبْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَتُصَلِّي عَلَى ابْنِ أُبَيٍّ وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا قَالَ: أُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: ((أَخِّرْ عَنِّي يَا عُمَرُ)) فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ: ((إِنِّي خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي إِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ يُغْفَرْ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا)) قَالَ: فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَتَانِ مِنْ بَرَاءَةَ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَهُمْ فَاسِقُونَ﴾ قَالَ: فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. [راجع: ١٣٦٦]

(۴۶۷۱) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے۔ اور ان کے علاوہ (ابوصالح عبداللہ بن صالح) نے بیان کیا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے، ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہ جب عبداللہ بن ابی ابن سلول کی موت ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی نماز جنازہ کے لئے دعوت دی گئی۔ جب آپ نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو میں جلدی سے خدمت نبوی میں پہنچا اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ابن ابی (منافق) کی نماز جنازہ پڑھانے لگے حالانکہ اس نے فلاں دن اس اس طرح کی باتیں (اسلام کے خلاف) کی تھیں؟ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اس کی کہی ہوئی باتیں ایک ایک کرکے پیش کرنے لگا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کرکے فرمایا: ''عمر! میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔'' (اور صف میں جاکے کھڑے ہو جاؤ) میں نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا: ''مجھے اختیار دیا گیا ہے۔ اس لیے میں نے (اس کے لیے استغفار کرنے اور ان کی نماز جنازہ پڑھانے ہی کو) پسند کیا، اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو جائے گی تو میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں گا۔'' بیان کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور واپس تشریف لائے، تھوڑی دیر ابھی ہوئی تھی کہ سورۂ برأت کی دو آیتیں نازل ہوئیں کہ ''ان میں سے جو کوئی مر جائے اس پر کبھی نماز نہ پڑھیے'' آخر آیت ''وَهُمْ فَاسِقُوْنَ'' تک۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بعد میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی اس درجہ جرأت پر خود بھی حیرت ہوئی اور اللہ اور اس کے رسول بہتر جاننے والے ہیں۔

تشریح: اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق حکم دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عجیب صائب الرائے تھے۔ انتظامی امور اور سیاست دانی میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر ایک مصلحت تھی جس کا بیان پیچھے ہو چکا ہے۔ بعد میں صریح ممانعت نازل ہونے کے بعد آپ نے کسی منافق کا جنازہ نہیں پڑھایا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾.

"(اے نبی!) اگر ان میں سے کوئی مرجائے تو اس پر کبھی بھی جنازہ نہ پڑھنا اور نہ اس کی (دعائے مغفرت کے لئے) قبر پر کھڑے ہونا۔"

٤٦٧٢ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ وَأَمَرَهُ أَنْ يُكَفِّنَهُ فِيهِ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي عَلَيْهِ فَأَخَذَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ بِثَوْبِهِ فَقَالَ: تُصَلِّي عَلَيْهِ وَهُوَ مُنَافِقٌ وَقَدْ نَهَاكَ اللَّهُ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لَهُمْ؟ قَالَ: ((إِنَّمَا خَيَّرَنِي اللَّهُ ـ أَوْ أَخْبَرَنِي اللَّهُ ـ فَقَالَ: ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ﴾ فَقَالَ: سَأَزِيدُهُ عَلَى سَبْعِينَ)) قَالَ: فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ ثُمَّ أُنْزِلَ عَلَيْهِ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ﴾. [راجع:١٢٦٩]

(٤٦٧٢) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے انس بن عیاض نے، ان سے عبیداللہ نے اور ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن ابی کا انتقال ہوا تو اس کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ بن ابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں اپنا کرتہ عنایت فرمایا اور فرمایا کہ اس کرتے سے اسے کفن دیا جائے۔ پھر آپ اس پر نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا آپ اس پر نماز پڑھانے کے لئے تیار ہو گئے حالانکہ یہ منافق ہے، اللہ تعالیٰ بھی آپ کو ان کے لئے استغفار سے منع کر چکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے۔" یا راوی نے خَيَّرَنِي کی جگہ لفظ أَخْبَرَنِي نقل کیا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے کہ "آپ ان کے لئے استغفار کریں خواہ نہ کریں۔ اگر آپ ان کے لئے ستر بار بھی استغفار کریں گے جب بھی اللہ انہیں نہیں بخشے گا" آپ ﷺ نے فرمایا: "میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ استغفار کروں گا۔" عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر آپ نے اس پر نماز پڑھی اور ہم نے بھی اس کے ساتھ پڑھی۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: "اور ان میں سے جو کوئی مر جائے، آپ اس پر کبھی بھی جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔ بے شک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ اس حال میں مرے کہ وہ نافرمان تھے۔"

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾.

"عنقریب یہ لوگ تمہارے سامنے جب تم ان کے پاس واپس لوٹو گے اللہ کی قسم کھائیں گے تا کہ تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑے رہو، سو تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑے رہو بے شک یہ گندے ہیں اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے، بدلہ میں ان افعال کے جو وہ کرتے رہے ہیں۔"

٤٦٧٣ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ

(٤٦٧٣) ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے

عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوكَ وَاللَّهِ! مَا أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ بَعْدَ إِذْ هَدَانِي اللَّهُ أَعْظَمَ مِنْ صِدْقِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ لَا أَكُونَ كَذَبْتُهُ فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِينَ كَذَبُوا حِينَ أُنْزِلَ الْوَحْيُ ﴿سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ﴾ إِلَى ﴿الْفَاسِقِينَ﴾. [راجع: ٢٧٥٧]

بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے اور ان سے عبداللہ بن کعب بن مالک نے بیان کیا کہ انہوں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان کے غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہو سکنے کا واقعہ سنا۔ انہوں نے بتلایا: اللہ کی قسم ہدایت کے بعد اللہ نے مجھ پر اتنا بڑا اور کوئی انعام نہیں کیا جتنا رسول اللہ ﷺ کے سامنے سچ بولنے کے بعد ظاہر ہوا تھا کہ اس نے مجھے جھوٹ بولنے سے بچایا، ورنہ میں بھی اسی طرح ہلاک ہو جاتا جس طرح دوسرے لوگ جھوٹی معذرتیں بیان کرنے والے ہلاک ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں وحی نازل کی تھی کہ ''عنقریب یہ لوگ تمہارے سامنے، جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے۔ اللہ کی قسم کھائیں گے۔'' آخر آیت ''الفاسقین'' تک۔

تشریح: پہلے کعب رضی اللہ عنہ کے دل میں طرح طرح کے خیال شیطان نے ڈالے تھے کہ کوئی جھوٹا بہانہ کر دینا۔ لیکن اللہ نے ان کو بچا لیا انہوں نے سچ سچ اپنے قصور کا اقرار کر لیا اور یہی اللہ کا فضل تھا جس کا وہ مدۃ العمر شاندار لفظوں میں ذکر فرماتے رہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو سچ ہی بولنے کی سعادت بخشے۔ آمین

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ﴾ وَقَوْلُهُ: ﴿وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

''تمہارے سامنے یہ اس لیے قسمیں کھاتے ہیں تا کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ اگر تم ان سے راضی ہو بھی گئے تو (یاد رکھو کہ) اللہ تو نافرمان قوم سے ہرگز راضی نہیں ہوگا۔'' اور فرمایا ''اور کچھ اور لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا، انہوں نے ملے جلے عمل کئے، کچھ بھلے اور کچھ برے، قریب ہے کہ اللہ ان پر نظر رحمت فرمائے، بے شک اللہ بے حد بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔''

٤٦٧٤ـ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ ـ هُوَ ابْنُ هِشَامٍ ـ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَنَا: ((أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ فَابْتَعَثَانِي فَانْتَهَيْنَا إِلَى مَدِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ فَتَلَقَّانَا

(۴۶۷۴) ہم سے مؤمل بن ہشام نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عوف نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے سمرہ بن جندب نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''رات (خواب میں) میرے پاس دو فرشتے آئے اور مجھے اٹھا کر ایک شہر میں لے گئے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا تھا۔ وہاں ہمیں ایسے لوگ ملے جن کا آدھا بدن نہایت خوبصورت، اتنا کہ کسی

رِجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ وَشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ قَالَا لَهُمْ: اذْهَبُوا فَقَعُوا فِي ذَلِكَ النَّهْرِ فَوَقَعُوا فِيهِ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ السُّوءُ عَنْهُمْ فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَا لِي: هَذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهَاذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَا: أَمَّا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنٌ وَشَطْرٌ مِنْهُمْ قَبِيحٌ فَإِنَّهُمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهُمْ)). [راجع: ٨٤٥]

دیکھنے والے نے ایسا حسن نہ دیکھا ہوگا اور بدن کا دوسرا آدھا حصہ نہایت بدصورت تھا، اتنا کہ کسی نے بھی ایسی بدصورتی نہیں دیکھی ہوگی، دونوں فرشتوں نے ان لوگوں سے کہا جاؤ اور اس نہر میں غوطہ لگاؤ۔ وہ گئے اور نہر میں غوطہ لگا آئے۔ جب وہ ہمارے پاس آئے تو ان کی بدصورتی جاتی رہی اور اب وہ نہایت خوبصورت نظر آتے تھے پھر فرشتوں نے مجھ سے کہا کہ یہ ''جنت عدن'' ہے اور آپ کا مکان یہیں ہے۔ جن لوگوں کو ابھی آپ نے دیکھا کہ جسم کا آدھا حصہ خوبصورت تھا اور آدھا بدصورت، تو وہ یہ لوگ تھے جنہوں نے دنیا میں اچھے اور برے سب کام کئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کردیا تھا۔''

تشریح: حکم کے لحاظ سے آیت مبارکہ قیامت تک ہر اس مسلمان کو شامل ہے جس کے اعمال نیک وبد ایسے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ پاک اپنے فضل سے بخش دے گا۔ اس کے وعدہ ان رحمتی سبقت علی غضبی کا تقاضا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ﴾

''نبی اور جو لوگ ایمان لائے، ان کے لئے اجازت نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے بخشش کی دعا کریں۔''

٤٦٧٥ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَيْ عَمِّ! قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ)) فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ)) فَنَزَلَتْ: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا

(۴۶۷۵) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور ان سے ان کے والد مسیب بن حزن نے کہ ابوطالب کے انتقال کا وقت ہوا تو نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے، اس وقت وہاں ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بیٹھے ہوئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''میرے چچا! (آپ ایک بار زبان سے کلمہ) لا الہ الا اللہ کہہ دیجئے میں اسی کو (آپ کی نجات کے لئے وسیلہ بنا کر) اللہ کی بارگاہ میں پیش کرلوں گا۔'' اس پر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ کہنے لگے: ابوطالب! کیا آپ عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ گے؟ نبی کریم ﷺ نے کہا: ''اب میں آپ کے لئے برابر مغفرت کی دعا مانگتا رہوں گا جب تک مجھے اس سے روک نہ دیا جائے۔'' تو یہ آیت نازل ہوئی ''نبی اور ایمان والوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے بخشش کی دعا کریں۔

أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيْمِ﴾. [راجع:١٣٦٠]

اگر چہ وہ (مشرکین) رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ جب ان پر یہ ظاہر ہو چکے کہ وہ (یقیناً) اہل دوزخ سے ہیں۔"

تشریح: آیت کا شان نزول بتلایا گیا ہے۔ یہ حکم قیامت تک کے لئے عام ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ تَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَحِيْمٌ﴾

"بے شک اللہ نے نبی پر اور مہاجرین وانصار پر رحمت فرمائی، وہ لوگ جنہوں نے نبی کا ساتھ تنگی کے وقت (جنگ تبوک) میں دیا، بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل پیدا ہو گیا تھا۔ پھر (اللہ نے) ان لوگوں پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمادی، بے شک وہ ان کے حق میں بڑا ہی شفیق بڑا ہی رحم کرنے والا ہے۔"

٤٦٧٦ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُوْنُسُ ح: قَالَ أَحْمَدُ وَحَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ كَعْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فِيْ حَدِيْثِهِ ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ قَالَ فِيْ آخِرِ حَدِيْثِهِ: إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُوْلِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ)).

[راجع: ٢٧٥٧]

(٤٦٧٦) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی (دوسری سند) احمد بن صالح نے بیان کیا کہ ہم سے عنبسہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ کو عبدالرحمٰن بن کعب نے خبر دی، کہا کہ مجھے عبداللہ بن کعب نے خبر دی کہ (ان کے والد) کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نابینا ہو گئے تو ان کے بیٹوں میں یہی ان کو راستے میں ساتھ لے کر چلتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان کے اس واقعہ کے سلسلے میں سنا جس کے بارے میں آیت "وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا" نازل ہوئی تھی۔ آپ نے آخر میں (رسول اللہ ﷺ سے) عرض کیا تھا کہ اپنی توبہ کے قبول ہونے کی خوشی میں اپنا تمام مال اللہ اور اس کے رسول کے راستے میں خیرات کرتا ہوں لیکن نبی ﷺ نے فرمایا: "نہیں اپنا کچھ تھوڑا مال اپنے پاس ہی رہنے دو۔ یہ تمہارے حق میں بھی بہتر ہے۔"

تشریح: معلوم ہوا کہ خیرات بھی وہی بہتر ہے جو طاقت کے موافق کی جائے۔ اگر کوئی محض خیرات کے نتیجہ میں خوب بھوکا ننگا رہ جائے تو وہ خیرات عنداللہ بہتر نہیں ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتَّى إِذَا

"اور ان تینوں پر بھی اللہ نے (توجہ فرمائی) جن کا مقدمہ پیچھے کو ڈال دیا گیا

ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾.

تھا۔ یہاں تک کہ جب زمین ان پر باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہونے لگی اور وہ خود اپنی جانوں سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اسی کی طرف کے، پھر اس نے ان پر رحمت سے توجہ فرمائی تا کہ وہ بھی توبہ کر کے رجوع کریں۔ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا بڑا ہی مہربان ہے۔''

تشریح: آیت: ﴿وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ (۹/التوبۃ:۱۱۸) کا یہ معنی نہیں ہے کہ ان تینوں پر جو جہاد سے پیچھے رہ گئے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جن کا مقدمہ زیر تجویز رکھا گیا تھا اور جن کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا۔ اس واقعہ میں ان اہل بدعت کا بھی رد ہے جو نبی کریم ﷺ کو غیب داں کہتے ہیں۔ اگر آپ غیب داں ہوتے تو ان تینوں بزرگوں کا حقیقی حال خود معلوم فرما لیتے مگر وحی الٰہی کے لئے آپ کو ان کے بارے میں کافی انتظار کرنا پڑا۔ پس اہل بدعت اس خیال باطل میں بالکل جھوٹے ہیں، غیب داں صرف ذات باری ہے۔ سبحانہ وتعالیٰ۔

٤٦٧٧- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي شُعَيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ: أَنَّ الزُّهْرِيَّ حَدَّثَهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ وَهُوَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تِيبَ عَلَيْهِمْ أَنَّهُ لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ غَيْرَ غَزْوَتَيْنِ غَزْوَةِ الْعُسْرَةِ وَغَزْوَةِ بَدْرٍ قَالَ: فَأَجْمَعْتُ صِدْقَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ضُحًى وَكَانَ قَلَّ مَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ سَافَرَهُ إِلَّا ضُحًى وَكَانَ يَبْدَأُ بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ كَلَامِي وَكَلَامِ صَاحِبَيَّ وَلَمْ يَنْهَ عَنْ كَلَامِ أَحَدٍ مِنَ الْمُتَخَلِّفِينَ غَيْرِنَا فَاجْتَنَبَ النَّاسُ كَلَامَنَا فَلَبِثْتُ كَذَلِكَ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ الْأَمْرُ وَمَا مِنْ شَيْءٍ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ

(۴۶۷۷) مجھ سے محمد بن نصر نیشاپوری نے بیان کیا، کہا ہم سے احمد بن ابی شعیب نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن اعین نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق بن راشد نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی، ان سے ان کے والد عبداللہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ ان تین صحابہ میں سے تھے جن کی توبہ قبول کی گئی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ دو غزووں، غزوۂ عسرت (یعنی غزوۂ تبوک) اور غزوۂ بدر کے سوا میں اور کسی غزوے میں کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانے سے نہیں رکا تھا۔ انہوں نے بیان کیا چاشت کے وقت جب رسول اللہ ﷺ (غزوے سے واپس تشریف لائے) تو میں نے سچ بولنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور آپ کا سفر سے واپس آنے میں معمول یہ تھا کہ چاشت کے وقت ہی آپ (مدینہ) پہنچتے تھے اور سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے (بہرحال) آپ ﷺ نے مجھ سے اور میری طرح عذر بیان کرنے والے دو اور صحابہ سے دوسرے صحابہ کو بات چیت کرنے سے منع کر دیا۔ ہمارے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ (جو ظاہر میں مسلمان تھے) اس غزوے میں شریک نہیں ہوئے لیکن آپ نے ان میں سے کسی سے بھی بات چیت کی ممانعت نہیں کی تھی۔ چنانچہ لوگوں نے ہم سے بات چیت کرنا

أَمُوْتَ فَلَا يُصَلِّي عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ أَوْ يَمُوْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَكُوْنَ مِنَ النَّاسِ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ فَلَا يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ مِنْهُمْ وَلَا يُصَلِّي عَلَيَّ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَوْبَتَنَا عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ حِيْنَ بَقِيَ الثُّلُثُ الْآخِرُ مِنَ اللَّيْلِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مُحْسِنَةً فِيْ شَأْنِيْ مَعْنِيَّةً فِيْ أَمْرِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أُمَّ سَلَمَةَ! تِيْبَ عَلَى كَعْبٍ)) قَالَتْ: أَفَلَا أُرْسِلُ إِلَيْهِ فَأُبَشِّرَهُ؟ قَالَ: ((إِذًا يَحْطِمَكُمُ النَّاسُ فَيَمْنَعُوْنَكُمُ النَّوْمَ سَائِرَ اللَّيْلَةِ)) حَتَّى إِذَا صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ آذَنَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَكَانَ إِذَا اسْتَبْشَرَ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةٌ مِنَ الْقَمَرِ وَكُنَّا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا خُلِّفْنَا عَنِ الْأَمْرِ الَّذِيْ قُبِلَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ اعْتَذَرُوْا حِيْنَ أَنْزَلَ اللّٰهُ لَنَا التَّوْبَةَ فَلَمَّا ذُكِرَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمُتَخَلِّفِيْنَ وَاعْتَذَرُوْا بِالْبَاطِلِ ذُكِرُوْا بِشَرِّ مَا ذُكِرَ بِهِ أَحَدٌ قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ: ﴿يَعْتَذِرُوْنَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللّٰهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهُ﴾ الْآيَةَ. [راجع: ٢٧٥٧]

چھوڑ دیا۔ میں اسی حالت میں ٹھہرا رہا۔ معاملہ بہت طول پکڑتا جارہا تھا۔ ادھر میری نظر میں سب سے اہم معاملہ یہ تھا کہ اگر کہیں (اس عرصہ میں) میں مرگیا تو نبی ﷺ مجھ پر نماز نہیں پڑھائیں گے یا رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو جائے تو افسوس لوگوں کا یہی طرز عمل میرے ساتھ پھر ہمیشہ کے لئے باقی رہ جائے گا، نہ مجھ سے کوئی گفتگو کرے گا اور نہ مجھ پر نماز جنازہ پڑھے گا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ کی بشارت نبی ﷺ پر اس وقت نازل کی جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مجھ پر بڑا احسان وکرم تھا اور وہ میری مدد کیا کرتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ام سلمہ! کعب کی توبہ قبول ہوگئی۔'' انہوں نے عرض کیا: پھر میں ان کے یہاں کسی کو بھیج کر یہ خوشخبری نہ پہنچادوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ خبر سنتے ہی لوگ جمع ہو جائیں گے اور ساری رات تمہیں سونے نہیں دیں گے۔'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھنے کے بعد بتایا کہ اللہ نے ہماری توبہ قبول کرلی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے جب یہ خوشخبری سنائی تو آپ کا چہرۂ مبارک منور ہو گیا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو اور (غزوے میں نہ شریک ہونے والے دوسرے لوگوں سے) جنہوں نے معذرت کی تھی اور ان کی معذرت قبول بھی ہوگئی تھی، ہم تین صحابہ کا معاملہ بالکل مختلف تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول ہونے کے متعلق وحی نازل کی، لیکن جب ان دوسرے غزوہ میں شریک نہ ہونے والے لوگوں کا ذکر کیا، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے جھوٹ بولا تھا اور جھوٹی معذرت کی تھی تو اس درجہ برائی کے ساتھ کیا کہ کسی کا بھی اتنی برائی کے ساتھ ذکر نہ کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یہ لوگ تمہارے سامنے عذر پیش کریں گے، جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے تو آپ کہہ دیں کہ بہانے نہ بناؤ ہم ہرگز تمہاری بات نہ مانیں گے! بے شک ہم کو اللہ تمہاری خبر دے چکا ہے اور عنقریب اللہ اور اس کا رسول تمہارا عمل دیکھ لیں گے۔'' آخر آیت تک۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہا کرو۔"

٤٦٧٨ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوكَ فَوَاللَّهِ! مَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَبْلَاهُ اللَّهُ فِي صِدْقِ الْحَدِيثِ أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِي مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى يَوْمِي هَذَا كَذِبًا وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ: ﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾. [راجع:٢٧٥٧]

(۴۶۷۸) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے اور ان سے عبداللہ بن کعب بن مالک نے، وہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر چلتے تھے۔ (جب وہ نابینا ہو گئے تھے) عبداللہ نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ غزوۂ تبوک میں اپنی غیر حاضری کا قصہ بیان کر رہے تھے، کہا کہ اللہ کی قسم سچ بولنے کا جتنا عمدہ پھل! اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا، کسی کو نہ دیا ہوگا۔ جب سے رسول اللہ ﷺ کے سامنے میں نے اس بارے میں سچی بات کہی تھی، اس وقت سے آج تک کبھی جھوٹ کا ارادہ بھی نہیں کیا اور اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر یہ آیت نازل کی تھی کہ "بیشک اللہ نے نبی پر اور مہاجرین وانصار پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی۔" آخر آیت "مَعَ الصَّادِقِينَ" تک۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ مِنَ الرَّأْفَةِ.

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

"بیشک تمہارے پاس ایک رسول آئے ہیں جو تم ہی میں سے ہیں، جو چیز تمہیں نقصان پہنچاتی ہے وہ انہیں بہت گراں گزرتی ہے، وہ تمہاری (بھلائی) کے انتہائی حریص ہیں اور ایمان والوں کے حق میں بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔" رؤف رافۃ سے نکلا ہے۔

٤٦٧٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِمَّنْ يَكْتُبُ الْوَحْيَ قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ

(۴۶۷۹) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھے عبید اللہ بن سباق نے خبر دی اور ان سے زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے جو کاتب وحی تھے، بیان کیا کہ جب (۱۱ھ) میں یمامہ کی لڑائی میں (جو مسیلمہ کذاب سے ہوئی تھی) بہت سے صحابہ شہید ہو گئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا، ان کے پاس عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، انہوں نے مجھ سے کہا، عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا کہ جنگ

بِالنَّاسِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنْ تَجْمَعُوْهُ وَإِنِّي لَأَرَى أَنْ تَجْمَعَ الْقُرْآنَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ: هُوَ وَاللَّهِ! خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِيهِ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ لِذَلِكَ صَدْرِي وَرَأَيْتُ الَّذِي رَأَى عُمَرُ. قَالَ زَيْدُ ابْنُ ثَابِتٍ: وَعُمَرُ عِنْدَهُ جَالِسٌ لَا يَتَكَلَّمُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ وَلَا نَتَّهِمُكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللَّهِ! لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هُوَ وَاللَّهِ! خَيْرٌ فَلَمْ أَزَلْ أُرَاجِعُهُ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللَّهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقُمْتُ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْأَكْتَافِ وَالْعُسُبِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ حَتَّى وَجَدْتُ مِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ﴾ إِلَى آخِرِهِمَا وَكَانَتِ الصُّحُفُ الَّتِي جُمِعَ فِيهَا الْقُرْآنُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتَّى

یمامہ میں بہت زیادہ مسلمان شہید ہو گئے ہیں اور مجھے خطرہ ہے کہ (کفار کے ساتھ) لڑائیوں میں یونہی قرآن کے علما اور قاری شہید ہوں گے تو اس طرح بہت سا قرآن ضائع ہو جائے گا، اب تو ایک ہی صورت ہے کہ آپ قرآن کو ایک جگہ جمع کرا دیں اور میری رائے تو یہ ہے کہ آپ ضرور قرآن کو جمع کرا دیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس پر میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، ایسا کام میں کس طرح کر سکتا ہوں جو خود رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ تو محض ایک نیک کام ہے۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے اس معاملہ پر بات کرتے رہے اور آخر میں اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کے لئے میرا بھی سینہ کھول دیا اور میری بھی رائے وہی ہو گئی جو عمر رضی اللہ عنہ کی تھی۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ وہیں خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، تم جوان اور سمجھدار ہو ہمیں تم پر کسی قسم کا شبہ بھی نہیں اور تم رسول اللہ ﷺ کی وحی لکھا بھی کرتے تھے۔ اس لئے تم ہی قرآن مجید کو جا بجا سے تلاش کر کے اسے جمع کر دو۔ اللہ کی قسم کہ اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ کوئی پہاڑ اٹھا کے لے جانے کے لئے کہتے تو یہ میرے لئے اتنا بھاری نہ تھا جتنا قرآن کی ترتیب کا حکم۔ میں نے عرض کیا آپ لوگ ایک ایسے کام کرنے پر کس طرح آمادہ ہو گئے، جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا تھا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! یہ ایک نیک کام ہے۔ پھر میں ان سے اس مسئلہ پر گفتگو کرتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کے لئے میرا بھی سینہ کھول دیا۔ جس طرح ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا سینہ کھولا تھا۔ چنانچہ میں اٹھا اور میں نے کھال، ہڈی اور کھجور کی شاخوں سے (جن پر قرآن مجید لکھا ہوا تھا، اس دور کے رواج کے مطابق) قرآن مجید کو جمع کرنا شروع کر دیا اور لوگوں کے (جو قرآن کے حافظ تھے) حافظہ سے بھی مدد لی اور سورۂ توبہ کی دو آیتیں خزیمہ انصاری کے پاس مجھے ملیں۔ ان کے علاوہ کسی کے پاس مجھے نہیں ملی تھیں۔ (وہ آیتیں یہ تھیں) ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ﴾ آخر تک۔ پھر مصحف جس میں قرآن مجید جمع کیا گیا تھا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس

تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ تَابَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَاللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ: مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ وَقَالَ مُوسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ وَتَابَعَهُ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ وَقَالَ أَبُو ثَابِتٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ وَقَالَ: مَعَ خُزَيْمَةَ أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ. ﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾.

رہا، آپ کی وفات کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہا، پھر آپ کی وفات کے بعد آپ کی صاحبزادی (ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا) کے پاس محفوظ رہا۔ شعیب کے ساتھ اس حدیث کو عثمان بن عمر اور لیث بن سعد نے بھی یونس سے، انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا، اور لیث نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا، اس میں خزیمہ کے بدلے ابوخزیمہ انصاری ہے اور موسیٰ نے ابراہیم سے روایت کی، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، اس روایت میں بھی ابوخزیمہ ہے۔ موسیٰ بن اسماعیل کے ساتھ اس حدیث کو یعقوب بن ابراہیم نے بھی اپنے والد ابراہیم بن سعد سے روایت کیا۔ اور ابو ثابت محمد بن عبیداللہ مدنی نے کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا۔ اس روایت میں شک کے ساتھ خزیمہ یا ابوخزیمہ مذکور ہے۔ اللہ عزوجل فرماتے ہیں ''پھر اے پیغمبر اگر یہ روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور وہ ہی عرش عظیم کا مالک ہے۔''

(۱۰) سُورَةُ يُونُسَ

سورۂ یونس کی تفسیر

تشریح: یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی اس میں ۱۰۹ آیات اور ۱۱ رکوع ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ﴾ فَنَبَتَ بِالْمَاءِ مِنْ كُلِّ لَوْنٍ. وَ﴿قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ هُوَ الْغَنِيُّ﴾ وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ: ﴿أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ﴾ مُحَمَّدٌ ﷺ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: خَيْرٌ يُقَالُ: ﴿تِلْكَ آيَاتُ﴾ يَعْنِي هَذِهِ أَعْلَامُ الْقُرْآنِ وَمِثْلُهُ ﴿حَتَّى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ﴾ الْمَعْنَى: بِكُمْ يُقَالُ: ﴿دَعْوَاهُمْ﴾ دُعَاؤُهُمْ ﴿أُحِيطَ بِهِمْ﴾ دَنَوْا مِنَ الْهَلَكَةِ ﴿أَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ﴾ فَاتَّبَعَهُمْ وَأَتْبَعَهُمْ

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ''فَاخْتَلَطَ'' کا معنی یہ ہے کہ پانی برسنے کی وجہ سے زمین سے ہر قسم کا سبزہ اگا۔ ''قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ هُوَ الْغَنِيُّ'' یعنی عیسائی کہتے ہیں کہ اللہ نے ایک بیٹا بنا رکھا ہے۔ سبحان اللہ، وہ بے نیاز ہے۔ اور زید بن اسلم نے کہا کہ ''أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ'' سے محمد ﷺ مراد ہیں۔ اور مجاہد نے بیان کیا کہ اس سے بھلائی مراد ہے۔ ''تِلْكَ آيَاتُ'' میں تلک جو حاضر کے لئے ہے مراد اس سے غائب ہے۔ یعنی یہ قرآن کی نشانیاں ہیں، اس طرح اس آیت ''حَتَّى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ'' میں بھم سے بکم مراد ہے یعنی غائب سے حاضر مراد ہے ''دَعْوَاهُمْ'' یعنی ان کی دعا ''أُحِيطَ بِهِمْ'' یعنی ہلاکت و بربادی کے قریب آ گئے، جیسے ''أَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ'' یعنی گناہوں

وَاحِدٌ ﴿عَدْوًا﴾ مِنَ الْعُدْوَانِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿وَلَوْ يُعَجِّلُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ﴾ قَوْلُ الْإِنْسَانِ لِوَلَدِهِ وَمَالِهِ إِذَا غَضِبَ: اللَّهُمَّ لَا تُبَارِكْ فِيهِ وَالْعَنْهُ ﴿لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ﴾ لَأُهْلِكَ مَنْ دُعِيَ عَلَيْهِ وَلَأَمَاتَهُ ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى﴾ مِثْلُهَا حُسْنَى ﴿وَزِيَادَةٌ﴾ مَغْفِرَةٌ وَقَالَ غَيْرُهُ: النَّظَرُ إِلَى وَجْهِهِ ﴿الْكِبْرِيَاءُ﴾ الْمُلْكُ.

نے اس کو سب طرف سے گھیر لیا۔ فَاتَّبَعَهُمْ اور اَتْبَعَهُمْ کے ایک ہی معنی ہیں "عَدْوًا" عدوان سے نکلا ہے۔ آیت "يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُم بِالْخَيْرِ" کے متعلق مجاہد نے کہا کہ اس سے مراد غصہ کے وقت آدمی کا اپنی اولاد اور اپنے مال کے متعلق یہ کہنا کہ اے اللہ! اس میں برکت نہ فرما اور اس کو اپنی رحمت سے دور کر دے تو (بعض اوقات ان کی یہ بددعا نہیں لگتی) "کیونکہ ان کی تقدیر کا فیصلہ پہلے ہی ہو چکا ہوتا ہے" اور (بعض اوقات) جس پر بددعا کی جاتی ہے، وہ ہلاک و برباد ہو جاتے ہیں۔ "لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ" میں مجاہد نے کہا زیادة سے مغفرت اور اللہ کی رضامندی مراد ہے دوسرے لوگوں نے کہا وزیادة سے اللہ کا دیدار مراد ہے۔ "الکبریاء" سے سلطنت اور بادشاہی مراد ہے۔

تشریح: وزیادة کی تفسیر میں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث حافظ صاحب نے نقل کی ہے:" اذا دخل اهل الجنة ، الجنة نودوا ان لكم عندالله وعدًا فيقولون الم يبيض وجوهنا، ويزحزحنا عن النار، ويدخلنا الجنة ، قال فيكشف الحجاب فينظرون اليه، فوالله ما اعطاهم شيئا هو احب اليهم منه ثم قرأ:﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ﴾ (١٠/ يونس:٢٦)(فتح البارى جلد٨ صفحه ٤٤٢)
یعنی دخول جنت کے بعد اہل جنت کو بلایا جائے گا کہ آج دربار الٰہی میں تمہارے لئے کچھ وعدہ ہے وہ کہیں گے کہ کیا اس نے ہمارے چہرے روشن نہیں کر دیئے اور کیا ہم کو دوزخ سے بچا کر جنت میں داخل نہیں کر دیا؟ اب اور کون سا وعدہ باقی رہ گیا ہے۔ پس پردہ اٹھا دیا جائے گا اور جنتی اللہ پاک کا دیدار کریں گے اور یہ نعمت سب سے بڑھ کر ان کو محبوب ہوگی۔ آیت میں لفظ زیادة سے یہی مراد ہے۔ یعنی دیدار الٰہی۔
اللہ پاک مجھ ناچیز خادم کو اور بخاری شریف پڑھنے والے سب مردوں عورتوں کو اپنا دیدار عطا کرے اور ان معاونین کرام کو بھی جن کی کوششوں سے اس گرانی و گمراہی کے دور میں یہ خدمت حدیث انجام دی جا رہی ہے۔ آمین

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ ﴿نُنَجِّيكَ﴾ نُلْقِيكَ عَلَى نَجْوَةٍ مِنَ الْأَرْضِ وَهُوَ النَّشَزُ الْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ.

"اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار کر دیا۔ پھر فرعون اور اس کے لشکر نے ظلم کرنے کے (ارادہ) سے ان کا پیچھا کیا۔ (وہ سب سمندر میں ڈوب گئے اور فرعون بھی ڈوبنے لگا تو وہ بولا) میں ایمان لاتا ہوں کہ کوئی خدا نہیں سوائے اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی مسلمان ہوتا ہوں۔" "نُنَجِّيْكَ" اَیْ نُلْقِيْكَ عَلٰى نَجْوَةٍ مِنَ الْاَرْضِ "نَجْوَةٍ" بمعنی النَّشَزُ وَهُوَ الْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ یعنی ہم تیری لاش کو نجوہ (اونچی جگہ) پر ڈال دیں گے جس کو سب دیکھیں اور عبرت حاصل کریں۔

٤٦٨٠ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(٤٦٨٠) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے غندر نے

غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ وَالْيَهُودُ تَصُومُ عَاشُورَاءَ فَقَالُوا: هَذَا يَوْمٌ ظَهَرَ فِيهِ مُوسَى عَلَى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((أَنْتُمْ أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْهُمْ فَصُومُوا)). [راجع: ٢٠٠٤] [مسلم: ٢٦٥٦، ٢٦٥٧؛ابوداود: ٢٤٤٤]

بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوبشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہود عاشورا کا روزہ رکھتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ اسی دن موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر فتح ملی تھی۔ اس پر نبی ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ ''موسیٰ علیہ السلام کے ہم ان سے بھی زیادہ مستحق ہیں، اس لیے تم بھی روزہ رکھو۔''

تشریح: بعد میں یہود کی مشابہت سے بچنے کیلئے اسکے ساتھ ایک روزہ اور رکھنے کا حکم فرمایا یعنی نویں یا گیارہویں تاریخ کا روزہ اور ملایا جائے۔

(١١) سُورَةُ هُودٍ

سورۂ ہود کی تفسیر

وَقَالَ أَبُو مَيْسَرَةَ: الْأَوَّاهُ: الرَّحِيمُ بِالْحَبَشِيَّةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿بَادِيَ الرَّأْيِ﴾ مَا ظَهَرَ لَنَا وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْجُودِيُّ جَبَلٌ بِالْجَزِيرَةِ وَقَالَ الْحَسَنُ: ﴿إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ﴾ يَسْتَهْزِءُونَ بِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿أَقْلِعِي﴾ أَمْسِكِي ﴿عَصِيبٌ﴾ شَدِيدٌ ﴿لَا جَرَمَ﴾ بَلَى ﴿وَفَارَ التَّنُّورُ﴾ نَبَعَ الْمَاءُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ: وَجْهُ الْأَرْضِ.

ابومیسرہ (عمرو بن شرحبیل) نے کہا اَوّاہ حبشی زبان میں مہربان، رحم دل کو کہتے ہیں۔ اور ابن عباس نے کہا "بَادِیَ الرَّای" کا معنی جو ہم کو ظاہر ہوا۔ اور مجاہد نے کہا جودی ایک پہاڑ ہے اس جزیرے میں جو دجلہ اور فرات کے بیچ میں موصل کے قریب ہے اور امام حسن بصری نے کہا: "اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيد" یہ کافروں نے شعیب علیہ السلام کو ٹھٹھے کی راہ سے کہا تھا۔ اور ابن عباس نے کہا "اقلعی" کے معنی تھم جا "عَصِيبٌ" کے معنی سخت۔ "لَا جَرَمَ" کا معنی کیوں نہیں (یعنی ضرورت ہے) "وَفَارَ التَّنُّورُ" کا معنی پانی پھوٹ نکلا۔ عکرمہ نے کہا تنور سطح زمین کو کہتے ہیں۔

تشریح: یعنی زمین سے پانی پھوٹ کر اوپر آ گیا۔ اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ یہ تنور حضرت آدم علیہ السلام کا تھا ملک شام میں، پھر اولاد در اولاد حضرت نوح علیہ السلام تک پہنچا اور اس میں پانی ابلنے کو طوفان کا پیش خیمہ قرار دیا گیا۔

بَابٌ:

باب: (ارشادِ باری تعالیٰ)

﴿أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿وَحَاقَ﴾ نَزَلَ ﴿يَحِيقُ﴾ يَنْزِلُ، يَئُوسٌ فَعُولٌ مِنْ يَئِسْتُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿تَبْتَئِسْ﴾ تَحْزَنْ ﴿يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ﴾ شَكٌّ

''سن لو، وہ لوگ جو اپنے سینوں کو دہرا کیے دیتے ہیں، تا کہ اپنی باتیں اللہ سے چھپا سکیں وہ غلطی پر ہیں، اللہ سینے کے بھیدوں سے واقف ہے۔ خبردار رہو! وہ لوگ جس وقت چھپنے کے لئے اپنے کپڑے لپیٹتے ہیں (اس وقت بھی) وہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں، بیشک وہ (ان کے) دلوں کے اندر (کی باتوں) سے خوب خبردار ہے۔'' عکرمہ کے سوا اور لوگوں نے کہا "حاق" کا معنی اتر پڑا اسی سے ہے "یحیق"

وَامْتِرَاءٌ فِي الْحَقِّ ﴿لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ﴾ مِنَ اللّٰهِ إِنِ اسْتَطَاعُوْا.

یعنی اترنا ہے "انه ليئوس كفور" میں یئوس کا معنی ناامید ہونا۔ جو بروزن فعول ہے۔ یہ یئست سے نکلا ہے اور مجاہد نے کہا "لا تَبْتَئِس" کا معنی غم نہ کھا" يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ" کا مطلب یہ ہے کہ حق بات میں شک وشبہ کرتے ہیں۔ "لِيَسْتَخْفُوْا مِنْه" یعنی اگر ہو سکے تو اللہ سے چھپالیں۔

تشریح: سورۂ ہود مکہ میں نازل ہوئی اس میں ۱۲۳ آیات اور ۱۰ رکوع ہیں۔ آیت: ﴿أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ﴾ (۱۱/ ہود: ۵) یعنی "یہ لوگ قرآن سننے سے اپنے سینے پھیرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے چھپ جائیں۔" اس آیت کا شان نزول بعض نے اس طرح بیان کیا ہے کہ کافر لوگ گھروں میں بیٹھ کر مخالفت کی باتیں کرتے۔ جب قرآن مجید ان کے متعلق نازل ہوتا تو سمجھتے کہ کوئی دیوار کے پیچھے چھپ کر ہماری باتیں سن جاتا ہے اور حضرت محمد (ﷺ) سے کہہ دیتا ہے۔ پھر وہ کپڑے اوڑھ کر اور چھپ چھپ کر مخالفانہ باتیں کرنے لگے۔ آیت میں ان ہی کا ذکر ہے۔

٤٦٨١ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ: ﴿أَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ﴾ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ: أُنَاسٌ كَانُوْا يَسْتَحْيُوْنَ أَنْ يَتَخَلَّوْا فَيُفْضُوْا إِلَى السَّمَاءِ وَأَنْ يُجَامِعُوْا نِسَائَهُمْ فَيُفْضُوْا إِلَى السَّمَاءِ فَنَزَلَ ذٰلِكَ فِيْهِمْ. [طرفاه: ٤٦٨٢، ٤٦٨٣]

(۴۶۸۱) ہم سے حسن بن محمد بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے حجاج بن محمد اعور نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا کہ مجھ کو محمد بن عباد بن جعفر نے خبر دی اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ آپ آیت کی قراءت اس طرح کرتے تھے: "أَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ" میں نے ان سے آیت کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ کچھ لوگ اس میں حیا کرتے تھے کہ کھلی جگہ میں حاجت کے لئے بیٹھنے میں، آسمان کی طرف ستر کھولنے میں، اس طرح صحبت کرتے وقت آسمان کی طرف ستر کھولنے میں پروردگار سے شرماتے۔

تشریح: شرم کے مارے جھکے جاتے تھے، دہرے ہوئے جاتے تھے اسی باب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

٤٦٨٢ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَأَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَرَأَ: ﴿أَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ﴾ قُلْتُ: يَا أَبَا الْعَبَّاسِ مَا تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ؟ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يُجَامِعُ امْرَأَتَهُ فَيَسْتَحْيِيْ أَوْ يَتَخَلَّى فَيَسْتَحْيِيْ فَنَزَلَتْ: ﴿أَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ﴾. [راجع: ٤٦٨١]

(۴۶۸۲) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے، انہیں محمد بن عباد بن جعفر نے خبر دی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس طرح قراءت کرتے تھے: "أَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ" محمد بن عباد نے پوچھا، اے ابوعباس! تثنونی صدورهم کا کیا مطلب ہے؟ بتلایا کہ کچھ لوگ اپنی بیوی سے ہم بستری کرنے میں حیا کرتے اور خلا کے لیے بیٹھتے ہوئے بھی حیا کرتے تھے۔ انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ "أَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ" آخر آیت تک۔

تشریح: یثنونی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قراءت ہے جو اثنونی یثنونی سے بروزن افعولی ہے۔ مشہور قراءت یوں ہے: ﴿أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ﴾ (۱۱/ ھود: ۵) یعنی وہ اپنے سینے دہرے کرتے ہیں اللہ سے چھپانا چاہتے ہیں۔ وہ تو کپڑوں کے اندر بھی سب دیکھتا اور جانتا ہے، اس سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے۔

٤٦٨٣ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ: قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ عَلَيَّ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ﴾ [راجع:٤٦٨١] وَقَالَ غَيْرُهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿يَسْتَغْشُونَ﴾ يُغَطُّونَ رُؤُوسَهُمْ ﴿سِيءَ بِهِمْ﴾ سَاءَ ظَنُّهُ بِقَوْمِهِ ﴿وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا﴾ بِأَضْيَافِهِ ﴿بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ﴾ بِسَوَادٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿أُنِيبُ﴾ أَرْجِعُ.

(۴۶۸۳) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت کی قرأت اس طرح کی تھی "اَلَا اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ عَلَيَّ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُم" اور عمرو بن دینار کے علاوہ اوروں نے بیان کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ "يَسْتَغْشُوْنَ" یعنی اپنے سر چھپالیتے ہیں "سِيْءَ بِهِم" یعنی اپنی قوم سے وہ بدگمان ہوا۔ "وَضَاقَ بِهِم" یعنی اپنے مہمانوں کو دیکھ کر وہ بدگمان ہوا کہ ان کی قوم انہیں بھی پریشان کرے گی "بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ" یعنی رات کی سیاہی میں اور مجاہد نے کہا "اُنِيْبُ" کے معنی میں رجوع کرتا ہوں (متوجہ ہوتا ہوں)۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ﴾

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"اللہ کا عرش پانی پر تھا۔"

تشریح: یعنی اللہ کا عرش پانی پر تھا۔

٤٦٨٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللَّهُ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ. وَقَالَ: يَدُ اللَّهِ مَلْأَى لَا تَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ)) وَقَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ)) [اطرافه في: ٥٣٥٢، ٧٤١١، ٧٤١٩، ٧٤٩٦] ﴿اعْتَرَاكَ﴾ افْتَعَلْتَ مِنْ عَرَوْتُهُ أَيْ أَصَبْتُهُ وَمِنْهُ يَعْرُوهُ وَاعْتَرَانِي ﴿آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا﴾ أَيْ فِي مِلْكِهِ وَسُلْطَانِهِ عَنِيدٌ وَعَنُودٌ وَعَانِدٌ وَاحِدٌ وَ هُوَ تَأْكِيدُ التَّجَبُّرِ ﴿اسْتَعْمَرَكُمْ﴾ جَعَلَكُمْ عُمَّارًا أَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِيَ عُمْرَى جَعَلْتُهَا لَهُ

(۴۶۸۴) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندو! (میری راہ میں) خرچ کرو تو میں بھی تم پر خرچ کروں گا اور فرمایا، اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ رات اور دن کے مسلسل خرچ سے بھی اس میں کم نہیں ہوتا اور فرمایا تم نے دیکھا نہیں جب سے اللہ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے، مسلسل خرچ کیے جا رہا ہے لیکن اس کے ہاتھ میں کوئی کمی نہیں ہوئی، اس کا عرش پانی پر تھا اور اس کے ہاتھ میں میزان عدل ہے جسے وہ جھکاتا اور اٹھاتا رہتا ہے۔" اِعْتَرَاكَ باب اِفْتِعَال سے ہے عروتہ سے یعنی میں اسے پکڑ پایا اسی سے ہے يَعْرُوْهُ مضارع کا صیغہ اور اِعْتَرَانِی "اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا" یعنی اس کی حکومت اور قبضہ قدرت میں ہیں عَنِيْدٌ اور عَنُوْدٌ اور عَانِدٌ سب کے معنی ایک ہی ہیں یعنی سرکش مخالف اور یہ جبار کی تاکید ہے۔ "اِسْتَعْمَرَكُمْ" تم کو بسایا آباد کیا۔ عرب لوگ کہتے ہیں۔ أَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِيَ عُمْرَى۔ یعنی یہ گھر میں نے اس کو عمر بھر کے لیے دے ڈالا۔

﴿نكِرَهُمْ﴾ وأَنْكَرَهُمْ وَاسْتَنْكَرَهُمْ وَاحِدٌ ﴿حَمِيدٌ مُجِيدٌ﴾ كَأَنَّهُ فَعِيلٌ مِنْ مَاجِدٍ مَحْمُودٌ مِنْ حَمِدَ ﴿سِجِّيلٌ﴾ الشَّدِيدُ الْكَبِيرُ سِجِّيلٌ وَسِجِّينٌ وَاللَّامُ وَالنُّونُ أُخْتَانِ وَقَالَ تَمِيمُ بْنُ مُقْبِلٍ:

وَرَجْلَةٍ يَضْرِبُونَ الْبَيْضَ ضَاحِيَةً ضَرْبًا
تَوَاصَى بِهِ الأَبْطَالُ سِجِّينَا

﴿وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾ أَيْ إِلَى أَهْلِ مَدْيَنَ لِأَنَّ مَدْيَنَ بَلَدٌ وَمِثْلُهُ ﴿وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ﴾ سَلِ الْعِيرَ يَعْنِي أَهْلَ الْقَرْيَةِ وَالْعِيرِ ﴿وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا﴾ يَقُولُ: لَمْ تَلْتَفِتُوا إِلَيْهِ وَيُقَالُ: إِذَا لَمْ يَقْضِ الرَّجُلُ حَاجَتَهُ ظَهَرْتَ بِحَاجَتِي وَجَعَلْتَنِي ظِهْرِيًّا وَالظِّهْرِيُّ هَاهُنَا أَنْ تَأْخُذَ مَعَكَ دَابَّةً أَوْ وِعَاءً تَسْتَظْهِرُ بِهِ ﴿أَرَاذِلُنَا﴾ سُقَّاطُنَا ﴿إِجْرَامِي﴾ هُوَ مَصْدَرٌ مِنْ أَجْرَمْتُ وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ: جَرَمْتُ ﴿الْفُلْكَ﴾ وَالْفُلْكُ وَاحِدٌ وَجَمْعٌ وَهِيَ السَّفِينَةُ وَالسُّفُنُ ﴿مُجْرَاهَا﴾ مَوْقِفُهَا وَهُوَ مَصْدَرُ أَجْرَيْتُ وَأَرْسَيْتُ حَبَسْتُ وَيُقْرَأُ مَرْسَاهَا مِنْ رَسَتْ هِيَ وَمَجْرَاهَا مِنْ جَرَتْ هِيَ ﴿وَمُجْرِيهَا وَمُرْسِيهَا﴾ مِنْ فُعِلَ بِهَا الرَّاسِيَاتُ: الثَّابِتَاتُ.

"نکِرَهُم" اور أَنْكَرَهُم اور اِسْتَنْكَرَهُم سب کے ایک ہی معنی ہیں۔ یعنی ان کو پردیسی سمجھا۔ حَمِيدٌ فعیل کے وزن پر ہے بہ معنی مَحْمُودٌ میں سراہا گیا اور "مجید" مَاجِدٌ کے معنی میں ہے۔ (یعنی کرم کرنے والا) سِجِّيلٌ اور سِجِّينٌ دونوں کے معنی سخت اور بڑے کے ہیں۔ لام اور نون بہنیں ہیں (ایک دوسرے سے بدلی جاتی ہیں) تمیم بن مقبل شاعر کہتا ہے: بعض پیدل دن دھاڑے خود پر ضرب لگاتے ہیں ایسی ضرب جس کی سختی کے لئے بڑے بڑے پہلوان اپنے شاگردوں کو وصیت کیا کرتے ہیں۔

"وَالیٰ مَدْيَنَ" یعنی مدین والوں کی طرح کیونکہ مدین ایک شہر کا نام ہے جیسے دوسری جگہ فرمایا وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ یعنی گاؤں والوں سے پوچھ سَلِ الْعِيرَ یعنی قافلہ والوں سے پوچھ "وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا" یعنی پس پشت ڈال دیا اس کی طرف التفات نہ کیا۔ جب کوئی کسی کا مقصد نہ پورا کرے تو عرب لوگ کہتے ہیں ظَهَرْتَ بِحَاجَتِي اور جَعَلْتَنِي ظِهْرِيًّا اس جگہ ظِهْرِی کا معنی وہ جانور یا برتن ہے جس کو تو اپنے کام کے لئے ساتھ رکھے۔ "اَرَاذِلُنَا" ہمارے میں سے کمینے لوگ "اِجْرَامِیْ" أَجْرَمْتُ کا مصدر ہے یا جَرَمْتُ ثلاثی مجرد "فُلك" جمع اور مفرد دونوں کے لئے آتا ہے۔ ایک کشتی اور کئی کشتیوں کو بھی کہتے ہیں۔ "مُجْرَاهَا" کشتی کا چلنا یہ أَجْرَيْتُ کا مصدر ہے۔ اسی طرح مُرْسَاهَا أَرْسَيْتَ کا مصدر ہے یعنی میں نے کشتی تھمالی (لنگر کر دیا) بعضوں نے مَرْسَاهَا بفتح میم پڑھا ہے، رَسَت سے۔ اسی طرح مَجْرَاها بھی جَرَتْ سے ہے۔ بعضوں نے "مُجْرِيهَا مُرْسِيهَا" یعنی اللہ اس کو چلانے والا ہے اور وہی اس کا تھمانے والا ہے یہ معنوں میں مفعول کے ہیں۔ اَلرَّاسِيَاتُ کے معنی جمی ہوئی کے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ وَاحِدُ الأَشْهَادِ شَاهِدٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَأَصْحَابٍ.

"اور گواہ کہیں گے کہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا تھا، خبردار رہو کہ اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر"۔ اشہاد، شاہد کی جمع ہے۔ جیسے صاحب کی جمع اصحاب ہے۔

٤٦٨٥ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ وَهِشَامٌ قَالَا: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ: بَيْنَا ابْنُ عُمَرَ يَطُوفُ إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَوْ قَالَ: يَا ابْنَ عُمَرَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ فِي النَّجْوَى فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((يُدْنَى الْمُؤْمِنُ مِنْ رَبِّهِ)) وَقَالَ هِشَامٌ: ((يَدْنُو الْمُؤْمِنُ حَتَّى يَضَعَ عَلَيْهِ كَنَفَهُ فَيُقَرِّرُهُ بِذُنُوبِهِ تَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا يَقُولُ: رَبِّ! أَعْرِفُ يَقُولُ: أَعْرِفُ مَرَّتَيْنِ فَيَقُولُ: سَتَرْتُهَا فِي الدُّنْيَا وَأَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ ثُمَّ تُطْوَى صَحِيفَةُ حَسَنَاتِهِ وَأَمَّا الْآخَرُونَ أَوِ الْكُفَّارُ فَيُنَادَى عَلَى رُؤُوسِ الْأَشْهَادِ: ﴿هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ وَقَالَ شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ. [راجع: ٢٤٤١]

(۴۶۸۵) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ اور ہشام بن ابی عبداللہ دستوائی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا اوران سے صفوان بن محرز نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما طواف کررہے تھے کہ ایک شخص آپ کے سامنے آیا اور پوچھا: اے ابوعبدالرحمن! یا یہ کہا کہ اے ابن عمر! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سرگوشی کے متعلق کچھ سنا ہے (جواللہ تعالیٰ مومنین سے قیامت کے دن کرے گا۔) انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے کہ ”مومن اپنے رب کے قریب لایا جائے گا۔“ اور ہشام نے يَدْنُو المؤمن (بجائے يُدْنِى الْمُؤْمِن) کہا مطلب ایک ہی ہے۔ ”یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا ایک حصہ اس پر رکھے گا اور اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا کہ فلاں گناہ تجھے یاد ہے؟ بندہ عرض کرے گا، یاد ہے، میرے رب! مجھے یاد ہے، دومرتبہ اقرار کرے گا۔ پھراللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تمہارے گناہوں کو چھپائے رکھا اورآج بھی تمہاری مغفرت کروں گا۔ پھراس کی نیکیوں کا دفتر لپیٹ دیا جائے گا۔ لیکن دوسرے لوگ یا (یہ کہا کہ) کفارتوان کے متعلق محشر میں اعلان کیا جائے گا کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ پرجھوٹ باندھا تھا۔“ اورشیبان نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے کہا ہم سے صفوان نے بیان کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾ ﴿الرِّفْدُ الْمَرْفُودُ﴾ الْعَوْنُ الْمُعِينُ، رَفَدْتُهُ: أَعَنْتُهُ ﴿تَرْكَنُوا﴾ تَمِيلُوا ﴿فَلَوْلَا كَانَ﴾ فَهَلَّا كَانَ ﴿أُتْرِفُوا﴾ أُهْلِكُوا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ﴾ شَدِيدٌ وَصَوْتٌ ضَعِيفٌ.

”اور تیرے پروردگار کی پکڑ اسی طرح ہے جب وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے جو (اپنے اوپر) ظلم کرتے رہتے ہیں۔ بیشک اس کی پکڑ بڑی دکھ دینے والی اور بڑی ہی سخت ہے۔“ ”الرِّفْدُ الْمَرْفُود“ مدد جودی جائے (انعام جو مرحمت ہو) عرب لوگ کہتے ہیں رَفَدْتُه یعنی میں نے اس کی مدد کی، ”تَرْكَنُوا“ کا معنی جھکو مائل ہو۔ ”فَلَوْ لَا كَانَ“ یعنی کیوں نہ ہوئے۔ ”أُتْرِفُوا“ ہلاک کیے گئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ”زَفِيرٌ“ زور کی آواز کو اور ”شَهِيقٌ“ پست آواز کو کہتے ہیں۔

٤٦٨٦ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ:

(۴۶۸۶) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو ابومعاویہ نے

أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِيْ لِلظَّالِمِ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ)) قَالَ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾. [مسلم: ٦٥٨١؛ ترمذي: ٣١١٠؛ ابن ماجه: ٤٠١٨]

خبر دی، ان سے برید بن ابی بردہ نے بیان کیا، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ظالم کو چند روز دنیا میں مہلت دیتا رہتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔“ راوی نے بیان کیا کہ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی: ”اور تیرے پروردگار کی پکڑ اسی طرح ہے، جب وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے۔ جو (اپنے اوپر) ظلم کرتے رہتے ہیں، بیشک اس کی پکڑ بڑی تکلیف دینے والی اور بڑی ہی سخت ہے۔“

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِيْنَ﴾ وَزُلَفًا سَاعَاتٍ بَعْدَ سَاعَاتٍ وَمِنْهُ سُمِّيَتِ الْمُزْدَلِفَةُ: الزُّلَفُ مَنْزِلَةٌ بَعْدَ مَنْزِلَةٍ وَأَمَّا ﴿زُلْفَى﴾ فَمَصْدَرٌ مِنَ الْقُرْبَى، ازْدَلَفُوا: اجْتَمَعُوْا ﴿أَزْلَفْنَا﴾ إِجْمَعْنَا.

”اور نماز قائم کرو، دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے کچھ حصوں میں، بیشک نیکیاں مٹا دیتی ہیں بدیوں کو، یہ ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔“ ”زُلَفًا“ یعنی گھڑی گھڑی اسی سے مزدلفہ ہے۔ کیونکہ لوگ وہاں وقفہ وقفہ سے آتے رہتے ہیں اور زُلَف منزلوں کو بھی کہتے ہیں۔ ”زلفی“ کا لفظ جو سورۂ ص میں ہے جیسے قربیٰ یعنی نزدیکی اِزْدَلَفُوا کا معنی جمع ہو گئے۔ ”أَزْلَفْنَا“ متعدی ہے یعنی ہم نے جمع کیا۔

تشریح: ایک شخص کسی غیر عورت کے ہاتھ چھونے یا صرف بوسہ دے دینے کا مرتکب ہو گیا تھا اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

”حمل الجمهور هذا المطلق على المقيد فى الحديث الصحيح ان الصلوٰة الى الصلاة كفارة لما بينهما ما اجتنبت الكبائر فقال طائفة ان اجتنبت الكبائر كانت الحسنات كفارة لما عدا الكبائر من الذنوب وان لم تجتنب الكبائر لم تحط الحسنات شيئا۔“ (فتح البارى جلد٨ صفحه ٤٥٥) (فتدبروا يا اولى الالباب) (راز)

٤٦٨٧ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ هُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ۔ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنَ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَأَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِيْنَ﴾ قَالَ الرَّجُلُ: أَلِيْ هَذِهِ؟ قَالَ: ((لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِيْ)). [راجع: ٥٢٦]

(۴۶۸۷) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان تیمی نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان نے اور ان سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص نے کسی غیر عورت کو بوسہ دے دیا اور پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اپنا گناہ بیان کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”اور تم نماز کی پابندی کرو دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں بیشک نیکیاں مٹا دیتی ہیں بدیوں کو، یہ ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔“ ان صاحب نے عرض کیا یہ آیت صرف میرے ہی لئے ہے (کہ نیکیاں بدیوں کو مٹا دیتی ہیں)؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے ہر انسان کے لئے ہے جو اس پر عمل کرے۔“

تشریح: یعنی گناہ کر کے نادم ہو۔ سچے دل سے توبہ کرے اور نماز پڑھے تو اللہ اس کے گناہ بخشش دے گا۔ دونوں سروں سے فجر اور مغرب کی نمازیں اور رات سے عشاء کی نماز مراد ہے۔ ظہر اور عصر کی نمازوں کا ذکر دوسری آیتوں میں موجود ہے جو منکرین حدیث صرف تین نمازوں کے قائل ہیں وہ قرآن پاک سے بھی واقف نہیں ہیں۔ اللہ ان کو نیک سمجھ عطا کرے۔ آمین

(۱۲) سُورَةُ يُوسُفَ — سورۂ یوسف کی تفسیر

تشریح: یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی اس میں ۱۱۱ آیات اور ۱۲ رکوع ہیں۔ یہود نے آپ ﷺ سے حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ پوچھا تھا اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام ان کی بیوی راحل کے بطن سے تھے۔ حضرت یعقوب ان سے محبت کرتے تھے۔ یہی محبت بھائیوں کے حسد کا سبب بنی۔

وَقَالَ فُضَيْلٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ: ﴿مُتَّكَأً﴾ الْأُتْرُنْجُ . قَالَ فُضَيْلٌ: الْأُتْرُنْجُ بِالْحَبَشِيَّةِ مُتْكًا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ مُجَاهِدٍ: مُتْكًا كُلُّ شَيْءٍ قُطِعَ بِالسِّكِّيْنِ وَقَالَ قَتَادَةُ: ﴿لَذُوْ عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَاهُ﴾ عَامِلٌ بِمَا عَلِمَ وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ: ﴿صُوَاعَ الْمَلِكِ﴾ مَكُّوْكُ الْفَارِسِيِّ الَّذِيْ يَلْتَقِيْ طَرَفَاهُ كَانَتْ تَشْرَبُ بِهِ الْأَعَاجِمُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿تُفَنِّدُوْنِ﴾ تُجَهِّلُوْنِ وَقَالَ غَيْرُهُ: غَيَابَةٌ: كُلُّ شَيْءٍ غَيَّبَ عَنْكَ شَيْئًا فَهُوَ غَيَابَةٌ وَالْجُبُّ الرَّكِيَّةُ الَّتِي لَمْ تُطْوَ ﴿بِمُؤْمِنٍ لَنَا﴾ [۱۷] بِمُصَدِّقٍ لَنَا ﴿أَشُدَّهُ﴾ قَبْلَ أَنْ يَأْخُذَ فِي النُّقْصَانِ يُقَالُ بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغُوْا أَشُدَّهُمْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: وَاحِدُهَا شَدٌّ وَالْمُتَّكَأُ مَا اتَّكَأْتَ عَلَيْهِ لِشَرَابٍ أَوْ لِحَدِيْثٍ أَوْ لِطَعَامٍ وَأَبْطَلَ الَّذِيْ قَالَ: الْأُتْرُنْجُ وَلَيْسَ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ الْأُتْرُنْجُ فَلَمَّا احْتُجَّ عَلَيْهِمْ بِأَنَّهُ الْمُتَّكَأُ مِنْ نَمَارِقَ فَرُّوْا إِلَى شَرٍّ مِنْهُ فَقَالُوْا: إِنَّمَا هُوَ الْمُتْكُ سَاكِنَةَ التَّاءِ وَإِنَّمَا الْمُتْكُ

اور فضیل بن عیاض (مشہور زاہد) نے حصین بن عبدالرحمٰن سے روایت کیا، انہوں نے مجاہد سے انہوں نے کہا "متکا" کا معنی ترنج اور خود فضیل نے بھی کہا کہ متکا حبشی زبان میں ترنج کو کہتے ہیں اور سفیان بن عیینہ نے ایک شخص (نام نامعلوم) سے روایت کی اس نے مجاہد سے انہوں نے کہا۔ متکا وہ چیز جو چھری سے کاٹی جائے (میوہ ہو یا ترکاری) اور قتادہ نے کہا "ذو علم" کا معنی اپنے علم پر عمل کرنے والا اور سعید بن جبیر نے کہا "صُوَاعَ" ایک ماپ ہے جس کو مکوک فارسی بھی کہتے ہیں یہ ایک گلاس کی طرح کا ہوتا ہے جس کے دونوں کنارے مل جاتے ہیں۔ عجم کے لوگ اس میں پانی پیا کرتے ہیں اور ابن عباس نے کہا: "لَوْ لَا اَنْ تُفَنِّدُوْنَ" اگر تم مجھ کو جاہل نہ کہو۔ دوسرے لوگوں نے کہا غَیَابَةٌ وہ چیز جو دوسری چیز کو چھپا دے غائب کردے اور جُبٌّ کچا کنواں جس کی بندش نہ ہوئی ہو۔ "وَمَا اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا" یعنی تو ہماری بات سچ ماننے والا نہیں۔ "اَشُدَّهٗ" وہ عمر جو زمانہ انحطاط سے پہلے ہو (تیس سے چالیس برس تک) عرب بولا کرتے ہیں۔ بَلَغَ اَشُدَّهٗ اور بَلَغُوْا اَشُدَّهُمْ یعنی اپنی جوانی کی عمر کو پہنچا یا پہنچے۔ بعضوں نے کہا اَشُدٌّ شَدٌّ کی جمع ہے متکا مسند تکیہ جس پر تو کھانے پینے یا باتیں کرنے کے لئے ٹیک لگائے اور جس نے یہ کہا کہ متکا ترنج کو کہتے ہیں اس نے غلط کہا۔ عربی زبان میں متکا کے معنی ترنج کے بالکل نہیں آئے ہیں جب اس شخص سے جو متکا کے معنی کہتا ہے اصل بیان کی گئی کہ متکا مسند یا تکیہ کو کہتے ہیں تو وہ اس سے بھی بدتر ایک بات

طَرَفُ الْبَظْرِ وَمِنْ ذَلِكَ قِيلَ لَهَا مَتْكَاءُ وَابْنُ الْمَتْكَاءِ فَإِنْ كَانَ ثَمَّ أُتْرُنْجٌ فَإِنَّهُ بَعْدَ الْمُتَّكَإِ ﴿شَغَفَهَا﴾ يُقَالُ: إِلَى شِغَافِهَا وَهُوَ غِلَافُ قَلْبِهَا أَمَّا شَعَفَهَا فَمِنَ الْمَشْعُوْفِ ﴿أَصْبُ﴾ أَمِلْ ﴿أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ﴾ مَا لَا تَأْوِيلَ لَهُ وَالضِّغْثُ مِلْءُ الْيَدِ مِنْ حَشِيشٍ وَمَا أَشْبَهَهُ وَمِنْهُ ﴿خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا﴾ لَا مِنْ قَوْلِهِ: ﴿أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ﴾ وَاحِدُهَا ضِغْثٌ ﴿نَمِيرُ﴾ مِنَ الْمِيرَةِ ﴿وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ﴾ مَا يَحْمِلُ بَعِيرٌ ﴿آوَى إِلَيْهِ﴾ ضَمَّ إِلَيْهِ السِّقَايَةُ مِكْيَالٌ ﴿تَفْتَأُ﴾ لَا تَزَالُ ﴿حَرَضًا﴾ مُحْرَضًا يُذِيبُكَ الْهَمُّ ﴿فَتَحَسَّسُوا﴾ تَخَبَّرُوا ﴿مُزْجَاةٍ﴾ قَلِيلَةٍ ﴿غَاشِيَةٌ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ﴾ عَامَّةٌ مُجَلِّلَةٌ.

کہنے لگا کہ یہ لفظ متك بہ سکون تا ہے۔ حالانکہ متك عربی زبان میں عورت کی شرمگاہ کو کہتے ہیں۔ جہاں عورت کا ختنہ کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ عورت کو عربی زبان میں متکا (متک والی) کہتے ہیں اور آدمی کو متکا کا بیٹا کہتے ہیں۔ اگر بالفرض زلیخا نے ترنج بھی منگوا کر عورتوں کو دیا ہوگا تو مسند تکیہ کے بعد دیا ہوگا۔ "شَغَفَهَا" یعنی اس کے دل کے شغاف (غلاف) میں اس کی محبت سما گئی ہے۔ بعض نے شعفها عین مہملہ سے پڑھا ہے وہ مشعوف سے نکلا ہے۔ "اَصْبُ" کا معنی مائل ہو جاؤں گا جھک پڑوں گا۔ "اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ" پریشان خواب جس کی کچھ تعبیر نہ دی جا سکے اصل میں اَضْغَاث ضِغْثٌ کی جمع ہے یعنی ایک مٹھی بھر گھاس تنکے وغیرہ اس سے ہے (سورۂ ص میں) "خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا" یعنی اپنے ہاتھ میں سینکوں کا ایک مٹھا لے اور "اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ" میں ضغث کے یہ معنی مراد نہیں ہیں۔ بلکہ پریشان خواب مراد ہے۔ "نَمِير" مِيْرة سے نکلا ہے اس کے معنی کھانے کے ہیں۔ "وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ" یعنی ایک اونٹ کا بوجھ اور زیادہ لائیں گے "اٰوٰى اِلَيْهِ" اپنے سے ملا لیا۔ اپنے پاس بٹھا لیا۔ سِقَايَة ایک ماپ تھا (جس سے غلہ ماپتے تھے) "تَفْتَأُ" ہمیشہ رہو گے۔ "حَرَضًا" یعنی رنج و غم تجھ کو گلا ڈالے گا۔ "فَتَحَسَّسُوا" یعنی خبر لو، لو لگاؤ، تلاش کرو۔ "مُزْجَاةٍ" تھوڑی پونجی۔ "غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ" اللہ کا عام عذاب جو سب کو گھیر لے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَى آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلَى أَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ﴾

٤٦٨٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْكَرِيمُ ابْنُ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"اور اپنا انعام تمہارے اوپر اور اولاد یعقوب پر پورا کرے گا جیسا کہ وہ اسے اس سے پہلے پورا کر چکا ہے۔ تمہارے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر۔"

(۴۶۸۸) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن عبداللہ بن دینار نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کریم بن کریم بن کریم بن کریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم تھے۔" علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

ابْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ)). [راجع: ٣٣٨٢]

بَابُ قَوْلِهِ: باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ﴾.

''بلاشبہ یوسف اوران کے بھائیوں (کے قصہ) میں پوچھنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔''

تشریح: ابن جریج وغیرہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے نام اس طرح نقل کئے ہیں (۱) روبیل، (۲) شمعون (۳) لاوی (۴) یہودا (۵) ریالون (۶) یشجر (۷) دان (۸) نیال (۹) جاد (۱۰) اشرد (۱۱) بنیامین (۱۲) ان میں سب سے بڑا روبیل تھا۔ (فتح الباری)

٤٦٨٩ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّ النَّاسِ أَكْرَمُ؟ قَالَ: ((أَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُمْ)) قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ قَالَ: ((فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنِ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنِ خَلِيلِ اللَّهِ)) قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ قَالَ: ((فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونِّي)) قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: ((فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا)). تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ. [راجع: ٣٣٥٣]

(۴۶۸۹) مجھ سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی، انہیں عبیداللہ نے، انہیں سعید بن ابی سعید نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے سوال کیا کہ انسانوں میں کون سب سے زیادہ شریف ہے؟ آپ نے فرمایا: ''سب سے زیادہ عزت دار وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔'' صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارے سوال کا مقصد یہ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر سب سے زیادہ شرف والے یوسف علیہ السلام ہیں نبی اللہ بن نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ۔'' صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارے سوال کا یہ بھی مقصد نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا، عرب کے خاندانوں کے متعلق تم معلوم کرنا چاہتے ہو؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''جاہلیت میں جو لوگ شریف سمجھے جاتے تھے، اسلام لانے کے بعد بھی وہ شریف ہیں، جبکہ دین کی سمجھ بھی انہیں حاصل ہو جائے۔'' اس روایت کی متابعت ابواسامہ نے عبیداللہ سے کی ہے۔

تشریح: حدیث ہذا کی رو سے شرافت کی بنیاد دین داری اور دین کی سمجھ ہے، اس کے بغیر شرافت کا دعویٰ غلط ہے خواہ کوئی سید ہی کیوں نہ ہو۔ دینی فقاہت شرافت کی اولین بنیاد ہے۔ محض علم کوئی چیز نہیں جب تک اس کو صحیح طور پر سمجھا نہ جائے اسی کا نام فقاہت ہے۔ نام نہاد فقہا مراد نہیں ہیں۔ جنہوں نے بلاوجہ زمین وآسمان کے قلابے ملائے ہیں۔ جیسا کہ کتب فقہ سے ظاہر ہے۔ الا ماشاء اللہ۔

تفصیل کے لئے کتاب "حقيقة الفقه" ملاحظہ ہو۔

بَابُ قَوْلِهِ: باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ﴾ ﴿سَوَّلَتْ﴾ زَيَّنَتْ.

''اس (یعقوب علیہ السلام) نے کہا بلکہ تم نے اپنے دل سے خود ایک جھوٹی بات گھڑ لی سو صبر ہی عمدہ ہے۔'' سولت کا معنی تمہارے دلوں نے ایک من گھڑت بات کو اپنے لئے اچھا سمجھ لیا ہے۔

٤٦٩٠ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ . قَالَ: وَحَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ. حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ. كُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ)) قُلْتُ: إِنِّي وَاللّٰهِ! لَا أَجِدُ مَثَلًا إِلَّا أَبَا يُوسُفَ ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ﴾ [النور:١١] الْعَشْرَ الْآيَاتِ. [راجع: ٢٥٩٣]

(۴۶۹۰) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن عمر نمیری نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید ایلی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے سنا، انہوں نے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ سے نبی کریم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس واقعہ کے متعلق سنا، جس میں تہمت لگانے والوں نے ان پر تہمت لگائی تھی اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی پاکی نازل کی۔ ان تمام لوگوں نے مجھ سے اس قصہ کا کچھ کچھ ٹکڑا بیان کیا۔ نبی کریم ﷺ نے (عائشہ رضی اللہ عنہا سے) فرمایا: ''اگر تم پاک صاف ہو تو عنقریب اللہ تعالیٰ تمہاری پاکی نازل کر دے گا لیکن اگر تو آلودہ ہو گئی ہے تو اللہ سے مغفرت طلب کر اور اس کے حضور میں توبہ کر'' (عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ) میں نے اس پر کہا: اللہ کی قسم! میری اور تمہاری مثال یوسف علیہ السلام کے والد جیسی ہے (اور انہی کی کہی ہوئی بات میں بھی دہراتی ہوں کہ) ''سو صبر کرنا (ہی) اچھا ہے اور تم جو کچھ بیان کرتے ہو اس پر اللہ ہی مدد کرے گا۔'' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکی میں سورۂ نور کی ''اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْکِ'' سے آخر تک دس آیات اتاریں۔

تشریح: اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ اس باب میں اس لئے لائے کہ اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کے والد کا قصہ مذکور ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رنج اور صدمے میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام یاد نہ رہا تو انہوں نے یوں کہہ دیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے والد۔ حدیث اور باب میں یہی مطابقت ہے۔

٤٦٩١ـ حَدَّثَنَا مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَسْرُوقُ ابْنُ الْأَجْدَعِ قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ رُومَانَ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ قَالَتْ: بَيْنَا أَنَا وَعَائِشَةُ أَخَذَتْهَا الْحُمَّى فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَعَلَّ فِي حَدِيثٍ تُحُدِّثَ)) قَالَتْ: نَعَمْ وَقَعَدَتْ عَائِشَةُ قَالَتْ: مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَيَعْقُوبَ وَبَنِيهِ ﴿بَلْ سَوَّلَتْ

(۴۶۹۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبدالرحمٰن نے، ان سے ابووائل شقیق بن سلمہ نے، کہا کہ مجھ سے مسروق بن اجدع نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ام رومان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ میں اور عائشہ بیٹھی ہوئی تھیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخار چڑھ گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''غالباً یہ ان باتوں کی وجہ سے ہوا ہو گا جن کا چرچا ہو رہا ہے۔'' ام رومان رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ اس کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا

لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُوْنَ﴾. [راجع: ٣٣٨٨]

بیٹھ گئیں اور کہا کہ میری اور آپ لوگوں کی مثال یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں جیسی ہے "بلکہ تمہارے دلوں نے تمہارے لیے ایک جھوٹی بات گھڑ لی ہے سو صبر بہتر ہے اور تم لوگ جو کچھ بیان کرتے ہو اس پر اللہ ہی مدد کرے۔"

تشریح: ام رومان رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت دنوں تک زندہ رہیں۔ جب ہی مسروق نے ان سے سنا جو تابعی ہیں اور یہ روایت صحیح نہیں کہ ام رومان رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں مرگئی تھیں اور آپ ان کی قبر میں اترے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ﴾ قَالَ عِكْرِمَةُ: ﴿هَيْتَ لَكَ﴾ بِالْحَوْرَانِيَّةِ: هَلُمَّ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ: تَعَالَهْ.

"اور جس عورت کے گھر میں وہ تھے وہ اپنا مطلب نکالنے کو انہیں پھسلانے لگی اور دروازے بند کر لئے اور بولی کہ بس آجا۔" اور عکرمہ نے کہا "هیت لك" حورانی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے جلدی آ۔ سعید بن جبیر نے بھی یہی کہا ہے۔

تشریح: حورانی حوران کی طرف منسوب ہے جو ملک شام میں ایک شہر یا ایک پہاڑ تھا۔

٤٦٩٢ـ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ: ﴿قَالَتْ هَيْتَ لَكَ﴾ قَالَ: وَإِنَّمَا نَقْرَؤُهَا كَمَا عُلِّمْنَاهَا ﴿مَثْوَاهُ﴾ مُقَامُهُ ﴿وَأَلْفَيَا﴾ وَجَدَا ﴿أَلْفَوْا آبَائَهُمْ﴾ ﴿أَلْفَيْنَا﴾ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﴿بَلْ عَجِبْتُ وَيَسْخَرُوْنَ﴾.

(۴۶۹۲) ہم سے احمد بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن عمر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے ابووائل نے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے "هَيْتَ لَكَ" پڑھا اور کہا کہ جس طرح ہمیں یہ لفظ سکھایا گیا ہے۔ اسی طرح ہم پڑھتے ہیں۔ "مثواہ" یعنی اس کا ٹھکانا درجہ۔ "الفیا" پایا، اسی سے ہے۔ "الفوا آباء هم" اور "الفیا" (دوسری آیتوں میں) اور ابن مسعود سے (سورۂ والصافات) میں "بل عجبت ویسخرون" منقول ہے۔

تشریح: مشہور قراءت بل عجبت بہ صیغہ خطاب ہے۔ اس قراءت کے یہاں ذکر کرنے کی غرض یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جیسے عجبت بالفتح کو هيت بالضم پڑھا ہے۔ اسی طرح هيت بالفتح کو هبت بالضم بھی پڑھا ہے۔ جیسے ابن مردویہ نے سلیمان تیمی کے طریق سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ (ترجیح قراءت مروجہ ہی کو ہے)

٤٦٩٣ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا أَبْطَؤُوْا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْإِسْلَامِ قَالَ: اللَّهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَأَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ حَتَّى جَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ

(۴۶۹۳) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے مسلم نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ قریش نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں تاخیر کی تو آپ نے ان کے حق میں بددعا کی کہ اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ کا سا قحط نازل فرما۔ چنانچہ ایسا قحط پڑا کہ کوئی چیز نہیں ملتی تھی اور وہ ہڈیوں کے کھانے پر مجبور ہو گئے

إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا مِثْلَ الدُّخَانِ قَالَ اللَّهُ: ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ﴾ قَالَ اللَّهُ: ﴿إِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ﴾ أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ وَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَمَضَتِ الْبَطْشَةُ. [راجع: ١٠٠٧]

تھے۔لوگوں کی اس وقت یہ کیفیت تھی کہ آسمان کی طرف نظر اٹھا کے دیکھتے تھے تو بھوک و پیاس کی شدت سے دھواں سا نظر آتا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تو آپ انتظار کیجئے اس روز کا جب آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہو'' اور فرمایا ''بیشک ہم اس عذاب کو ہٹالیں گے اور تم بھی (اپنی پہلی حالت پر) لوٹ آؤ گے۔'' ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عذاب سے یہی قحط کا عذاب مراد ہے کیونکہ آخرت کا عذاب کافروں سے ٹلنے والا نہیں ہے۔

حاصل یہ کہ دخان اور بطشة جن کا ذکر سورۂ دخان میں ہے گزر چکا ہے۔

تشریح: اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر ہے قسطلانی نے کہا اس حدیث کی دوسری روایت میں یوں ہے کہ جب قریش پر قحط کی سختی ہوئی تو ابوسفیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا آپ کنبہ پروری کا حکم دیتے ہیں اور آپ کی قوم کے لوگ بھوکے مر رہے ہیں ان کے لئے دعا فرمایئے۔آپ نے دعا کی اور قریش کا قصور معاف کر دیا جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کا قصور معاف کر دیا تھا۔(وحیدی)

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ○ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُنَّ يُوسُفَ عَنْ نَفْسِهِ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ﴾ وَحَاشَ وَحَاشَا: تَنْزِيهٌ وَاسْتِثْنَاءٌ ﴿حَصْحَصَ﴾ وَضَحَ.

''پھر جب قاصد ان کے پاس پہنچا تو (یوسف علیہ السلام نے) کہا کہ اپنے آقا کے پاس واپس جا اور اس سے پوچھ کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ (چھری سے) زخمی کر لئے تھے۔بے شک میرا رب ان عورتوں کے فریب سے خوب واقف ہے۔(بادشاہ نے) کہا (اے عورتو!) تمہارا کیا واقعہ ہے جب تم نے یوسف (علیہ السلام) سے اپنا مطلب نکالنے کی خواہش کی تھی۔وہ بولیں حاشا للہ! ہم نے یوسف (علیہ السلام) میں کوئی عیب نہیں دیکھا۔'' حاش، حاشا (الف کے ساتھ) اس کا معنی پاکی بیان کرنا اور استثنا کرنا، ''حَصْحَصَ'' کا معنی کھل گیا۔

٤٦٩٤ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَرْحَمُ اللَّهُ لُوطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ وَلَوْ

(۴۶۹۴) ہم سے سعید بن تلید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے بکر بن مضر نے، ان سے عمرو بن حارث نے، ان سے یونس بن یزید نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ لوط پر اپنی رحمت نازل فرمائے کہ انہوں نے ایک زبردست سہارے کی پناہ لینے کے لئے کہا تھا اور اگر میں قید خانے میں اتنے دنوں تک رہ چکا ہوتا جتنے دن

لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوسُفُ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ وَنَحْنُ أَحَقُّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لَهُ: ﴿أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي﴾

[البقرة: ٢٦٠] [راجع: ٣٢٧٢]

یوسف علیہ السلام رہے تھے تو بلانے والے کی بات رد نہ کرتا اور ہم کو تو ابراہیم علیہ السلام کی بہ نسبت شک ہونا زیادہ سزاوار ہے، جب اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا: کیا تجھ کو یقین نہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں یقین تو ہے پر میں چاہتا ہوں کہ اور اطمینان ہو جائے۔"

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿حَتَّى إِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ﴾

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"یہاں تک کہ جب رسول (بظاہر) ناامید ہو گئے۔"

تشریح: یعنی "یہاں تک کہ جب پیغمبر مایوس ہو گئے کہ افسوس ہم لوگوں کی نگاہوں میں جھوٹے ہوئے" آخر تک۔

٤٦٩٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَهُ وَهُوَ يَسْأَلُهَا عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿حَتَّى إِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ﴾ قَالَ: قُلْتُ: أَكُذِبُوا أَمْ كُذِّبُوا؟ قَالَتْ عَائِشَةُ كُذِّبُوا؟ قُلْتُ: فَقَدِ اسْتَيْقَنُوا أَنَّ قَوْمَهُمْ كَذَّبُوهُمْ فَمَا هُوَ بِالظَّنِّ قَالَتْ أَجَلْ لَعَمْرِي لَقَدِ اسْتَيْقَنُوا بِذَلِكَ فَقُلْتُ لَهَا: ﴿وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا﴾ قَالَتْ: مَعَاذَ اللَّهِ! لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذَلِكَ بِرَبِّهَا قُلْتُ: فَمَا هَذِهِ الْآيَةُ؟ قَالَتْ: هُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِينَ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوهُمْ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلَاءُ وَاسْتَأْخَرَ عَنْهُمُ النَّصْرُ حَتَّى إِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ مِمَّنْ كَذَّبَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ وَظَنَّتِ الرُّسُلُ أَنَّ أَتْبَاعَهُمْ قَدْ كَذَّبُوهُمْ جَاءَهُمْ نَصْرُ اللَّهِ عِنْدَ ذَلِكَ.

[راجع: ٣٣٨٩]

(۴۶۹۵) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا۔ عروہ نے ان سے آیت "حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ" کے متعلق پوچھا تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا تھا (آیت میں) کُذِبُوا (تخفیف کے ساتھ) یا کُذِّبُوا (تشدید کے ساتھ) اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کُذِّبُوا (تشدید کے ساتھ) اس پر میں نے ان سے کہا کہ انبیا تو یقین کے ساتھ جانتے تھے کہ ان کی قوم انہیں جھٹلا رہی ہے۔ پھر "ظَنُّوا" سے کیا مراد ہے، انہوں نے کہا اپنی زندگی کی قسم بے شک پیغمبروں کو اس کا یقین تھا۔ میں نے کہا کہ "کُذِبُوا" تخفیف ذال کے ساتھ پڑھیں تو کیا قباحت ہے۔ انہوں نے کہا: معاذ اللہ کہیں پیغمبر اپنے پروردگار کی نسبت ایسا گمان کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا: اچھا اس آیت کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے کہا: مطلب یہ ہے کہ رسولوں کو جن لوگوں نے مانا ان کی تصدیق کی جب ان پر ایک مدت دراز تک آفت اور مصیبت آتی رہی اور اللہ کی مدد آنے میں دیر ہوئی اور پیغمبران کے ایمان لانے سے ناامید ہو گئے جنہوں نے ان کو جھٹلایا تھا اور یہ گمان کرنے لگے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اب وہ بھی ہم کو جھوٹا سمجھنے لگیں گے، اس وقت اللہ کی مدد آن پہنچی۔

٤٦٩٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا

(۴۶۹۶) ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب بن ابی

شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ فَقُلْتُ: لَعَلَّهَا كُذِبُوْا مُخَفَّفَةً قَالَتْ: مَعَاذَ اللَّهِ! نَحْوَهُ. [راجع: ٣٣٨٩]

حمزہ نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ہوسکتا ہے یہ کُذِبُو اتخفیف ذال کے ساتھ ہو تو انہوں نے فرمایا، معاذ اللہ! پھر وہی حدیث بیان کی جو اوپر گزری۔

تشریح: کذبوا تخفیف ذال کے ساتھ پڑھنے سے غالباً مطلب یہ ہوگا کہ پیغمبروں کو یہ گمان ہوا کہ اللہ نے ان سے جو وعدے کئے تھے وہ سب جھوٹ تھے۔ حالانکہ مشہور قراءت تخفیف کے ساتھ ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ کافروں کو یہ گمان ہوا کہ پیغمبروں سے جو وعدے فتح ونصرت کے کئے گئے تھے وہ سب جھوٹ تھے یا کافروں کو یہ گمان ہوا کہ پیغمبروں نے جو ان سے وعدے کئے تھے وہ سب جھوٹے تھے: " وقد اختار الطبری قراءة التخفیف وقال انما اخترت هذا لان الایة وقعت عقب قوله ﴿لينظروا كيف كان عاقبة الذين من قبلهم﴾ فكان في ذلك اشارة الی ان یأس الرسل كان من ايمان قولهم الذی كذبوهم فهلكوا۔" (فتح الباری جلد۸ صفحہ ٤٧١) خلاصہ اس عبارت کا وہی ہے جو اوپر مذکور ہے۔ وتدبروا فیها یا اولی الالباب لعلکم تعقلون۔

(١٣) سُوْرَةُ الرَّعْدِ

سورۂ رعد کی تفسیر

تشریح: یہ سورت مکی ہے اس میں ۴۳ آیات اور ۶ رکوع ہیں۔ آیت: ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا﴾ (۱۳/الرعد:۲) سے آسمان کا وجود ثابت ہوتا ہے جو لوگ آسمان کو محض بلندی کہتے ہیں ان کا قول باطل ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ﴾ مَثَلُ الْمُشْرِكِ الَّذِيْ عَبَدَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا غَيْرَهُ كَمَثَلِ الْعَطْشَانِ الَّذِيْ يَنْظُرُ إِلَى خَيَالِهِ فِي الْمَاءِ مِنْ بَعِيْدٍ وَهُوَ يُرِيْدُ أَنْ يَتَنَاوَلَهُ وَلَا يَقْدِرُ وَقَالَ غَيْرُهُ سَخَّرَ ذَلَّلَ ﴿مُتَجَاوِرَاتٌ﴾ مُتَدَانِيَاتٌ ﴿الْمَثُلَاتُ﴾ وَاحِدُهَا مَثُلَةٌ وَهِيَ الْأَشْبَاهُ وَالْأَمْثَالُ وَقَالَ: ﴿إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا﴾ ﴿بِمِقْدَارٍ﴾ بِقَدَرٍ ﴿مُعَقِّبَاتٌ﴾ مَلَائِكَةٌ حَفَظَةٌ تُعَقِّبُ الْأُوْلَى مِنْهَا الْأُخْرَى وَمِنْهُ قِيْلَ: الْعَقِيْبُ أَيْ عَقَّبْتُ فِيْ إِثْرِهِ ﴿الْمِحَالِ﴾ الْعُقُوْبَةُ ﴿كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ﴾ لِيَقْبِضَ عَلَى الْمَاءِ ﴿رَابِيًا﴾ مِنْ رَبَا يَرْبُوْ ﴿أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ﴾ الْمَتَاعُ مَا تَمَتَّعْتَ بِهِ ﴿جُفَاءً﴾ أَجْفَأَتِ الْقِدْرُ: إِذَا غَلَتْ فَعَلَاهَا الزَّبَدُ ثُمَّ تَسْكُنُ فَيَذْهَبُ الزَّبَدُ بِلَا مَنْفَعَةٍ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ" یہ مشرک کی مثال ہے جو اللہ کے سوا دوسروں کی پوجا کرتا ہے جیسے پیاسا آدمی پانی کا تصور کر کے دور سے پانی کی طرف ہاتھ بڑھائے اور اس کو نہ لے سکے۔ دوسرے لوگوں نے کہا "سَخَّرَ" کے معنی تابعدار کیا مسخر کیا۔ "متجاورات" ایک دوسرے سے ملے ہوئے قریب قریب "اَلْمَثُلَاتُ" مَثُلَة کی جمع ہے یعنی جوڑا اور مشابہ اور دوسری آیت میں ہے "اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا" مگر مشابہ دنوں ان لوگوں کے جو پہلے گزر گئے "بمقدار" یعنی اندازے سے جوڑ سے۔ "مُعَقِّبَات" نگہبان فرشتے جو ایک دوسرے کے بعد باری باری آتے رہتے ہیں۔ اس سے عقیب کا لفظ نکلا ہے۔ عرب لوگ کہتے ہیں عَقَّبْتُ فِی اِثْرِهِ یعنی اس کے نشان قدم پر پیچھے گیا۔ "المحال" عذاب "كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ" جو دونوں ہاتھ بڑھا کر پانی لینا چاہے "رَابِيًا" رَبَا يَرْبُوْ سے نکلا ہے یعنی بڑھنے والا یا اوپر تیرنے والا۔ اَلْمَتَاع جس چیز سے تو فائدہ اٹھائے اس کو کام میں لائے۔ "جُفَاءً" اَجْفَاَتِ الْقِدْر سے نکلا ہے۔ یعنی ہانڈی نے جوش مارا جھاگ اوپر آ گیا پھر جب ہانڈی ٹھنڈی ہوتی ہے تو پھولا ہوا جھاگ بیکار سوکھ کر فنا ہو جاتا

فَكَذٰلِكَ يُمَيِّزُ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ ﴿الْمِهَادُ﴾ الْفِرَاشُ ﴿يَدْرَءُوْنَ﴾ يَدْفَعُوْنَ دَرَأْتُهُ دَفَعْتُهُ ﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ﴾ أَيْ يَقُوْلُوْنَ: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ﴿وَإِلَيْهِ مَتَابِ﴾ تَوْبَتِيْ ﴿أَفَلَمْ يَايْئَسْ﴾ لَمْ يَتَبَيَّنْ ﴿قَارِعَةٌ﴾ دَاهِيَةٌ ﴿فَأَمْلَيْتُ﴾ أَطَلْتُ مِنَ الْمَلِيِّ وَالْمِلَاوَةِ وَمِنْهُ ﴿مَلِيًّا﴾ وَيُقَالُ لِلْوَاسِعِ الطَّوِيْلِ مِنَ الْأَرْضِ مَلًا مِنَ الْأَرْضِ: ﴿أَشَقُّ﴾ أَشَدُّ مِنَ الْمَشَقَّةِ ﴿مُعَقِّبَ﴾ مُغَيِّرٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مُتَجَاوِرَاتٌ﴾ طَيِّبُهَا وَخَبِيْثُهَا السِّبَاخُ ﴿صِنْوَانٌ﴾ النَّخْلَتَانِ أَوْ أَكْثَرُ فِيْ أَصْلٍ وَاحِدٍ ﴿وَغَيْرُ صِنْوَانٍ﴾ وَحْدَهَا ﴿بِمَاءٍ وَاحِدٍ﴾ كَصَالِحِ بَنِيْ آدَمَ وَخَبِيْثِهِمْ أَبُوْهُمْ وَاحِدٌ ﴿السَّحَابَ الثِّقَالَ﴾ الَّذِيْ فِيْهِ الْمَاءُ ﴿كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ﴾ يَدْعُو الْمَاءَ بِلِسَانِهِ وَيُشِيْرُ إِلَيْهِ بِيَدِهِ فَلَا يَأْتِيْهِ أَبَدًا ﴿سَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا﴾ تَمْلَأُ بَطْنَ وَادٍ ﴿زَبَدًا رَابِيًا﴾ زَبَدُ السَّيْلِ خَبَثُ الْحَدِيْدِ وَالْحِلْيَةِ.

ہے، حق باطل سے اسی طرح جدا ہو جاتا ہے "اَلْمِهَاد" بچھونا "يَدْرَءُوْنَ" دھکیلتے ہیں دفع کرتے یہ دَرَأْتُه سے نکلا ہے یعنی میں نے اس کو دور کیا دفع کر دیا۔ "سَلَامٌ عَلَيْكُم" یعنی فرشتے مسلمانوں کو کہتے جائیں گے تم سلامت رہو۔ "وَاِلَيْهِ مَتَاب" میں اسی کی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ "اَفَلَمْ يَيْاَسْ" کیا انہوں نے نہیں جانا۔ "قَارِعَةٌ" آفت مصیبت۔ "فَاَمْلَيْتُ" میں نے ڈھیلا چھوڑا مہلت دی یہ لفظ مَلِي اور ملاوة سے نکلا ہے۔ اسی سے نکلا ہے جو جبرئیل کی حدیث میں ہے۔ "فلبثت مليا" (یا قرآن میں ہے وَهْجُرْنِيْ مَلِيًّا) اور کشادہ لمبی زمین کو ملا کہتے ہیں۔ "اَشَقُّ" افعل التفضیل کا صیغہ ہے مشقت سے یعنی بہت سخت۔ مُعَقِّبَ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِه میں یعنی نہیں بدلنے والا اور مجاہد نے کہا: "متجاورات" کا معنی یہ ہے کہ بعض قطعے عمدہ قابل زراعت ہیں بعض خراب شور کھارے ہیں۔ "صنوان" وہ کھجور کے درخت جن کی جڑ ملی ہوئی ہو (ایک ہی جڑ پر کھڑے ہوں) "غیر صنوان" الگ الگ جڑ پر سب ایک ہی پانی سے اگتے ہیں (ایک ہی ہوا سے ایک ہی زمین میں) آدمیوں کی بھی یہی مثال ہے کوئی اچھا کوئی برا حالانکہ سب ایک باپ آدم کی اولاد ہیں۔ "اَلسَّحَابُ الثِّقَال" وہ بادل جن میں پانی بھرا ہوا اور وہ پانی کے بوجھ سے بھاری بھر کم ہوں۔ "كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ" یعنی اس شخص کی طرح جو دور سے ہاتھ پھیلا کر پانی کو زبان سے بلائے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کریں اس صورت میں پانی کبھی اس کی طرف نہیں آئے گا۔ "سَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا" یعنی نالے اپنے انداز سے بہتے ہیں۔ یعنی پانی بھر کر "زَبَدًا رَّابِيًا" سے مراد بہتے پانی کا پھولا ہوا جھاگ "زَبَدٌ مِّثْلُهٗ" سے لوہے، زیورات وغیرہ کا پھولا ہوا جھاگ مراد ہے۔

تشریح: جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ رات دن کے فرشتے عصر اور صبح کی نماز میں جمع ہو جاتے ہیں طبری نے نکالا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آدمی پر کتنے فرشتے مقرر ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آدمی پر دس فرشتے صبح کو اور دس رات کو معین رہتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ

"اللہ کو علم ہے اس کا جو کچھ کسی مادہ کے حمل میں ہوتا ہے اور جو کچھ ان کے رحم

الْأَرْحَامُ﴾ ﴿غِيْضَ﴾ نُقِصَ.

میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔" غیض ای نقص کم کیا گیا۔

٤٦٩٧ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللّٰهُ لَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللّٰهُ)). [راجع: ١٠٣٩]

(۴۶۹۷) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معن بن عیسیٰ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہونے والا ہے، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ عورتوں کے رحم میں کیا کمی بیشی ہوتی رہتی ہے، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب برسے گی، کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کی موت کہاں ہوگی اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی۔"

تشریح: اس آیت سے ثابت ہوا کہ علم غیب خاص اللہ کے لئے ہے جو کسی غیر کے لئے علم غیب کا عقیدہ رکھے وہ جھوٹا ہے۔ پیغمبروں کو بھی علم غیب حاصل نہیں ان کو جو کچھ اللہ چاہتا ہے وحی کے ذریعہ معلوم کرا دیتا ہے۔ اسے غیب دانی نہیں کہا جا سکتا۔ حمل کی کمی بیشی کا مطلب یہ ہے کہ پیٹ میں ایک بچہ ہے یا دو بچے یا تین یا چار۔

(١٤) سُوْرَةُ إِبْرَاهِيْمَ

سورۂ ابراہیم کی تفسیر

تشریح: سورۂ ابراہیم مکی ہے جس میں ۵۲ آیات ۷ رکوع اور ۸۳۱ کلمات اور ۳۴۳۴ حروف ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام دنیا کے عظیم ترین تاریخی انسان ہیں جن سے دو بڑے خاندان ظہور پذیر ہوئے جن کو بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آدم ثالث بھی کہا گیا ہے۔ یہود اور نصاریٰ اور مسلمان تینوں ان کو اپنا جد امجد تصور کرتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿هَادٍ﴾ دَاعٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿صَدِيدٌ﴾ قَيْحٌ وَدَمٌ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: ﴿اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ﴾ أَيَادِيَ اللّٰهِ عِنْدَكُمْ وَأَيَّامَهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ﴾ رَغِبْتُمْ إِلَيْهِ فِيهِ ﴿يَبْغُونَهَا عِوَجًا﴾ يَلْتَمِسُونَ لَهَا عِوَجًا ﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ﴾ أَعْلَمَكُمْ آذَنَكُمْ ﴿رَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ﴾ هَذَا مَثَلٌ كَفُّوا عَمَّا أُمِرُوا بِهِ ﴿مَقَامِي﴾ حَيْثُ يُقِيمُهُ اللّٰهُ بَيْنَ يَدَيْهِ ﴿مِنْ وَرَائِهِ﴾ قُدَّامَهُ ﴿لَكُمْ تَبَعًا﴾ وَاحِدُهَا تَابِعٌ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "هَادٍ" کا معنی بلانے والا، ہدایت کرنے والا (نبی ورسول مراد ہیں) اور مجاہد نے کہا "صَدِيدٌ" کا معنی پیپ اور لہو اور سفیان بن عیینہ نے کہا "اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُم" کا معنی یہ ہے کہ اللہ کی جو نعمتیں تمہارے پاس ہیں ان کو یاد کرو اور جو اگلے واقعات اس کی قدرت کے ہوئے ہیں اور مجاہد نے کہا "مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ" کا معنی یہ ہے کہ جن جن چیزوں کی تم نے رغبت کی "يَبْغُونَهَا عِوَجًا" اس میں کجی پیدا کرنے کی تلاش کرتے رہتے ہیں "وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُم" جب تمہارے مالک نے تم کو خبردار کر دیا جتلا دیا "رَدُّوا أَيْدِيَهُم فِي أَفْوَاهِهِم" یہ عرب کی زبان میں ایک مثل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا جو حکم ہوا تھا اس سے باز رہے بجا نہ لائے۔ "مَقَامِي" وہ جگہ جہاں اللہ پاک اس کو

مِثْلُ غَيْبٍ وَغَائِبٍ ﴿بِمُصْرِخِكُمْ﴾ اسْتَصْرَخَنِي اسْتَغَاثَنِي ﴿يَسْتَصْرِخُهُ﴾ مِنَ الصُّرَاخِ ﴿وَلَا خِلَالَ﴾ مَصْدَرُ خَالَلْتُهُ خِلَالًا وَيَجُوزُ أَيْضًا جَمْعُ خُلَّةٍ وَخِلَالٍ ﴿اجْتُثَّتْ﴾ اسْتُؤْصِلَتْ.

اپنے سامنے کھڑا کرے گا۔ "مِن وَرَآئِهٖ" سامنے سے "لَكُم تَبَعًا" تَبَعٌ تَابِع کی جمع ہے جیسے غَیبٌ غائب کی۔ "بِمُصرِخِکُم" عرب لوگ کہتے ہیں اِستَصرَخَنِی یعنی اس نے میری فریاد سن لی "یَستَصرِخُهُ" اس کی فریاد سنتا ہے دونوں صراخ سے نکلے ہیں (صُرَّاخ کا معنی فریاد) "وَلَا خِلَالَ" خَالَلتُه خِلَالاً کا مصدر ہے اور خُلَّةٌ کی جمع بھی ہوسکتا ہے (یعنی اس دن دوستی نہ ہوگی یا دوستیاں نہ ہوں گی) "اِجتُثَّت" جڑ سے اکھاڑ لیا گیا۔

تشریح: شروع میں لفظ ھاد یہ سورۂ رعد کی اس آیت میں ہے: ﴿إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ (۱۳/ الرعد: ۷) اس لئے اس تفسیر کو سورۂ رعد کی تفسیر میں ذکر کرنا تھا شاید ناسخین کی غلطی ہے کہ اس عبارت کو اس سورت کے ذیل میں لکھ دیا گیا، سہو ونسیان ہر انسان سے ممکن ہے۔ غفر اللہ لھم اجمعین۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ﴾.

"کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی اچھی مثال کلمہ طیبہ کی بیان (فرمائی کہ) وہ ایک پاکیزہ درخت کے مشابہ ہے جس کی جڑ (خوب) مضبوط ہے اور اس کی شاخیں (خوب) اونچائی میں جارہی ہیں۔ وہ اپنا پھل ہر فصل میں (اپنے پروردگار کے حکم سے) دیتا رہتا ہے۔"

٤٦٩٨ـ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَخْبِرُونِي بِشَجَرَةٍ تُشْبِهُ أَوْ كَالرَّجُلِ الْمُسْلِمِ لَا يَتَحَاتُّ وَرَقُهَا وَلَا وَلَا وَلَا تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ)) قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَا يَتَكَلَّمَانِ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ فَلَمَّا لَمْ يَقُولُوا شَيْئًا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هِيَ النَّخْلَةُ)) فَلَمَّا قُمْنَا قُلْتُ لِعُمَرَ: يَا أَبَتَاهُ وَاللَّهِ! لَقَدْ كَانَ وَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَكَلَّمَ؟ قَالَ: لَمْ أَرَكُمْ تَكَلَّمُونَ

(٤٦٩٨) مجھ سے عبید اللہ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے، ان سے عبید اللہ نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، آپ نے دریافت فرمایا: "اچھا مجھ کو بتلاؤ تو وہ کونسا درخت ہے جو مسلمان کی مانند ہے جس کے پتے نہیں گرتے (ولا، ولا، ولا، یہ تینوں درخت کی صفات بیان کی ہیں) ہر وقت میوہ دے جاتا ہے۔" ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میرے دل میں آیا وہ کھجور کا درخت ہے مگر میں نے دیکھا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے جواب نہیں دیا تو مجھ کو ان بزرگوں کے سامنے کلام کرنا اچھا معلوم نہیں ہوا۔ جب ان لوگوں نے کچھ جواب نہیں دیا تو رسول اللہ ﷺ نے خود ہی فرمایا: "وہ کھجور کا درخت ہے۔" جب ہم اس مجلس سے کھڑے ہوئے تو میں نے اپنے والد عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: باوا! اللہ کی قسم میرے دل میں آیا تھا کہ میں کہہ دوں وہ کھجور کا درخت ہے۔ انہوں نے کہا: پھر تو نے

فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ أَوْ أَقُوْلَ شَيْئًا قَالَ عُمَرُ: لَأَنْ تَكُوْنَ قُلْتَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا.
[راجع: ٦١] [مسلم: ٧١٠٢]

کہہ کیوں نہ دیا۔ میں نے کہا: آپ لوگوں نے کوئی بات نہیں کی میں نے آگے بڑھ کر بات کرنا مناسب نہ جانا۔ انہوں نے کہا واہ! اگر تو اس وقت کہہ دیتا تو مجھ کو اتنے اتنے (لال لال اونٹ کا) مال ملنے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی۔

تشریح: نبی کریم ﷺ نے اس درخت کی تین صفتیں اشاروں میں بیان فرمائیں جو یہ تھیں کہ اس کا میوہ کبھی ختم نہیں ہوتا، اس کا سایہ کبھی نہیں مٹتا، اس کا فائدہ کسی بھی حالت میں معدوم نہیں ہوتا۔ اس حدیث کے اس باب میں لانے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ غرض ہے کہ اس آیت میں شجرۂ طیبہ سے کھجور کا درخت مراد ہے۔ ناپاک درخت سے اندرائن کا درخت مراد ہے۔ ناپاک کا مطلب یہ ہے کہ وہ کڑوا کسیلا ہے۔ ناپاک کے معنی یہاں گندہ نجس نہیں ہے۔ ویسے اندرائن کا پھل بہت سے امراض کے لئے اکسیر ہے ﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا﴾ (۲/البقرۃ:۲۹)

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

”اللہ ایمان والوں کو پختہ بات کے ساتھ خوب مضبوط رکھتا ہے۔“

تشریح: آخرت سے مراد قبر ہے جو آخرت کی پہلی منزل ہے۔

٤٦٩٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾)). [راجع: ١٣٦٩]

(۴۶۹۹) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے علقمہ بن مرثد نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے سعد بن عبیدہ سے سنا اور انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان سے جب قبر میں سوال ہوگا تو وہ گواہی دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: اللہ ایمان والوں کو اس پکی بات (کی برکت) سے مضبوط رکھتا ہے، دنیوی زندگی میں (بھی) اور آخرت میں (بھی) کا یہی مطلب ہے۔“

تشریح: یعنی اللہ ایمانداروں کو پکی بات یعنی توحید اور رسالت کی شہادت پر دنیا اور آخرت دونوں جگہ مضبوط رکھے گا تو یہ آیت قبر کے سوال اور جواب کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ یا اللہ! تو مجھ ناچیز کو اور میرے تمام ہمدردان کرام کو قبر کے سوالات میں ثابت قدمی عطا فرما۔ امید ہے کہ اس جگہ کا مطالعہ کرنے والے ضرور مجھ گنہگار کی نجات اخروی و قبر کی ثابت قدمی کے لئے دعا کریں گے۔ سند میں مذکور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ ابوعمارہ انصاری حارثی ہیں۔ بعد میں کوفہ میں آ بسے تھے۔ ۲۴ھ میں انہوں نے رے نامی مقام کو فتح کیا۔ جنگ جمل وغیرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے۔ حضرت مصعب بن زبیر کے زمانہ میں کوفہ میں انتقال فرمایا۔ (رضی اللہ عنہم)

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا﴾

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

”کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کے بدلے

أَلَمْ تَعْلَمْ كَقَوْلِهِ: ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ﴾ ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا﴾ الْبَوَارُ: الْهَلَاكُ بَارَ يَبُوْرُ بَوْرًا ﴿قَوْمًا بُوْرًا﴾ هَالِكِيْنَ.

کفر کیا۔"اَلَمْ تَرَ" کا معنی اَلَمْ تَعْلَمْ یعنی کیا تو نے نہیں جانا۔ جیسے "اَلَمْ تَرَ کَیْفَ" "اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا" میں ہے۔ اَلْبَوَارِ، اَیْ الْهَلَاكُ۔ بَوَار کا معنی ہلاکت ہے جو بَارَ یَبُوْرُ کا مصدر ہے۔ "قَوْمًا بُوْرًا" کے معنی ہلاک ہونے والی قوم کے ہیں۔

۴۷۰۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا﴾ قَالَ: هُمْ كُفَّارُ أَهْلِ مَكَّةَ. [راجع: ۳۹۷۷]

(۴۷۰۰) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عطاء بن ابی رباح نے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ آیت "اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ کُفْرًا" میں کفار سے اہل مکہ مراد ہیں۔

تشریح: جنہوں نے اللہ کی نعمت اسلام کی قدر نہ کی اور دولت ایمان سے محروم رہ گئے اور اپنی قوم کو ہلاکت میں ڈال دیا۔ بدر میں تباہ ہوئے۔ اگر اسلام قبول کر لیتے تو یہ نوبت نہ آتی سند میں مذکور حضرت علی بن عبداللہ، عبداللہ بن جعفر کے بیٹے ابن المدینی کے نام سے مشہور ہیں۔ حافظ حدیث ہیں۔ ان کے استاد ابن المہدی نے فرمایا کہ ابن المدینی احادیث نبوی کو سب سے زیادہ جانتے اور پہچانتے ہیں۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کی پیدائش ہی اس خدمت کے لئے ہوئی تھی۔ ذی قعدہ ۲۳۴ھ میں بعمر ۷۳ سال انتقال فرمایا۔ (رحمۃ اللہ علیہ) مزید تفصیل آئندہ صفحات پر ملاحظہ ہو۔

(۱۵) سُوْرَةُ الْحِجْرِ

سورۂ حجر کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ﴾ الْحَقُّ يَرْجِعُ إِلَى اللَّهِ وَعَلَيْهِ طَرِيقُهُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿لَعَمْرُكَ﴾ لَعَيْشُكَ ﴿قَوْمٌ مُنْكَرُوْنَ﴾ أَنْكَرَهُمْ لُوطٌ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿كِتَابٌ مَعْلُوْمٌ﴾ أَجَلٌ ﴿لَوْ مَا تَأْتِينَا﴾ هَلَّا تَأْتِينَا شِيَعٌ: أُمَمٌ وَالْأَوْلِيَاءُ أَيْضًا شِيَعٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿يُهْرَعُوْنَ﴾ مُسْرِعِيْنَ ﴿لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ﴾ لِلنَّاظِرِيْنَ ﴿سُكِّرَتْ﴾ غُشِّيَتْ ﴿بُرُوْجًا﴾ مَنَازِلَ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ ﴿لَوَاقِحَ﴾ مَلَاقِحَ مُلْقِحَةً ﴿حَمَإٍ﴾ جَمَاعَةُ حَمْأَةٍ وَهُوَ الطِّيْنُ الْمُتَغَيِّرُ وَالْمَسْنُوْنُ الْمَصْبُوْبُ ﴿تَوْجَلْ﴾ تَخَفْ ﴿دَابِرَ﴾ آخِرَ [﴿لَبِإِمَامٍ مُبِيْنٍ﴾] الْإِمَامُ كُلُّ مَا ائْتَمَمْتَ وَاهْتَدَيْتَ بِهِ

مجاہد نے کہا "صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ" کا معنی سچا راستہ جو اللہ تک پہنچتا ہے۔ اللہ کی طرف جاتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "لَعَمْرُكَ" کا معنی یعنی تیری زندگی کی قسم۔ "قَوْمٌ مُنْكَرُوْنَ" لوط نے ان کو اجنبی پردیسی سمجھا۔ دوسرے لوگوں نے کہا "کِتَابٌ مَعْلُوْمٌ" کا معنی معین میعاد۔ "لَوْمَا تَاْتِیْنَا" کیوں ہمارے پاس نہیں لاتا۔ شِیَعٌ امتیں اور کبھی دوستوں کو بھی شِیَعٌ کہتے ہیں اور ابن عباس نے کہا "یُهْرَعُوْنَ" کا معنی دوڑتے جلدی کرتے۔ "لِلْمُتَوَسِّمِیْنَ" دیکھنے والوں کے لئے۔ "سُكِّرَتْ" ڈھانکی گئیں۔ "بُرُوْجًا" برج یعنی سورج چاند کی منزلیں۔ "لَوَاقِحَ" مَلَاقِحَ کے معنی میں ہے جو مُلْقِحَةٌ کی جمع ہے یعنی حاملہ کرنے والی۔ "حَمَإٍ" حَمْأَةٍ کی جمع ہے بدبودار کیچڑ۔ مَسْنُوْنٌ قالب میں ڈھالی گئی۔ "لَا تَوْجَلْ" مت ڈر۔ "دَابِرَ" آخِرَ (دم) "لَبِإِمَامٍ مُبِیْنٍ" امام وہ شخص جس کی تو پیروی کرے اس سے راہ پائے۔ "الصَّیْحَةُ" ہلاکت کے معنی میں ہے۔

﴿الصَّيْحَةُ﴾ الْهَلَكَةُ.

تشریح: لفظ يهرعون سورۂ حجر میں نہیں ہے بلکہ یہ لفظ سورۂ ہود میں ہے: ﴿وَجَآءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ﴾ (۱۱/ھود:۷۸) اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ہے۔ یہاں غالباً ناسخین کے سہو سے درج کر دیا گیا ہے۔

سورۂ حجر بالاتفاق مکی ہے جس میں ۹۹ آیات اور ۶ رکوع ہیں۔ حجر نام کی ایک بستی مدینہ منورہ اور شام کے درمیان واقع تھی۔ اس سورت میں اس بستی کا ذکر ہے اس لئے یہ اس نام سے موسوم ہوئی۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ﴾

٤٧٠١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَالسِّلْسِلَةِ عَلَى صَفْوَانٍ ـ قَالَ عَلِيٌّ: وَقَالَ غَيْرُهُ: صَفْوَانٍ يَنْفُذُهُمْ ذَلِكَ۔ ﴿فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ﴾ قَالُوْا لِلَّذِيْ قَالَ: ﴿الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ فَتَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُو السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُو السَّمْعِ هَكَذَا وَاحِدٌ فَوْقَ آخَرَ ـ وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِيَدِهِ وَفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِ يَدِهِ الْيُمْنَى نَصَبَهَا بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ۔ فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشِّهَابُ الْمُسْتَمِعَ قَبْلَ أَنْ يَرْمِيَ بِهَا إِلَى صَاحِبِهِ فَتُحْرِقَهُ وَرُبَّمَا لَمْ تُدْرِكْهُ حَتَّى يَرْمِيَ بِهَا إِلَى الَّذِي يَلِيْهِ إِلَى الَّذِيْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ حَتَّى يُلْقُوْهَا إِلَى الْأَرْضِ ـ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: حَتَّى يَنْتَهِيَ إِلَى الْأَرْضِ فَتُلْقَى عَلَى فَمِ السَّاحِرِ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

''ہاں مگر کوئی بات چوری چھپے سن بھاگے تو اس کے پیچھے ایک جلتا ہوا انگارہ لگ جاتا ہے۔''

(۴۷۰۱) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی فیصلہ فرماتا ہے تو ملائکہ عاجزی سے اپنے پر مارنے لگتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ہے کہ جیسے کسی صاف چکنے پتھر پر زنجیر کے (مارنے سے آواز پیدا ہوتی ہے)'' اور علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ کے سوا اور راویوں نے صفوان کے بعد يَنْفُذُهُمْ ذَالِكَ (جس سے ان پر دہشت طاری ہوتی ہے) الفاظ کہے ہیں۔ ''پھر اللہ پاک اپنا حکم فرشتوں تک پہنچا دیتا ہے، جب ان کے دلوں پر سے ڈر جاتا رہتا ہے تو دوسرے دور والے فرشتے نزدیک والے فرشتوں سے پوچھتے ہیں پروردگار نے کیا حکم صادر فرمایا نزدیک والے فرشتے کہتے ہیں بجا ارشاد فرمایا اور وہ اونچا ہے بڑا۔ فرشتوں کی یہ باتیں چوری سے بات اڑانے والے شیطان پا لیتے ہیں۔ یہ بات اڑانے والے شیطان اوپر تلے رہتے ہیں (ایک پر ایک) سفیان اپنے دائیں ہاتھ کو انگلیاں کھول کر ایک پر ایک کر کے بتلایا کہ اس طرح شیطان اوپر تلے رہ کر وہاں جاتے ہیں۔ پھر کبھی ایسا ہوتا ہے۔ فرشتے خبر پا کر آگ کا شعلہ پھینکتے ہیں وہ بات سننے والے کو اس سے پہلے جلا ڈالتا ہے کہ وہ اپنے پیچھے والے کو وہ بات پہنچا دے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ شعلہ اس تک نہیں پہنچتا اور وہ اپنے نیچے

فَيُصَدَّقُ فَيَقُولُونَ أَلَمْ يُخْبِرْنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا يَكُونُ كَذَا وَكَذَا فَوَجَدْنَاهُ حَقًّا لِلْكَلِمَةِ الَّتِي سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ)).

والے شیطان کو وہ بات پہنچا دیتا ہے، وہ اس سے نیچے والے کو اس طرح وہ بات زمین تک پہنچا دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ زمین تک آ پہنچتی ہے (کبھی سفیان نے یوں کہا) پھر وہ بات نجومی کے منہ پر ڈالی جاتی ہے۔ وہ ایک بات میں سو باتیں جھوٹ اپنی طرف سے ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے۔ کوئی کوئی بات اس کی سچ نکلتی ہے تو لوگ کہنے لگتے ہیں دیکھو اس نجومی نے فلاں دن ہم کو یہ خبر دی تھی کہ آئندہ ایسا ایسا ہوگا اور ویسا ہی ہوا۔ اس کی بات سچ نکلی۔ یہ وہ بات ہوتی ہے جو آسمان سے چرائی گئی تھی۔''

تشریح: فرشتوں کے پر مارنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی اطاعت اور تابعداری ظاہر کرتے ہیں ڈر جاتے ہیں۔ زنجیر جیسی آواز کے متعلق ابن مردویہ کی روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس کی صراحت ہے کہ جب اللہ پاک وحی بھیجنے کے لئے کلام کرتا ہے تو آسمان والے فرشتے ایسی آواز سنتے ہیں جیسے زنجیر پتھر پر چلے۔ جب فرشتوں کے دلوں سے خوف ہٹ جاتا ہے تو آپس میں اس ارشاد کا تذکرہ کرتے ہیں۔ طبرانی کی روایت میں یوں ہے جب اللہ وحی بھیجنے کے لئے کلام کرتا ہے تو آسمان لرز جاتا ہے اور آسمان والے اس کا کلام سنتے ہی بے ہوش ہو جاتے ہیں اور سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ سب سے پہلے جبرائیل سر اٹھاتے ہیں۔ پروردگار جو چاہتا ہے وہ ان سے ارشاد فرماتا ہے۔ وہ حق تعالیٰ کا کلام سن کر اپنے مقام پر چلتے ہیں۔ جہاں جاتے ہیں فرشتے ان سے پوچھتے ہیں حق تعالیٰ نے کیا فرمایا وہ کہتے ہیں کہ ﴿الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ﴾ (۳۴/سبا:۲۳) ان حدیثوں سے پچھلے متکلمین کے تمام خیالات باطلہ رد ہو جاتے ہیں کہ اللہ کا کلام قدیم ہے اور وہ نفس ہے اور اس کے کلام میں آواز نہیں ہے۔ معلوم نہیں ڈھونگ ان لوگوں نے کہاں سے نکالا ہے۔ شریعت سے تو صاف ثابت ہے کہ اللہ پاک جب چاہتا ہے کلام کرتا ہے اس کی آواز آسمان والے فرشتے سنتے ہیں اور اس کی عظمت سے لرز کر سجدے میں گر جاتے ہیں۔ سند میں حضرت علی بن عبداللہ بن جعفر حافظ الحدیث ہیں۔ ان کے استاد ابن المہدی نے فرمایا کہ ابن المدینی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ امام نسائی نے فرمایا کہ ابن المدینی کی پیدائش ہی اس خدمت کے لئے ہوئی تھی۔ ماہ ذی قعدہ ۲۳۴ھ ۷۳ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اسی طرح دوسرے بزرگ حضرت سفیان بن عیینہ حجۃ فی الحدیث، زاہد، متورع تھے۔ ۱۰۷ھ میں کوفہ میں ان کی ولادت ہوئی ۱۹۸ھ میں مکہ میں ان کا انتقال ہوا۔ رحمھم اللہ اجمعین۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ)) وَزَادَ: ((وَالْكَاهِنِ)) وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ فَقَالَ: قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: ((إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ)) وَقَالَ: ((عَلَى فَمِ السَّاحِرِ)) قُلْتُ لِسُفْيَانَ: قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ: إِنَّ إِنْسَانًا رَوَى عَنْكَ عَنْ عَمْرٍو

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے، انہوں نے عکرمہ سے بیان کیا، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث بیان کی۔ اس میں یوں ہے: ''جب اللہ پاک کوئی حکم دیتا ہے'' اور ساحر کے بعد اس روایت میں ''کاہن'' کا لفظ زیادہ کیا۔ علی نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہ عمرو نے کہا میں نے عکرمہ سے سنا، انہوں نے کہا ہم سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ پاک کوئی حکم دیتا ہے'' اور اس روایت میں عَلَى فَمِ السَّاحِرِ کا لفظ ہے۔ علی بن عبداللہ نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا کہ تم نے عمرو بن دینار سے خود سنا، وہ کہتے ہیں میں نے

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَيَرْفَعُهُ أَنَّهُ قَرَأَ: ﴿فُرِّغَ﴾ قَالَ سُفْيَانُ: هَكَذَا قَرَأَ عَمْرٌو فَلَا أَدْرِي سَمِعَهُ هَكَذَا أَمْ لَا. قَالَ سُفْيَانُ: وَهِيَ قِرَاءَتُنَا.[طرفاه في: ٤٨٠٠، ٧٤٨١] [ابوداود: ٣٩٨٩؛ ترمذي: ٣٢٢٣؛ ابن ماجه: ١٩٤]

عکرمہ سے سنا، وہ کہتے تھے میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا ہاں۔ علی بن عبداللہ نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا۔ ایک آدمی (نام نامعلوم) نے تو تم سے یوں روایت کی تم نے عمرو سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اس حدیث کو مرفوع کیا اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فزع پڑھا۔ سفیان نے کہا میں نے عمرو کو اس طرح پڑھتے سنا اب میں نہیں جانتا انہوں نے عکرمہ سے سنا یا نہیں سنا۔ سفیان نے کہا ہماری بھی قرأت یہی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ﴾.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

''اور بالیقین حجر والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا۔''

٤٧٠٢ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأَصْحَابِ الْحِجْرِ: ((لَا تَدْخُلُوا عَلَى هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ)). [راجع: ٤٣٣]

(۴۷۰۲) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معن نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب حجر کے متعلق فرمایا تھا کہ ''اس قوم کی بستی سے جب گزرنا ہی پڑ گیا ہے تو روتے ہوئے گزرو اور اگر روتے ہوئے نہیں گزر سکتے تو پھر اس میں نہ جاؤ۔ کہیں تم پر بھی وہی عذاب نہ آئے جو ان پر آیا تھا۔''

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾.

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''اور تحقیق ہم نے آپ کو (وہ) سات (آیتیں) دی ہیں (جو) بار بار (پڑھی جاتی ہیں) اور وہ قرآن عظیم ہے۔''

٤٧٠٣ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى قَالَ: مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أُصَلِّي فَدَعَانِي فَلَمْ آتِهِ حَتَّى صَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ فَقَالَ: ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَ)) فَقُلْتُ: كُنْتُ أُصَلِّي فَقَالَ: ((أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ:

(۴۷۰۳) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے خبیب بن عبدالرحمٰن نے، ان سے حفص بن عاصم نے اور ان سے ابوسعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے میں اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا۔ میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا: ''فوراً ہی کیوں نہ چلے آئے؟'' عرض کیا کہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا اللہ نے تم

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ؟﴾)). ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ)) فَذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَكَّرْتُهُ فَقَالَ: ((﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ الَّذِي أُوْتِيْتُهُ)). [راجع: ٤٤٧٤]

لوگوں کو حکم نہیں دیا ہے کہ اے ایمان والو! جب اللہ اور اس کے رسول تمہیں بلائیں تو لبیک کہو۔" پھر آپ نے فرمایا: "کیوں نہ آج میں تمہیں مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کی سب سے عظیم سورت بتاؤں۔" پھر آپ (بتانے سے پہلے) مسجد سے باہر تشریف لے جانے کے لئے اٹھے تو میں نے بات یاد دلائی۔ آپ نے فرمایا: "سورت "الحمدلله رب العالمین" یہی سبع مثانی ہے اور یہی قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔"

تشریح: حضرت ابوسعید بن معلیٰ یہ ابوسعید حارث بن معلیٰ انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ ۶۴ھ میں ۶۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔

٤٧٠٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُمُّ الْقُرْآنِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ)).

(۴۷۰۴) ہم سے آدم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ام القرآن (سورۂ فاتحہ) ہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔"

[ابوداود: ١٤٥٧؛ ترمذي: ٣١٢٤]

تشریح: سورۂ فاتحہ کی سات آیات ہر فرض نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں۔ جن کا پڑھنا ہر امام اور مقتدی کے لئے ضروری ہے جس کے پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اس لئے اس سورت کو سبع مثانی اور قرآن عظیم کہا گیا ہے۔ جو لوگ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا ناجائز کہتے ہیں ان کا قول غلط ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِيْنَ﴾ ﴿الْمُقْتَسِمِيْنَ﴾ الَّذِيْنَ حَلَفُوْا وَمِنْهُ ﴿لَا أُقْسِمُ﴾ أَيْ أُقْسِمُ وَيُقْرَأُ لَأُقْسِمُ ﴿وَقَاسَمَهُمَا﴾ حَلَفَ لَهُمَا وَلَمْ يَحْلِفَا لَهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿تَقَاسَمُوْا﴾ تَحَالَفُوْا.

"جنہوں نے قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے کر رکھے ہیں۔" "المقتسمین" سے وہ کافر مراد ہیں جنہوں نے رات کو جا کر قسم کھائی تھی کہ صالح پیغمبر کی اونٹنی کو مار ڈالیں گے۔ اس سے "لَا أُقْسِمُ" نکلا ہے کہ میں قسم کھاتا ہوں۔ بعض نے اسے لَأُقْسِمُ پڑھا ہے (لام تاکید سے) اسی سے ہے "وَقَاسَمَهُمَا" یعنی ابلیس نے آدم وحوا علیہما السلام کے سامنے قسم کھائی لیکن آدم وحوا نے قسم نہیں کھائی تھی۔ مجاہد نے کہا کہ "تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ" میں تَقَاسَمُوا کا معنی یہ ہے کہ صالح پیغمبر کو رات کو جا کر مار ڈالنے کی انہوں نے قسم کھائی تھی۔

٤٧٠٥۔ حَدَّثَنِيْ يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ:

(۴۷۰۵) مجھ سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ﴾ قَالَ: هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ جَزَّؤُوهُ أَجْزَاءً فَآمَنُوا بِبَعْضِهِ وَكَفَرُوا بِبَعْضِهِ. [راجع:٣٩٤٥]

ہشیم نے بیان کیا، انہیں ابو بشر نے خبر دی، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا آیت ”جنہوں نے قرآن کے ٹکڑے کر رکھے ہیں“ کے متعلق کہا کہ اس سے مراد اہل کتاب ہیں کہ انہوں نے قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ جو تورات کے موافق تھا اسے مانا اور جو خلاف تھا اسے نہ مانا۔

تشریح: جو تورات کے موافق تھا اسے مانا اور جو خلاف تھا اسے نہ مانا۔

٤٧٠٦۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ﴾ قَالَ: آمَنُوا بِبَعْضٍ وَكَفَرُوا بِبَعْضٍ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى. [راجع:٣٩٤٥]

(٤٧٠٦) مجھ سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابوظبیان حصین بن جندب نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آیت ”كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ“ میں سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں، کچھ قرآن انہوں نے مانا کچھ نہ مانا۔

تشریح: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ مقتسمین کو قسم سے رکھا ہے۔ بعض نے کہا یہ قسمت سے نکلا ہے جس کے معنی بانٹنے کے ہیں یعنی جن لوگوں نے قرآن کو تکا بوٹی کر لیا تھا، اس کے ٹکڑے کر ڈالے تھے۔ اس کے کئی مطلب بیان کئے گئے ہیں ایک یہ کہ پیغمبر کو کوئی جادوگر کہتا کوئی مجنوں، کوئی کاہن۔ دوسرے یہ کہ قرآن سے ٹھٹھا کرتے۔ مجاہد نے کہا یہود مراد ہیں جو اللہ کی کچھ کتاب پر ایمان لاتے تھے اور کچھ نہیں مانتے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ: | باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ قَالَ سَالِمٌ: الْمَوْتُ.

”اپنے پروردگار کی عبادت کرتا رہ یہاں تک کہ تجھ کو یقین (موت) آ جائے۔“ سالم نے کہا کہ (امر یقین سے مراد) موت ہے۔

تشریح: اس کو اسحاق بن ابراہیم بستی اور فریابی اور عبد بن حمید نے وصل کیا ہے۔ مرفوع حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی موت پر فرمایا تھا: ((أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ)) اب جن صوفیوں نے اس آیت کے یہ معنی کئے ہیں کہ پروردگار کی عبادت یعنی نماز روزہ مجاہدہ وغیرہ اس وقت تک ضروری ہے جب تک یقین یعنی فنافی اللہ کا مرتبہ پیدا نہ ہو جائے اس کے بعد عبادت کی حاجت نہیں رہتی، ان کا یہ قول غلط ہے۔ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی عوارف میں لکھتے ہیں کہ جو کوئی ایسا سمجھتا ہے وہ ملحد ہے۔ عبادات اور دینی فرائض کسی کے ذمہ سے مرتے دم تک ساقط نہیں ہوتے بشرطیکہ عقل و ہوش باقی ہو اور ان صوفیوں سے بھی تعجب ہے کہ پیغمبر اسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو تادم وفات عبادت اور مجاہدہ میں مصروف رہے ان کو یہ مرتبہ حاصل نہ ہوا اور تم ان کے ادنیٰ غلام تم کو یہ مرتبہ مل گیا۔ لا حول و لا قوۃ الا باللہ۔ یہ محض وسوسہ شیطانی ہے جس سے توبہ اور استغفار لازم ہے۔ سالم مذکور حضرت سالم بن معقل ہیں حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے ان کو آزاد کیا تھا۔ فارس اصطرخ کے رہنے والوں میں سے تھے۔ آزاد کردہ لوگوں میں بڑے فاضل اور افضل واکرم صحابہ میں سے تھے۔ ان کا شمار خاص قاریوں میں کیا جاتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید چار آدمیوں سے سیکھو۔ ابن ام عبد سے، ابی بن کعب سے اور سالم بن معقل اور معاذ بن جبل سے۔ یہ بدر میں شریک تھے۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

(١٦) سُورَةُ النَّحْلِ

﴿رُوحُ الْقُدُسِ﴾ جِبْرِيلُ ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ﴾ ﴿فِي ضَيْقٍ﴾ يُقَالُ: أَمْرٌ ضَيْقٌ وَضَيِّقٌ مِثْلُ: هَيْنٍ وَهَيِّنٍ وَلَيْنٍ وَلَيِّنٍ وَمَيْتٍ وَمَيِّتٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿فِي تَقَلُّبِهِمْ﴾ اخْتِلَافِهِمْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: تَمِيدُ تَكَفَّأُ ﴿مُفْرَطُونَ﴾ مَنْسِيُّونَ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ هَذَا مُقَدَّمٌ وَمُؤَخَّرٌ وَذَلِكَ أَنَّ الْإِسْتِعَاذَةَ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَمَعْنَاهَا الْإِعْتِصَامُ بِاللَّهِ ﴿شَاكِلَتِهِ﴾ نَاحِيَتِهِ ﴿قَصْدُ السَّبِيلِ﴾ الْبَيَانُ. الدِّفْءُ مَا اسْتَدْفَأْتَ ﴿تُرِيحُونَ﴾ بِالْعَشِيِّ وَ ﴿تَسْرَحُونَ﴾ بِالْغَدَاةِ ﴿بِشِقِّ﴾ يَعْنِي الْمَشَقَّةَ ﴿عَلَى تَخَوُّفٍ﴾ تَنَقُّصٍ ﴿الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً﴾ وَهِيَ تُؤَنَّثُ وَتُذَكَّرُ وَكَذَلِكَ النَّعَمُ الْأَنْعَامُ جَمَاعَةُ النَّعَمِ ﴿سَرَابِيلَ﴾ قُمُصٌ ﴿تَقِيكُمُ الْحَرَّ﴾ وَأَمَّا ﴿سَرَابِيلَ تَقِيكُمْ بَأْسَكُمْ﴾ فَإِنَّهَا الدُّرُوعُ ﴿دَخَلًا بَيْنَكُمْ﴾ كُلُّ شَيْءٍ لَمْ يَصِحَّ فَهُوَ دَخَلٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿حَفَدَةً﴾ مَنْ وَلَدَ الرَّجُلُ السَّكَرُ مَا حُرِّمَ مِنْ ثَمَرَتِهَا وَالرِّزْقُ الْحَسَنُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ صَدَقَةَ ﴿أَنْكَاثًا﴾ هِيَ خَرْقَاءُ كَانَتْ إِذَا أَبْرَمَتْ غَزْلَهَا نَقَضَتْهُ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: الْأُمَّةُ مُعَلِّمُ الْخَيْرِ وَالْقَانِتُ: الْمُطِيعُ.

سورۂ نحل کی تفسیر

"رُوحُ الْقُدُس" سے جبرئیل مراد ہیں جیسے "نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْاَمِيْن" میں روح الامین سے بھی جبرئیل مراد ہیں۔ "فِی ضَیْقٍ" عرب لوگ کہتے ہیں اَمْرٌ ضَيْقٌ اور ضَيِّقٌ جیسے هَيْنٌ اور هَيِّنٌ اور لَيْنٌ اور لَيِّنٌ اور مَيْتٌ اور مَيِّتٌ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "فِی تَقَلُّبِهِم" کا معنی ان کے اختلاف میں اور مجاہد نے کہا تَمِيْدُ کا معنی جھک جائے۔ الٹ جائے۔ "مُفْرَطُوْنَ" کا معنی بھلائے گئے۔ دوسرے لوگوں نے کہا "فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللهِ" اس آیت میں عبارت آگے پیچھے ہوگئی ہے۔ کیونکہ اعوذ باللہ قرأت سے پہلے پڑھنے چاہئے۔ استعاذے کے معنی اللہ سے پناہ مانگنا۔ "شَاكِلَتِه" اپنے اپنے طریق پر "قَصْدُ السَّبِيْل" سچے راستے کا بیان کرنا۔ "الدِّف" ہر وہ چیز جس سے گرمی حاصل کی جائے، سردی دفع ہو۔ "تُرِيْحُوْن" شام کو لاتے ہو، "تَسْرَحُوْنَ" صبح کو چرانے لے جاتے ہو۔ بِشِقّ تکلیف اٹھا کر محنت مشقت سے۔ "عَلٰى تَخَوُّفٍ" نقصان کر کے۔ "وَاِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً" میں انعام نَعَمٌ کی جمع ہے مذکر مؤنث دونوں کو انعام اور نعم کہتے ہیں۔ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ میں سرابیل سے قمیص اور سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُم میں سرابیل سے زرہیں مراد ہیں۔ "دَخَلًا بَيْنَكُم" جو ناجائز بات ہو اس کو دخل کہتے ہیں جیسے (دخل یعنی خیانت) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "حَفَدَةً" آدمی کی اولاد۔ السَّکَرُ نشہ آور مشروب جو حرام ہے۔ رِزْقًا حَسَنًا جس کو اللہ نے حلال کیا اور سفیان بن عیینہ نے صدقہ ابوہذیل سے نقل کیا۔ "انکاثا" ٹکڑے ٹکڑے یہ ایک عورت کا ذکر ہے اس کا نام خرقاء تھا (جو مکہ میں رہتی تھی) وہ دن بھر سوت کاتتی پھر توڑ توڑ کر پھینک دیتی۔ ابن مسعود نے کہا اُمّة کا معنی لوگوں کو اچھی باتیں سکھانے والا اور قانت کے معنی مطیع اور فرمانبردار کے ہیں۔

تشریح: سورۂ نحل مکی ہے اس میں ۱۲۸ آیات اور ۱۶ رکوع ہیں اس سورۂ مبارکہ میں شہد کی مکھی کا ذکر ہے اس لیے اس نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿وَمِنكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ﴾.

''اور تم میں سے بعض کو نکمی عمر کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔''

٤٧٠٧ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مُوْسَى أَبُوْ عَبْدِ اللَّهِ الأَعْوَرُ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَدْعُوْ: ((أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ وَأَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ)). [راجع ٢٨٢٣]

[مسلم: ٦٨٧٦]

(۴۷۰۷) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہارون بن موسیٰ ابوعبداللہ اعور نے بیان کیا، ان سے شعیب نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے، سستی سے، ارذل عمر سے (نکمی اور خراب عمر) عذاب قبر سے، دجال کے فتنے سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔''

تشریح: نکمی عمر ۷۵ یا ۹۰ سال کے بعد ہوتی ہے۔ جس میں آدمی بوڑھا ہو کر بالکل بے عقل ہو جاتا ہے، ہر آدمی کی قوت اور طاقت پر منحصر ہے۔ کوئی خاص میعاد مقرر نہیں کی جاسکتی۔ زندگی کا فتنہ یہ ہے کہ دنیا میں ایسا مشغول ہو جائے کہ اللہ کی یاد بھول جائے فرائض اور احکام شریعت کو ادا نہ کرے، موت کا فتنہ سکرات کے وقت شروع ہوتا ہے۔ اس وقت شیطان آدمی کا ایمان بگاڑنا چاہتا ہے۔ دوسری حدیث میں دعا آئی ہے: ((أَعُوْذُبِكَ مِنْ أَنْ يُخَبِّطَنِيَ الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ)) یعنی اے اللہ! تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ موت کے وقت مجھ کو شیطان گمراہ کردے۔

(١٧) سُوْرَةُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ

سورۂ بنی اسرائیل کی تفسیر

تشریح: یہ سورۂ مکی ہے۔ اس میں ۱۱۱ آیات اور ۱۲ رکوع ہیں۔

٤٧٠٨ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيْدَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ: فِيْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ وَالْكَهْفِ وَمَرْيَمَ: إِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الأُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِيْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿فَسَيُنْغِضُوْنَ إِلَيْكَ رُؤُوْسَهُمْ﴾ يَهُزُّوْنَ وَقَالَ غَيْرُهُ: نَغَضَتْ سِنُّكَ أَيْ: تَحَرَّكَتْ. [طرفاه في: ٤٧٣٩، ٤٩٩٤]

(۴۷۰۸) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے ابواسحاق عمرو بن عبیداللہ سبیعی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبدالرحمن بن یزید سے سنا، کہا کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے سورۂ بنی اسرائیل، سورۂ کہف اور سورۂ مریم کے متعلق کہا کہ یہ اول درجہ کی عمدہ نہایت فصیح و بلیغ سورتیں ہیں اور میری پرانی یاد کی ہوئی (آیت) ''فَسَيُنْغِضُوْنَ إِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ'' کے متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اپنے سر ہلائیں گے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ یہ نغضت سنك سے نکلا ہے یعنی تیرا دانت ہل گیا۔

﴿وَقَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيْلَ﴾ أَخْبَرْنَاهُمْ أَنَّهُمْ سَيُفْسِدُوْنَ وَالْقَضَاءُ عَلَى وُجُوْهٍ:

''وَقَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيْلَ'' یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو مطلع کر دیا تھا کہ آئندہ وہ فساد کریں گے اور قضا کے کئی معانی آئے ہیں۔ جیسے آیت

﴿وَقَضَى رَبُّكَ﴾ أَمَرَ رَبُّكَ وَمِنْهُ الْحُكْمُ ﴿إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ﴾ وَمِنْهُ الْخَلْقُ ﴿فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ﴾ ﴿نَفِيرًا﴾ مَنْ يَنْفِرُ مَعَهُ ﴿وَلِيُتَبِّرُوا﴾ يُدَمِّرُوا ﴿مَا عَلَوْا﴾ ﴿حَصِيرًا﴾ مَحْبِسًا مَحْصَرًا ﴿فَحَقَّ﴾ وَجَبَ ﴿مَيْسُورًا﴾ لَيِّنًا ﴿خِطْأً﴾ إِثْمًا وَهُوَ اسْمٌ مِنْ خَطِئْتَ وَالْخَطَأُ مَفْتُوحٌ مَصْدَرُهُ مِنَ الْإِثْمِ خَطِئْتُ بِمَعْنَى أَخْطَأْتُ ﴿لَنْ تَخْرِقَ﴾ لَنْ تَقْطَعَ ﴿وَإِذْ هُمْ نَجْوَى﴾ مَصْدَرٌ مِنْ نَاجَيْتُ فَوَصَفَهُمْ بِهَا وَالْمَعْنَى يَتَنَاجَوْنَ ﴿رُفَاتًا﴾ حُطَامًا ﴿وَاسْتَفْزِزْ﴾ اسْتَخِفَّ ﴿بِخَيْلِكَ﴾ الْفُرْسَانِ وَالرَّجْلُ وَالرَّجَّالَةُ وَاحِدُهَا رَاجِلٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَصَحْبٍ وَتَاجِرٍ وَتَجْرٍ ﴿حَاصِبًا﴾ الرِّيحُ الْعَاصِفُ وَالْحَاصِبُ أَيْضًا مَا تَرْمِي بِهِ الرِّيحُ وَمِنْهُ ﴿حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ يُرْمَى بِهِ فِي جَهَنَّمَ وَهُوَ حَصَبُهَا وَيُقَالُ: حَصَبَ فِي الْأَرْضِ ذَهَبَ وَالْحَصَبُ مُشْتَقٌّ مِنَ الْحَصْبَاءِ وَالْحِجَارَةِ ﴿تَارَةً﴾ مَرَّةً وَجَمَاعَتُهُ تِيَرٌ وَتَارَاتٌ ﴿لَأَحْتَنِكَنَّ﴾ لَأَسْتَأْصِلَنَّهُمْ يُقَالُ احْتَنَكَ فُلَانٌ مَا عِنْدَ فُلَانٍ مِنْ عِلْمٍ اسْتَقْصَاهُ ﴿طَائِرَهُ﴾ حَظَّهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُلُّ سُلْطَانٍ فِي الْقُرْآنِ فَهُوَ حُجَّةٌ ﴿وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ﴾ لَمْ يُحَالِفْ أَحَدًا.

"وَقَضَى رَبُّكَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا" میں یہ معنی ہے کہ اللہ نے حکم دیا اور فیصلہ کرنے کے بھی معنی ہیں۔ جیسے آیت "إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ" میں ہے اور پیدا کرنے کے بھی معنی میں ہے جیسے "فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ" میں ہے۔ "نَفِيرًا" وہ لوگ جو آدمی کے ساتھ لڑنے کو نکلیں "وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا" یعنی جن شہروں پر غالب ہوں ان کو تباہ کریں "حَصِيرًا" قید خانہ جیل "حَقَّ" واجب ہوا۔ "مَيْسُورًا" نرم ملائم "خِطْأً" گناہ یہ اسم ہے خَطِئْتَ سے اور خَطَا بالفتح مصدر ہے یعنی گناہ کرنا۔ خَطِئْتُ بکسر طاء اور اَخْطَاْتُ دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔ یعنی میں نے قصور کیا غلطی کی۔ "لَنْ تَخْرِقَ" تو زمین کو پھاڑ نہیں سکے گا۔ (کیونکہ زمین بہت بڑی ہے) "نَجْوٰى" مصدر ہے نَاجَيْتُ سے یہ ان لوگوں کی صفت بیان کی ہے۔ یعنی آپس میں مشورہ کرتے ہیں۔ "رُفَاتًا" ٹوٹے ہوئے ریزہ ریزہ۔ "وَاسْتَفْزِزْ" دیوانہ کردے گمراہ کردے۔ "بِخَيْلِكَ" اپنے سواروں سے رَجْلٌ پیادے اس کا مفرد رَاجِلٌ ہے جیسے صَاحِبٌ کی جمع صَحْبٌ اور تَاجِرٌ کی جمع تَجْرٌ ہے۔ "حَاصِبًا" آندھی حَاصِبٌ اس کو بھی کہتے ہیں جو آندھی اڑا کر لائے (ریت کنکر وغیرہ) اسی سے ہے "حَصَبُ جَهَنَّمَ" یعنی جو جہنم میں ڈالا جائے گا وہی جہنم کا حصب ہے۔ عرب لوگ کہتے ہیں "حَصَبَ فِي الْأَرْضِ" زمین میں گھس گیا یہ حَصَب حَصْبَاء سے نکلا ہے۔ حَصْبَاء پتھروں سنگریزوں کو کہتے ہیں۔ "تَارَةً" ایک بار اس کی جمع تِيَرٌ اور تَارَاتٌ آتی ہے۔ "لَأَحْتَنِكَنَّ" ان کو تباہ کردوں گا۔ جڑ سے کھود ڈالوں گا۔ عرب لوگ کہتے ہیں اِحْتَنَكَ فُلَانٌ مَا عِنْدَ فُلَانٍ یعنی اس کو جتنی باتیں معلوم تھیں وہ سب اس نے معلوم کرلیں کوئی بات باقی نہ رہی۔ "طَائِرَهُ" اس کا نصیبہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا قرآن میں جہاں جہاں سلطان کا لفظ آیا ہے اس کا معنی دلیل اور حجت ہے۔ "وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ" یعنی اس نے کسی سے اس لئے دوستی نہیں کی ہے کہ وہ اس کو ذلت سے بچائے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾

"جو لے گیا رات کے ایک حصے میں اپنے بندے کو مسجد حرام سے۔"

٤٧٠٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ ؛ح: وَحَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِإِيْلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ قَالَ جِبْرِيْلُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ. [راجع: ٣٣٩٤] [مسلم: ٥٢٤٠؛ نسائي: ٥٦٧٣]

(۴۷۰۹) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا، کہا ہم کو یونس بن یزید نے خبر دی (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عنبسہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن یزید نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے کہ ابن مسیّب نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ معراج کی رات میں نبی کریم ﷺ کے سامنے بیت المقدس میں دو پیالے پیش کئے گئے ایک شراب کا اور دوسرا دودھ کا۔ آپ ﷺ نے دونوں کو دیکھا پھر دودھ کا پیالہ اٹھالیا۔ اس پر جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے آپ کو فطرت (اسلام) کی ہدایت کی۔ اگر آپ شراب کا پیالہ اٹھالیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

تشریح: دودھ اللہ کی بڑی زبردست نعمت ہے فوائد کے لحاظ سے۔ ایسے ہی فوائد سے بھرپور دین اسلام ہے۔ لہٰذا دودھ سے دین فطرت کی تعبیر کی گئی۔

٤٧١٠ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَمَّا كَذَّبَنِيْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ)) زَادَ يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ: ((لَمَّا كَذَّبَنِيْ قُرَيْشٌ حِيْنَ أُسْرِيَ بِيْ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ)) نَحْوَهُ ﴿قَاصِفًا﴾ رِيْحٌ تَقْصِفُ كُلَّ شَيْءٍ. [راجع: ٣٨٨٦]

(۴۷۱۰) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے یونس بن یزید نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا اور انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا، کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: "جب قریش نے مجھ کو واقعہ معراج کے سلسلہ میں جھٹلایا تو میں (کعبہ کے) مقام حجر میں کھڑا ہوا تھا اور میرے سامنے پورا بیت المقدس کر دیا گیا تھا۔ میں اسے دیکھ دیکھ کر اس کی ایک ایک علامت بیان کرنے لگا۔" یعقوب بن ابراہیم نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کیا کہ ہم سے ابن شہاب کے بھتیجے نے اپنے چچا ابن شہاب سے بیان کیا کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) "جب مجھے قریش نے بیت المقدس کے معراج کے سلسلہ میں جھٹلایا۔" پھر پہلی حدیث کی طرح بیان کیا۔ "قَاصِفًا" وہ آندھی جو ہر چیز کو تباہ کردے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ﴾

"اور بلاشبہ ہم نے آدم کی اولاد کو عزت سے نوازا۔"

كَرَّمْنَا وَأَكْرَمْنَا وَاحِدٌ ﴿ضِعْفَ الْحَيَاةِ﴾

کرمنا اور اکرمنا دونوں کے ایک معنی ہیں۔ "ضِعْفَ الْحَيَاةِ" زندگی کا

عَذَابَ الْحَيَاةِ وَ عَذَابَ الْمَمَاتِ ﴿خِلَافَكَ﴾ وَخَلْفَكَ سَوَاءٌ ﴿وَنَئَا﴾ تَبَاعَدَ ﴿شَاكِلَتِهِ﴾ نَاحِيَتِهِ وَهِيَ مِنْ شَكْلَتُهُ ﴿صَرَّفْنَا﴾ وَجَّهْنَا ﴿قَبِيلًا﴾ مُعَايَنَةً وَمُقَابَلَةً وَقِيلَ: الْقَابِلَةُ لِأَنَّهَا مُقَابِلَتُهَا وَتَقْبَلُ وَلَدَهَا ﴿خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ﴾ أَنْفَقَ الرَّجُلُ أَمْلَقَ وَنَفِقَ الشَّيْءُ ذَهَبَ ﴿قَتُورًا﴾ مُقَتِّرًا ﴿لِلْأَذْقَانِ﴾ مُجْتَمَعُ اللَّحْيَيْنِ وَالْوَاحِدُ ذَقَنٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مَوْفُورًا﴾ وَافِرًا ﴿تَبِيعًا﴾ ثَائِرًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَصِيرًا ﴿خَبَتْ﴾ طَفِئَتْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿لَا تُبَذِّرْ﴾ لَا تُنْفِقْ فِي الْبَاطِلِ ﴿ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ﴾ رِزْقٍ ﴿مَثْبُورًا﴾ مَلْعُونًا ﴿لَا تَقْفُ﴾ لَا تَقُلْ ﴿فَجَاسُوا﴾ تَيَمَّمُوا يُزْجِي الْفُلْكَ: يُجْرِي الْفُلْكَ ﴿يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ﴾ لِلْوُجُوهِ.

عذاب "وَضِعْفَ الْمَمَاتِ" موت کا عذاب "خِلَافَكَ" اور خَلْفَكَ (دونوں قرائتیں ہیں) دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی تمہارے بعد۔ "نَا" کے معنی دور ہوا۔ "شَاكِلَتِهِ" اپنے راستے پر (یا اپنی زینت پر) یہ شَكْل سے نکلا ہے یعنی جوڑا اور شبیہ۔ "صَرَّفْنَا" سامنے لائے بیان کئے۔ "قَبِيلًا" آنکھوں کے سامنے روبرو بعضوں نے کہا یہ قَابِلَه سے نکلا ہے جس کے معنی دائی، جنانے والی کے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی جناتے وقت عورت کے مقابل ہوتی ہے اس کا بچہ قبول کرتی ہے یعنی سنبھالتی ہے۔ "اِنْفَاق" کے معنی مفلس ہو جانا۔ کہتے ہیں أَنْفَقَ الرَّجُلُ حب وہ مفلس ہو جائے اور نَفِقَ الشَّیْء جب کوئی چیز تمام ہو جائے۔ "قَتُورًا" کے معنی بخیل "اَذْقَان" ذَقَنْ کی جمع ہے جہاں دونوں جبڑے ملتے ہیں یعنی ٹھوڑی۔ مجاہد نے کہا "مَوْفُورًا" وَافِرًا کے معنی میں ہے (یعنی پورا) "تَبِيعًا" بدلہ لینے والا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس کے معنی مددگار کے ہیں "خَبَتْ" بمعنی طَفِئَتْ بجھنے لگی "لَا تُبَذِّرْ" کا معنی یہ ہے کہ ناجائز کاموں میں اپنا پیسہ مت خرچ کر "اِبْتِغَاءَ رَحْمَةٍ" روزی کی تلاش میں "مَثْبُورًا" کے معنی ملعون کے ہیں۔ "لَا تَقْفُ" مت کہہ "فَجَاسُوْا" قصد کیا۔ يُزْجِي الْفُلْكَ کے معنی کشتیوں کو چلاتا ہے۔ "يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ" کے معنی منہ کے بل گر پڑتے ہیں (سجدہ کرتے ہیں)۔

تشریح: بنی اسرائیل کے لفظی معنی اولاد یعقوب کے ہیں۔ اس سورت میں اس خاندان کے عروج وزوال سے متعلق بہت سی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو احکام دیئے گئے تھے ان کی بھی تفصیل موجود ہے۔ ان ہی وجوہ کی بنا پر اسے سورۂ بنی اسرائیل سے موسوم کیا گیا۔ اس سورت کا آغاز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر معراج سے کیا گیا ہے۔ جو بیت اللہ شریف سے مسجد اقصیٰ تک پھر وہاں سے آسمانوں بلکہ عرش تک ہوا ہے اور یہ سارے کوائف جسم سمیت ہوئے ہیں۔ اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اب زمانہ بدل گیا ہے اور آج بنی اسرائیل کی جگہ بنی اسماعیل کو مل چکی ہے جو نہ صرف روئے زمین بلکہ آسمانوں تک کی خبریں لیں گے۔ والحمدللہ اولا وآخرا۔

سند میں مذکور حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما کنیت ابوعبداللہ، قبیلہ سلم سے متعلق مشہور صحابہ میں سے ہیں۔ بدر اور تمام غزوات میں شریک رہے۔ شام اور مصر میں تشریف لائے۔ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ ۹۴ سال کی عمر میں ۷۴ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ صحابہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے آپ ہی ہیں۔ آپ کی وفات عبدالملک بن مروان کی خلافت میں ہوئی۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ آمین)

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا﴾ "اور جب ہم ارادہ کر لیتے ہیں کہ کسی بستی کو برباد کریں تو اس (بستی) کے

الآيَةَ.

سرمایہ داروں کو حکم دیتے ہیں، وہ اس میں ظلم وجور اور بدمعاشیاں کرتے ہیں، پھر ہمارے قانون کے تحت ہم ان پر سخت عذاب نازل کر کے ان کو برباد کر دیتے ہیں۔"

٤٧١١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، أَخْبَرَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا نَقُوْلُ لِلْحَيِّ إِذَا كَثُرُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَمِرَ بَنُوْ فُلَانٍ. حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَقَالَ: أَمَرَ.

(۴۷۱۱) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم کو منصور نے خبر دی، انہیں ابووائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب کسی قبیلہ کے لوگ بڑھ جاتے تو زمانہ جاہلیت میں ہم ان کے متعلق کہا کرتے تھے کہ اَمِرَ بَنُو فُلَانٍ (فلاں کا خاندان بہت بڑھ گیا) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا اور اس روایت میں انہوں نے بھی لفظ امر کا ذکر کیا۔

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ کا مطلب اس روایت کے لانے سے یہ ہے کہ قرآن شریف میں جو آتا ہے امرنا مترفیھا یہ بکسر میم ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہی قراءت ہے اور مشہور فتح میم ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قراءت پر معنی یہ ہوگا "جب ہم کسی بستی کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو وہاں بدکاروں کی تعداد بڑھا دیتے ہیں۔"

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا﴾

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"ان لوگوں کی نسل والو! جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا، وہ (نوح علیہ السلام) بیشک بڑا ہی شکر گزار بندہ تھا۔"

٤٧١٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً ثُمَّ قَالَ: ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّا ذٰلِكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ يُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيْ وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَدْنُو الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيْقُوْنَ وَلَا

(۴۷۱۲) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو ابوحیان (یحییٰ بن سعید) تیمی نے خبر دی۔ انہیں ابوزرعہ (ہرم) بن عمرو بن جریر نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گوشت لایا گیا اور دستی کا حصہ آپ کو پیش کیا گیا۔ تو آپ نے اپنے دانتوں سے اسے ایک بار نوچا اور آپ ﷺ کو دستی کا گوشت بہت پسند تھا۔ پھر آپ نے فرمایا: "قیامت کے دن میں سب لوگوں کا سردار ہوں گا۔ تمہیں معلوم بھی ہے یہ کونسا دن ہوگا۔ اس دن دنیا کے شروع سے قیامت کے دن تک کی ساری خلقت ایک چٹیل میدان میں جمع ہوگی کہ ایک پکارنے والے کی آواز سب کے کانوں تک پہنچ سکے گی اور ایک نظر سب کو دیکھ سکے گی۔ سورج بالکل قریب ہو جائے گا اور لوگوں کی

يَحْتَمِلُوْنَ فَيَقُوْلُ النَّاسُ: أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ أَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ فَيَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ عَلَيْكُمْ بِآدَمَ فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ: أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُوْحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيْهِ؟ أَلَا تَرَى إِلَى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُوْلُ آدَمُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّهُ قَدْ نَهَانِيْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوْا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوْا إِلَى نُوْحٍ فَيَأْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُوْنَ: يَا نُوْحُ! إِنَّكَ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَقَدْ سَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُوْرًا اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلَى قَوْمِي نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوْا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوْا إِلَى إِبْرَاهِيْمَ فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُوْنَ: يَا إِبْرَاهِيْمُ! أَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيْلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ لَهُمْ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّي قَدْ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ ـ فَذَكَرَهُنَّ أَبُوْ حَيَّانَ فِي الْحَدِيْثِ ـ نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوْا

پریشانی اور بے قراری کی کوئی حد نہ رہے گی جو برداشت سے باہر ہو جائے گی۔ لوگ آپس میں کہیں گے، دیکھتے نہیں کہ ہماری کیا حالت ہو گئی ہے۔ کیا ایسا کوئی مقبول بندہ نہیں ہے جو اللہ پاک کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کرے؟ بعض لوگ بعض سے کہیں گے کہ آدم علیہ السلام کے پاس چلنا چاہئے۔ چنانچہ سب لوگ آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے آپ انسانوں کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی طرف سے خصوصیت کے ساتھ آپ میں روح پھونکی۔ فرشتوں کو حکم دیا اور انہوں نے آپ کو سجدہ کیا اس لیے آپ رب کے حضور میں ہماری شفاعت کر دیں، آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال کو پہنچ چکے ہیں۔ آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میرا رب آج انتہائی غضبناک ہے۔ اس سے پہلے اتنا غضبناک وہ کبھی نہیں ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی اتنا غضبناک ہوگا اور رب العزت نے مجھے بھی درخت سے روکا تھا لیکن میں نے اس کی نافرمانی کی، پس نفسی، نفسی، نفسی مجھ کو اپنی فکر ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ سب لوگ نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور ان سے عرض کریں گے، اے نوح! آپ سب سے پہلے پیغمبر ہیں جو اہل زمین کی طرف بھیجے گئے تھے اور آپ کو اللہ نے ''شکر گزار بندہ'' (عبد شکور) کا خطاب دیا۔ آپ ہی ہمارے لئے اپنے رب کے حضور میں شفاعت کر دیں، آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ گئے ہیں۔ نوح علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میرا رب آج اتنا غضبناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضبناک نہیں تھا اور نہ آج کے بعد کبھی اتنا غضبناک ہوگا اور مجھے ایک دعا کی قبولیت کا یقین دلایا گیا تھا جو میں نے اپنے قوم کے خلاف کر لی تھی۔ نفسی، نفسی، نفسی آج مجھ کو اپنے ہی نفس کی فکر ہے تم میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ، ہاں! ابراہیم کے پاس جاؤ۔ سب لوگ ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے ابراہیم! آپ اللہ کے نبی اور اللہ کے خلیل ہیں، روئے زمین میں منتخب، آپ ہماری شفاعت کیجئے، آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام بھی کہیں

إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُونَ يَا مُوسَى أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ فَضَّلَكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى النَّاسِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُومَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى عِيسَى فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُونَ: يَا عِيسَى! أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا اشْفَعْ لَنَا أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ عِيسَى: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ، فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا، فَيَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ! أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَأَنْطَلِقُ فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَى أَحَدٍ قَبْلِي ثُمَّ يُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! ارْفَعْ رَأْسَكَ، سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَقُولُ أُمَّتِي يَا رَبِّ! أُمَّتِي يَا رَبِّ! أُمَّتِي يَا رَبِّ! فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ

گے کہ آج میرا رب بہت غضبناک ہے! اتنا غضبناک کہ نہ وہ پہلے ہوا تھا اور نہ آج کے بعد ہوگا میں نے تین جھوٹ بولے تھے (راوی) ابوحیان نے اپنی روایت میں ان تینوں کا ذکر کیا ہے۔ نفسی، نفسی، نفسی مجھ کو اپنے نفس کی فکر ہے، میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں! موسیٰ کے پاس جاؤ۔ سب لوگ موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے موسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف سے رسالت اور اپنے کلام کے ذریعہ فضیلت دی۔ آپ ہماری شفاعت اپنے رب کے حضور میں کریں، آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ آج اللہ تعالیٰ بہت غضبناک ہے، اتنا غضبناک کہ وہ نہ پہلے کبھی ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی ہوگا اور میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا، حالانکہ اللہ کی طرف سے مجھے اس کا کوئی حکم نہیں ملا تھا۔ نفسی، نفسی، نفسی بس مجھ کو آج اپنی فکر ہے، میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں! عیسیٰ کے پاس جاؤ۔ سب لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے مریم علیہا السلام پر ڈالا تھا اور اللہ کی طرف سے روح ہیں، آپ نے بچپن میں ماں کی گود ہی میں لوگوں سے بات کی تھی، ہماری شفاعت کیجئے، آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہماری کیا حالت ہو چکی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میرا رب آج اس درجہ غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضبناک ہوا تھا اور نہ کبھی ہوگا اور آپ کسی لغزش کا ذکر نہیں کریں گے (صرف) اتنا کہیں گے، نفسی، نفسی، نفسی میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ۔ سب لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے محمد! آپ اللہ کے رسول اور سب سے آخری پیغمبر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں، اپنے رب کے دربار میں ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر میں آگے بڑھوں گا اور عرش تلے پہنچ کر اپنے رب عزوجل کے لئے

الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ)) ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَحِمْيَرَ أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى)). [راجع: ٣٣٤٠]

سجدہ میں گر پڑوں گا، پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد اور حسن ثنا کا دروازہ کھول دے گا کہ مجھ سے پہلے کسی کو وہ طریقے اور وہ محامد نہیں بتائے تھے۔ پھر کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھایئے، مانگئے آپ کو دیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے، آپ کی شفاعت قبول ہو جائے گی۔ اب میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت، اے میرے رب! میری امت پر کرم کر، کہا جائے گا: اے محمد! اپنی امت کے ان لوگوں کے جن پر کوئی حساب نہیں ہے، جنت کے داہنے دروازے سے داخل کیجئے ویسے انہیں اختیار ہے، جس دروازے سے چاہیں دوسرے لوگوں کے ساتھ داخل ہو سکتے ہیں۔'' پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جنت کے دروازے کے دونوں کناروں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور حمیر میں ہے یا جتنا مکہ اور بصریٰ میں ہے۔''

تشریح: ایک روایت میں یوں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے عیسائی لوگوں نے مجھ کو دنیا میں اللہ کا بیٹا بنا رکھا تھا میں ڈرتا ہوں پروردگار مجھ سے کہیں پوچھ نہ لے کہ تو اللہ یا اللہ کا بیٹا تھا؟ مجھے آج یہی غنیمت معلوم ہوتا ہے کہ میری مغفرت ہو جائے۔ حمیر سے صنعاء خیبر یمن کا پایہ تخت مراد ہے بصریٰ شام کے ملک میں ہے۔ حدیث میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر ہے۔ یہی باب سے مطابقت ہے۔

اس حدیث میں شفاعت کبریٰ کا ذکر ہے جس کا شرف سیدنا ومولانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہوگا۔ باب اور آیت میں مطابقت حضرت نوح علیہ السلام کے ذکر سے ہے جہاں یا نوح انك اول الرسل الی اهل الارض الفاظ مذکور ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد عام رسالت کا مقام حضرت نوح علیہ السلام کو حاصل ہوا۔ آپ کو آدم ثانی بھی کہا گیا ہے۔ کیونکہ طوفان نوح کے بعد انسانی نسل کے مورث اعلیٰ صرف آپ ہی ہیں۔ آپ کے چار بیٹے ہوئے جن میں سام کی نسل سے عرب، فارس، ہند، سندھ وغیرہ ہیں اور یافث کی نسل سے روس، ترک، چین، جاپان وغیرہ ہیں اور حام کی نسل سے حبش اور اکثر افریقہ والے اور نوش کی نسل سے رٹرز، فرانس، جرمن، آسٹریلیا، اٹالیا اور مصر و یونان وغیرہ ہیں۔ اسی حقیقت کے پیش نظر آپ کو اول الرسل کہا گیا ہے۔ ورنہ آپ سے پہلے اور بھی کئی نبی ہو چکے ہیں مگر وہ عام رسول نہیں تھے۔ روایت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب تین جھوٹ ہیں۔ پہلا جبکہ بت پرستوں کے تہوار میں عدم شرکت کے لئے لفظ ﴿إِنِّي سَقِيمٌ﴾ (٣٧/الصافات: ٨٩) استعمال کئے اور بت شکنی کا معاملہ بڑے بت پر ڈالتے ہوئے الفاظ ﴿بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا﴾ (٢١/الانبیاء: ٦٣) استعمال کئے اور اثنائے سفر بادشاہ کے فتنہ سے بچنے کیلئے ہم دین ہونے کی بنا پر توریہ کرتے ہوئے سارہ کو اپنی بہن کہا اگرچہ یہ ظاہراً جھوٹ نظر آتے ہیں مگر حقیقت کے لحاظ سے یہ جھوٹ نہ تھے پھر یہ ذات باری غنی اور صمد ہے وہ معمولی سے معمولی کام پر گرفت کر سکتا ہے۔ اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس موقع پر اظہار معذرت فرمایا۔

انی سقیم میں بیمار ہوں اس لئے میں تمہارے ساتھ تمہاری تقریب میں چلنے سے معذور ہوں۔ آپ بظاہر تندرست تھے۔ مگر آپ کے دل میں ان کی نازیبا حرکتوں کا سخت صدمہ تھا اور مسلسل صدمات سے انسان کی طبیعت ناساز ہونا بعید نہیں ہے۔ لہٰذا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایسا کہنا جھوٹ نہ تھا۔ بت شکنی کا معاملہ بڑے بت پر بطور استہزاء ڈالا تھا تاکہ مشرکین خود اپنی حماقت کا احساس کر سکیں۔ قرآن مجید کے بیان کا سیاق وسباق بتلا رہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ کہنا صرف اس لئے تھا تاکہ مشرکین خود اپنی زبان سے اپنے معبودان باطل کی کمزوری کا اعتراف کر لیں چنانچہ انہوں نے کیا۔

جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے کہا کہ ﴿اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (۲۱/الانبیاء:۶۷) صد افسوس تم پر تمہارے معبودان باطل پر جن کو تم کمزور کہتے ہو، معبود بنائے بیٹھے ہو۔ بیوی کو بہن کہنا دینی لحاظ سے تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا میں وہ ہی ایک عورت ذات تھی جو ایسے نازک وقت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہم مذہب تھیں۔ بہر حال یہ تینوں امور بظاہر جھوٹ نظر آتے ہیں مگر حقیقت کے لحاظ سے جھوٹ بالکل نہیں ہیں اور انبیائے کرام کی ذات اس سے بالکل بری ہوتی ہے کہ ان سے جھوٹ صادر ہو۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُوْرًا﴾

''اور ہم نے داؤد کو زبور دی۔''

تشریح: یعنی ''اور ہم نے داؤد کو زبور دی''۔ زبور دعاؤں کا ایک پاکیزہ مجموعہ تھا جو بطور الہام حضرت داؤد علیہ السلام کو دیا گیا۔

٤٧١٣۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ الْقِرَاءَةُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَابَّتِهِ لِتُسْرَجَ فَكَانَ يَقْرَأُ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ)) يَعْنِي الْقُرْآنَ. [راجع: ٢٠٧٣]

(۴۷۱۳) مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا اور ان سے معمر نے، ان سے ہمام بن منبہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''داؤد علیہ السلام پر زبور کی تلاوت آسان کر دی گئی تھی۔ آپ گھوڑے پر زین کسنے کا حکم دیتے اس سے پہلے کہ زین کسی جا چکے۔ تلاوت سے فارغ ہو جاتے تھے۔''

تشریح: حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ پڑھنا بطور معجزہ کے تھا۔ قرآن مجید کا تین دن سے کم میں ختم کرنا جائز نہیں۔ بطور کرامت کے معاملہ الگ ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِهِ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا﴾.

''آپ کہیے تم جن کو اللہ کے سوا معبود قرار دے رہے ہو ذرا ان کو پکارو تو سہی، سو نہ وہ تمہاری تکلیف ہی دور کر سکتے ہیں اور نہ وہ (اسے) بدل سکتے ہیں۔''

٤٧١٤۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ﴿إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ﴾ قَالَ: كَانَ نَاسٌ مِنَ الْإِنْسِ يَعْبُدُوْنَ نَاسًا مِنَ الْجِنِّ فَأَسْلَمَ الْجِنُّ وَتَمَسَّكَ هَؤُلَاءِ بِدِيْنِهِمْ زَادَ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ﴾. [طرفه في: ٤٧١٥] [مسلم: ٧٥٥٣]

(۴۷۱۴) مجھ سے عمرو بن علی بن فلاس نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، کہا ہم سے سفیان نے، کہا مجھ سے سلیمان اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے عبداللہ بن معمر نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (آیت) ''اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ'' کا شان نزول یہ ہے کہ کچھ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے، لیکن وہ جن بعد میں مسلمان ہو گئے اور یہ مشرک (کم بخت) ان ہی کی پرستش کرتے ہوئے جاہلی شریعت پر قائم رہے۔ عبیداللہ اشجعی نے اس حدیث کو سفیان سے روایت کیا اور ان سے اعمش نے بیان کیا، اس میں یوں ہے کہ اس آیت ''قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ'' کا شان نزول یہ ہے...... آخر تک۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ﴾ الآيَةَ.

''یہ لوگ جن کو یہ (مشرکین) پکار رہے ہیں وہ (خود ہی) اپنے پروردگار کا تقرب تلاش کر رہے ہیں۔''

٤٧١٥ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ فِي هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ﴾ قَالَ: كَانَ نَاسٌ مِنَ الْجِنِّ كَانُوا يُعْبَدُونَ فَأَسْلَمُوا. [راجع: ٤٧١٤]

(۴۷۱۵) ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں سلیمان اعمش نے، انہیں ابراہیم نخعی نے، انہیں ابو معمر نے اور انہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آیت "الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ" کی تفسیر میں کہا کہ کچھ جن ایسے تھے جن کی آدمی پرستش کیا کرتے تھے پھر وہ جن مسلمان ہو گئے۔

تشریح: آیت بالا میں وہی مراد ہیں۔ وہ بزرگان اسلام بھی اس ذیل میں ہیں جو موحد، خدا پرست، متبع سنت، دیندار، پرہیز گار تھے مگر اب عوام نے ان کی قبروں کو قبلہ حاجات بنا رکھا ہے۔ وہاں نذر و نیاز چڑھاتے اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔ ایسے نام نہاد مسلمانوں نے اسلام کو بدنام کر کے رکھ دیا ہے۔ اللہ ان کو نیک ہدایت نصیب کرے۔ آمین

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾

''(معراج کی رات) ہم نے جو جو مناظر دکھلائے تھے۔ ان کو ہم نے ان لوگوں کی آزمائش کا سبب بنا دیا۔''

تشریح: کتنے تصدیق کر کے مؤمن بن گئے اور کتنے تکذیب کر کے کافر ہو گئے۔

٤٧١٦ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ قَالَ: هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ ﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ﴾ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ. [راجع: ٣٨٨٨]

(۴۷۱۶) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آیت "وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي اَرَيْنَاكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ" میں رُؤیا سے آنکھ کا دیکھنا مراد ہے (بیداری میں نہ کہ خواب میں) یعنی وہ جو رسول اللہ ﷺ کو شب معراج دکھایا گیا اور ''شجر ملعونہ'' سے تھوہر کا درخت مراد ہے۔

تشریح: اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ معراج نبوی حالت بیداری میں ہوا۔ مکہ سے بیت المقدس تک معراج قرآن شریف سے ثابت ہے اور وہاں سے آسمانوں تک صحیح حدیث سے۔ اہلحدیث کا ہر دو پر ایمان ہے: ﴿رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ﴾ (۵/ المائدۃ: ۸۳) یہ تھوہر کا درخت دوزخ میں اگے گا۔ مشرکوں کو اس پر تعجب آتا تھا کہ آگ میں درخت کیونکر اُگے گا۔ انہوں نے حق تعالیٰ کی قدرت پر غور نہیں کیا۔ ''سمندر'' میں ایک کیڑا ہے جو آگ میں اس طرح عیش کرتا ہے جیسے آدمی ہوا میں یا مچھلی پانی میں۔ شتر مرغ آگ کے انگارے، گرم لوہے کے ٹکڑے نگل جاتا ہے، اس کو مطلق تکلیف نہیں ہوتی۔ (وحیدی)

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ: صَلَاةَ الْفَجْرِ.

٤٧١٧ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فَضْلُ صَلَاةِ الْجَمِيعِ عَلَى صَلَاةِ الْوَاحِدِ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ دَرَجَةً وَتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ)) يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: اقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾. [راجع: ١٧٦] [مسلم: ١٤٧٣]

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''بیشک صبح کی نماز (فرشتوں کی) حاضری کا وقت ہے۔'' مجاہد نے کہا کہ (قرآن فجر سے مراد) فجر کی نماز ہے۔

(۴۷۱۷) مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف اور سعید بن مسیب نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تنہا نماز پڑھنے کے مقابلے میں جماعت سے نماز پڑھنے کی فضیلت پچیس گنا زیادہ ہے اور صبح کی نماز میں رات کے اور دن کے فرشتے اکٹھے ہوجاتے ہیں۔'' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھو ''وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا'' یعنی فجر میں قرأت قرآن زیادہ کیا کرو کیونکہ یہ نماز فرشتوں کی حاضری کا وقت ہے۔

تشریح: اس میں رات اور دن کے دونوں فرشتے حاضر ہوتے اور پھر اپنی اپنی ڈیوٹی بدلتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا﴾.

٤٧١٨ـ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ آدَمَ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: إِنَّ النَّاسَ يَصِيرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُثًى كُلُّ أُمَّةٍ تَتْبَعُ نَبِيَّهَا يَقُولُونَ: يَا فُلَانُ! اشْفَعْ يَا فُلَانُ! اشْفَعْ حَتَّى تَنْتَهِيَ الشَّفَاعَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَلِكَ يَوْمَ يَبْعَثُهُ اللَّهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ. [راجع: ١٤٧٥]

٤٧١٩ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ، أَنَّ رَسُولَ

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

''قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں اٹھائے گا۔''

(۴۷۱۸) مجھ سے اسماعیل بن ابان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالاحوص (سلام بن سلیم) نے بیان کیا، ان سے آدم بن علی نے بیان کیا اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ قیامت کے دن امتیں گروہ درگروہ چلیں گی۔ ہر امت اپنے نبی کے پیچھے ہوگی اور (انبیا علیہم السلام سے) کہے گی کہ اے فلاں! ہماری شفاعت کرو (مگر وہ سب ہی انکار کردیں گے) آخر شفاعت کے لئے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو یہی وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو مقام محمود عطا فرمائے گا۔

(۴۷۱۹) ہم سے علی بن عیاش نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعیب بن ابی حمزہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس

اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَهُ، حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) رَوَاهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٦١٤]

نے اذان سن کر یہ دعا پڑھی: اے اللہ! اس کامل پکار کے رب اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب! محمد (ﷺ) کو قرب اور فضیلت عطا فرما اور انہیں مقام محمود پر فائز فرما۔ جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ تو اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت ضروری ہوگی۔'' اس حدیث کو حمزہ بن عبداللہ نے بھی اپنے والد (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا ہے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

تشریح: اس کو اسماعیلی نے وصل کیا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ مقام محمود سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو اپنے پاس عرش پر بٹھائے گا۔ ایسی حدیثوں سے جہمیوں کی جان نکلتی ہے اور اہلحدیث کی روح تازہ ہوتی ہے (وحیدی) مقام محمود سے شفاعت کا منصب اور مقام بھی مراد لیا گیا ہے اور فردوس بریں میں آپ کا وہ محل بھی مراد ہے جو سب سے اعلیٰ وارفع خاص طور پر آپ کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ الغرض مقام محمود ایک جامع لفظ ہے۔ عالم ظاہر و باطن میں اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو بہت سے درجات عالیہ عطا فرمائے ہیں۔ آنچه خوباں همه دار ند تو تنها داری۔ یا اللہ! موت کے بعد اپنے حبیب ﷺ سے ملاقات نصیب فرمانا اور قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے نہ صرف مجھ کو بلکہ صحیح بخاری پڑھنے والے سب مسلمان مردوں عورتوں کو سرفراز فرمانا۔ آمین۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾ يَزْهَقُ: يَهْلِكُ.

''اور آپ کہہ دیں کہ حق (اب تو غالب) آ ہی گیا اور باطل مٹ ہی گیا، بیشک باطل تو مٹنے والا ہی تھا۔'' يَزْهَقُ کے معنی ہلاک ہوا۔

٤٧٢٠ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّوْنَ وَثَلَاثُ مِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُوْدٍ فِيْ يَدِهِ وَيَقُوْلُ: ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾ ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ﴾ [سباء: ٤٩] [راجع: ٢٤٧٨]

(٤٧٢٠) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن ابی نجیح نے، ان سے مجاہد نے، ان سے ابو معمر نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ میں (فتح کے بعد) داخل ہوئے تو کعبہ کے چاروں طرف تین سو ساٹھ بت تھے۔ آپ ﷺ اپنے ہاتھ کی لکڑی سے ہر ایک کو ضرب لگاتے جاتے اور پڑھتے جاتے: ''جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ''۔ حق آیا اور جھوٹ نابود ہوا بے شک جھوٹ نابود ہونے والا ہی تھا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ﴾.

''اور آپ سے یہ لوگ روح کی بابت پوچھتے ہیں۔''

تشریح: یعنی ''اور آپ سے یہ لوگ روح کی بابت پوچھتے ہیں۔''

٤٧٢١ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَرْثٍ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى عَسِيبٍ إِذْ مَرَّ الْيَهُودُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَقَالَ: مَا رَأْيُكُمْ إِلَيْهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا يَسْتَقْبِلُكُمْ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ فَقَالُوا: سَلُوهُ فَسَأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَأَمْسَكَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَقُمْتُ مَقَامِي فَلَمَّا نَزَلَ الْوَحْيُ قَالَ: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾. [راجع: ١٢٥]

(۴۷۲۱) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے، کہا ہم سے اعمش نے، کہا کہ مجھ سے ابراہیم نخعی نے بیان کیا، ان سے علقمہ نے، ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک کھیت میں حاضر تھا۔ آپ ﷺ اس وقت کھجور کے ایک تنے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ کچھ یہودی اس طرف سے گزرے۔ کسی یہودی نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ ان سے روح کے بارے میں پوچھو۔ ان میں سے کسی نے اس پر کہا کہ ایسا کیوں کرتے ہو؟ دوسرا یہودی بولا۔ کہیں وہ کوئی ایسی بات نہ کہہ دیں، جو تم کو ناپسند ہو رائے اس پر ٹھہری کہ روح کے بارے میں پوچھنا ہی چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے آپ سے اس کے بارے میں سوال کیا۔ نبی ﷺ تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوگئے اور ان کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں سمجھ گیا کہ اس وقت آپ ﷺ پر وحی اتر رہی ہے۔ اس لئے میں وہیں کھڑا رہا۔ جب وحی ختم ہوئی تو آپ نے اس آیت کی تلاوت کی: ''اور آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ روح میرے پروردگار کے حکم ہی سے ہے اور تمہیں علم تو تھوڑا ہی دیا گیا ہے۔''

تشریح: روح کو امر رب یعنی پروردگار کا حکم فرمایا اور اس کی حقیقت بیان نہیں کی۔ کیونکہ اگلے پیغمبروں نے بھی اس کی حقیقت بیان نہیں کی اور یہودیوں نے باہم یہی کہا کہ اگر روح کی حقیقت بیان نہ کریں تو یہ بے شک پیغمبر ہیں اگر بیان کریں تو ہم سمجھ لیں گے کہ حکیم ہیں پیغمبر نہیں ہیں۔ ابن کثیر نے کہا روح ایک مادہ ہے لطیف ہوا کی طرح اور بدن کے ہر جزو میں اس طرح حلول کیے ہوئے ہے جیسے پانی ہری بھری شاخوں میں۔ یہ روح حیوانی کی حقیقت ہے اور روح انسانی یعنی نفس ناطقہ وہ بدن سے متعلق ہے حکم الٰہی سے جب موت آتی ہے تو یہ تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔ تفصیل کے لئے حضرت امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الروح کا مطالعہ کیا جائے۔ سند میں مذکور علقمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ ہیں۔ انس بن مالک اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے مالک بن انس اور سلیمان بن بلال نے روایت کی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

''اور آپ نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھیں اور نہ (بالکل) چپکے ہی چپکے۔''

٤٧٢٢ـ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا

(۴۷۲۲) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم بن بشیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوبشر نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے ارشاد: ''اور آپ نماز میں نہ تو بہت

تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ قَالَ: نَزَلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ كَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَإِذَا سَمِعَهُ الْمُشْرِكُوْنَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾ أَيْ بِقِرَاءَتِكَ فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا﴾.[أطرافه في: ٧٤٩٠، ٧٥٢٥، ٧٥٤٧] [ترمذي: ٣١٤٥، ٣١٤٦؛ نسائي: ١٠١٠، ١٠١١]

پکار کر پڑھیے اور نہ (بالکل) چپکے ہی چپکے'' کے متعلق فرمایا کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں (کافروں کے ڈر سے) چھپے رہتے تو اس زمانہ میں جب آپ اپنے صحابہ کے ساتھ نماز پڑھتے تو قرآن مجید کی تلاوت بلند آواز سے کرتے، مشرکین سنتے تو قرآن کو بھی گالی دیتے اور اس کے نازل کرنے والے اور اس کے لانے والے کو بھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے کہا کہ ''آپ نماز نہ تو بہت پکار کر پڑھیں'' (یعنی قرأت خوب جہر کے ساتھ نہ کریں) مشرکین سن کر گالیاں دیں ''اور نہ بالکل چپکے ہی چپکے'' کہ آپ کے صحابہ بھی نہ سن سکیں، بلکہ ''درمیانی آواز میں پڑھا کریں۔''

٤٧٢٣ـ حَدَّثَنِي طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ قَالَتْ: أُنْزِلَ ذَٰلِكَ فِي الدُّعَاءِ. [طرفاه في: ٦٣٢٧، ٧٥٢٦].

(۴۷۲۳) مجھ سے طلق بن غنام نے بیان کیا، کہا ہم سے زائدہ بن قدامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آیت: ''وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا'' یہ دعا کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے۔

تشریح: طبری کی روایت میں ہے کہ تشہد میں جو دعا کی جاتی ہے آیت کا نزول اس باب میں ہوا ہے ممکن ہے کہ یہ آیت دوبار اتری ہو۔ ایک بار قراءت کے بارے میں۔ دوبارہ دعا کے بارے میں۔ اس طرح دونوں روایتوں میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ آیت میں نمازیوں کو اعتدال کی ہدایت کی گئی ہے۔ جو جہری نمازوں سے متعلق ہے۔ شان نزول پچھلی حدیث میں مذکور ہو چکا ہے۔ سند میں مذکور بزرگ ہشام ہیں عروہ، ابن زبیر کے بیٹے کنیت ابو منذر قریشی اور مدنی مشہور تابعی اکابر علما اور جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔ خلیفہ منصور کے یہاں بغداد میں آئے۔ ۱۴۶ھ میں بغداد ہی میں انتقال فرمایا۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

(١٨) سُوْرَةُ الْكَهْفِ

سورۂ کہف کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿تَقْرِضُهُمْ﴾ تَتْرُكُهُمْ ﴿وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ﴾ ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ وَقَالَ غَيْرُهُ: جَمَاعَةُ الثَّمَرِ ﴿بَاخِعٌ﴾ مُهْلِكٌ ﴿أَسَفًا﴾ نَدَمًا الْكَهْفُ الْفَتْحُ فِي الْجَبَلِ وَالرَّقِيمُ:

مجاہد نے کہا ''تَقْرِضُهُم'' کا معنی ان کو چھوڑ دیتا تھا (کترا جاتا تھا) ''وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ'' سے مراد سونا اور چاندی ہے۔ دوسروں نے کہا ثمر یعنی پھل کی جمع ہے۔ ''بَاخِعٌ'' کا معنی ہلاک کرنے والا۔ ''اَسَفًا'' ندامت اور رنج سے۔ کہف پہاڑ کا کھوہ یا غار۔ اَلرَّقِيم کے معنی لکھا ہوا بمعنی

الْكِتَابُ ﴿مَرْقُوْمٌ﴾ مَكْتُوْبٌ مِنَ الرَّقْمِ ﴿رَبَطْنَا عَلَى قُلُوْبِهِمْ﴾ أَلْهَمْنَاهُمْ صَبْرًا ﴿لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَى قَلْبِهَا﴾ ﴿شَطَطًا﴾ إِفْرَاطًا الْوَصِيْدُ: الْفِنَاءُ جَمْعُهُ وَصَائِدُ وَوُصُدٌ وَيُقَالُ الْوَصِيْدُ الْبَابُ ﴿مُؤْصَدَةٌ﴾ [البلد: ٢٠] مُطْبَقَةٌ آصَدَ الْبَابَ وَأَوْصَدَ ﴿بَعَثْنَاهُمْ﴾ أَحْيَيْنَاهُمْ ﴿أَزْكَى﴾ أَكْثَرُ وَيُقَالُ أَحَلُّ وَيُقَالُ أَكْثَرُ رَيْعًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أُكُلَهَا ﴿وَلَمْ تَظْلِمْ﴾ لَمْ تَنْقُصْ وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: الرَّقِيْمُ: اللَّوْحُ مِنْ رَصَاصٍ كَتَبَ عَامِلُهُمْ أَسْمَاءَ هُمْ ثُمَّ طَرَحَهُ فِيْ خِزَانَتِهِ ﴿فَضَرَبَ اللّٰهُ عَلَى آذَانِهِمْ﴾ فَنَامُوْا وَقَالَ غَيْرُهُ: وَأَلَتْ تَئِلُ تَنْجُوْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مَوْئِلًا﴾ مَحْرِزًا ﴿لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا﴾ لَا يَعْقِلُوْنَ.

مَرْقُومٌ۔ یہ اسم مفعول کا صیغہ ہے رقم سے۔ "رَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِم" ہم نے ان کے دلوں میں صبر ڈالا، جیسے سورۂ قصص میں ہے: "لَوْلَا أَنْ رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِهَا" (وہاں بھی صبر کے معنی ہیں) "شَطَطًا" حد سے بڑھ جانا۔ وَصِيْد آنگن، صحن اس کی جمع وَصَائِد اور وُصُدٌ ہے۔ بعضوں نے کہا وصید کے معنی دروازہ "مُؤْصَدَةٌ" کے معنی بند کی ہوئی، عرب لوگ کہتے ہیں اٰصَدَ الْبَابَ وَأَوْصَدَ یعنی اس نے دروازہ بند کر دیا۔ "بَعَثْنَاهُم" ہم نے ان کو زندہ کیا کھڑا کر دیا۔ "اَزْكٰی" یعنی جو بستی کی اکثر خوراک ہے یا جو کھانا خوب حلال کا ہو یا خوب پک کر بڑھ گیا ہو۔ ابن عباس نے کہا اُکُلَهَا اس کا میوہ وَلَمْ تَظْلِم اس کا میوہ کم نہیں ہوا۔ اور سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا۔ رقیم وہ ایک تختی ہے سیسے کی اس پر اس وقت کے حاکم نے اصحاب کہف کے نام لکھ کر اپنے خزانے میں ڈال دی تھی۔ "فَضَرَبَ اللّٰهُ عَلٰی اٰذَانِهِم" اللہ نے ان کے کان بند کر دیے۔ (ان پر پردہ ڈال دیا) وہ سو گئے۔ ابن عباس کے سوا اور لوگوں نے کہا۔ "مَوْئِلًا" وال یئل سے نکلا ہے۔ یعنی نجات پائے اور مجاہد نے کہا کہ موئل محفوظ مقام کو کہتے ہیں۔ "لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا" کے معنی وہ عقل نہیں رکھتے۔

تشریح: سورۂ کہف قرآن مجید کی اہم ترین سورۂ مبارکہ ہے جو مکہ میں نازل ہوئی اور جس میں ۱۱۰ آیات اور ۱۲ رکوع ہیں۔ اس کے فضائل میں بہت سی احادیث مروی ہیں خاص طور پر جمعہ کے دن اس کی تلاوت کرنا بڑے ثواب کا موجب ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے طرز کے مطابق یہاں اس سورۂ مبارکہ کے مختلف مشکل الفاظ کے معانی بیان فرمائے ہیں۔ کہف کے لفظی معنی غار کے ہیں جس میں پناہ لی جا سکے۔ اصحاب کہف وہ چند نوجوان جنہوں نے اپنے دین وایمان کی حفاظت کے لیے پہاڑ کے ایک غار میں چھپ کر پناہ پکڑی تھی۔ آخر وہ قیامت تک کے لئے اسی میں سو گئے۔ ان کو اصحاب الرقیم بھی کہا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، رقیم اس وادی کا نام تھا جہاں اصحاب کہف رہتے تھے۔ سعید نے کہا رقیم وہ تختہ ہے جس پر اصحاب کہف کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ یہ تختہ غار کے پاس لگایا گیا تھا۔ لفظ موصدة اس سورت میں نہیں بلکہ سورۂ ہمزہ میں ہے۔ مگر لفظ وصید کی مناسبت سے اس کو یہاں بیان کر دیا۔ آیت: ﴿لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا﴾ (۱۸/ الکہف: ۱۰۱) کے معنی لا یعقلون یعنی وہ عقل نہیں رکھتے یہ تفسیر بالازم ہے۔ کیونکہ عقل کے یہی دو آلے ہیں سمع اور بصر جب آنکھوں پر پردہ ہو، کان بہرے ہوں تو عقل کیا کام کر سکتی ہے۔ بعض نے کہا اعین سے عقل کی آنکھیں مراد ہیں۔ سند میں مذکور حضرت مجاہد بن جبر بنو مخزوم سے حضرت عبداللہ بن سائب کے آزاد کردہ ہیں۔ مکہ کے اہل شہرت فقہاء میں سے ہیں قراءت اور تفسیر کے امام۔ ۱۰۰ھ میں انتقال فرمایا۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾.

''اور انسان ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔''

تشریح: یعنی ''اور انسان سب چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔''

٤٧٢٤ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ قَالَ أَلَا تُصَلِّيَانِ. [راجع: ١١٢٧] ﴿رَجْمًا بِالْغَيْبِ﴾ لَمْ يَسْتَبِنْ ﴿فُرُطًا﴾ يُقَالُ نَدَمًا ﴿سُرَادِقُهَا﴾ مِثْلُ السُّرَادِقِ وَالْحُجْرَةِ الَّتِي تُطِيفُ بِالْفَسَاطِيطِ ﴿يُحَاوِرُهُ﴾ مِنَ الْمُحَاوَرَةِ ﴿لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي﴾ أَيْ لَكِنْ أَنَا ﴿هُوَ اللَّهُ رَبِّي﴾ ثُمَّ حَذَفَ الْأَلِفَ وَأَدْغَمَ إِحْدَى النُّونَيْنِ فِي الْأُخْرَى ﴿زَلَقًا﴾ لَا يَثْبُتُ فِيهِ قَدَمٌ ﴿هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ﴾ مَصْدَرُ الْوَلِيِّ ﴿عُقْبًا﴾ عَاقِبَةٌ وَعُقْبَى وَعُقْبَةٌ وَاحِدٌ وَهِيَ الْآخِرَةُ ﴿قِبَلًا﴾ وَقُبُلًا وَقَبَلًا اسْتِئْنَافًا ﴿لِيُدْحِضُوا﴾ لِيُزِيلُوا الدَّحْضُ: الزَّلَقُ.

(۴۷۲۴) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے، کہا مجھے علی بن حسین نے خبر دی، انہیں حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور انہیں علی رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت ان کے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے اور فرمایا: ''تم لوگ تہجد کی نماز نہیں پڑھتے۔'' (آخر حدیث تک) ''رَجْمًا بِالْغَيْبِ'' یعنی سنی سنائی اور ان کو خود کچھ علم نہیں ''فُرُطًا'' ندامت شرمندگی ''سُرَادِقُهَا'' یعنی قناتوں کی طرح سب طرف سے ان کو آگ گھیر لے گی جیسے کوٹھڑی کو سب طرف سے خیمے گھیر لیتے ہیں۔ ''یحاورہ'' محاورہ سے نکلا ہے (یعنی گفتگو کرنا تکرار کرنا) ''لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي'' اصل میں لَكِنْ أَنَا هُوَ اللَّهُ رَبِّي تھا۔ انا کا ہمزہ حذف کر کے نون کو نون میں ادغام کر دیا لکنا ہو گیا۔ ''زَلَقًا'' چکنا صاف جس پر پاؤں پھسلے (جمے نہیں) ''هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ'' ولایت ولی کا مصدر ہے۔ ''عُقْبًا'' عاقبت اسی طرح عُقبیٰ اور عُقبة سب کا ایک ہی معنی ہے۔ یعنی آخرت ''قِبَلًا'' اور قُبُلًا اور قَبَلًا (تینوں طرح پڑھا ہے) یعنی سامنے آنا۔ ''لِيُدْحِضُوا'' دحض سے نکلا ہے یعنی پھسلانا (مطلب یہ ہے کہ حق بات کو ناحق کریں)۔

تشریح: مذکور حدیث باب التہجد میں گزر چکی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اتنا ٹکڑا بیان کر کے پوری حدیث کی طرف اشارہ کر دیا اور اس کا تتمہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، یا رسول اللہ! ہماری جانیں اللہ کے اختیار میں ہیں وہ جب ہم کو جگانا چاہے گا جگا دے گا یہ سن کر آپ لوٹ گئے کچھ نہیں فرمایا بلکہ ران پر ہاتھ مار کر یہ آیت پڑھتے جاتے تھے: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ (۱۸/الکہف:۵۴)

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّى أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا﴾ زَمَانًا وَجَمْعُهُ أَحْقَابٌ.

''اور جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا کہ میں برابر چلتا رہوں گا یہاں کہ میں دو دریاؤں کے سنگم پر پہنچ جاؤں، یا (یونہی) سالہا سال تک چلتا رہوں۔'' لفظ حُقُبًا کے معنی زمانہ، اس کی جمع أحقاب آتی ہے (بعض نے کہا کہ حقب ستر یا اسی سال کا ہوتا ہے)۔

٤٧٢٥ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَى صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ هُوَ مُوسَى صَاحِبَ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ مُوسَى قَامَ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَسُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَقَالَ: أَنَا فَعَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ إِنَّ لِي عَبْدًا بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ مُوسَى: يَا رَبِّ! فَكَيْفَ لِي بِهِ قَالَ: تَأْخُذُ مَعَكَ حُوتًا فَتَجْعَلُهُ فِي مِكْتَلٍ فَحَيْثُمَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَهُوَ ثَمَّ فَأَخَذَ حُوتًا فَجَعَلَهُ فِي مِكْتَلٍ ثُمَّ انْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهُ بِفَتَاهُ يُوشَعَ بْنِ نُونٍ حَتَّى إِذَا أَتَيَا الصَّخْرَةَ وَضَعَا رُؤُوسَهُمَا فَنَامَا وَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فِي الْمِكْتَلِ فَخَرَجَ مِنْهُ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ ﴿فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا﴾ وَأَمْسَكَ اللَّهُ عَنِ الْحُوتِ جِرْيَةَ الْمَاءِ فَصَارَ عَلَيْهِ مِثْلَ الطَّاقِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ نَسِيَ صَاحِبُهُ أَنْ يُخْبِرَهُ بِالْحُوتِ فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتَهُمَا حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ قَالَ مُوسَى: ﴿لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا﴾ قَالَ: وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَا الْمَكَانَ الَّذِي أَمَرَ اللَّهُ بِهِ فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ:

(۴۷۲۵) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، کہا مجھے سعید بن جبیر نے خبر دی، کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا نوف بکالی کہتا ہے (جو کعب احبار کا ربیب تھا) کہ جن موسیٰ علیہ السلام کی خضر علیہ السلام کے ساتھ ملاقات ہوئی تھی وہ بنی اسرائیل کے (رسول) موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دوسرے ہیں۔ (یعنی موسیٰ بن میشا بن افراثیم بن یوسف بن یعقوب) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا دشمن خدا نے غلط کہا۔ مجھ سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ "موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو وعظ سنانے کے لئے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا کہ انسانوں میں سب سے زیادہ علم کسے ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ مجھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر غصہ کیا کیونکہ انہوں نے علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کے ذریعہ بتایا کہ دو دریاؤں (فارس اور روم) کے سنگم پر میرا ایک بندہ ہے جو تم سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! میں ان تک کیسے پہنچ پاؤں گا؟ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اپنے ساتھ ایک مچھلی لے لو اور اسے ایک زنبیل میں رکھ لو، وہ جہاں گم ہو جائے (زندہ ہو کر دریا میں کود جائے) بس میرا وہ بندہ وہیں ملے گا چنانچہ آپ نے مچھلی لی اور زنبیل میں رکھ کر روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ آپ کا خادم یوشع بن نون بھی تھا۔ جب یہ دونوں چٹان کے پاس آئے تو سر رکھ کر سو گئے، ادھر مچھلی زنبیل میں تڑپی اور اس سے نکل گئی اور اس نے دریا میں اپنا راستہ پالیا۔ مچھلی جہاں گری تھی اللہ تعالیٰ نے وہاں پانی کی روانی کو روک دیا اور پانی ایک طاق کی طرح اس پر بن گیا (یہ حال یوشع اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے) پھر جب موسیٰ بیدار ہوئے تو یوشع ان کو مچھلی کے متعلق بتانا بھول گئے۔ اس لیے دن اور رات کا جو حصہ باقی تھا اس میں چلتے رہے، دوسرے دن موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے فرمایا کہ اب کھانا لاؤ، ہم کو سفر نے بہت تھکا دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ اس وقت تک نہیں تھکے جب تک وہ اس مقام سے نہ گزر چکے جس کا اللہ تعالیٰ نے

﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا﴾ قَالَ: فَكَانَ لِلْحُوتِ سَرَبًا وَلِمُوسَى وَلِفَتَاهُ عَجَبًا فَقَالَ مُوسَى: ﴿ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾ قَالَ: رَجَعَا يَقُصَّانِ آثَارَهُمَا حَتَّى انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِذَا رَجُلٌ مُسَجًّى ثَوْبًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى فَقَالَ الْخَضِرُ: وَأَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ قَالَ: أَنَا مُوسَى قَالَ: مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ: نَعَمْ أَتَيْتُكَ لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا قَالَ: ﴿إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ يَا مُوسَى إِنِّي عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ أَنْتَ وَأَنْتَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَكَ اللَّهُ لَا أَعْلَمُهُ فَقَالَ مُوسَى: ﴿سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا﴾ فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ: ﴿فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾ فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ سَفِينَةٌ فَكَلَّمُوهُمْ أَنْ يَحْمِلُوهُمْ فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوهُمْ بِغَيْرِ نَوْلٍ ﴿فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ﴾ لَمْ يَفْجَأْ إِلَّا وَالْخَضِرُ قَدْ قَلَعَ لَوْحًا مِنْ أَلْوَاحِ السَّفِينَةِ بِالْقَدُومِ فَقَالَ لَهُ مُوسَى: قَوْمٌ قَدْ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا ﴿لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ قَالَ

انہیں حکم دیا تھا۔ اب ان کے خادم نے کہا آپ نے نہیں دیکھا جب ہم چٹان کے پاس تھے تو میں مچھلی کے متعلق بتانا بھول گیا تھا اور صرف شیطانوں نے یاد رہنے نہیں دیا۔ اس نے تو عجیب طریقہ سے اپنا راستہ بنالیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مچھلی نے تو دریا میں اپنا رستہ لیا اور موسیٰ اور ان کے خادم کو (مچھلی کا جو نشان پانی میں اب تک موجود تھا) دیکھ کر تعجب ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہی جگہ تھی جس کی تلاش میں ہم تھے، چنانچہ دونوں حضرات پیچھے اسی راستہ سے لوٹے۔ بیان کیا کہ دونوں حضرات پیچھے اپنے نقش قدم پر چلتے چلتے آخر اس چٹان تک پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ ایک صاحب (خضر علیہ السلام) کپڑے میں لپیٹے ہوئے وہاں بیٹھے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سلام کیا۔ خضر علیہ السلام نے کہا، (تم کون ہو) تمہارے ملک میں "سلام" کہاں سے آ گیا۔ موسیٰ نے فرمایا کہ میں موسیٰ ہوں۔ پوچھا بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ فرمایا کہ جی ہاں۔ آپ کے پاس اس غرض سے حاضر ہوا ہوں تا کہ جو ہدایت کا علم آپ کو حاصل ہے وہ مجھے بھی سکھا دیں۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا: موسیٰ! آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص علم ملا ہے جسے آپ نہیں جانتے، اسی طرح آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو علم ملا ہے وہ میں نہیں جانتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ان شاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے اور کسی معاملے میں آپ کے خلاف نہیں کروں گا۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا: اچھا اگر آپ میرے ساتھ چلیں تو کسی چیز کے متعلق سوال نہ کریں یہاں تک کہ میں خود آپ کو اس کے متعلق بتا دوں گا۔ اب یہ دونوں سمندر کے کنارے کنارے روانہ ہوئے اتنے میں ایک کشتی گزری، انہوں نے کشتی والوں سے بات کی کہ انہیں بھی اس پر سوار کر لیں۔ کشتی والوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور کسی کرایہ کے بغیر انہیں سوار کر لیا۔ جب یہ دونوں کشتی پر بیٹھ گئے تو خضر نے کلہاڑے سے کشتی کا ایک تختہ نکال ڈالا۔ اس پر موسیٰ نے دیکھا تو خضر سے کہا کہ ان لوگوں نے ہمیں بغیر کسی کرایہ کے اپنی کشتی میں سوار کر لیا تھا اور آپ نے انہیں کی کشتی کو چیر ڈالا تا کہ سارے مسافر ڈوب جائیں۔ بلاشبہ آپ نے یہ بڑا ناگوار کام

لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا﴾)) قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَكَانَتِ الْأُولَى مِنْ مُوسَى نِسْيَانًا قَالَ: وَجَاءَ عُصْفُورٌ فَوَقَعَ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ فَنَقَرَ فِي الْبَحْرِ نَقْرَةً فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ: مَا عِلْمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا مِثْلُ مَا نَقَصَ هَذَا الْعُصْفُورُ مِنْ هَذَا الْبَحْرِ ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِينَةِ فَبَيْنَمَا هُمَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ إِذْ بُصِرَ الْخَضِرُ غُلَامًا يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ رَأْسَهُ بِيَدِهِ فَاقْتَلَعَهُ بِيَدِهِ فَقَتَلَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى ﴿أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ قَالَ: وَهَذِهِ أَشَدُّ مِنَ الْأُولَى ﴿قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ﴾ قَالَ: مَائِلٌ فَقَامَ الْخَضِرُ فَأَقَامَهُ بِيَدِهِ فَقَالَ مُوسَى: قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُطْعِمُونَا وَلَمْ يُضَيِّفُونَا ﴿لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾)) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَدِدْنَا أَنَّ مُوسَى كَانَ صَبَرَ حَتَّى يَقُصَّ اللَّهُ عَلَيْنَا مِنْ خَبَرِهِمَا)). قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ: ﴿وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ

کیا ہے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا: کیا میں نے آپ سے پہلے ہی نہ کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ موسیٰ نے فرمایا: جو بات میں بھول گیا تھا اس پر آپ مجھے معاف کر دیں اور میرے معاملہ میں تنگی نہ کریں۔ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ پہلی مرتبہ موسیٰ علیہ السلام نے بھول کر انہیں ٹوکا تھا۔ راوی نے بیان کیا کہ اتنے میں ایک چڑیا آئی اور اس نے کشتی کے کنارے بیٹھ کر سمندر میں ایک مرتبہ اپنی چونچ ماری تو خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میرے اور آپ کے علم کی حیثیت اللہ کے علم مقابلے میں اس سے زیادہ نہیں ہے جتنا اس نے اس سمندر کے پانی سے کم کیا ہے۔ پھر یہ دونوں کشتی سے اتر گئے، ابھی وہ سمندر کے کنارے چل ہی رہے تھے کہ خضر نے ایک بچہ کو دیکھا جو دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ اس نے اس بچے کا سر اپنے ہاتھ میں دبایا اور اُسے (گردن سے) اکھاڑ دیا اور اس کی جان لے لی۔ موسیٰ علیہ السلام اس پر بولے: آپ نے ایک بے گناہ کی جان بغیر کسی جان کے بدلے کے لے لی۔ یہ آپ نے بڑا ناپسندیدہ کام کیا۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تو پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ سفیان بن عیینہ (راوی حدیث) نے کہا اور یہ کام تو پہلے سے بھی زیادہ سخت تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے آخر اس مرتبہ بھی معذرت کی کہ اگر میں نے اس کے بعد پھر آپ سے کوئی سوال کیا تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھیے گا۔ آپ میرا بار بار عذر سن چکے ہیں (اس کے بعد میرے لئے بھی عذر کا کوئی موقع نہ رہے گا) پھر دونوں روانہ ہوئے، یہاں تک کہ ایک بستی میں پہنچے اور بستی والوں سے کہا کہ ہمیں اپنا مہمان بنالو، لیکن انہوں نے میزبانی سے انکار کیا، پھر انہیں بستی میں ایک دیوار دکھائی دی جو بس گرنے ہی والی تھی۔ بیان کیا کہ دیوار جھک رہی تھی۔ خضر علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور دیوار اپنے ہاتھ سے سیدھی کر دی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان لوگوں کے یہاں ہم آئے اور ان سے کھانے کے لئے کہا، لیکن انہوں نے ہماری میزبانی سے انکار کیا، اگر آپ چاہتے تو دیوار کے اس سیدھا کرنے کے کام پر اجرت لے سکتے تھے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ بس اب میرے اور آپ کے

يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا﴾ وَكَانَ يَقْرَأُ: ﴿وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ﴾. [راجع: ٧٤]

درمیان جدائی ہے۔" اللہ تعالیٰ کے ارشاد "ذٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا" تک۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہم تو چاہتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام نے صبر کیا ہوتا تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے اور واقعات ہم سے بیان کرتا۔" سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تلاوت کرتے تھے (جس میں خضر علیہ السلام نے اپنے کاموں کی وجہ بیان کی ہے کہ) "کشتی والوں کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر اچھی کشتی کو چھین لیا کرتا تھا۔" اور اس کی بھی آپ تلاوت کرتے تھے کہ "اور وہ غلام (جس کی گردن خضر علیہ السلام نے توڑ دی تھی) تو وہ (اللہ کے علم میں) کافر تھا اور اس کے والدین مومن تھے۔"

تشریح: اس طویل حدیث میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام سے متعلق بہت سی باتیں کی گئی ہیں جن کی تفصیل کے لئے کتب تفاسیر کا مطالعہ ضروری ہے۔ نوف بکالی جس کا ذکر شروع میں ہے وہ مسلمان تھا مگر حدیث کے خلاف کہنے پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے اللہ کا دشمن قرار دیا۔ بعض نے کہا کہ تغلیظاً کہا اور حقیقی معنی مراد نہیں ہے۔ غرض حدیث کے خلاف چلنے والوں کو اللہ کا دشمن کہہ سکتے ہیں۔ علم کی قدر یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کے علم کا ذکر سنتے ہی شوق ملاقات کا اظہار فرمایا اور ان سے ملنے کی آرزو ظاہر کی اور ہر طرح کی تکلیف سفر وغیرہ گوارا کی۔ علم ایسی ہی چیز ہے جس کے لئے آدمی مشرق سے مغرب تک سفر کرے تو بھی بہت نہیں ہے۔ علم ہی سے دنیا کی تمام قومیں دوسری قوموں کی جو بے علم تھیں سرتاج بن گئیں۔ افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ میں جیسی بے قدری علم اور عالموں کی مسلمانوں میں ہے ویسی کسی قوم میں نہیں ہے۔ علم حاصل کرنے کے لئے سفر کرنا تو کجا اگر ان میں کوئی عالم کسی ملک سے آجاتا ہے تو یہ الٹے اس کے دشمن ہو جاتے ہیں اس کے نکالنے اور معزول کرانے کی فکر میں رہتے ہیں الا ماشاءاللہ۔ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو کچھ کہا اس کا مطلب یہ تھا کہ تمہارا طریق اور ہے میرا طریق اور ہے اور میں اللہ کی طرف سے خاص باتوں پر مامور ہوں۔ تم ہدایت عام کے لئے بھیجے گئے ہو میں کہاں تم کو سمجھاتا رہوں گا۔ بعض کم فہم صوفیوں نے اس حدیث کی شرح میں یوں کہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صرف شریعت کا علم تھا اور حضرت خضر علیہ السلام کو حقیقت کا اور ہمارے رسول ﷺ کو دونوں علم ملے تھے۔ یہ تقریر صحیح نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام انبیائے اولوالعزم میں سے تھے اور ان کو تو حقیقت کا علم نہ ہو اور ادنیٰ ادنیٰ نام نہاد اولیائے اللہ کو ہو جائے یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس طرح حضرت خضر علیہ السلام کو شریعت کا علم بالکل نہ ہو تو حقیقت کا علم کیونکر ہوگا۔ حقیقت بغیر شریعت کے زندقہ اور الحاد ہے۔ شریعت محمدی میں کوئی بھی امر ایسا نہیں ہے جو ظاہری خوبیوں کے ساتھ اپنے اندر بہت سی باطنی خوبیاں بھی نہ رکھتا ہو۔ اس طرح شریعت اسلامی ظاہر و باطن کا بہترین مجموعہ ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: | باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا﴾ مَذْهَبًا يَسْرُبُ يَسْلُكُ وَمِنْهُ ﴿وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ﴾

"اور جب وہ دونوں دو دریاؤں کے ملاپ کی جگہ پر پہنچے تو دونوں اپنی مچھلی بھول گئے، مچھلی نے دریا میں اپنا راستہ بنالیا۔" "سَرَبًا" راستہ سَرَبَ (بفتحتین) یعنی مذہب طریق، اسی سے ہے "سَارِبٌ بِالنَّهَارِ" (دن میں راستہ چلنے والا)۔

٤٧٢٦ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ: أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيْدُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ وَغَيْرُهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ: إِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ بَيْتِهِ إِذْ قَالَ: سَلُوْنِيْ قُلْتُ: أَيْ أَبَا عَبَّاسٍ! جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَائَكَ بِالْكُوْفَةِ رَجُلٌ قَاصٌّ يُقَالُ لَهُ: نَوْفٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ لَيْسَ بِمُوْسَى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَمَّا عَمْرٌو فَقَالَ لِيْ: قَالَ: قَدْ كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ وَأَمَّا يَعْلَى فَقَالَ لِيْ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنِيْ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((مُوْسَى رَسُوْلُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: ذَكَّرَ النَّاسَ يَوْمًا حَتَّى إِذَا فَاضَتِ الْعُيُوْنُ وَرَقَّتِ الْقُلُوْبُ وَلَّى فَأَدْرَكَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَيْ رَسُوْلَ اللَّهِ! هَلْ فِي الْأَرْضِ أَحَدٌ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ: لَا فَعَتَبَ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَى اللَّهِ قِيْلَ: بَلَى قَالَ: أَيْ رَبِّ وَأَيْنَ؟ قَالَ: بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ قَالَ: أَيْ رَبِّ! اجْعَلْ لِيْ عَلَمًا أَعْلَمُ ذَلِكَ مِنْهُ)) فَقَالَ لِيْ عَمْرٌو قَالَ: ((حَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحُوْتُ)) وَقَالَ لِيْ يَعْلَى قَالَ: ((خُذْ نُوْنًا مَيِّتًا حَيْثُ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَأَخَذَ حُوْتًا فَجَعَلَهُ فِيْ مِكْتَلٍ فَقَالَ لِفَتَاهُ لَا أُكَلِّفُكَ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنِيْ بِحَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحُوْتُ قَالَ: مَا كَلَّفْتَ كَثِيْرًا فَذَلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿وَإِذْ قَالَ مُوْسَى لِفَتَاهُ﴾ يُوْشَعَ ابْنِ نُوْنٍ ـ لَيْسَتْ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ: ـ فَبَيْنَمَا هُوَ

(۴۷۲۶) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے یعلیٰ بن مسلم اور عمرو بن دینار نے خبر دی سعید بن جبیر سے، دونوں میں سے ایک اپنے ساتھی اور دیگر راوی کے مقابلہ میں بعض الفاظ زیادہ کہتا ہے اور ان کے علاوہ ایک اور صاحب نے بھی سعید بن جبیر سے سن کر بیان کیا کہ انہوں نے کہا ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں ان کے گھر حاضر تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ دین کی باتیں مجھ سے کچھ پوچھو۔ میں نے عرض کیا اے ابو عباس! اللہ آپ پر مجھے قربان کرے کوفہ میں ایک واعظ شخص نوف نامی ہے اور وہ کہتا ہے کہ موسیٰ خضر سے ملنے والے وہ نہیں تھے جو بنی اسرائیل کے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام ہوئے ہیں (ابن جریج نے بیان کیا کہ) عمرو بن دینار نے تو روایت اس طرح بیان کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا دشمن خدا جھوٹی بات کہتا ہے اور یعلیٰ بن مسلم نے اپنی روایت میں اس طرح مجھ سے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھ سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موسیٰ اللہ کے رسول تھے ایک دن آپ نے لوگوں (بنی اسرائیل) کو ایسا وعظ فرمایا کہ لوگوں کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور دل پسیج گئے تو آپ واپس جانے کے لئے مڑے۔ اس وقت ایک شخص نے ان سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا دنیا میں آپ سے بڑا کوئی عالم ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، اس پر اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر عتاب نازل کیا، کیونکہ انہوں نے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی تھی۔ (ان کو یوں کہنا چاہیے تھا کہ اللہ ہی جانتا ہے) ان سے کہا گیا کہ ہاں تم سے بھی بڑا عالم ہے۔ موسیٰ نے عرض کیا: اے پروردگار! وہ کہاں۔ اللہ نے فرمایا: جہاں (فارس اور روم کے) دو دریا ملے ہیں۔ موسیٰ نے عرض کیا: اے رب! میرے لئے ان کی نشانی ایسی بتلا دے کہ میں ان تک پہنچ جاؤں۔'' اب عمرو بن دینار نے مجھ سے اپنی روایت کو اس طرح بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جہاں تم سے مچھلی تمہاری زنبیل سے چل دے (وہیں وہ ملیں گے)''۔ اور یعلیٰ نے حدیث اس طرح بیان کی کہ ''ایک مردہ مچھلی ساتھ لے لو، جہاں اس مچھلی میں جان پڑ جائے (وہیں ملیں گے) موسیٰ علیہ السلام نے مچھلی ساتھ

فِي ظِلِّ صَخْرَةٍ فِي مَكَانٍ ثَرْيَانَ إِذْ تَضَرَّبَ الْحُوتُ وَمُوسَى نَائِمٌ فَقَالَ فَتَاهُ: لَا أُوقِظُهُ حَتَّى إِذَا اسْتَيْقَظَ نَسِيَ أَنْ يُخْبِرَهُ وَتَضَرَّبَ الْحُوتُ حَتَّى دَخَلَ الْبَحْرَ فَأَمْسَكَ اللَّهُ عَنْهُ جِرْيَةَ الْبَحْرِ حَتَّى كَأَنَّ أَثَرَهُ فِي حَجَرٍ. قَالَ لِي عَمْرٌو هَكَذَا كَأَنَّ أَثَرَهُ فِي حَجَرٍ وَحَلَّقَ بَيْنَ إِبْهَامَيْهِ وَاللَّتَيْنِ تَلِيَانِهِمَا. ﴿لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا﴾ قَالَ: قَدْ قَطَعَ اللَّهُ عَنْكَ النَّصَبَ. لَيْسَتْ هَذِهِ عَنْ سَعِيدٍ أَخْبَرَهُ. فَرَجَعَا فَوَجَدَا خَضِرًا. قَالَ لِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ: عَلَى طِنْفِسَةٍ خَضْرَاءَ عَلَى كَبِدِ الْبَحْرِ. قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: مُسَجًّى بِثَوْبِهِ قَدْ جَعَلَ طَرَفَهُ تَحْتَ رِجْلَيْهِ وَطَرَفَهُ تَحْتَ رَأْسِهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ وَقَالَ: هَلْ بِأَرْضِي مِنْ سَلَامٍ مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا مُوسَى قَالَ: مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَمَا شَأْنُكَ قَالَ: جِئْتُ لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا قَالَ: أَمَا يَكْفِيكَ أَنَّ التَّوْرَاةَ بِيَدَيْكَ وَأَنَّ الْوَحْيَ يَأْتِيكَ يَا مُوسَى إِنَّ لِي عِلْمًا لَا يَنْبَغِي لَكَ أَنْ تَعْلَمَهُ وَإِنَّ لَكَ عِلْمًا لَا يَنْبَغِي لِي أَنْ أَعْلَمَهُ فَأَخَذَ طَائِرٌ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ وَقَالَ: وَاللَّهِ! مَا عِلْمِي وَعِلْمُكَ فِي جَنْبِ عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا كَمَا أَخَذَ هَذَا الطَّائِرُ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ حَتَّى إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ وَجَدَا مَعَابِرَ صِغَارًا تَحْمِلُ أَهْلَ هَذَا السَّاحِلِ إِلَى أَهْلِ هَذَا السَّاحِلِ الْآخَرِ عَرَفُوهُ فَقَالُوا: عَبْدُ اللَّهِ الصَّالِحُ قَالَ:۔ قُلْنَا لِسَعِيدٍ:

لے لی اور اسے ایک زنبیل میں رکھ لیا۔ آپ نے اپنے ساتھ یوشع سے فرمایا کہ میں بس تمہیں اتنی تکلیف دیتا ہوں کہ جب یہ مچھلی زنبیل سے نکل کر چل دے مجھے بتانا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہ کون سی بڑی تکلیف ہے، اسی کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وَاِذْ قَالَ مُوسیٰ لِفَتَاہ" میں وہ فتی (رفیق سفر) یوشع بن نون تھے۔" سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ (راوی حدیث) نے اپنی روایت میں یوشع کا نام نہیں لیا۔ بیان کیا کہ "پھر موسیٰ علیہ السلام ایک چٹان کے سایہ میں ٹھہر گئے جہاں نمی اور ٹھنڈ تھی۔ اس وقت مچھلی تڑپی اور دریا میں کود گئی۔ موسیٰ علیہ السلام سو رہے تھے اس لئے یوشع نے سوچا کہ آپ کو جگانا نہ چاہیے۔ لیکن جب موسیٰ بیدار ہوئے تو وہ مچھلی کا حال کہنا بھول گئے۔ اسی عرصہ میں مچھلی تڑپ کر پانی میں چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کی جگہ پانی کے بہاؤ کو روک دیا اور مچھلی کا نشان پتھر پر جس پر سے گئی تھی بن گیا۔" عمرو بن دینار نے مجھ (ابن جریج) سے بیان کیا کہ اس کا نشان پتھر پہ بن گیا اور دونوں انگوٹھوں اور کلمہ کی انگوں کو ملا کر ایک حلقہ کی طرح اس کو بتایا۔ "بیدار ہونے کے بعد حضرت موسیٰ باقی دن اور باقی رات چلتے رہے۔ آخر کہنے لگے: ہمیں اب اس سفر میں تھکن ہو رہی ہے۔ ان کے خادم نے عرض کیا۔ اللہ نے آپ کی تھکن کو دور کر دیا ہے (اور مچھلی زندہ ہو گئی ہے)" ابن جریج نے بیان کیا کہ یہ ٹکڑا سعید بن جبیر کی روایت میں نہیں ہے۔ "پھر موسیٰ اور یوشع دونوں واپس لوٹے اور خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی" (ابن جریج نے کہا) مجھ سے عثمان بن ابی سلیمان نے بیان کیا کہ "خضر علیہ السلام دریا کے بیچ میں ایک چھوٹے سے سبز زین پوش پر تشریف رکھتے تھے۔" اور سعید بن جبیر نے یوں بیان کیا کہ "وہ اپنے کپڑے سے تمام جسم لپیٹے ہوئے تھے۔ کپڑے کا ایک کنارہ ان کے پاؤں کے نیچے تھا اور دوسرا سر کے تلے تھا۔ موسیٰ نے پہنچ کر سلام کیا تو خضر نے اپنا چہرہ کھولا اور کہا: میری اس زمین میں سلام کا رواج کہاں سے آ گیا۔ آپ کون ہیں؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں موسیٰ ہوں۔ پوچھا: بنی اسرائیل کا موسیٰ؟ فرمایا کہ ہاں! پوچھا: آپ کیوں آئے ہیں؟ فرمایا کہ میرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ جو ہدایت کا علم آپ کو اللہ نے دیا ہے وہ مجھے بھی سکھا دیں۔ اس پر خضر نے فرمایا: موسیٰ کیا

خَضِرٌ قَالَ نَعَمْ لَا نَحْمِلُهُ بِأَجْرٍ فَخَرَقَهَا وَوَتَدَ فِيهَا وَتِدًا قَالَ مُوسَى: ﴿أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا﴾ قَالَ: مُجَاهِدٌ: مُنْكَرًا. قَالَ: ﴿أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ كَانَتِ الْأُولَى نِسْيَانًا وَالْوُسْطَى شَرْطًا وَالثَّالِثَةُ عَمْدًا ﴿قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا﴾ لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ. قَالَ يَعْلَى: قَالَ سَعِيدٌ: وَجَدَ غِلْمَانًا يَلْعَبُونَ فَأَخَذَ غُلَامًا كَافِرًا ظَرِيفًا فَأَضْجَعَهُ ثُمَّ ذَبَحَهُ بِالسِّكِّينِ قَالَ: ﴿أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ﴾ لَمْ تَعْمَلْ بِالْحِنْثِ. وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَرَأَهَا زَكِيَّةً ﴿زَاكِيَةً﴾ مُسْلِمَةً كَقَوْلِكَ غُلَامًا زَكِيًّا. فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ قَالَ سَعِيدٌ بِيَدِهِ هَكَذَا وَرَفَعَ يَدَهُ فَاسْتَقَامَ قَالَ يَعْلَى حَسِبْتُ أَنَّ سَعِيدًا قَالَ: فَمَسَحَهُ بِيَدَيْهِ فَاسْتَقَامَ ﴿لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا﴾ قَالَ سَعِيدٌ: أَجْرًا نَأْكُلُهُ ﴿وَكَانَ وَرَاءَهُمْ﴾ وَكَانَ أَمَامَهُمْ قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَزْعُمُونَ عَنْ غَيْرِ سَعِيدٍ أَنَّهُ هُدَدُ بْنُ بُدَدَ الْغُلَامُ الْمَقْتُولُ اسْمُهُ يَزْعُمُونَ جَيْسُورُ ﴿مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا﴾ فَأَرَدْتُ إِذَا هِيَ مَرَّتْ بِهِ أَنْ يَدَعَهَا لِعَيْبِهَا فَإِذَا جَاوَزُوا أَصْلَحُوهَا فَانْتَفَعُوا بِهَا وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ سَدُّوهَا بِقَارُورَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ بِالْقَارِ ﴿كَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ﴾ وَكَانَ كَافِرًا ﴿فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا﴾ أَنْ

آپ کے لئے یہ کافی نہیں ہے اس کا پورا سیکھنا آپ کے لئے مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح آپ کو جو علم حاصل ہے اس کا پورا سیکھنا میرے لئے مناسب نہیں۔ اس عرصہ میں ایک چڑیا نے اپنی چونچ سے دریا کا پانی لیا تو خضر نے فرمایا: اللہ کی قسم! میرا اور آپ کا علم اللہ کے علم کے مقابلے میں اس سے زیادہ نہیں ہے۔ جتنا اس چڑیا نے دریا کا پانی اپنی چونچ میں لیا ہے۔ کشتی پر چڑھنے کے وقت انہوں نے چھوٹی چھوٹی کشتیاں دیکھیں جو ایک کنارے والوں کو دوسرے کنارے پر لے جا کر چھوڑ آتی تھیں۔ کشتی والوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور کہا کہ یہ اللہ کے صالح بندے ہیں ہم ان سے کرایہ نہیں لیں گے۔ لیکن خضر علیہ السلام نے کشتی میں شگاف کر دیئے اور اس میں (تختوں کی جگہ) کیلیں گاڑ دیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ نے اس لئے اسے پھاڑ ڈالا کہ اس کے مسافروں کو ڈبو دیں۔ بلاشبہ آپ نے ایک بڑا ناگوار کام کیا ہے۔'' مجاہد نے آیت میں "امرا" کا ترجمہ "منکرا" کیا ہے۔ ''خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے پہلے ہی نہ کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ موسیٰ علیہ السلام کا پہلا سوال تو بھولنے کی وجہ سے تھا لیکن دوسرا بطور شرط تھا اور تیسرا قصداً انہوں نے کیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس پہلے سوال پر کہا کہ جو میں بھول گیا اس پر مجھ سے مؤاخذہ نہ کیجئے اور میرے معاملہ میں تنگی نہ کیجئے۔ پھر انہیں ایک بچہ ملا تو خضر علیہ السلام نے اسے قتل کر دیا۔'' یعلی نے بیان کیا کہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''خضر علیہ السلام کو چند بچے ملے جو کھیل رہے تھے آپ نے ان میں سے ایک بچے کو پکڑا جو کافر اور چالاک تھا اور اسے لٹا کر چھری سے ذبح کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، آپ نے بلا کسی خون کے ایک بے گناہ جان کو جس نے کہ برا کام نہیں کیا تھا، قتل کر ڈالا۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما آیت میں "زكية" کی جگہ "زاكية" پڑھا کرتے تھے۔ بمعنی مسلمة، جیسے "غلاما زكيا" میں ہے۔ ''پھر وہ دونوں بزرگ آگے بڑھے تو ایک دیوار پر نظر پڑی جو بس گرنے ہی والی تھی۔ خضر علیہ السلام نے اسے ٹھیک کر دیا۔'' سعید بن جبیر نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ اس طرح۔ یعلی بن مسلم نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ ''خضر علیہ السلام نے دیوار پر ہاتھ پھیر کر اسے

يَحْمِلُهُمَا حُبُّهُ عَلَى أَنْ يُتَابِعَاهُ عَلَى دِيْنِهِ ﴿فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً﴾ ﴿وَأَقْرَبَ رُحْمًا﴾ هُمَا بِهِ أَرْحَمُ مِنْهُمَا بِالْأَوَّلِ الَّذِي قَتَلَ خَضِرٌ)). وَزَعَمَ غَيْرُ سَعِيْدٍ أَنَّهُمَا أُبْدِلَا جَارِيَةً وَأَمَّا دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَاصِمٍ فَقَالَ: عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ إِنَّهَا جَارِيَةٌ. [راجع: ٧٤، ١٢٢]

ٹھیک کردیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر آپ چاہتے تو اس پر اجرت لے سکتے تھے۔'' سعید بن جبیر نے اس کی تشریح کی کہ اجرت جسے ہم کھا سکتے۔ آیت "وَكَانَ وَرَاءَ هُمْ" کی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قرأت "وَكَانَ أَمَامَهُم مَلِكٌ" کی یعنی کشتی جہاں جارہی تھی اس ملک میں ایک بادشاہ تھا، سعید کے سوا دوسرے راوی سے اس بادشاہ کا نام ھُدَد بن بُدَد نقل کرتے ہیں اور جس بچے کو خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا اس کا نام لوگ جیسور بیان کرتے ہیں۔ ''وہ بادشاہ ہر (نئی) کشتی کو زبردستی چھین لیا کرتا تھا۔ اس لئے میں نے چاہا کہ جب یہ کشتی اس کے سامنے سے گزرے تو اس کے اس عیب کی وجہ سے اسے نہ چھینے۔ جب کشتی والے اس بادشاہ کی سلطنت سے گزر جائیں گے تو وہ خود اسے ٹھیک کرلیں گے اور اسے کام میں لاتے رہیں گے۔'' بعض لوگوں کا تو یہ خیال ہے کہ انہوں نے کشتی کو پھر سیسہ لگا کر جوڑا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ تارکول سے جوڑا تھا (اور جس بچہ کو قتل کردیا تھا) ''تو اس کے والدین مؤمن تھے اور وہ بچہ (اللہ کی تقدیر میں) کافر تھا۔ اس لئے ہمیں ڈر تھا کہ کہیں (بڑا ہو کر) وہ انہیں بھی کفر میں مبتلا نہ کردے کہ اپنے لڑکے سے انتہائی محبت انہیں اس کے دین کی اتباع پر مجبور کردے۔ اس لئے ہم نے چاہا کہ اللہ اس کے بدلے میں انہیں کوئی نیک اور اس سے بہتر اولاد دے۔ "وَأَقْرَبَ رُحْمًا" یعنی اس کے والدین اس بچہ پر جو اب اللہ تعالیٰ انہیں دے گا پہلے سے زیادہ مہربان ہوں جسے خضر علیہ السلام نے قتل کردیا ہے۔'' سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان والدین کو اس کے بچے کے بدلے میں ایک لڑکی دی گئی تھی۔ داؤد بن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ کئی راویوں سے نقل کرتے ہیں کہ وہ لڑکی ہی تھی۔

تشریح: اس طویل حدیث موسیٰ وخضر علیہما السلام کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں صرف اس لئے لائے ہیں کہ اس میں دو دریاؤں کے سنگم پر حضرت موسیٰ وحضرت خضر علیہما السلام کے ملنے کا ذکر ہے۔ جیسا کہ آیت مذکورہ میں بیان ہوا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيْتُ الْحُوْتَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ

''پس جب وہ دونوں اس جگہ سے آگے بڑھ گئے تو موسیٰ نے اپنے ساتھی سے فرمایا کہ ہمارا کھانا لاؤ سفر سے ہمیں اب تو تھکن ہونے لگی ہے۔'' لفظ "عَجَبًا" تک۔ لفظ "صُنْعًا" عمل کے معنی میں ہے۔ "حِوَلًا" بمعنی پھر

﴿عَجَبًا﴾ ﴿صُنْعًا﴾ عَمَلًا ﴿حِوَلًا﴾ تَحَوُّلًا ﴿قَالَ ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾ ﴿إِمْرًا﴾ وَ ﴿نُكْرًا﴾ دَاهِيَةً ﴿يَنْقَضَّ﴾ يَنْقَاضُ كَمَا تَنْقَاضُ السِّنُّ لَتَخِذْتَ وَاتَّخَذْتَ وَاحِدٌ ﴿رُحْمًا﴾ مِنَ الرُّحْمِ وَهِيَ أَشَدُّ مُبَالَغَةً مِنَ الرَّحْمَةِ وَنَظُنُّ أَنَّهُ مِنَ الرَّحِيمِ وَتُدْعَى مَكَّةُ أُمَّ الرُّحْمِ أَيْ: الرَّحْمَةُ تَنْزِلُ بِهَا.

جانا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''یہی تو وہ چیز تھی جو ہم چاہتے تھے۔ چنانچہ وہ دونوں الٹے پاؤں واپس لوٹے'' ''إِمْرًا'' کا معنی عجیب بات، ''نُكْرًا'' کا بھی یہی معنی ہے ''يَنْقَضُّ'' اور يَنْقَاضُ دونوں کا ایک ہی معنی ہے جیسے کہتے ہیں تَنْقَاضُ السِّنُّ یعنی دانت گر رہا ہے لَتَخِذْتَ اور وَاتَّخَذْتَ (دونوں قرائتیں ہیں) دونوں کے معنی ایک ہیں۔ ''رُحْمًا'' رحم سے نکلا ہے جس کے معنی بہت رحمت تو یہ مبالغہ ہے رحمت کا اور ہم سمجھتے ہیں (یا لوگ سمجھتے ہیں) کہ یہ رحیم سے نکلا ہے۔ اس لئے مکہ کو اُمّ الرُّحم کہتے ہیں کیونکہ وہاں پروردگار کی رحمت اترتی ہے۔

٤٧٢٧ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّ نَوْفَ الْبَكَالِيَّ يَزْعُمُ: أَنَّ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ لَيْسَ بِمُوسَى الْخَضِرِ فَقَالَ: كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((قَامَ مُوسَى خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقِيلَ لَهُ: أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ قَالَ: أَنَا فَعَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ وَأَوْحَى إِلَيْهِ بَلَى عَبْدٌ مِنْ عِبَادِي بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ: أَيْ رَبِّ كَيْفَ السَّبِيلُ إِلَيْهِ قَالَ: تَأْخُذُ حُوتًا فِي مِكْتَلٍ فَحَيْثُ مَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَاتَّبِعْهُ قَالَ: فَخَرَجَ مُوسَى وَمَعَهُ فَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ وَمَعَهُمَا الْحُوتُ حَتَّى انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَنَزَلَا عِنْدَهَا قَالَ: فَوَضَعَ مُوسَى رَأْسَهُ فَنَامَ. قَالَ سُفْيَانُ: وَفِي حَدِيثِ غَيْرِ عَمْرٍو قَالَ:. وَفِي أَصْلِ الصَّخْرَةِ عَيْنٌ يُقَالُ لَهَا: الْحَيَاةُ لَا يُصِيبُ مِنْ مَائِهَا

(٤٧٢٧) مجھ سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا: نوف بکالی کہتے ہیں کہ موسیٰ جو اللہ کے نبی تھے وہ نہیں ہیں جنہوں نے خضر علیہ السلام سے ملاقات کی تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: دشمن خدا نے غلط بات کہی ہے۔ ہم سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو وعظ کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا کہ سب سے بڑا عالم کون شخص ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر غصہ کیا، کیونکہ انہوں نے عالم کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی تھی اور ان کے پاس وحی بھیجی کہ ہاں، میرے بندوں میں سے ایک بندہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر ہے اور وہ تم سے بڑا عالم ہے۔ موسیٰ نے عرض کیا: اے پروردگار! ان تک پہنچنے کا طریقہ کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک مچھلی زنبیل میں ساتھ لے لو۔ پھر جہاں وہ مچھلی گم ہو جائے وہیں انہیں تلاش کرو۔ بیان کیا کہ موسیٰ علیہ السلام نکل پڑے اور آپ کے ساتھ آپ کے رفیق سفر یوشع بن نون بھی تھے۔ مچھلی ساتھ تھی۔ جب چٹان تک پہنچے تو وہاں ٹھہر گئے۔ موسیٰ علیہ السلام اپنا سر رکھ کر وہیں سو گئے۔'' عمرو کی روایت کے سوا دوسری روایت کے حوالہ سے سفیان نے بیان کیا کہ ''اس چٹان کی جڑ میں ایک چشمہ تھا، جسے ''حیات'' کہا جاتا تھا۔ جس چیز پر بھی اس کا پانی پڑ جاتا وہ

شَيْءٌ إِلَّا حَيِيَ فَأَصَابَ الْحُوتَ مِنْ مَاءِ تِلْكَ الْعَيْنِ قَالَ فَتَحَرَّكَ وَانْسَلَّ مِنَ الْمِكْتَلِ فَدَخَلَ الْبَحْرَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ مُوسَى قَالَ: ﴿لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَائَنَا﴾ الْآيَةَ قَالَ: وَلَمْ يَجِدِ النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَ مَا أُمِرَ بِهِ قَالَ لَهُ فَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ: ﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ﴾ الْآيَةَ قَالَ: فَرَجَعَا يَقُصَّانِ فِي آثَارِهِمَا فَوَجَدَا فِي الْبَحْرِ كَالطَّاقِ مَمَرَّ الْحُوتِ فَكَانَ لِلْفَتَى عَجَبًا وَلِلْحُوتِ سَرَبًا قَالَ: فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ إِذْ هُمَا بِرَجُلٍ مُسَجًّى بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى قَالَ: وَأَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ فَقَالَ: أَنَا مُوسَى قَالَ: مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ﴿هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾ قَالَ لَهُ الْخَضِرُ: يَا مُوسَى! إِنَّكَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَكَهُ اللَّهُ لَا أَعْلَمُهُ وَأَنَا عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَنِيهِ اللَّهُ لَا تَعْلَمُهُ قَالَ: بَلْ أَتَّبِعُكَ قَالَ: ﴿فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾ فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ فَعُرِفَ الْخَضِرُ فَحَمَلُوهُمْ فِي سَفِينَتِهِمْ بِغَيْرِ نَوْلٍ يَقُولُ بِغَيْرِ أَجْرٍ فَرَكِبَا السَّفِينَةَ قَالَ: وَوَقَعَ عُصْفُورٌ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ فَغَمَسَ مِنْقَارَهُ الْبَحْرَ فَقَالَ الْخَضِرُ لِمُوسَى: مَا عِلْمُكَ وَعِلْمِي وَعِلْمُ الْخَلَائِقِ فِي عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا مِقْدَارُ مَا غَمَسَ

زندہ ہو جاتی تھی۔ اس مچھلی پر بھی اس کا پانی پڑا تو اس کے اندر حرکت پیدا ہوگئی اور وہ اپنی زنبیل سے نکل کر دریا میں چلی گئی۔ موسیٰ علیہ السلام جب بیدار ہوئے تو انہوں نے اپنے ساتھی سے فرمایا کہ ہمارا ناشتہ لاؤ...... بیان کیا کہ سفر میں موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت تک کوئی تھکن نہیں ہوئی جب تک وہ مقررہ جگہ سے آگے نہیں بڑھ گئے۔ رفیق سفر یوشع بن نون نے اس پر کہا: آپ نے دیکھا جب ہم چٹان کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے تو میں مچھلی کے متعلق کہنا بھول گیا۔ بیان کیا کہ پھر وہ دونوں الٹے پاؤں واپس لوٹے۔ دیکھا کہ جہاں مچھلی پانی میں گری تھی وہاں اس کے گزرنے کی جگہ طاق کی سی صورت بنی ہوئی ہے۔ مچھلی تو پانی میں چلی گئی تھی لیکن یوشع بن نون کو اس طرح پانی کے رک جانے پر تعجب تھا۔ جب چٹان پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک بزرگ کپڑے میں لپٹے ہوئے وہاں موجود ہیں۔ موسیٰ نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تمہاری زمین میں سلام کہاں سے آ گیا؟ آپ نے فرمایا کہ میں موسیٰ ہوں۔ پوچھا بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ فرمایا کہ جی ہاں! موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا: کیا آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں تاکہ جو ہدایت کا علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے وہ آپ مجھے بھی سکھا دیں۔ خضر علیہ السلام نے جواب دیا کہ آپ کو اللہ کی طرف سے ایسا علم حاصل ہے جو میں نہیں جانتا اور اسی طرح مجھے اللہ کی طرف سے ایسا علم حاصل ہے جو آپ نہیں جانتے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: لیکن میں آپ کے ساتھ رہوں گا۔ خضر علیہ السلام نے اس پر کہا کہ اگر آپ کو میرے ساتھ رہنا ہی ہے تو پھر مجھ سے کسی چیز کے متعلق نہ پوچھیے گا، میں خود آپ کو بتاؤں گا۔ چنانچہ دونوں حضرات دریا کے کنارے روانہ ہوئے، ان کے قریب سے ایک کشتی گزری تو خضر علیہ السلام کو کشتی والوں نے پہچان لیا اور اپنی کشتی میں ان کو بغیر کرایہ کے چڑھا لیا دونوں کشتی میں سوار ہوگئے۔ بیان کیا کہ اسی عرصہ میں ایک چڑیا کشتی کے کنارے آ کے بیٹھی اور اس نے اپنی چونچ کو دریا میں ڈالا تو خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میرا، آپ کا اور تمام مخلوقات کا علم اللہ کے علم کے مقابلہ میں اس سے زیادہ نہیں ہے جتنا اس نے اپنی چونچ میں دریا کا پانی لیا

هَذَا الْعُصْفُورُ مِنْقَارَهُ قَالَ: فَلَمْ يَفْجَأْ مُوسَى إِذْ عَمَدَ الْخَضِرُ إِلَى قَدُومٍ فَخَرَقَ السَّفِينَةَ فَقَالَ لَهُ مُوسَى: قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا ﴿لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ﴾ الآيَةَ فَانْطَلَقَا إِذَا هُمَا بِغُلَامٍ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ فَقَطَعَهُ قَالَ لَهُ مُوسَى: ﴿أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ﴾ فَقَالَ بِيَدِهِ هَكَذَا فَأَقَامَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى: إِنَّا دَخَلْنَا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَلَمْ يُضَيِّفُونَا وَلَمْ يُطْعِمُونَا ﴿لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾)) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَدِدْنَا أَنَّ مُوسَى صَبَرَ حَتَّى يَقُصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا)) قَالَ: وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا. [راجع: ٧٤، ١٢٢]

ہے۔ بیان کیا کہ پھر یکدم جب خضر علیہ السلام نے بسولا اٹھایا اور کشتی کو پھاڑ ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام اس طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ان لوگوں نے ہمیں بغیر کسی کرایہ کے اپنی کشتی میں سوار کرلیا تھا اور آپ نے اس کا بدلہ یہ دیا ہے کہ ان کی کشتی ہی چیر ڈالی تاکہ اس کے مسافر ڈوب مریں۔ بلاشبہ آپ نے بڑا نامناسب کام کیا ہے۔ پھر وہ دونوں آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک بچہ جو بہت سے دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، خضر علیہ السلام نے اس کا سر پکڑا اور کاٹ ڈالا۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام بول پڑے کہ آپ نے بلا کسی خون و بدلہ کے ایک معصوم بچے کی جان لے لی، یہ تو بڑی بری بات ہے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا: میں نے آپ سے پہلے ہی نہیں کہہ دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کرسکتے، اللہ تعالیٰ کے ارشاد: پس اس بستی والوں نے ان کی میزبانی سے انکار کیا، پھر اس بستی میں انہیں ایک دیوار دکھائی دی جو بس گرنے ہی والی تھی۔ خضر علیہ السلام نے اپنا ہاتھ یوں اس پر پھیرا اور اسے سیدھا کردیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہم اس بستی میں آئے تو انہوں نے ہماری میزبانی سے انکار کیا اور ہمیں کھانا بھی نہیں دیا اگر آپ چاہتے تو اس پر اجرت لے سکتے تھے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا بس یہاں سے اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی ہے اور میں آپ کو ان کی وجہ بتاؤں گا جن پر آپ صبر نہیں کرسکے تھے۔'' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کاش! موسیٰ نے صبر کیا ہوتا اللہ تعالیٰ ان کے سلسلے میں اور واقعات ہم سے بیان کرتا۔'' بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما (وَكَانَ وَرَآءَ هُم مَلِكٌ کی بجائے) ''وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا'' قراءت کرتے تھے اور وہ بچہ (جسے قتل کیا تھا) اس کے والدین مؤمن تھے اور یہ بچہ (مشیت الٰہی میں) کافر تھا۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا﴾.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

''کیا ہم تم کو خبر دیں ان بدبختوں کے متعلق جو اپنے اعمال کے اعتبار سے سراسر گھاٹے میں ہیں۔''

٤٧٢٨ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۴۷۲۸) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ مُصْعَبٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبِي ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا﴾ هُمُ الْحَرُورِيَّةُ؟ قَالَ: لَا هُمُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى أَمَّا الْيَهُودُ فَكَذَّبُوا مُحَمَّدًا وَأَمَّا النَّصَارَى فَكَفَرُوا بِالْجَنَّةِ وَقَالُوا: لَا طَعَامَ فِيهَا وَلَا شَرَابَ وَالْحَرُورِيَّةُ ﴿الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ﴾ وَكَانَ سَعْدٌ يُسَمِّيهِمُ الْفَاسِقِينَ.

کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے مصعب بن سعد بن ابی وقاص نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے آیت "قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا" کے متعلق سوال کیا کہ ان سے کون لوگ مراد ہیں۔ کیا ان سے خوارج مراد ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ یہود نے محمد ﷺ کی تکذیب کی اور نصاریٰ نے جنت کا انکار کیا اور کہا کہ اس میں کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں ملے گی اور خوارج وہ ہیں "جنہوں نے اللہ کے عہد و میثاق کو توڑا۔" سعد رضی اللہ عنہ انہیں فاسق کہا کرتے تھے۔

تشریح: حرور یہ فرقہ خوارج ہی کا نام ہے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کیا تھا یہ لوگ حرور نام کے ایک گاؤں میں جمع ہوئے تھے جو کوفہ کے قریب تھا۔ عبدالرزاق نے نکالا کہ ابن کوا جو ان خارجیوں کا رئیس تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھنے لگا کہ بالا خسرین اعمالا کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا کم بخت یہ حروراء والے ان ہی میں داخل ہیں۔ عیسائی کہتے تھے کہ جنت صرف روحانی لذتوں کی جگہ ہے حالانکہ ان کا یہ قول بالکل باطل ہے۔ قرآن مجید میں دوزخ اور جنت کے حالات کو اس عقیدہ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے کہ وہاں کے عیش و آرام اور عذاب دکھ تکلیف سب دنیاوی عیش و آرام، دکھ تکلیف کی طرح جسمانی طور پر ہوں گے اور ان کا انکار کرنے والا قرآن کا منکر ہے۔

بَابٌ: باب: (ارشادِ باری تعالیٰ)

﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ﴾ الْآيَةَ.

"یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی نشانیوں کو اور اس کی ملاقات کو جھٹلایا۔ پس ان کے تمام نیک اعمال برباد ہو گئے۔"

٤٧٢٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ وَقَالَ اقْرَءُوا ﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾)) وَعَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ مِثْلَهُ. [مسلم: ٧٠٤٥]

(۴۷۲۹) ہم سے محمد بن عبداللہ ذہلی نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو مغیرہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ قیامت کے دن ایک بہت بھاری بھرکم موٹا تازہ شخص آئے گا لیکن وہ اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی کوئی قدر نہیں رکھے گا اور فرمایا کہ پڑھو: ﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾ (قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن نہ کریں گے)" اس حدیث کو محمد بن عبداللہ نے یحییٰ بن بکیر سے، انہوں نے مغیرہ بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے ابوالزناد سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

(۱۹) سُورَةُ كهيعص

سورۂ کھیعص (سورۂ مریم) کی تفسیر

تشریح: یہ سورت مکی ہے، اس میں ۹۸ آیات اور چھ رکوع ہیں۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ﴾ اللَّهُ يَقُولُهُ وَهُمُ الْيَوْمَ لَا يَسْمَعُونَ وَلَا يُبْصِرُونَ ﴿فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ يَعْنِي قَوْلَهُ: ﴿أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ﴾ الْكُفَّارُ يَوْمَئِذٍ أَسْمَعُ شَيْءٍ وَأَبْصَرُهُ ﴿لَأَرْجُمَنَّكَ﴾ لَأَشْتِمَنَّكَ ﴿وَرِءْيًا﴾ مَنْظَرًا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: ﴿تَؤُزُّهُمْ أَزًّا﴾ تُزْعِجُهُمْ إِلَى الْمَعَاصِي إِزْعَاجًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿إِدًّا﴾ عِوَجًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿وِرْدًا﴾ عِطَاشًا ﴿أَثَاثًا﴾ مَالًا ﴿إِدًّا﴾ قَوْلًا عَظِيمًا ﴿رِكْزًا﴾ صَوْتًا، عِتِيًّا ﴿بُكِيًّا﴾ جَمَاعَةُ بَاكٍ ﴿صِلِيًّا﴾ صَلِيَ يَصْلَى ﴿نَدِيًّا﴾ وَالنَّادِي: مَجْلِسًا. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿فَلْيَمْدُدْ﴾ فَلْيَدَعْهُ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ''أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ'' یہ اللہ فرماتا ہے آج کے دن (یعنی دنیا میں) نہ تو کافر سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں بلکہ کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ أَسْمِعْ بِهِم وَأَبْصِر یعنی کافر قیامت کے دن خوب سنتے اور خوب دیکھتے ہوں گے (مگر اس وقت کا سننا دیکھنا کچھ فائدہ نہ دے گا) ''لَأَرْجُمَنَّكَ'' میں تجھ پر گالیوں کا پتھراؤ کروں گا۔ لفظ ''رِءْيًا'' کے معنی منظر (دکھاوا) اور سفیان بن عیینہ نے کہا ''تَؤُزُّهُمْ أَزًّا'' کا معنی یہ ہے کہ شیطان کافروں کو گناہوں کی طرف گھسیٹتے ہیں۔ مجاہد نے کہا ''إِدًّا'' کے معنی کج اور ٹیڑھی غلط بات (یا کج اور ٹیڑھی باتیں) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ''وِرْدًا'' کے معنی پیاسے کے ہیں اور ''أَثَاثًا'' کے معنی مال اسباب۔ ''إِدًّا'' بڑی بات۔ ''رِكْزًا'' ہلکی پست آواز عِتِيًّا ''بُكِيًّا'' بَاكٍ کی جمع ہے یعنی رونے والے۔ صِلِيًّا مصدر ہے۔ صَلِيَ يَصْلَى بَابَ سَمِعَ يَسْمَعُ سے یعنی جلنا ''نَدِيًّا'' اور النَّادِي دونوں کے معنی مجلس کے ہیں۔ اور مجاہد نے کہا کہ ''فَلْيَمْدُدْ'' فَلْيَدَعْهُ کے معنی میں ہے کہ اس کو چھوڑ دے ڈھیل دے دے۔

تشریح: کھیعص حروف مقطعات سے ہیں ان کے حقیقی معنی صرف اللہ ہی جانتا ہے اور یہاں کیا مراد ہے اسکا علم بھی صرف اللہ ہی کو ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾

باب: اللہ عزوجل کا فرمان: ''اے رسول! ان کافروں کو حسرت ناک دن سے ڈرائیے۔''

تشریح: یعنی اے رسول! ان کافروں کو حسرت ناک دن سے ڈرائیے۔

٤٧٣٠ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يُؤْتَى بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ أَمْلَحَ فَيُنَادِي مُنَادٍ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَيَقُولُونَ:

(۴۷۳۰) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے، ہم سے اعمش نے، ہم سے ابوصالح نے بیان کیا اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن موت ایک چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لائی جائے گی۔ ایک آواز دینے والا فرشتہ آواز دے گا کہ اے جنت والو! تمام جنتی گردن اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے، آواز دینے والا فرشتہ پوچھے گا: تم اس مینڈھے کو بھی پہچانتے

نَعَمْ هَذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ ثُمَّ يُنَادِي يَا أَهْلَ النَّارِ! فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ هَذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ فَيُذْبَحُ ثُمَّ يَقُولُ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ! خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ﴾ وَهَؤُلَاءِ فِي غَفْلَةٍ أَهْلُ الدُّنْيَا ﴿وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾)).

[مسلم: ۷۱۸۱، ۷۱۸۲؛ ترمذي: ۳۱۵٦]

ہو؟ وہ بولیں گے کہ ہاں، یہ موت ہے اوران سے ہر شخص اس کا ذائقہ چکھ چکا ہوگا۔ پھر پکارنے والے فرشتہ پکارے گا کہ اے جہنم والو! تمام دوزخی گردن اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے۔ فرشتہ پوچھے گا تم اس مینڈھے کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہاں، یہ موت ہے اور ہر شخص کا اس سے واسطہ پڑ چکا ہو گا۔ پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا اور آواز دینے والا جنتیوں سے کہے گا کہ اب تمہارے لئے ہیشگی ہے، موت تم پر کبھی نہ آئے گی اور اے جہنم والو! تمہیں بھی ہمیشہ اسی طرح رہنا ہے، تم پر بھی موت کبھی نہیں آئے گی۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: "وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ" الخ "اور انہیں حسرت کے دن سے ڈرادو۔ جبکہ اخیر فیصلہ کر دیا جائے گا اور یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں (دنیادار لوگ) اور ایمان نہیں لاتے۔"

تشریح: حضرت ابوسعید خدری سعد بن مالک رضی اللہ عنہ انصاری ہیں حافظ حدیث تھے ۷۴ھ میں ۸۴ سال کی عمر میں انتقال کیا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ (رضی الله عنه وارضاه)

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ﴾.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد: "ہم فرشتے نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے۔"

تشریح: یعنی ہم فرشتے نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے۔

٤٧٣١۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِجِبْرِيلَ: ((مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا فَنَزَلَتْ ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا﴾)). [راجع: ۳۲۱۸]

(۴۷۳۱) ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا ہم سے عمر بن ذر نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، ان سے سعید بن جبیر نے اوران سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا: "جیسا کہ اب آپ ہماری ملاقات کو آیا کرتے ہیں، اس سے زیادہ آپ ہم سے ملنے کے لئے کیوں نہیں آیا کرتے؟ اس پر آیت نازل ہوئی "وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ" الخ یعنی ہم فرشتے نازل نہیں ہوتے بجز آپ کے پروردگار کے حکم کے، اسی کی ملک ہے جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے۔"

تشریح: یعنی ہم فرشتے پروردگار کے حکم کے تابع ہیں جب حکم ہوتا ہے اس وقت اترتے ہیں ہم خود مختار نہیں ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ

"بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیتوں سے کفر کرتا ہے اور کہتا

مَالًا وَوَلَدًا﴾

ہے مجھے مال اور اولاد ضرور دی جائے گی۔''

٤٧٣٢ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ: سَمِعْتُ خَبَّابًا قَالَ: جِئْتُ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ السَّهْمِيَّ أَتَقَاضَاهُ حَقًّا لِي عِنْدَهُ قَالَ: لَا أُعْطِيْكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ: لَا حَتَّى تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَإِنِّي لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوْثٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ: إِنَّ لِي هُنَاكَ مَالًا وَوَلَدًا فَأَقْضِيْكَهُ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا﴾ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ وَحَفْصٌ وَأَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ. [راجع: ٢٠٩١]

(۴۷۳۲) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوالضحیٰ (مسلم بن صبیح) نے، ان سے مسروق بن اجدع نے بیان کیا کہ میں نے خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں عاص بن وائل سہمی کے پاس اپنا حق مانگنے گیا تو وہ کہنے لگا کہ جب تک تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کفر نہیں کرو گے میں تمہیں مزدوری نہیں دوں گا۔ میں نے اس پر کہا: یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ تم مرنے کے بعد پھر زندہ کئے جاؤ۔ اس پر وہ بولا، کیا مرنے کے بعد پھر مجھے زندہ کیا جائے گا؟ میں نے کہا ہاں، ضرور! کہنے لگا کہ پھر وہاں بھی میرے پاس مال اولاد ہوگی اور میں وہیں تمہاری مزدوری بھی دے دوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ''اَفَرَاَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا'' (بھلا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا ہے جو ہماری نشانیوں سے کفر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے مال اور اولاد مل کر رہیں گے) اس حدیث کو سفیان ثوری اور شعبہ اور حفص اور ابومعاویہ اور وکیع نے بھی اعمش سے روایت کیا ہے۔

تشریح: خباب رضی اللہ عنہ لوہاری کا کام کیا کرتے تھے اور عاص بن وائل کافر نے ان سے ایک تلوار بنوائی تھی اسکی مزدوری باقی تھی وہی مانگنے گئے تھے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مشہور صحابی اس کافر کے لڑکے ہیں۔ یہ واقعہ مکہ کا ہے۔ ایسے کفار نابکار آج بھی بکثرت موجود ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا﴾ قَالَ: مَوْثِقًا.

''کیا غیب کو جھانک کر دیکھ آیا ہے یا اس نے رحمان سے کوئی عہد لے رکھا ہے۔'' عَھْدًا کا معنی مضبوط اقرار۔

٤٧٣٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: كُنْتُ قَيْنًا بِمَكَّةَ فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ سَيْفًا فَجِئْتُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ: لَا أُعْطِيْكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قُلْتُ: لَا أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ حَتَّى

(۴۷۳۳) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابوالضحیٰ نے، انہیں مسروق نے اور ان سے خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مکہ میں لوہار تھا اور عاص بن وائل سہمی کے لئے میں نے ایک تلوار بنائی تھی۔ میری مزدوری باقی تھی اس لیے ایک دن میں اس کو مانگنے آیا تو کہنے لگے کہ اس وقت تک نہیں دوں گا جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر نہیں جاؤ گے۔ میں نے کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز

يُمِيتَكَ اللَّهُ ثُمَّ يُحْيِيكَ قَالَ: إِذَا أَمَاتَنِي اللَّهُ ثُمَّ بَعَثَنِي وَلِي مَالٌ وَوَلَدٌ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا﴾ قَالَ: مَوْثِقًا لَمْ يَقُلِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ: سَيْفًا وَلَا مَوْثِقًا. [راجع: ٢٠٩١]

نہیں پھروں گا یہاں تک کہ اللہ تجھے مار دے اور پھر زندہ کر دے۔ وہ کہنے لگا کہ جب اللہ مجھے مار کر دوبارہ زندہ کر دے گا تو میرے پاس اس وقت بھی مال اولاد ہوگی (اس وقت تم اپنی مزدوری مجھ سے لے لینا) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "اَفَرَاَيْتَ الَّذِىْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا" (بھلا تو نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیتوں کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے تو مال اولاد مل کر رہیں گے، تو کیا یہ غیب پر مطلع ہو گیا ہے یا اس نے خدائے رحمٰن سے کوئی وعدہ لے لیا ہے) عہد کا معنی مضبوط اقرار۔ عبید اللہ اشجعی نے بھی اس حدیث کو سفیان ثوری سے روایت کیا ہے لیکن اس میں تلوار بنانے کا ذکر نہیں ہے نہ عہد کی تفسیر مذکور ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا﴾

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

"ہرگز نہیں ہم اس کا کہا ہوا اس کے اعمال نامے میں لکھ لیتے ہیں اور ہم اس کو عذاب میں بڑھاتے ہی چلے جائیں گے۔"

٤٧٣٤ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا الضُّحَى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِي دَيْنٌ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ فَأَتَاهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ: لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقَالَ: وَاللَّهِ! لَا أَكْفُرُ حَتَّى يُمِيتَكَ اللَّهُ ثُمَّ يَبْعَثَكَ قَالَ: فَذَرْنِي حَتَّى أَمُوتَ ثُمَّ أُبْعَثَ فَسَوْفَ أُوتَى مَالًا وَوَلَدًا فَأَقْضِيكَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا﴾. [راجع: ٢٠٩١]

(۴۷۳۴) ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے سلیمان اعمش نے، انہوں نے ابوالضحیٰ سے سنا، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں زمانہ جاہلیت میں لوہاری کا کام کرتا تھا اور عاص بن وائل پر کچھ قرض تھا۔ بیان کیا کہ میں اس کے پاس اپنا قرض مانگنے گیا تو وہ کہنے لگا کہ جب تک تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار نہیں کرتے، تمہاری مزدوری نہیں مل سکتی۔ میں نے اس پر جواب دیا کہ اللہ کی قسم! میں ہرگز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہیں کر سکتا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے مار دے اور پھر تجھے دوبارہ زندہ کر دے۔ عاص کہنے لگے کہ پھر مرنے تک مجھ سے قرض نہ مانگو۔ مرنے کے بعد جب میں زندہ ہوں گا تو مجھے مال و اولاد بھی ملیں گے اور اس وقت تمہارا قرض ادا کر دوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: "اَفَرَاَيْتَ الَّذِىْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا۔"

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿الْجِبَالُ هَدًّا﴾ هَدْمًا.

''اور اس کی کہی ہوئی باتوں کے ہم ہی وارث ہیں اور وہ ہمارے پاس تنہا آئے گا۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آیت میں لفظ ''الْجِبَالُ هَدًّا'' کا مطلب یہ ہے کہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں گے۔

٤٧٣٥ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا قَيْنًا وَكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لِي: لَا أَقْضِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قَالَ: قُلْتُ: لَنْ أَكْفُرَ بِهِ حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ: وَإِنِّي لَمَبْعُوثٌ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ فَسَوْفَ أَقْضِيكَ إِذَا رَجَعْتُ إِلَى مَالٍ وَوَلَدٍ قَالَ فَنَزَلَتْ: ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا﴾ [راجع:٢٠٩١]

(٤٧٣٥) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ بلخی نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوالضحیٰ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں پہلے لوہار تھا اور عاص بن وائل پر میرا قرض تھا۔ اس کے پاس تقاضا کرنے گیا تو کہنے لگا کہ جب تک تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پھر جاؤ گے تمہارا قرض نہیں دوں گا۔ میں نے کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے ہرگز نہیں پھروں گا۔ یہاں تک اللہ تجھے مار دے اور پھر زندہ کر دے۔ اس نے کہا کیا موت کے بعد میں دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا پھر تو مجھے مال و اولاد بھی مل جائیں گے اور اس وقت تمہارا قرض بھی ادا کر دوں گا۔ راوی نے بیان کیا کہ اس کے متعلق آیت نازل ہوئی: ''بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیتوں کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے تو مال اور اولاد مل کر رہیں گے، تو کیا یہ غیب پر آگاہ ہو گیا ہے۔ یا اس نے خدائے رحمان سے کوئی عہد کر لیا ہے؟ ہرگز نہیں، البتہ ہم اس کا کہا ہوا بھی لکھ لیتے ہیں اور اس کے لیے عذاب بڑھاتے ہی چلے جائیں گے اور اس کی کہی ہوئی بات کے ہم ہی مالک ہوں گے اور وہ ہمارے پاس اکیلا آئے گا۔''

تشریح: ترجمہ آیت: اے پیغمبر بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا ہے جس نے ہماری آیتوں کو نہ مانا اور لگا کہنے اگر قیامت ہو گی تو وہاں بھی مجھ کو مال ملے گا اور اولاد ملے گی کیا اس کو غیب کی خبر لگ گئی ہے یا اس نے اللہ پاک سے کوئی مضبوط قول و قرار لے لیا ہے؟ ہرگز نہیں جو باتیں یہ بکتا ہے ہم ان کو لکھ لیں گے اور اس کا عذاب بڑھاتے جائیں گے اور دنیا کا مال، اسباب، اولاد یہ سب کچھ یہاں ہی چھوڑ جائے گا۔ ہم ہی اس کے وارث ہوں گے اور قیامت کے دن ہمارے سامنے اکیلا ایک بنی دو گوش لے کر حاضر کیا جائے گا۔ عاص بن وائل کافر نے ٹھٹھے کی راہ سے خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے یہ گفتگو کی تھی چنانچہ اسی عاص بن وائل کے پیروکار بعض ملحد اس زمانے میں موجود ہیں کہتے ہیں ایک ملحد کسی کا بکرا چرا کر کاٹ کر کھا گیا اور ایک شخص نے اس کو نصیحت کی کہ قیامت کے دن یہ بکرا تجھے دینا پڑے گا وہ کہنے لگا میں مکر جاؤں گا اس نے کہا مکرے گا کیسے؟ وہ بکرا خود گواہی دے گا۔ ملحد نے کہا پھر جھگڑا ہی کیا رہے گا میں کان پکڑ کر اسے اس کے مالک کے حوالے کر دوں گا کہ لے اپنا بکرا پکڑ اور میرا پیچھا چھوڑ۔ یہ ایک ملحد کی مثال ہے ورنہ کتنے ملحد آج کے دور میں ایسی بکواس کرنے والے ملتے رہتے ہیں۔ ھداھم اللہ الی صراط مستقیم۔

(٢٠) سُورَةُ طٰهٰ

سورۂ طٰہٰ کی تفسیر

تشریح: یہ سورت مکی ہے، اس میں ١٣٥ آیات اور ٨ رکوع ہیں۔

قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ بِالنَّبَطِيَّةِ: طَهْ يَا رَجُلُ يُقَالُ كُلُّ مَا لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ أَوْ فِيهِ تَمْتَمَةٌ أَوْ فَأْفَأَةٌ فَهِيَ عُقْدَةٌ ﴿أَزْرِي﴾ ظَهْرِي ﴿فَيُسْحِتَكُمْ﴾ يُهْلِكَكُمْ ﴿الْمُثْلَى﴾ تَأْنِيثُ الْأَمْثَلِ يَقُولُ: بِدِينِكُمْ يُقَالُ خُذِ الْمُثْلَى خُذِ الْأَمْثَلَ ﴿ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا﴾ يُقَالُ: هَلْ أَتَيْتَ الصَّفَّ الْيَوْمَ؟ يَعْنِي الْمُصَلَّى الَّذِي يُصَلَّى فِيهِ ﴿فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ﴾ أَضْمَرَ خَوْفًا فَذَهَبَتِ الْوَاوُ مِنْ ﴿خِيفَةً﴾ لِكَسْرَةِ الْخَاءِ ﴿فِي جُذُوعِ﴾ عَلَى جُذُوعِ ﴿خَطْبُكَ﴾ بَالُكَ ﴿مِسَاسَ﴾ مَصْدَرُ مَاسَّهُ مِسَاسًا ﴿لَنَنْسِفَنَّهُ﴾ لَنَذْرِيَنَّهُ ﴿قَاعًا﴾ يَعْلُوهُ الْمَاءُ وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِي مِنَ الْأَرْضِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ﴾ الْحُلِيُّ الَّتِي اسْتَعَارُوا مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ فَقَذَفْتُهَا فَأَلْقَيْتُهَا ﴿أَلْقَى﴾ صَنَعَ ﴿فَنَسِيَ﴾ مُوسَى هُمْ يَقُولُونَهُ أَخْطَأَ الرَّبَّ. لَا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا الْعِجْلُ ﴿هَمْسًا﴾ حِسُّ الْأَقْدَامِ ﴿حَشَرْتَنِي أَعْمَى﴾ عَنْ حُجَّتِي ﴿وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا﴾ فِي الدُّنْيَا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: ﴿أَمْثَلُهُمْ﴾ أَعْدَلُهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿هَضْمًا﴾ لَا يُظْلَمُ فَيُهْضَمُ مِنْ حَسَنَاتِهِ ﴿عِوَجًا﴾ وَادِيًا ﴿وَلَا أَمْتًا﴾ رَابِيَةً ﴿سِيرَتَهَا﴾ حَالَتَهَا ﴿الْأُولَى﴾ ﴿النُّهَى﴾ التُّقَى ﴿ضَنْكًا﴾ الشَّقَاءُ ﴿هَوَى﴾ شَقِيَ الْمُقَدَّسِ الْمُبَارَكِ ﴿طُوًى﴾ اسْمُ الْوَادِي ﴿بِمَلْكِنَا﴾ بِأَمْرِنَا ﴿مَكَانًا سُوًى﴾ مَنْصَفٌ بَيْنَهُمْ ﴿يَبَسًا﴾ يَابِسًا

سعید بن جبیر نے کہا حبشی زبان میں لفظ ''طٰہٰ'' کے معنی اے مرد کے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جس کی زبان سے کوئی حرف نہ نکل سکے یا رک رک کر نکلے تو اس کی زبان میں عقدہ (گرہ) ہے۔ (موسیٰ علیہ السلام کی دعا ''وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي'' میں یہی اشارہ ہے) أَزْرِی کے معنی میری پیٹھ۔ فَيُسْحِتَكُم کے معنی تم کو ہلاک کر دے لفظ ''الْمُثْلٰى'' أَمْثَل کا مؤنث ہے یعنی تمہارا دین۔ عرب لوگ کہتے ہیں مثلی اچھی بات کرے۔ خُذِ الْأَمْثَل یعنی بہتر بات کو لے۔ ''ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا'' عرب لوگ کہتے ہیں کیا آج تو صف میں گیا تھا؟ یعنی نماز کے مقام میں جہاں جمع ہو کر نماز پڑھتے ہیں (جیسے عیدگاہ وغیرہ) ''فَأَوْجَسَ'' دل میں سہم گیا۔ ''خِيفَةً'' اصل میں خوفة تھا واؤ بہ سبب کسرہ ماقبل کے یا ہوگیا۔ ''فِي جُذُوْعِ النَّخْلِ'' کھجور کی شاخوں پر فِی عَلٰی کے معنی میں ہے۔ ''خَطْبُكَ'' یعنی تیرا کیا حال ہے، تو نے یہ کام کیوں کیا۔ ''مِسَاسَ'' مصدر ہے۔ مَاسَه مَسَاسًا سے یعنی چھونا۔ ''لَنَنْسِفَنَّهُ'' بکھیر ڈالیں گے (جلا کر راکھ کو دریا میں بہا دیں گے) ''قَاعًا'' وہ زمین جس کے اوپر پانی چڑھ آئے (یعنی صاف ہموار میدان) صَفْصَفًا ہموار زمین اور مجاہد نے کہا ''زِيْنَةِ الْقَوْم'' سے وہ زیور مراد ہے جو بنی اسرائیل نے فرعون کی قوم سے مانگ کر لیا تھا۔ فَقَذَفْتُهَا میں نے اس کو ڈال دیا۔ ''أَلْقَى السَّامِرِيُّ'' یعنی سامری نے بھی اور بنی اسرائیل کی طرح اپنا زیور ڈالا۔ فَنَسِيَ مُوسٰى یعنی سامری اور اس کے تابعدار لوگ کہنے لگے موسیٰ چوک گیا کہ اپنے پروردگار بچھڑے کو یہاں چھوڑ کر کوہ طور پر چلا گیا۔ لَا يَرْجِعُ إِلَيْهِم قَوْلًا یعنی یہ نہیں دیکھتے کہ بچھڑا ان کی بات کا جواب تک نہیں دے سکتا۔ ''هَمْسًا'' پاؤں کی آہٹ ''حَشَرْتَنِي أَعْمٰى'' مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا یعنی مجھ کو میرے دلائل و براہین سے اندھا کر کے کیوں اٹھایا حالانکہ میں تو بصیرت والا تھا یعنی دنیا میں آنکھوں والا تھا۔ سفیان بن عیینہ نے (اپنی تفسیر میں) کہا ''أَمْثَلُهُم'' یعنی ان کا افضل اور سمجھدار آدمی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ''هَضْمًا'' یعنی اس پر ظلم نہ ہوگا اور اس کی نیکیوں کا

﴿عَلَى قَدَرٍ﴾ مَوْعِدٍ ﴿لَا تَنِيَا﴾ تَضْعُفَا.

ثواب کم نہ کیا جائے گا۔ "عِوَجًا" نالا کھڈا۔ "اَمْتًا" ٹیلہ بلندی۔ "سِيرَتَهَا الْأُولٰى" یعنی اگلی حالت پر۔ "اَلنُّهٰى" پرہیزگاری یا عقل۔ "ضَنْكًا" بدبختی "هَوٰى" بدبخت ہوا۔ اَلْمُقَدَّس برکت والی طوی اس وادی کا نام تھا۔ "بِمِلْكِنَا" (بہ کسرۂ میم مشہور قرأت بہ ضمہ میم ہے بعضوں نے بہ ضم میم پڑھا ہے) یعنی اپنے اختیار اپنے حکم سے۔ سوی یعنی ہم میں اور تم میں برابر کے فاصلہ پر۔ "يَبَسًا" خشک "عَلٰى قَدَرٍ" اپنے معین وقت پر جو اللہ پاک نے لکھ دیا تھا۔ "لَا تَنِيَا" ضعیف مت بنو (یا سستی نہ کرو)۔

تشریح: لفظ عقدة حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا میں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بچپن میں انگارے اٹھا کر زبان پر رکھ لئے تھے اور ان سے آپ کی زبان میں لکنت پیدا ہوگئی تھی اس کے لئے آپ نے دعا کی: ﴿وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ﴾ (۲۰/طہ:۲۷) اے اللہ! میری زبان کی گرہ کھول دے لفظ ازری آپ ہی کی دعا کا لفظ ہے۔ ﴿اشْدُدْ بِهٖ أَزْرِيْ﴾ (۲۰/طہ:۳۱) یعنی حضرت ہارون کو میرے ساتھ بھیج کر میری پیٹھ کو ان کے ذریعہ سے مضبوط کردے۔ فی الواقع ایک اچھے شریف بھائی سے بھائی کو بڑی قوت ملتی ہے۔ اس لئے بھائی کو قوت بازو کہا گیا ہے۔ اللہ پاک سب بھائیوں کو ایسا ہی بنائے کہ آپس میں ایک دوسرے کے لئے قوت بازو بن کر رہیں۔ اللھم تقبل منا انك انت السميع العليم۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ﴾.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"(اے موسیٰ!) میں نے تجھے اپنے لیے منتخب کرلیا۔"

تشریح: یعنی اے موسیٰ! میں نے تجھ کو اپنے لئے منتخب کرلیا۔

٤٧٣٦ـ حَدَّثَنِي الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِلْتَقٰى آدَمُ وَمُوْسٰى قَالَ مُوْسٰى لِآدَمَ: آنْتَ الَّذِيْ أَشْقَيْتَ النَّاسَ وَأَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ آدَمُ: أَنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهِ وَاصْطَفَاكَ لِنَفْسِهِ وَأَنْزَلَ عَلَيْكَ التَّوْرَاةَ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَوَجَدْتَهَا كُتِبَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِيْ قَالَ: نَعَمْ فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى)). اَلْيَمُّ: اَلْبَحْرُ. [راجع: ٣٤٠٩]

(۴۷۳۶) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے مہدی بن میمون نے، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "(عالم ارواح میں) آدم اور موسیٰ کی ملاقات ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے کہا کہ آپ ہی نے لوگوں کو پریشانی میں ڈالا اور انہیں جنت سے نکالا۔ آدم علیہ السلام نے جواب دیا کہ آپ وہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے لئے پسند کیا اور خود اپنے لئے پسند کیا اور آپ پر توریت نازل کی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ جی ہاں۔ اس پر آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر آپ نے تو دیکھا ہی ہوگا کہ میری پیدائش سے پہلے ہی یہ سب کچھ میرے لئے لکھ دیا گیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں! معلوم ہے۔ چنانچہ آدم موسیٰ پر غالب آ گئے۔" اَلْيَمُّ کے معنی دریا کے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوْسَى أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَى فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهِ فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَى﴾.

''اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ میرے بندوں کو راتوں رات سے یہاں سے نکال کر لے جا۔ پھر ان کے لئے سمندر میں (لاٹھی مار کر) خشک راستہ بنالینا تم کو نہ پکڑے جانے کا خوف ہوگا اور نہ تم کو (اور کوئی) ڈر ہوگا۔ پھر فرعون نے بھی اپنے لشکر سمیت ان کا پیچھا کیا تو دریا جب ان پر آ ملنے کو تھا آ ملا اور فرعون نے تو اپنی قوم کو گمراہ ہی کیا تھا اور سیدھی راہ پر نہ لایا۔''

٤٧٣٧ـ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَالْيَهُوْدُ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوْا: هَذَا الْيَوْمُ الَّذِي ظَهَرَ فِيهِ مُوْسَى عَلَى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَحْنُ أَوْلَى بِمُوْسَى مِنْهُمْ فَصُوْمُوْهُ)). [راجع: ٢٠٠٤]

(٤٧٣٧) مجھ سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوبشر نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہودی عاشورا کا روزہ رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اس دن موسیٰ علیہ السلام نے فرعون پر غلبہ پایا تھا۔ آپ نے اس پر فرمایا: ''پھر ہم ان کے مقابلے میں موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ حقدار ہیں۔ مسلمانو! تم لوگ بھی اس دن روزہ رکھو۔'' (پھر آپ ﷺ نے یہود کی مشابہت سے بچنے کے لئے اس کے ساتھ ایک روزہ اور ملانے کا حکم صادر فرمایا جو اب بھی مسنون ہے)۔

تشریح: مگر اس کے ساتھ نویں یا گیارہویں کا ایک روزہ ملانا مناسب ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَى﴾

''(وہ شیطان) تم دونوں کو جنت سے نہ نکال دے پس تم کم نصیب ہو جاؤ۔''

٤٧٣٨ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ ابْنُ النَّجَّارِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((حَاجَّ مُوْسَى آدَمَ فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ الَّذِي أَخْرَجْتَ النَّاسَ مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ وَأَشْقَيْتَهُمْ؟ قَالَ: قَالَ آدَمُ يَا مُوْسَى! أَنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ أَتَلُوْمُنِي عَلَى أَمْرٍ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ

(٤٧٣٨) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ایوب بن نجار نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے بحث کی اور ان سے کہا کہ آپ ہی نے اپنی غلطی کے نتیجہ میں انسانوں کو جنت سے نکالا اور مشقت میں ڈالا۔ آدم علیہ السلام بولے: اے موسیٰ! آپ کو اللہ نے اپنی رسالت کے لئے پسند فرمایا اور ہم کلامی کا شرف بخشا۔ کیا آپ ایک ایسی بات پر مجھے ملامت کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے بھی پہلے میرے لئے مقرر

يَخْلُقَنِي أَوْ قَدَّرَهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي)) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَحَجَّ آدَمُ مُوْسَى)).

کر دیا تھا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چنانچہ آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر بحث میں غالب آ گئے۔''

[راجع: ٣٤٠٩] [مسلم: ٦٧٤٦]

تشریح: حضرت آدم علیہ السلام تمام آدمیوں کے پدر بزرگوار ہیں۔ ان سے سوائے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جو اللہ پاک کے خاص برگزیدہ نبی تھے اور کون ایسی گفتگو کر سکتا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام گو مرتبہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کم تھے مگر آخر بزرگ تھے انہوں نے ایسا جواب دیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خاموش ہو گئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ تقدیر برحق ہے اور جو قسمت میں لکھ دیا گیا وہ ہو کر رہتا ہے۔ تقدیر الٰہی کا انکار کرنے والے ایمان سے محروم ہیں۔ هداهم الله۔

سُوْرَةُ الْأَنْبِيَاءِ

سورۂ انبیاء کی تفسیر

تشریح: یہ سورت مکی ہے، اس میں ۱۱۲ آیات اور ۷ رکوع ہیں۔

٤٧٣٩ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: بَنِي إِسْرَائِيْلَ وَالْكَهْفُ وَمَرْيَمُ وَطٰهٰ وَالْأَنْبِيَاءُ هُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِي. [راجع: ٤٧٠٧]

(۴۷۳۹) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے، کہا ہم سے شعبہ نے، انہوں نے ابو اسحاق سے سنا، کہا میں نے عبدالرحمٰن بن یزید سے سنا، انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے تھے کہ سورۂ بنی اسرائیل اور کہف اور مریم اور طٰہٰ اور انبیاء اگلی بہت فصیح سورتوں میں سے ہیں (جو مکہ میں اتری تھیں) اور میری پرانی یاد کی ہوئی ہیں۔

وَقَالَ قَتَادَةُ: ﴿جُذَاذًا﴾ قَطَّعَهُنَّ وَقَالَ الْحَسَنُ: ﴿فِي فَلَكٍ﴾ مِثْلُ فِلْكَةِ الْمِغْزَلِ ﴿يَسْبَحُوْنَ﴾ يَدُوْرُوْنَ وَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿نَفَشَتْ﴾ رَعَتْ ﴿يُصْحَبُوْنَ﴾ يُمْنَعُوْنَ ﴿أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً﴾ قَالَ: دِيْنُكُمْ دِيْنٌ وَاحِدٌ وَقَالَ عِكْرِمَةُ: ﴿حَصَبُ﴾ حَطَبُ بِالْحَبَشِيَّةِ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿أَحَسُّوْا﴾ تَوَقَّعُوا مِنْ أَحْسَسْتُ ﴿خَامِدِيْنَ﴾ هَامِدِيْنَ حَصِيْدٌ مُسْتَأْصَلٌ يَقَعُ عَلَى الْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ وَالْجَمِيْعِ ﴿لَا يَسْتَحْسِرُوْنَ﴾ لَا يُعْيُوْنَ وَمِنْهُ ﴿حَسِيْرٌ﴾ وَحَسَرْتُ بَعِيْرِي عَمِيْقٌ بَعِيْدٌ نُكِسُوْا رُدُّوْا

قتادہ نے کہا ''جُذَاذًا'' کا معنی ٹکڑے ٹکڑے اور حسن بصری نے کہا ''كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ'' یعنی ہر ایک تارہ ایک ایک آسمان میں گول گومتا ہے۔ جیسے سوت کاتنے کا چرخہ۔ ''يَسْبَحُوْنَ'' یعنی گول گھومتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ''نَفَشَتْ'' کے معنی چر گئیں۔ ''يُصْحَبُوْنَ'' کے معنی روکے جائیں گے۔ بچائے جائیں گے۔ ''أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً'' یعنی تمہارا دین اور مذہب ایک ہی دین اور مذہب ہے اور عکرمہ نے کہا ''حَصَبُ'' حبشی زبان میں جلانے کی لکڑیوں، ایندھن کو کہتے ہیں اور لوگوں نے کہا لفظ ''أَحَسُّوْا'' کے معنی توقع پائی یہ أَحْسَسْتُ سے نکلا ہے یعنی آہٹ پائی۔ ''خَامِدِيْنَ'' کے معنی بجھے ہوئے (یعنی مرے ہوئے) حَصِيْدٌ کے معنی جڑ سے اکھاڑا گیا۔ واحد اور تثنیہ اور جمع سب پر یہی لفظ بولا جاتا ہے۔ ''لَا يَسْتَحْسِرُوْنَ'' کے معنی نہیں تھکے اسی سے ہے لفظ ''حَسِيْرٌ''

﴿صَنْعَةَ لَبُوْسٍ﴾ الدُّرُوْعُ ﴿تَقَطَّعُوْا أَمْرَهُمْ﴾ اخْتَلَفُوا الْحَسِيْسُ وَالْحِسُّ وَالْجَرْسُ وَالْهَمْسُ وَاحِدٌ وَهُوَ مِنَ الصَّوْتِ الْخَفِيِّ ﴿آذَنَّاكَ﴾ أَعْلَمْنَاكَ ﴿آذَنْتُكُمْ﴾ إِذَا أَعْلَمْتَهُ فَأَنْتَ وَهُوَ ﴿عَلَى سَوَاءٍ﴾ لَمْ تَغْدِرْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُوْنَ﴾ تُفْهَمُوْنَ ﴿ارْتَضَى﴾ رَضِيَ ﴿التَّمَاثِيْلُ﴾ الْأَصْنَامُ ﴿السِّجِلُّ﴾ الصَّحِيفَةُ.

تھکا ہوا اور حَسَرْتُ بَعِيرِي کے معنی میں نے اپنے اونٹ کو تھکا دیا۔ عَمِيْق کے معنی دور دراز۔ نُكِسُوا یہ کفر کی طرف پھیرے گئے۔ ''صَنْعَةَ لَبُوْسٍ'' زرہیں بنانا۔ ''تَقَطَّعُوْا أَمْرَهُمْ'' یعنی اختلاف کیا جدا جدا طریقہ اختیار کیا۔ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا کے معنی اور لفظ حَسِيْس اور حِسٌّ اور جَرْسٌ اور هَمْسٌ کے معنی ایک ہی ہیں یعنی پست آواز۔ ''آذَنَّاكَ'' ہم نے تجھ کو آگاہ کیا عرب لوگ کہتے ہیں: ''آذَنْتُكُم'' یعنی میں نے تم کو خبر دی تم ہم برابر ہو گئے میں نے کوئی دغا نہیں کیا جب آپ مخاطب کو کسی بات کی خبر دے چکے تو آپ اور وہ دونوں برابر ہو گئے اور آپ نے اس سے کوئی دغا نہیں کیا اور مجاہد نے کہا ''لَعَلَّكُمْ تُسْئَلُوْنَ'' کے معنی یہ ہیں کہ شاید تم سمجھو۔ ''اِرْتَضَى'' کے معنی پسند کیا راضی ہوا۔ ''اَلتَّمَاثِيْلُ'' کے معنی مورتیں بت۔ ''السِّجِلُّ'' کے معنی کتابچہ کتاب کاغذات کا مجموعہ دفتر۔

تشریح: عمیق سورۂ حج کی آیت: ﴿يَأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ﴾ (۲۲/الحج:۲۷) کا لفظ ہے۔ شاید کاتب نے غلطی سے اسے سورۂ انبیاء کے ذیل میں لکھ دیا۔ کوئی مناسبت معنوی بھی معلوم نہیں ہوتی کسی اہل علم کو نظر آئے تو مطلع فرمائیں۔ خادم شکر گزار ہوگا۔ (راز)

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ﴾

باب: ارشاد باری تعالیٰ: ''ہم نے انسان کو شروع میں جیسے پیدا کیا تھا''

تشریح: یعنی ہم نے انسان کو شروع میں جیسا پیدا کیا تھا اسی طرح اس کو ہم دوبارہ پھر لوٹائیں گے۔

٤٧٤٠۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ شَيْخٌ مِنَ النَّخَعِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ إِلَى اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيْدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ﴾ ثُمَّ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيْمُ أَلَا إِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! أُصَيْحَابِي فَيُقَالُ: لَا

(۴۷۴۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے مغیرہ بن نعمان نے جو نخعی قبیلہ کا ایک بوڑھا تھا، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا۔ فرمایا: ''تم قیامت کے دن اللہ کے سامنے ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ حشر کیے جاؤ گے جیسا کہ ارشاد باری ہے: ''كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيْدُهُ'' الخ (جس طرح ہم نے شروع میں اسے پیدا کیا تھا اسی طرح ہم اسے پھر لوٹائیں گے یہ ہمارے ذمے وعدہ ہے۔ یقیناً ہم ایسا ضرور کرنے والے ہیں) پھر سب سے پہلے قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ سن

تَدْرِي مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَأَقُوْلُ: كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿شَهِيْدٌ﴾ فَيُقَالُ: إِنَّ هَؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ)). [راجع: ٣٣٤٩]

لو! میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے فرشتے ان کو پکڑ کر بائیں طرف والے دوزخیوں میں لے جائیں گے۔ میں عرض کروں گا پروردگار یہ تو میرے ساتھ والے ہیں۔ ارشاد ہوگا تم نہیں جانتے انہوں نے تمہاری وفات کے بعد کیا کیا کرتوت کئے ہیں۔ اس وقت میں وہی کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں جب کہ ان لوگوں میں رہا ان کا حال دیکھتا رہا آخر آیت تک۔ ارشاد ہوگا یہ لوگ اپنی ایڑیوں کے بل اسلام سے پھر گئے جب تو ان سے جدا ہوا۔"

تشریح: رافضی کم بخت اس حدیث کا یہ مطلب نکالتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے کل اصحاب معاذ اللہ آپ کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے مگر چند صحابہ جیسے جابر بن عبداللہ انصاری، ابوذر غفاری، مقداد بن اسود، سلمان فارسی رضی اللہ عنہم اسلام پر قائم اور اہل بیت کی محبت پر مضبوط رہے۔ ہم کہتے ہیں کہ صحابہ سب کے سب اسلام پر قائم رہے خصوصاً عشرہ مبشرہ جن کے لئے آپ ﷺ نے بہشت کی بشارت دی اور پیغمبر کا وعدہ جھوٹ نہیں ہوسکتا۔ قرآن شریف ان بزرگوں کے فضائل سے بھرا ہوا ہے اور متعدد حدیثیں ان کے مناقب میں وارد ہیں اگر معاذ اللہ رافضیوں کا کہنا صحیح ہو تو نبی کریم ﷺ کی صحبت کی برکات ایک درویش کی صحبت سے کم قرار پاتی ہیں اور پیغمبر کی بڑی توہین اور تحقیر ہوتی ہے۔ اب بعض صحابہ سے جو ایسی باتیں منقول ہیں جن میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ و رسول کی مرضی کے خلاف تھیں تو اول تو یہ روایتیں صحیح نہیں ہیں۔ دوسرے اگر صحیح بھی ہوں تو صحابہ معصوم نہ تھے۔ خطا اجتہادی ان سے ممکن ہے جس پر وہ معذور سمجھے جانے کے لائق ہیں اور حدیث سے ثابت ہے کہ مجتہد اگر خطا بھی کرے تو اس کو ایک اجر ملے گا۔ علاوہ اس کے اجلہ صحابہ جیسے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں ان سے تو کوئی ایسی بات منقول نہیں ہے جو شرع کے خلاف ہو۔ (وحیدی)

(٢٢) سُوْرَةُ الْحَجِّ — سورۂ حج کی تفسیر

تشریح: یہ سورت مدنی ہے اس میں ٧٨ آیات اور ١٠ رکوع ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: ﴿الْمُخْبِتِيْنَ﴾ الْمُطْمَئِنِّيْنَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِيْ أُمْنِيَّتِهِ﴾ إِذَا حَدَّثَ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِيْ حَدِيْثِهِ فَيُبْطِلُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ وَيُحْكِمُ آيَاتِهِ وَيُقَالُ: أُمْنِيَّتُهُ: قِرَاءَتُهُ. ﴿إِلَّا أَمَانِيَّ﴾ يَقْرَءُوْنَ وَلَا يَكْتُبُوْنَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: مَشِيْدٌ بِالْقَصَّةِ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿يَسْطُوْنَ﴾ يَفْرُطُوْنَ مِنَ السَّطْوَةِ وَيُقَالُ ﴿يَسْطُوْنَ﴾ يَبْطِشُوْنَ ﴿وَهُدُوْا إِلَى الطَّيِّبِ﴾ أُلْهِمُوْا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿بِسَبَبٍ﴾ بِحَبْلٍ إِلَى

سفیان بن عیینہ نے کہا "اَلْمُخْبِتِيْنَ" کا معنی اللہ پر بھروسہ کرنے والے (یا اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کرنے والے) اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت "إِذَا تَمَنّٰى اَلْقَى الشَّيْطَانُ فِيْ اُمْنِيَّتِهٖ" کی تفسیر میں کہا جب پیغمبر کلام کرتا ہے (اللہ کے حکم سناتا ہے) تو شیطان اس کی بات میں اپنی طرف سے (پیغمبر کی آواز بنا کر) کچھ ملا دیتا ہے۔ پھر اللہ پاک شیطان کا ملایا ہوا مٹا دیتا ہے اور اپنی سچی آیتوں کو قائم رکھتا ہے۔ بعضوں نے کہا "اُمْنِيَّتِهٖ" سے پیغمبر کی قرأت مراد ہے "اِلَّا اَمَانِيَّ" جو سورۂ بقرہ میں ہے اس کا مطلب یہ ہے مگر آرزوئیں...... اور مجاہد نے کہا (طبری نے اس کو وصل کیا) مَشِيْدٌ کے معنی چونہ گچ کیے گئے اوروں نے کہا "يَسْطُوْنَ" کا معنی یہ ہے زیادتی کرتے ہیں یہ لفظ سطوت سے نکلا ہے۔ بعض نے کہا يَسْطُوْنَ کا

سَقْفِ الْبَيْتِ ﴿تَذْهَلُ﴾ تُشْغَلُ.

معنی سخت پکڑتے ہیں۔ ''وَهُدُوْا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ'' یعنی اچھی بات کا ان کو الہام کیا گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ''بِسَبَبٍ'' کا معنی رسی جو چھت تک لگی ہو۔ ''تَذْهَلُ'' کا معنی غافل ہو جائے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى﴾

باب: اللہ عزوجل کا فرمان: ''اور لوگ تجھے نشہ میں دکھائی دیں گے۔''

تشریح: یعنی اور لوگ تجھے نشہ میں دکھائی دیں گے۔ حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔

٤٧٤١۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَقُوْلُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا آدَمُ يَقُوْلُ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيُنَادَى بِصَوْتٍ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا إِلَى النَّارِ قَالَ: يَا رَبِّ! وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟ قَالَ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ أُرَاهُ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ فَحِيْنَئِذٍ تَضَعُ الْحَامِلُ حَمْلَهَا وَيَشِيْبُ الْوَلِيْدُ ﴿وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيْدٌ﴾)) فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ حَتَّى تَغَيَّرَتْ وُجُوْهُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مِنْ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ وَمِنْكُمْ وَاحِدٌ ثُمَّ أَنْتُمْ فِي النَّاسِ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جَنْبِ الثَّوْرِ الْأَبْيَضِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جَنْبِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ: ((ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ: ((شَطْرَ أَهْلِ

(۴۷۴۱) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابوصالح نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آدم علیہ السلام سے فرمائے گا: اے آدم! وہ عرض کریں گے، میں حاضر ہوں اے رب! تیری فرمانبرداری کے لئے۔ پروردگار آواز سے پکارے گا (یا فرشتہ پروردگار کی طرف سے آواز دے گا) اللہ حکم دیتا ہے کہ اپنی اولاد میں سے دوزخ کا جتھا نکالو۔ وہ عرض کریں گے اے رب! دوزخ کا جتھا کتنا نکالوں۔ حکم ہوگا (راوی نے کہا میں سمجھتا ہوں) ہر ہزار آدمیوں میں سے نوسو ننانوے (گویا ہزار میں ایک جنتی ہوگا) یہ ایسا سخت وقت ہوگا کہ پیٹ والی کا حمل گر جائے گا اور بچہ (فکر کے مارے) بوڑھا ہو جائے گا (یعنی جو بچپن میں مرا ہو) اور تو قیامت کے دن لوگوں کو ایسا دیکھے گا جیسے وہ نشہ میں متوالے ہو رہے ہیں حالانکہ ان کو نشہ نہ ہوگا بلکہ اللہ کا عذاب ایسا سخت ہوگا'' تو یہ حدیث بیان کرتے وقت جو صحابہ حاضر تھے ان پر سخت گزری۔ ان کے چہرے (مارے ڈر کے) بدل گئے۔ اس وقت نبی اکرم ﷺ نے ان کی تسلی کے لئے فرمایا ''(تم اتنا کیوں ڈرتے ہو) اگر یاجوج ماجوج کی (جو کافر ہیں) نسل تم سے ملائی جائے تو ان میں سے نوسو ننانوے کے مقابل تم میں سے ایک آدمی پڑے گا۔ غرض تم لوگ حشر کے دن دوسرے لوگوں کی نسبت (جو دوزخی ہوں گے) ایسے ہوگے جیسے سفید بیل کے جسم پر ایک بال کالا ہوتا ہے یا جیسے کالے بیل کے جسم پر

الْجَنَّةِ)) فَكَبَّرْنَا قَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ: ﴿تَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى﴾ قَالَ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ وَقَالَ جَرِيرٌ وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ: سَكْرَى وَمَا هُمْ بِسَكْرَى. [راجع: ٣٣٤٨]

ایک دو بال سفید ہوتا ہے اور مجھ کو امید ہے تم لوگ سارے جنتیوں کا چوتھائی حصہ ہو گے'' (باقی تین حصوں میں اور سب امتیں ہوں گی) یہ سن کر ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''نہیں بلکہ تم تہائی ہو گے'' ہم نے پھر نعرۂ تکبیر بلند کیا پھر فرمایا: ''نہیں بلکہ آدھا حصہ ہو گے'' (آدھے حصہ میں اور امتیں ہوں گی) ہم نے پھر نعرۂ تکبیر بلند کیا اور ابو اسامہ نے اعمش سے یوں روایت کیا ''تَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى'' جیسے مشہور قرأت ہے اور کہا کہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے نکالو (تو ان کی روایت حفص بن غیاث کے موافق ہے) اور جریر بن عبد الحمید اور عیسیٰ بن یونس اور ابو معاویہ نے یوں نقل کیا ''وَتَرَى النَّاسَ سَكْرَى وَمَا هُمْ بِسَكْرَى'' (حمزہ اور کسائی کی بھی یہی قرأت ہے)۔

تشریح: طبرانی کی روایت میں اور زیادہ ہے کہ تم دو تہائی ہو گے۔ ترمذی میں ہے کہ بہشتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ ان میں اسی (۸۰) صفیں تمہاری ہوں گی تو دو ثلث مسلمان ہوئے ایک ثلث میں دوسری سب امتیں ہوں گی۔ مالک تیرا شکر ہم کہاں تک ادا کریں تو نے دنیا کی نعمتیں سب ہم پر ختم کر دیں۔ مال دیا اولاد دی علم دیا شرافت دی۔ جمال دیا کرامت دی۔ اب ان نعمتوں پر کیا تو آخرت میں ہم کو ذلیل کرے گا نہیں ہم کو تیرے فضل وکرم سے یہی امید ہے کہ تو ہماری آخرت بھی درست کر دے گا اور جیسے دنیا میں تو نے باعزت وحرمت رکھا ویسے دوسرے بندوں کے سامنے آخرت میں بھی ہم کو ذلیل نہیں کرے گا۔ ہم کو تیرا ہی آسرا ہے اور تیرے ہی فضل وکرم کے بھروسے پر ہم زندگی گزار رہے ہیں۔ یا اللہ! دنیا میں ہم کو حاسدوں اور دشمنوں نے بہت تنگ کرنا چاہا۔ مگر تو نے حدیث شریف کی برکت سے ہم کو ان کے شر سے محفوظ رکھا اور ان سب سے ہم کو دولت اور نعمت زیادہ عنایت کی۔ ایسے ہی مرتے وقت بھی ہم کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھنا اور ہم کو ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھا۔ آمین یا رب العالمین۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ﴾ شَكٍّ ﴿فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلَى وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿ذَلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ﴾ ﴿أَتْرَفْنَاهُمْ﴾ وَسَّعْنَاهُمْ.

''اور انسانوں میں سے کوئی وہ ہے جو اللہ کی عبادت کنارے پر (کھڑے ہو کر یعنی شک اور تردد کے ساتھ) کرتا ہے۔ پھر اگر اسے کوئی نفع پہنچ گیا تو وہ اس پر جمار ہا اور اگر کہیں اس پر کوئی آزمائش آپڑی تو وہ منہ اٹھا کر واپس چل دیا۔ (یعنی مرتد ہو کر) دنیا وآخرت دونوں کو کھو بیٹھا۔'' اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''یہی تو ہے انتہائی گمراہی'' تک۔ اَتْرَفْنَاهُمْ کے معنی ہم نے ان پر روزی کشادہ کر دی۔

٤٧٤٢ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ

(۴۷۴۲) مجھ سے ابراہیم بن حارث نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن ابی بکیر نے، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو حصین نے، ان سے

عَنْ أَبِي حَصِيْنٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ﴾ كَانَ الرَّجُلُ يَقْدَمُ الْمَدِيْنَةَ فَإِنْ وَلَدَتِ امْرَأَتُهُ غُلَامًا وَنُتِجَتْ خَيْلُهُ قَالَ: هَذَا دِيْنٌ صَالِحٌ وَإِنْ لَمْ تَلِدِ امْرَأَتُهُ وَلَمْ تُنْتَجْ خَيْلُهُ قَالَ: هَذَا دِيْنُ سُوْءٍ.

سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ”اور انسانوں میں کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو اللہ کی عبادت ایک کنارے پر کرتا ہے“ کے متعلق فرمایا کہ بعض لوگ مدینہ آتے (اور اپنے اسلام کا اظہار کرتے) اسکے بعد اگر اسکی بیوی کے یہاں لڑکا پیدا ہوتا اور گھوڑی بھی بچہ دیتی تو وہ کہتے کہ یہ دین (اسلام) بڑا اچھا دین ہے، لیکن اگر انکے یہاں لڑکا نہ پیدا ہوتا اور گھوڑی بھی کوئی بچہ نہ دیتی تو کہتے کہ یہ تو برا دین ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِي رَبِّهِمْ﴾

باب: اللہ جل جلالہ کا ارشاد:

”یہ دو فریق ہیں جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا۔“

٤٧٤٣ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ كَانَ يُقْسِمُ قَسَمًا إِنَّ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِي رَبِّهِمْ﴾ نَزَلَتْ فِي حَمْزَةَ وَصَاحِبَيْهِ وَعُتْبَةَ وَصَاحِبَيْهِ يَوْمَ بَرَزُوْا فِي يَوْمِ بَدْرٍ. رَوَاهُ سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ وَقَالَ عُثْمَانُ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَوْلَهُ. [راجع: ٣٩٦٦]

(۴۷۴۳) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو ہاشم نے خبر دی، انہیں ابو مجلز نے، انہیں قیس بن عباد نے اور انہیں ابو ذر رضی اللہ عنہ نے وہ قسم کھا کر بیان کرتے تھے کہ یہ آیت ”یہ دو فریق ہیں، جنہوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑا کیا“ حمزہ اور آپ کے دونوں ساتھیوں (علی بن ابی طالب اور عبیدہ بن حارث مسلمانوں کی طرف سے) اور (مشرکین کی طرف سے) عتبہ اور اس کے دونوں ساتھیوں (شیبہ اور ولید بن عتبہ) کے بارے میں نازل ہوئی تھی، جب انہوں نے بدر کی لڑائی میں میدان میں آ کر مقابلہ کی دعوت دی تھی۔ اس روایت کو سفیان نے ابو ہاشم سے اور عثمان نے جریر سے، انہوں نے منصور سے، انہوں نے ابو ہاشم سے اور انہوں نے ابو مجلز سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

٤٧٤٤ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَجْثُوْ بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمَنِ لِلْخُصُوْمَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ قَيْسٌ: وَفِيْهِمْ نَزَلَتْ ﴿هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِي رَبِّهِمْ﴾ قَالَ: هُمُ الَّذِيْنَ بَارَزُوْا يَوْمَ بَدْرٍ: عَلِيٌّ وَحَمْزَةُ وَعُبَيْدَةُ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةُ بْنُ

(۴۷۴۴) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سلیمان سے سنا، انہوں نے ابو مجلز سے سن کر کہا کہ یہ خود ان (ابو مجلز) کا قول ہے، ان سے قیس بن عباد نے اور ان سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں پہلا شخص ہوں گا۔ جو رحمن کے حضور میں قیامت کے دن اپنا دعویٰ پیش کرنے کے لیے دو زانو بیٹھوں گا۔ قیس نے کہا کہ آپ ہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ ”یہ دو فریق ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑا کیا“ بیان کیا کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے بدر کی لڑائی میں دعوت مقابلہ

رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ. [راجع: ٣٩٦٥]

دی تھی۔ یعنی علی، حمزہ اور عبیدہ رضی اللہ عنہم نے (مسلمانوں کی طرف سے) اور شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ نے (کفار کی طرف سے)۔

(٢٣) سُورَةُ الْمُؤْمِنِينَ

سورۂ مومنون کی تفسیر

تشریح: یہ سورت مکی ہے اس میں ۱۱۸ آیات اور ۶ رکوع ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: ﴿سَبْعَ طَرَائِقَ﴾ سَبْعَ سَمَوَاتٍ ﴿لَهَا سَابِقُونَ﴾ سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ ﴿قُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ خَائِفِينَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ﴾ بَعِيدٌ بَعِيدٌ ﴿فَسْئَلِ الْعَادِّينَ﴾ الْمَلَائِكَةَ ﴿لَنَاكِبُونَ﴾ لَعَادِلُونَ ﴿كَالِحُونَ﴾ عَابِسُونَ ﴿مِنْ سُلَالَةٍ﴾ الْوَلَدُ وَالنُّطْفَةُ: السُّلَالَةُ وَالْجِنَّةُ وَالْجُنُونُ وَاحِدٌ وَالْغُثَاءُ الزَّبَدُ وَمَا ارْتَفَعَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا لَا يُنْتَفَعُ بِهِ. [﴿يَجْأَرُونَ﴾ يَرْفَعُونَ أَصْوَاتَهُمْ كَمَا تَجْأَرُ الْبَقَرَةُ ﴿عَلَى أَعْقَابِكُمْ﴾ رَجَعَ عَلَى عَقِبَيْهِ ﴿سَامِرًا﴾ مِنَ السَّمَرِ وَالْجَمِيعُ السُّمَّارُ وَالسَّامِرُ هَاهُنَا فِي مَوْضِعِ الْجَمْعِ ﴿تُسْحَرُونَ﴾ تَعْمَوْنَ مِنَ السِّحْرِ].

سفیان بن عیینہ نے کہا ''سَبْعَ طَرَائِقَ'' سے ساتوں آسمان مراد ہیں۔ ''لَهَا سَابِقُونَ'' یعنی ان کی قسمت میں (روزِ ازل سے) سعادت اور نیک بختی لکھ دی گئی۔ ''وَجِلَةٌ'' ڈرنے والے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ''هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ'' کا معنی دور ہے دور ہے۔ فَسْئَلِ الْعَادِّينَ یعنی گننے والے فرشتوں سے (جو اعمال کا حساب کرتے ہیں) پوچھ لو۔ ''لَنَاكِبُونَ'' سیدھی راہ سے مڑ جانے والے۔ ''كَالِحُونَ'' ترش رو، بدشکل، منہ بنانے والے۔ اوروں نے کہا ''سُلَالَة'' سے مراد بچہ اور نطفہ ہے۔ جِنَّة اور جنون دونوں کا ایک ہی معنی ہے یعنی دیوانگی باؤلا پن۔ غُثَاء اور ایسی چیز جو پانی پر تیر آئے اور کام نہ آئے (بلکہ پھینک دیا جائے) ''يَجْأَرُونَ'' آواز بلند کریں گے جیسے گائے تکلیف کے وقت آواز نکالتی ہے۔ ''عَلَى أَعْقَابِكُمْ'' عرب لوگ بولتے ہیں رَجَعَ عَلَى عَقِبَيْهِ یعنی پیٹھ پھیر کر چل دیا۔ ''سَامِرًا'' سَمَرَ سے نکلا ہے۔ اس کی جمع سُمَّار ہے۔ یہاں سَامِر جمع کے معنوں میں ہے (یعنی رات کو گپ شب کرنے والے) ''تُسْحَرُونَ'' جادو سے اندھے ہو رہے ہیں۔

(٢٤) سُورَةُ النُّورِ

سورۂ نور کی تفسیر

تشریح: یہ سورت مدنی ہے۔ اس میں ۶۴ آیات اور ۹ رکوع ہیں۔

﴿مِنْ خِلَالِهِ﴾ مِنْ بَيْنِ أَضْعَافِ السَّحَابِ ﴿سَنَا بَرْقِهِ﴾ الضِّيَاءُ ﴿مُذْعِنِينَ﴾ يُقَالُ لِلْمُسْتَخْذِي: مُذْعِنٌ ﴿أَشْتَاتًا﴾ وَشَتَّى وَشَتَاتٌ وَشَتٌّ وَاحِدٌ وَقَالَ سَعْدُ بْنُ

''مِنْ خِلَالِهِ'' کا معنی بادل کے پردوں کے بیچ میں سے۔ ''سَنَا بَرْقِه'' اس کی بجلی کی روشنی۔ ''مُذْعِنِينَ'' مُذْعِنٌ کی جمع ہے یعنی عاجزی کرنے والا۔ ''أَشْتَاتًا'' اور شَتّٰى اور شَتَاتٌ اور شَتٌّ سب کے ایک ہی معنی ہیں (یعنی الگ الگ) اور سعد بن عیاض ثمالی نے کہا کہ ''المشكوٰة''

عِيَاضٍ الثُّمَالِيُّ: الْمِشْكَاةُ: الْكُوَّةُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا﴾ بَيَّنَّاهَا وَقَالَ غَيْرُهُ: سُمِّيَ الْقُرْآنُ لِجَمَاعَةِ السُّوَرِ وَسُمِّيَتِ السُّورَةُ لِأَنَّهَا مَقْطُوعَةٌ مِنَ الْأُخْرَى فَلَمَّا قُرِنَ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ سُمِّيَ قُرْآنًا وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ [القيامه: ١٧] تَأْلِيفَ بَعْضِهِ إِلَى بَعْضٍ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ فَإِذَا جَمَعْنَاهُ وَأَلَّفْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ أَيْ مَا جُمِعَ فِيهِ فَاعْمَلْ بِمَا أَمَرَكَ وَانْتَهِ عَمَّا نَهَاكَ اللَّهُ وَيُقَالُ: لَيْسَ لِشِعْرِهِ قُرْآنٌ أَيْ تَأْلِيفٌ، وَسُمِّيَ الْفُرْقَانَ لِأَنَّهُ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَيُقَالُ لِلْمَرْأَةِ مَا قَرَأَتْ سَلًا قَطُّ أَيْ لَمْ تَجْمَعْ فِي بَطْنِهَا وَلَدًا وَيُقَالُ فِي: ﴿فَرَّضْنَاهَا﴾ أَنْزَلْنَا فِيهَا فَرَائِضَ مُخْتَلِفَةً وَمَنْ قَرَأَ: ﴿فَرَضْنَاهَا﴾ يَقُولُ: فَرَضْنَا عَلَيْكُمْ وَعَلَى مَنْ بَعْدَكُمْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا﴾ لَمْ يَدْرُوا لِمَا بِهِمْ مِنَ الصِّغَرِ [وَقَالَ الشَّعْبِيُّ ﴿أُولِي الْإِرْبَةِ﴾ مَنْ لَيْسَ لَهُ أَرَبٌ وَقَالَ طَاوُسٌ: هُوَ الْأَحْمَقُ الَّذِي لَا حَاجَةَ لَهُ فِي النِّسَاءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: لَا يُهِمُّهُ إِلَّا بَطْنُهُ وَلَا يَخَافُ عَلَى النِّسَاءِ].

طاق کو کہتے ہیں جو حبشی زبان کا لفظ ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ''سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا'' کا معنی ہم نے اس کو کھول کر بیان کیا کہ سورتوں کے مجموعہ کی وجہ سے قرآن کا نام پڑا اور سورت کو سورت اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ دوسری سورت سے علیحدہ ہوتی ہے پھر جب ایک سورت دوسری کے قریب کردی گئی تو مجموعہ کو قرآن کہنے لگے، (تو یہ قرن سے نکلا ہے) اور یہ جو سورۂ قیامت میں فرمایا ''ہم پر اس کا جمع کرنا اور پڑھوا دینا ہے'' تو قرآن سے اس کا جوڑنا اور ایک ٹکڑے سے دوسرا ٹکڑا ملانا مراد ہے۔ پھر فرمایا ''فَإِذَا قَرَأْنَاهُ'' یعنی جب ہم اس کو پڑھوا دیں آپ اس پڑھے ہوئے کی پیروی کریں یعنی اس میں جس بات کا حکم ہے اس کو بجالا اور جس کی اللہ نے ممانعت کی ہے اس سے باز رہ اور عرب لوگ کہتے ہیں اس کے شعروں کا قرآن نہیں ہے۔ یعنی کوئی مجموعہ نہیں ہے اور قرآن کو فرقان بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ حق اور باطل کو جدا کرتا ہے اور عورت کے حق میں کہتے ہیں مَا قَرَأَتْ سَلًا قَطُّ یعنی اس نے اپنے پیٹ میں بچہ کبھی نہیں رکھا اور ''فَرَّضْنَاهَا'' کے متعلق کہا کہ انزلنا فیها فرائض مختلفة ہم نے اس میں مختلف اور طرح طرح کے فرائض نازل کیے ہیں اور جس نے ''فَرَضْنَاهَا'' تخفیف سے پڑھا ہے۔ تو معنی یہ ہوگا ہم نے تم پر اور جو لوگ قیامت تک تمہارے بعد آئیں گے ان پر فرض کیا اور مجاہد نے کہا: ''اَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا'' سے وہ کم سن بچے مراد ہیں جو کم سنی کی وجہ سے عورتوں کی شرمگاہ یا جماع سے واقف نہیں ہیں اور شعبی نے کہا ''اولی الاربة'' سے وہ مرد مراد ہیں جن کو عورتوں کی احتیاج نہ ہو۔ اور طاؤس نے کہا (اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا) وہ احمق مراد ہے جس کو عورتوں کا خیال نہ ہو اور مجاہد نے کہا (اس کو طبری نے وصل کیا) جن کو اپنے پیٹ کی دھن لگی ہو ان سے یہ ڈر نہ ہو کہ عورتوں کو ہاتھ لگائیں۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ﴾

''اور جو لوگ اپنی بیویوں کو تہمت لگائیں اور ان کے پاس سوائے اپنے (اور) کوئی گواہ نہ ہو تو ان کی شہادت یہ ہے کہ وہ (مرد) چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ میں سچا ہوں۔''

٤٧٤٥۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: أَنَّ عُوَيْمِرًا أَتَى عَاصِمَ بْنَ عَدِيٍّ وَكَانَ سَيِّدَ بَنِي عَجْلَانَ فَقَالَ: كَيْفَ تَقُولُونَ فِي رَجُلٍ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ؟ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ؟ سَلْ لِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَأَتَى عَاصِمٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسَائِلَ فَسَأَلَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَرِهَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا قَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللَّهِ! لَا أَنْتَهِي حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَجَاءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! رَجُلٌ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ؟ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ الْقُرْآنَ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ)) فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْمُلَاعَنَةِ بِمَا سَمَّى اللَّهُ فِي كِتَابِهِ فَلَاعَنَهَا ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ حَبَسْتُهَا فَقَدْ ظَلَمْتُهَا فَطَلَّقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً لِمَنْ كَانَ بَعْدَهُمَا فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((انْظُرُوا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْحَمَ أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ عَظِيمَ الْأَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَلَا أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أُحَيْمِرَ كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ فَلَا أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا)) فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

(۴۷۴۵) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے زہری نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عویمر بن حارث بن زید رضی اللہ عنہ عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ عاصم بنی عجلان کے سردار تھے۔ انہوں نے آپ سے کہا کہ آپ لوگوں کا ایک ایسے شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو پالیتا ہے کیا وہ اسے قتل کر دے؟ لیکن تم پھر اسے قصاص میں قتل کر دو گے! آخر ایسی صورت میں انسان کیا طریقہ اختیار کرے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھ کے مجھے بتایئے۔ چنانچہ عاصم رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! (صورت مذکورہ میں خاوند کیا کرے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مسائل (میں سوال و جواب) کو ناپسند فرمایا۔ جو عویمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: انہوں نے بتادیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مسائل کو ناپسند فرمایا ہے۔ عویمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ واللہ میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے پوچھوں گا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر مرد کو دیکھتا ہے کیا وہ اس کو قتل کر دے؟ لیکن پھر آپ قصاص میں اس کو قتل کریں گے۔ ایسی صورت میں اس کو کیا کرنا چاہئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں قرآن کی آیت اتاری ہے۔'' پھر آپ نے انہیں قرآن کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق لعان کا حکم دیا۔ اور عویمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کے ساتھ لعان کیا، پھر انہوں کہا: یارسول اللہ! اگر میں اپنی بیوی کو روکے رکھوں تو میں ظالم ہوں گا۔ اس لئے عویمر رضی اللہ عنہ نے اسے طلاق دے دی۔ اس کے لعان کے بعد میاں بیوی میں جدائی کا طریقہ جاری ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: ''دیکھتے رہو اگر اس عورت کے کالا، بہت کالی پتلیوں (آنکھوں) والا، بھاری سرین اور بھری ہوئی پنڈلیوں والا بچہ پیدا ہو تو میرا خیال ہے کہ عویمر نے الزام غلط نہیں لگایا ہے۔ لیکن اگر سرخ سرخ

مِنْ تَصْدِيْقِ عُوَيْمِرٍ فَكَانَ بَعْدُ يُنْسَبُ إِلَى أُمِّهِ. [راجع: ٤٢٣]

گرگٹ جیسا پیدا ہو تو میرا خیال ہے کہ عویمر نے غلط الزام لگایا ہے۔" اس کے بعد اس عورت کے جو بچہ پیدا ہوا وہ انہیں صفات کے مطابق تھا جو رسول اللہ ﷺ نے بیان کی تھیں اور جس سے عویمر رضی اللہ عنہ کی تصدیق ہوتی تھی۔ چنانچہ اس لڑکے کا نسب اس کی ماں کی طرف رکھا گیا۔

تشریح: اگر میاں اپنی بیوی کو کسی کے ساتھ زنا کی حالت میں دیکھ لے تو ناممکن ہے کہ وہ دوسروں کو اسے دکھانا پسند کرے۔ ادھر شریعت میں زنا کے احکام جتنے سخت ہیں، اس کی سزا بھی اتنی ہی سخت ہے جتنا ثبوت پہنچانا سخت ہے۔ زنا کی شرعی سزا اس وقت دی جاسکتی ہے جب چار عادل گواہ عین حالت زنا میں مرد و عورت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی صاف لفظوں میں گواہی دیں۔ اگر کسی نے کسی پر زنا کا الزام لگایا اور اسلامی قانون کے مطابق وہ گواہی نہ دے سکا اور اس کی بھی سزا بہت سخت ہے۔ اب اگر ایک غیرت مند میاں اپنی بیوی کو اس بے حیائی میں گرفتار دیکھتا ہے تو اس کے لیے دوہری مصیبت ہے۔ نہ اسے اتنی مہلت مل سکتی ہے کہ چار گواہوں کو لا کے دکھائے اور نہ وہ خود اسے گوارا ہی کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر وہ اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگاتا ہے تو الزام زنا کی حد کا وہ مستحق ٹھہرتا ہے اور اگر خاموش رہتا ہے تو یہ بھی اس کے لیے بے حیائی ہے اور اگر قانون اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اور خود کوئی حرکت کر بیٹھتا ہے تو اسے پھر قانون شکنی کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ ایسی ہی ایک صورت نبی کریم ﷺ کے وقت میں بھی پیش آ گئی تھی۔ قرآن مجید نے اس کا حل یہ بتایا کہ میاں کو اسلامی عدالت میں اپنی بیوی کے ساتھ لعان کرنا چاہیے۔ لعان یہ ہے کہ میاں عدالت میں کھڑا ہو کر یہ کہے کہ "میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے اپنی بیوی پر جو زنا کا الزام لگایا ہے اس میں میں سچا ہوں۔" یہ الفاظ چار مرتبہ کہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ "مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں اپنے اس الزام میں جھوٹا ہوں" اب اگر عورت اپنے میاں کے اس الزام کا انکار کرتی ہے اس سے بھی کہا جائے گا کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ "بلاشبہ اس کا شوہر زنا کی اس الزام دہی میں جھوٹا ہے" اور پانچویں مرتبہ کہے کہ "مجھ پر اللہ کا غضب ہو اگر مرد سچا ہے" اگر اس نے میاں کے الزام کی اس طرح تردید کر دی تو اس پر زنا کی حد نہیں لگائی جائے گی۔ یہی وہ طریقہ ہے جو قرآن مجید نے بتایا ہے۔ لعان کے بعد میاں بیوی میں جدائی ہو جائے گی۔

بَابُ قَوْلِهِ: باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ﴾

"اور پانچویں بار مرد یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں جھوٹا ہوں۔"

٤٧٤٦ـ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيْعِ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ رَجُلًا رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ؟ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِيْهِمَا مَا ذُكِرَ فِي الْقُرْآنِ مِنَ التَّلَاعُنِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ:

(۴۷۴۶) مجھ سے ابوالربیع سلیمان بن داؤد نے بیان کیا، کہا ہم سے فلیح نے، ان سے زہری نے، ان سے سہل بن سعد نے کہ ایک صاحب (عویمر رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! ایسے شخص کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے جس نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر مرد کو دیکھا ہو کیا وہ اسے قتل کر دے؟ لیکن پھر آپ قصاص میں قاتل کو قتل کر دیں گے۔ پھر اسے کیا کرنا چاہیے؟ انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے دو آیات نازل کیں جن میں "لعان" کا ذکر ہے۔ چنانچہ

((قَدْ قُضِيَ فِيكَ وَفِي امْرَأَتِكَ)) قَالَ: فَتَلَاعَنَا وَأَنَا شَاهِدٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَفَارَقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَكَانَتْ حَامِلًا فَأَنْكَرَ حَمْلَهَا وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى إِلَيْهَا ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِي الْمِيْرَاثِ أَنْ يَرِثَهَا وَتَرِثَ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللَّهُ لَهَا. [راجع: ٤٢٣]

رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ”تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں فیصلہ کیا جا چکا ہے۔“ راوی نے بیان کیا کہ پھر دونوں میاں بیوی نے لعان کیا اور میں اس وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ پھر آپ نے دونوں میں جدائی کرادی اور دو لعان کرنے والوں میں اس کے بعد یہی طریقہ قائم ہو گیا کہ ان میں جدائی کرادی جائے۔ ان کی بیوی حاملہ تھیں، لیکن انہوں نے اس کا بھی انکار کر دیا۔ چنانچہ جب بچہ پیدا ہوا تو اسے ماں ہی کے نام سے پکارا جانے لگا۔ میراث کا یہ طریقہ ہوا کہ بیٹا ماں کا وارث ہوتا ہے اور ماں اللہ کے مقرر کیے ہوئے حصہ کے مطابق بیٹے کی وارث ہوتی ہے۔

تشریح: لعان کا بچہ اپنے باپ کا تو وارث نہ ہوگا کیونکہ باپ نے اپنا بیٹا ہونے سے انکار کیا ہے ماں کا وارث ضرور ہوگا۔ اس لیے کہ ماں نے اس کا ولد الزنا ہونا تسلیم نہیں کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ﴾

”اور عورت سزا سے اس طرح بچ سکتی ہے کہ وہ چار دفعہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ بیشک وہ مرد جھوٹا ہے۔ پانچویں دفعہ کہے کہ اگر وہ مرد سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو۔“

٤٧٤٧۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِشَرِيْكِ بْنِ سَحْمَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْبَيِّنَةَ أَوْ حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِذَا رَأَى أَحَدُنَا عَلَى امْرَأَتِهِ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ: ((الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ)) فَقَالَ هِلَالٌ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّي لَصَادِقٌ فَلَيُنْزِلَنَّ اللَّهُ مَا يُبَرِّئُ

(٤٧٤٧) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے ہشام بن حسان نے، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس ﷺ نے کہ ہلال بن امیہ ﷺ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ تہمت لگائی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اس کے گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد لگائی جائے گی۔“ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر کو مبتلا دیکھتا ہے تو کیا وہ ایسی حالت میں گواہ تلاش کرنے جائے گا؟ لیکن آپ ﷺ یہی فرماتے رہے کہ ”گواہ لاؤ، ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد جاری کی جائے گی۔“ اس پر ہلال ﷺ نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ خود ہی کوئی ایسی آیت

ظَهْرِي مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ﴾ فَقَرَأَ حَتَّى بَلَغَ ﴿إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ﴾ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَجَاءَ هِلَالٌ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ)) ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَّفُوْهَا وَقَالُوْا: إِنَّهَا مُوْجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهَا تَرْجِعُ ثُمَّ قَالَتْ: لَا أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ فَمَضَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَبْصِرُوْهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيْكِ ابْنِ سَحْمَاءَ)) فَجَاءَتْ بِهِ كَذَلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْلَا مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللَّهِ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ)). [راجع: ٢٦٧١]

نازل فرمائے گا۔ جس کے ذریعہ میرے اوپر سے حد دور ہو جائے گی۔ اتنے میں جبرئیل تشریف لائے اور یہ آیت نازل ہوئی: "وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ" سے لے کر "إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ" (جس میں ایسی صورت میں لعان کا حکم ہے) جب نزول وحی کا سلسلہ ختم ہوا تو آپ نے ہلال رضی اللہ عنہ کو آدمی بھیج کر بلوایا وہ آئے اور آیت کے مطابق چار مرتبہ قسم کھائی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس موقع پر فرمایا: "اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے تو کیا وہ توبہ کرنے پر تیار نہیں ہے۔" اس کے بعد ان کی بیوی کھڑی ہوئیں اور انہوں نے بھی قسم کھائی، جب وہ پانچویں پر پہنچیں (اور چار مرتبہ برأت کی قسم کھانے کے بعد، کہنے لگیں کہ اگر میں جھوٹی ہوں تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو) تو لوگوں نے انہیں روکنے کی کوشش کی اور کہا کہ (اگر تم جھوٹی ہو تو) اس سے تم پر اللہ کا عذاب ضرور نازل ہوگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اس پر وہ ہچکچائیں ہم نے سمجھا کہ اب وہ اپنا بیان واپس لے لیں گے۔ لیکن اس نے یہ کہتے ہوئے کہ زندگی بھر کے لیے میں اپنی قوم کو رسوا نہیں کروں گی۔ پانچویں بار قسم کھائی۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "دیکھنا اگر بچہ خوب سیاہ آنکھوں والا، بھاری سرین اور بھری بھری پنڈلیوں والا پیدا ہوا تو پھر وہ شریک بن سحماء ہی کا ہوگا۔" چنانچہ جب پیدا ہوا تو وہ اسی شکل وصورت کا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "اگر کتاب اللہ کا حکم نہ آچکا ہوتا تو میں اسے رجمی سزا دیتا۔"

تشریح: یعنی رجم کرتا مگر رجم بغیر چار آدمیوں کی گواہی کے یا اقرار کے نہیں ہوسکتا۔ نبی کریم ﷺ کی بات اور تھی۔ ممکن ہے آپ کو وحی سے یہ معلوم ہوگیا ہو کہ اس عورت نے زنا کیا ہے۔ اکثر مفسرین نے لعان کی آیت کا شان نزول ہلال بن امیہ کے بارے میں بتلایا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ﴾

"اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو اگر وہ مرد سچا ہے۔"

٤٧٤٨۔ حَدَّثَنَا مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ

(۴۷۴۸) ہم سے مقدم بن محمد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے چچا قاسم بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے، قاسم نے عبید اللہ سے سنا

اللَّهِ وَقَدْ سَمِعَ مِنْهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا رَمَى امْرَأَتَهُ فَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتَلَاعَنَا كَمَا قَالَ اللَّهُ ثُمَّ قَضَى بِالْوَلَدِ لِلْمَرْأَةِ وَفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ. [اطرافه في: ٥٣٠٦، ٥٣١٣، ٥٣١٤، ٥٣١٥، ٦٧٤٨]

تھا اور عبید اللہ نے نافع سے اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ایک صاحب نے اپنی بیوی پر رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک غیر مرد کے ساتھ تہمت لگائی اور کہا کہ عورت کا حمل میرا نہیں ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے دونوں میاں بیوی نے اللہ کے فرمان کے مطابق لعان کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بچہ کے بارے میں فیصلہ کیا کہ وہ عورت ہی کا ہوگا اور لعان کرنے والے دونوں میاں بیوی میں جدائی کروادی۔

تشریح: لعان کے بعد میاں بیوی میں تفریق کرادی جاتی ہے یعنی بمجرد اس کے کہ لعان سے فارغ ہو، عورت پر طلاق پڑ جاتی ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ اور اکثر اہل حدیث کا یہی قول ہے اور عویمر رضی اللہ عنہ نے جو طلاق دی اس کی ضرورت نہ تھی۔ وہ یہ سمجھے کہ لعان طلاق نہیں ہے۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ لعان کے بعد مرد جب تک طلاق نہ دے طلاق نہیں پڑتی۔ بعض نے کہا لعان سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور خود بخود دونوں میں جدائی ہو جاتی ہے۔ (وحیدی)

بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ أَفَّاكٌ: كَذَّابٌ.

''بیشک جن لوگوں نے (عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر) تہمت لگائی ہے وہ تم میں سے ایک چھوٹا سا گروہ ہے تم اسے اپنے حق میں برا نہ سمجھو۔ بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہی ہے، ان میں سے ہر شخص کو جس نے جتنا جو کچھ کیا تھا گناہ ہوا اور جس نے ان میں سے سب سے بڑھ کر حصہ لیا تھا اس کے لئے سزا بھی سب سے بڑھ کر سخت ہے''۔ أَفَّاكٌ کے معنی بہت جھوٹا ہے۔

تشریح: یہ شروع ہے ان آیتوں کا جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تہمت کے باب میں اتری ہیں "باب وقوله لولا اذ سمعتموه" نسخہ مطبوعہ مصر میں ترجمہ باب یوں ہی مذکور ہے لیکن اس میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ یہ نظم قرآنی کے موافق نہیں ہے۔ یہ آیت "لولا جاء وا عليه باربعة شهداء ولولا اذ سمعتموه قلتم" سے پہلے ہے۔ متن قسطلانی اور دوسرے نسخوں میں ترجمہ باب یوں مذکور ہے۔ باب ﴿لولا اذ سمعتموه ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسهم خيرا﴾ آخر آیت "هم الكاذبون" تک یہی نسخہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ (وحیدی)

٤٧٤٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ: ﴿وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ﴾ قَالَتْ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ. [راجع: ٣٥٩٣]

(۴۷۴۹) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے ''وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ'' (اور جس نے ان میں سے سب سے بڑھ کر حصہ لیا تھا) کے متعلق فرمایا کہ مراد عبد اللہ بن ابی (منافق) ہے۔

تشریح: اس جھوٹ کا بنانے والا اور اسے مشتہر کرنے والا یہی منافق عبد اللہ بن ابی تھا اس حرکت کے سبب وہ ملعون ٹھہرا۔

[بَابُ قَوْلِهِ]

باب: (اللہ عزوجل کا فرمان)

﴿وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ﴾ ﴿لَوْلَا جَآءُوْا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَإِذْلَمْ يَأْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَأُولٰئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكَاذِبُوْنَ﴾

''جب تم لوگوں نے یہ بری خبر سنی تھی تو کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ایسی بری بات زبان سے نکالیں، سبحان اللہ! یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔'' ''یہ بہتان باز اپنے قول پر چار گواہ کیوں نہ لائے۔ سو جب یہ لوگ گواہ نہیں لائے تو بس یہ لوگ اللہ کے نزدیک سر بسر جھوٹے ہی ہیں۔''

٤٧٥٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيْثِ وَبَعْضُ حَدِيْثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا وَإِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضٍ، الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِيْ فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَمَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَأَنَا أُحْمَلُ فِيْ هَوْدَجِيْ وَأُنْزَلُ فِيْهِ فَسِرْنَا حَتّٰى إِذَا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ وَقَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَافِلِيْنَ آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيْلِ فَقُمْتُ حِيْنَ آذَنُوْا بِالرَّحِيْلِ فَمَشَيْتُ حَتّٰى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِيْ أَقْبَلْتُ

(٤٧٥٠) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس بن زید نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ ؓ پر تہمت لگانے کا واقعہ بیان کیا۔ یعنی جس میں تہمت لگانے والوں نے ان کے متعلق افواہ اڑائی تھی اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے بری قرار دیا تھا۔ ان تمام راویوں نے پوری حدیث کا ایک ٹکڑا بیان کیا اور ان راویوں میں سے بعض کا بیان بعض دوسرے کے بیان کی تصدیق کرتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ ان میں سے بعض راوی کو بعض دوسرے کے مقابلہ میں حدیث زیادہ بہتر طریقہ پر محفوظ یاد تھی مجھ سے یہ حدیث عروہ ؒ نے عائشہ ؓ سے اس طرح بیان کی کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ ؓ نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں میں سے کسی کو اپنے ساتھ لیجانے کے لئے قرعہ ڈالتے جن کا نام نکل آتا انہیں اپنے ساتھ لے جاتے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک غزوہ کے موقع پر اسی طرح آپ نے قرعہ ڈالا اور میرا نام نکلا۔ میں آپ کے ساتھ روانہ ہوئی۔ یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ مجھے ہودج سمیت اونٹ پر چڑھا دیا جاتا اور اسی طرح اتار لیا جاتا تھا۔ یوں ہمارا سفر جاری رہا۔ پھر جب آپ اس غزوہ سے فارغ ہو کر واپس لوٹے اور ہم مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو ایک رات جب کوچ کا حکم ہوا۔ میں (قضائے حاجت کے لئے) پڑاؤ سے کچھ دور گئی اور قضائے حاجت کے بعد اپنے کجاوے کے پاس واپس آ گئی۔ اس وقت مجھے خیال ہوا کہ میرا اظفار کے نگینوں کا بنا ہوا ہار کہیں راستہ میں گر گیا ہے۔ میں اسے ڈھونڈنے لگی اور اس میں اتنا محو ہو گئی کہ کوچ کا خیال ہی نہ

إِلَى رَحْلِيْ فَإِذَا عِقْدٌ لِيْ مِنْ جَزْعِ ظَفَارٍ قَدِ انْقَطَعَ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِيْ وَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَرْحَلُوْنَ لِيْ فَاحْتَمَلُوْا هَوْدَجِيْ فَرَحَلُوْهُ عَلَى بَعِيْرِي الَّذِيْ كُنْتُ رَكِبْتُ وَهُمْ يَحْسِبُوْنَ أَنِّي فِيْهِ وَكَانَ النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يُثْقِلْهُنَّ اللَّحْمُ إِنَّمَا تَأْكُلُ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِفَّةَ الْهَوْدَجِ حِيْنَ رَفَعُوْهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيْثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوْا فَوَجَدْتُ عِقْدِيْ بَعْدَمَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا دَاعٍ وَلَا مُجِيْبٌ فَأَمَمْتُ مَنْزِلِي الَّذِيْ كُنْتُ بِهِ وَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُوْنِّي فَيَرْجِعُوْنَ إِلَيَّ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِيْ مَنْزِلِيْ غَلَبَتْنِيْ عَيْنِي فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ فَأَدْلَجَ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ فَأَتَانِي فَعَرَفَنِي حِيْنَ رَآنِيْ وَكَانَ يَرَانِيْ قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِيْنَ عَرَفَنِيْ فَخَمَّرْتُ وَجْهِيْ بِجِلْبَابِيْ وَاللّٰهِ! مَا يُكَلِّمُنِيْ كَلِمَةً وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ حَتَّى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَوَطِىءَ عَلَى يَدَيْهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُوْدُ بِيَ الرَّاحِلَةَ حَتَّى أَتَيْنَا الْجَيْشَ بَعْدَمَا نَزَلُوْا مُوْغِرِيْنَ فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِيْ تَوَلَّى الْإِفْكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ

رہا۔ اتنے میں جو لوگ میرے ہودج کو سوار کیا کرتے تھے آئے اور میرے ہودج کو اٹھا کر اس اونٹ پر رکھ دیا جو میری سواری کے لئے تھا۔ انہوں نے یہی سمجھا کہ میں اس میں بیٹھی ہوئی ہوں۔ ان دنوں عورتیں بہت ہلکی پھلکی ہوتی تھیں گوشت سے ان کا جسم بھاری نہیں ہوتا تھا کیونکہ کھانے پینے کو بہت کم ملتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب لوگوں نے ہودج کو اٹھایا تو اس کے ہلکے پن میں انہیں کوئی اجنبیت نہیں محسوس ہوئی۔ میں یوں بھی اس وقت کم عمر لڑکی تھی۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس اونٹ کو اٹھایا اور چل پڑے۔ مجھے ہار اس وقت ملا جب لشکر گزر چکا تھا۔ میں جب پڑاؤ پر پہنچی تو وہاں نہ کوئی پکارنے والا تھا اور نہ کوئی جواب دینے والا۔ میں وہاں جا کر بیٹھ گئی جہاں پہلے بیٹھی ہوئی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ جلد ہی انہیں میرے نہ ہونے کا علم ہو جائے گا اور پھر وہ مجھے تلاش کرنے کے لئے یہاں آئیں گے۔ میں اپنی اسی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی کہ میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گئی۔ صفوان بن معطل سلمی لشکر کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے (تاکہ اگر لشکر والوں سے کوئی چیز چھوٹ جائے تو اسے اٹھالیں سفر میں دستور تھا) رات کا آخری حصہ تھا، جب میرے مقام پر پہنچے تو صبح ہو چکی تھی۔ انہوں نے (دور سے) ایک انسانی سایہ دیکھا کہ پڑا ہوا ہے وہ میرے قریب آئے اور مجھے دیکھتے ہی پہچان گئے۔ پردہ کے حکم سے پہلے انہوں نے مجھے دیکھا تھا۔ جب وہ مجھے پہچان گئے تو انا اللہ پڑھنے لگے۔ میں ان کی آواز پر جاگ گئی اور چہرہ چادر سے چھپا لیا۔ اللہ کی قسم! اس کے بعد انہوں نے مجھ سے ایک لفظ بھی نہیں کہا اور نہ میں نے انا اللہ وانا الیہ راجعون کے سوا ان کی زبان سے کوئی کلمہ سنا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا اونٹ بٹھا دیا اور میں اس پر سوار ہو گئی وہ (خود پیدل) اونٹ کو آگے سے کھینچتے ہوئے لے چلے۔ ہم لشکر سے اس وقت ملے جب وہ بھری دوپہر میں (دھوپ سے بچنے کے لئے) پڑاؤ کئے ہوئے تھے، اس کے بعد جسے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوا۔ اس تہمت میں پیش پیش عبداللہ بن ابی ابن سلول منافق تھا۔ مدینہ پہنچ کر میں بیمار پڑ گئی اور ایک مہینہ تک بیمار رہی۔ اس عرصہ میں لوگوں میں تہمت لگانے والوں کی باتوں

فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاشْتَكَيْتُ حِيْنَ قَدِمْتُ شَهْرًا وَالنَّاسُ يُفِيْضُوْنَ فِي قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِفْكِ لَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ وَهُوَ يَرِيْبُنِيْ فِيْ وَجَعِيْ أَنِّيْ لَا أَعْرِفُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اللُّطْفَ الَّذِيْ كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِيْنَ أَشْتَكِي إِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُوْلُ: ((كَيْفَ تِيْكُمْ)) ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَرِيْبُنِيْ وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتَّى خَرَجْتُ بَعْدَمَا نَقَهْتُ فَخَرَجَتْ مَعِيْ أُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ وَهُوَ مُتَبَرَّزُنَا وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيْبًا مِنْ بُيُوْتِنَا وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الْأُوَلِ فِي التَّبَرُّزِ قِبَلَ الْغَائِطِ فَكُنَّا نَتَأَذَّى بِالْكُنُفِ أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوْتِنَا فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ وَهِيَ ابْنَةُ أَبِيْ رُهْمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَابْنُهَا مِسْطَحُ ابْنُ أُثَاثَةَ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِيْ وَقَدْ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِيْ مِرْطِهَا فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا: بِئْسَ مَا قُلْتِ أَتَسُبِّيْنَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا قَالَتْ: أَيْ هَنْتَاهُ أَوَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قَالَ؟ قُلْتُ: وَمَا قَالَ؟ قَالَتْ كَذَا وَكَذَا فَأَخْبَرَتْنِيْ بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلَى مَرَضِيْ فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِيْ وَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((كَيْفَ تِيْكُمْ)) فَقُلْتُ:

کا برابر چرچا رہا لیکن مجھے ان باتوں کا کوئی احساس بھی نہیں تھا۔ صرف ایک معاملہ سے مجھے شبہ سا ہوتا تھا کہ میں اپنی بیماری میں رسول کریم ﷺ کی طرف سے لطف و محبت کا اظہار نہیں دیکھتی تھی جو پہلی بیماریوں کے دنوں میں دیکھ چکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لاتے اور سلام کر کے صرف اتنا پوچھ لیتے کہ "کیا حال ہے؟" اور پھر واپس چلے جاتے۔ آپ کے اس طرز عمل سے مجھے شبہ ہوتا تھا لیکن صورت حال کا مجھے کوئی احساس نہیں تھا۔ ایک دن جب (بیماری سے کچھ افاقہ تھا) کمزوری باقی تھی تو میں باہر نکلی میرے ساتھ ام مسطح رضی اللہ عنہا بھی تھیں ہم "مناصع" کی طرف نکلیں۔ قضائے حاجت کے لئے ہم وہیں جایا کرتی تھیں اور قضائے حاجت کے لئے ہم صرف رات ہی کو جایا کرتی تھیں۔ یہ اس سے پہلے کی بات ہے جب ہمارے گھروں کے قریب پاخانے نہیں بنے تھے۔ اس وقت تک ہم قدیم عرب کے دستور کے مطابق قضائے حاجت آبادی سے دور جا کر کیا کرتے تھے۔ اس سے ہمیں بدبو سے تکلیف ہوتی تھی کہ بیت الخلاء ہمارے گھر کے قریب بنا دیے جائیں۔ خیر میں اور ام مسطح قضائے حاجت کے لئے روانہ ہوئیں۔ وہ ابورہم بن عبد مناف کی بیٹی تھیں اور ان کی والدہ (رائطہ نامی) صخر بن عامر کی بیٹی تھیں۔ اس طرح وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خالہ ہوتی ہیں۔ ان کے لڑکے مسطح بن اثاثہ ہیں۔ قضائے حاجت کے بعد جب ہم گھر واپس آنے لگیں تو مسطح کی ماں کا پاؤں انہی کی چادر میں الجھ کر پھسل گیا۔ اس پر ان کی زبان سے نکلا مسطح برباد ہو، میں نے کہا تم نے بری بات کہی، تم ایک ایسے شخص کو برا کہتی ہو جو غزوۂ بدر میں شریک رہا ہے۔ انہوں نے کہا: واہ! اس کی باتیں تو نے نہیں سنی؟ میں نے پوچھا کیا کہا ہے؟ پھر انہوں نے مجھے تہمت لگانے والوں کی باتیں بتائیں پہلے سے بیمار تھی ہی، ان باتوں کو سن کر میرا مرض اور بڑھ گیا اور پھر جب میں گھر پہنچی اور رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لائے تو آپ نے سلام کیا اور دریافت فرمایا: "کیسی طبیعت ہے؟" میں نے عرض کیا کہ کیا آپ مجھے اپنے ماں باپ کے گھر جانے کی اجازت دیں گے؟ میرا مقصد ماں باپ کے یہاں جانے سے صرف یہ تھا کہ اس خبر

أَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِيَ أَبَوَيَّ قَالَتْ: وَأَنَا حِينَئِذٍ أُرِيدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا قَالَتْ: فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَجِئْتُ أَبَوَيَّ فَقُلْتُ لِأُمِّي يَا أُمَّتَاهُ! مَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ قَالَتْ: يَا بُنَيَّةُ! هَوِّنِي عَلَيْكِ فَوَاللَّهِ! لَقَلَّ مَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةٌ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَلَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا قَالَتْ: فَقُلْتُ: سُبْحَانَ اللَّهِ! أَوَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهَذَا قَالَتْ: فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ حَتَّى أَصْبَحْتُ أَبْكِي فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلِيَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْتَأْمِرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ قَالَتْ: فَأَمَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَأَشَارَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَبِالَّذِي يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ مِنَ الْوُدِّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَهْلَكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَمْ يُضَيِّقِ اللَّهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ وَإِنْ تَسْأَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ قَالَتْ: فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَرِيرَةَ فَقَالَ: ((أَيْ بَرِيرَةُ! هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيبُكِ؟)) قَالَتْ بَرِيرَةُ: لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهُ عَلَيْهَا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

کی حقیقت ان سے پوری طرح معلوم ہو جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جانے کی اجازت دے دی اور میں اپنے والدین کے گھر آ گئی۔ میں نے والدہ سے پوچھا کہ یہ لوگ کس طرح کی باتیں کر رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: بیٹی! صبر کرو، کم ہی کوئی ایسی حسین و جمیل عورت کسی ایسے مرد کے نکاح میں ہو گی جو اس سے محبت رکھتا ہو اس کی سوکنیں بھی ہوں اور پھر بھی وہ اس طرح اسے نیچا دکھانے کی کوشش نہ کریں۔ بیان کیا کہ اس پر میں نے کہا: سبحان اللہ! کیا اس طرح کا چرچا لوگوں نے بھی کر دیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس کے بعد میں رونے لگی اور رات بھر روتی رہی۔ صبح ہو گئی لیکن میرے آنسو نہیں تھمتے تھے اور نہ نیند کا نام و نشان تھا۔ صبح ہو گئی اور میں روئے جا رہی تھی اسی عرصہ میں رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کو بلایا کیونکہ اس معاملہ میں آپ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ آپ ان سے میرے چھوڑ دینے کے لئے مشورہ لینا چاہتے تھے۔ کیونکہ وحی اترنے میں دیر ہو گئی تھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ رضی اللہ عنہ کو اسی کے مطابق مشورہ دیا جس کا انہیں علم تھا کہ آپ کی اہلیہ (یعنی خود عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) اس تہمت سے بری ہیں۔ اس کے علاوہ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ آپ ﷺ کو ان سے کتنا تعلق خاطر ہے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کی بیوی کے بارے میں خیر و بھلائی کے سوا اور ہمیں کسی چیز کا علم نہیں اور علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں کی ہے، عورتیں ان کے سوا اور بھی بہت ہیں۔ ان کی باندی (بریرہ رضی اللہ عنہا) سے بھی آپ اس معاملہ میں دریافت فرمالیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے بریرہ کو بلایا اور دریافت فرمایا: ''بریرہ! کیا تم نے کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جس سے تجھ کو شبہ گزرا ہو؟'' انہوں نے عرض کیا: نہیں حضور! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے ان میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جس پر عیب لگا سکوں، ایک بات ضرور ہے کہ وہ کم عمر لڑکی ہیں، آٹا گوندھنے میں بھی سو جاتی ہیں اور اتنے میں کوئی بکری یا پرندہ وغیرہ وہاں

فَاسْتَعْذَرَ يَوْمَئِذٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولَ قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ ((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ! مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَوَاللَّهِ! مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِي)) فَقَامَ سَعْدُ ابْنُ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنَا أَعْذِرُكَ مِنْهُ إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ قَالَتْ: فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ. وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَلَكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ. فَقَالَ لِسَعْدٍ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللَّهِ لَا تَقْتُلُهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلَى قَتْلِهِ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللَّهِ لَنَقْتُلَنَّهُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ فَتَثَاوَرَ الْحَيَّانِ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَقْتَتِلُوا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَتُوا وَسَكَتَ قَالَتْ: فَمَكَثْتُ يَوْمِي ذَلِكَ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ قَالَتْ: فَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِي وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا لَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ وَلَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ يَظُنَّانِ أَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِي قَالَتْ: فَبَيْنَمَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِي

پہنچ جاتا ہے اور ان کا گندھا ہوا آٹا کھا جاتا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور اس دن آپ نے عبداللہ بن ابی کی شکایت کی۔ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: ”اے مسلمانو! ایک ایسے شخص کے بارے میں کون میری مدد کرتا ہے جس کی اذیت رسانی اب میرے گھر تک پہنچ گئی ہے۔ اللہ کی قسم کہ میں اپنی بیوی کو نیک پاک دامن ہونے کے سوا کچھ نہیں جانتا اور یہ لوگ جس مرد کا نام لے رہے ہیں ان کے بارے میں بھی خیر کے سوا میں اور کچھ نہیں جانتا۔ وہ جب بھی میرے گھر میں گئے تو میرے ساتھ ہی گئے ہیں۔“ اس پر سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا: یارسول اللہ! میں آپ کی مدد کروں گا اور اگر وہ شخص قبیلہ اوس سے تعلق رکھتا ہے تو میں اس کی گردن اڑا دوں اا اور اگر وہ ہمارے بھائیوں یعنی خزرج میں کا کوئی آدمی ہے تو آپ ہمیں حکم دیں، تعمیل میں کوتاہی نہیں ہوگی۔ راوی نے بیان کیا کہ اس کے بعد سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، وہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے، اس سے پہلے وہ مرد صالح تھے لیکن آج ان پر قومی حمیت غالب آ گئی تھی (عبداللہ بن ابی منافق) ان ہی کے قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا انہوں نے اٹھ کر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا: اللہ کی قسم! تم نے جھوٹ کہا ہے تم اسے قتل نہیں کر سکتے، تم میں اس کے قتل کی طاقت نہیں ہے۔ پھر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی تھے انہوں نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اللہ کی قسم! تم جھوٹ بولتے ہو، ہم اسے ضرور قتل کریں گے، کیا تم منافق ہو گئے ہو کہ منافقوں کی طرفداری میں لڑتے ہو؟ اتنے میں دونوں قبیلے اوس وخزرج اٹھ کھڑے ہوئے اور نوبت آپس ہی میں لڑنے تک پہنچ گئی۔ رسول اللہ ﷺ ممبر پر کھڑے تھے۔ آپ لوگوں کو خاموش کرنے لگے۔ آخر سب لوگ چپ ہو گئے اور آپ ﷺ بھی خاموش ہو گئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس دن بھی میں برابر روتی رہی نہ آنسو تھمتا تھا اور نہ نیند آتی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب (دوسری) صبح ہوئی تو میرے والدین میرے پاس ہی موجود تھے، دو راتیں اور ایک دن مجھے

وَأَنَا أَبْكِي فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِي قَالَتْ: فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ: وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مُنْذُ قِيلَ مَا قِيلَ قَبْلَهَا وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوحَى إِلَيْهِ فِي شَأْنِي قَالَتْ: فَتَشَهَّدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! يَا عَائِشَةُ فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ ثُمَّ تَابَ إِلَى اللّٰهِ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ)) قَالَتْ فَلَمَّا قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِي حَتَّى مَا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً فَقُلْتُ لِأَبِي: أَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيمَا قَالَ. قَالَ: وَاللّٰهِ! مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لِأُمِّي أَجِيبِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ كَثِيرًا مِنَ الْقُرْآنِ إِنِّي وَاللّٰهِ! لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هَذَا الْحَدِيثَ حَتَّى اسْتَقَرَّ فِي أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي بَرِيئَةٌ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ لَا تُصَدِّقُونِي بِذَلِكَ وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّي مِنْهُ بَرِيئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّي وَاللّٰهِ! مَا أَجِدُ لَكُمْ مَثَلًا إِلَّا قَوْلَ أَبِي يُوسُفَ قَالَ: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ

مسلسل روتے ہوئے گزر گیا تھا۔ اس عرصہ میں نہ مجھے نیند آئی تھی اور نہ آنسو تھمتے تھے۔ والدین سوچنے لگے کہ کہیں روتے روتے میرا دل نہ پھٹ جائے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ابھی وہ اسی طرح میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور میں روئے جا رہی تھی کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے اندر آنے کی اجازت چاہی، میں نے انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی، وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگیں۔ ہم اسی حال میں تھے کہ رسول کریم ﷺ اندر تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ انہوں نے کہا کہ جب سے مجھ پر تہمت لگائی گئی تھی اس وقت سے اب تک آپ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے، آپ نے ایک مہینہ تک اس معاملہ میں انتظار کیا اور آپ پر اس سلسلہ میں کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ انہوں نے بیان کیا کہ بیٹھنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے خطبہ پڑھا پھر فرمایا: ''امابعد! اے عائشہ! تمہارے بارے میں مجھے اس اس طرح کی خبریں پہنچی ہیں اگر تم بری ہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری برأت خود کر دے گا۔ لیکن اگر تم سے غلطی سے کوئی گناہ ہو گیا ہے تو اللہ سے دعائے مغفرت کرو اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو، کیونکہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کر لیتا ہے اور پھر اللہ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنی گفتگو ختم کر چکے تو یکبارگی میرے آنسو اس طرح خشک ہو گئے جیسے ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا ہو۔ میں نے اپنے والد (ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ آپ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو جواب دیجئے۔ انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نہیں سمجھتا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلہ میں کیا کہنا ہے۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی باتوں کا میری طرف سے آپ جواب دیں۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ میں آپ سے کیا عرض کروں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں خود ہی بولی میں اس وقت نو عمر لڑکی تھی، میں نے بہت زیادہ قرآن بھی نہیں پڑھا تھا (میں نے کہا کہ) اللہ کی قسم! میں تو یہ جانتی ہوں کہ ان افواہوں کے متعلق جو کچھ آپ لوگوں نے سنا ہے وہ آپ لوگوں کے دل میں جم گیا ہے اور آپ لوگ

وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾ قَالَتْ: ثُمَّ تَحَوَّلْتُ فَاضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي قَالَتْ: وَأَنَا حِينَئِذٍ أَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ مُبَرِّئِي بِبَرَائَتِي وَلَكِنْ وَاللَّهِ! مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللَّهَ يُنْزِلُ فِي شَأْنِي وَحْيًا يُتْلَى وَلَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللَّهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلَى وَلَكِنْ كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللَّهُ بِهَا قَالَتْ: فَوَاللَّهِ! مَا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَا خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتَّى أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَاءِ حَتَّى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ وَهُوَ فِي يَوْمٍ شَاتٍ مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِي يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَتْ: فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سُرِّيَ عَنْهُ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَتْ أَوَّلُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا: ((يَا عَائِشَةُ! أَمَّا اللَّهُ فَقَدْ بَرَّأَكِ)) فَقَالَتْ أُمِّي: قُومِي إِلَيْهِ قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَاللَّهِ! لَا أَقُومُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُ إِلَّا اللَّهَ وَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ﴾ الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ هَذَا فِي بَرَاءَتِي قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَفَقْرِهِ: وَاللَّهِ! لَا أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِي قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ

اسے صحیح سمجھنے لگے ہیں، اب اگر میں یہ کہتی ہوں کہ میں ان تہمتوں سے بری ہوں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں واقعی بری ہوں، تو آپ لوگ میری بات کا یقین نہیں کریں گے، لیکن اگر میں تہمت کا اقرار کرلوں، حالانکہ اللہ کے علم میں ہے کہ میں اس سے قطعاً بری ہوں، تو آپ لوگ میری تصدیق کرنے لگیں گے۔ اللہ کی قسم! میرے پاس آپ لوگوں کے لئے مثال نہیں ہے سوا یوسف علیہ السلام کے والد کے اس ارشاد کے کہ انہوں نے فرمایا تھا ''پس صبر ہی اچھا ہے اور تم جو کچھ بیان کرتے ہو اس پر اللہ ہی مدد کرے گا'' بیان کیا کہ پھر میں نے اپنا رخ دوسری طرف کرلیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ کہا کہ پورا یقین تھا کہ میں بری ہوں اور اللہ تعالیٰ میری برأت ضرور کرے گا لیکن اللہ کی قسم! مجھے اس کا وہم وگمان بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں ایسی وحی نازل فرمائے گا جس کی تلاوت کی جائے گی۔ میں اپنی حیثیت اس سے بہت کم تر سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں (قرآن مجید کی آیت) نازل فرمائے۔ البتہ مجھے اس کی توقع ضرور تھی کہ حضور اکرم ﷺ میرے متعلق کوئی خواب دیکھیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ میری برأت کردے گا۔ بیان کیا کہ اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ ابھی اپنی اسی مجلس میں تشریف رکھتے تھے گھر والوں میں سے کوئی باہر نہ گیا تھا کہ آپ پر وحی کا نزول شروع ہوا اور وہی کیفیت آپ ﷺ پر طاری ہوئی تھی جو وحی کے نازل ہوتے ہوئے طاری ہوتی تھی یعنی آپ پسینے پسینے ہوگئے اور پسینہ موتیوں کی طرح آپ کے جسم اطہر سے ڈھلنے لگا حالانکہ سردی کے دن تھے۔ یہ کیفیت آپ پر اس وحی کی شدت کی وجہ سے طاری ہوتی تھی جو آپ پر نازل ہوتی تھی۔ بیان کیا کہ پھر جب رسول اللہ ﷺ کی کیفیت ختم ہوئی تو آپ تبسم فرمارہے تھے اور سب سے پہلا کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا، یہ تھا: ''عائشہ! اللہ نے تمہیں بری قرار دیا ہے۔'' میری والدہ نے کہا کہ نبی ﷺ کے سامنے (آپ کا شکرادا کرنے کے لئے) کھڑی ہو جاؤ۔ بیان کیا کہ میں نے کہا، اللہ کی قسم میں ہرگز آپ کے سامنے کھڑی نہیں ہوں گی اور اللہ پاک کے سوا اور کسی کی تعریف نہیں کروں

فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: بَلَى وَاللَّهِ! إِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لِي فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ: وَاللَّهِ! لَا أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا قَالَتْ عَائِشَةُ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْأَلُ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي فَقَالَ: ((يَا زَيْنَبُ! مَاذَا عَلِمْتِ أَوْ رَأَيْتِ؟)) فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا قَالَتْ: وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللَّهِ فَعَصَمَهَا اللَّهُ بِالْوَرَعِ وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ مِنْ أَصْحَابِ الْإِفْكِ. [راجع: ٢٥٩٣]

گی۔ اللہ تعالیٰ نے جو آیت نازل کی تھی وہ یہ تھی کہ ''بے شک جن لوگوں نے تہمت لگائی ہے وہ تم میں سے ایک چھوٹا سا گروہ ہے'' مکمل دس آیتوں تک۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں میری برأت میں نازل کر دیں تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کے اخراجات ان سے قرابت اور ان کی محتاجی کی وجہ سے خود اٹھایا کرتے تھے انہوں نے ان کے متعلق کہا کہ اللہ کی قسم اب میں مسطح پر کبھی کچھ بھی خرچ نہیں کروں گا۔ اس نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) پر کیسی کیسی تہمتیں لگا دی ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''اور جو لوگ تم میں بزرگی اور وسعت والے ہیں، وہ قرابت والوں کو اور مسکینوں کو اور اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے والوں کی مدد کرنے سے قسم نہ کھا بیٹھیں بلکہ چاہئے کہ ان کی لغزشوں کو معاف کرتے رہیں اور درگزر کرتے رہیں، کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کرتا رہے، بیشک اللہ بڑا مغفرت والا، بڑا رحمت والا ہے۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: ہاں اللہ کی قسم! میری تو یہی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرما دے۔ چنانچہ مسطح رضی اللہ عنہ کو وہ پھر تمام اخراجات دینے لگے جو پہلے دیا کرتے تھے اور فرمایا کہ اللہ کی قسم اب کبھی ان کا خرچہ بند نہیں کروں گا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بھی میرے معاملہ میں پوچھا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا: ''زینب! تم نے بھی کوئی چیز کبھی دیکھی ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے کان اور میری آنکھ کو رب سلامت رکھے، میں نے ان کے اندر خیر کے سوا اور کوئی چیز نہیں دیکھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں وہی ایک تھیں جو مجھ سے بھی اوپر رہنا چاہتی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی پرہیزگاری کی وجہ سے انہیں تہمت لگانے سے محفوظ رکھا۔ لیکن ان کی بہن حمنہ ان کے لئے لڑی اور تہمت لگانے والوں کے ساتھ وہ بھی ہلاک ہو گئی۔

تشریح: یہ طویل حدیث واقعہ افک سے متعلق ہے۔ منافقین کے بہکانے میں آنے پر حضرت حسان رضی اللہ عنہ بھی شروع میں الزام بازوں میں شریک ہو گئے تھے۔ بعد میں انہوں نے توبہ کی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکیزگی کی شہادت دی جیسا کہ شعر مذکور حصان رزان میں مذکور ہے۔ ان کی والدہ فریعہ بنت خالد بن خنیس بن لوذان بن عبدود بن ثعلبہ بن خزرج تھیں۔ ام رومان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں انہوں نے جب یہ واقعہ حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبان سے سنا تو ان کو اتنا رنج ہوا جتنا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہو رہا تھا اس لیے کہ وہ سنجیدہ خاتون ایسی ہفوات سے متاثر ہونے والی نہیں تھی۔ ہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ضرور اپنی پیاری بیٹی کا یہ دکھ سن کر رونے لگ گئے، ان کو فخر خاندان بیٹی کا رنج دیکھ کر صبر نہ ہو سکا۔ آیات براءت نازل ہونے پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ پاک کا شکریہ ادا کیا اور جوش ایمانی سے وہ باتیں کہہ ڈالیں جو روایت کے آخر میں مذکور ہیں کہ میں خالص اللہ ہی کا شکر ادا کروں گی جس نے مجھ کو منہ دکھانے کے قابل بنا دیا ورنہ لوگ تو عام وخاص سب میری طرف سے اس خبر میں گرفتار ہو چکے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کمال توحید اور صدق واخلاق اور توکل کا کیا کہنا، سچ ہے: ﴿وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبَاتِ﴾ (۲۴/النور:۲۶) قیامت تک کے لیے ان کی پاک دامنی ہر مؤمن کی زبان اور دل اور صفحات کتاب اللہ پر نقش ہو گئی: "وذلك فضل الله يوتيه من يشاء۔ رضی الله عنهم اجمعين وخذل الله الكافرين والمنافقين الى يوم الدين۔" آمین

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا واقعہ عبداللہ بن ابی جیسے منافق کا گھڑا ہوا تھا جو ہر وقت اسلام کی بیخ کنی کے لیے دل میں ناپاک باتیں سوچتا رہتا تھا۔ اس منافق کی اس بکواس کا کچھ اور لوگوں نے بھی اثر لے لیا مگر بعد میں وہ تائب ہوئے جیسے حضرت حسان اور مسطح رضی اللہ عنہما وغیرہ، اللہ پاک نے اس بارے میں سورۂ نور میں مسلسل دس آیات کو نازل فرمایا اور قیامت تک کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کی آیات کو قرآن مجید میں تلاوت کیا جاتا رہے گا۔ اسی سے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوئی۔ اس واقعہ کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ غیب داں نہیں تھے ورنہ اتنے دنوں تک آپ کیوں فکر اور تردد میں رہتے جو لوگ آپ ﷺ کے لیے غیب دانی کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ بڑی غلطی پر ہیں۔ فقہائے احناف نے صاف کہہ دیا ہے کہ انبیا اور اولیا کے لیے غیب جاننے کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ رہا یہ معاملہ کہ ان کو بہت سے غائب امور معلوم ہو جاتے ہیں، سو یہ اللہ پاک کی وحی والہام پر موقوف ہے۔ اللہ پاک اپنے نیک بندوں کو بطور معجزہ یا کرامت جب چاہتا ہے کچھ امور معلوم کرا دیتا ہے اس کو غیب نہیں کہا جا سکتا۔ یہ اللہ کا عطیہ ہے۔ غیب دانی یہ ہے کہ بغیر کسی کے معلوم کرائے کسی کو کچھ خود بخود معلوم ہو جائے ایسا غیب بندوں میں سے کسی کو حاصل نہیں ہے۔ قرآن مجید میں زبان رسالت سے صاف اعلان کرا دیا گیا: ﴿وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ﴾ (۷/الاعراف:۱۸۸) اگر میں غیب داں ہوتا تو میں بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا اور مجھ کو کوئی تکلیف نہیں ہو سکتی۔ ان تفصیلات کے باوجود جو مولوی ملا عام مسلمانوں کو ایسے مباحث میں الجھا کر فتنہ وفساد برپا کرتے ہیں وہ اپنے پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے اپنے مریدوں کو الو بناتے ہیں۔ یہی وہ علمائے سوء ہیں جن کی وجہ سے اہل اسلام کو بیشتر زمانوں میں بڑے بڑے نقصانات سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ ایسے علمائے کا بائیکاٹ کرنا ان کی زبانوں کو لگام لگانا وقت کا بہت بڑا جہاد ہے جو آج کے تعلیم یافتہ روشن خیال صاحبان فہم وفراست نوجوانوں کو انجام دینا ہے۔ اللہ پاک امت مرحومہ پر رحمت کرے کہ وہ اسلام کے نام نہاد نام لیواؤں کو پہچان کر ان کے فتنوں سے نجات پا سکے۔ آمین

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿تَلَقَّوْنَهٗ﴾ يَرْوِيْهِ بَعْضُكُمْ عَنْ بَعْضٍ ﴿تُفِيْضُوْنَ﴾ تَقُوْلُوْنَ.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، تو جس شغل (تہمت) میں تم پڑے تھے اس میں تم پر سخت عذاب نازل ہوتا۔" مجاہد نے کہا کہ "اِذْتَلَقَّوْنَه" کا مطلب یہ ہے کہ تم ایک دوسرے سے منہ در منہ اس بات کو نقل کرنے لگے۔ لفظ "تُفِيْضُوْنَ" (جو سورۂ یونس میں ہے) بمعنی تَقُوْلُوْنَ کے ہے۔ اس کا معنی تم کہتے تھے۔

٤٧٥١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ

(۴۷۵۱) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سلیمان بن کثیر نے خبر دی، انہیں حصین بن عبدالرحمن نے، انہیں ابووائل نے، انہیں مسروق

مَسْرُوْقٍ عَنْ أُمِّ رُوْمَانَ أُمِّ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا رُمِيَتْ عَائِشَةُ خَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا. [راجع: ۳۳۸۸]

نے اور ان سے ام المومنین عائشہ کی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے تہمت کی خبر سنی تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی تھی۔

تشریح: خطیب نے اس روایت پر اعتراض کیا ہے کہ یہ سند منقطع ہے کیونکہ ام رومان رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں گزر گئی تھیں۔ مسروق کی عمر اس وقت چھ سال کی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ قول علی بن زید، زید بن حدیجان نے نقل کیا ہے وہ خود ضعیف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ مسروق نے ام رومان رضی اللہ عنہا سے سنا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں۔ ابراہیم حربی اور ابو نعیم حافظین حدیث نے ایسا ہی کہا ہے کہ ام رومان رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک مدت تک زندہ رہیں۔ (وحیدی)

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ﴾.

''اللہ کا بڑا بھاری عذاب تو تم کو اس وقت پکڑتا جب تم اپنی زبانوں سے تہمت کو منہ در منہ بیان کر رہے تھے اور اپنی زبانوں سے وہ کچھ کہہ رہے تھے جس کی تمہیں کوئی تحقیق نہ تھی اور تم اسے ہلکا سمجھ رہے تھے، حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی بات تھی۔''

٤٧٥٢ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ: قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقْرَأُ: ﴿إِذْ تَلِقُونَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ﴾. [راجع: ٤١٤٤]

(۴۷۵۲) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہیں ابن جریج نے خبر دی کہ انہیں ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، وہ مذکور بالا آیت ''إِذْ تَلِقُونَه بِأَلْسِنَتِكُم'' (جب تم اپنی زبانوں سے اسے منہ در منہ نقل کر رہے تھے) پڑھ رہی تھیں۔''

تشریح: یعنی وہ بکسر لام اور تخفیف قاف تلقونہ پڑھ رہی تھیں جو ولق یلق سے ہے ولق کے معنی جھوٹ بولنا۔ مشہور قراءت تلقونہ بہ تشدید قاف اور فتح لام ہے تلقی سے منہ در منہ لینا۔ (وحیدی)

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ﴾.

''اور تم نے جب اسے سنا تھا تو کیوں نہ کہہ دیا کہ ہم کیسے ایسی نازیبا بات منہ سے نکالیں، پاک ہے تو (یا اللہ!) یہ تو سخت بہتان ہے۔''

٤٧٥٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: اسْتَأْذَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ قُبَيْلَ مَوْتِهَا عَلَى عَائِشَةَ

(۴۷۵۳) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، ان سے عمر بن سعید بن ابی حسین نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے تھوڑی دیر پہلے، جبکہ وہ نزع کی حالت میں تھیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے پاس آنے کی اجازت چاہی،

وَهِيَ مَغْلُوبَةٌ قَالَتْ: أَخْشَى أَنْ يُثْنِيَ عَلَيَّ فَقِيلَ ابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَمِنْ وُجُوهِ الْمُسْلِمِيْنَ؟ قَالَتْ: ائْذَنُوا لَهُ فَقَالَ: كَيْفَ تَجِدِيْنَكِ؟ قَالَتْ: بِخَيْرٍ إِنِ اتَّقَيْتُ قَالَ: فَأَنْتِ بِخَيْرٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ زَوْجَةُ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ يَنْكِحْ بِكْرًا غَيْرَكِ وَنَزَلَ عُذْرُكِ مِنَ السَّمَاءِ وَدَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ خِلَافَهُ فَقَالَتْ: دَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَثْنَى عَلَيَّ وَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا. [راجع: ٣٧٧١]

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ میری تعریف نہ کرنے لگیں۔ کسی نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں اور خود بھی عزت دار ہیں (اس لئے آپ کو اجازت دے دینی چاہئے) اس پر انہوں نے کہا کہ پھر انہیں اندر بلا لو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے پوچھا کہ آپ کس حال میں ہیں؟ اس پر انہوں نے فرمایا کہ اگر میں اللہ کے نزدیک اچھی ہوں تو سب اچھا ہی اچھا ہے۔ اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ان شاء اللہ آپ اچھی ہی رہیں گی۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں اور آپ کے سوا آنحضرت ﷺ نے کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا اور آپ کی برأت (قرآن مجید میں) آسمان سے نازل ہوئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تشریف لے جانے کے بعد آپ کی خدمت میں ابن زبیر رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے۔ محترمہ نے ان سے فرمایا کہ ابھی ابن عباس آئے تھے اور میری تعریف کی، میں تو چاہتی ہوں کہ کاش میں ایک بھولی بسری گمنام ہوتی۔

تشریح: یعنی کوئی میرا ذکر ہی نہ کرتا۔ اولیائے اللہ اور بزرگوں کا ہمیشہ یہی طریق رہا ہے۔ انہوں نے شہرت اور ناموری کو کبھی پسند نہیں فرمایا۔

٤٧٥٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اسْتَأْذَنَ عَلَى عَائِشَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ نَسْيًا مَنْسِيًّا. [راجع: ٣١٧١]

(۴۷۵۴) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب بن عبدالمجید نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن عون نے بیان کیا، ان سے قاسم بن محمد نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آنے کی اجازت چاہی۔ پھر راوی نے مذکورہ بالا حدیث کی طرح بیان کیا لیکن اس حدیث میں راوی نے لفظ "نَسْيًا مَنْسِيًّا" کا ذکر نہیں کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهِ أَبَدًا﴾.

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

"اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ خبردار پھر اس قسم کی حرکت کبھی نہ کرنا۔"

٤٧٥٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا قُلْتُ: أَتَأْذَنِيْنَ لِهَذَا؟ قَالَتْ: أَوَلَيْسَ قَدْ أَصَابَهُ عَذَابٌ عَظِيْمٌ؟ قَالَ سُفْيَانُ: تَعْنِي ذَهَابَ بَصَرِهِ فَقَالَ:

(۴۷۵۵) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوالضحیٰ نے، ان سے مسروق نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرنے کی حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی۔ میں نے عرض کیا کہ آپ انہیں بھی اجازت دیتی ہیں (حالانکہ انہوں نے بھی آپ پر تہمت لگانے والوں کا ساتھ دیا تھا) اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا انہیں اس کی ایک بڑی سزا نہیں ملی ہے۔ سفیان نے

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ
وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ
قَالَتْ: لَكِنْ أَنْتَ. [راجع: ٤١٤٦]

کہا کہ ان کا اشارہ ان کے نابینا ہو جانے کی طرف تھا۔ پھر حسان رضی اللہ عنہ نے یہ شعر پڑھا: ''عفیفہ اور بڑی عقلمند ہیں کہ ان کے متعلق کسی کو کوئی شبہ بھی نہیں گزر سکتا۔ وہ غافل اور پاکدامن عورتوں کا گوشت کھانے (غیبت) سے کامل پرہیز کرتی ہیں۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، لیکن تو نے ایسا نہیں کیا۔

تشریح: اے حسان! تو نے طوفان کے وقت میری غیبت کی اور مجھ پر جھوٹی تہمت لگائی۔ شعر مذکور کا شعر میں ترجمہ حضرت مولانا وحید الزماں نے یوں کیا ہے:

عاقلہ ہے پاک دامن ہے ہر عیب سے وہ نیک بخت
صبح کرتی ہے وہ بھوکی، بے گنہ کا گوشت وہ کھاتی نہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بڑے عذاب کا لفظ اس لیے کہا کہ حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ آخر میں نابینا ہو گئے تھے۔ شعر مذکور میں قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں غیبت کو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی جو عورتیں غافل اور بے پروا ہوتی ہیں، ان کی اس عادت کی وجہ سے آپ دوسروں کے سامنے ان کی کسی طرح کی برائی نہیں کرتیں کہ یہ غیبت ہے اور غیبت اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾.

''اور اللہ تم سے صاف صاف احکام بیان کرتا ہے اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔''

٤٧٥٦ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: دَخَلَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ عَلَى عَائِشَةَ فَشَبَّبَ وَقَالَ:

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ
وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ

قَالَتْ: لَسْتَ كَذَاكَ قُلْتُ: تَدَعِينَ مِثْلَ هَذَا يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ فَقَالَتْ: وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمَى وَقَالَتْ: وَقَدْ كَانَ يَرُدُّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. [راجع: ٤١٤٦]

(٤٧٥٦) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابوالضحیٰ نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور یہ شعر پڑھا: ''عفیفہ اور بڑی عقلمند ہیں، ان کے متعلق کسی کو شبہ بھی نہیں گزر سکتا۔ آپ غافل پاک دامن عورتوں کا گوشت کھانے سے کامل پرہیز کرتی ہیں'' اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا لیکن اے حسان! تو ایسا نہیں ہے۔ بعد میں میں نے عرض کیا آپ ایسے شخص کو اپنے پاس آنے دیتی ہیں؟ اللہ تعالیٰ تو یہ آیت بھی نازل کر چکا ہے کہ ''اور جس نے ان میں سے سب سے بڑا حصہ لیا۔'' الخ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نابینا ہو جانے سے بڑھ کر اور کیا عذاب ہوگا، پھر انہوں نے کہا کہ حسان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کفار کی ہجو کا جواب دیا کرتے تھے (کیا یہ شرف ان کے لیے کم ہے)۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ تھا کہ حسان رضی اللہ عنہ نے اگر ایک غلطی کی تو دوسرا ہنر بھی کیا۔ اس ہنر کے مقابل ان کا عیب درگزر کرنے کے لائق ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''روح القدس تیری مدد پر ہے جب تک تو اللہ و رسول کی طرف سے کافروں کا رد کرے۔'' کافر نبی کریم ﷺ کی اسلام اور مسلمانوں کی شعر میں بھی ہجو کیا کرتے تھے ان کے جواب کے لیے اللہ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو کھڑا کر دیا وہ کافروں کی ایسی ہجو کرتے کہ ان کے دلوں پر چوٹ لگتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ ایک طرف اگر حسان رضی اللہ عنہ سے یہ غلطی ہوگئی کہ وہ تہمت تراشنے والوں کے ساتھ ہوگئے تو دوسری طرف یہ ہنر بھی اللہ نے ان کو دیا کہ وہ کفار کی نظم و نثر ہر طرح سے ہجو کرتے تھے۔ اس عظیم ہنر کے ہوتے ہوئے ان کا ایک عیب درگزر کرنے کے قابل ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ روح القدس تیری مدد پر ہے جب تک تو اللہ و رسول کی حمایت اور کافروں کی مذمت جوابی طور پر کرتا رہے گا۔ معلوم ہوا کہ دشمنان اسلام کا تحریری و تقریری نظم و نثر میں جواب دینا بہت بڑی نیکی ہے۔ آج کل کتنے غیر مسلم فرقے اسلام میں بے ہودہ اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ خود مسلمانوں میں بھی ایسے نام نہاد بہت ہیں جو فرائض و سنن اسلامی پر زبان درازی کرتے رہتے ہیں ایسے لوگوں کا رد کرنا، ان کے رد میں کتابیں لکھنا، قرآن و حدیث کو عامۃ المسلمین کے مفاد کے لیے شائع کرنا بہت بڑی عبادت بلکہ افضل ترین عبادت ہے۔ خاص طور پر صحیح بخاری جیسی اہم کتاب کے مطالعہ میں رہنا گویا اللہ و رسول اور صحابہ و تابعین و محدثین کرام رحمہم اللہ کی مجالس برپا کرنا اور اس سے اجر عظیم حاصل کرنا ہے۔ معلوم ہوا کہ کافروں کا مقابلہ کرنا، ان کی تحریروں اور تقریروں کا جواب دینا بہت بڑی نیکی ہے۔

الحمد للہ کہ یہ ''بخاری شریف مترجم اردو'' بھی خالص لوجہ اللہ دین اسلام کی خدمت کے طور پر شائع کی جارہی ہے جو لوگ اس خدمت کے ہمدرد و معاون ہیں وہ یقیناً اللہ کے ہاں سے اجر عظیم کے مستحق ہیں۔ آج جبکہ عوام مسلمان قرآن و حدیث کے مطالعہ سے دن بدن غفلت برت رہے ہیں بلکہ نامانوس ہوتے جارہے ہیں صحیح بخاری کی یہ خدمت افضل ترین عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ اللہ پاک ہمارے ہمدردان کرام و معاونین عظام کو بہترین جزائیں عطا کرے اور دین و دنیا میں ان سب کو برکتوں سے نوازے جو اس خدمت میں دامے درمے سخنے میرے شریک ہیں۔ جزاهم الله احسن الجزاء في الدارين۔ آمین۔

ایک عجیب حکایت! حضرت عبداللہ بن مبارک ایک بلند پایہ عالم اور اہل اللہ بزرگ گزرے ہیں آپ نماز باجماعت ادا کرتے ہی فوراً گوشۂ خلوت میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک دن کسی نے کہا کہ آپ نماز کے بعد فوراً کہاں چلے جایا کرتے ہیں۔ آپ نے برجستہ فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کی پاکیزہ مجالس میں پہنچ جاتا ہوں۔ وہ شخص تعجب سے بولا کہ آج وہ پاکیزہ مجالس کہاں ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ وہ مجالس دفاتر کتب احادیث کی شکلوں میں موجود ہیں۔ جن کے مطالعہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام و محدثین رحمہم اللہ کی مجالس کا لطف حاصل ہوجاتا ہے اور عوام کی مجالس میں جو غیبت وغیرہ کا بازار گرم ہوتا ہے ان سے بھی دور رہنے کا موقع مل جاتا ہے۔ فی الواقع کتب احادیث کا لکھنا پڑھنا دربار رسالت و مجالس صحابہ و تابعین، محدثین میں حاضری دینا ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ خلوت میں جب بھی بخاری شریف لکھنے پڑھنے بیٹھ جاتا ہوں دل کو سکون حاصل ہوتا ہے اور مجالس محدثین کا لطف مل جاتا ہے۔ اللهم تقبل منا انك انت السميع العليم۔

آج ۱۷ رجب ۱۳۹۳ھ کو یہ نوٹ جامع اہلحدیث کھنڈیا راجستھان میں بروز جمعہ حوالۂ قلم کر رہا ہوں اور جماعت کی ترقی کے لیے دست بدعا ہوں۔ اللهم انصر من نصر دين محمد ﷺ۔

بَابُ قَوْلِهِ: باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا

''یقیناً جو لوگ چاہتے ہوں کہ مؤمنین کے درمیان بے حیائی کا چرچا رہے ان کے لیے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دردناک سزا ہے۔ اللہ علم رکھتا

وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ تَشِيعُ: تَظْهَرُ.

ہے اور تم علم نہیں رکھتے اور اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا اور یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ بڑا شفیق بڑا رحیم ہے (تو تم بھی نہ بچتے)۔'' تَشِيعُ بمعنی تَظْهَرُ ہے یعنی ظاہر ہو۔

﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾.

''اور جو لوگ تم میں بزرگی والے اور فراخ دست ہیں وہ قرابت والوں کو اور مسکینوں کو اور اللہ کے راستہ میں ہجرت کرنے والوں کو امداد دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں، بلکہ ان کو چاہئے کہ وہ ان کی لغزشیں معاف کرتے رہیں اور درگزر کرتے رہیں کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کرتا رہے۔ بیشک اللہ بڑا مغفرت کرنے والا بڑا ہی رحمت والا ہے۔''

تشریح: یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، جنہوں نے واقعہ افک سے متاثر ہو کر حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کو امداد دینے سے انکار کر دیا تھا مگر اللہ کو یہ بات ناپسند آئی، اس آیت کو سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دل فوراً نرم ہو گیا اور کہا کہ اے پروردگار! بے شک میں تیری بخشش چاہتا ہوں اور اسی مقصد کے تحت اب مسطح کی امداد فوراً جاری کر دوں گا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ یہ آیت کتاب اللہ میں بہت ہی امید دلانے والی آیت ہے۔ گویا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ایک گناہگار مسطح رضی اللہ عنہ کی امداد بند کرنے کے خیال پر ڈانٹا گیا۔ واہ سبحان اللہ! عجب شان رحمانیت ہے۔ سچ ہے: الرحمن الرحیم۔ اللهم ارحم علينا يا ارحم الراحمين۔ آمین۔

٤٧٥٧۔ وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَأْنِي الَّذِي ذُكِرَ وَمَا عَلِمْتُ بِهِ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي خَطِيبًا فَتَشَهَّدَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي أُنَاسٍ أَبَنُوا أَهْلِي وَأَيْمُ اللَّهِ! مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي مِنْ سُوءٍ وَأَبَنُوهُمْ بِمَنْ وَاللَّهِ! مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ قَطُّ وَلَا يَدْخُلُ بَيْتِي قَطُّ إِلَّا وَأَنَا حَاضِرٌ وَلَا غِبْتُ فِي سَفَرٍ إِلَّا غَابَ مَعِي)) فَقَامَ سَعْدُ ابْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ: ائْذَنْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنْ نَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ وَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ مِنْ رَهْطِ ذَلِكَ الرَّجُلِ فَقَالَ: كَذَبْتَ أَمَا وَاللَّهِ!

(٤٧٥٧) اور ابواسامہ نے ہشام بن عروہ سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا کہ مجھے میرے والد عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب میرے متعلق ایسی باتیں کہی گئیں جن کا مجھے گمان بھی نہیں تھا تو رسول اللہ ﷺ میرے معاملہ میں لوگوں کا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے شہادت کے بعد اللہ کی حمد و ثنا اس کی شان کے مطابق بیان کی، پھر فرمایا: ''امابعد! تم لوگ مجھے ایسے لوگوں کے بارے میں مشورہ دو جنہوں نے میری بیوی کو بدنام کیا ہے اور اللہ کی قسم کہ میں نے اپنی بیوی میں کوئی برائی نہیں دیکھی اور تہمت بھی ایسے شخص (صفوان بن معطل) کے ساتھ لگائی ہے کہ اللہ کی قسم، ان میں بھی میں نے کبھی کوئی برائی نہیں دیکھی۔ وہ میرے گھر میں جب بھی داخل ہوا تو میری موجودگی ہی میں داخل ہوا اور اگر میں کبھی سفر کی وجہ سے مدینہ نہیں ہوتا تو وہ بھی نہیں ہوتا اور وہ میرے ساتھ ہی رہتے ہیں۔'' اس کے بعد سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں حکم فرمایئے کہ ہم ایسے مردوں کی گردنیں اڑا دیں۔ اس کے بعد قبیلہ خزرج کے ایک صاحب (سعد بن

إِنْ لَوْ كَانُوا مِنَ الْأَوْسِ مَا أَحْبَبْتَ أَنْ تُضْرَبَ أَعْنَاقُهُمْ حَتَّى كَادَ أَنْ يَكُونَ بَيْنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ شَرٌّ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا عَلِمْتُ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ ذَلِكَ الْيَوْمِ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي وَمَعِي أُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ وَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ: أَيْ أُمِّ تَسُبِّينَ ابْنَكِ وَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّانِيَةَ فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا: أَيْ أُمِّ أَتَسُبِّينَ ابْنَكِ فَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ فَانْتَهَرْتُهَا فَقَالَتْ: وَاللَّهِ! مَا أَسُبُّهُ إِلَّا فِيكِ فَقُلْتُ: فِي أَيِّ شَأْنِي؟ قَالَتْ: فَبَقَرَتْ لِي الْحَدِيثَ فَقُلْتُ: وَقَدْ كَانَ هَذَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ وَاللَّهِ! فَرَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي كَأَنَّ الَّذِي خَرَجْتُ لَهُ لَا أَجِدُ مِنْهُ قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا وَوُعِكْتُ فَقُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرْسِلْنِي إِلَى بَيْتِ أَبِي فَأَرْسَلَ مَعِي الْغُلَامَ فَدَخَلْتُ الدَّارَ فَوَجَدْتُ أُمَّ رُومَانَ فِي السُّفْلِ وَأَبَا بَكْرٍ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ فَقَالَتْ: أُمِّي مَا جَاءَ بِكِ يَا بُنَيَّةُ؟ فَأَخْبَرْتُهَا وَذَكَرْتُ لَهَا الْحَدِيثَ وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مِثْلَ مَا بَلَغَ مِنِّي فَقَالَتْ: يَا بُنَيَّةُ اخْفِفِي عَلَيْكِ الشَّأْنَ فَإِنَّهُ وَاللَّهِ! لَقَلَّ مَا كَانَتِ امْرَأَةٌ حَسْنَاءُ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا حَسَدْنَهَا وَقِيلَ فِيهَا وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مَا بَلَغَ مِنِّي قُلْتُ: وَقَدْ عَلِمَ بِهِ أَبِي؟ قَالَتْ: نَعَمْ قُلْتُ: وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ: نَعَمْ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ

عبادہ) کھڑے ہوئے، حسان بن ثابت کی والدہ اس قبیلہ خزرج سے تھیں، انہوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ تم جھوٹے ہو، اگر وہ لوگ (تہمت لگانے والے) قبیلہ اوس کے ہوتے تو تم کبھی قتل کرنا پسند نہ کرتے۔ نوبت یہاں تک پہنچی مسجد ہی میں اوس وخزرج کے قبائل میں باہم فساد کا خطرہ ہو گیا، اس فساد کی مجھ کو کچھ خبر نہ تھی، اسی دن کی رات میں قضائے حاجت کے لئے باہر نکلی، میرے ساتھ ام مسطح رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ وہ (راستے میں) پھسل گئیں اور ان کی زبان سے نکلا کہ مسطح کو خدا غارت کرے۔ میں نے کہا: آپ اپنے بیٹے کو کوستی ہیں، اس پر وہ خاموش ہو گئیں، پھر دوبارہ وہ پھسلیں اور ان کی زبان سے وہی الفاظ نکلے کہ مسطح کو خدا غارت کرے۔ میں نے پھر کہا کہ اپنے بیٹے کو کوستی ہو، پھر وہ تیسری مرتبہ پھسلیں تو میں نے پھر انہیں ٹوکا۔ انہوں نے بتایا کہ اللہ کی قسم! میں تو تیری ہی وجہ سے اسے کوستی ہوں۔ میں نے کہا کہ میرے کس معاملہ میں انہیں آپ کوس رہی ہیں؟ بیان کیا کہ اب انہوں نے طوفان کا سارا قصہ بیان کیا میں نے پوچھا، کیا واقعی یہ سب کچھ کہا گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، اللہ کی قسم! پھر میں اپنے گھر آ گئی۔ لیکن (ان واقعات کو سن کر غم کا یہ حال تھا کہ) مجھے کچھ خبر نہیں کہ کس کام کے لئے میں باہر گئی تھی اور کہاں سے آئی ہوں ذرہ برابر بھی مجھے اس کا احساس نہیں رہا۔ اس کے بعد مجھے بخار چڑھ گیا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ مجھے ذرا میرے والد کے گھر پہنچوا دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ ایک بچہ کو کر دیا۔ میں گھر پہنچی تو میں نے دیکھا کہ ام رومان رضی اللہ عنہا نیچے کے حصہ میں ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بالا خانے میں قرآن پڑھ رہے ہیں۔ والدہ نے پوچھا اس وقت کیسے آ گئیں۔ میں نے وجہ بتائی اور واقعہ کی تفصیلات سنائیں تو ان باتوں سے جتنا غم مجھ کو تھا ایسا معلوم ہوا کہ ان کو اتنا غم نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا: بیٹی! اتنا فکر کیوں کرتی ہو کم ہی ایسی کوئی خوبصورت عورت کسی ایسے مرد کے نکاح میں ہو گی جو اس سے محبت رکھتا ہو اس کی سوکنیں بھی ہوں اور وہ اس سے حسد نہ کریں اور اس میں سو عیب نہ نکالیں۔ اس تہمت سے وہ اس درجہ بالکل بھی متاثر نہیں معلوم ہوتی

وَاسْتَعْبَرْتُ وَبَكَيْتُ فَسَمِعَ أَبُوْ بَكْرٍ صَوْتِيْ وَهُوَ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ فَنَزَلَ فَقَالَ لِأُمِّيْ: مَا شَأْنُهَا قَالَتْ: بَلَغَهَا الَّذِيْ ذُكِرَ مِنْ شَأْنِهَا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ قَالَ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكِ أَيْ بُنَيَّةُ إِلَّا رَجَعْتِ إِلَى بَيْتِكِ فَرَجَعْتُ وَلَقَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْتِيْ فَسَأَلَ عَنِّيْ خَادِمَتِيْ فَقَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ! مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا إِلَّا أَنَّهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتَّى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَأْكُلَ خَمِيْرَهَا أَوْ عَجِيْنَهَا وَانْتَهَرَهَا بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: اصْدُقِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى أَسْقَطُوْا لَهَا بِهِ فَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ! مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلَى تِبْرِ الذَّهَبِ الْأَحْمَرِ وَبَلَغَ الْأَمْرُ إِلَى ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُ فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ! مَا كَشَفْتُ كَنَفَ أُنْثَى قَطُّ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُتِلَ شَهِيْدًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَتْ: وَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِيْ فَلَمْ يَزَالَا حَتَّى دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَقَدِ اكْتَنَفَنِيْ أَبَوَايَ عَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! يَا عَائِشَةُ إِنْ كُنْتِ قَارَفْتِ سُوْءًا أَوْ ظَلَمْتِ فَتُوْبِيْ إِلَى اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ مِنْ عِبَادِهِ)) قَالَتْ: وَقَدْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَهِيَ جَالِسَةٌ بِالْبَابِ فَقُلْتُ: أَلَا تَسْتَحْيِيْ مِنْ هٰذِهِ الْمَرْأَةِ أَنْ تَذْكُرَ شَيْئًا فَوَعَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَالْتَفَتَ

تھی جتنا میں متاثر تھی۔ میں نے پوچھا والد کے علم میں بھی یہ باتیں آ گئیں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، میں نے پوچھا اور رسول اللہ ﷺ کے؟ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے بھی علم میں سب کچھ ہے۔ میں یہ سن کر رونے لگی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی میری آواز سن لی، وہ گھر کے بالائی حصہ میں قرآن پڑھ رہے تھے، اتر کر نیچے آئے اور والدہ سے پوچھا کہ اسے کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ تمام باتیں اسے بھی معلوم ہو گئی ہیں جو اس کے متعلق کہی جا رہی ہیں۔ ان کی بھی آنکھیں بھر آئیں اور فرمایا: بیٹی! تمہیں قسم دیتا ہوں، اپنے گھر واپس چلی جاؤ چنانچہ میں واپس چلی آئی۔ (جب میں اپنے والدین کے گھر آ گئی تھی تو) رسول اللہ ﷺ میرے حجرہ میں تھے اور میری خادمہ (بریرہ) سے میرے متعلق پوچھا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ نہیں، اللہ کی قسم! میں ان کے اندر کوئی عیب نہیں جانتی، البتہ ایسا ہو جایا کرتا تھا (کم عمری غفلت کی وجہ سے) کہ (آٹا گوندھتے ہوئے) سو جایا کرتیں اور بکری آ کر ان کا گندھا ہوا آٹا کھا جاتی۔ رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ نے ڈانٹ کر ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو بات صحیح صحیح کیوں نہیں بتا دیتی۔ پھر انہوں نے کھول کر صاف لفظوں میں ان سے واقعہ کی تصدیق چاہی۔ اس پر وہ بولیں کہ سبحان اللہ! میں تو عائشہ کو اس طرح جانتی ہوں جس طرح سنار کھرے سونے کو جانتا ہے۔ اس تہمت کی خبر جب ان صاحب کو معلوم ہوئی جن کے ساتھ تہمت لگائی گئی تھی تو انہوں نے کہا کہ سبحان اللہ، اللہ کی قسم! کہ میں نے آج تک کسی (غیر) عورت کا کپڑا نہیں کھولا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر انہوں نے اللہ کے راستے میں شہادت پائی۔ بیان کیا کہ صبح کے وقت میرے والدین میرے پاس آ گئے اور میرے پاس ہی رہے۔ آخر عصر کی نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لائے۔ میرے والدین مجھے دائیں بائیں طرف سے پکڑے ہوئے تھے، آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا: ''اما بعد، اے عائشہ! اگر تم نے واقعی کوئی برا کام کیا ہے اور اپنے اوپر ظلم کیا ہے تو پھر اللہ سے توبہ کرو، کیونکہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک انصاری

إِلَى أَبِي فَقُلْتُ لَهُ: أَجِبْهُ قَالَ: فَمَاذَا أَقُولُ؟ فَالْتَفَتُّ إِلَى أُمِّي فَقُلْتُ: أَجِيبِيهِ فَقَالَتْ: أَقُولُ مَاذَا؟ فَلَمَّا لَمْ يُجِيبَاهُ تَشَهَّدْتُ فَحَمِدْتُ اللَّهَ وَأَثْنَيْتُ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قُلْتُ: أَمَّا بَعْدُ! فَوَاللَّهِ! لَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ: إِنِّي لَمْ أَفْعَلْ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنِّي لَصَادِقَةٌ مَا ذَاكَ بِنَافِعِي عِنْدَكُمْ لَقَدْ تَكَلَّمْتُمْ بِهِ وَأُشْرِبَتْهُ قُلُوبُكُمْ وَإِنْ قُلْتُ: إِنِّي فَعَلْتُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي لَمْ أَفْعَلْ لَتَقُولُنَّ قَدْ بَاءَتْ إِعْتَرَفَتْ بِهِ عَلَى نَفْسِهَا وَإِنِّي وَاللَّهِ! مَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا وَالْتَمَسْتُ اسْمَ يَعْقُوبَ فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهِ إِلَّا أَبَا يُوسُفَ حِينَ قَالَ: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾ وَأُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ سَاعَتِهِ فَسَكَتْنَا فَرُفِعَ عَنْهُ وَإِنِّي لَأَتَبَيَّنُ السُّرُورَ فِي وَجْهِهِ وَهُوَ يَمْسَحُ جَبِينَهُ وَيَقُولُ: ((أَبْشِرِي يَا عَائِشَةُ! فَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ بَرَائَتَكِ)) قَالَتْ: وَكُنْتُ أَشَدَّ مَا كُنْتُ غَضَبًا فَقَالَ لِي أَبَوَايَ: قُومِي إِلَيْهِ فَقُلْتُ: لَا وَاللَّهِ! لَا أَقُومُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُهُ وَلَا أَحْمَدُكُمَا وَلَكِنْ أَحْمَدُ اللَّهَ الَّذِي أَنْزَلَ بَرَائَتِي لَقَدْ سَمِعْتُمُوهُ فَمَا أَنْكَرْتُمُوهُ وَلَا غَيَّرْتُمُوهُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ: أَمَّا زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ فَعَصَمَهَا اللَّهُ بِدِينِهَا فَلَمْ تَقُلْ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا أُخْتُهَا حَمْنَةُ فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِي يَتَكَلَّمُ فِيهِ مِسْطَحٌ وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَالْمُنَافِقُ

خاتون بھی آ گئیں تھیں اور دروازے پر بیٹھی ہوئی تھیں، میں نے عرض کی، آپ ان خاتون کا لحاظ نہیں فرماتے کہیں یہ (اپنی سمجھ کے مطابق کوئی الٹی سیدھی) بات باہر کہہ دیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے نصیحت فرمائی، اس کے بعد میں اپنے والد کی طرف متوجہ ہوئی اور ان سے عرض کیا کہ آپ ہی جواب دیجئے، انہوں نے کہا کہ میں کیا کہوں، پھر میں اپنی والدہ کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا کہ آپ ہی کچھ جواب دیجئے، انہوں نے بھی یہی کہا کہ میں کیا کہوں جب کسی نے میری طرف سے کچھ نہیں کہا تو میں نے شہادت کے بعد اللہ کی شان کے مطابق اس کی حمد وثنا کی اور کہا امابعد! اللہ کی قسم، اگر میں آپ لوگوں سے یہ کہوں کہ میں نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کی اور اللہ عزوجل گواہ ہے کہ میں اپنے اس دعوے میں سچی ہوں، تو آپ لوگوں کے خیال کو بدلنے میں میری یہ بات مجھے کوئی نفع نہیں پہنچائے گی، کیونکہ یہ بات آپ لوگوں کے دل میں رچ بس گئی ہے اور اگر میں یہ کہہ دوں کہ میں نے واقعتاً یہ کام کیا ہے حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں نے ایسا نہیں کیا ہے، تو آپ لوگ کہیں گے کہ اس نے تو جرم کا خود اقرار کرلیا ہے۔ اللہ کی قسم! میری اور آپ لوگوں کی مثال یوسف علیہ السلام کے والد کی سی ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا ''پس صبر ہی اچھا ہے اور تم لوگ جو کچھ بیان کرتے ہو اس پر اللہ ہی مدد کرے۔'' میں نے ذہن پر بہت زور دیا کہ یعقوب علیہ السلام کا نام یاد آ جائے لیکن نہیں یاد آیا۔ اسی وقت رسول اللہ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا اور ہم سب خاموش ہو گئے۔ پھر آپ سے یہ کیفیت ختم ہوئی تو میں نے دیکھا کہ خوشی آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک سے ظاہر ہو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے اپنی پیشانی (سے پسینہ) صاف کرتے ہوئے فرمایا: ''عائشہ! تمہیں بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے تمہاری پاکی نازل کر دی ہے۔'' بیان کیا کہ اس وقت مجھے بڑا غصہ آ رہا تھا۔ میرے والدین نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑی ہو جاؤ، میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں آپ کے سامنے کھڑی نہیں ہوں گی نہ شکریہ ادا کروں گی اور نہ آپ لوگوں کا شکر ادا کروں گی، میں تو صرف اللہ کا شکر ادا کروں گی جس نے میری برأت نازل

عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ وَهُوَ الَّذِيْ كَانَ يَسْتَوْشِيْهِ وَيَجْمَعُهُ وَهُوَ الَّذِيْ تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ هُوَ وَحَمْنَةُ قَالَتْ: فَحَلَفَ أَبُوْ بَكْرٍ أَنْ لَا يَنْفَعَ مِسْطَحًا بِنَافِعَةٍ أَبَدًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ يَعْنِيْ أَبَا بَكْرٍ ﴿وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوْا أُولِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِيْنَ﴾ يَعْنِيْ مِسْطَحًا إِلَى قَوْلِهِ: ﴿أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ﴾ حَتَّى قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: بَلَى وَاللّٰهِ: يَا رَبَّنَا إِنَّا لَنُحِبُّ أَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَعَادَ لَهُ بِمَا كَانَ يَصْنَعُ. [راجع: ٢٥٩٣] [مسلم: ٧٠٢٢؛ ترمذي: ٣١٨٠]

کی ہے۔ آپ لوگوں نے تو یہ افواہ سنی اور اس کا انکار بھی نہ کر سکے۔ اس کے ختم کرنے کی بھی کوشش نہیں کی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے ان کی دینداری کی وجہ سے اس تہمت میں پڑنے سے بچالیا۔ میری بابت انہوں نے خیر کے سوا اور کوئی بات نہیں کہی، البتہ ان کی بہن حمنہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہوئیں۔ اس طوفان کو پھیلانے میں مسطح اور حسان اور منافق عبداللہ بن ابی نے حصہ لیا تھا۔ عبداللہ بن ابی منافق ہی تو کھود کھود کر اس کو پوچھتا اور اس پر حاشیہ چڑھاتا، وہی اس طوفان کا بانی مبانی تھا۔ ''وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ'' سے وہ اور حمنہ مراد ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ مسطح کو کوئی فائدہ آئندہ کبھی وہ نہیں پہنچائیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''اور جو لوگ تم میں بزرگی والے اور فراخ دست ہیں'' الخ، اس سے مراد ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ''وہ قرابت والوں اور مسکینوں کو'' اس سے مراد مسطح ہیں۔ (دینے سے قسم نہ کھابیٹھیں) اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کرتا رہے، بیشک اللہ بہت مغفرت کرنے والا بڑا ہی مہربان ہے'' تک۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، اللہ کی قسم! اے ہمارے رب! ہم تو اسی کے خواہش مند ہیں کہ تو ہماری مغفرت فرما۔ پھر وہ پہلے کی طرح مسطح کو جو دیا کرتے تھے وہ جاری کر دیا۔

تشریح: اس حدیث سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ رسول کریم ﷺ غیب داں نہیں تھے جو لوگ آپ کو غیب داں کہتے ہیں وہ آپ پر اتہام لگاتے ہیں۔ اگر آپ غیب جانتے تو روز اول ہی اس جھوٹ کو واضح فرما کر دشمنوں کی زبان بند کر دیتے مگر اس سلسلہ میں آپ ﷺ کو کافی دنوں وحی الٰہی کا انتظار کرنا پڑا۔ آخر سورۂ نور نازل ہوئی اور اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کو قیامت تک کے لیے قرآن مجید میں محفوظ کر دیا۔ اس سے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی فضیلت بھی ثابت ہوئی۔ رضی اللہ عنہا وارضاہا آمین۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوْبِهِنَّ﴾

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''اور چاہیے کہ اپنی اوڑھنیاں اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں۔''

٤٧٥٨ـ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَاءَ

(٤٧٥٨) اور احمد بن شبیب نے کہا کہ ہم سے ہمارے والد شبیب بن سعید نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ ان عورتوں پر رحم

الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلَ لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ﴾ شَقَقْنَ مُرُوطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهِ. [طرفه في: ٤٧٥٩]

کرے جنہوں نے پہلی ہجرت کی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے آیت ''اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں'' (تاکہ سینہ اور گلا وغیرہ نظر نہ آئے) نازل کی، تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر ان کے ڈوپٹے بنا لیے۔

تشریح: حضرت احمد بن شبیب امام بخاری ﷫ کے شیوخ میں سے ہیں۔ شاید یہ روایت امام بخاری ﷫ نے ان سے نہیں سنی اسی لیے لفظ حدثنا نہیں کہا ابن منذر نے اسے وصل کیا ہے۔

٤٧٥٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُولُ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ﴾ أَخَذْنَ أُزْرَهُنَّ فَشَقَّقْنَهَا مِنْ قِبَلِ الْحَوَاشِي فَاخْتَمَرْنَ بِهَا. [راجع: ٤٧٥٨]

(۴۷۵۹) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن نافع نے بیان کیا، ان سے حسن بن مسلم نے، ان سے صفیہ بنت شیبہ نے اور ان سے عائشہ ؓ بیان کرتی تھی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ''اور اپنے ڈوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں'' تو (انصار کی عورتوں نے) اپنے تہبندوں کو دونوں کناروں سے پھاڑ کر ان کی اوڑھنیاں بنالیں۔

تشریح: عرب کی عورتیں کرتا پہنتیں تھیں جس کا گریبان سامنے سے کھلا رہتا اس سے سینہ اور چھاتیوں پر نظر پڑتی، اس لیے ان کو اوڑھنی سے گریبان ڈھانکنے کا حکم دیا گیا۔ سینے اور گریبان کا ڈھانکنا بھی عورتوں کے لیے ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے ڈوپٹہ استعمال کرنا، اس پر برقعہ اوڑھنا اگر میسر ہو تو بہتر ہے، برقعہ نہ ہو تو بہرحال ڈوپٹے یا اوڑھنی سے عورت کا سارا جسم چھپانا پردہ کے واجبات سے ہے۔

(٢٥) [سُورَةُ] الْفُرْقَانِ

سورۂ فرقان کی تفسیر

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿هَبَاءً مَنْثُورًا﴾ مَا تَسْفِي بِهِ الرِّيحُ ﴿مَدَّ الظِّلَّ﴾ مَا بَيْنَ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَى طُلُوعِ الشَّمْسِ ﴿سَاكِنًا﴾ دَائِمًا ﴿عَلَيْهِ دَلِيلًا﴾ طُلُوعُ الشَّمْسِ ﴿خِلْفَةً﴾ مَنْ فَاتَهُ فِي اللَّيْلِ عَمَلٌ أَدْرَكَهُ بِالنَّهَارِ أَوْ فَاتَهُ بِالنَّهَارِ أَدْرَكَهُ بِاللَّيْلِ وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا﴾ فِي طَاعَةِ اللَّهِ وَمَا شَيْءٌ أَقَرَّ لِعَيْنِ الْمُؤْمِنِ مِنْ أَنْ يَرَى حَبِيبَهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿ثُبُورًا﴾ وَيْلًا وَقَالَ غَيْرُهُ: السَّعِيرُ مُذَكَّرٌ وَالتَّسَعُّرُ وَالْإِضْطِرَامُ: التَّوَقُّدُ الشَّدِيدُ ﴿تُمْلَى عَلَيْهِ﴾ تُقْرَأُ عَلَيْهِ

عبداللہ بن عباس ؓ نے کہا ''هَبَاءً مَنْثُورًا'' کے معنی جو چیز ہوا اڑا کر لائے (گرد و غبار وغیرہ) ''مَدَّ الظِّلَّ'' سے وہ وقت مراد ہے جو طلوع صبح سے سورج نکلنے تک ہوتا ہے ''سَاكِنًا'' کا معنی ہمیشہ ''عَلَيْهِ دَلِيلًا'' میں دلیل سے سورج کا نکلنا مراد ہے۔ ''خِلْفَةً'' سے یہ مطلب ہے کہ رات کا جو کام نہ ہو سکے وہ دن کو پورا کر سکتا ہے۔ دن کا جو کام نہ ہو سکے وہ رات کو پورا کر سکتا ہے اور امام حسن بصری نے کہا ''قُرَّةَ أَعْيُنٍ'' کا مطلب یہ ہے کہ ہماری بیویوں کو اور اولاد کو خدا پرست، اپنا تابعدار بنا دے۔ مؤمن کی آنکھ کی ٹھنڈک اس سے زیادہ کسی بات میں نہیں ہوتی کہ اس کا محبوب اللہ کی عبادت میں مصروف ہو اور عبداللہ بن عباس ؓ نے کہا ''ثُبُورًا'' کے معنی ہلاکت خرابی۔ اوروں نے کہا سَعِيرٌ کا لفظ مذکر ہے یہ تَسَعُّر سے نکلا ہے تَسَعُّر اور اِضْطِرَام آگ کے خوب سلگنے کو کہتے ہیں۔ ''تُمْلٰی

مِنْ أَمْلَيْتُ وَأَمْلَلْتُ. الرَّسُّ: الْمَعْدِنُ جَمْعُهُ رِسَاسٌ ﴿مَا يَعْبَأُ﴾ يُقَالُ مَا عَبَأْتُ بِهِ شَيْئًا لَا يُعْتَدُّ بِهِ ﴿غَرَامًا﴾ هَلَاكًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَعَتَوْا﴾ طَغَوْا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿عَاتِيَةٍ﴾ عَتَتْ عَلَى الْخُزَّانِ.

عَلَيْهِ ''اس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں یہ اَمْلَيْتُ اور اَمْلَلْتُ سے نکلا ہے۔ ''الرَّسُّ'' مَعْدِنٌ کان کو کہتے ہیں اس کی جمع رِسَاسٌ آتی ہے۔ ''مَا يَعْبَأُ'' عرب لوگ کہتے ہیں مَا عَبَأْتُ بِهِ شَيْئًا یعنی میں نے اس کی کچھ پروانہیں کی۔ ''غَرَامًا'' کے معنی ہلاکت اور مجاہد نے کہا ''عَتَوْا'' کا معنی شرارت کے ہیں اور سفیان بن عیینہ نے کہا ''عَاتِيَةٌ'' کا معنی یہ ہے کہ اس نے خزانہ دار فرشتوں کا کہنا نہ سنا۔

تشریح: سورۂ فرقان مکی ہے جس میں ۷۷ آیات اور چھ ۶ رکوع ہیں۔ ثنائی ترجمہ والے قرآن شریف میں یہ ص: ۴۳۰ سے شروع ہوتی ہے۔ الفاظ مختلفہ جن کے کچھ معانی امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان فرمائے ہیں تفصیلی مطالب ان آیات کے ملاحظہ ہی سے معلوم ہوں گے جہاں جہاں سورۂ فرقان میں یہ الفاظ آئے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَى وُجُوهِهِمْ إِلَى جَهَنَّمَ أُولَئِكَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا﴾.

''یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے چہروں کے بل جہنم کی طرف چلائے جائیں گے۔ یہ لوگ دوزخ میں ٹھکانے کے لحاظ سے بدترین ہوں گے اور یہ راہ چلنے میں بہت ہی بھٹکے ہوئے ہیں۔''

٤٧٦٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: ((أَلَيْسَ الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلَى أَنْ يُمْشِيَهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ قَتَادَةُ: بَلَى وَعِزَّةِ رَبِّنَا. [طرفه في: ٦٥٢٣]

[مسلم: ٧٠٨٧]

(۴۷۶۰) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن محمد بغدادی نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، کہا ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب نے پوچھا: اے اللہ کے نبی! کافر کو قیامت کے دن اس کے چہرہ کے بل کس طرح چلایا جائے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ جس نے اسے اس دنیا میں دو پاؤں پر چلایا ہے اس پر قادر ہے کہ قیامت کے دن اس کو اس کے چہرہ کے بل چلا دے۔'' قتادہ نے کہا یقیناً، ہمارے رب کی عزت کی قسم! یونہی ہوگا۔

تشریح: قیامت کے دن ایک منظر یہ بھی ہوگا کہ کفار و مشرکین منہ کے بل چلائے جائیں گے جس سے ان کی انتہائی ذلت وخواری ہوگی۔ اللهم لا تجعلنا منهم۔ آمین۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا

''اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس (انسان) کی

يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا﴾ الْعُقُوْبَةَ.

جان کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے وہ قتل نہیں کرتے، ہاں مگر حق پر اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو کوئی ایسا کرے گا اسے سزا بھگتنی ہی پڑے گی۔'' اثاما کا معنی عقوبت و سزا ہے۔

٤٧٦١ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُوْرٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: وَحَدَّثَنِي وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَأَلْتُ أَوْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّ الذَّنْبِ عِنْدَ اللّٰهِ أَكْبَرُ؟ قَالَ: ((أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)) قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)) قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ)) قَالَ: وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ تَصْدِيْقًا لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾. [راجع: ٤٤٧٧]

(۴۷۶۱) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا کہ مجھ سے منصور اور سلیمان نے بیان کیا، ان سے ابووائل نے، ان سے ابومیسرہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (سفیان ثوری نے کہا کہ) اور مجھ سے واصل نے بیان کیا اور ان سے ابووائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا، یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا گناہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تم اللہ کا کسی کو شریک ٹھہراؤ حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے۔'' میں نے پوچھا: اس کے بعد کون سا؟ فرمایا کہ ''اس کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تم اپنی اولاد کو اس خوف سے مار ڈالو کہ وہ تمہاری روزی میں شریک ہوگی۔'' میں نے پوچھا: اس کے بعد کونسا؟ فرمایا، اس کے بعد یہ کہ ''تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔'' راوی نے بیان کیا کہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی تصدیق کے لئے نازل ہوئی کہ ''اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس (انسان) کی جان کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے قتل نہیں کرتے مگر ہاں حق پر اور نہ وہ زنا کرتے ہیں۔''

تشریح: کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے یعنی اللہ کی عبادت میں کسی بھی غیر کو شریک کرنا یہ وہ گناہ ہے کہ اس کے کرنے والے کی اگر وہ بغیر توبہ مرجائے اللہ کے ہاں کوئی بخشش نہیں ہے۔ مشرکین ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ جنت ان کے لیے قطعاً حرام ہے۔ اسی طرح ناحق قتل بھی بڑا گناہ ہے اور زنا کاری بھی گناہ کبیرہ ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو ان سے بچائے۔ آمین

٤٧٦٢ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي بَزَّةَ: أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا مِنْ تَوْبَةٍ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ: وَالَّذِيْنَ ﴿لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ فَقَالَ

(۴۷۶۲) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے قاسم بن ابی بزہ نے خبر دی، انہوں نے سعید بن جبیر سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کردے تو کیا اس کی اس گناہ سے توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ (ابن ابی بزہ نے بیان کیا کہ) میں نے اس پر یہ آیت پڑھی: ''اور جس جان کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے قتل نہیں کرتے،

سَعِيْدٌ: قَرَأْتُهَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا قَرَأْتُهَا عَلَيَّ فَقَالَ: هَذِهِ مَكِّيَّةٌ أُرَاهُ نَسَخَتْهَا آيَةٌ مَدِيْنِيَّةٌ الَّتِيْ فِي سُوْرَةِ النِّسَاءِ. [راجع: ٣٨٥٥]
[مسلم: ٧٥٤٥؛ نسائي: ٤٠١٢، ٤٨٨٠]

مگر ہاں حق کے ساتھ۔" سعید بن جبیر نے کہا کہ میں نے بھی یہ آیت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے پڑھی تھی تو انہوں نے کہا تھا کہ مکی آیت ہے اور مدنی آیت جو اس سلسلہ میں سورۂ نساء میں ہے اس سے اس کا حکم منسوخ ہو گیا ہے۔

٤٧٦٣۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: اخْتَلَفَ أَهْلُ الْكُوْفَةِ فِيْ قَتْلِ الْمُؤْمِنِ فَرَحَلْتُ فِيْهِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: نَزَلَتْ فِيْ آخِرِ مَا نَزَلَ وَلَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ. [راجع: ٣٨٥٥]

(۴۷۶۳) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے مغیرہ بن نعمان نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ اہل کوفہ کا مومن کے قتل کے مسئلے میں اختلاف ہوا (کہ اس کے قاتل کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں) تو میں سفر کر کے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے کہا کہ (سورۂ نساء کی آیت جس میں یہ ذکر ہے کہ جس نے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کیا اس کی سزا جہنم ہے) اس سلسلہ میں سب سے آخر میں نازل ہوئی ہے اور کسی دوسری چیز سے منسوخ نہیں ہوئی۔

٤٧٦٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ﴾ قَالَ: لَا تَوْبَةَ لَهُ وَعَنْ قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ﴾ قَالَ: كَانَتْ هَذِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ. [راجع: ٣٨٥٥]

(۴۷۶۴) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے منصور نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے "فَجَزَاءُهُ جَهَنَّمُ" کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد "لَايَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ" کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ان لوگوں کے متعلق ہے جنہوں نے زمانۂ جاہلیت میں قتل کیا ہو۔

تشریح: یعنی جن لوگوں نے زمانۂ جاہلیت میں قتل کیا ہو اور پھر اسلام لائے ہوں تو ان کا حکم اس آیت میں بتایا گیا ہے لیکن اگر کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو ناحق قتل کر دے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس کی سزا جہنم ہے۔ اس گناہ سے اس کی توبہ قبول نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی فتویٰ ہے کہ عمداً کسی مسلمان کا ناحق قاتل ابدی دوزخی ہے۔ مگر جمہور امت کا فتویٰ ہے کہ ایسا گنہگار اس مقتول کے وارثوں کو خون بہا دے کر توبہ کرے تو وہ قابل معافی ہو جاتا ہے۔ شاید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ زجر و توبیخ کے طور پر ہو۔ بہر حال جمہور کا فتویٰ رحمت الٰہی کے زیادہ قریب ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا﴾

"قیامت کے دن اس کا عذاب کئی گنا بڑھتا ہی جائے گا اور وہ اس میں ہمیشہ کے لئے ذلیل ہو کر پڑا رہے گا۔"

٤٧٦٥۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ أَبْزَى: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ﴾ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ أَهْلُ مَكَّةَ: فَقَدْ عَدَلْنَا بِاللَّهِ وَقَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿غَفُورًا رَحِيمًا﴾. [راجع: ٣٨٥٥]

(۴۷۶۵) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ ان سے عبدالرحمٰن بن ابزیٰ نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت "اور جو کوئی کسی مومن کو جان کر قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے" اور سورۂ فرقان کی آیت "اور جس انسان کی جان مارنے کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے قتل نہیں کرتے مگر ہاں حق کے ساتھ" إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ تک، میں نے اس آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اہل مکہ نے کہا کہ پھر تو ہم نے اللہ کے ساتھ شریک بھی ٹھہرایا ہے اور ناحق ایسے قتل بھی کیے ہیں جنہیں اللہ نے حرام قرار دیا تھا اور ہم نے بدکاریوں کا بھی ارتکاب کیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "مگر ہاں جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرتا رہے، ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا، اللہ بہت بخشنے والا بڑا ہی مہربان ہے۔"

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"مگر ہاں جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرتا رہے، سو ان کی بدیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ تو ہے ہی بڑا بخشش کرنے والا بڑا ہی مہربان ہے۔"

٤٧٦٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: أَمَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبْزَى أَنْ أَسْأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا﴾ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: لَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ وَعَنْ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ﴾ قَالَ: نَزَلَتْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ. [راجع: ٣٨٥٥]

(۴۷۶۶) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا مجھ کو میرے والد نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں منصور نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ مجھے عبدالرحمٰن بن ابزیٰ نے حکم دیا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دو آیتوں کے بارے میں پوچھوں "اور جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا" الخ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت کسی چیز سے بھی منسوخ نہیں ہوئی ہے۔ (اور دوسری آیت) یہ تھی "اور جو لوگ کسی معبود کو اللہ کے ساتھ نہیں پکارتے" آپ نے اس کے متعلق فرمایا یہ مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

تشریح: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا خیال یہ تھا کہ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ﴾ الآیۃ (۲۵/الفرقان: ۷۰) کا تعلق ان مسلمانوں سے نہیں ہے جو کسی مسلمان کا عمداً ناحق خون کریں یہ آیت صرف کافروں و مشرکوں کے ایمان لانے سے متعلق ہے۔

یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا خیال تھا مگر جمہور امت نے ایسے قاتل کے بارے میں توبہ و استغفار کی گنجائش بتائی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا﴾ هَلَكَةً.

باب: اللہ جل شانہ کا ارشاد:

''پس عنقریب یہ (جھٹلانا ان کے لئے) باعث وبال بن کر رہے گا'' لِزَامًا یعنی ہلاکت۔

٤٧٦٧ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: خَمْسٌ قَدْ مَضَيْنَ: الدُّخَانُ وَالْقَمَرُ وَالرُّوْمُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ ﴿فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا﴾ هَلَاكًا . [راجع: ١٠٠٧] [مسلم: ٧٠٦٨، ٧٠٦٩]

(٤٧٦٧) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے مسلم نے بیان کیا، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا (قیامت کی) پانچ نشانیاں گزر چکی ہیں، دھواں (اس کا ذکر آیت يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ میں ہے) چاند کا پھٹنا (اس کا ذکر آیت اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ میں ہے) روم کا مغلوب ہونا (اس کا ذکر سورۂ روم میں ہے) بَطْشَة یعنی اللہ کی پکڑ جو بدر میں ہوئی (اس کا ذکر يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى میں ہے) اور وبال (جو قریش پر بدر کے دن آیا اس کا ذکر آیت) ''فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا'' میں ہے۔

تشریح: یہ پانچوں نشانیاں علامت قیامت سے متعلق ہیں۔ دھواں تو وہی ہے جس کا ذکر ﴿يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ﴾ (۴۴/الدخان:۱۰) میں آیا ہے۔ چاند کا پھٹنا وہی ہے جس کا ذکر سورۂ اقتربت الساعۃ میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول سے صاف نکلتا ہے کہ چاند کا پھٹنا قیامت کی نشانی تھا لیکن چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس کی خبر دے دی تھی اس لحاظ سے معجزہ بھی ہوا۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفہیمات میں ایسا ہی لکھا ہے۔ تیسرے رومیوں کا جن کو اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا ایرانیوں کے ہاتھوں مغلوب ہونا۔ بطشة یعنی پکڑ کا ذکر آیت ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى﴾ (۴۴/الدخان:۱۶) میں ہے۔ آیت ﴿فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا﴾ (۲۵/الفرقان:۷۷) میں لازم ہونا، اس سے اس ہلاکت کا ضرور ہونا مراد ہے۔ جو بدر کے دن کافروں کی ہوئی۔ بطشة سے بھی یہی قتل کفار مراد ہے جو بدر کے دن ہوا۔ بعض نے کہا لزاما سے قیامت کا دن مراد ہے۔ بعض نے کہا قحط مراد ہے جو قریش مکہ پر بطور عذاب آیا تھا۔

(٢٦) سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ

سورۂ شعراء کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿تَعْبَثُوْنَ﴾ تَبْنُوْنَ ﴿هَضِيْمٌ﴾ يَتَفَتَّتُ إِذَا مُسَّ ﴿مُسَحَّرِيْنَ﴾ الْمَسْحُوْرِيْنَ اللَّيْكَةُ وَالأَيْكَةُ جَمْعُ أَيْكَةٍ وَهِيَ جَمِيْعُ شَجَرٍ ﴿يَوْمِ الظُّلَّةِ﴾ إِظْلَالُ الْعَذَابِ إِيَّاهُمْ ﴿مَوْزُوْنٍ﴾ مَعْلُوْمٍ ﴿كَالطَّوْدِ﴾ كَالْجَبَلِ ﴿لَشِرْذِمَةٌ﴾ طَائِفَةٌ قَلِيْلَةٌ ﴿فِي السَّاجِدِيْنَ﴾

مجاہد نے کہا لفظ ''تَعْبَثُوْنَ'' کا معنی بناتے ہو۔ ''هَضِيْمٌ'' وہ چیز جو چھونے سے ریزہ ریزہ ہو جائے۔ مُسَحَّرِيْنَ کا معنی جادو کئے گئے۔ لَيْكَة اور اَيْكَةٌ جمع ہے ایکۃ کی اور لفظ ایکۃ جمع ہے شجر یعنی درخت کی۔ ''يَوْمِ الظُّلَّةِ'' یعنی وہ دن جس میں عذاب نے ان پر سایہ کیا تھا۔ ''مَوْزُوْنٍ'' کا معنی معلوم۔ ''كَالطَّوْدِ'' یعنی پہاڑ کی طرح ''لَشِرْذِمَةٌ'' یعنی چھوٹا گروہ۔ ''فِي السَّاجِدِيْنَ'' یعنی نمازیوں میں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ''لَعَلَّكُمْ

الْمُصَلِّينَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ﴾ كَأَنَّكُمْ الرِّيعُ الْيَفَاعُ مِنَ الْأَرْضِ وَجَمْعُهُ رِيَعَةٌ وَأَرْيَاعٌ وَاحِدُهُ الرِّيعَةُ ﴿مَصَانِعَ﴾ كُلُّ بِنَاءٍ فَهُوَ مَصْنَعَةٌ فَرِهِينَ مَرِحِينَ ﴿فَارِهِينَ﴾ بِمَعْنَاهُ وَيُقَالُ: فَارِهِينَ: حَاذِقِينَ ﴿تَعْثَوْا﴾ هُوَ أَشَدُّ الْفَسَادِ وَ عَاثَ يَعِيثُ عَيْثًا ﴿الْجِبِلَّةَ﴾ الْخَلْقُ جُبِلَ خُلِقَ وَمِنْهُ جُبُلًا وَجِبِلًا وَجُبْلًا يَعْنِي الْخَلْقَ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ.

تَخْلُدُونَ" کا معنی یہ ہے کہ جیسے ہمیشہ دنیا میں رہو گے۔ رِيعٌ بلند زمین جیسے ٹیلہ رِيعٌ مفرد ہے اس کی جمع رِيَعَةٌ اور اَرْيَاعٌ آتی ہے۔ "مَصَانِعَ" ہر عمارت کو کہتے ہیں (یا اونچے اونچے محلوں کو) فَرِهِينَ کا معنی اتراتے ہوئے خوش وخرم "فَارِهِينَ" کا بھی یہی معنی ہے۔ بعضوں نے کہا فَارِهِينَ کا معنی کاریگر ہوشیار تجربہ کار۔ "تَعْثَوْا" جیسے عَاثَ يَعِيثُ عَيْثًا، عیث کہتے ہیں سخت فساد کرنے کو (دھندمچانا) تعثوا کا بھی وہی معنی ہے یعنی سخت فساد نہ کرو۔ "الْجِبِلَّةَ" خلقت جُبِلَ یعنی پیدا کیا گیا ہے۔ اسی سے جُبُلًا اور جِبِلًا اور جُبْلًا نکلا ہے یعنی خلقت۔

تشریح: سورۂ شعراء کے یہ مختلف مقامات کے الفاظ مبارکہ ہیں جن کو امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں اپنی روش کے مطابق واضح فرمایا ہے پوری تفصیلات کے لیے ان آیات کا مطالعہ ضروری ہے۔ جن میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ اور لفظ تعثوا: عثی یعثو سے نکلا ہے جو ناقص ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔ یہ سورت مکی ہے۔ اس میں ۲۲۷ آیات اور ۱۱ رکوع ہیں اور یہ ثنائی ترجمہ والے قرآن مجید ص: ۴۳۹ پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ﴾

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"تو مجھے اس دن رسوا نہیں کرے گا جب سب اٹھائے جائیں گے۔"

تشریح: "یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ بھی دعا کی تھی کہ یا اللہ! مجھے رسوا نہ کرنا اس دن جب حساب کے لیے سب جمع کئے جائیں گے"۔

٤٧٦٨۔ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ إِبْرَاهِيمَ رَأَى أَبَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ الْغَبَرَةُ وَالْقَتَرَةُ)). [راجع: ٣٣٥٠]

(۴۷۶۸) اور ابراہیم بن طہمان نے کہا کہ ان سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید مقبری نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "ابراہیم علیہ السلام اپنے والد (آذر) کو قیامت کے دن گرد آلود کالا کلوٹا دیکھیں گے۔" (امام بخاری نے کہا: غَبَرَةٌ اور قَتَرَةٌ ہم معنی ہیں)۔

تشریح: اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ اس حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پروردگار سے عرض کریں گے۔ میں نے تجھ سے دنیا میں دعا کی تھی کہ حشر کے دن مجھ کو رسوا نہ کیجیو اور تو نے وعدہ فرمالیا تھا۔ اب باپ کی ذلت سے بڑھ کر کون سی رسوائی ہوگی۔ دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر اللہ پاک ان کے باپ کو ایک گندی نجاست میں لتھڑے ہوئے بجو کی شکل میں کر دے گا، فرشتے اس کے پاؤں پکڑ کر اسے دوزخ میں ڈال دیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ قبیح صورت دیکھ کر اس سے بیزار ہو جائیں گے۔ اس حدیث سے ان حکایتوں کا غلط ہونا ثابت ہوا کہ فلاں بزرگ یا فلاں ولی کا دھوبی یا غلام جو کافر تھا ان کا نام لینے سے بخش دیا گیا۔ ابراہیم خلیل اللہ سے زیادہ ان اولیائے اللہ کا مرتبہ نہیں ہوسکتا ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کفر کی وجہ سے نہیں بخشے گئے تو اور بزرگوں یا ولیوں کے غلام اور خادم کس شمار میں ہیں۔ دوسری حدیث میں ہے

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا، یارسول اللہ! میرا باپ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا دوزخ میں وہ روتا ہوا چلا آپ نے فرمایا میرا باپ اور تیرا باپ دونوں دوزخ میں ہیں۔ تیسری حدیث میں ہے کہ ابوطالب کو قیامت کے دن آگ کے دو جوتے پہنائے جائیں گے یا وہ ٹخنے برابر آگ میں رہیں گے ان کا دماغ گرمی سے جوش مارتا رہے گا۔ پناہ بخدا۔ (وحیدی)

٤٧٦٩۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَخِي عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَلْقَى إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ فَيَقُولُ اللَّهُ: إِنِّي حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ)). [راجع: ٣٣٥٠]

(۴۷۶۹) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے بھائی (عبدالحمید) نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ذئب نے، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ابراہیم علیہ السلام اپنے والد سے (قیامت کے دن) جب ملیں گے تو اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ اے رب! تو نے وعدہ کیا تھا کہ تو مجھے اس دن رسوا نہیں کرے گا جب سب اٹھائے جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ میں نے جنت کو کافروں پر حرام قرار دیا ہے۔''

تشریح: آزر کو جنت نہ مل سکے گی مگر اللہ پاک حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رسوائی سے بچانے کے لیے آزر کی شکل بدل کر اسے دوزخ میں ڈال دے گا تاکہ عام طور پر محشر میں اس کی پہچان ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے شرمندگی کا سبب نہ ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت کے دن انبیائے کرام کی شفاعت صرف ان ہی کے حق میں مفید ہوگی جن کے لیے اللہ کی رحمت شامل حال ہوگی۔ آیت: ﴿وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَى﴾ (۲۱/الانبیاء:۲۸) کا یہی مفہوم ہے۔ ''اللهم ارزقنا شفاعة حبيبك محمد ﷺ يوم القيامة۔'' آمین۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ﴾: أَلِنْ جَانِبَكَ.

''یعنی اور آپ اپنے خاندانی قرابت داروں کو ڈراتے رہو (اور جو آپ کی راہ پر چلے) تو ان کے ساتھ شفقت سے پیش آؤ۔''

٤٧٧٠۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِي: ((يَا بَنِي فِهْرٍ يَا بَنِي عَدِيٍّ)) لِبُطُونِ قُرَيْشٍ حَتَّى اجْتَمَعُوا فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُولًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَاءَ أَبُو لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ فَقَالَ: ((أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا

(۴۷۷۰) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے، کہا کہ مجھ سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب آیت ''اور آپ اپنے خاندانی قرابت داروں کو ڈراتے رہیے'' نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ 'صفا' پہاڑی پر چڑھ گئے اور پکارنے لگے: ''اے بنی فہر! اور اے بنی عدی!'' اور قریش کے دوسرے خاندان والو! اس آواز پر سب جمع ہو گئے اگر کوئی کسی وجہ سے نہ آسکا تو اس نے اپنا کوئی چودھری بھیج دیا، تاکہ معلوم ہو کہ کیا بات ہے۔ ابولہب قریش کے دوسرے لوگوں کے ساتھ مجمع میں تھا۔ آپ نے انہیں خطاب کر کے فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے، اگر میں تم سے کہوں کہ وادی میں (پہاڑی کے پیچھے) ایک لشکر ہے اور

بِالْوَادِي تُرِيدُ أَنْ تُغِيرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ)) قَالُوا: نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا قَالَ: ((فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ)) فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ: تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ: ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ٥ مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ﴾. [راجع: ١٣٩٤]

وہ تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات سچ مانو گے؟'' سب نے کہا کہ ہاں! ہم آپ کی تصدیق کریں گے، ہم نے ہمیشہ آپ کو سچا ہی پایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر سنو، میں تمہیں اس سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو بالکل سامنے ہے۔'' اس پر ابولہب بولا، تجھ پر سارے دن تباہی نازل ہو، کیا تو نے ہمیں اس لئے اکٹھا کیا تھا۔ اسی واقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی: ''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ برباد ہو گیا، نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی ہی اس کے آڑے آئی۔''

تشریح: یہی ابولہب ہے جو بعد میں عذاب الٰہی میں گرفتار ہوا اور صرف ایک زہریلی پھنسی نکلنے سے اس کا سارا جسم زہر آلود ہو گیا۔ آخر جب سارا جسم گل سڑ گیا تب جا کر موت نے خاتمہ کیا۔ مرنے کے بعد کئی دنوں تک لاش سڑتی رہی۔ آخر متعلقین نے لکڑیوں سے نعش کو دھکیل کر ایک گڑھے میں ڈالا۔ اس طرح عذاب الٰہی کا وعدہ پورا ہوا۔

٤٧٧١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ قَالَ: ((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ۔ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا۔ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ! لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ! سَلِينِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا)) تَابَعَهُ أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ. [راجع: ٢٧٥٣]

(٤٧٧١) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب آیت ''اور اپنے خاندان کے قرابت داروں کو ڈرا'' نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے (صفا پہاڑی پر کھڑے ہو کر) آواز دی کہ ''اے جماعت قریش! یا اسی طرح کا اور کوئی کلمہ آپ نے فرمایا، اللہ کی اطاعت کے ذریعہ اپنے جانوں کو اس کے عذاب سے بچاؤ (اگر تم شرک و کفر سے باز نہ آئے تو) اللہ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا۔ اے بنی عبد مناف! اللہ کے ہاں میں تمہارے لئے بالکل کچھ نہیں کر سکوں گا۔ اے عباس بن عبدالمطلب! اللہ کی بارگاہ میں میں تمہارے کچھ کام نہیں آ سکوں گا۔ اے صفیہ، رسول اللہ کی پھوپھی! میں اللہ کے یہاں تمہیں کچھ فائدہ نہ پہنچا سکوں گا۔ اے فاطمہ! محمد (ﷺ) کی بیٹی! میرے مال میں سے جو چاہو مجھ سے لے لو لیکن اللہ کی بارگاہ میں تمہیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکوں گا۔'' اس روایت کی متابعت اصبغ نے ابن وہب سے، انہوں نے یونس سے اور انہوں نے ابن شہاب سے کی ہے۔

تشریح: اس سے ان نام نہاد مسلمانوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو زندہ مردہ پیروں فقیروں کا دامن اس لیے پکڑے ہوئے ہیں کہ وہ قیامت کے دن ان کو بخشوا لیں گے۔ کتنے کم عقل نذر و نیاز کے اسی چکر میں گرفتار ہیں اور روزانہ ان کے گھروں میں نت نئی نیازیں ہوتی رہتی ہیں۔ سترہویں کا بکرا اور گیارہویں کا مرغا یا ایسے ہی دھوکے ہیں۔ اللہ پاک مسلمانوں کو ان سے نجات بخشے۔ آمین۔

(۲۷) [سُوْرَةُ] النَّمْلِ — سورۂ نمل کی تفسیر

تشریح: اس سورت میں ۹۳ آیات اور ۷ رکوع ہیں اور یہ مکی ہے۔

أَلْخَبْأُ مَا خَبَأْتَ ﴿لَا قِبَلَ لَهُمْ﴾ لَا طَاقَةَ ﴿الصَّرْحُ﴾ كُلُّ مِلَاطٍ اتُّخِذَ مِنَ الْقَوَارِيرِ ﴿وَالصَّرْحُ﴾ الْقَصْرُ وَجَمَاعَتُهُ صُرُوْحٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ﴾ سَرِيْرٌ كَرِيْمٌ حُسْنُ الصَّنْعَةِ وَغَلَاءُ الثَّمَنِ ﴿يَأْتُوْنِي مُسْلِمِيْنَ﴾ طَائِعِيْنَ ﴿رَدِفَ﴾ اقْتَرَبَ ﴿جَامِدَةً﴾ قَائِمَةً ﴿أَوْزِعْنِي﴾ اجْعَلْنِي وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿نَكِّرُوْا﴾ غَيِّرُوْا ﴿وَأُوْتِيْنَا الْعِلْمَ﴾ يَقُوْلُهُ سُلَيْمَانُ ﴿الصَّرْحُ﴾ بِرْكَةُ مَاءٍ ضَرَبَ عَلَيْهَا سُلَيْمَانُ ﴿قَوَارِيْرَ﴾ أَلْبَسَهَا إِيَّاهُ.

اَلْخَبْأُ پوشیدہ چھپی چیز۔ ''لَا قِبَلَ'' طاقت نہیں۔ ''الصَّرْحُ'' کے معنی کانچ کا گارا اور صرح محل کو بھی کہتے ہیں اس کی جمع صُرُوْح ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ''وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ'' کا یہ معنی ہے کہ اس کا تخت نہایت عمدہ اچھی کاریگری کا ہے جو بیش قیمت ہے۔ ''مُسْلِمِيْنَ'' یعنی تابعدار ہو کر۔ ''رَدِفَ'' نزدیک آپہنچا۔ ''جَامِدَةً'' اپنی جگہ پر قائم۔ ''اَوْزِعْنِي'' مجھ کو کر دے۔ اور مجاہد نے کہا ''نَكِّرُوْا'' کا معنی اس کا روپ بدل ڈالو۔ ''اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ'' یہ سلیمان علیہ السلام کا مقولہ ہے۔ صَرْح پانی کا ایک حوض تھا سلیمان علیہ السلام نے اسے شیشوں سے ڈھانک دیا تھا۔ دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے پانی بھرا ہوا ہے۔

(۲۸) [سُوْرَةُ] الْقَصَصِ — سورۂ قصص کی تفسیر

تشریح: یہ سورت مکی ہے۔ اس میں ۸۸ آیات اور ۹ رکوع ہیں اور یہ قرآن پاک ترجمہ ثنائی میں ص: ۴۶۱ پر ملاحظہ فرمائی جا سکتی ہے۔

يُقَالُ: ﴿إِلَّا وَجْهَهُ﴾ إِلَّا مُلْكَهُ وَيُقَالُ: إِلَّا مَا أُرِيْدَ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنْبَاءُ﴾ الْحُجَجُ.

بعض نے کہا: ''اِلَّا وَجْهَهُ'' سے مراد ہے کہ ''بجز اس کی سلطنت کے'' بعض لوگوں نے اس سے مراد وہ اعمال لیے ہیں جو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کیے گئے ہوں۔ (ثواب کے لحاظ سے وہ بھی فنا نہ ہوں گے) مجاہد نے کہا کہ ''اَلْاَنْبَاءُ'' سے دلیلیں مراد ہیں۔

تشریح: لفظ وجہ ایسا لفظ ہے جس کی کوئی تاویل نہیں کی جا سکتی بلا تاویل اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس کی سلطنت سے جو تاویل کی گئی ہے یہ مفہوم کے لحاظ سے ہے ورنہ لفظ وجہ سے ذات باری کا چہرہ ہی مراد ہے کہ وہ فنا ہونے والا نہیں ہے۔ اب وہ چہرہ جیسا بھی ہے اس پر ہمارا ایمان و یقین ہے۔ آمنا بالله کما هو باسمائه و صفاته۔

بَابُ قَوْلِهِ: — باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَشَاءُ﴾

''جس کو تم چاہو ہدایت نہیں کر سکتے، البتہ اللہ ہدایت دیتا ہے اسے جس کے لئے وہ ہدایت چاہتا ہے۔''

٤٧٧٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

(۴۷۷۲) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبِ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَقَالَ: ((أَيْ عَمِّ! قُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ)) فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيدَانِهِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ: عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبَى أَنْ يَقُولَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَاللَّهِ! لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ)) فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ﴾ وَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿أُولِي الْقُوَّةِ﴾ لَا يَرْفَعُهَا الْعُصْبَةُ مِنَ الرِّجَالِ ﴿لَتَنُوءُ﴾ لَتُثْقِلُ ﴿فَارِغًا﴾ إِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوسَى ﴿الْفَرِحِينَ﴾ الْمَرِحِينَ ﴿قُصِّيهِ﴾ اتَّبِعِي أَثَرَهُ وَقَدْ يَكُونُ أَنْ يَقُصَّ الْكَلَامَ ﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ﴾ ﴿عَنْ جُنُبٍ﴾ عَنْ بُعْدٍ وَعَنْ جَنَابَةٍ وَاحِدٌ وَعَنِ اجْتِنَابٍ أَيْضًا نَبْطِشُ وَنَبْطُشُ ﴿يَأْتَمِرُونَ﴾ يَتَشَاوَرُونَ. الْعُدْوَانُ وَالْعَدَاءُ وَالتَّعَدِّي وَاحِدٌ ﴿آنَسَ﴾ أَبْصَرَ الْجِذْوَةُ قِطْعَةٌ غَلِيظَةٌ مِنَ الْخَشَبِ لَيْسَ

سے زہری نے بیان کیا، انہیں سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے ان کے والد (مسیب بن حزن رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب ہوا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے، ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ وہاں پہلے سے ہی موجود تھے۔ آپ نے فرمایا: ''چچا! آپ صرف کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیں تا کہ اس کلمہ کے ذریعہ اللہ کی بارگاہ میں آپ کی شفاعت کروں۔'' اس پر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بولے: کیا تم عبدالمطلب کے مذہب سے پھر جاؤ گے؟ رسول اللہ ﷺ بار باران سے یہی کہتے رہے (کہ آپ صرف یہی ایک کلمہ پڑھ لیں) اور یہ دونوں بھی اپنی بات ان کے سامنے بار بار دہراتے رہے (کہ کیا تم عبدالمطلب کے مذہب سے پھر جاؤ گے؟) آخر ابوطالب کی زبان سے جو آخری کلمہ نکلا وہ یہی تھا کہ وہ عبدالمطلب کے مذہب پر ہی قائم ہیں۔ انہوں نے ''لا الٰہ الا اللہ'' پڑھنے سے انکار کر دیا۔ راوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں آپ کے لئے طلب مغفرت کرتا رہوں گا تا آنکہ مجھے اس سے روک نہ دیا جائے۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''نبی اور ایمان والوں کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ مشرکین کے لئے دعائے مغفرت کریں۔'' اور خاص ابوطالب کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ ''جس کو تم چاہو ہدایت نہیں کر سکتے، البتہ اللہ ہدایت دیتا ہے اسے جس کے لئے وہ ہدایت چاہتا ہے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ''أُولِي الْقُوَّةِ'' سے یہ مراد ہے کہ کئی زوردار آدمی مل کر بھی اس کی کنجیاں نہیں اٹھا سکتے تھے۔ ''لَتَنُوءُ'' کا مطلب ڈھوئی جاتی تھیں۔ ''فَارِغًا'' کا معنی یہ ہے کہ موسیٰ کی ماں کے دل میں موسیٰ علیہ السلام کے سوا اور کوئی خاص نہیں رہا تھا۔ ''اَلْفَرِحِينَ'' کا معنی خوشی سے اتراتے ہوئے ''قُصِّيهِ'' یعنی اس کے پیچھے چلی جا۔ قَصّ کے معنی بیان کرنے کے ہوتے ہیں جیسے سورۂ یوسف میں فرمایا ''نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ'' ''عَنْ جُنُبٍ'' یعنی دور سے عَنْ جَنَابَةٍ کا بھی یہی معنی ہے اور عَنِ اجْتِنَابٍ کا بھی یہی ہے۔ نَبْطِشُ بکسر طاء اور نَبْطُشُ بہ ضمہ

فِيهَا لَهَبٌ وَالشِّهَابُ فِيهِ لَهَبٌ وَالْحَيَّاتُ أَجْنَاسٌ الْجَانُّ وَالْأَفَاعِي وَالْأَسَاوِدُ ﴿رِدْءًا﴾ مُعِينًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿يُصَدِّقُنِي﴾ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿سَنَشُدُّ﴾ سَنُعِينُكَ كُلَّمَا عَزَّزْتَ شَيْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهُ عَضُدًا. مَقْبُوحِينَ: مُهْلَكِينَ ﴿وَصَّلْنَا﴾ بَيَّنَّاهُ وَأَتْمَمْنَاهُ ﴿يُجْبَى﴾ يُجْلَبُ ﴿بَطِرَتْ﴾ أَشِرَتْ ﴿فِي أُمِّهَا رَسُولًا﴾ أُمُّ الْقُرَى مَكَّةُ وَمَا حَوْلَهَا ﴿تُكِنُّ﴾ تُخْفِي أَكْنَنْتُ الشَّيْءَ خَفَيْتُهُ وَكَنَنْتُهُ أَخْفَيْتُهُ وَأَظْهَرْتُهُ ﴿وَيْكَأَنَّ اللَّهَ﴾ مِثْلُ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ ﴿يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ﴾ يُوَسِّعُ عَلَيْهِ وَيُضَيِّقُ عَلَيْهِ. [راجع: ١٣٦٠]

طاء دونوں قرأتیں ہیں۔ ''يَأْتَمِرُونَ'' مشورہ کر رہے ہیں۔ عُدْوَانُ اور عَدَاءُ اور تَعَدِّى سب کا ایک ہی مفہوم ہے یعنی حد سے بڑھ جانا ظلم کرنا۔ ''آنَسَ'' کا معنی دیکھا۔ جِذْوَةٌ لکڑی کا موٹا ٹکڑا جس کے سرے پر آگ لگی ہو مگر اس میں شعلہ نہ ہو اور شہاب (جو آیت اَوْاٰتِيكُم بِشِهَابٍ قَبَسٍ میں ہے) اس سے مراد ایسی جلتی ہوئی لکڑی جس میں شعلہ ہو۔ حَيَّاتٌ یعنی سانپوں کی مختلف قسمیں جان، افعی، اسود وغیرہ ''رِدْاً'' یعنی مددگار پشت پناہ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ''يُصَدِّقُنِي'' بہ ضمہ قاف پڑھا ہے۔ اوروں نے کہا ''سَنَشُدُّ'' کا معنی یہ ہے کہ ہم تیری مدد کریں گے، عرب لوگوں کا محاورہ ہے جب کسی کو قوت دیتے ہیں تو کہتے ہیں جَعَلْنَا لَهُ عَضُدًا، مَقْبُوحِينَ کا معنی ہلاک کئے گئے ''وَصَّلْنَا'' ہم نے اس کو اور پورا کیا ''يُجْبَى'' کھچے آتے ہیں۔ ''بَطِرَت'' شرارت کی۔ ''فِي أُمِّهَا رَسُولًا'' ام القریٰ مکہ اور اس کے اطراف کو کہتے ہیں۔ ''تُكِنُّ'' کا معنی چھپاتی ہیں۔ عرب لوگ کہتے ہیں أَكْنَنْتُ یعنی میں نے اس کو چھپالیا۔ كَنَنْتُهُ میں نے اس کو چھپالیا اور میں نے اس کو ظاہر کر دیا۔ ''وَيْكَأَنَّ اللَّهَ'' کا معنی أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ ہے یعنی کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ تعالیٰ: ''يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ'' یعنی اللہ جس کو چاہتا ہے فراغت سے روزی دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے تنگی سے دیتا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ﴾

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

''جس خدا نے آپ پر قرآن کو فرض (نازل) کیا ہے۔''

٤٧٧٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الْعُصْفُرِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿لَرَادُّكَ إِلَى مَعَادٍ﴾ قَالَ: إِلَى مَكَّةَ.

(۴۷۷۳) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو یعلی بن عبید نے خبر دی، کہا ہم سے سفیان بن دینار عصفری نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ (آیت مذکورہ بالا میں) ''لَرَادُّكَ إِلَى مَعَادٍ'' سے مراد ہے کہ اللہ پھر آپ کو مکہ پہنچا کر رہے گا۔

تشریح: اللہ نے جو وعدہ فرمایا تھا وہ حرف بہ حرف صحیح ہو گیا اور فتح مکہ کے دن صداقت محمدی کا سارے عرب میں پرچم لہرا گیا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۲۹) [سُورَةُ] الْعَنْكَبُوتِ

سورۂ عنکبوت کی تفسیر

تشریح: یہ سورت بھی مکی ہے اس میں ۶۹ آیات اور ۷ رکوع ہیں یہ قرآن پاک ثنائی ترجمہ ص: ۴۷۰ پر ملاحظہ ہوں۔

قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِيْنَ﴾ ضَلَلَةً [وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿الْحَيَوَانُ﴾ وَالْحَيُّ وَاحِدٌ] ﴿فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ﴾ عَلِمَ اللَّهُ ذَلِكَ إِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ فَلِيَمِيْزَ اللَّهُ كَقَوْلِهِ: ﴿لِيَمِيْزَ اللَّهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ﴾ ﴿أَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ﴾ أَوْزَارًا مَعَ أَوْزَارِهِمْ.

مجاہد نے کہا کہ "وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِيْنَ" کا یہ معنی ہے کہ وہ گمراہ تھے (اور اپنے آپ کو ہدایت پر سمجھتے تھے) اوروں نے کہا کہ حَيَوَانٌ مراد ہے اور اس کی واحد حَيٌّ ہے۔ "فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ" میں علم سے تمیز یعنی کھول کر بتا دینا مراد ہے جیسے آیت "لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ" میں ہے۔ "أَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ" کا مطلب یعنی اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسروں کے بوجھ بھی اٹھائیں گے۔

تشریح: جن کو انہوں نے گمراہ کیا تھا ان دونوں کو برابر کا بوجھ اٹھانا پڑے گا۔

(٣٠) الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ

سورۂ روم کی تفسیر

﴿فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللَّهِ﴾ مَنْ أَعْطَى عَطِيَّةً يَبْتَغِي أَفْضَلَ مِنْهُ فَلَا أَجْرَ لَهُ فِيهَا قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿يُحْبَرُوْنَ﴾ يُنَعَّمُوْنَ ﴿فَلِأَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ﴾ يُسَوُّوْنَ الْمَضَاجِعَ الْوَدْقُ: الْمَطَرُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿هَلْ لَكُمْ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ فِي الْآلِهَةِ وَفِيهِ ﴿تَخَافُوْنَهُمْ﴾ أَنْ يَرِثُوْكُمْ كَمَا يَرِثُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ﴿يَصَّدَّعُوْنَ﴾ يَتَفَرَّقُوْنَ ﴿فَاصْدَعْ﴾ وَقَالَ غَيْرُهُ: ضُعْفٌ وَضَعْفٌ لُغَتَانِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿السُّوْآى﴾ [١٠] الْإِسَائَةُ جَزَاءُ الْمُسِيْئِيْنَ.

"فَلَا يَرْبُوا" یعنی جو سود پر قرض دے اس کو کچھ ثواب نہیں ملے گا۔ مجاہد نے کہا "يُحْبَرُوْنَ" کا معنی نعمتیں دیئے جائیں گے۔ "فَلِأَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ" یعنی اپنے لئے بسترے (بچھونے) بچھاتے ہیں (قبر میں یا بہشت میں) اَلْوَدْقُ مینہ کو کہتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آیت "هَلْ لَّكُمْ مِّمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ" اللہ پاک اور بتوں کی مثال میں اتری ہے۔ "تَخَافُوْنَهُم" یعنی تم کیا اپنے لونڈی غلاموں سے یہ خوف کرتے ہو کہ وہ تمہارے وارث بن جائیں گے جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہو۔ "يَصَّدَّعُوْنَ" کے معنی جدا ہو جائیں گے۔ "فَاصْدَعْ" کا معنی حق بات کھول کر بیان کر دے اور بعض نے کہا ضُعْفٌ اور ضَعْفٌ ضاد کے ضمہ اور فتحہ کے ساتھ دونوں قرأتیں ہیں۔ مجاہد نے کہا "السُّوْآى" کا معنی برائی یعنی برائی کرنے والوں کا بدلہ برا ملے گا۔

تشریح: آیت: ﴿هَلْ لَّكُمْ مِّمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ (۳۰/الروم:۲۸) کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی کسی مال کا مالک ہوتا ہے بھلا تم اور تمہارے بیٹے پوتے وغیرہ اور دوسرے اوتار دیوتا بت وغیرہ جن کو مشرکوں نے خدا ٹھہرایا ہے وہ لونڈی غلاموں کی طرح ہیں کیا لونڈی غلام تمہارے مال میں ساجھی ہو سکتے ہیں۔ یا تم کو ان کا کچھ خوف ہوتا ہے؟ یہ تینوں باتیں نہیں ہوتیں پس اس طرح یہ دیوتا بت وغیرہ نہ اللہ کے ساجھی ہو سکتے ہیں نہ برابر والے نہ اللہ کو کچھ ان کا ڈر ہے بلکہ لونڈی غلام تو پھر بہتر ہیں ہماری طرح کے آدمی ہیں۔ یہ اوتار بت دیوتا وغیرہ تو اللہ سے کچھ بھی نسبت نہیں رکھتے۔ وہ خالق ہے یہ اس کی ادنیٰ مخلوق ہے۔ باقی الفاظ کو آیات متعلقہ میں ملاحظہ کرنے سے ان کے تفصیلی معانی آسانی سے سمجھ میں آ سکتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ان الفاظ مذکورہ کو آیات متعلقہ میں تلاش کر کے قرآن مجید کے سمجھنے کے لیے غور و خوض کی عادت ڈالنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو قرآن پاک کے سمجھنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔ اس سورت میں ۶۰ آیات اور ۶ رکوع ہیں۔

٤٧٧٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، حَدَّثَنَا

(۴۷۷۴) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے

سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ وَالْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُحَدِّثُ فِي كِنْدَةَ فَقَالَ: يَجِيْءُ دُخَانٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ بِأَسْمَاعِ الْمُنَافِقِيْنَ وَأَبْصَارِهِمْ يَأْخُذُ الْمُؤْمِنَ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ فَفَزِعْنَا فَأَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَغَضِبَ فَجَلَسَ فَقَالَ: مَنْ عَلِمَ فَلْيَقُلْ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ: اللّٰهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَقُوْلَ: لِمَا لَا يَعْلَمُ لَا أَعْلَمُ فَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِنَبِيِّهِ: ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ وَإِنَّ قُرَيْشًا أَبْطَؤُوْا عَنِ الْإِسْلَامِ فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ)). فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَتَّى هَلَكُوْا فِيْهَا وَأَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْعِظَامَ وَيَرَى الرَّجُلُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ فَجَاءَهُ أَبُوْ سُفْيَانَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! جِئْتَ تَأْمُرُنَا بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ فَقَرَأَ: ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِيْنٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿عَائِدُوْنَ﴾ أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمْ عَذَابُ الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَ ثُمَّ عَادُوْا إِلَى كُفْرِهِمْ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى﴾ يَوْمَ بَدْرٍ وَ ﴿لِزَامًا﴾ يَوْمَ بَدْرٍ ﴿الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ﴾ إِلَى ﴿سَيَغْلِبُوْنَ﴾ وَالرُّوْمُ قَدْ مَضَى. [راجع: ۱۰۰۷]

بیان کیا، کہا ہم سے منصور اور اعمش نے بیان کیا، ان سے ابوالضحیٰ نے، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ ایک شخص نے قبیلہ کندہ میں وعظ کرتے ہوئے کہا کہ قیامت کے دن ایک دھواں اٹھے گا جس سے منافقوں کے آنکھ کان بالکل بیکار ہو جائیں گے لیکن مؤمن پر اس کا اثر صرف زکام جیسا ہوگا۔ ہم اس کی بات سے بہت گھبرا گئے۔ پھر میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا (اور انہیں ان صاحب کی یہ بات سنائی) وہ اس وقت ٹیک لگائے بیٹھے تھے، اسے سن کر بہت غصہ ہوئے اور سیدھے بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا کہ اگر کسی کو کسی بات کا واقعی علم ہے تو پھر اسے بیان کرنا چاہئے لیکن اگر علم نہیں ہے تو کہہ دینا چاہئے کہ اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔ یہ بھی علم ہی ہے کہ آدمی اپنی لاعلمی کا اقرار کر لے اور صاف کہہ دے کہ میں نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا تھا: ''قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ'' (آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنی تبلیغ و دعوت پر تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا اور نہ میں بناوٹ کرتا ہوں) اصل میں واقعہ یہ ہے کہ قریش کسی طرح اسلام نہیں لاتے تھے۔ اس لئے نبی ﷺ نے ان کے حق میں بددعا کی کہ ''اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانے جیسا قحط بھیج کر میری مدد کر۔'' پھر ایسا قحط پڑا کہ لوگ تباہ ہو گئے اور مردار اور ہڈیاں کھانے لگے کوئی اگر فضا میں دیکھتا (تو فاقہ کی وجہ سے) اسے دھویں جیسا نظر آتا۔ پھر ابوسفیان آئے اور کہا کہ اے محمد! آپ ہمیں صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں لیکن آپ کی قوم تباہ ہو رہی ہے، اللہ سے دعا کیجئے (کہ ان کی مصیبت دور ہو) اس پر آپ نے یہ آیت پڑھی: ''فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ'' الی قولہ ''عَائِدُوْنَ'' ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قحط کا یہ عذاب تو آپ کی دعا کے نتیجہ میں ختم ہو گیا تھا لیکن کیا آخرت کا عذاب بھی ان سے ٹل جائے گا؟ چنانچہ قحط ختم ہونے کے بعد پھر وہ کفر سے باز نہ آئے، اس کی طرف اشارہ ''يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى'' میں ہے، یہ بطش کفار پر غزوۂ بدر کے موقع پر نازل ہوئی تھی (کہ ان کے بڑے بڑے سردار قتل کر دیئے گئے) اور ''لِزَامًا'' (قید) سے اشارہ بھی

معرکہ بدر ہی کی طرف ہے "الم غُلِبَتِ الرُّومُ" سے "سَیَغْلِبُوْنَ" تک کا واقعہ گزر چکا ہے (کہ روم والوں نے فارس والوں پر فتح پالی تھی)۔

تشریح: رومی اہل کتاب تھے اور اہل فارس آتش پرست تھے جن کی رومیوں پر فتح ہونے سے مشرکین نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ ایک دن اس طرح سے ہم بھی مسلمانوں پر غلبہ پائیں گے اور رومیوں کی طرح مسلمان بھی مغلوب ہو جائیں گے۔ اس پر اللہ پاک نے پیش گوئی فرمائی کہ ایک دن ایسا ضرور آئے گا کہ رومی اہل فارس پر فتح پائیں گے چنانچہ یہ پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ﴾ لِدِينِ اللَّهِ ﴿خُلُقُ الْأَوَّلِينَ﴾ دِينُ [الْأَوَّلِينَ] وَالْفِطْرَةُ الْإِسْلَامُ.

"اللہ کی بنائی ہوئی فطرت (خلق اللہ) میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں" خلق اللہ سے اللہ کا دین مراد ہے۔ آیت "اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ" میں خلق سے دین مراد ہے اور فطرت سے اسلام مراد ہے۔

٤٧٧٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ؟)) ثُمَّ يَقُولُ: ﴿فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ﴾.

[راجع: ١٣٥٨]

(٤٧٧٥) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہمیں عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس بن یزید نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے خبر دی اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر پیدا ہونے والا بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے کیا تم نے ان میں ناک کان کٹا ہوا کوئی بچہ دیکھا ہے؟ اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت کی "اللہ کی اس فطرت کی اتباع کرو جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا ہے، اللہ کی بنائی ہوئی فطرت میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔ یہی سیدھا دین ہے۔"

(٣١) [سُوْرَةُ] لُقْمَانَ

سورۂ لقمان کی تفسیر

تشریح: یہ سورت مکی ہے۔ اس میں تیس آیات اور تین رکوع ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾.

"اللہ کا شریک نہ ٹھہرا، بے شک شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔"

٤٧٧٦ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ

(٤٧٧٦) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے

عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَالُوا: أَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ إِيمَانَهُ بِظُلْمٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّهُ لَيْسَ بِذَاكَ أَلَا تَسْمَعُ إِلَى قَوْلِ لُقْمَانَ لِابْنِهِ: ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾)). [راجع: ٣٢]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت ''جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی آمیزش نہیں کی'' نازل ہوئی تو اصحاب رسول ﷺ بہت گھبرائے اور کہنے لگے کہ ہم میں کون ایسا ہوگا جس نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی ملاوٹ نہیں کی ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آیت میں ظلم سے یہ مراد نہیں ہے۔ تم نے لقمان علیہ السلام کی وہ نصیحت نہیں سنی جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی تھی کہ بیشک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے۔''

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾.

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''قیامت (کے واقع ہونے کی تاریخ) کی خبر صرف اللہ پاک کو ہے۔''

٤٧٧٧ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ يَمْشِي فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا الْإِيمَانُ قَالَ: ((الْإِيمَانُ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَلِقَائِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْآخِرِ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: ((الْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ: ((الْإِحْسَانُ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: ((مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلَكِنْ سَأُحَدِّثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتِ الْمَرْأَةُ رَبَّتَهَا فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا كَانَ الْحُفَاةُ الْعُرَاةُ رُؤُوسَ النَّاسِ فَذَاكَ

(٤٧٧٧) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، ان سے جریر نے، ان سے ابو حیان نے، ان سے ابوزرعہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن لوگوں کے ساتھ تشریف رکھتے تھے کہ ایک اجنبی شخص خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: یارسول اللہ! ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''ایمان یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے فرشتوں، رسولوں اور اس کی ملاقات پر ایمان لاؤ اور قیامت کے دن پر ایمان لاؤ۔'' انہوں نے پوچھا: یارسول اللہ! اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تنہا اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو اور فرض زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔'' انہوں نے پوچھا: یارسول! احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو ورنہ یہ عقیدہ لازماً رکھو کہ اگر تم اسے نہیں دیکھتے تو وہ تمہیں ضرور دیکھ رہا ہے۔'' انہوں نے پوچھا: یارسول اللہ! قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے پوچھا جا رہا ہے خود وہ سائل سے زیادہ اس کے واقع کے ہونے کے متعلق نہیں جانتا۔ البتہ میں تمہیں اس کی چند نشانیاں بتاتا ہوں۔ جب عورت ایسی اولاد جنے جو اس کی آقا بن جائے تو یہ قیامت کی نشانی ہے، جب ننگے پاؤں، ننگے جسم والے لوگ لوگوں پر حاکم ہو جائیں تو یہ قیامت کی نشانی ہے، قیامت بھی

مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ﴾)) ثُمَّ انْصَرَفَ الرَّجُلُ فَقَالَ: ((رُدُّوا عَلَيَّ)) فَأَخَذُوا لِيَرُدُّوا فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ: ((هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ)). [راجع: ٥٠]

ان پانچ چیزوں میں سے ہے جسے اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا: بیشک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ ماں کے رحم میں کیا ہے (لڑکا یا لڑکی)۔" پھر وہ صاحب اٹھ کر چلے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "انہیں میرے پاس واپس بلا لاؤ۔" لوگوں نے انہیں تلاش کیا تاکہ آپ ﷺ کی خدمت میں دوبارہ لائیں لیکن ان کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ صاحب جبرئیل تھے (انسانی صورت میں) لوگوں کو دین کی باتیں سکھانے آئے تھے۔"

تشریح: ایمان اور اسلام تو سب مؤمنین کو شامل ہے اور احسان ولایت کا درجہ ہے پھر احسان کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ آدمی دنیا کے تمام خیالات کو دور کر کے اللہ کی یاد میں ایسا غرق ہو جائے جیسے اللہ کا مشاہدہ کر رہا ہے اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اللہ ہم کو دیکھ رہا ہے۔ ہر وقت یہ سمجھ کر گناہ اور بری باتوں سے بچا رہے۔ جب یہ حاصل ہو جائے تو وہ آدمی یقیناً ولی اللہ ہے۔ اب یہ ضروری نہیں کہ اسے کشف و کرامت حاصل ہو کشف و کرامت کا ذکر کرنا نادانی ہے۔ ((ان تلد الامة ربتها)) کا مطلب یہ کہ لونڈیوں کی اولاد بہت پیدا ہو تو ماں لونڈی اور بیٹا گویا اسکا مالک ہوا۔ آخر حدیث میں زمانہ حاضرہ پر اشارہ ہے کہ جنگلوں کے رہنے والے بکریاں اونٹ چرانے والے لوگ شہروں کا رخ کریں گے اور بڑے بڑے عہدے پا کر بڑے بڑے مکانات بنائیں گے اور وہ آج کل ہو رہا ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے۔

٤٧٧٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَفَاتِحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ)) ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾. [راجع: ١٠٣٩]

(۴۷۷۸) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد بن عبداللہ بن عمر نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "غیب کی کنجیاں پانچ ہیں۔" اس کے بعد آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی "بیشک اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے اور وہی بارش نازل کرتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ مادہ کے رحم میں کیا ہے (نر یا مادہ) اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا۔"

تشریح: ان پانچ باتوں کو خزانہ غیب کی کنجیاں کہا گیا ہے جس کا علم خاص اللہ پاک ہی کو حاصل ہے جو کوئی ان میں سے کسی کے جاننے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور جو کسی غیر اللہ کے لیے ایسا عقیدہ رکھے وہ اشراک فی العلم کے شرک کا مرتکب ہے۔

(۳۲) تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ

سورۂ تنزیل السجدہ کی تفسیر

تشریح: یہ سورت بھی مکی ہے۔ اس میں ۳۰ آیات اور ۳ رکوع ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مَهِينٍ﴾ ضَعِيفٍ نُطْفَةُ الرَّجُلِ ﴿ضَلَلْنَا﴾ هَلَكْنَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:

مجاہد نے کہا کہ "مَهِينٍ" کا معنی ناتواں کمزور (یا حقیر) مراد مرد کا نطفہ ہے۔ "ضَلَلْنَا" کے معنی ہم تباہ ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جُرُزٌ وہ

الْجُرُزُ الَّتِي لَا تُمْطَرُ إِلَّا مَطَرًا لَا يُغْنِي عَنْهَا شَيْئًا ﴿يَهْدِ﴾ يُبَيِّنْ.

زمین جہاں بالکل کم بارش ہوتی ہے جس سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا (یا سخت اور خشک زمین) "یَهْدِ" کے معنی ہم بیان کرتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾

"کسی مؤمن کو علم نہیں جو جو سامان (جنت میں) ان کیلئے پوشیدہ کر کے رکھے گئے ہیں جو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں گے۔"

٤٧٧٩ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ [راجع: ٣٢٤٤] [مسلم: ٧١٣٤؛ ابن ماجة: ٤٣٢٨]

(٤٧٧٩) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابوالزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے صالح اور نیک بندوں کے لیے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے گمان و خیال میں وہ آئی ہیں۔" ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر چاہو تو اس آیت کو پڑھ لو کہ "سو کسی کو نہیں معلوم جو جو سامان آنکھوں کی ٹھنڈک کا ان کے لئے جنت میں چھپا کر رکھا گیا ہے۔"

قَالَ: وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اللَّهُ مِثْلَهُ قِيلَ لِسُفْيَانَ رِوَايَةً: قَالَ فَأَيُّ شَيْءٍ. قَالَ: أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَرَأَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قُرَّاتٍ.

کہا کہ اور ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، پہلی حدیث کی طرح۔ سفیان سے پوچھا گیا کہ یہ آپ نبی کریم ﷺ کی حدیث روایت کر رہے ہیں یا اپنے اجتہاد سے فرما رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ (اگر یہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہیں ہے) تو پھر اور کیا ہے؟ ابو معاویہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے اور ان سے صالح نے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے (آیت مذکورہ میں) "قُرَّات" (صیغہ جمع کے ساتھ) پڑھا ہے۔

٤٧٨٠ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((يَقُولُ اللَّهُ: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ

(٤٧٨٠) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، کہا ہم سے ابوصالح نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیکوکار بندوں کے لئے وہ چیز تیار کر رکھی ہیں جنہیں کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا کبھی

بَشَرٍ ذُخْرًا بَلْهَ مَا أُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ)) ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾. [راجع: ٣٢٤٤]

گمان وخیال پیدا ہوا۔ اللہ کی ان نعمتوں سے واقفیت اور آگاہی تو الگ رہی (ان کا کسی کو گمان وخیال بھی پیدا نہیں ہوا)'' پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی کہ ''سو کسی نفس مومن کو معلوم نہیں جو جو سامان آنکھوں کی ٹھنڈک کا (جنت میں) ان کے لئے چھپا کر رکھا گیا ہے، یہ بدلہ ہے ان کے نیک عملوں کا جو وہ دنیا میں کرتے رہے۔''

(۳۳) [سُورَةُ] الْأَحْزَابِ

سورۂ احزاب کی تفسیر

تشریح: یہ سورت مدنی ہے۔ اس میں ۷۳ آیات اور ۹ رکوع ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿صَيَاصِيهِمْ﴾ قُصُورِهِمْ.

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ''صَيَاصِيهِمْ'' بمعنی قُصُورِهِمْ ہے، جس سے ان کے قلعے محل گڑھیاں مراد ہیں۔

٤٧٨١ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ تَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانُوا فَإِنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضِيَاعًا فَلْيَأْتِنِي فَأَنَا مَوْلَاهُ)). [راجع: ٢٢٩٨]

(۴۷۸۱) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فلیح نے، کہا مجھ سے میرے والد نے، ان سے ہلال بن علی نے اور ان سے عبدالرحمن بن ابی عمرہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی مومن ایسا نہیں کہ میں خود اس کے نفس سے بھی زیادہ اس سے دنیا اور آخرت میں تعلق نہ رکھتا ہوں، اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو کہ ''نبی مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتا ہے'' پس جو مومن بھی (مرنے کے بعد) ترکہ مال واسباب چھوڑے اور کوئی ان کا ولی وارث نہیں ہے اس کے عزیز و اقارب جو بھی ہوں، اس کے مال کے وارث ہوں گے، لیکن اگر کسی مومن نے کوئی قرض چھوڑا ہے یا اولاد چھوڑی ہے تو وہ میرے پاس آ جائیں ان کا ذمہ دار میں ہوں۔''

تشریح: ان کا قرض ادا کرنا میرے ذمہ ہوگا اور ان کی اولاد کی پرورش میں کروں گا۔ سبحان اللہ! اس شفقت اور مہربانی کا کیا کہنا۔ (ﷺ)

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ﴾.

''ان (آزاد شدہ غلاموں کو) ان کے حقیقی باپوں کی طرف منسوب کیا کرو۔''

یعنی ''ان (آزاد شدہ غلاموں کو) ان کے حقیقی باپوں کی طرف منسوب کیا کرو۔''

تشریح: زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کے لے پالک بیٹے تھے، لوگ ان کو زید بن محمد ﷺ کہنے لگے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ لے پالک لڑکے اپنے حقیقی باپ ہی کی اولاد ہیں وہ منہ سے بیٹا بنانے والوں کی طرف منسوب نہیں کئے جاسکتے نہ ان کے وارث ہوسکتے ہیں۔ ایسے لڑکوں لڑکیوں کے لیے اسلام کا شرعی قانون یہی ہے اس میں ردوبدل ممکن نہیں ہے۔

٤٧٨٢۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا كُنَّا نَدْعُوهُ إِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ: ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ﴾. [مسلم: ٦٢٦٢؛ ترمذي: ٣٢٠٩، ٣٨١٣]

(۴۷۸۲) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن مختار نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سالم نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کیے ہوئے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ہم ہمیشہ زید بن محمد کہہ کر پکارا کرتے تھے، یہاں تک کہ قرآن کریم میں آیت نازل ہوئی کہ ”انہیں ان کے باپوں کی طرف منسوب کرو کہ یہی اللہ کے نزدیک سچی اور ٹھیک بات ہے۔“

تشریح: اسلام کے قانون میں لے پالک لڑکے لڑکی کا کوئی وزن نہیں ہے اس کو اولاد حقیقی جیسے حقوق نہیں ملیں گے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا﴾ نَحْبَهُ: عَهْدَهُ ﴿أَقْطَارِهَا﴾ جَوَانِبُهَا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا: لَأَعْطَوْهَا.

”سو ان میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور کچھ ان میں سے وقت آنے کا انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے اپنے عہد میں ذرا فرق نہیں آنے دیا۔“ نَحْبَهُ کے معنی اپنا عہد اور اقرار ”اَقْطَارِهَا“ کے معنی کناروں سے۔ لَآتَوْهَا کے معنی قبول کرلیں شریک ہوجائیں۔

٤٧٨٣۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: نُرَى هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي أَنَسِ بْنِ النَّضْرِ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ﴾. [راجع: ٢٨٠٥]

(۴۷۸۳) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے ثمامہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمارے خیال میں یہ آیت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی کہ ”اہل ایمان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اس میں وہ سچے اترے۔“

تشریح: جو کہا تھا وہ کرکے دکھا دیا کہ میدان جہاد میں بصد شوق درجہ شہادت حاصل کیا۔ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ اور کتنے ہی مجاہد اسی شان والے گزرے ہیں۔ (رضی اللہ عنہم)

٤٧٨٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ: لَمَّا نَسَخْنَا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ فَقَدْتُ آيَةً مِنْ سُورَةِ الْأَحْزَابِ كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ رَسُولَ

(۴۷۸۴) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو خارجہ بن زید بن ثابت نے خبر دی اور ان سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم قرآن مجید کو مصحف کی صورت میں جمع کر رہے تھے تو مجھے سورۂ احزاب کی ایک آیت (کہیں لکھی ہوئی) نہیں مل رہی تھی۔ میں وہ آیت رسول اللہ ﷺ سے سن چکا تھا۔ آخر

اللّٰهِ ﷺ يَقْرَؤُهَا لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ إِلَّا مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾. [راجع: ٢٨٠٧]

وہ مجھے خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس ملی جن کی شہادت کو رسول اللہ ﷺ نے دو مؤمن مردوں کی شہادت کے برابر قرار دیا تھا۔ وہ آیت یہ تھی: ''اہل ایمان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اس میں وہ سچے اترے۔''

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا﴾ التَّبَرُّجُ أَنْ تُخْرِجَ مَحَاسِنَهَا ﴿سُنَّةَ اللّٰهِ﴾ اسْتَنَّهَا: جَعَلَهَا.

''اے نبی! آپ اپنی بیویوں سے فرمادیجئے کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی زیب و زینت کا ارادہ رکھتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دنیوی اسباب دے دلا کر خوبی کے ساتھ رخصت کر دوں۔'' معمر نے کہا کہ ''تبرج'' یہ ہے کہ عورت اپنے حسن کا مرد کے سامنے اظہار کرے۔ ''سُنَّةَ اللّٰهِ'' سے مراد وہ طریقہ ہے جو اللہ نے اپنے لئے مقرر کر رکھا ہے۔

٤٧٨٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ هَا حِينَ أَمَرَهُ اللّٰهُ أَنْ يُخَيِّرَ أَزْوَاجَهُ فَبَدَأَ بِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَسْتَعْجِلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ)) وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ قَالَتْ: ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ قَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ﴾)) إِلَى تَمَامِ الْآيَتَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ: فَفِي أَيِّ هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ؟ فَإِنِّي أُرِيدُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ. [طرفه في: ٤٧٨٦] [مسلم: ٣٦٨١؛ ترمذي: ٣٢٠٤؛ نسائي: ٣٢٠١، ٣٤٣٩]

(٤٧٨٥) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے خبر دی اور انہیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ﷺ اپنی ازواج کو (آپ کے سامنے رہنے یا آپ سے علیحدگی کا) اختیار دیں تو رسول اللہ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی تشریف لے گئے اور فرمایا: ''میں تم سے ایک معاملہ کے متعلق کہنے آیا ہوں ضروری نہیں کہ تم اس میں جلد بازی سے کام لو، اپنے والدین سے بھی مشورہ کر سکتی ہو۔'' آپ ﷺ تو جانتے ہی تھے کہ میرے والد کبھی آپ سے جدائی کا مشورہ نہیں دے سکتے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا فرمان ہے کہ اے نبی! اپنی بیویوں سے فرمادیجئے'' آخر آیت تک۔ میں نے عرض کیا، لیکن کس چیز کے لئے مجھے اپنے والدین سے مشورہ کی ضرورت ہے، کھلی ہوئی بات ہے کہ میں اللہ، اس کے رسول اور عالم آخرت کو چاہتی ہوں۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيْمًا﴾ وَقَالَ قَتَادَةُ: ﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ﴾ الْقُرْآنُ وَ السُّنَّةُ الْحِكْمَةُ.

''اے نبی کی بیویو! اگر تم اللہ کو اور اس کے رسول کو اور عالم آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیک عمل کرنے والیوں کے لئے بہت بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔'' قتادہ نے کہا کہ آیت ''اور تم آیات اللہ اور اس کو یاد رکھو جو تمہارے گھروں میں پڑھ کر سنائے جاتے رہتے ہیں۔'' (آیات اللہ سے مراد) قرآن مجید اور حکمت سے مراد سنت نبوی ہے۔

تشریح: اللہ نے ازواج مطہرات کو حکم فرمایا کہ قرآن وحدیث کا مطالعہ گھروں میں ضرور جاری رکھیں اور نبی کریم ﷺ سے علم دین حاصل کرنا اپنے لیے ضروری سمجھیں۔ معلوم ہوا کہ عورتوں کے لیے بھی گھروں میں دینی تعلیم کا چرچا رکھنا ضروری ہے۔ اگر ہر مسلم گھرانہ میں یہ سلسلہ جاری رہے تو امت کی سدھار کے لیے اس سے بہت دوررس نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ دینی، اسلامی تعلیم آج کے حالات میں امت کے لیے بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

٤٧٨٦ـ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا أُمِرَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ بِتَخْيِيْرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِيْ فَقَالَ: ((إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَعْجَلِيْ حَتَّى تَسْتَأْمِرِيْ أَبَوَيْكِ)) قَالَتْ: وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَأْمُرَانِيْ بِفِرَاقِهِ قَالَتْ: ثُمَّ قَالَ:إِنَّ اللَّهَ قَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا﴾ إِلَى ﴿أَجْرًا عَظِيْمًا﴾ قَالَتْ: فَقُلْتُ: فَفِيْ أَيِّ هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ؟ فَإِنِّي أُرِيْدُ اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ قَالَتْ: ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ. تَابَعَهُ مُوْسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ وَقَالَ عَبْدُالرَّزَّاقِ وَأَبُوْ سُفْيَانَ الْمَعْمَرِيُّ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ. [راجع: ٤٧٨٥] [مسلم:

(٤٧٨٦) اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو حکم ہوا کہ اپنی ازواج کو اختیار دیں تو آپ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''میں تم سے ایک معاملہ کے متعلق کہنے آیا ہوں، ضروری نہیں کہ تم جلدی کرو، اپنے والدین سے بھی مشورہ لے سکتی ہو۔'' انہوں نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کو تو معلوم ہی تھا کہ میرے والدین آپ سے جدائی کا کبھی مشورہ نہیں دے سکتے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ نے (وہ آیت جس میں یہ حکم تھا) پڑھی کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے: ''اے نبی! اپنی بیویوں سے فرما دیجئے کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی زینت کو چاہتی ہو'' سے أَجْرًا عَظِيْمًا تک۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: لیکن اپنے والدین سے مشورہ کی کس بات کے لئے ضرورت ہے، ظاہر ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول اور عالم آخرت کو چاہتی ہوں۔ بیان کیا کہ پھر دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے بھی وہی کہا جو میں کہہ چکی تھی۔ اس کی متابعت موسیٰ بن اعین نے معمر سے کی ہے کہ ان سے زہری نے بیان کیا کہ انہیں ابوسلمہ نے خبر دی اور عبدالرزاق اور ابوسفیان معمری نے معمر سے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے

٣٤٤٠؛ ابن ماجه: ٢٠٥٢]

عائشہ رضی اللہ عنہا نے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ﴾.

''اے نبی! آپ اپنے دل میں وہ بات چھپاتے رہے جس کو اللہ ظاہر کرنے والا ہی تھا اور آپ لوگوں سے ڈر رہے تھے، حالانکہ اللہ ہی اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔''

٤٧٨٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ هَذِهِ الآيَةَ: ﴿وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ﴾ نَزَلَتْ فِي شَأْنِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ. [طرفه في: ٧٤٢٠] [مسلم: ٣٢١٢]

(٤٧٨٧) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے معلّٰی بن منصور نے بیان کیا، اسے حماد بن زید نے کہا، ہم سے ثابت نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آیت: ''اور آپ اپنے دل میں وہ چھپاتے رہے جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا۔'' زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں نازل ہوئی تھی۔

تشریح: اس کا قصہ تفسیروں میں پورا مذکور ہے۔ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے اس شرط کے ساتھ کہ اگر زید رضی اللہ عنہ اپنی خوشی سے زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے اور زینب کی بھی خوشی ہو تو آپ ان کو اپنے حرم میں داخل کر لیں گے، ملکی رواج کے خلاف ہونے کی وجہ سے آپ اس بات کو دل میں چھپاتے رہے۔ آیت میں اسی طرف اشارہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان بالکل بجا ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ قرآن مجید کی کسی آیت کو چھپانا چاہتے تو اس آیت کو چھپا لیتے مگر جونہی آپ پر نازل ہوئی آپ نے پورے طور پر امت پر پہنچا دیا۔ بعد میں آپ نے زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کر کے عہد جاہلیت کی ایک غلط رسم کو توڑ دیا۔ عہد جاہلیت میں منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا تصور کرتے، اس کی عورت سے نکاح ناجائز تھا۔ آپ نے دونوں رسموں کو مٹا دیا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾

''اے نبی! ان (ازواج مطہرات) میں سے آپ جس کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا ہو ان میں سے کسی کو پھر طلب کر لیں جب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں۔''

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿تُرْجِي﴾ تُؤَخِّرُ. أَرْجِهْ: أَخِّرْهُ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ''تُرجی'' کا معنی پیچھے ڈال دے۔ اسی سے سورۂ اعراف کا یہ لفظ ہے ''اَرْجِه'' یعنی اس کو ڈھیل میں رکھو۔

٤٧٨٨۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ: حَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَغَارُ عَلَى اللَّاتِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَقُولُ: أَتَهَبُ

(٤٧٨٨) ہم سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے اپنے والد سے سن کر بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جو عورتیں اپنے نفس کو رسول اللہ ﷺ کے لئے ہبہ کرنے آتی تھیں مجھے ان پر بڑی غیرت آتی تھی۔ میں کہتی کہ کیا عورت

الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا؟ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾ قُلْتُ: مَا أُرَى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ. [طرفه في: ٥١١٣] [مسلم: ٣٦٣١؛ نسائي: ٣١٩٩]

خود اپنے کو کسی مرد کے لئے پیش کر سکتی ہے؟ پھر جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ''ان میں سے جس کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا تھا اس میں سے کسی کو پھر طلب کر لیں جب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں ہے۔'' تو میں نے کہا کہ میں تو سمجھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی مراد بلا تاخیر پوری کر دینا چاہتا ہے۔

٤٧٨٩ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَسْتَأْذِنُ فِي يَوْمِ الْمَرْأَةِ مِنَّا بَعْدَ أَنْ أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾ فَقُلْتُ لَهَا: مَا كُنْتِ تَقُولِينَ؟ قَالَتْ: كُنْتُ أَقُولُ لَهُ: إِنْ كَانَ ذَاكَ إِلَيَّ فَإِنِّي لَا أُرِيدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنْ أُوثِرَ عَلَيْكَ أَحَدًا تَابَعَهُ عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ: سَمِعَ عَاصِمًا. [مسلم: ٣٦٨٢، ٣٦٨٣؛ ابوداود: ٢١٣٦]

(٤٧٨٩) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو عاصم احول نے خبر دی، انہیں معاذہ نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد بھی کہ ''ان میں سے آپ جس کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا تھا ان میں سے کسی کو پھر طلب کر لیں جب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں۔'' اگر (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) میں سے کسی کی باری میں کسی دوسری بیوی کے پاس جانا چاہتے تو جن کی باری ہوتی ان سے اجازت لیتے تھے (معاذہ نے بیان کیا کہ) میں نے اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ ایسی صورت میں آپ آنحضرت ﷺ سے کیا کہتی تھیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں تو یہ عرض کر دیتی تھی کہ یا رسول اللہ! اگر یہ اجازت آپ مجھ سے لے رہے ہیں تو میں تو اپنی باری کا کسی دوسرے پر ایثار نہیں کر سکتی۔ اس روایت کی متابعت عباد بن عباد نے کی، انہوں نے عاصم سے سنا۔

تشریح: ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جن عورتوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے ہبہ کر دیا تھا ان میں سے کسی کو بھی آپ نے اپنے ساتھ نہیں رکھا اگرچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اسے مباح قرار دیا تھا لیکن بہر حال یہ آپ کی منشا پر موقوف تھا۔ نبی کریم ﷺ کو یہ مخصوص اجازت تھی۔ قسطلانی نے کہا کو اللہ پاک نے اس آیت میں آپ کو اجازت دی تھی کہ آپ پر باری کی پابندی بھی ضروری نہیں ہے لیکن آپ نے باری کو قائم رکھا اور کسی بیوی کی باری میں آپ دوسری بیوی کے گھر نہیں رہے۔ عباد بن عباد کی روایت کو ابن مردویہ نے وصل کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو طبری نے نقل کیا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي

باب: اللہ جل جلالہ کا فرمان:

''اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں مت جایا کرو۔ سوائے اس وقت کے جب تمہیں کھانے کے لئے (آنے کی) اجازت دی جائے، ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ بیٹھے رہو، البتہ جب تم کو بلایا جائے تب جایا کرو۔ پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور وہاں باتوں میں جی لگا کر مت

النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَن تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمًا﴾. يُقَالُ: إِنَاهُ: إِدْرَاكُهُ أَنَى يَأْنِي أَنَاةً ﴿لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا﴾ إِذَا وَصَفْتَ صِفَةَ الْمُؤَنَّثِ قُلْتَ: قَرِيبَةً وَإِذَا جَعَلْتَهُ ظَرْفًا وَبَدَلًا وَلَمْ تُرِدِ الصِّفَةَ نَزَعْتَ الْهَاءَ مِنَ الْمُؤَنَّثِ وَكَذَلِكَ لَفْظُهَا فِي الْوَاحِدِ وَالِاثْنَيْنِ وَالْجَمِيعِ لِلذَّكَرِ وَالْأُنْثَى.

بیٹھے رہا کرو۔ اس بات سے نبی کو تکلیف ہوتی ہے سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ صاف بات کہنے سے (کسی کا) لحاظ نہیں کرتا اور جب تم ان (رسول کی ازواج) سے کوئی چیز مانگو تو ان سے پردے کے باہر سے مانگا کرو، یہ تمہارے اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے اور تمہیں جائز نہیں کہ تم رسول اللہ کو (کسی طرح بھی) تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ کہ آپ کے بعد آپ کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔ بیشک یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی بات ہے۔" إِنَاهُ کا معنی کھانا تیار ہونا پکنا یہ انا یانی اناۃ سے نکلا ہے۔ "لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا" قیاس تو یہ تھا کہ قریبة کہتے مگر قریب کا لفظ جب مؤنث کی صفت ہو تو اسے قریبة کہتے ہیں اور جب وہ ظرف یا اسم ہوتا ہے اور صفت مراد نہیں ہوتی تو ہائے تانیث نکال ڈالتے ہیں، قریب کہتے ہیں۔ ایسی حالت میں واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث سب برابر ہے۔

تشریح: یہ ابوعبیدہ کا قول ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے۔ بعض نے کہا قریبا ایک محذوف موصوف کی صفت ہے یعنی شیئا قریبا بعض نے کہا عبارت کی تقدیر یوں ہے: لعل قیام الساعة تکون قریبا تو تکون کی تانیث میں مضاف الیہ کی مؤنث ہونے کی اور قریبا کی تذکیر میں مضاف کے مذکر ہونے کی رعایت کی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔

٤٧٩٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِالْحِجَابِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الْحِجَابِ. [راجع: ٤٠٢]

(٤٧٩٠) ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید قطان نے، ان سے حمید طویل نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے پاس اچھے برے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں، کاش! آپ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو پردہ کا حکم دے دیں۔ اس کے بعد اللہ نے پردے کا حکم اتارا۔

٤٧٩١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ الرَّقَاشِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: حَدَّثَنَا أَبُو مِجْلَزٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ دَعَا الْقَوْمَ فَطَعِمُوا ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ وَإِذَا هُوَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُومُوا فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ

(٤٧٩١) ہم سے محمد بن عبداللہ رقاشی نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابومجلز نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو قوم کو آپ نے دعوت ولیمہ دی، کھانا کھانے کے بعد لوگ (گھر کے اندر ہی) بیٹھے (دیر تک) باتیں کرتے رہے۔ آپ ﷺ نے ایسا کیا گویا آپ اٹھنا چاہتے ہیں (تاکہ لوگ سمجھ جائیں اور اٹھ جائیں) لیکن کوئی بھی

قَامَ وَقَعَدَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقْتُ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوا فَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ﴾ الْآيَةَ.

[أطرافه في: ٤٧٩٢، ٤٧٩٣، ٤٧٩٤، ٥١٥٤، ٥١٦٣، ٥١٦٦، ٥١٦٨، ٥١٧٠، ٥١٧١، ٥٤٦٦، ٦٢٣٨، ٦٢٣٩، ٦٢٧١، ٧٤٢١]

[مسلم: ٣٥٠٥]

نہیں اٹھا، جب آپ نے دیکھا کہ کوئی نہیں اٹھتا تو آپ کھڑے ہو گئے۔ جب آپ کھڑے ہوئے تو دوسرے لوگ بھی کھڑے ہو گئے، لیکن تین آدمی اب بھی بیٹھے رہ گئے۔ آپ ﷺ جب باہر سے واپس اندر تشریف لائے تو دیکھا کہ کچھ لوگ اب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد وہ لوگ بھی اٹھ گئے تو میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر خبر دی کہ وہ لوگ بھی چلے گئے ہیں تو آپ اندر تشریف لائے۔ میں نے بھی چاہا کہ اندر جاؤں، لیکن آپ ﷺ نے اپنے اور میرے بیچ میں دروازے کا پردہ گرا لیا۔ اس کے بعد آیت (مذکورہ بالا) نازل ہوئی کہ "اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں مت جایا کرو۔" آخر آیت تک۔

٤٧٩٢ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِهَذِهِ الْآيَةِ آيَةِ الْحِجَابِ لَمَّا أُهْدِيَتْ زَيْنَبُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ مَعَهُ فِي الْبَيْتِ صَنَعَ طَعَامًا وَدَعَا الْقَوْمَ فَقَعَدُوا يَتَحَدَّثُونَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ ثُمَّ يَرْجِعُ وَهُمْ قُعُودٌ يَتَحَدَّثُونَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ فَضُرِبَ الْحِجَابُ وَقَامَ الْقَوْمُ. [راجع: ٤٧٩١]

(۴۷۹۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے ابوقلابہ نے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس آیت یعنی آیت پردہ (کے شان نزول) کے متعلق میں سب سے زیادہ جانتا ہوں، جب زینب رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا اور وہ آپ کے ساتھ آپ کے گھر ہی میں تھیں تو آپ نے کھانا تیار کروایا اور قوم کو بلایا (کھانے سے فارغ ہونے کے بعد) لوگ بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ آپ ﷺ باہر جاتے اور پھر اندر آتے (تاکہ لوگ اٹھ جائیں) لیکن لوگ بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ "اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں مت جایا کرو۔ سوائے اس وقت کے جب تمہیں (کھانے کے لئے) آنے کی اجازت دی جائے۔ ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو" اللہ تعالیٰ کے ارشاد "ومن وراء حجاب" تک اس کے بعد پردہ ڈال دیا گیا اور لوگ کھڑے ہو گئے۔

٤٧٩٣ـ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: بُنِيَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ بِخُبْزٍ وَلَحْمٍ فَأُرْسِلْتُ عَلَى

(۴۷۹۳) ہم سے ابومعمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد (بطور ولیمہ) گوشت اور روٹی تیار کروائی اور مجھے کھانے پر لوگوں کو بلانے کے

الطَّعَامِ دَاعِيًا فَيَجِيْءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُوْنَ وَيَخْرُجُوْنَ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُوْنَ وَيَخْرُجُوْنَ فَدَعَوْتُ حَتَّى مَا أَجِدُ أَحَدًا أَدْعُوْ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! مَا أَجِدُ أَحَدًا أَدْعُوْهُ قَالَ: ((ارْفَعُوْا طَعَامَكُمْ)) وَبَقِيَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ يَتَحَدَّثُوْنَ فِي الْبَيْتِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَانْطَلَقَ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَقَالَ: ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ)) فَقَالَتْ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ؟ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فَتَقَرَّى حُجَرَ نِسَائِهِ كُلِّهِنَّ يَقُوْلُ لَهُنَّ كَمَا يَقُوْلُ لِعَائِشَةَ وَيَقُلْنَ لَهُ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ فَإِذَا ثَلَاثَةُ رَهْطٍ فِي الْبَيْتِ يَتَحَدَّثُوْنَ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ شَدِيْدَ الْحَيَاءِ فَخَرَجَ مُنْطَلِقًا نَحْوَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَمَا أَدْرِيْ أَخْبَرْتُهُ أَوْ أُخْبِرَ أَنَّ الْقَوْمَ خَرَجُوْا فَرَجَعَ حَتَّى إِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِيْ أُسْكُفَّةِ الْبَابِ دَاخِلَةً وَأُخْرَى خَارِجَةً أَرْخَى السِّتْرَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ وَأُنْزِلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ. [راجع: ٤٧٩١]

لئے بھیجا، پھر کچھ لوگ آئے اور کھا کر واپس چلے گئے۔ پھر دوسرے لوگ آئے اور کھا کر واپس چلے گئے۔ میں بلاتا رہا۔ آخر جب کوئی باقی نہ رہا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اب تو کوئی باقی نہیں رہا جس کو میں دعوت دوں تو آپ نے فرمایا: ''اب دسترخوان اٹھالو'' لیکن تین اشخاص گھر میں باتیں کرتے رہے۔ نبی اکرم ﷺ باہر نکلے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے سامنے جا کر فرمایا ''السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ۔'' انہوں نے کہا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ، اپنی اہل کو آپ نے کیسا پایا؟ اللہ برکت عطا فرمائے۔ آپ ﷺ اسی طرح تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں کے سامنے گئے اور جس طرح عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا اس طرح سب سے فرمایا اور انہوں نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح جواب دیا۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ واپس تشریف لائے تو تین آدمی اب بھی گھر میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ بہت زیادہ حیادار تھے، آپ ﷺ (یہ دیکھ کر کہ لوگ اب بھی بیٹھے ہوئے ہیں) عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی طرف پھر چلے گئے، مجھے یاد نہیں کہ اس کے بعد میں نے یا کسی اور نے آپ کو جا کر خبر کی کہ اب وہ تینوں آدمی روانہ ہو گئے ہیں۔ پھر آنحضرت واپس تشریف لائے اور پاؤں چوکھٹ پر رکھا۔ ابھی آپ کا ایک پاؤں اندر تھا اور ایک پاؤں باہر کہ آپ نے پردہ گرا لیا اور پردہ کی آیت نازل ہوئی۔

٤٧٩٤ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَوْلَمَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ حِيْنَ بَنَى بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَأَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَلَحْمًا ثُمَّ خَرَجَ إِلَى حُجَرِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ صَبِيْحَةَ بِنَائِهِ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِنَّ وَيَدْعُوْ لَهُنَّ

(۴۷۹۴) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن بکر سہمی نے خبر دی، کہا ہم سے حمید طویل نے بیان کیا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح پر دعوت ولیمہ کی اور گوشت اور روٹی لوگوں کو کھلائی۔ پھر آپ امہات المومنین کے حجروں کی طرف گئے، جیسا کہ آپ کا معمول تھا کہ نکاح کی صبح کو آپ جایا کرتے تھے، آپ انہیں سلام کرتے اور ان کے حق میں دعا کرتے اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن بھی آپ کو سلام کرتیں اور آپ کے لئے دعا

وَيُسَلِّمْنَ عَلَيْهِ وَيَدْعُونَ لَهُ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ رَأَى رَجُلَيْنِ جَرَى بِهِمَا الْحَدِيثُ فَلَمَّا رَآهُمَا رَجَعَ عَنْ بَيْتِهِ فَلَمَّا رَأَى الرَّجُلَانِ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ رَجَعَ عَنْ بَيْتِهِ وَثَبَا مُسْرِعَيْنِ فَمَا أَدْرِي أَنَا أَخْبَرْتُهُ بِخُرُوجِهِمَا أَمْ أُخْبِرَ فَرَجَعَ حَتَّى دَخَلَ الْبَيْتَ وَأَرْخَى السِّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأُنْزِلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ. وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٤٧٩١]

کرتیں۔ امہات المؤمنین کے حجروں سے جب آپ اپنے حجرہ میں واپس تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ دو آدمی آپس میں گفتگو کر رہے ہیں۔ جب آپ نے انہیں بیٹھے ہوئے دیکھا تو پھر آپ حجرہ سے نکل گئے۔ ان دونوں نے جب دیکھا کہ اللہ کے نبی اپنے حجرہ سے واپس چلے گئے ہیں تو بڑی جلدی جلدی وہ اٹھ کر باہر نکل گئے۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو ان کے چلے جانے کی اطلاع دی یا کسی اور نے پھر آپ واپس آئے اور گھر میں آتے ہی دروازے کا پردہ گرا لیا اور آیت حجاب نازل ہوئی۔ اور سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہ ہم کو یحییٰ بن کثیر نے خبر دی، کہا مجھ سے حمید طویل نے بیان کیا اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا۔

تشریح: اس سند کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ حمید کا سماع اس سے معلوم ہو جائے۔

٤٧٩٥۔ حَدَّثَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَمَا ضُرِبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا وَكَانَتِ امْرَأَةً جَسِيمَةً لَا تَخْفَى عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: يَا سَوْدَةُ! أَمَا وَاللَّهِ! مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَانْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ؟ قَالَتْ: فَانْكَفَأَتْ رَاجِعَةً وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتِي وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَّى وَفِي يَدِهِ عَرْقٌ فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي فَقَالَ لِي عُمَرُ: كَذَا وَكَذَا قَالَتْ: فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَإِنَّ الْعَرْقَ فِي يَدِهِ مَا وَضَعَهُ فَقَالَ: ((إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ)). [راجع: ١٤٦]

(٤٧٩٥) ہم سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد قضائے حاجت کے لئے نکلیں وہ بہت بھاری بھر کم تھیں جو انہیں جانتا تھا اس سے وہ پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھیں۔ راستے میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ لیا اور کہا کہ اے سودہ! ہاں اللہ کی قسم! آپ ہم سے اپنے آپ کو نہیں چھپا سکتیں دیکھئے تو آپ کس طرح باہر نکلی ہیں۔ بیان کیا کہ سودہ رضی اللہ عنہا الٹے پاؤں وہاں سے واپس آ گئیں، رسول اللہ ﷺ اس وقت میرے حجرے میں تشریف رکھتے تھے اور رات کا کھانا کھا رہے تھے، آپ کے ہاتھ میں اس وقت گوشت کی ایک ہڈی تھی۔ سودہ رضی اللہ عنہا نے داخل ہوتے ہی کہا، یا رسول اللہ! میں قضائے حاجت کے لئے نکلی تھی تو عمر (رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے باتیں کیں۔ بیان کیا کہ آپ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد یہ کیفیت ختم ہوئی، ہڈی اب بھی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ آپ نے اسے رکھا نہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں (اللہ کی طرف سے) قضائے حاجت کے لئے باہر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔''

تشریح: معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لیے جو پردے کا حکم دیا گیا تھا اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ گھر کے باہر نہ نکلیں بلکہ مقصود یہ تھا کہ جو اعضا چھپانا ہیں ان کو چھپالیں۔ (قسطلانی)

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿إِنْ تُبْدُوْا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوْهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِينَ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا﴾.

''اے مسلمانو! اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو گے یا اسے (دل میں) پوشیدہ رکھو گے تو ہر چیز کو اللہ خوب جانتا ہے، ان (رسول کی بیویوں) پر کوئی گناہ نہیں، سامنے آنے میں اپنے باپوں کے اور اپنے بیٹوں کے اور اپنے بھائیوں کے اور اپنے بھانجوں کے اور اپنی (دینی بہنوں) عورتوں کے اور نہ اپنی باندیوں کے اور اللہ سے ڈرتی رہو، بیشک اللہ ہر چیز پر (اپنی صفت کے لحاظ سے) موجود اور دیکھنے والا ہے۔''

٤٧٩٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتِ: اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ أَفْلَحُ أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ بَعْدَمَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ فَقُلْتُ: لَا آذَنُ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ فِيهِ النَّبِيَّ ﷺ فَإِنَّ أَخَاهُ أَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلَكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَمَا يَمْنَعُكِ أَنْ تَأْذَنِينَ عَمَّكِ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلَكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ فَقَالَ: ((ائْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِينُكِ)) قَالَ عُرْوَةُ: فَلِذَلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ: حَرِّمُوا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا تُحَرِّمُونَ مِنَ النَّسَبِ. [راجع: ٢٦٤٤]

(۴۷۹۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد ابوقعیس کے بھائی افلح رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ملنے کی اجازت چاہی، لیکن میں نے کہلوا دیا کہ جب تک اس سلسلے میں رسول کریم ﷺ سے اجازت حاصل نہ کرلوں، ان سے نہیں مل سکتی۔ میں نے سوچا کہ ان کے بھائی ابوقعیس نے مجھے تھوڑا ہی دودھ پلایا تھا، مجھے دودھ پلانے والی تو ابوقعیس کی بیوی تھی۔ پھر نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے عرض سے کیا کہ یارسول اللہ! ابوقعیس کے بھائی افلح نے مجھ سے ملنے کی اجازت چاہی، لیکن میں نے یہ کہلوا دیا کہ جب تک آپ ﷺ سے اجازت نہ لےلوں ان سے ملاقات نہیں کر سکتی۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اپنے چچا سے ملنے سے تم نے کیوں انکار کر دیا۔'' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ابوقعیس نے مجھے تھوڑا ہی دودھ پلایا تھا، دودھ پلانے والی تو ان کی بیوی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''انہیں اندر آنے کی اجازت دے دو وہ تمہارے چچا ہیں۔'' عروہ نے بیان کیا کہ اسی وجہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ رضاعت سے بھی وہ چیزیں (مثلاً نکاح وغیرہ) حرام ہو جاتی ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتی ہیں۔

تشریح: کسی بچے یا بچی کو ماں کے علاوہ کوئی اور عورت دودھ پلا دے تو وہ شرعاً دودھ کی ماں بن جاتی ہے اور اس کے احکام حقیقی ماں کی طرح ہو جاتے ہیں، اس کا خاوند باپ کے درجہ میں اور اس کے لڑکے بھائی کے درجہ میں آ جاتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کا مطلب یہی ہے کہ رضاعی چچا،

رضاعی پھوپھی، رضاعی ماموں، رضاعی خالہ سب محرم ہیں۔ اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے کئی وجوہ سے ہے۔ ایک یہ کہ اس حدیث سے رضاعی باپ یا رضاعی چچا کے سامنے نکلنا ثابت ہوتا ہے اور آیت میں جو ﴿اباء هن﴾ کا لفظ تھا اس کی تفسیر حدیث سے ہوگئی کہ رضاعی باپ اور چچا بھی ﴿اباء هن﴾ میں داخل ہیں کیونکہ دوسری حدیث میں ہے: "عم الرجل صنو ابيه۔" دوسرے یہ کہ آیت میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس جن لوگوں کا آنا روا تھا ان کا ذکر ہے اور حدیث میں بھی ان ہی کا تذکرہ ہے کہ ایک شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ تیسرے یہ کہ حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول مذکور ہے کہ جتنے رشتے خون کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں وہی دودھ کی وجہ سے حرام ہو جاتے ہیں تو اس سے آیت کی تفسیر ہوگئی یعنی دوسرے محارم کا بھی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس آنا روا ہے گو آیت میں ان کا ذکر نہیں ہے جیسے دادا، نانا، ماموں، چچا وغیرہ اور تعجب ہے اس شخص پر جس نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر یہ اعتراض کیا کہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں ہے۔ قسطلانی نے کہا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث لا کر عکرمہ اور شعبی کا رد کیا ہے جو چچا یا ماموں کے سامنے عورت کو دوپٹہ اتار کر آنا مکروہ جانتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيمًا﴾ قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ: صَلَاةُ اللَّهِ: ثَنَاؤُهُ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ وَصَلَاةُ الْمَلَائِكَةِ: الدُّعَاءُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿يُصَلُّوْنَ﴾ يُبَرِّكُوْنَ ﴿لَنُغْرِيَنَّكَ﴾ لَنُسَلِّطَنَّكَ.

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

"بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔" ابوالعالیہ نے کہا لفظ "صلوٰۃ" کی نسبت اگر اللہ کی طرف ہو تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ نبی کی فرشتوں کے سامنے ثنا و تعریف کرتا ہے اور اگر ملائکہ کی طرف ہو تو دعائے رحمت اس سے مراد لی جاتی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ (آیت میں) "يُصَلُّوْنَ" بمعنی برکت کی دعا کرنے کے ہے "لَنُغْرِيَنَّكَ" ای لَنُسَلِّطَنَّكَ۔ یعنی ہم تجھ کو ضرور ان پر مسلط کر دیں گے۔

٤٧٩٧ـ حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ قَالَ: ((قُوْلُوْا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ)). [راجع: ٣٣٧٠]

(۴۷۹۷) مجھ سے سعید بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا، ان سے حکم نے، ان سے ابن ابی لیلیٰ نے اور ان سے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے کہ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! آپ پر سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے، لیکن آپ پر "صلوٰۃ" کا کیا طریقہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "یوں پڑھا کرو: "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔"

٤٧٩٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ، حَدَّثَنَا

(۴۷۹۸) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے

اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا التَّسْلِيْمُ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ: ((قُوْلُوا: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ)) وَقَالَ أَبُوْ صَالِحٍ: عَنِ اللَّيْثِ: ((عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ)).

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ وَقَالَ: ((كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ وَآلِ إِبْرَاهِيْمَ)). [طرفه في: ٦٣٥٨] [مسلم: ١٢٩٢؛ ابن ماجه: ٩٠٣]

لیث بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن الہاد نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن خباب نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہوگیا ہے۔ لیکن "صلوۃ" (درود) بھیجنے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "یوں کہا کرو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ" ابوصالح نے بیان کیا کہ اور ان سے لیث بن سعد نے (ان الفاظ کے ساتھ) "عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ" کے الفاظ روایت کئے ہیں۔ ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی حازم اور دراوردی نے بیان کیا اور ان سے یزید نے اور انہوں نے اس طرح بیان کیا کہ "كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ" (اس روایت میں ذرا لفظوں میں کمی بیشی ہے اور ان الفاظ میں بھی یہ درود پڑھنا جائز ہے معنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا)۔

[بَابُ قَوْلِهِ:]

﴿لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ آذَوْا مُوْسَى﴾.

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

"اے مسلمانو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف پہنچائی تھی۔"

٤٧٩٩۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَخِلَاسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مُوْسَى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا وَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ آذَوْا مُوْسَى فَبَرَّأَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا﴾)). [راجع: ٢٧٨]

(٤٧٩٩) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے عوف نے بیان کیا، ان سے حسن بصری اور محمد بن سیرین اور خلاس نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "موسیٰ علیہ السلام بڑے باحیا تھے، اسی کے متعلق اللہ کا یہ ارشاد ہے کہ "اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ایذا پہنچائی تھی، سو اللہ نے انہیں بری ثابت کردیا اور اللہ کے نزدیک وہ بڑے عزت والے تھے۔"

تشریح: بعض کم عقلوں نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام جو اس قدر حیا کرتے ہیں اور ستر چھپاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے جسم میں عیب ہے۔ اللہ پاک نے ایک دن جبکہ آپ ایک پتھر پر کپڑوں کو رکھ کر غسل فرما رہے تھے اس پتھر کو حکم دیا وہ آپ کے کپڑے لے کر بھاگا اور موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے اپنے کپڑوں کے لیے بھاگے یہاں تک کہ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اندرونی جسم دیکھا اور ان کو آپ کے بے عیب ہونے کا یقین ہوگیا۔ اسی طرف آیت میں اشارہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(٣٤) [سُوْرَةُ] سَبَا سورۂ سبا کی تفسیر

تشریح: یہ سورت مکی ہے اس میں ۵۴ آیتیں اور ۶ رکوع ہیں۔

يُقَالُ: ﴿مُعَاجِزِيْنَ﴾ مُسَابِقِيْنَ ﴿بِمُعْجِزِيْنَ﴾ بِفَائِتِيْنَ مُعَاجِزِيْنَ مُغَالِبِيْنَ ﴿سَبَقُوْا﴾ فَاتُوْا ﴿لَا يُعْجِزُوْنَ﴾ لَا يَفُوْتُوْنَ ﴿يَسْبِقُوْنَا﴾ يُعْجِزُوْنَا وَقَوْلُهُ: ﴿بِمُعْجِزِيْنَ﴾ بِفَائِتِيْنَ وَمَعْنَى ﴿مُعَاجِزِيْنَ﴾ مُغَالِبِيْنَ يُرِيْدُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَنْ يُظْهِرَ عَجْزَ صَاحِبِهِ مِعْشَارٌ: عُشْرٌ الْأُكُلُ: الثَّمَرُ ﴿بَاعِدْ﴾ وَبَعِّدْ وَاحِدٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿لَا يَعْزُبُ﴾ لَا يَغِيْبُ ﴿سَيْلَ الْعَرِمِ﴾ السُّدُّ مَاءٌ أَحْمَرُ أَرْسَلَهُ [اللّٰهُ] فِي السُّدِّ فَشَقَّهُ وَهَدَمَهُ وَحَفَرَ الْوَادِيَ فَارْتَفَعَتَا عَنِ الْجَنْبَيْنِ وَغَابَ عَنْهُمَا الْمَاءُ فَيَبِسَتَا وَلَمْ يَكُنِ الْمَاءُ الْأَحْمَرُ مِنَ السُّدِّ وَلٰكِنْ كَانَ عَذَابًا أَرْسَلَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَيْثُ شَاءَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيْلَ: الْعَرِمُ الْمُسَنَّاةُ بِلَحْنِ أَهْلِ الْيَمَنِ وَقَالَ غَيْرُهُ: الْعَرِمُ الْوَادِيْ ﴿السَّابِغَاتُ﴾ الدُّرُوْعُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: نُجَازِيْ نُعَاقِبُ ﴿أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ﴾ بِطَاعَةِ اللّٰهِ ﴿مَثْنٰى وَفُرَادٰى﴾ وَاحِدٌ وَاثْنَيْنِ ﴿التَّنَاوُشُ﴾ الرَّدُّ مِنَ الْآخِرَةِ إِلَى الدُّنْيَا ﴿وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ﴾

''مُعَاجِزِيْنَ'' کے معنی آگے بڑھنے والے ''بِمُعْجِزِيْنَ'' ہمارے ہاتھ سے نکل جانے والے۔ ''سَبَقُوْا'' کے معنی ہمارے ہاتھ سے نکل گئے۔ ''لَا يُعْجِزُوْنَ'' ہمارے ہاتھ سے نہیں نکل سکتے۔ ''يَسْبِقُوْنَا'' ہم کو عاجز کر سکیں گے۔ ''بِمُعْجِزِيْنَ'' عاجز کرنے والے (جیسے مشہور قرأت ہے) اور ''مُعَاجِزِيْنَ'' (جو دوسری قرأت ہے) اس کا معنی ایک دوسرے پر غلبہ ڈھونڈنے والے، ایک دوسرے کا عجز ظاہر کرنے والے۔ مِعْشَارٌ کا معنی دسواں حصہ۔ اُكُل پھل۔ ''بَاعِد'' (جیسے مشہور قرأت ہے) اور بَعِّد جو ابن کثیر کی قرأت ہے دونوں کا معنی ایک ہے اور مجاہد سے کہا ''لَا يَعْزُبُ'' کا معنی اس سے غائب نہیں ہوتا۔ اَلْعَرِمُ وہ بند یا ایک لال پانی تھا جس کو اللہ نے بند پر بھیجا وہ پھٹ کر گر گیا اور میدان میں گڑھا پڑ گیا۔ باغ دونوں طرف سے اونچے ہوگئے پھر پانی غائب ہوگیا۔ دونوں باغ سوکھ گئے اور یہ لال پانی بند میں سے بہہ کر نہیں آیا تھا بلکہ اللہ کا عذاب تھا جہاں سے چاہا وہاں سے بھیجا اور عمرو بن شرحبیل نے کہا عَرِم کہتے ہیں بند کو یمن والوں کی زبان میں۔ دوسروں نے کہا عرم کے معنی نالے کے ہیں۔ ''السَّابِغَاتُ'' کے معنی زرہیں۔ مجاہد نے کہا: نُجَازِی کے معنی عذاب دیئے جاتے ہیں۔ ''اَعِظُكُم بِوَاحِدَةٍ'' یعنی میں تم کو اللہ کی اطاعت کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ ''مثنیٰ'' دو دو کو۔ ''فُرادیٰ'' ایک ایک کو کہتے ہیں۔ ''التَّنَاوُشُ'' آخرت سے پھر دنیا میں آنا (جو ممکن نہیں ہے) ''مَا يَشْتَهُوْنَ'' ان کی خواہشات مال و اولاد دنیا کی زیب و زینت۔ ''بِاَشْيَاعِهِم'' ان کے جوڑ والے دوسرے کافر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

مِنْ مَالٍ أَوْ وَلَدٍ أَوْ زَهْرَةٍ ﴿بِأَشْيَاعِهِمْ﴾ بِأَمْثَالِهِمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿كَالْجَوَابِ﴾ كَالْجَوْبَةِ مِنَ الْأَرْضِ وَالْخَمْطُ: الْأَرَاكُ وَالْأَثْلُ: الطَّرْفَاءُ الْعَرِمُ: الشَّدِيْدُ.

نے کہا "کَالْجَوَاب" جیسے پانی بھرنے کے گڑھے جیسے جَوبَة کہتے ہیں حوض کو۔ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جواب اور جوبۃ کا مادہ ایک ہے کیونکہ جوابی جابیۃ کی جمع ہے۔ اس کا عین کلمہ ب ہے اور جوبۃ کا عین کلمہ واؤ ہے) خَمط پیلو کا درخت۔ اَثَل جھاؤ کا درخت۔ العَرِمُ سخت زور کی (بارش)۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿حَتَّى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"یہاں تک کہ جب ان فرشتوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ آپس میں پوچھنے لگتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے وہ کہتے ہیں کہ حق اور (واقعی) بات کا حکم فرمایا ہے اور وہ عالیشان ہے سب سے بڑا ہے۔"

٤٨٠٠ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ فَإِذَا ﴿فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ؟ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا﴾ لِلَّذِي قَالَ: ﴿الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُ السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُ السَّمْعِ هٰكَذَا بَعْضُهُ فَوْقَ بَعْضٍ. وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِكَفِّهِ فَحَرَّفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ. فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيْهَا إِلَى مَنْ تَحْتَهُ ثُمَّ يُلْقِيْهَا الْآخَرُ إِلَى مَنْ تَحْتَهُ حَتَّى يُلْقِيَهَا عَلَى لِسَانِ السَّاحِرِ أَوِ الْكَاهِنِ فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشِّهَابُ قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا وَرُبَّمَا أَلْقَاهَا قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَيُقَالُ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا؟ فَيُصَدَّقُ

(٤٨٠٠) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے، کہا کہ میں نے عکرمہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ آسمان پر کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ کے فیصلہ سن کر جھکتے ہوئے عاجزی کرتے ہوئے اپنے بازو پھڑ پھڑاتے ہیں، اللہ کا فرمان انہیں اس طرح سنائی دیتا ہے جیسے صاف چکنے پتھر پر زنجیر چلانے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ پھر جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ آپس میں پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ حق بات کا حکم اور وہ بہت اونچا، سب سے بڑا ہے۔ پھر ان کی یہی گفتگو چوری چھپے سننے والے شیطان سن بھاگتے ہیں، شیطان آسمان کے نیچے یوں نیچے اوپر ہوتے ہیں، سفیان نے اس موقع پر ہتھیلی کو موڑ کر انگلیاں الگ کر کے شیاطین کے جمع ہونے کی کیفیت بتائی کہ اس طرح شیطان ایک کے اوپر ایک رہتے ہیں۔ پھر وہ شیاطین کوئی ایک کلمہ سن لیتے ہیں اور اپنے نیچے والے کو بتاتے ہیں۔ اس طرح وہ کلمہ ساحر یا کاہن تک پہنچتا ہے۔ کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ یہ کلمہ اپنے سے نیچے والے کو بتائیں آگ کا گولا انہیں آ دبوچتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب وہ بتالیتے ہیں تو آگ کا انگارا ان پر پڑتا ہے، اس کے بعد

بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِي سَمِعَ مِنَ السَّمَاءِ)). [راجع:٤٧٠١]

کاہن اس میں سو جھوٹ ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے (ایک بات جب اس کاہن کی صحیح ہو جاتی ہے تو ان کے ماننے والوں کی طرف سے) کہا جاتا ہے کہ کیا اسی طرح ہم سے فلاں دن کاہن نے نہیں کہا تھا، اسی ایک کلمہ کی وجہ سے جو آسمان پر شیاطین نے سنا تھا کاہنوں اور ساحروں کی بات کو لوگ سچا جاننے لگتے ہیں۔''

تشریح: آج کے سائنسی دور میں بھی ایسے کمزور اعتقاد والے بکثرت موجود ہیں جو ''جوتشی'' کی باتوں میں آکر اپنا سب کچھ برباد کر ڈالتے ہیں۔ مسلمانوں میں بھی ایسے کمزور خیال کے عوام موجود ہیں حالانکہ یہ اسلامی تعلیم کے سخت خلاف ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيْرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ﴾

''یہ رسول تو تم کو بس ایک سخت عذاب (دوزخ) کے آنے سے پہلے ڈرانے والے ہیں۔''

٤٨٠١ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ الصَّفَا ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: ((يَا صَبَاحَاهُ)) فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ قَالُوْا: مَالَكَ قَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ يُصَبِّحُكُمْ أَوْ يُمَسِّيْكُمْ أَمَا كُنْتُمْ تُصَدِّقُوْنِيْ)) قَالُوْا: بَلَى! قَالَ: ((فَإِنِّي نَذِيْرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ)) فَقَالَ أَبُوْ لَهَبٍ: تَبًّا لَكَ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ﴾. [راجع: ١٣٩٤]

(۴۸۰۱) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن خازم نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ صفا پہاڑی پر چڑھے اور پکارا ''یا صباحاہ'' (لوگو دوڑو) اس آواز پر قریش جمع ہو گئے اور پوچھا کیا بات ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری کیا رائے ہے اگر میں تمہیں بتاؤں کے دشمن صبح کے وقت یا شام کے وقت تک تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری بات کی تصدیق نہیں کرو گے؟'' انہوں نے کہا کہ ہم آپ کی تصدیق کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر میں تم کو سخت ترین عذاب (دوزخ) سے پہلے ڈرانے والا ہوں۔'' ابولہب (مردود) بولا تو ہلاک ہو جا، کیا تو نے اسی لئے ہمیں بلایا تھا۔ اس پر اللہ پاک نے آیت: ''تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ'' نازل فرمائی۔

تشریح: ابولہب کی بددعا الٹی اسی کے اوپر پڑی۔ اللہ نے اسے بڑی ذلت کی موت مارا۔ اس کا مال، اس کا خاندان کوئی چیز اسکے کام نہیں آئی۔ اللہ والوں کے ستانے والوں کا آخری انجام ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں پر مخفی نہیں ہے۔

خاتمہ

الحمدللہ! اللہ کی مدد اور شائقین کرام کی پرخلوص دعاؤں سے یہ پارہ ۱۹ ختم ہوا اپنی ہر امکانی کوشش اسے بہتر سے بہتر بنانے اور ترجمہ اور تشریحات لکھنے میں صرف کی گئی ہے اور سفر و حضر شب و روز میں اس کے متن و ترجمہ و تشریحات کو بار بار مطالعہ کیا گیا ہے پھر بھی انسان سے خطا و نسیان کا ہر وقت امکان ہے۔ اللہ پاک ہر لغزش کو معاف فرمائے اور مخلصین ماہرین علم حدیث بھی چشم عفو سے کام لیتے ہوئے امکانی لغزشوں پر مطلع فرما کر مشکور کریں تاکہ طبع

ثانی میں اصلاح کردی جائے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک احادیث نبوی کے اس پاکیزہ ذخیرہ سے مطالعہ فرمانے والے مسلمان بھائیوں بہنوں کو رشد وہدایت سے مالا مال فرمائے اور اس کے بعد والے پاروں کو بھی تکمیل تک پہنچانے میں مجھ ناچیز خادم کی مدد کرے۔ (خادم حدیث نبوی محمد داؤد راز ولد عبداللہ السلفی الدہلوی مقیم مسجد اہل حدیث ۱۴۲۱ اجمیری گیٹ دہلی۔ ماہ محرم الحرام یوم عاشورا مبارک ۱۳۹۵ھ و۱۹۷۵ء)

(٣٥) [سُوْرَةُ] الْمَلَائِكَةِ

سورۂ ملائکہ (فاطر) کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْقِطْمِيرُ: لِفَافَةُ النَّوَاةِ ﴿مُثْقَلَةٌ﴾ مُثْقَلَةٌ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿الْحَرُوْرُ﴾ بِالنَّهَارِ مَعَ الشَّمْسِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْحَرُوْرُ بِاللَّيْلِ وَالسَّمُوْمُ بِالنَّهَارِ ﴿وَغَرَابِيبُ﴾ أَشَدُّ سَوَادٍ الْغِرْبِيبُ: الشَّدِيْدُ السَّوَادِ.

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا قِطْمِیْر کھجور کی گٹھلی کا چھلکا "مُثْقَلَةٌ" بوجھ لدی ہوئی اور دوسروں نے کہا حَرُوْر دن کی گرمی جب سورج نکلا ہو اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حَرُوْر رات کی گرمی اور سموم دن کی گرمی۔ "غَرَابِيبُ" غِرْبِيب کی جمع ہے بہت کالے کالے بالکل سیاہ۔

تشریح: یہ سورت فاطر کے نام سے مشہور ہے جو مکہ میں نازل ہوئی جس میں ۴۵ آیات اور ۵ رکوع ہیں۔ جن سورتوں کو ﴿الحمدلله الذی﴾ سے شروع فرمایا گیا ہے ان میں یہ آخری سورت ہے۔ اس کو سورۂ ملائکہ کا بھی نام دیا گیا ہے کیونکہ اس کی پہلی آیت میں ملائکہ اور ان کے بازوؤں کا ذکر ہے۔

(٣٦) سُوْرَةُ يٰسٓ

سورۂ یٰسین کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿فَعَزَّزْنَا﴾ شَدَّدْنَا ﴿يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ﴾ كَانَ حَسْرَةً عَلَيْهِمُ اسْتِهْزَاؤُهُمْ بِالرُّسُلِ ﴿أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ﴾ لَا يَسْتُرُ ضَوْءُ أَحَدِهِمَا ضَوْءَ الْآخَرِ وَلَا يَنْبَغِي لَهُمَا ذٰلِكَ ﴿سَابِقُ النَّهَارِ﴾ يَتَطَالَبَانِ حَثِيْثَيْنِ ﴿نَسْلَخُ﴾ نُخْرِجُ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ وَيَجْرِي كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ﴿مِنْ مِثْلِهِ﴾ مِنَ الْأَنْعَامِ ﴿فَكِهُوْنَ﴾ مُعْجَبُوْنَ ﴿جُنْدٌ مُحْضَرُوْنَ﴾ عِنْدَ الْحِسَابِ وَيُذْكَرُ عَنْ عِكْرِمَةَ ﴿الْمَشْحُوْنِ﴾ الْمُوقَرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿طَائِرُكُمْ﴾ مَصَائِبُكُمْ ﴿يَنْسِلُوْنَ﴾ يَخْرُجُوْنَ ﴿مَرْقَدِنَا﴾ مَخْرَجِنَا ﴿أَحْصَيْنَاهُ﴾ حَفِظْنَاهُ ﴿مَكَانَتِهِمْ﴾ وَمَكَانُهُمْ وَاحِدٌ.

اور مجاہد نے کہا کہ "فَعَزَّزْنَا" شَدَّدْنَا یعنی ہم نے زور دیا۔ "یَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ" یعنی قیامت کے دن کافر اس پر افسوس کریں گے (یا فرشتے افسوس کریں گے) کہ انہوں نے دنیا میں پیغمبروں پر ٹھٹھا مارا (مذاق اڑایا)۔ "أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ" کا یہ مطلب ہے کہ سورج چاند کی روشنی نہیں چھپاتا اور نہ چاند سورج کی اور نہ ہی ان دونوں کے یہ لائق ہے۔ "سَابِقُ النَّهَارِ" کا مطلب یہ ہے کہ ایک دوسرے کے پیچھے رواں دواں ہیں۔ "نَسْلَخُ" ہم رات میں سے دن اور دن میں سے رات نکال لیتے ہیں اور دونوں چل رہے ہیں۔ "وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ مِثْلِهِ" میں مثلہ سے مراد چوپائے ہیں۔ "فَكِهُوْنَ" خوش وخرم (یا دل لگی کر رہے ہوں گے) "جُنْدٌ مُحْضَرُوْنَ" یعنی حساب کے وقت حاضر کئے جائیں گے اور عکرمہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے "مَشْحُوْن" کا معنی بوجھل (لدی ہوئی) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "طَائِرُكُمْ" یعنی تمہاری مصیبتیں (یا تمہارا نصیبہ) "يَنْسِلُوْنَ" کا معنی نکل پڑیں گے۔ "مَرْقَدِنَا" نکلنے کی جگہ سے (خوابگاہ

یعنی قبر سے) "اَحْصَيْنَاهُ" ہم نے اس کو محفوظ کرلیا ہے۔ "مَكَانَتُهُم" اور مَكَانُهُم دونوں کا معنی ایک ہی ہے یعنی اپنے ٹھکانوں میں (گھروں میں)۔

تشریح: سورۂ یٰسین مکہ میں نازل ہوئی جس میں ۸۳ آیات اور ۵ رکوع ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کا دل ہوتا ہے قرآن مجید کا دل سورۂ یٰسین ہے۔ نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ میری خواہش ہے کہ میری امت کے ہر فرد کو یہ سورت یاد ہو، اس سورت کی تلاوت کرنے والے کو پورے قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے اور اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جب مرنے والے کے سامنے اس کی تلاوت ہوتی ہے تو اس پر اللہ کی رحمت اور برکت نازل ہوتی ہے۔ (یہ تینوں روایات جو مولانا راز صاحب نے ذکر فرمائی ہیں سندوں کے اعتبار سے ضعیف اور نا قابل حجت ہیں بلکہ نوٹ فرمالیں کہ الگ الگ سورتوں کی فضیلت میں اکثر روایات ضعیف ہیں، اعتماد کے قابل احادیث بہت کم ہیں۔ عبدالرشید تونسوی)

اس سورۂ مبارکہ میں سات سو انیس کلمات اور تین ہزار حروف ہیں۔ قرآن مجید کی کل آیتوں کی تعداد ۶۶۶۶ ہے۔ کل الفاظ کی میزان ۹۳۴۷۷ ہے۔ اور کل حروف کا شمار ۳۲۳۷۶۰ ہے (مواہب الرحمٰن) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یٰسین کے معنی اے آدمی! مراد نبی کریم ﷺ ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾. [يٰسين: ٣٨]

"اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے۔ یہ زبردست علم والے کا ٹھہرایا ہوا اندازہ ہے۔"

٤٨٠٢ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! أَتَدْرِي أَيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ)) قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((فَإِنَّهَا تَذْهَبُ حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾)). [راجع: ٣١٩٩]

(۴۸۰۲) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم تیمی نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غروب آفتاب کے وقت میں مسجد میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ موجود تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "ابوذر! تمہیں معلوم ہے یہ آفتاب کہاں غروب ہوتا ہے؟" میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے کہ اور آفتاب اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے۔ یہ زبردست علم والے کا ٹھہرایا ہوا اندازہ ہے۔"

٤٨٠٣ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا﴾ قَالَ: ((مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ

(۴۸۰۳) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم تیمی نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان "اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے" کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کا ٹھکانا عرش کے نیچے ہے۔"

الْعَرْشِ)). [راجع: ۳۱۹۹]

تشریح: ابن کثیر اور قسطلانی نے کہا کہ عرش کروی نہیں ہے جیسے اہل ہیئات سمجھتے ہیں بلکہ وہ ایک قبہ ہے۔ اس میں پائے ہیں جس کو فرشتے تھامے ہوئے ہیں۔ تو عرش آدمیوں کے سر کی جانب اوپر کی طرف ہے۔ پھر وہ دن کو سورج عرش کے بہت قریب ہوتا ہے اور آدھی رات کے وقت چوتھے آسمان پر اپنے مقام میں عرش سے دور ہوتا ہے، اسی وقت سجدہ کرتا ہے اور اس کو مشرق کی طرف جانے کی اور وہاں سے نکلنے کی اجازت ملتی ہے۔ سجدے سے اس کی عاجزی اور انقیاد مراد ہے۔ میں کہتا ہوں یہ اس زمانے کی تقریریں ہیں جب زمین کا کروی ہونا اور زمین کی طرف آبادی ہونا اس کا علم اچھی طرح لوگوں کو نہ تھا۔ اب یہ بات تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہوگئی ہے کہ زمین کروی ہے لیکن اس میں حکیموں کا اختلاف ہے کہ زمین آفتاب کے گرد گھوم رہی ہے یا آفتاب زمین کے گرد گھوم رہا ہے۔ حال کے حکیموں نے پہلا قول اختیار کیا ہے۔ اور حدیث سے دوسرے قول کی تائید ہوتی ہے۔ اب جب عرش سب جانب سے زمین کے اوپر ہو تو اس کا بھی کروی ہونا ضروری ہے اور باعتبار اختلاف آفاق کے ہر آن میں کہیں نہ کہیں طلوع ہو رہا ہے کہیں نہ کہیں غروب۔ اس صورت میں حدیث میں اشکال پیدا ہوگا اور اس کا جواب یہ ہے کہ سجدے سے انقیاد اور خضوع مراد ہے تو وہ ہر وقت عرش کے تلے گویا سجدے میں ہے اور پروردگار سے آگے بڑھنے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ قیامت کے قریب یہ اجازت اس کو نہ ملے گی اور حکم ہوگا کہ جدھر سے آیا ہے ادھر لوٹ جا تو وہ پھر مغرب سے نمودار ہوگا۔ "والله اعلم امنا بالله وكما قال رسول الله ﷺ۔" (وحیدی)

"والشمس تجرى لمستقرلها قال صاحب اللمعات قد ذكر له فى التفاسير وجوه غيرما فى هذا الحديث ولا شك ان ما وقع فى الحديث المتفق عليه هو المعتبر والمعتمد والعجب من البيضاوى انه ذكر وجوها فى تفسيره ولم يذكر هذا الوجه ولعله اوقعه في ذلك تفلسفة نعوذ بالله من ذلك وفى كلام الطيبى ايضا ما يشعر لضيق الصدر نسال الله العافية انتهى۔" (حاشية بخاری، ص:۷۰۹)

صاحب لمعات نے کہا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي﴾ الآية (۳۶/یٰسین:۳۸) (اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے۔) کے بارے میں تفسیروں میں دوسری باتیں بیان کی گئی ہیں اور اس حدیث کے مضمون کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مذکورہ بخاری و مسلم کی حدیث میں سورج کے بارے میں جو بیان کیا گیا ہے وہی قابل اعتماد و اعتبار ہے۔ امام بیضاوی پر تعجب ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی تفسیر میں سورج کی حالت پر بہت سی وجوہات بیان کی ہیں اور وہ وجہ اور بیان چھوڑ دیا ہے جو اس حدیث میں ہے، یہ شاید ان پر یونانی فلسفہ کا اثر ہے۔ پناہ بخدا اور اس موقع پر علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہا ہے اس سے بھی سینے میں تنگی اور بھنچاؤ پیدا ہوتا ہے۔ (جسے شرح صدر کے ساتھ قبول نہیں کیا جا سکتا)

(۳۷) سُورَةُ الصَّافَّاتِ

باب: سورۃ الصافات کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ﴾ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ ﴿وَيُقْذَفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ﴾ يُرْمَوْنَ ﴿وَاصِبٌ﴾ دَائِمٌ لَازِبٌ: لَازِمٌ ﴿تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ﴾ يَعْنِي الْحَقَّ الْكُفَّارُ تَقُولُهُ لِلشَّيْطَانِ ﴿غَوْلٌ﴾ وَجَعُ بَطْنٍ ﴿يُنْزَفُونَ﴾ لَا تَذْهَبُ عُقُولُهُمْ ﴿قَرِينٌ﴾ شَيْطَانٌ ﴿يُهْرَعُونَ﴾ كَهَيْأَةِ الْهَرْوَلَةِ

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا (سورۂ سبا میں جو ہے) "وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ" اس کا مطلب یہ ہے کہ دور ہی غیب کے گولے پھینکتے رہتے ہیں اور "يُقْذَفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ" کا مطلب یہ ہے کہ شیطانوں پر ہر طرف سے مار پڑتی ہے۔ "وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ" یعنی ہمیشہ کا عذاب (یا سخت عذاب) "تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ" کا مطلب یہ ہے کہ کافر شیطانوں سے کہیں گے تم حق بات کی طرف سے ہمارے پاس آتے تھے۔ "غَوْلٌ" کا معنی پیٹ کا درد (یا سر کا درد) "يُنْزَفُونَ" اور نہ ان کی

﴿يَزِفُّوْنَ﴾ النَّسَلَانُ فِي الْمَشْيِ ﴿وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا﴾ قَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ: الْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللّٰهِ وَأُمَّهَاتُهُمْ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ﴾ سَتُحْضَرُ لِلْحِسَابِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ﴾ الْمَلَائِكَةُ ﴿صِرَاطِ الْجَحِيْمِ﴾ ﴿سَوَاءِ الْجَحِيْمِ﴾ وَسَطِ الْجَحِيْمِ ﴿لَشَوْبًا﴾ يُخْلَطُ طَعَامُهُمْ وَيُسَاطُ بِالْحَمِيْمِ ﴿مَدْحُوْرًا﴾ مَطْرُوْدًا ﴿بَيْضٌ مَكْنُوْنٌ﴾ اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُوْنُ ﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِيْنَ﴾ يُذْكَرُ بِخَيْرٍ وَيُقَالُ: ﴿يَسْتَسْخِرُوْنَ﴾ يَسْخَرُوْنَ ﴿بَعْلًا﴾ رَبًّا.

عقل میں فتور آئے گا۔ "قَرِيْنٌ" شیطان۔ "يُهْرَعُوْنَ" دوڑائے جاتے ہیں۔ "يَزِفُّوْنَ" نزدیک نزدیک پاؤں رکھ کر دوڑ رہے ہیں۔ "وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا" قریش کے کافر فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں اور ان کی مائیں سردار جنوں کی بیٹیوں (پریوں) کو قرار دیتے تھے "وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ" یعنی جنوں کو معلوم ہے کہ ان کو قیامت کے دن حساب کے لئے حاضر ہونا پڑے گا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: "إِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ" یہ فرشتوں کا قول ہے۔ صِرَاطِ الْجَحِيْمِ، سَوَاءِ الْجَحِيْمِ دونوں کے معنی وَسَطِ الْجَحِيْمِ کے ہیں یعنی جہنم کے بیچوں بیچ۔ "لَشَوْبًا مِنْ حَمِيْمٍ" یعنی ان کے کھانے میں گرم کھولتے ہوئے پانی کی ملونی کی جائے گی۔ مَدْحُوْرًا دھتکارا ہوا۔ "بَيْضٌ مَكْنُوْنٌ" بندھے ہوئے موتی۔ "وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِيْنَ" اس کا ذکر خیر پچھلے لوگوں میں باقی رکھا۔ "يَسْتَسْخِرُوْنَ" ٹھٹھا کرتے ہیں۔ "بَعْلًا" کے معنی رب، معبود۔

تشریح: سورۂ صافات مکی ہے۔ ۱۸۲ آیات اور ۵ رکوع ہیں۔ آیت ﴿وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا﴾ (۳۷/الصافات: ۱) میں صفیں باندھنے والے فرشتوں اور مجاہدین کی قسم ہے پھر حالت جنگ میں دشمنوں پر احکام الٰہی میں مناسب موقع پر سخت زجر کرنے والوں کی قسم ہے، پھر اسی حالت میں قرآن شریف پڑھنے والوں کی۔ ان قسموں کا جواب یہ ہے کہ تمہارا معبود بے شک صرف ایک ہے متعدد نہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَإِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾.

باب: اللہ عزوجل کا فرمان: "بلاشبہ یونس علیہ السلام رسولوں میں سے تھے۔"

٤٨٠٤ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَكُوْنَ خَيْرًا مِنِ ابْنِ مَتَّى)). [راجع: ٣٤١٢]

(۴۸۰۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابووائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "کسی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر ہونے کا دعویٰ کرے۔"

٤٨٠٥ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

(۴۸۰۵) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن فلیح نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے بنی عامر بن لؤی کے ہلال بن علی نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص

قَالَ: ((مَنْ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى فَقَدْ كَذَبَ)). [راجع: ۳٤۱۵]

یہ دعویٰ کرے کہ میں یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر ہوں وہ جھوٹا ہے۔"

(۳۸) سُورَةُ صٓ

سورۂ ص کی تفسیر

تشریح: یہ سورت مکی ہے جس میں ۸۸ آیات اور ۵ رکوع ہیں۔ جب ابو طالب بیمار ہوئے تو کفار قریش جن میں ابوجہل بھی تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکایت کرنے آئے کہ وہ ہمارے معبودوں کی ہجو بیان کرتے ہیں۔ ابو طالب نے ان کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کر پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایک ہی بات کہتا ہوں اگر یہ لوگ مان لیں تو سارا ملک عرب ان کا مطیع ہو جائے اور عجم جزیہ دے گا۔ لوگوں نے کہا ایک بات کیا اگر ایسی دس باتیں بھی ہوں تو ہم ماننے کے لیے تیار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ایک بات لا الہ الا اللہ کہنا ہے۔ یہ سنتے ہی کفار قریش خفا ہو کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ ارے عجیب بات ہے اس نے سب معبودوں کا ایک ہی معبود کر دیا۔ اس پر سورۂ ص نازل ہوئی۔

٤٨٠٦۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْعَوَّامِ قَالَ: سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنِ السَّجْدَةِ فِي صٓ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ: ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ [الانعام: ۹] وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْجُدُ فِيهَا. [راجع: ۳٤۲۱]

(۴۸۰۶) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عوام بن حوشب نے کہ میں نے مجاہد سے سورۂ ص میں سجدہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ سوال ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی کیا گیا تھا تو انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی "یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی تھی پس آپ بھی انہی کی ہدایت کی اتباع کریں۔" اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس میں سجدہ کیا کرتے تھے۔

٤٨٠٧۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنِ الْعَوَّامِ قَالَ: سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنْ سَجْدَةِ صٓ فَقَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مِنْ أَيْنَ سَجَدْتَ؟ فَقَالَ: أَوَ مَا تَقْرَأُ: ﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ﴾ ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ فَكَانَ دَاوُدُ مِمَّنْ أُمِرَ نَبِيُّكُمْ ﷺ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِ فَسَجَدَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. [راجع: ۳٤۲۱]

﴿عُجَابٌ﴾ عَجِيبٌ الْقِطُّ: الصَّحِيفَةُ هُوَ هَاهُنَا صَحِيفَةُ الْحَسَنَاتِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿فِي عِزَّةٍ﴾ مُعَازِّينَ ﴿الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ﴾ مِلَّةُ قُرَيْشٍ الْإِخْتِلَاقُ: الْكَذِبُ الْأَسْبَابُ طُرُقُ

(۴۸۰۷) مجھ سے محمد بن عبداللہ ذہلی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن عبید طنافسی نے، ان سے عوام بن حوشب نے بیان کیا کہ میں نے مجاہد سے سورۂ ص میں سجدہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تھا کہ اس سورت میں آیت سجدہ کے لئے دلیل کیا ہے؟ انہوں نے کہا: کیا تم (سورۂ انعام) میں یہ نہیں پڑھتے کہ "اور ان کی نسل سے داؤد اور سلیمان ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت دی تھی، سو آپ بھی ان کی ہدایت کی اتباع کریں۔" داؤد علیہ السلام بھی ان میں سے تھے جن کی اتباع کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم تھا (چونکہ داؤد علیہ السلام کے سجدہ کا اس میں ذکر ہے) اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس موقع پر سجدہ کیا۔ "عُجَابٌ" کا معنی عجیب اَلْقِطُّ قط کہتے ہیں کاغذ کے ٹکڑے (پرچے) کو یہاں نیکیوں کا پرچہ مراد ہے (یا حساب کا پرچہ) اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا "فِي عِزَّةٍ" کا معنی یہ ہے کہ وہ شرارت و سرکشی کرنے والے ہیں۔ "الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ" سے

السَّمَاءِ فِي أَبْوَابِهَا قَوْلُهُ: ﴿جُنْدٌ مَا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ﴾ يَعْنِي قُرَيْشَ ﴿أُولَئِكَ الْأَحْزَابُ﴾ الْقُرُوْنُ الْمَاضِيَةُ ﴿فَوَاقٍ﴾ رُجُوْعٍ ﴿قِطَّنَا﴾ عَذَابَنَا ﴿اتَّخَذْنَاهُمْ سِخْرِيًّا﴾ أَحَطْنَا بِهِمْ ﴿أَتْرَابٌ﴾ أَمْثَالٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْأَيْدُ: الْقُوَّةُ فِي الْعِبَادَةِ الْأَبْصَارُ: الْبَصَرُ فِي أَمْرِ اللَّهِ ﴿حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي﴾ مِنْ ذِكْرِ طَفِقَ مَسْحًا يَمْسَحُ أَعْرَافَ الْخَيْلِ وَعَرَاقِيبَهَا ﴿الْأَصْفَادِ﴾ الْوَثَاقِ. [راجع: ٣٤٢١]

مراد قریش کا دین ہے۔ اختلاق سے مراد جھوٹ۔ الْاَسْبَابُ آسمان کے راستے دروازے مراد ہیں۔ "جُنْدٌ مَا هُنَالِكَ" الآیۃ سے قریش کے لوگ مراد ہیں۔ "أُولَئِكَ الْأَحْزَابُ" سے اگلی امتیں مراد ہیں جن پر اللہ کا عذاب اترا۔ "فَوَاقٍ" کا معنی پھرنا، لوٹنا۔ عَجِّلْ لَنَا قِطَّنَا میں قط سے عذاب مراد ہے۔ "اتَّخَذْنَاهُمْ سِخْرِيًّا" ہم نے ان کو ٹھٹھے میں گھیر لیا تھا۔ أَتْرَابٌ جوڑ والے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا الْاَيْدُ کا معنی عبادت کی قوت۔ الْاَبْصَارُ اللہ کے کاموں کو غور سے دیکھنے والے۔ "حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي" میں عن من کے معنی میں ہے۔ طَفِقَ مَسْحًا گھوڑوں کے پاؤں اور ایال پر محبت سے ہاتھ پھیرنا شروع کیا۔ یا بقول بعض تلوار سے ان کو کاٹنے لگے "الاصفاد" کے معنی زنجیریں۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ﴾.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"اور مجھ کو ایسی سلطنت دے کہ میرے بعد کسی کو میسر نہ ہو، بے شک تو بہت بڑا دینے والا ہے۔"

٤٨٠٨۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلَاةَ فَأَمْكَنَنِي اللَّهُ مِنْهُ وَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تُصْبِحُوا وَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمَانَ: ﴿رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي﴾)) قَالَ رَوْحٌ: فَرَدَّهُ خَاسِئًا. [راجع: ٤٦١]

(۴۸۰۸) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے روح بن عبادہ اور محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے محمد بن زیاد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گزشتہ رات ایک سرکش جن اچانک میرے پاس آیا یا اسی طرح کا کلمہ آپ ﷺ نے فرمایا، تاکہ میری نماز خراب کرے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دے دی اور میں نے سوچا کہ اسے مسجد کے ستون سے باندھ دوں تاکہ صبح کے وقت تم سب لوگ بھی اسے دیکھ سکو۔ پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی کہ "اے میرے رب! مجھے ایسی سلطنت دے کہ میرے بعد کسی کو میسر نہ ہو۔" روح نے کہا کہ نبی ﷺ نے اس جن کو ذلت کے ساتھ بھگا دیا۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"اور نہ ہوں میں تکلف کرنے والوں سے۔"

٤٨٠٩۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهِ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ: اللَّهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَقُوْلَ لِمَا لَا يَعْلَمُ: اللَّهُ أَعْلَمُ قَالَ اللَّهُ لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنِ الدُّخَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ دَعَا قُرَيْشًا إِلَى الْإِسْلَامِ فَأَبْطَؤُوْا عَلَيْهِ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ)) فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ فَحَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْجُلُوْدَ حَتَّى جَعَلَ الرَّجُلُ يَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ دُخَانًا مِنَ الْجُوْعِ قَالَ اللَّهُ: ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِيْنٍ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ قَالَ: فَدَعَوْا ﴿رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُوْنَ أَنَّى لَهُمُ الذِّكْرَى وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُوْلٌ مُبِيْنٌ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَجْنُوْنٌ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيْلًا إِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ﴾ فَيُكْشَفُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: فَكُشِفَ ثُمَّ عَادُوْا فِي كُفْرِهِمْ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ﴾

[راجع: ١٠٠٧]

(۴۸۰۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوالضحیٰ نے، ان سے مسروق نے کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا: اے لوگو! جس شخص کو کسی چیز کا علم ہو تو وہ اسے بیان کرے اگر علم نہ ہو تو کہے کہ اللہ ہی کو زیادہ علم ہے کیونکہ یہ بھی علم ہی ہے کہ جو چیز نہ جانتا ہو اس کے متعلق کہہ دے کہ اللہ ہی زیادہ جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کہہ دیا تھا کہ "آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے قرآن یا تبلیغ وحی پر کوئی اجرت نہیں چاہتا ہوں اور نہ میں بناوٹ کرنے والا ہوں" اور میں "دخان" (دھویں) کے بارے میں بتاؤں گا (جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے تاخیر کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں بددعا کی: "اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی سی قحط سالی کے ذریعہ میری مدد کر۔" چنانچہ قحط پڑا اور اتنا زبردست کہ ہر چیز ختم ہو گئی اور لوگ مردار اور چمڑے کھانے پر مجبور ہو گئے۔ بھوک کی شدت کی وجہ سے یہ حال تھا کہ آسمان کی طرف دھواں ہی دھواں نظر آتا۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "پس انتظار کرو اس دن کا جب آسمان کھلا ہوا دھواں لائے جو لوگوں پر چھا جائے گا۔ یہ دردناک عذاب ہے۔" بیان کیا کہ پھر قریش دعا کرنے لگے کہ "اے ہمارے رب! اس عذاب کو ہم سے ہٹا لے تو ہم ایمان لائیں گے لیکن وہ نصیحت سننے والے کہاں! ان کے پاس تو رسول صاف معجزات و دلائل کے ساتھ آ چکا اور وہ اس سے منہ موڑ چکے ہیں اور کہہ چکے ہیں کہ اسے تو سکھایا جا رہا ہے، یہ مجنون ہے، بے شک ہم تھوڑے دنوں کے لئے ان سے عذاب ہٹا لیں گے یقیناً تم پھر کفر ہی کی طرف لوٹ جاؤ گے کیا قیامت میں بھی عذاب ہٹایا جائے گا۔" ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر یہ عذاب تو ان سے دور کر دیا گیا لیکن جب وہ دوبارہ کفر میں مبتلا ہو گئے تو جنگ بدر میں اللہ نے انہیں پکڑا۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں اسی طرف اشارہ ہے کہ "جس دن ہم سخت پکڑ کریں گے، بلاشبہ ہم بدلہ لینے والے ہیں۔"

تشریح: یہ آخری جملہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آج دنیا کا عذاب جو قحط کی صورت میں ان پر نازل ہوا ہے ان سے دور کر دیا جائے تو کیا قیامت میں بھی ایسا ممکن ہے؟ نہیں وہاں تو ان کی بڑی سخت پکڑ ہوگی اور کوئی چیز اللہ کے عذاب سے انہیں نہ بچا سکے گی۔

(۳۹) [سُوْرَةُ] الزُّمَرِ

سورۂ زمر کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ﴾ يُجَرُّ عَلَى وَجْهِهِ فِي النَّارِ وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿أَفَمَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ [فصلت: ٤٠] ﴿غَيْرَ ذِي عِوَجٍ﴾ لَبْسٍ ﴿وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ﴾ مَثَلٌ لِآلِهَتِهِمُ الْبَاطِلِ وَالْإِلَهِ الْحَقِّ ﴿وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ﴾ بِالْأَوْثَانِ خَوَّلْنَا: أَعْطَيْنَا ﴿وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ﴾ الْقُرْآنُ ﴿وَصَدَّقَ بِهِ﴾ الْمُؤْمِنُ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ: هَذَا الَّذِي أَعْطَيْتَنِي عَمِلْتُ بِمَا فِيهِ ﴿مُتَشَاكِسُونَ﴾ الشَّكِسُ الْعَسِرُ لَا يَرْضَى بِالْإِنْصَافِ وَرَجُلًا سَلَمًا وَيُقَالُ: ﴿سَالِمًا﴾ صَالِحًا: ﴿اشْمَأَزَّتْ﴾ نَفَرَتْ ﴿بِمَفَازَتِهِمْ﴾ مِنَ الْفَوْزِ ﴿حَافِّينَ﴾ أَطَافُوا بِهِ مُطِيفِينَ بِحِفَافَيْهِ: بِجَوَانِبِهِ ﴿مُتَشَابِهًا﴾ لَيْسَ مِنَ الْإِشْتِبَاهِ وَلَكِنْ يُشْبِهُ بَعْضُهُ بَعْضًا فِي التَّصْدِيقِ.

مجاہد نے کہا "يَتَّقِي بِوَجْهِهِ" سے یہ مراد ہے کہ منہ کے بل دوزخ میں گھسیٹا جائے گا جیسے اس آیت میں فرمایا: "أَفَمَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ خَيْرٌ" الایۃ۔ "ذِي عِوَجٍ" کے معنی شبہ والا۔ "وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ" یہ ایک مثال ہے مشرکین کے معبود ان باطلہ کی اور معبود برحق کی۔ "وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ" میں من دونه سے مراد بت ہیں (یعنی مشرکین اپنے جھوٹے معبودوں سے تجھ کو ڈراتے ہیں) خَوَّلْنَا کے معنی ہم نے دیا "وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ" سے قرآن مراد ہے اور "وَصَدَّقَ بِهِ" سے مسلمان مراد ہے جو قیامت کے دن پروردگار کے سامنے آ کر عرض کرے گا یہی قرآن ہے جو تو نے دنیا میں مجھ کو عنایت فرمایا تھا میں نے اس پر عمل کیا۔ "متشاكسون" شکس سے نکلا ہے شکس بدمزاج تکراری آدمی کو کہتے ہیں جو انصاف کی بات پسند نہ کرے۔ سَلَمًا اور سَالِمٌ اچھے پورے آدمی کو کہتے ہیں "اِشْمَأَزَّتْ" کے معنی نفرت کرتے ہیں، چڑتے۔ "بِمَفَازَتِهِم" فَوْز سے نکلا ہے مراد کامیابی ہے۔ "حَافِّينَ" کے معنی گرداگرد اس کے چاروں طرف۔ "مُتَشَابِهًا" اشتباہ سے نہیں بلکہ تشابہ سے نکلا ہے یعنی اس کی ایک آیت دوسری آیت کی تائید و تصدیق کرتی ہے۔

تشریح: سورۂ زمر مکی ہے اس میں ۷۵ آیات اور ۸ رکوع ہیں۔ توحید خالص کے بیان سے سورت کا آغاز ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے سمجھنے کی مسلمان کو توفیق بخشے (آمین۔ لفظ زمر زمرۃ کی جمع ہے۔ زمرۃ گروہ کو کہتے ہیں۔ زمر سے بہت سے گروہ مراد ہیں۔ خاتمہ سورت پر کافروں اور مومنوں کا بہت سے گروہوں کی شکل میں قیامت کے دن حاضر ہونے کا بیان ہے۔ اسی لیے اسے اس لفظ سے موسوم کیا گیا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾.

"آپ کہہ دو کہ اے میرے بندو! جو اپنے نفسوں پر زیادتیاں کر چکے ہو، اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ بے شک اللہ سارے گناہ بخش دے گا۔ بے شک وہ بہت ہی بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔"

٤٨١٠ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا

(۴۸۱۰) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف

هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ: أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ يَعْلَى: إِنَّ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ كَانُوا قَدْ قَتَلُوا وَأَكْثَرُوا وَزَنَوْا وَأَكْثَرُوا فَأَتَوْا مُحَمَّدًا ﷺ فَقَالُوا: إِنَّ الَّذِي تَقُولُ وَتَدْعُو إِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا أَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ﴾ وَنَزَلَ: ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ﴾. [مسلم: ٣٢٢؛ ابوداود: ٤٢٧٤؛ نسائي: ٤٠١٥]

نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، ان سے یعلی بن مسلم نے بیان کیا، انہیں سعید بن جبیر نے خبر دی اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مشرکین میں بعض نے قتل کا گناہ کیا تھا اور کثرت سے کیا تھا۔ اسی طرح زنا کاری بھی کثرت سے کرتے رہے تھے۔ پھر وہ محمد ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں اور جس کی طرف دعوت دیتے ہیں (یعنی اسلام) یقیناً اچھی چیز ہے، لیکن ہمیں یہ بتایئے کہ اب تک ہم نے جو گناہ کیے ہیں وہ اسلام لانے سے معاف ہوں گے یا نہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا اور کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی بھی جان کو قتل نہیں کرتے جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے، ہاں مگر حق کے ساتھ'' اور یہ آیت نازل ہوئی ''آپ کہہ دیں کہ اے میرے بندو! جو اپنے نفسوں پر زیادتیاں کر چکے ہو، اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ بے شک اللہ سارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ بے شک وہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت ہی مہربان ہے۔''

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''اور ان لوگوں نے اللہ کی قدر و عظمت نہ پہچانی جیسی کہ اس کی قدر و منزلت پہچاننی چاہیے تھی۔''

تشریح: ''اور ان لوگوں نے اللہ کی قدر و عظمت نہ پہچانی جیسی کہ اس کی قدر و عظمت پہچاننی چاہیے تھی۔''

٤٨١١۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِاللَّهِ قَالَ: جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الْأَحْبَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّا نَجِدُ أَنَّ اللَّهَ يَجْعَلُ السَّمَوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلَائِقِ عَلَى إِصْبَعٍ فَيَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ الْحَبْرِ

(۴۸۱۱) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے عبیدہ سلمانی نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ علمائے یہود میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمد! ہم تورات میں پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا اس طرح زمین کو ایک انگلی پر، درختوں کو ایک انگلی پر، پانی کو ایک انگلی پر اور مٹی کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر، پھر فرمائے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں۔ نبی ﷺ اس پر ہنس دیئے اور آپ کے سامنے کے دانت دکھائی دینے لگے۔ آپ کا یہ ہنسنا اس یہودی عالم کی تصدیق میں تھا۔ آپ نے

ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾. [أطرافه في: ٧٤١٤، ٧٤١٥، ٧٤٥١، ٧٥١٣] [مسلم: ٧٠٤٦، ٧٠٤٧؛ ترمذي: ٣٢٣٨، ٣٢٣٩]

اس آیت کی تلاوت کی: ''اوران لوگوں نے اللہ کی عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہیے تھی اور حال یہ ہے کہ ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوں گے۔ وہ ان لوگوں کے شرک سے بالکل پاک اور بلند تر ہے۔''

تشریح: اس حدیث سے پروردگار کے لیے انگلیاں ثابت ہوتی ہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس یہودی کی تصدیق کی اور یہ امر محال ہے کہ نبی کریم ﷺ باطل کی تصدیق کریں۔ اب بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ تصديقا له راوی کا یہ گمان ہے جو اس نے اپنے گمان سے کہہ دیا۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ تصدیق کی راہ سے نہیں ہنسے تھے بلکہ اس یہودی کی بات کو غلط جان کر، کیونکہ یہود مشبہ اور مجسمہ تھے۔ وہ اللہ کے لیے انگلیاں وغیرہ ثابت کرتے تھے، صحیح نہیں ہے کس لیے کہ فضیل بن عیاض نے منصور سے روایت کی اور اس میں یہ بھی ہے تعجبا مما قاله الحبر وتصديقا له ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ دوسری حدیث میں ہے: "مامن قلب الا وهو بين اصبعين من اصابع الرحمن۔" اور ابن عباس ﷠ کی صحیح حدیث میں ہے: "اتاني الليلة ربي في احسن صورة فوضع يده بين كتفي حتى وجدت برد انامله بين ثديي۔" انامل انگلیوں کی پوریں۔ غرض انگلیوں کا اثبات پروردگار کے لیے ایسا ہی ہے جیسے وجہ اور یدین اور قدم اور رجل اور جنب وغیرہ کا اور اہلحدیث کا عقیدہ ان کی نسبت یہ ہے کہ یہ سب اپنے معنی ظاہری پر محمول ہے لیکن ان کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے اور متکلمین ان چیزوں کی تاویل کرتے ہیں قدرت وغیرہ سے۔ میں کہتا ہوں محمد بن صلت راوی نے اس حدیث کے روایت کرتے وقت اپنی چھنگلیا کی طرف اشارہ کیا پھر پاس والی انگلی کی طرف، پھر اس کے پاس والی انگلی کی طرف، یہاں تک کہ انگوٹھے تک پہنچے اور اس سے اہل تاویل کا مذہب رد ہوتا ہے۔ (وحیدی)

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾

''اور قیامت کے دن تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے اور وہ ان لوگوں کے شرک سے پاک اور بالاتر ہے۔''

٤٨١٢ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ ابْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ وَيَطْوِي السَّمٰوَاتِ بِيَمِيْنِهِ ثُمَّ يَقُوْلُ: أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوْكُ الْأَرْضِ)).

[أطرافه في: ٦٥١٩، ٧٣٨٢، ٧٤١٣]

(۴۸۱۲) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے ابوسلمہ نے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ ''قیامت کے دن اللہ ساری زمین کو اپنی مٹھی میں لے لے گا اور آسمان کو اپنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔ پھر فرمائے گا: آج حکومت صرف میری ہے۔ دنیا کے بادشاہ آج کہاں ہیں؟''

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُوْنَ﴾.

''اور صور پھونکا جائے گا تو سب بے ہوش ہو جائیں گے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سوا اس کے جس کو اللہ چاہے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو پھر اچانک سب کے سب دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔''

٤٨١٣۔ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ ابْنُ خَلِيْلٍ، قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحِيْمِ عَنْ زَكَرِيَّا ابْنِ أَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنِّي أَوَّلُ مَنْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ بَعْدَ النَّفْخَةِ الْآخِرَةِ فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى مُتَعَلِّقٌ بِالْعَرْشِ فَلَا أَدْرِيْ أَكَذٰلِكَ كَانَ أَمْ بَعْدَ النَّفْخَةِ؟)) [راجع: ٢٤١١]

(۴۸۱۳) مجھ سے حسن نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالرحیم نے خبر دی، انہیں زکریا بن ابی زائدہ نے، انہیں عامر نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آخری مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد سب سے پہلے اپنا سر اٹھانے والا میں ہوں گا لیکن اس وقت میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا کہ عرش کے ساتھ لپٹے ہوئے ہیں، اب مجھے نہیں معلوم کہ وہ پہلے ہی سے اسی طرح تھے یا دوسرے صور کے بعد (مجھ سے پہلے اٹھ کر عرش الٰہی کو تھام لیں گے)۔''

٤٨١٤۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُوْنَ)) قَالُوْا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَرْبَعُوْنَ يَوْمًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ قَالَ: أَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ: أَبَيْتُ قَالَ: أَرْبَعُوْنَ شَهْرًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ ((وَيَبْلٰى كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْإِنْسَانِ إِلَّا عَجْبَ ذَنَبِهِ فِيْهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ)). [طرفه في: ٤٩٣٥]

(۴۸۱۴) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، انہوں نے ابو صالح سے سنا اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، دونوں صوروں کے پھونکے جانے کا درمیانی عرصہ چالیس ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے پوچھا، کیا چالیس دن مراد ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں پھر انہوں نے پوچھا چالیس سال؟ اس پر بھی انہوں نے انکار کیا۔ پھر میں نے پوچھا چالیس مہینے! اس کے متعلق بھی انہوں نے کہا کہ مجھ کو خبر نہیں اور ہر چیز فنا ہو جائے گی، سوائے ریڑھ کی ہڈی کے کہ اسی سے ساری مخلوق دوبارہ بنائی جائے گی۔

تشریح: اس روایت میں یوں ہے، لیکن ابن مردویہ کی روایت میں چالیس برس مذکور ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی منقول ہے حلیمی نے کہا اکثر روایتیں اس پر متفق ہیں کہ دونوں نفخوں میں چالیس برس کا فاصلہ ہوگا۔

(٤٠) [سُوْرَةُ] الْمُؤْمِنِ

سورۂ مؤمن

قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿حمٓ﴾ مَجَازُهَا مَجَازُ أَوَائِلِ السُّوَرِ وَيُقَالُ: بَلْ هُوَ اسْمٌ لِقَوْلِ شُرَيْحِ بْنِ أَبِيْ أَوْفَى الْعَبْسِيِّ:

مجاہد نے کہا ''حم'' کا معنی اللہ کو معلوم ہے جیسے دوسری سورتوں میں جو حروف مقطعات شروع میں آئے ہیں ان کے متعلق حقیقی معنی صرف اللہ ہی کو معلوم ہیں۔ بعضوں نے کہا حم قرآن یا سورت کا نام ہے جیسے شریح بن

يُذَكِّرُنِي حمٓ وَالرُّمْحُ شَاجِرٌ
فَهَلَّا تَلَا حمٓ قَبْلَ التَّقَدُّمِ

﴿الطَّوْلِ﴾ التَّفَضُّلُ ﴿دَاخِرِيْنَ﴾ خَاضِعِيْنَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿إِلَى النَّجَاةِ﴾ الْإِيْمَانُ ﴿لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ﴾ يَعْنِي الْوَثَنَ ﴿يُسْجَرُوْنَ﴾ تُوْقَدُ بِهِمُ النَّارُ ﴿تَمْرَحُوْنَ﴾ تَبْطَرُوْنَ وَكَانَ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ يُذَكِّرُ النَّارَ فَقَالَ رَجُلٌ: لِمَ تُقَنِّطُ النَّاسَ؟ قَالَ: وَأَنَا أَقْدِرُ أَنْ أُقَنِّطَ النَّاسَ وَاللَّهُ يَقُوْلُ: ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ﴾ وَيَقُوْلُ: ﴿وَأَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ﴾ وَلَكِنَّكُمْ تُحِبُّوْنَ أَنْ تُبَشَّرُوْا بِالْجَنَّةِ عَلَى مَسَاوِيْ أَعْمَالِكُمْ وَإِنَّمَا بَعَثَ اللَّهُ مُحَمَّدًا ﷺ مُبَشِّرًا بِالْجَنَّةِ لِمَنْ أَطَاعَهُ وَمُنْذِرًا بِالنَّارِ مَنْ عَصَاهُ.

ابی اوفی عبسی اس شعر میں کہتا ہے: جبکہ نیزہ جنگ میں چلنے لگا، پڑھتا ہے حم پہلے پڑھنا تھا۔ "اَلطَّوْل" کے معنی احسان اور فضل کرنا۔ "دَاخِرِیْنَ" کے معنی ذلیل وخوار ہو کر۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ "اُدْعُوکُم اِلَی النَّجَاۃِ" سے ایمان مراد ہے۔ "لَیْسَ لَہٗ دَعْوَۃٌ" یعنی بت کسی کی دعا قبول نہیں کرسکتا۔ "یُسْجَرُوْنَ" کے معنی وہ دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ "تَمْرَحُوْنَ" کے معنی تم اتراتے تھے۔ اور علاء بن زیاد (مشہور تابعی ومشہور زاہد) لوگوں کو دوزخ سے ڈرا رہے تھے، ایک شخص کہنے لگے لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے کہا میں لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ناامید کیسے کرسکتا ہوں میری کیا طاقت ہے۔ اللہ پاک تو فرماتا ہے اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا (گناہ کیے) اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو' اس کے ساتھ اللہ یوں بھی فرماتا ہے کہ "گنہگار دوزخی ہیں۔" مگر میں سمجھ گیا تمہارا مطلب یہ ہے کہ برے کام کرتے رہو اور جنت کی خوشخبری تم کو ملتی جائے۔ اللہ نے تو حضرت محمد ﷺ کو نیکیوں پر خوشخبری دینے والا اور نافرمانوں کے لئے دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

تشریح: سورۂ مؤمن مکی ہے اور اس میں ۸۵ آیات اور ۹ رکوع ہیں۔ اس میں ایک مرد مؤمن کا ذکر ہے جو دربار فرعون میں اپنا ایمان پوشیدہ رکھے ہوئے تھا جو فرعون کی اس بات: ﴿ذَرُوْنِیْ اَقْتُلْ مُوْسٰی﴾ (۴۰/المؤمن:۲۶) "تم لوگ مجھ کو مشورہ دو کہ میں موسیٰ کو قتل کردوں۔" کے جواب میں بول اٹھا ﴿اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ﴾ (۴۰/المؤمن:۲۸) "کیا تم ایسے آدمی کو قتل کر رہے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔" اس مرد مؤمن کے نام سے سورۂ مؤمن اس سورۂ مبارکہ کا نام ہوا۔

شعر یذکرنی حم والرمح شاجر کے تحت مولانا وحید الزماں فرماتے ہیں: یعنی لڑائی شروع ہونے سے پہلے پڑھتا تو فائدہ ہوتا اس کی جان بچ جاتی۔ ہوا یہ کہ شریح جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف تھے اور محمد بن طلحہ بن عبید اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ لشکر میں تھے ایک سیاہ عمامہ باندھے ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر والوں سے فرمایا اس کالے عمامہ والے کو مت مارنا، یہ اپنے باپ کی طرف سے ان کے ساتھ چلا آیا ہے۔ خیر اسی گفتگو میں شریح اور محمد بن طلحہ کا مقابلہ ہو گیا۔ جب بھالا دونوں طرف سے چلنے لگا تو محمد نے حم عسق پڑھی یا حم عسق میں جو آیا ہے: ﴿قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی﴾ (۴۲/الشوریٰ:۲۳) پڑھی۔ بعض نے کہا سورۂ مؤمن کی یہ آیت پڑھی: ﴿اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ﴾ (۴۰/المؤمن:۲۸) حم سے یہی مراد ہے۔ لیکن شریح نے محمد بن طلحہ کو مار ڈالا اور یہ شعر پڑھا یعنی جنگ ہو جانے کے بعد پھر حم پڑھنے سے کیا فائدہ۔ جنگ میں آنے سے پیشتر یہ پڑھتا تو البتہ مفید ہوتا۔

٤٨١٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ:

(۴۸۱۵) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے اوزاعی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن ابی کثیر

حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ: قُلْتُ: لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَخْبِرْنِيْ بِأَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُوْنَ بِرَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: بَيْنَا رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِيْ مُعَيْطٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَلَوَى ثَوْبَهُ فِيْ عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيْدًا فَأَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَدَفَعَ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: ﴿أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَقُوْلَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ﴾. [راجع:٣٦٧٨]

نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے محمد بن ابراہیم تیمی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، آپ نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ سخت معاملہ مشرکین نے کیا کیا تھا؟ عبداللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اس نے آپ کا شانہ مبارک پکڑ کر آپ کی گردن میں اپنا کپڑا لپیٹ دیا اور اس کپڑے سے آپ کا گلا بڑی سختی کے ساتھ گھونٹنے لگا۔ اتنے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور انہوں نے اس بدبخت کا مونڈھا پکڑ کر اسے رسول اللہ ﷺ سے جدا کیا اور کہا کہ ''کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کر دینا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے رب کے پاس سے اپنی سچائی کے لیے روشن دلائل بھی ساتھ لایا ہے۔''

(٤١) [سُوْرَةُ] حٰمٓ السَّجْدَةِ

سورۂ حم سجدہ کی تفسیر

وَقَالَ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا﴾ أَعْطِيَا ﴿قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِيْنَ﴾ أَعْطَيْنَا وَقَالَ الْمِنْهَالُ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنِّيْ أَجِدُ فِي الْقُرْآنِ أَشْيَاءَ تَخْتَلِفُ عَلَيَّ قَالَ: ﴿فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُوْنَ﴾ ﴿وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُوْنَ﴾ ﴿وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللَّهَ حَدِيْثًا﴾ ﴿وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ﴾ فَقَدْ كَتَمُوْا فِيْ هَذِهِ الْآيَةِ وَقَالَ: ﴿أَمِ السَّمَاءُ بَنَاهَا﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿دَحَاهَا﴾ فَذَكَرَ خَلْقَ السَّمَاءِ قَبْلَ خَلْقِ الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ: ﴿إِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْأَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿طَائِعِيْنَ﴾ فَذَكَرَ فِيْ هَذِهِ خَلْقَ

طاؤس نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ''اِئْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا'' کا معنی کہ تم دونوں خوشی سے دو (اطاعت قبول کرو) یا ناخوشی سے۔ ''اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ'' ہم نے خوشی خوشی اطاعت قبول کی۔ اور منہال بن عمرو اسدی نے سعید بن جبیر سے روایت کیا کہ ایک شخص عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہنے لگا: میں تو قرآن میں ایک کے ایک خلاف چند باتیں پاتا ہوں (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا) بیان کر۔ وہ کہنے لگا ایک آیت میں تو یوں ہے ''فَلَا اَنْسَابَ بَيْنَهُم'' (قیامت کے دن ان کے درمیان کوئی رشتہ ناطہ باقی نہیں رہے گا اور نہ وہ باہم ایک دوسرے سے کچھ پوچھیں گے) دوسری آیت میں یوں ہے: ''وَاَقْبَلَ بَعْضُهُم عَلٰى بَعْضٍ'' اور قیامت کے دن ان میں بعض بعض کی طرف متوجہ ہو کر ایک دوسرے سے پوچھیں گے (اس طرح دونوں آیتوں کے بیان مختلف ہیں) ایک آیت میں یوں ہے ''وَلَا يَكْتُمُونَ اللّٰهَ حَدِيْثًا'' (وہ اللہ سے کوئی بات نہیں چھپا سکیں گے) دوسری آیت میں ہے قیامت کے دن مشرکین کہیں گے ''وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا

الْأَرْضِ قَبْلَ السَّمَاءِ وَقَالَ: ﴿وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ ﴿عَزِيزًا حَكِيمًا﴾ ﴿سَمِيعًا بَصِيرًا﴾ فَكَأَنَّهُ كَانَ ثُمَّ مَضَى فَقَالَ: ﴿فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ﴾ فِي النَّفْخَةِ الْأُولَى ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ ﴿فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ﴾ فَلَا أَنْسَابَ عِنْدَ ذَلِكَ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ثُمَّ فِي النَّفْخَةِ الْآخِرَةِ ﴿أَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ﴾ وَأَمَّا قَوْلُهُ: ﴿مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ﴾ ﴿وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا﴾ فَإِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ لِأَهْلِ الْإِخْلَاصِ ذُنُوبَهُمْ وَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: تَعَالَوْا نَقُولُ: لَمْ نَكُنْ مُشْرِكِينَ فَخُتِمَ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ فَتَنْطِقُ أَيْدِيهِمْ فَعِنْدَ ذَلِكَ عُرِفَ أَنَّ اللَّهَ لَا يُكْتَمُ حَدِيثًا وَعِنْدَهُ ﴿يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ الْآيَةَ ﴿وَخَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ﴾ ثُمَّ خَلَقَ السَّمَاءَ ﴿ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ﴾ فِي يَوْمَيْنِ آخَرَيْنِ ثُمَّ دَحَا الْأَرْضَ وَدَحْيُهَا أَنْ أَخْرَجَ مِنْهَا الْمَاءَ وَالْمَرْعَى وَخَلَقَ الْجِبَالَ وَالْجِمَالَ وَالْآكَامَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي يَوْمَيْنِ آخَرَيْنِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ: ﴿دَحَاهَا﴾ وَقَوْلُهُ: ﴿خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ﴾ فَجُعِلَتِ الْأَرْضُ وَمَا فِيهَا مِنْ شَيْءٍ فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ وَخُلِقَتِ السَّمَوَاتُ فِي يَوْمَيْنِ ﴿وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ سَمَّى نَفْسَهُ ذَلِكَ وَذَلِكَ قَوْلُهُ: أَيْ لَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يُرِدْ شَيْئًا إِلَّا أَصَابَ بِهِ الَّذِي أَرَادَ فَلَا يَخْتَلِفُ

كُنَّا مُشْرِكِينَ" ہم اپنے رب اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم مشرک نہیں تھے۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنا مشرک ہونا چھپائیں گے (اس طرح ان دونوں آیتوں کے بیان مختلف ہیں) ایک جگہ فرمایا" ءَأَنْتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ بَنَاهَا" آخر تک۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ آسمان زمین سے پہلے پیدا ہوا۔ پھر سورۂ حم سجدہ میں فرمایا" إِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ" اس سے نکلتا ہے کہ زمین آسمان سے پہلے پیدا ہوئی ہے (اس طرح دونوں میں اختلاف ہے) اور فرمایا" وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا" (اللہ بخشنے والا مہربان تھا)" عَزِيزًا حَكِيمًا" "سَمِيعًا بَصِيرًا" ان کے معانی سے نکلتا ہے کہ اللہ ان صفات سے زمانہ ماضی میں موصوف تھا، اب نہیں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب میں کہا کہ یہ جو فرمایا" فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ" (اس دن کوئی ناطہ رشتہ باقی نہ رہے گا) یہ اس وقت کا ذکر ہے جب پہلا صور پھونکا جائے گا اور آسمان و زمین والے سب بے ہوش ہو جائیں گے اس وقت رشتہ ناطہ کچھ باقی نہ رہے گا نہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے (دہشت کے مارے سب نفسی نفسی پکاریں گے) پھر یہ جو دوسری آیت میں ہے" وَأَقْبَلَ بَعْضُهُم" (ایک دوسرے کے سامنے آ کر سوال و جواب کریں گے) یہ دوسری دفعہ صور پھونکے جانے کے بعد کا حال ہے (جب میدان محشر میں سب دوبارہ زندہ ہوں گے اور کسی قدر ہوش ٹھکانے آئے گا) اور یہ جو مشرکین کا قول نقل کیا ہے" وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ" (ہمارے رب کی قسم! ہم مشرک نہ تھے) دوسری جگہ فرمایا" وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا" اللہ سے وہ کوئی بات نہ چھپا سکیں گے۔ تو بات یہ ہے کہ اللہ پاک قیامت کے دن خالص توحید والوں کے گناہ بخش دے گا اور مشرکین آپس میں صلاح و مشورہ کریں گے کہ چلو ہم بھی چل کر دربار الٰہی میں کہیں کہ ہم مشرک نہ تھے۔ پھر اللہ پاک ان کے منہ پر مہر لگا دے گا اور ان کے ہاتھ پاؤں بولنا شروع کر دیں گے۔ اس وقت ان کو معلوم ہو جائے گا کہ اللہ سے کوئی بات چھپ نہیں سکتی اور اس وقت کافر یہ آرزو کریں گے کہ کاش وہ دنیا

عَلَيْكَ الْقُرْآنُ فَإِنَّ كُلًّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ﴾ مَحْسُوبٍ ﴿أَقْوَاتَهَا﴾ أَرْزَاقَهَا ﴿فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا﴾ مِمَّا أَمَرَ بِهِ ﴿نَحِسَاتٍ﴾ مَشَائِيمَ ﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ﴾ ﴿تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ﴾ عِنْدَ الْمَوْتِ ﴿اهْتَزَّتْ﴾ بِالنَّبَاتِ ﴿وَرَبَتْ﴾ ارْتَفَعَتْ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿مِنْ أَكْمَامِهَا﴾ حِينَ تَطْلُعُ ﴿لَيَقُولَنَّ هَذَا لِي﴾ أَيْ بِعَمَلِي أَنَا مَحْقُوقٌ بِهَذَا ﴿سَوَاءً لِلسَّائِلِينَ﴾ قَدَّرَهَا سَوَاءً ﴿فَهَدَيْنَاهُمْ﴾ دَلَلْنَاهُمْ عَلَى الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَقَوْلِهِ: ﴿وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ﴾ وَكَقَوْلِهِ: ﴿هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ﴾ وَالْهُدَى الَّذِي هُوَ الْإِرْشَادُ بِمَنْزِلَةِ أَصْعَدْنَاهُ وَمِنْ ذَلِكَ قَوْلُهُ: ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ ﴿يُوزَعُونَ﴾ يُكَفُّونَ ﴿مِنْ أَكْمَامِهَا﴾ قِشْرُ الْكُفُرَّى هِيَ الْكُمُّ ﴿وَلِيٌّ حَمِيمٌ﴾ الْقَرِيبُ ﴿مِنْ مَحِيصٍ﴾ حَاصَ عَنْهُ حَادَ ﴿مِرْيَةٍ﴾ وَمُرْيَةٌ وَاحِدٌ أَيْ امْتِرَاءٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ﴾ الْوَعِيدُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ الصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْإِسَاءَةِ فَإِذَا فَعَلُوهُ عَصَمَهُمُ اللَّهُ وَخَضَعَ لَهُمْ عَدُوُّهُمْ ﴿كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ﴾.

میں مسلمان ہوتے (اس طرح یہ دونوں آیتیں مختلف نہیں ہیں) اور یہ جو فرمایا کہ زمین کو دو دن میں پیدا کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے پھیلایا نہیں (صرف اس کا مادہ پیدا کیا) پھر آسمان کو پیدا کیا اور دو دن میں اس کو برابر کیا (اس کے طبقات مرتب کئے) اس کے بعد زمین کو پھیلایا اور اس کا پھیلانا یہ ہے کہ اس میں سے پانی نکالا گھاس چارا پیدا کیا۔ پہاڑ، جانور، اونٹ وغیرہ ٹیلے جو جو ان کے بیچ میں ہیں وہ سب پیدا کئے۔ یہ سب دو دن میں کیا۔ "دَحَاهَا" کا مطلب یہ ہے کہ زمین دو دن میں پیدا ہوئی جیسے فرمایا "خَلَقَ الْاَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ" تو زمین مع اپنی سب چیزوں کے چار دن میں بنی اور آسمان دو دن میں بنے (اس طرح یہ اعتراض رفع ہوا) اب رہا یہ فرمان کہ "كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا" میں کَانَ کا مطلب ہے کہ اللہ پاک میں یہ صفات ازل سے ہیں اور یہ اس کے نام ہیں (غفور، رحیم، عزیز، حکیم، سمیع، بصیر وغیرہ) کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ حاصل کر لیتا ہے (حاصل یہ ہے کہ صفات سب قدیم ہیں گو ان کے تعلقات حادث ہوں جیسے سمع اللہ کا قدیم سے تھا مگر تعلق سمع کا اس وقت سے ہوا جب سے آوازیں پیدا ہوئیں۔ اس طرح اور صفات بھی کہیں گے) اب تو قرآن میں کوئی اختلاف نہیں رہا۔ اختلاف کیسے ہوگا۔ قرآن مجید اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اس کے کلام میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔ مجاہد نے کہا "ممنون" کا معنی حساب ہے۔ "اَقْوَاتَهَا" یعنی بارش کا اندازہ مقرر کیا کہ ہر ملک میں کتنی بارش مناسب ہے۔ "فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا" یعنی جو حکم (اور انتظام کرنا تھا) وہ ہر آسمان سے متعلق (فرشتوں کو) بتلا دیا۔ نَحِسَاتٍ منحوس، نامبارک "وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ" "تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ" یعنی موت کے وقت ان پر فرشتے اترتے ہیں۔ "اِهْتَزَّتْ" یعنی سبزے سے لہلہانے لگتی ہے۔ "وَرَبَتْ" پھول جاتی ہے، ابھر آتی ہے۔ مجاہد کے سوا اوروں نے کہا "مِنْ اَكْمَامِهَا" یعنی جب پھل گابھوں سے نکلتے ہیں۔ "لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ" یعنی یہ میرا حق ہے میرے نیک کاموں کا بدلہ ہے۔ "سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ" سب مانگنے والوں کے لئے اس کو یکساں

رکھا۔ ''فَهَدَيْنَاهُم'' سے یہ مراد ہے کہ ہم نے ان کو اچھا برا دکھلا دیا، بتلا دیا جیسے دوسری جگہ فرمایا ''وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ'' (سورۂ بلد میں اور سورۂ دہر میں فرمایا) ''إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيْلَ'' لیکن ہدایت کا وہ معنی سید ھے اور سچے راستے پر لگا دینا، وہ تو اصعاد (یا اسعاد) کے معنی میں ہے (سورۂ انعام) ''أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ'' میں یہی معنی مراد ہیں۔ ''يُوزَعُوْنَ'' روکے جائیں گے۔ ''مِنْ أَكْمَامِهَا'' میں اکم کہتے ہیں گابھا کے چھلکے کو ''وَلِيٌّ حَمِيْمٌ'' قریبی دوست۔ ''مِنْ مَّحِيْصٍ'' حاص سے نکلا ہے حاص کے معنی نکل بھاگا الگ ہوگیا۔ ''مِرْيَةٍ'' بکسر میم اور مُرْيَة بضم میم (دونوں قرأتیں ہیں) دونوں کا ایک ہی معنی شک وشبہ کے ہیں اور مجاہد نے کہا ''اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُم'' میں وعید ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ''اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ'' سے یہ مراد ہے کہ غصے کے وقت صبر کرلو اور برائی کو معاف کردے جب لوگ ایسے اخلاق اختیار کریں گے تو اللہ ان کو ہر آفت سے بچائے رکھے گا اور ان کے دشمن بھی ان کے سامنے عاجز ہو جائیں گے گویا کہ وہ ان کے دلی دوست ہیں۔

تشریح: سورۂ حم سجدہ مکی ہے۔ اس میں ۵۴ آیات اور ۶ رکوع ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک دن کفار قریش اکٹھے ہوئے اور آپس میں یہ تجویز کیا کہ ہم میں سے کوئی شخص جا کر محمد (ﷺ) کو سمجھائے، اس نے ہماری جماعت میں پھوٹ ڈال دی ہے۔ آخر عتبہ بن ربیعہ گیا نبی کریم ﷺ سے کہا کہ تم اچھے یا تمہارے باپ دادا اچھے تھے۔ تم کو کیا ہوگیا ہے تم نے ساری قوم کو خراب کردیا اور ہمارے دین کو رسوا کردیا۔ اب اگر تم کو مال کی ضرورت ہے تو ہم سب مال جمع کر کے تم کو امیر بنا لیتے ہیں اور اگر عورت کی خواہش ہے تو دس عورتیں تم کو بیاہ دیتے ہیں۔ ان کے جواب میں آپ نے یہ سورۂ مبارکہ پڑھنی شروع کی۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے: ﴿فَإِنْ أَعْرَضُوْا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً﴾ (۴۱/حم السجدة: ۱۳) تو عتبہ نے کہا بس چپ رہو، تمہارے پاس یہی ہے اور کچھ نہیں۔ وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے ایسا کلام سنا ہے کہ ویسا میرے کانوں نے کبھی نہیں سنا۔ لفظ حم حروف مقطعات میں سے ہے جن کے حقیقی معانی صرف اللہ ہی کو معلوم ہیں۔

جملہ ﴿خَلَقَ الْأَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ﴾ (۴۱/حم السجدة: ۹) سے یہ شبہ نہ رہا کہ ایک جگہ تو آسمان کی پیدائش زمین سے پہلے بیان فرمائی دوسری جگہ زمین کی پیدائش پہلے بیان کی مگر اب بھی یہ اعتراض باقی رہے گا کہ سورۂ حم سجدہ میں یوں ہے: ﴿وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَا أَقْوَاتَهَا فِيْ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ثُمَّ اسْتَوٰى إِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ﴾ (۴۱/حم السجدة: ۱۰،۱۱) اس کا ظاہری مطلب تو یہ نکلتا ہے کہ آسمانوں کی ترتیب اور ان کے سات طبقے بنانا یہ زمین کے دحو یعنی پھیلانے کے بعد ہے اور سورۂ والنازعات سے یہ نکلتا ہے کہ زمین کا دحو اس کے بعد ہے۔ چنانچہ اس سورت میں یوں: ﴿ءَ أَنْتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَآءُ بَنٰهَا رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰهَا وَأَغْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحٰهَا وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا﴾ (۷۹/النازعات: ۲۷۔۳۰) اس لیے بعض مفسرین نے یوں کہا کہ یہ سورۂ والنازعات میں بعد ذلك کا یہ مطلب ہے کہ اس کے علاوہ یہ کیا کہ زمین کو پھیلایا، بعد ذلك سے بعدیت زمانی مراد ہے۔ جامع البیان میں ہے کہ یہ مقام مشکل ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ (وحیدی)

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾.

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

''اورتم اس بات سے اپنے کو چھپا ہی نہیں سکتے تھے کہ تمہارے خلاف تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری جلدیں گواہی دیں گی، بلکہ تمہیں تو یہ خیال تھا کہ اللہ کو بہت سی ان چیزوں کی خبر ہی نہیں ہے جنہیں تم کرتے رہے۔''

٤٨١٦۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ﴾ الْآيَةَ قَالَ: كَانَ رَجُلَانِ مِنْ قُرَيْشٍ وَخَتَنٌ لَهُمَا مِنْ ثَقِيْفَ أَوْ رَجُلَانِ مِنْ ثَقِيْفَ وَخَتَنٌ لَهُمَا مِنْ قُرَيْشٍ فِيْ بَيْتٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَتَرَوْنَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ حَدِيْثَنَا قَالَ بَعْضُهُمْ: يَسْمَعُ بَعْضَهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَئِنْ كَانَ يَسْمَعُ بَعْضَهُ لَقَدْ يَسْمَعُ كُلَّهُ فَأُنْزِلَتْ: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ﴾ الْآيَةَ. [طرفاه في: ٤٨١٧، ٧٥٢١]

[مسلم: ٦٧٢٩؛ ترمذي: ٣٢٤٨]

(۴۸۱۶) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے روح بن قاسم نے، ان سے منصور نے، ان سے مجاہد نے، ان سے ابو معمر نے اور ان سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے، آیت ''اور تم اس بات سے اپنے کو چھپا نہیں سکتے تھے کہ تمہارے کان گواہی دیں گے'' الخ کے متعلق کہا کہ قریش کے دو آدمی اور بیوی کی طرف سے ان کے قبیلہ ثقیف کا کوئی رشتہ دار یا ثقیف کے دو افراد تھے اور بیوی کی طرف قریش کا کوئی رشتہ دار، یہ خانہ کعبہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے بعض نے کہا کہ کیا تمہارا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری باتیں سنتا ہوگا؟ ایک نے کہا کہ بعض باتیں سنتا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ اگر بعض باتیں سن سکتا ہے تو سب سنتا ہوگا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''اور تم اس بات سے اپنے کو چھپا ہی نہیں سکتے کہ تمہارے خلاف تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں گواہی دیں گی'' آخر آیت تک

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمْ﴾ الْآيَةَ.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

''اور یہ تمہارا گمان ہے''......آخر آیت تک۔

٤٨١٧۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ أَوْ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ كَثِيْرَةٌ

(۴۸۱۷) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے منصور نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے مجاہد نے بیان کیا، ان سے ابو معمر نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ خانہ کعبہ کے پاس دو قریشی اور ایک ثقفی یا ایک قریشی اور دو

شَحْمُ بُطُونِهِمْ قَلِيلَةٌ فِقْهُ قُلُوبِهِمْ فَقَالَ: أَحَدُهُمْ أَتُرَوْنَ أَنَّ اللَّهَ يَسْمَعُ مَا نَقُولُ قَالَ الآخَرُ: يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا وَقَالَ الآخَرُ: إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَإِنَّهُ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ﴾ الْآيَةَ. [راجع:٤٨١٦] وَكَانَ سُفْيَانُ يُحَدِّثُنَا بِهَذَا فَيَقُولُ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ أَوِ ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ أَوْ حُمَيْدٌ أَحَدُهُمْ أَوِ اثْنَانِ مِنْهُمْ ثُمَّ ثَبَتَ عَلَى مَنْصُورٍ وَتَرَكَ ذَلِكَ مِرَارًا غَيْرَ مَرَّةٍ وَاحِدَةٍ.

ثقفی مرد بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے پیٹ بہت موٹے تھے لیکن عقل سے کورے۔ ایک نے ان میں سے کہا: تمہارا کیا خیال ہے کیا اللہ ہماری باتوں کو سن رہا ہے؟ دوسرے نے کہا: اگر ہم زور سے بولیں تو سنتا ہے لیکن آہستہ بولیں تو نہیں سنتا۔ تیسرے نے کہا: اگر اللہ زور سے بولنے پر سن سکتا ہے تو آہستہ بولنے پہ بھی ضرور سنتا ہوگا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ "اور تم اس بات سے اپنے کو چھپا ہی نہیں سکتے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے گواہی دیں گے" آخر آیت تک۔ سفیان ہم سے یہ حدیث بیان کرتے تھے اور کہا کہ ہم سے منصور نے یا ابن نجیح نے یا حمید نے ان میں سے کسی ایک نے یا ان میں سے دو نے یہ حدیث بیان کی، پھر آپ منصور ہی کا ذکر کرتے تھے اور دوسروں کا ذکر ایک سے زیادہ مرتبہ نہیں کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُمْ مِنَ الْمُعْتَبِينَ﴾.

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بِنَحْوِهِ. [راجع:٤٨١٦]

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

"پس یہ لوگ اگر صبر ہی کریں تب بھی دوزخ ہی ان کا ٹھکانا ہے اور اگر رجوع کا موقع چاہیں گے تو کوئی موقع انہیں نہ دیا جائے گا۔"

ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے منصور نے بیان کیا، ان سے مجاہد نے، ان سے ابو معمر نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پہلی حدیث کی طرح بیان کیا۔

(٤٢) [سُورَةُ] حم عسق

سورۂ حم عسق (شوریٰ) کی تفسیر

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿عَقِيمًا﴾ لَا تَلِدُ ﴿رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا﴾ الْقُرْآنُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ﴾ نَسْلٌ بَعْدَ نَسْلٍ ﴿لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا﴾ لَا خُصُومَةَ ﴿مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ﴾ ذَلِيلٍ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلَى

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے "عَقِيمًا" کے معنی بانجھ منقول ہیں "رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا" میں روح سے قرآن مجید مراد ہے۔ اور مجاہد نے کہا "يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ" کا مطلب یہ ہے کہ ایک نسل کے بعد دوسری نسل پھیلاتا رہے گا "لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا" یعنی اب ہم میں اور تم میں کوئی جھگڑا نہیں رہا "مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ" چھپی نگاہوں سے دیکھتے ہوں گے۔ اوروں نے کہا "فَيَظْلَلْنَ

﴿رَوَاكِدَ﴾ يَتَحَرَّكْنَ وَلَا يَجْرِيْنَ فِي الْبَحْرِ ﴿شَرَعُوا﴾ ابْتَدَعُوْا.

"رَوَاكِدَ" کا مطلب یہ ہے کہ اپنے مقام پر (موجوں کے تھپیڑوں سے) ہلتی رہیں نہ آگے بڑھیں نہ پیچھے ہٹیں "شَرَعُوْا" نیا دین نکالا۔

تشریح: اس سورۃ کو لفظ شوریٰ سے بھی موسوم کیا گیا ہے، اس میں مسلمانوں کے ملی اجتماعی امور کو باہمی مشوروں سے حل کرنے کی تاکید ہے، اسی لیے اسے لفظ شوریٰ سے موسوم کیا گیا۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى﴾

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد: "قرابت داری کی محبت کے سوا میں تم سے اور کچھ نہیں چاہتا۔"

تشریح: یعنی "قرابتداری کی محبت کے سوا میں تم سے اور کچھ نہیں چاہتا۔"

٤٨١٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ سَمِعْتُ طَاوُسًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهِ: ﴿إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى﴾ فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ: قُرْبَى آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: عَجِلْتَ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا كَانَ لَهُ فِيهِمْ قَرَابَةٌ فَقَالَ: ((إِلَّا أَنْ تَصِلُوْا مَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ)). [راجع: ٣٤٩٧]

(۴۸۱۸) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے عبدالملک بن میسرہ نے بیان کیا کہ میں نے طاؤس سے سنا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ کے ارشاد "سوا رشتہ داری کی محبت کے" متعلق پوچھا گیا تو سعید بن جبیر نے فرمایا کہ آل محمد ﷺ کی قرابتداری مراد ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس پر کہا کہ تم نے جلد بازی کی۔ قریش کی کوئی شاخ ایسی نہیں جس میں آنحضرت ﷺ کی قرابت داری نہ ہو۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: "تم سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اس قرابت داری کی وجہ سے صلہ رحمی کا معاملہ کرو جو میرے اور تمہارے درمیان موجود ہے۔"

تشریح: "وحاصل كلام ابن عباس ان جميع قريش اقارب رسول الله وليس المراد من الاية بنو هاشم ونحوهم كما يتبادر الى الذهن من قول سعيد بن جبير۔" یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کا مطلب یہ ہے کہ آیت میں اقارب نبوی سے مراد سارے قریش ہیں، خاص بنو ہاشم مراد لینا صحیح نہیں۔

(٤٣) [سُوْرَةُ] حٰمٓ الزُّخْرُفِ

سورۂ زخرف کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿عَلَى أُمَّةٍ﴾ إِمَامٍ ﴿وَقِيْلَهُ يَا رَبِّ﴾ تَفْسِيْرُهُ أَيَحْسِبُوْنَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَلَا نَسْمَعُ قِيْلَهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿وَلَوْلَا أَنْ يَكُوْنَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً﴾ لَوْلَا أَنْ جَعَلَ النَّاسَ كُلَّهُمْ كُفَّارًا لَجَعَلْتُ لِبُيُوْتِ الْكُفَّارِ ﴿سُقُفًا مِنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ﴾ مِنْ فِضَّةٍ

مجاہد نے کہا کہ "عَلٰى أُمَّةٍ" کے معنی ایک دین پر پایا "وَقِيْلِه يَارَبِّ" کا معنی ہے کیا کافر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی آہستہ باتیں اور ان کی کانا پھوسی اور ان کی گفتگو نہیں سنتے (یہ تفسیر اس قرأت پر ہے جب وَقِيْلَهٗ بہ نصب لام پڑھا جائے۔ اس حالت میں وَسِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُم پر عطف ہوگا اور مشہور قرأت وَقِيْلِهٖ بہ کسر لام ہے۔ اس صورت میں یہ الساعة پر عطف ہوگا یعنی خدا تعالیٰ ان کی گفتگو بھی جانتا ہے اور سنتا ہے) اور ابن

وَهِيَ دَرَجٌ وَسُرُرُ فِضَّةٍ ﴿مُقْرِنِينَ﴾ مُطِيقِينَ ﴿آسَفُونَا﴾ أَسْخَطُونَا ﴿يَعْشُ﴾ يَعْمَى وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ﴾ أَيْ تُكَذِّبُونَ بِالْقُرْآنِ ثُمَّ لَا تُعَاقَبُونَ عَلَيْهِ ﴿وَمَضَى مَثَلُ الْأَوَّلِينَ﴾ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ﴿وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ﴾ يَعْنِي الْإِبِلَ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ ﴿يُنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ﴾ الْجَوَارِي جَعَلْتُمُوهُنَّ لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا فَكَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ﴾ يَعْنُونَ الْأَوْثَانَ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿مَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ﴾ أَيِ الْأَوْثَانُ إِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿فِي عَقِبِهِ﴾ وَلَدِهِ ﴿مُقْتَرِنِينَ﴾ يَمْشُونَ مَعًا ﴿سَلَفًا﴾ قَوْمُ فِرْعَوْنَ سَلَفًا لِكُفَّارِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ: ﴿وَمَثَلًا﴾ عِبْرَةً ﴿يَصِدُّونَ﴾ يَضِجُّونَ ﴿مُبْرِمُونَ﴾ مُجْمِعُونَ ﴿أَوَّلُ الْعَابِدِينَ﴾ أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿إِنَّنِي بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ﴾ الْعَرَبُ تَقُولُ: نَحْنُ مِنْكَ الْبَرَاءُ وَالْخَلَاءُ وَالْوَاحِدُ وَالْإِثْنَانِ وَالْجَمِيعُ مِنَ الْمُذَكَّرِ وَالْمُؤَنَّثِ يُقَالُ فِيهِ: بَرَاءٌ لِأَنَّهُ مَصْدَرٌ وَلَوْ قَالَ: بَرِيءٌ لَقِيلَ فِي الْإِثْنَيْنِ: بَرِيئَانِ وَفِي الْجَمِيعِ: بَرِيئُونَ وَقَرَأَ عَبْدُاللَّهِ: إِنَّنِي بَرِيءٌ بِالْيَاءِ وَالزُّخْرُفُ: الذَّهَبُ مَلَائِكَةٌ يَخْلُفُونَ يَخْلُفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا.

عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ”وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً“ کا مطلب یہ ہے، اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگوں کو کافر ہی بنا ڈالتا تو میں کافروں کے گھروں میں چاندی کی چھتیں اور چاندی کی میڑھیاں کر دیتا ”مَعَارِج“ کے معنی سیڑھیاں تخت وغیرہ۔ ”مُقْرِنِينَ“ زور والے۔ ”آسَفُونَا“ ہم کو غصہ دلایا۔ ”يَعْشُ“ اندھا بن جائے۔ مجاہد نے کہا: ”أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ“ کا مطلب یہ ہے کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم قرآن کو جھٹلاتے رہو گے اور ہم تم پر عذاب نہیں اتاریں گے (تم کو ضرور عذاب ہوگا) ”وَمَضَى مَثَلُ الْأَوَّلِينَ“ اگلوں کے قصے کہانیاں چل پڑیں۔ ”وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ“ یعنی اونٹ، گھوڑے، خچر اور گدھوں پر ہمارا زور اور قابو نہ چل سکتا تھا۔ ”يُنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ“ سے بیٹیاں مراد ہیں، یعنی تم نے بیٹی ذات کو اللہ کی اولاد ٹھہرایا، واہ واہ کیا اچھا حکم لگاتے ہو۔ ”لَوْشَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاهُم“ میں ہم کی ضمیر بتوں کی طرف پھرتی ہے کیونکہ آگے فرمایا، ”مَالَهُمْ بِذَالِكَ مِنْ عِلْمٍ“ یعنی بتوں کو جن کو یہ پوجتے ہیں کچھ بھی علم نہیں ہے وہ تو بالکل بے جان ہیں ”عقبه“ اس کی اولاد میں۔ ”مُقْرِنِينَ“ ساتھ ساتھ چلتے ہوئے۔ ”سَلَفًا“ سے مراد فرعون کی قوم ہے۔ وہ لوگ حضرت محمد ﷺ کی امت ہیں جو کافر ہیں ان کے پیشوا یعنی اگلے لوگ تھے۔ ”وَمَثَلًا لِلْآخِرِينَ“ یعنی پچھلوں کی عبرت اور مثال۔ ”يَصِدُّونَ“ چلانے لگے، شور وغل کرنے لگے۔ ”مُبْرِمُونَ“ ٹھاننے والے، قرار دینے والے۔ ”أَوَّلُ الْعَابِدِينَ“ سب سے پہلے ایمان لانے والا ”إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ“ عرب لوگ کہتے ہیں ہم تم سے بری ہیں، ہم تم سے خلا ہیں۔ (یعنی بیزار ہیں۔ الگ ہیں، کچھ غرض واسطہ تم سے نہیں رکھتے) واحد تثنیہ، جمع، مذکر و مؤنث سب میں براء کا لفظ بولا جاتا ہے کیونکہ براء مصدر ہے۔ اور اگر بَرِیءٌ پڑھا جائے جیسے ابن مسعود کی قرأت ہے تب تو تثنیہ میں بَرِيئَان اور جمع میں بَرِيئُونَ کہنا چاہئے۔ الزُّخْرُفُ کے معنی سونا۔ مَلَائِكَةً يَخْلُفُونَ یعنی فرشتے جو ایک کے پیچھے ایک آتے رہتے ہیں۔

تشریح: سورۂ زخرف مکی ہے جس میں ۸۹ آیات اور ۷ رکوع ہیں۔ لفظ زخرف کے معنی سونے کے ہیں۔ اللہ نے اس سورت میں بتلایا ہے کہ نظام انسانی ہمارے حکم کے تحت چل رہا ہے ورنہ ہم چاہتے تو سونے چاندی سے ان کے گھر بھر دیتے مگر یہ سب کچھ دنیا کی چندروزہ زندگی کا سامان ہوتا ہے اللہ کے ہاں تو صرف عالم آخرت کی قدر ومنزلت ہے جو متقین کے لیے بہتر سے بہتر شکل میں سجایا گیا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ﴾ الآيَةَ.

٤٨١٩ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ: ﴿وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾ [طرفاه في: ٣٢٣٠] وَقَالَ قَتَادَةُ: ﴿مَثَلًا لِلْآخِرِينَ﴾ عِظَةً وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿مُقْرِنِينَ﴾ ضَابِطِينَ يُقَالُ: فُلَانٌ مُقْرِنٌ لِفُلَانٍ ضَابِطٌ لَهُ وَالْأَكْوَابُ: الْأَبَارِيقُ الَّتِي لَا خَرَاطِيمَ لَهَا ﴿أَوَّلُ الْعَابِدِينَ﴾ أَيْ مَا كَانَ فَأَنَا أَوَّلُ الْآنِفِينَ وَهُمَا لُغَتَانِ رَجُلٌ عَابِدٌ وَعَبِدٌ وَقَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ ﴿وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ﴾ وَيُقَالُ: ﴿أَوَّلُ الْعَابِدِينَ﴾ الْجَاحِدِينَ مِنْ عَبِدَ يَعْبَدُ وَقَالَ قَتَادَةُ: ﴿فِي أُمِّ الْكِتَابِ﴾ جُمْلَةِ الْكِتَابِ: أَصْلِ الْكِتَابِ. ﴿أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا أَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُسْرِفِينَ﴾ مُشْرِكِينَ وَاللَّهِ! لَوْ أَنَّ هَذَا الْقُرْآنَ رُفِعَ حَيْثُ رَدَّهُ أَوَائِلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ لَهَلَكُوا ﴿فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَمَضَى مَثَلُ الْأَوَّلِينَ﴾ عُقُوبَةُ الْأَوَّلِينَ ﴿جُزْءًا﴾ عِدْلًا.

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

”دوجہنمی کہیں گے اے داروغہ جہنم! تمہارا رب ہمیں موت دے دے۔ وہ کہے گا تم اسی حال میں پڑے رہو۔“

(۴۸۱۹) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے عطاء نے، ان سے صفوان بن یعلی نے اور ان سے ان کے والد نے کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو منبر پر یہ آیت پڑھتے سنا ”اور یہ لوگ پکاریں گے کہ اے مالک! تمہارا پروردگار ہمارا کام ہی تمام کردے۔“ اور قتادہ نے کہا ”مَثَلًا لِلْآخِرِينَ“ یعنی پچھلوں کے لئے نصیحت۔ دوسروں نے کہا ”مُقْرِنِينَ“ کا معنی قابو رکھنے والے۔ عرب لوگ کہتے ہیں فلانا فلانے کا مقرن ہے یعنی اس پر اختیار رکھتا ہے (اس کو قابو میں لایا ہے) اکواب وہ کوزے جن میں ٹونٹی نہ ہو (بلکہ منہ کھلا ہوا ہو جہاں سے آدمی چاہے پے) ”اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ“ کا معنی یہ ہے کہ اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ (اس صورت میں اَن نافیہ ہے) عَابِدِينَ سے آنفین مراد ہے۔ یعنی سب سے پہلے میں اس سے عار کرتا ہوں۔ اس میں دولغتیں ہیں ”عَابِد و عَبِد“ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو ”وَقَالَ الرَّسُولُ يَارَبِّ“ پڑھا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں ”اَوَّلُ الْعَابِدِينَ“ کے معنی سب سے پہلا انکار کرنے والا یعنی اگر خدا کی اولاد ثابت کرتے ہو تو میں اس کا سب سے پہلا انکاری ہوں۔ اس صورت میں عابدین باب عَبِدَ يَعْبَدُ سے آئے گا اور قتادہ نے کہا ”فی ام الکتاب“ کا معنی یہ ہے کہ مجموعی کتاب اور اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ میں)۔ ”اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُسْرِفِينَ“ مسرفین سے مراد مشرکین ہیں۔ واللہ اگر یہ قرآن اٹھالیا جاتا جب کہ ابتدا میں قریش نے اسے رد کردیا تو سب ہلاک ہوجاتے۔

''فَاهْلَكْنَا اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ'' میں مثل سے عذاب مراد ہے ''جُزْءًا'' بمعنی عِدلاً یعنی شریک۔

(٤٤) [سُوْرَةُ حمٓ] الدُّخَانِ

سورۂ دُخان کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿رَهْوًا﴾ طَرِيقًا يَابِسًا ﴿عَلَى الْعَالَمِينَ﴾ عَلَى مَنْ بَيْنَ ظَهْرَيْهِ ﴿فَاعْتِلُوهُ﴾ ادْفَعُوهُ: ﴿وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ﴾ أَنْكَحْنَاهُمْ حُورًا عِينًا يُحَارُ فِيهَا الطَّرْفُ تَرْجُمُونَ: الْقَتْلُ. وَرَهْوًا: سَاكِنًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿كَالْمُهْلِ﴾ أَسْوَدُ كَمُهْلِ الزَّيْتِ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿تُبَّعٍ﴾ مُلُوكُ الْيَمَنِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ يُسَمَّى تُبَّعًا لِأَنَّهُ يَتْبَعُ صَاحِبَهُ، وَالظِّلُّ يُسَمَّى تُبَّعًا لِأَنَّهُ يَتْبَعُ الشَّمْسَ.

مجاہد نے کہا ''رَهْوًا'' کا معنی سوکھا راستہ۔ ''عَلَى الْعَالَمِينَ'' سے مراد ان کے زمانے کے لوگ ہیں۔ ''فَاعْتِلُوْهُ'' کے معنی ان کو دھکیل دو۔ ''وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ'' کا مطلب ہم نے بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کا جوڑا ملا دیا جن کا جمال دیکھنے سے آنکھوں کو حیرت ہوتی ہے۔ تَرْجُمُوْنَ مجھ کو قتل کرو۔ ''رَهْوًا'' تھما ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ''كَالْمُهْلِ'' یعنی کالا تلچھٹ کی طرح۔ اوروں نے کہا ''تُبَّع'' سے یمن کے بادشاہ مراد ہیں۔ ان کو تبع اس لئے کہا جاتا تھا کہ اس کے بعد ایک بادشاہ ہوتا اور سایہ کو بھی تبع کہتے ہیں کیونکہ وہ سورج کے ساتھ رہتا ہے۔

تشریح: دخان کے معنی دھویں کے ہیں۔ دھویں سے کیا مراد ہے؟ اس میں سلف کے دو قول ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کہتے ہیں کہ قیامت کے قریب ایک دھواں اٹھے گا جو تمام ہی لوگوں کو گھیر لے گا۔ نیک آدمی کو اس کا خفیف اثر پہنچے گا جس سے زکام ہو جائے گا اور کافر اور منافق کے دماغ میں گھس کر اسے بے ہوش کر دے گا۔ وہی دھواں یہاں مراد ہے۔ شاید یہ دھواں وہی سماوات کا مادہ ہو جس کا ذکر ﴿ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ﴾ (۴۱/حم السجدة:۱۱) میں ہوا ہے۔ گویا آسمان تحلیل ہو کر اپنی پہلی حالت کی طرف عود کرنے لگیں گے اور یہ اس کی ابتدا ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ زور و شور کے ساتھ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس آیت سے مراد وہ دھواں نہیں جو علامات قیامت میں سے ہے بلکہ قریش کے ظلم و طغیان سے تنگ آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دعا فرمائی تھی کہ ان پر بھی سات سال کا قحط مسلط فرما دے جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانے میں مصریوں پر مسلط ہوا تھا۔ چنانچہ قحط پڑا جس میں مکہ والوں کو مردار اور چڑے ہڈیاں تک کھانے کی نوبت آ گئی۔ غالباً اسی دوران یمامہ کے رئیس ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ مشرف بالاسلام ہوئے اور وہاں سے غلہ کی بھرتی مکہ کو آتی تھی بند کر دی۔ غرض اہل مکہ بھوکوں مرنے لگے اور قاعدہ ہے کہ شدت بھوک اور مسلسل خشک سالی کے زمانے میں زمین و آسمان کے درمیان دھواں سا آنکھوں کے سامنے نظر آیا کرتا ہے اور وہ بھی مدت دراز تک بارش بند رہنے سے گرد و غبار وغیرہ آسمان پر دھواں سا معلوم ہونے لگتا ہے اس کو یہاں دخان سے تعبیر فرمایا ہے۔ اسی تقدیر پر ﴿يَغْشَى النَّاسَ﴾ (۴۴/الدخان:۱۱) میں لوگوں سے مراد مکہ والے ہوں گے۔ گویا یہ ایک پیشین گوئی تھی كما يدل عليه قوله فارتقب جو پوری ہوئی۔ یہ سورت مکی ہے۔ اس میں ۵۹ آیات اور ۳ رکوع ہیں۔

بَابٌ:

باب: (ارشادِ باری تعالیٰ)

﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ﴾ وَقَالَ قَتَادَةُ: فَارْتَقِبْ: فَانْتَظِرْ.

''پس آپ انتظار کریں اس دن کا جب آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہو۔'' قتادہ نے فرمایا کہ فَارْتَقِبْ اَیْ فَانْتَظِرْ یعنی انتظار کیجئے۔

٤٨٢٠ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ

(۴۸۲۰) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابوحمزہ نے، ان سے اعمش

الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: مَضَى خَمْسٌ: الدُّخَانُ وَالرُّوْمُ وَالْقَمَرُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ. [۱۰۰۷]

نے، ان سے مسلم نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ (قیامت کی) پانچ علامتیں گزر چکی ہیں: الدخان (دھواں) الروم (غلبہ روم) القمر (چاند کا ٹکڑے ہونا) البطشہ (پکڑ) اور اللزام (ہلاکت اور قید)

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ [۱۱]

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

''ان سب لوگوں پر چھا جائے گا، یہ ایک دردناک عذاب ہوگا۔''

۴۸۲۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: إِنَّمَا كَانَ هَذَا لِأَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا اسْتَعْصَوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دَعَا عَلَيْهِمْ بِسِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ فَأَصَابَهُمْ قَحْطٌ وَجَهْدٌ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا كَهَيْأَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِيْنٍ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ قَالَ: فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقِيْلَ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اسْتَسْقِ اللّٰهَ لِمُضَرَ فَإِنَّهَا قَدْ هَلَكَتْ قَالَ: ((لِمُضَرَ؟ إِنَّكَ لَجَرِيْءٌ)) فَاسْتَسْقَى فَسُقُوْا فَنَزَلَتْ: ﴿إِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ﴾ فَلَمَّا أَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةُ عَادُوْا إِلَى حَالِهِمْ حِيْنَ أَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ﴾ قَالَ: يَعْنِيْ يَوْمَ بَدْرٍ. [راجع: ۱۰۰۷]

(۴۸۲۱) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابومعاویہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے مسلم نے، ان سے مسروق نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہ (قحط) اس لئے پڑا تھا کہ قریش جب رسول اللہ ﷺ کی دعوت قبول کرنے کی بجائے شرک پر جمے رہے تو آپ نے ان کے لئے ایسے قحط کی بددعا کی جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا۔ چنانچہ قحط کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ لوگ ہڈیاں تک کھانے لگے۔ لوگ آسمان کی طرف نظر اٹھاتے لیکن بھوک اور فاقہ کی شدت کی وجہ سے دھویں کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ''آپ انتظار کریں اس روز کا کہ آسمان کی طرف سے نظر آنے والا دھواں پیدا ہو جو لوگوں پر چھا جائے۔ یہ ایک دردناک عذاب ہوگا۔'' بیان کیا کہ پھر ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! قبیلہ مضر کے لئے بارش کی دعا کیجئے کہ وہ برباد ہو چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مضر کے حق میں دعا کے لئے کہتے ہو، تم بڑے جری ہو۔'' آخر آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور بارش ہوئی۔ اس پر آیت "انکم عائدون" نازل ہوئی (یعنی اگرچہ تم نے ایمان کا وعدہ کیا ہے لیکن تم کفر کی طرف پھر لوٹ جاؤ گے) چنانچہ جب پھر ان میں خوشحالی ہوئی تو شرک کی طرف لوٹ گئے (اور اپنے ایمان کے وعدے کو بھلا دیا) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے (اس روز) ہم پورا بدلہ لے لیں گے۔'' بیان کیا اس آیت سے مراد بدر کی لڑائی ہے۔

تشریح: "قال للمضر ای قال علیه السلام عجبا اتآمرنی ان استسقی لمضر مع ماهم علیه من معصیة الله والاشراك به

انك لجري اى ذوجرأة حيث تشرك بالله وتطلب رحمته فاستسقى عليه السلام...... الخ۔" (قسطلانی) یعنی آپ ﷺ نے مضر قبیلہ کے لیے تعجب سے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نافرمان اور مشرک ہیں۔ تم بڑے جرأت مند ہو جو ایسے مشرکین کے لیے اللہ سے دعا کراتے ہو پھر آپ ﷺ نے ان کے لیے بارش کی دعا فرمائی۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ﴾

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

"اے ہمارے رب! ہم سے اس عذاب کو دور کر دے، ہم ضرور ایمان لے آئیں گے۔"

٤٨٢٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ: إِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ تَقُولَ لِمَا لَا تَعْلَمُ: اللَّهُ أَعْلَمُ إِنَّ اللَّهَ قَالَ لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ إِنَّ قُرَيْشًا لَمَّا غَلَبُوا النَّبِيَّ ﷺ وَاسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ)) فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ أَكَلُوا فِيهَا الْعِظَامَ وَالْمَيْتَةَ مِنَ الْجَهْدِ حَتَّى جَعَلَ أَحَدُهُمْ يَرَى مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ كَهَيْأَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجُوعِ قَالُوا: ﴿رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ﴾ فَقِيلَ لَهُ: إِنْ كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَادُوا فَدَعَا رَبَّهُ فَكَشَفَ عَنْهُمْ فَعَادُوا فَانْتَقَمَ اللَّهُ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿إِنَّا مُنْتَقِمُونَ﴾ [راجع: ١٠٠٧]

(۴۸۲۲) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوالضحیٰ نے، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے کہا کہ یہ بھی علم ہی ہے کہ تمہیں اگر کوئی بات معلوم نہیں ہے تو اس کے متعلق یوں کہہ دو کہ اللہ ہی زیادہ جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا کہ "آپ اپنی قوم سے کہہ دیں کہ میں تم سے کسی اجرت کا طالب نہیں ہوں اور نہ میں بناوٹی باتیں کرتا ہوں۔" جب قریش حضور اکرم ﷺ کو تکلیف پہنچانے اور آپ کے ساتھ معاندانہ روش میں برابر بڑھتے ہی رہے تو آپ نے ان کے لئے بددعا کی کہ "اے اللہ! ان کے خلاف میری مدد ایسے قحط کے ذریعے کر جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا۔" چنانچہ قحط پڑا اور بھوک کی شدت کا یہ حال ہوا کہ لوگ ہڈیاں اور مردار کھانے لگ گئے۔ لوگ آسمان کی طرف دیکھتے تھے لیکن فاقہ کی وجہ سے دھویں کے سوا اور کوئی نظر نہ آتا۔ آخر انہوں نے کہا کہ "اے ہمارے رب! ہم سے اس عذاب کو دور کر، ہم ضرور ایمان لے آئیں گے" لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سے کہہ دیا تھا کہ اگر ہم نے یہ عذاب دور کر دیا تو پھر بھی تم اپنی پہلی حالت پر لوٹ آؤ گے۔ آپ ﷺ نے ان کے حق میں دعا کی اور یہ عذاب ان سے ہٹ گیا لیکن وہ پھر بھی کفر و شرک پر ہی جمے رہے، اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے بدر کی لڑائی میں لیا۔ یہی واقعہ آیت: "يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ" آخر تک میں بیان ہوا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿أَنَّى لَهُمُ الذِّكْرَى وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُوْلٌ مُبِيْنٌ﴾ الذِّكْرُ وَالذِّكْرَى وَاحِدٌ.

''ان کو کب اس سے نصیحت ہوتی ہے حالانکہ ان کے پاس پیغمبر کھلے ہوئے دلائل کے ساتھ آ چکا ہے'' الذکر، الذکریٰ دونوں کے ایک ہی معنی ہیں۔

٤٨٢٣ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا دَعَا قُرَيْشًا كَذَّبُوْهُ وَاسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ)) فَأَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ يَعْنِي كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى كَانُوْا يَأْكُلُوْنَ الْمَيْتَةَ فَكَانَ يَقُوْمُ أَحَدُهُمْ فَكَانَ يَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ مِثْلَ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ وَالْجُوْعِ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُبِيْنٍ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيْلًا إِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ﴾ قَالَ عَبْدُاللَّهِ: أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: وَالْبَطْشَةُ الْكُبْرَى يَوْمَ بَدْرٍ. [راجع ١٠٠٧]

(۴۸۲۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوالضحیٰ نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور آپ کے ساتھ سرکشی کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے بددعا کی کہ ''اے اللہ! میری ان کے خلاف یوسف علیہ السلام جیسے قحط کے ذریعے مدد فرما۔'' چنانچہ قحط پڑا اور ہر چیز ختم ہوگئی۔ لوگ مردار کھانے لگے۔ کوئی شخص کھڑا ہو کر آسمان کی طرف دیکھتا تو بھوک اور فاقہ کی وجہ سے آسمان اور اس کے درمیان دھواں ہی دھواں نظر آتا۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت شروع کی ''تو آپ انتظار کریں اس روز کا جب آسمان کی طرف سے نظر آنے والا ایک دھواں پیدا ہو جو لوگوں پر چھا جائے، یہ ایک دردناک عذاب ہوگا، بے شک ہم چند دن کے لیے اس عذاب کو ہٹالیں گے اور تم بھی اپنی پہلی حالت پر لوٹ آؤ گے۔'' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کیا قیامت کے عذاب سے وہ بھی بچ سکیں گے۔ فرمایا کہ ''سخت پکڑ'' بدر کی لڑائی میں ہوئی تھی۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَجْنُوْنٌ﴾

باب: اللہ جل شانہ کا ارشاد:

''پھر بھی یہ لوگ سرتابی کرتے رہے اور یہی کہتے رہے کہ یہ سکھایا ہوا دیوانہ ہے۔''

٤٨٢٤ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ وَقَالَ: ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا رَأَى

(۴۸۲۴) ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں سلیمان اور منصور نے، انہیں ابوالضحیٰ نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور آپ سے فرمایا: ''کہہ دو کہ میں تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں اور نہ میں بناوٹی باتیں کرنے والوں میں سے ہوں۔'' پھر جب آپ نے دیکھا کہ قریش عناد سے باز نہیں آتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

قُرَيْشًا اسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ)) فَأَخَذَتْهُمُ السَّنَةُ حَتَّى حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ وَالْجُلُوْدَ فَقَالَ أَحَدُهُمْ: حَتَّى أَكَلُوا الْجُلُوْدَ وَالْمَيْتَةَ وَجَعَلَ يَخْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ كَهَيْأَةِ الدُّخَانِ فَأَتَاهُ أَبُوْ سُفْيَانَ فَقَالَ: أَيْ مُحَمَّدُ! إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَكْشِفَ عَنْهُمْ فَدَعَا ثُمَّ قَالَ: ((تَعُوْدُوْنَ بَعْدَ هٰذَا)) فِي حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ﴾ إِلَى ﴿عَائِدُوْنَ﴾ أَيُكْشَفُ عَذَابُ الْآخِرَةِ فَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ وَقَالَ أَحَدُهُمْ: الْقَمَرُ وَقَالَ الْآخَرُ: الرُّوْمُ. [راجع: ١٠٠٧]

ان کے لئے دعا کی کہ ''اے اللہ! ان کے خلاف میری مدد ایسے قحط سے کر جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا۔'' قحط پڑا اور ہر چیز ختم ہو گئی۔ لوگ ہڈیاں اور چمڑے کھانے پر مجبور ہو گئے (سلیمان اور منصور) راویان حدیث میں سے ایک نے بیان کیا کہ وہ چمڑے اور مردار کھانے پر مجبور ہو گئے اور زمین سے دھواں سا نکلنے لگا۔ آخر ابوسفیان آئے اور کہا کہ اے محمد! آپ کی قوم ہلاک ہو چکی، اللہ سے دعا کیجئے کہ ان سے قحط کو دور کر دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور قحط ختم ہو گیا۔ لیکن اس کے بعد وہ پھر کفر کی طرف لوٹ گئے۔ منصور کی روایت میں ہے کہ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ''تو آپ اس روز کا انتظار کریں جب آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہو۔'' عائدون تک، کیا آخرت کا عذاب بھی ان سے دور ہو سکے گا؟ ''دھواں'' اور ''سخت پکڑ'' اور ''ہلاکت'' گزر چکے بعض نے ''چاند'' اور بعض نے ''غلبہ روم'' کا بھی ذکر کیا ہے کہ یہ بھی گزر چکا ہے۔

تشریح: یہ اگلی روایتوں کے خلاف نہیں ہے جن میں یہ مذکور ہے کہ دیکھنے والے کو زمین و آسمان کے بیچ میں ایک دھواں سا معلوم ہوتا کیونکہ احتمال ہے کہ یہ دھواں زمین سے آسمان تک پھیلا ہو یا دونوں باتیں ہوئی ہوں، اکثر ایسا ہوتا ہے جب بارش بالکل نہیں ہوتی تو زمین گرم ہو کر اس میں سے ایک مادہ دھوئیں کی طرح نکلتا ہے۔ اٹالیا کی طرف تو ایسے پہاڑ موجود ہیں جن میں سے رات دن آگ نکلتی ہے وہاں دھواں رہتا ہے اور کبھی کبھی زمین سے یہ گرم مادہ نکل کر دور دور تک بہتا چلا گیا ہے اور جو چیز سامنے آئی درخت، آدمی، جانور وغیرہ ان کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا ہے۔ (وحیدی)

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿إِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا إِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿إِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ﴾

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

''ہم چند دنوں کے لیے عذاب کو ہٹا دیں گے لیکن تم پھر وہی کچھ کرو گے۔ جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے اس دن ہم پورا بدلہ لے لیں گے۔''

٤٨٢٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: خَمْسٌ قَدْ مَضَيْنَ: اللِّزَامُ وَالرُّوْمُ وَالْبَطْشَةُ وَالْقَمَرُ وَالدُّخَانُ. [راجع: ١٠٠٧]

(۴۸۲۵) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے مسلم نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پانچ (قرآن مجید کی پیشین گوئیاں) گزر چکی ہیں: لزام (بدر کی لڑائی کی ہلاکت) الروم (غلبہ روم) البطشۃ (سخت پکڑ) القمر (چاند کے ٹکڑے ہونا) اور الدخان (دھواں، شدت فاقہ کی وجہ سے)۔

(٤٥) [سُوْرَةُ] الْجَاثِيَةِ

سورۂ جاثیہ کی تفسیر

﴿جَاثِيَةً﴾ مُسْتَوْفِزِيْنَ عَلَى الرُّكَبِ وَقَالَ

''جاثیہ'' یعنی خوف کی وجہ سے اہل محشر دوزانوں ہوں گے۔ مجاہد نے کہا

مُجَاهِدٌ: ﴿نَسْتَنْسِخُ﴾ نَكْتُبُ ﴿نَنْسَاكُمْ﴾ نَتْرُكُكُمْ.

کہ "نَسْتَنْسِخُ" بمعنی نَكْتُبُ ہے یعنی ہم لکھ لیتے ہیں۔ "نَنْسَاكُمْ" ای نترککم ہم تم کو بھلا دیں گے یعنی چھوڑ دیں گے۔

تشریح: سورۂ جاثیہ مکی ہے۔ اس میں ۳۷ آیات اور ۴ رکوع ہیں۔ یہ سورت بھی بالاتفاق مکہ میں نازل ہوئی ہے۔ اس میں انہیں تین مسائل سے بحث ہے نبوت، توحید، معاد۔ اس سے پہلے سورۂ دخان میں اول مسئلہ نبوت میں کلام تھا۔ یہاں بھی افتتاح سورہ میں اس مسئلہ میں ایک عجیب لطف کے ساتھ کلام کیا ہے، وہ یہ کہ حم میں کسی خاص بات کی طرف اشارہ کر کے یا اپنی ذات وصفات حمیدہ کی قسم کھا کر یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ کتاب، اللہ زبردست کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو بڑا حکیم ہے اور یہ بھی اس کی حکمت کا مقتضی تھا کہ بندوں کو وہ بحر ضلالت سے نجات دے۔ اس کے بعد توحید و اثبات باری میں کلام کرتا ہے۔ فرمایا آسمانوں اور زمین میں اس کے وجود توحید کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں، ان کی مقدار اور حرکات اور اوزان وغیرہ کی کمی زیادتی ہر ایک بات ایک نشانی ہے اس لیے کہ یہ اجسام حوادث سے خالی نہیں ہیں۔ پس یہ تمام اجسام حادث ہیں ہر حادث کے لیے ایک محدث ضرور ہے۔ دوم یہ اجسام اجزا سے مرکب ہیں اور یہ اجزا باہم متماثل ہیں پھر ایک ایک جزو کو ایک جگہ میں اور ایک خاص ہیئت میں پیدا کرنے والا وہی اللہ ہے جو آدمیوں کو پیدا کرتا ہے۔ زمین پر مختلف قسم کے جانوروں کو وجود دیتا ہے۔ رات دن کو بدلتا رہتا ہے۔ آسمان سے پانی برساتا ہے پھر اس سے مختلف نباتات پیدا کرتا ہے۔ یہ سب نشانیاں ہیں، اندھوں کے لیے نہیں بلکہ آنکھوں والوں کے لیے جن کو اہل ایمان واہل یقین کہتے ہیں۔

بَابٌ: ﴿وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ﴾

باب: آیت "وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ" کی تفسیر

تشریح: یعنی "اور ہم کو تو صرف زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے۔"

٤٨٢٦ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ يُؤْذِيْنِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ)). [طرفاه في: ٦١٨١، ٧٤٩١] [مسلم: ٥٨٦٧؛ ابوداود: ٥٢٧٤]

(۴۸۲۶) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم مجھے تکلیف پہنچاتا ہے وہ زمانہ کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں، میرے ہی ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ میں ہی رات اور دن کو پھیرتا ہوں۔"

تشریح: انسان مجھے ایذا دیتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا معاملہ کرتا ہے جو اگر تمہارے ساتھ کرے تو تمہارے لیے ایذا کا موجب ہو، ورنہ اللہ اس بات سے پاک ہے کہ کوئی اس کو ایذا پہنچا سکے۔ میں زمانہ ہوں یعنی زمانہ تو میرے قابو میں ہے اس کو الٹ پلٹ میں ہی کرتا ہوں۔ وقال الکرمانی: "انی انا باق ابدا وھو المراد من الدھر۔" واللہ اعلم۔

(٤٦) [سُوْرَةُ] الْأَحْقَافِ

سورۂ احقاف کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿تُفِيْضُوْنَ﴾ تَقُوْلُوْنَ: وَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَثَرَةٌ وَإِثْرَةٌ وَأَثَارَةٌ: بَقِيَّةُ عِلْمٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ﴾ لَسْتُ

مجاہد نے کہا "تُفِيْضُوْنَ" کا معنی جو تم زبان سے نکالتے ہو، کہتے ہو۔ بعض نے کہا أَثَرَةٌ اور إِثْرَةٌ (بضم ہمزہ) اور أَثَارَةٌ (تینوں قرأتیں ہیں) ان کا معنی باقی ماندہ علم۔ (حدیث پر اسی سے اثر کا لفظ بولا گیا ہے کہ وہ

بِأَوَّلِ الرُّسُلِ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿أَرَأَيْتُمْ﴾ هَذِهِ الْأَلِفُ إِنَّمَا هِيَ تَوَعُّدٌ: إِنْ صَحَّ مَا تَدَّعُونَ لَا يَسْتَحِقُّ أَنْ يُعْبَدَ وَلَيْسَ قَوْلُهُ: ﴿أَرَأَيْتُمْ﴾ بِرُؤْيَةِ الْعَيْنِ إِنَّمَا هُوَ أَتَعْلَمُونَ أَبَلَغَكُمْ أَنَّ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ خَلَقُوا شَيْئًا؟

نبی ﷺ کا باقی ماندہ علم ہے) اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ''بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ'' کا یہ معنی ہے کہ میں ہی کچھ پہلا پیغمبر دنیا میں نہیں آیا۔ اوروں نے کہا ''اَرَاَیْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ'' میں ہمزہ زجر و توبیخ کے لئے ہے۔ یعنی اگر تمہارا دعویٰ صحیح ہو تو یہ چیزیں جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو پوجا کے لائق نہیں ہیں اور اللہ کے فرمان ''اَرَاَیْتُمْ'' میں رؤیت سے آنکھ کا دیکھنا مراد نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ کیا تم جانتے ہو، کیا تمہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جن چیزوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، بتاؤ انہوں نے کچھ پیدا کیا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ وَيْلَكَ آمِنْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ﴾

''اور جس شخص نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ افسوس ہے تم پر، کیا تم مجھے یہ خبر دیتے ہو کہ میں قبر سے پھر دوبارہ نکالا جاؤں گا۔ مجھ سے پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں اور وہ دونوں والدین اللہ سے فریاد کر رہے ہیں (اور اس اولاد سے کہہ رہے ہیں) ارے تیری کم بختی تو ایمان لا بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ تو اس پر وہ کہتا کیا ہے کہ یہ بس اگلوں کے ڈھکوسلے ہیں۔''

٤٨٢٧ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ قَالَ: كَانَ مَرْوَانُ عَلَى الْحِجَازِ اسْتَعْمَلَهُ مُعَاوِيَةُ فَخَطَبَ فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيدَ ابْنَ مُعَاوِيَةَ لِكَيْ يُبَايَعَ لَهُ بَعْدَ أَبِيهِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا فَقَالَ: خُذُوهُ فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمْ يَقْدِرُوا فَقَالَ مَرْوَانُ: إِنَّ هَذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ: ﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي﴾ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِينَا شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ عُذْرِي.

(٤٨٢٧) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے ابوبشر نے، ان سے یوسف بن ماہک نے بیان کیا کہ مروان کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے حجاز کا امیر (گورنر) بنایا تھا اس نے ایک موقع پر خطبہ دیا اور خطبہ میں یزید بن معاویہ کا بار بار ذکر کیا، تاکہ اس کے والد (معاویہ رضی اللہ عنہ) کے بعد اس سے لوگ بیعت کریں۔ اس پر عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اعتراضاً کچھ فرمایا۔ مروان نے کہا اسے پکڑ لو۔ عبدالرحمٰن اپنی بہن عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں چلے گئے تو وہ لوگ پکڑ نہیں سکے۔ اس پر مروان بولا کہ اسی شخص کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ ''اور جس شخص نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ تف ہے تم پر کیا تم مجھے خبر دیتے ہو۔'' اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہمارے (آل ابی بکر کے) بارے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی آیت نازل نہیں کی بلکہ تہمت سے میری برأت ضرور نازل کی تھی۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا: هَذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿عَارِضٌ﴾ السَّحَابُ.

باب: فرمانِ الٰہی:

''پھر جب ان لوگوں نے بادل کو اپنی وادیوں کے اوپر آتے دیکھا تو بولے کہ واہ یہ تو وہ بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔ نہیں بلکہ یہ تو وہ ہے جس کی تم جلدی مچایا کرتے تھے۔ ایک آندھی جس میں دردناک عذاب ہے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ''عارض'' بمعنی بادل ہے۔

٤٨٢٨۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ. [طرفه في: ٦٠٩٢] [مسلم: ٢٠٨٦؛ ابوداود: ٥٠٩٨]

(۴۸۲۸) ہم سے احمد بن عیسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، انہیں عمرو نے خبر دی، ان سے ابو نضر نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن یسار نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو کبھی اس طرح ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا کوا نظر آ جائے بلکہ آپ تبسم فرمایا کرتے تھے، بیان کیا کہ جب بھی آپ بادل یا ہوا دیکھتے تو (گھبراہٹ اور اللہ کا خوف) آپ کے چہرۂ مبارک سے پہچان لیا جاتا۔

٤٨٢٩۔ قَالَتْ: وَكَانَ إِذَا رَأَى غَيْمًا أَوْ رِيْحًا عُرِفَ فِيْ وَجْهِهِ قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْغَيْمَ فَرِحُوْا رَجَاءَ أَنْ يَكُوْنَ فِيْهِ الْمَطَرُ وَأَرَاكَ إِذَا رَأَيْتَهُ عُرِفَ فِيْ وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةُ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! مَا يُؤْمِنِّيْ أَنْ يَكُوْنَ فِيْهِ عَذَابٌ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيْحِ وَقَدْ رَأَى قَوْمٌ الْعَذَابَ فَقَالُوْا: ﴿هَذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا﴾)). [راجع: ٣٢٠٦]

(۴۸۲۹) ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جب لوگ بادل دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ اس سے بارش برسے گی لیکن اس کے برخلاف آپ کو میں دیکھتی ہوں کہ جب آپ بادل دیکھتے ہیں تو ناگواری کا اثر آپ کے چہرے پر نمایاں ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! کیا ضمانت ہے کہ اس میں عذاب نہ ہو۔ ایک قوم (عاد) پر ہوا کا عذاب آیا تھا۔ انہوں نے جب عذاب دیکھا تو بولے کہ یہ تو بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔''

(٤٧) ﴿الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾

سورۂ محمد کی تفسیر

﴿أَوْزَارَهَا﴾ آثَامَهَا حَتَّى لَا يَبْقَى إِلَّا مُسْلِمٌ ﴿عَرَّفَهَا﴾ بَيَّنَهَا وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مَوْلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾ وَلِيُّهُمْ ﴿عَزَمَ الْأَمْرُ﴾ جَدَّ الْأَمْرُ ﴿فَلَا تَهِنُوْا﴾ لَا تَضْعُفُوْا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿أَضْغَانَهُمْ﴾ حَسَدَهُمْ ﴿آسِنٍ﴾ مُتَغَيِّرٍ.

''اَوْزَارَهَا'' اپنے گناہ دھر دیئے یہاں تک کہ مسلمان کے سوا کوئی باقی نہ رہے (اکثر لوگوں نے اَوْزَارَهَا کے معنی ہتھیار کے کئے ہیں) ''عَرَّفَهَا'' اس کو بیان کر دے گا، بتلا دے گا۔ (ہر ایک بہشتی اپنا گھر پہچان لے گا) مجاہد نے کہا ''مَوْلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا'' اس مولیٰ سے ولی یعنی کارساز مراد ہے۔ ''عَزَمَ الْاَمْرُ'' جب لڑائی کا ارادہ پکا ہو جائے۔ ''فَلَا تَهِنُوْا'' سستی نہ

کرو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ''اَضْغَانَهُمْ'' کے معنی ان کا حسد کینہ۔
''آسِن'' سڑا ہوا پانی جس کا رنگ یا بو یا مزہ بدل جائے۔

تشریح: سورۂ محمد (ﷺ) مدنی ہے۔ اس میں ۳۸ آیات اور ۴ رکوع ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے نام نامی پر یہ سورت موسوم ہے۔ اس میں آپ کا نام مذکور ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾

باب: اللہ عزوجل کا فرمان: ''تم ناطہ رشتہ توڑ ڈالو گے۔''

تشریح: یعنی ''تم ناطہ رشتہ توڑ ڈالو گے۔''

٤٨٣٠۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَأَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ لَهُ: مَهْ قَالَتْ: هَذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ قَالَ: أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ: بَلَى يَا رَبِّ قَالَ: فَذَاكِ)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾. [أطرافه في: ٤٨٣١، ٤٨٣٢، ٥٩٨٧، ٧٥٠٢] [مسلم: ٦٥١٨]

(۴۸۳۰) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے معاویہ بن ابی مزرد نے بیان کیا، ان سے سعید بن یسار نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی، جب وہ اس کی پیدائش سے فارغ ہوا تو 'رحم' نے کھڑے ہو کر رحم کرنے والے اللہ کے دامن میں پناہ لی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ تجھے یہ پسند نہیں کہ جو تجھ کو جوڑے میں بھی اسے جوڑوں اور تجھے توڑے میں بھی اسے توڑوں۔ رحم نے عرض کیا، ہاں میرے رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر ایسا ہی ہوگا۔'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو ''اگر تم کنارہ کش رہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ تم لوگ زمین میں فساد مچا دو گے اور آپس میں قطع تعلق کر لو گے۔''

٤٨٣١۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي أَبُو الْحُبَابِ سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهَذَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ﴾)) [راجع: ٤٨٣٠]

(۴۸۳۱) ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا ہم کو حاتم نے بیان کیا، ان سے معاویہ نے بیان کیا، ان سے ان کے چچا ابو حباب سعید بن یسار نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سابقہ حدیث کی طرح۔ پھر (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''اگر تمہارا جی چاہے تو آیت ''اگر تم کنارہ کش رہو'' پڑھ لو۔''

٤٨٣٢۔ حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي الْمُزَرِّدِ

(۴۸۳۲) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا، ان کو عبداللہ نے خبر دی، انہیں معاویہ بن ابی مزرد نے خبر دی، سابقہ کی حدیث کی طرح (اور یہ کہ

بِهٰذَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاقْرَؤُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ﴾)). [راجع: ٤٨٣٠]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہارا جی چاہے تو آیت ''اگر تم کنارہ کش رہو'' پڑھ لو۔''

(٤٨) سُوْرَةُ الْفَتْحِ

سورۂ فتح کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ﴾ السَّحْنَةُ وَقَالَ مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ: التَّوَاضُعُ ﴿شَطْأَهُ﴾ فِرَاخَهُ ﴿فَاسْتَغْلَظَ﴾ غَلُظَ ﴿سُوْقِهِ﴾ السَّاقُ حَامِلَةُ الشَّجَرَةِ وَيُقَالُ: ﴿دَائِرَةُ السَّوْءِ﴾ كَقَوْلِكَ رَجُلُ السَّوْءِ وَدَآئِرَةُ السَّوْءِ: الْعَذَابُ ﴿تُعَزِّرُوْهُ﴾ تَنْصُرُوْهُ ﴿شَطْأَهُ﴾ شَطْءُ السُّنْبُلِ تُنْبِتُ الْحَبَّةُ عَشْرًا أَوْ ثَمَانِيًا وَسَبْعًا فَيَقْوَى بَعْضُهُ بِبَعْضٍ فَذَاكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿فَآزَرَهُ﴾ قَوَّاهُ وَلَوْ كَانَتْ وَاحِدَةً لَمْ تَقُمْ عَلَى سَاقٍ وَهُوَ مَثَلٌ ضَرَبَهُ اللّٰهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِذْ خَرَجَ وَحْدَهُ ثُمَّ قَوَّاهُ بِأَصْحَابِهِ كَمَا قَوَّى الْحَبَّةَ بِمَا يُنْبِتُ مِنْهَا.

مجاہد نے کہا کہ ''سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ'' کا مطلب یہ ہے کہ ان کے منہ پر سجدوں کی نرمی اور خوشنمائی ہوتی ہے اور منصور نے مجاہد سے نقل کیا سِيْمَا سے مراد تواضع اور عاجزی ہے۔ ''أَخْرَجَ شَطْأَهُ'' اس نے اپنا خوشہ نکالا۔ ''فَاسْتَغْلَظَ'' پس وہ موٹا ہوگیا۔ ''سُوْق'' درخت کی نلی جس پر درخت کھڑا رہتا ہے اس کی جڑ۔ ''دَائِرَةُ السَّوْءِ'' جیسے کہتے ہیں رجل السوء، دائرة السوء سے مراد عذاب ہے۔ ''تُعَزِّرُوْهُ'' اس کی مدد کریں۔ ''شَطْأَهُ'' سے بال کا پٹھا مراد ہے۔ ایک دانہ دس یا آٹھ یا سات بالیں اگاتا ہے اور ایک کو دوسرے سے سہارا ملتا ہے۔ ''فَآزَرَهُ'' سے یہی مراد ہے، یعنی اس کو زور دیا۔ اگر ایک ہی بالی ہوتی تو وہ ایک نلی پر کھڑی نہ رہ سکتی۔ یہ ایک مثال اللہ نے نبی کریم ﷺ کی بیان فرمائی ہے۔ جب آپ کو رسالت ملی آپ بالکل تنہا بے یار و مددگار تھے۔ پھر اللہ پاک نے آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے آپ کو طاقت دی جیسے دانے کو بالیوں سے طاقت ملتی ہے۔

تشریح: یہ سورت مدنی ہے، اس میں ۲۹ آیات اور ۴ رکوع ہیں۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر یہ سورت نازل ہوئی۔

بَابٌ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِيْنًا﴾

باب: (اللہ عزوجل کا فرمان):

''بے شک ہم نے تجھے کھلی ہوئی فتح دی ہے۔''

تشریح: یعنی ''بیشک ہم نے تجھ کو کھلی ہوئی فتح دی ہے۔''

٤٨٣٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَسِيْرُ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيْرُ مَعَهُ لَيْلًا فَسَأَلَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ

(۴۸۳۳) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے ان کے والد نے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں جا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ رات کا وقت تھا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سوال کیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر انہوں نے سوال کیا اور اس مرتبہ بھی آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا۔ تیسری مرتبہ بھی انہوں نے سوال کیا لیکن آپ ﷺ نے

سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: ثَكِلَتْ أُمُّ عُمَرَ نَزَرْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذَلِكَ لَا يُجِيبُكَ قَالَ عُمَرُ: فَحَرَّكْتُ بَعِيرِي ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيتُ أَنْ يُنْزَلَ فِيَّ الْقُرْآنُ فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي فَقُلْتُ: لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ)) ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾. [راجع: ٤١٧٧]

جواب نہیں دیا۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: عمر کی ماں اسے روئے۔ رسول اللہ ﷺ سے تم نے تین مرتبہ سوال میں اصرار کیا، لیکن آنحضرت ﷺ نے تمہیں کسی مرتبہ جواب نہیں دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی اور لوگوں سے آگے بڑھ گیا۔ مجھے خوف تھا کہ کہیں میرے بارے میں قرآن مجید کی آیت نہ نازل ہو۔ ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک پکارنے والے کی آواز میں نے سنی جو مجھے ہی پکار رہا تھا۔ میں نے کہا کہ مجھے تو خوف تھا ہی کہ میرے بارے میں کوئی آیت نہ نازل ہو جائے۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر آج رات ایک سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے اس ساری کائنات سے زیادہ عزیز ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔'' پھر آپ نے ''إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا'' کی تلاوت فرمائی۔

٤٨٣٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾ قَالَ: الْحُدَيْبِيَةُ. [راجع: ٤١٧٢]

(۴۸۳۴) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے قتادہ سے سنا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سورۂ فتح صلح حدیبیہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

٤٨٣٥۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: قَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ سُورَةَ الْفَتْحِ فَرَجَّعَ فِيهَا قَالَ مُعَاوِيَةُ: لَوْ شِئْتُ أَنْ أَحْكِيَ لَكُمْ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ ﷺ لَفَعَلْتُ. [راجع: ٤٢٨١]

(۴۸۳۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے معاویہ بن قرہ نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن سورۂ فتح خوب خوش الحانی سے پڑھی۔ معاویہ بن قرہ نے کہا کہ اگر میں چاہوں کہ تمہارے سامنے نبی اکرم ﷺ کی اس موقع پر طرز قرأت کی نقل کروں تو کر سکتا ہوں۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا﴾

''تاکہ اللہ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دے اور آپ پر احسانات کی تکمیل کر دے اور آپ کو سیدھے راستہ پر لے چلے۔''

٤٨٣٦۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادٌ أَنَّهُ سَمِعَ

(۴۸۳۶) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، انہیں ابن عیینہ نے خبر دی، ان سے زیاد نے بیان کیا، اور انہوں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ

الْمُغِيرَةَ يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ: غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ: ((أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا)). [راجع: ١١٣٠]

رسول اللہ ﷺ نماز میں رات بھر کھڑے رہے یہاں تک کہ آپ کے دونوں پاؤں سوج گئے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کی اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف کردی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں؟''

٤٨٣٧ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيزِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى قَالَ: أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ سَمِعَ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لِمَ تَصْنَعُ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ: ((أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا)) فَلَمَّا كَثُرَ لَحْمُهُ صَلَّى جَالِسًا فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ. [راجع: ١١١٨]

(۴۸۳۷) ہم سے حسن بن عبدالعزیز نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن یحییٰ نے بیان کیا، انہیں حیوہ نے خبر دی، انہیں ابوالاسود نے، انہوں نے عروہ سے سنا اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نبی کریم ﷺ رات کی نماز میں اتنا طویل قیام کرتے کہ آپ کے قدم پھٹ جاتے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ اتنی زیادہ مشقت کیوں اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف کردی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا پھر میں شکرگزار بندہ بننا پسند نہ کروں۔'' عمر کے آخری حصہ میں (جب طویل قیام دشوار ہو گیا تو) آپ بیٹھ کر رات کی نماز پڑھتے اور جب رکوع کا وقت آتا تو کھڑے ہو جاتے (اور تقریباً تیس یا چالیس آیتیں اور پڑھتے) پھر رکوع کرتے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾.

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''اے نبی! ہم نے تجھے گواہی دینے والا، خوشخبری دینے والا اور خبردار کر دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔''

٤٨٣٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ الَّتِي فِي الْقُرْآنِ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾ قَالَ فِي التَّوْرَاةِ: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَّابٍ

(۴۸۳۸) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے بیان کیا، ان سے ہلال بن ابی ہلال نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے عبداللہ بن عمرو بن عاص نے کہ یہ آیت جو قرآن میں ہے ''اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔'' تو آپ ﷺ کے متعلق یہی اللہ تعالیٰ نے توریت میں بھی فرمایا ہے: اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور ان پڑھوں (عربوں) کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ آپ میرے بندے ہیں اور میرے رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا، آپ نہ بدخو ہیں اور نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں

بِالْأَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللَّهُ حَتَّى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا وَآذَانًا صُمًّا وَقُلُوبًا غُلْفًا. [راجع: ٢١٢٥]

شور کرنے والے اور نہ وہ برائی کا بدلہ برائی سے دیں گے بلکہ معافی اور درگزر سے کام لیں گے اور اللہ ان کی روح اس وقت تک قبض نہیں کرے گا جب تک کہ وہ کج قوم (عربی) کو سیدھا نہ کرلیں یعنی جب تک وہ ان سے لا الہ الا اللہ کا اقرار نہ کرالیں پس اس کلمۂ توحید کے ذریعہ وہ آندھی آنکھوں کو اور بہرے کانوں کو اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کو کھول دیں گے۔''

بَابُ قَوْلِهِ:
باب: اللہ جل جلالہ کا فرمان:

﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ﴾

''وہ اللہ وہی تو ہے جس نے اہل ایمان کے دلوں میں سکینت (تحمل) پیدا کیا۔''

تشریح: یعنی ''وہ اللہ وہی تو ہے جس نے اہل ایمان کے دلوں میں سکون (تحمل) پیدا کیا۔''

٤٨٣٩ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يَقْرَأُ وَفَرَسٌ لَهُ مَرْبُوطٌ فِي الدَّارِ فَجَعَلَ يَنْفِرُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ فَنَظَرَ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا وَجَعَلَ يَنْفِرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ)). [راجع: ٣٦١٤]

(۴۸۳۹) ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے نے، ان سے ابواسحاق نے اور ان سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی (اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ رات میں سورۂ کہف) پڑھ رہے تھے۔ ان کا گھوڑا جو گھر میں بندھا ہوا تھا بدکنے لگا تو وہ صحابی نکلے انہوں نے کوئی خاص چیز نہیں دیکھی وہ گھوڑا پھر بھی بدک رہا تھا۔ صبح کے وقت وہ صحابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رات کا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: ''وہ چیز (جس سے گھوڑا بدکا تھا) سکینت تھی جو قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی۔''

تشریح: دوسری روایت میں سکینت کی جگہ فرشتوں کا ذکر ہے۔ اس لیے یہاں بھی سکینت سے مراد فرشتے ہی ہیں۔ (راز)

بَابُ قَوْلِهِ:
باب: رب جلیل کا ارشاد:

﴿إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ الْآيَةَ.

''جب وہ درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔''

تشریح: یعنی ''وہ وقت یاد کرو جب کہ وہ درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔''

٤٨٤٠ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ. [راجع: ٣٥٧٦]

(۴۸۴۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عمرو نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر لشکر میں ہم (مسلمان) ایک ہزار چار سو تھے۔

٤٨٤١ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ صُهْبَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

(۴۸۴۱) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شبابہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، انہوں نے عقبہ بن صہبان سے سنا اور انہوں نے عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے، انہوں

مُغَفَّلِ الْمُزَنِيِّ، قَالَ: إِنِّي مِمَّنْ شَهِدَ الشَّجَرَةَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْخَذْفِ. [طرفاه في: ٥٤٧٩، ٦٢٢٠] [مسلم: ٥٠٥٢؛ ابوداود: ٥٢٧٠؛ ابن ماجه: ٣٢٢٧]

نے کہا کہ میں درخت کے نیچے بیعت میں موجود تھا، رسول اللہ ﷺ نے دوانگلیوں کے درمیان کنکری لیکر پھینکنے سے منع فرمایا۔

٤٨٤٢ـ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهْبَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيَّ فِي الْبَوْلِ فِي الْمُغْتَسَلِ. [راجع:٤٨٤١]

(۴۸۴۲) اور عقبہ بن صہبان نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے غسل خانہ میں پیشاب کرنے کے متعلق سنا۔ یعنی یہ کہ آپ نے اس سے منع فرمایا۔

٤٨٤٣ـ حَدَّثَنِي، مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ: وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ. [راجع: ١٣٦٣، ٤١٧١]

(۴۸۴۳) مجھ سے محمد بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے ابوقلابہ نے اوران سے ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے اور وہ (صلح حدیبیہ کے دن) درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں شامل تھے۔

٤٨٤٤ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ السُّلَمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ سِيَاهٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا وَائِلٍ أَسْأَلُهُ فَقَالَ: كُنَّا بِصِفِّينَ فَقَالَ رَجُلٌ: أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ يُدْعَوْنَ إِلَى كِتَابِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ عَلِيٌّ: نَعَمْ فَقَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ: اتَّهِمُوْا أَنْفُسَكُمْ فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ يَعْنِي الصُّلْحَ الَّذِيْ كَانَ بَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ نَرَى قِتَالًا لَقَاتَلْنَا فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ: أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ أَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ قَالَ: ((بَلَى)) قَالَ: فَفِيْمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِيْنِنَا وَنَرْجِعُ وَلَمَّا يَحْكُمِ اللّٰهُ بَيْنَنَا؟ فَقَالَ: ((يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! إِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَنْ يُضَيِّعَنِي اللّٰهُ أَبَدًا)) فَرَجَعَ

(۴۸۴۴) ہم سے احمد بن اسحاق سلمی نے بیان کیا، کہا ہم سے یعلی نے، کہا ہم سے عبدالعزیز بن سیاہ نے، ان سے حبیب بن ابی ثابت نے، کہ میں ابووائل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک مسئلہ (خوارج کے متعلق) پوچھنے کے لئے گیا، انہوں نے فرمایا کہ ہم مقام صفین میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے (جہاں علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگ ہوئی تھی) ایک شخص نے کہا کہ آپ کا کیا خیال ہے اگر کوئی شخص کتاب اللہ کی طرف صلح کے لئے بلائے؟ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ لیکن خوارج نے جو معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ اس پر سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم پہلے اپنا جائزہ لو۔ ہم لوگ حدیبیہ کے موقع پر موجود تھے آپ کی مراد اس صلح سے تھی جو مقام حدیبیہ میں نبی کریم ﷺ اور مشرکین کے درمیان ہوئی تھی اور جنگ کا موقع آتا تو ہم اس سے پیچھے ہٹنے والے نہیں تھے۔ (لیکن صلح کی بات چلی تو ہم نے اس میں بھی صبر وثبات کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا) اتنے میں عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ اور کیا کفار باطل پر نہیں ہیں؟ کیا ہمارے مقتولین جنت میں نہیں جائیں گے اور کیا ان کے مقتولین

مُتَغَيِّظًا فَلَمْ يَصْبِرْ حَتَّى جَاءَ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ! أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! إِنَّهُ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللَّهُ أَبَدًا فَنَزَلَتْ سُوْرَةُ الْفَتْحِ. [راجع: ٣١٨١]

دوزخ میں نہیں جائیں گے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں!'' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر ہم اپنے دین کے بارے میں ذلت کا مظاہرہ کیوں کریں (یعنی دب کر صلح کیوں کریں) اور کیوں واپس جائیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم فرمایا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن خطاب! میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا۔'' عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس سے واپس آ گئے ان کو غصہ آ رہا تھا صبر نہیں آیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: اے ابوبکر! کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی وہی جواب دیا کہ اے ابن خطاب! حضور اکرم ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ انہیں ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ پھر سورۂ فتح نازل ہوئی۔

تشریح: ہوا یہ کہ جب جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لوگوں پر غالب ہونے لگے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ مشورہ دیا کہ تم قرآن شریف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھجواؤ اور کہو ہم تم دونوں اس پر عمل کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ قرآن شریف پر ضرور راضی ہوں گے۔ جب قرآن شریف آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو تم سے بڑھ کر اس پر عمل کرنے والا ہوں۔ اتنے میں خارجی لوگ آئے جن کو قراء کہتے تھے انہوں نے کہا کہ یا امیر المومنین! ہم تو انتظار نہیں کریں گے ہم ان سے لڑنے جاتے ہیں، ہم تو ان سے لڑیں گے۔ خارجی کہتے تھے کہ ہم پنچائت یعنی تحکیم قبول نہیں کریں گے کیونکہ اللہ کے سوا اور کوئی حاکم نہیں ہو سکتا۔ لڑائی ہو اور دونوں میں کوئی غالب ہو۔ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی تقریر خوارج کے خلاف تھی جیسا کہ روایت میں مذکور ہے شارحین لکھتے ہیں:

"قوله سهل بن حنيف اتهموا انفسكم فانى لا اقصر وما كنت مقصرا وقت الحاجة كما فى يوم الحديبية فانى رأيت نفسى يومئذ بحيث لو قدرت مخالفة رسول الله ﷺ لقا تلت قتالا عظيما لكن اليوم لا نرى المصلحة فى القتال بل التوقف اولى لمصلحة المسلمين واما الانكار على التحكيم اذليس ذلك فى كتاب الله فقال على لكن المنكرين هم الذين عدلوا عن كتاب الله لان المجتهد لما ادى ظنه الى جواز التحكيم فهو حكم الله وقال سهل اتهمتم انفسكم فى الانكار لانا ايضا كنا كارهين لترك القتال يوم الحديبية وقهرنا النبى ﷺ على الصلح وقد اعقب خيرا عظيما."

(کرمانی جلد ۱۸ صفحہ ۱۰۰)

(٤٩) سُوْرَةُ الْحُجُرَاتِ — سورۂ حجرات کی تفسیر

تشریح: یہ سورت مدنی ہے جس میں ۱۸ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔ اس میں ضمناً حجرات نبوی کا ذکر ہے اس لیے یہ اس نام سے موسوم ہوئی۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿لَا تُقَدِّمُوْا﴾ لَا تَفْتَاتُوْا عَلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ عَلَى لِسَانِهِ ﴿امْتَحَنَ﴾ أَخْلَصَ. ﴿تَنَابَزُوْا﴾ بُدْعَاءٍ بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ ﴿يَلِتْكُمْ﴾ يَنْقُصْكُمْ

مجاہد نے کہا ''لَا تُقَدِّمُوا'' کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بڑھ کر باتیں نہ کرو۔ (بلکہ ادب سے قَالَ اللّٰهُ وَقَالَ الرَّسُوْلُ سنا کرو) یہاں تک کہ جو حکم اللہ کو دینا ہے وہ اپنے رسول کی زبان سے تم کو پہنچائے۔ ''اِمْتَحَنَ'' کا معنی صاف کیا۔ پرکھ لیا۔ ''تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ''

أَلَتْنَا: نَقَصْنَا.

کا معنی یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد پھر اس کو کافر، یہودی یا عیسائی کہہ کر نہ پکارو۔ "لَا يَلِتْكُم" تمہارا ثواب کچھ کم نہیں کرے گا۔ سورۂ طور میں "وَمَا أَلَتْنَا" اس لئے ہے کہ ہم نے ان کے عمل کا ثواب کچھ کم نہیں کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ الْآيَةَ. ﴿تَشْعُرُونَ﴾ تَعْلَمُونَ وَمِنْهُ الشَّاعِرُ.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"اے ایمان والو! نبی کی آواز سے اپنی آوازوں کو اونچا نہ کیا کرو۔" "تَشْعُرُونَ" کا معنی جانتے ہو اسی سے لفظ شاعر نکلا ہے یعنی جاننے والا۔

٤٨٤٥ـ حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيلٍ اللَّخْمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: كَادَ الْخَيِّرَانِ أَنْ يَهْلِكَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَفَعَا أَصْوَاتَهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ قَدِمَ عَلَيْهِ رَكْبُ بَنِي تَمِيمٍ فَأَشَارَ أَحَدُهُمَا بِالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ أَخِي بَنِي مُجَاشِعٍ وَأَشَارَ الْآخَرُ بِرَجُلٍ آخَرَ قَالَ نَافِعٌ: لَا أَحْفَظُ اسْمَهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ: مَا أَرَدْتَ إِلَّا خِلَافِي قَالَ: مَا أَرَدْتُ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فِي ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ﴾ الْآيَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: فَمَا كَانَ عُمَرُ يُسْمِعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ حَتَّى يَسْتَفْهِمَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَلِكَ عَنْ أَبِيهِ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ.

[راجع: ٤٣٦٧]

(٤٨٤٥) ہم سے یسرہ بن صفوان بن جمیل لخمی نے بیان کیا، کہا ہم سے نافع بن عمر نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ قریب تھا کہ وہ سب سے بہتر افراد تباہ ہو جائیں یعنی ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ان دونوں حضرات نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی آواز بلند کر دی تھی۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب بنی تمیم کے سوار آئے تھے (اور نبی ﷺ سے انہوں نے درخواست کی کہ ہمارا کوئی امیر بنا دیں) ان میں سے ایک (عمر رضی اللہ عنہ) نے بنی مجاشع کے اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کے انتخاب کے لئے کہا تھا اور دوسرے (ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے ایک دوسرے کا نام پیش کیا تھا۔ نافع نے کہا کہ ان کا نام مجھے یاد نہیں۔ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کا ارادہ مجھ سے اختلاف کرنا ہی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا ارادہ آپ سے اختلاف کرنا نہیں ہے۔ اس پر ان دونوں کی آواز بلند ہو گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: "اے ایمان والو! اپنی آواز کو نبی کی آواز سے بلند نہ کیا کرو" الخ۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے سامنے اتنی آہستہ آہستہ بات کرتے کہ آپ صاف سن بھی نہ سکتے تھے اور دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا۔ انہوں نے اپنے نانا یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق اس سلسلے میں کوئی چیز بیان نہیں کی۔

٤٨٤٦ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، قَالَ: أَنْبَأَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ

(٤٨٤٦) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ازہر بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن عون نے خبر دی، کہا کہ مجھے موسیٰ بن انس نے خبر دی اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔ ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ کے

رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مُنَكِّسًا رَأْسَهُ فَقَالَ لَهُ: مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: شَرٌّ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مُوسَى: فَرَجَعَ إِلَيْهِ الْمَرَّةَ الْآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيمَةٍ فَقَالَ: ((اذْهَبْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلَكِنَّكَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). [راجع: ٤٦١٣]

لئے ان کی خبر لاتا ہوں۔ پھر وہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے یہاں آئے۔ دیکھا کہ وہ گھر میں سر جھکائے بیٹھے ہیں پوچھا: کیا حال ہے؟ کہا کہ برا حال ہے کہ نبی کریم ﷺ کی آواز کے مقابلہ میں بلند آواز سے بولا کرتا تھا اب سارے نیک عمل اکارت ہوئے اور اہل دوزخ میں قرار دے دیا گیا ہوں۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے جو کچھ کہا تھا اس کی اطلاع آپ کو دی۔ موسیٰ بن انس نے بیان کیا کہ اب وہ شخص ان کے لئے ایک عظیم بشارت لے کر ان کے پاس آئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا تھا: ”ان کے پاس جاؤ اور کہو کہ تم اہل دوزخ میں سے نہیں ہو بلکہ تم اہل جنت میں سے ہو۔“

تشریح: حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ انصار کے خطیب ہیں آپ کی آواز بہت بلند تھی۔ جب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ کے سامنے بلند آواز سے بولنے سے منع کیا گیا تو اتنے غم زدہ ہوئے کہ گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے جب انہیں نہیں دیکھا تو ان کے متعلق پوچھا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾.

”بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر پکارا کرتے ہیں ان میں سے اکثر عقل سے کام نہیں لیتے۔“

٤٨٤٧۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدٍ وَقَالَ عُمَرُ: بَلْ أَمِّرِ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا أَرَدْتَ إِلَى أَوْ إِلَّا خِلَافِي فَقَالَ عُمَرُ: مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ فَتَمَارَيَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَ فِي ذَلِكَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ حَتَّى انْقَضَتِ الْآيَةُ. [راجع: ٤٣٦٧]

(۴۸۴۷) ہم سے حسن بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حجاج نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، انہیں ابن ابی ملیکہ نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ قبیلہ بنی تمیم کے سواروں کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کا امیر آپ قعقاع بن معبد کو بنا دیں اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بلکہ اقرع بن حابس کو امیر بنائیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ مقصد تو صرف میری مخالفت ہی کرنا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے آپ کے خلاف کرنے کی غرض سے یہ نہیں کہا ہے۔ اس پر دونوں میں بحث چل گئی اور آواز بھی بلند ہوگئی۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی کہ ”اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول سے پہلے کسی کام میں جلدی مت کیا کرو۔“ آخر آیت تک۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ﴾.

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کی طرف خود نکل کر جاتے تو یہ صبر کرنا ان کے لئے بہتر ہوتا۔''

تشریح: اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ کوئی حدیث نہیں لائے شاید کوئی حدیث رکھنا چاہتے ہوں گے لیکن آپ کی شرط پر نہ ہونے کی وجہ سے نہ لکھ سکے۔ (وحیدی)

(٥٠) سُوْرَةُ قٓ

﴿رَجْعٌ بَعِيْدٌ﴾ رَدٌّ ﴿فُرُوْجٍ﴾ فُتُوْقٍ وَاحِدُهَا فَرْجٌ ﴿وَرِيْدِ﴾ فِيْ حَلْقِهِ وَالْحَبْلُ حَبْلُ الْعَاتِقِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ﴾ مِنْ عِظَامِهِمْ ﴿تَبْصِرَةً﴾ بَصِيْرَةً ﴿حَبَّ الْحَصِيْدِ﴾ الْحِنْطَةُ ﴿بَاسِقَاتٍ﴾ الطِّوَالُ ﴿أَفَعَيِيْنَا﴾ أَفَأَعْيَا عَلَيْنَا ﴿وَقَالَ قَرِيْنُهُ﴾ الشَّيْطَانُ الَّذِيْ قُيِّضَ لَهُ ﴿فَنَقَّبُوْا﴾ ضَرَبُوْا ﴿أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ﴾ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ بِغَيْرِهِ حِيْنَ أَنْشَأَكُمْ وَأَنْشَأَ خَلْقَكُمْ ﴿رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ رَصَدٌ ﴿سَائِقٌ وَشَهِيْدٌ﴾ الْمَلَكَيْنِ كَاتِبٌ وَشَهِيْدٌ ﴿وَشَهِيْدٌ﴾ شَهِيْدٌ: شَاهِدٌ بِالْقَلْبِ ﴿لُغُوْبٍ﴾ النَّصَبُ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿نَضِيْدٌ﴾ الْكُفُرَّى مَا دَامَ فِيْ أَكْمَامِهِ وَمَعْنَاهُ مَنْضُوْدٌ بَعْضُهُ عَلَى بَعْضٍ فَإِذَا خَرَجَ مِنْ أَكْمَامِهِ فَلَيْسَ بِنَضِيْدٍ وَفِيْ إِدْبَارِ النُّجُوْمِ وَأَدْبَارِ السُّجُوْدِ كَانَ عَاصِمٌ يَفْتَحُ الَّتِيْ فِيْ قٓ وَيَكْسِرُ الَّتِيْ فِي الطُّوْرِ وَتُكْسَرَانِ جَمِيْعًا وَتُنْصَبَانِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَوْمَ الْخُرُوْجِ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْقُبُوْرِ.

سورۂ ق کی تفسیر

''رَجْعٌ بَعِيْدٌ'' یعنی دنیا کی طرف پھر جانا دور از قیاس ہے۔ ''فُرُوْج'' کے معنی سوراخ روزن، فَرْجٌ کی جمع ہے۔ ''وَرِيْد'' حلق کی رگ۔ اور حَبْلُ مونڈھے کی رگ۔ مجاہد نے کہا ''مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُم'' سے ان کی ہڈیاں مراد ہیں جن کو زمین کھا جاتی ہے۔ ''تَبْصِرَةً'' کے معنی راہ دکھانا۔ ''حَبَّ الْحَصِيْدِ'' گیہوں کے دانے۔ ''بَاسِقَاتٍ'' لمبی لمبی۔ ''أَفَعَيِيْنَا'' کیا ہم اس سے عاجز ہو گئے ہیں۔ ''قَالَ قَرِيْنُهُ'' میں قرین سے شیطان (ہمزاد) مراد ہے جو ہر آدمی کے ساتھ لگا ہوا ہے ''فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ'' یعنی شہروں میں پھرے دورہ کیا۔ ''أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ'' کا یہ مطلب ہے کہ دل میں دوسرا کچھ خیال نہ کرے کان لگا کر سنے، جب تم کو پہلی بار پیدا کیا یعنی دوبارہ بھی اللہ تبارک وتعالیٰ پیدا کرنے پر قادر ہے اس سے وہ عاجز نہیں ہے؟ سائق اور شہید دو فرشتے ہیں ایک لکھنے والا دوسرا گواہ۔ شہید سے مراد یہ ہے کہ دل لگا کر سنے۔ ''لُغُوْب'' تھکن۔ مجاہد کے سوا اوروں نے کہا ''نَضِيْدٌ'' وہ گابھا ہے، جب تک وہ پتوں کے غلاف میں چھپا رہے۔ نَضِيْدٌ اس کو اس لیے کہتے ہے کہ وہ تہ بہ تہ ہوتا ہے جب وہ درخت کا گابھا غلاف سے نکل آئے تو پھر اس کو نضید نہیں کہیں گے۔ ''إِدْبَارَ النُّجُوْم'' (جو سورۂ طور میں ہے) اور ''أَدْبَارَ السُّجُوْد'' جو اس سورت میں ہے۔ تو عاصم سورۂ ق میں (ادبار کو) بہ فتحہ الف اور سورۂ طور میں بہ کسرۂ الف پڑھتے ہیں۔ بعضوں نے دونوں جگہ بہ کسرہ الف پڑھا ہے بعضوں نے دونوں جگہ بر فتح الف پڑھا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ''یوم الخروج'' سے وہ دن مراد ہے جس دن

قبروں سے نکلیں گے۔

تشریح: سورۂ ق مکی ہے جس میں ۴۵ آیات اور ۳ رکوع ہیں جن سورتوں کو مفصل کی سورت کہا جاتا ہے۔ ان میں سے پہلی سورت یہی ہے نبی کریم ﷺ نماز عیدین کی پہلی رکعت میں زیادہ تر سورۂ ق اور دوسری رکعت میں سورۂ اقتربت الساعة پڑھا کرتے تھے۔ جمعہ کے خطبہ میں زیادہ تر آپ کا عنوان یہی مبارک سورت ہوا کرتی تھی۔ مشرکین مکہ کو قیامت اور حشر اجساد میں سخت انکار تھا ان کے جواب میں یہ سورۂ مبارکہ نازل ہوئی۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ﴾

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ”اور وہ جہنم کہے گی کچھ اور بھی ہے۔“

تشریح: یعنی اللہ کا ارشاد ”اور وہ جہنم کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟“

٤٨٤٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُلْقَى فِي النَّارِ وَتَقُولُ: هَلْ مِنْ مَزِيدٍ، حَتَّى يَضَعَ قَدَمَهُ فَتَقُولُ: قَطْ قَطْ)). [طرفاه في: ٦٦٦١، ٧٣٨٤]

(۴۸۴۸) ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، کہا ہم سے حرمی نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جہنم میں دوزخیوں کو ڈالا جائے گا اور وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ رب العزت اپنا قدم اس پر رکھے گا اور وہ کہے گی کہ بس بس۔“

٤٨٤٩ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سُفْيَانَ الْحِمْيَرِيُّ سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مَهْدِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ وَأَكْثَرُ مَا كَانَ يُوْقِفُهُ أَبُوسُفْيَانَ: ((يُقَالُ لِجَهَنَّمَ: هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ: هَلْ مِنْ مَزِيدٍ؟ فَيَضَعُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدَمَهُ عَلَيْهَا فَتَقُولُ: قَطْ قَطْ)).

(۴۸۴۹) ہم سے محمد بن موسیٰ قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوسفیان حمیری سعید بن یحییٰ بن مہدی نے بیان کیا، ان سے عوف نے، ان سے محمد نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے حوالے سے، ابوسفیان حمیری اکثر اس حدیث کو آپ ﷺ سے موقوفاً ذکر کرتے تھے کہ ”جہنم سے پوچھا جائے گا کیا تو بھر گئی ہے؟ وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اپنا قدم اس پر رکھے گا اور وہ کہے گی کہ بس بس۔“

[طرفاه في: ٤٨٥٠، ٧٤٤٩]

تشریح: قسطلانی نے اس مقام پر پچھلے متکلمین کی پیروی سے تاویل کی ہے اور کہا ہے قدم رکھنے سے اس کا ذلیل کرنا مراد ہے یا کسی مخلوق کا قدم مراد ہے۔ اہلحدیث اس قسم کی تاویلیں نہیں کرتے بلکہ قدم اور رجل کو اسی طرح تسلیم کیا کرتے ہیں جیسے سمع، بصر، عین اور وجہ وغیرہ کو۔ ابن فورک نے لاعلمی سے رجل کا انکار کیا اور کہا رجل کا لفظ ثابت نہیں ہے حالانکہ صحیحین کی روایت میں رجل کا لفظ بھی موجود ہے۔ ان حدیثوں سے جہمیوں کی جان نکلتی ہے اور اہلحدیث کو حیات تازہ حاصل ہوتی ہے۔ (وحیدی)

”وقال محی السنة القدم والرجل فی هذا الحدیث من صفات الله تعالی فالایمان بها فرض والامتناع عن الخوض فیها واجب فالمهتدی من سلك فیها طریق التسلیم والخائض فیها زائغ والمنكر معطل والمكیف مشبه لیس كمثله شیء۔“ (حاشیة بخاری صفحه ۷۱۹)

٤٨٥٠ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ أُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِيْنَ وَالْمُتَجَبِّرِيْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ: مَا لِيْ لَا يَدْخُلُنِيْ إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِلْجَنَّةِ: أَنْتِ رَحْمَتِيْ أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِيْ وَقَالَ لِلنَّارِ: إِنَّمَا أَنْتِ عَذَابِيْ: أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِيْ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مِلْؤُهَا فَأَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِيءُ حَتَّى يَضَعَ رِجْلَهُ فَتَقُوْلُ: قَطْ قَطْ فَهُنَالِكَ تَمْتَلِيءُ وَيُزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ وَلَا يَظْلِمُ اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا وَأَمَّا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللّٰهَ يُنْشِيءُ لَهَا خَلْقًا)). [راجع: ٤٨٤٩] [مسلم: ٧١٧٥]

(۴۸۵۰) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جنت اور دوزخ نے بحث کی، دوزخ نے کہا میں متکبروں اور ظالموں کے لئے خاص کی گئی ہوں۔ جنت نے کہا مجھے کیا ہوا کہ میرے اندر صرف کمزور اور کم رتبہ والے لوگ داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت سے کہا کہ تو میری رحمت ہے، تیرے ذریعہ میں اپنے بندوں میں جس پر چاہوں رحم کروں اور دوزخ سے کہا کہ تو عذاب ہے تیرے ذریعہ میں اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں عذاب دوں۔ جنت اور دوزخ دونوں بھریں گی۔ دوزخ تو اس وقت تک نہیں بھرے گی۔ جب تک اللہ رب العزت اپنا قدم مبارک اس پر نہیں رکھ دے گا۔ اس وقت وہ بولے گی کہ بس بس! اور اس وقت بھر جائے گی اور اس کا بعض حصہ بعض دوسرے حصے پر چڑھ جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں کسی پر بھی ظلم نہیں کرے گا اور جنت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک مخلوق پیدا کرے گا۔''

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ﴾

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''اور اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح بیان کرو سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے۔''

٤٨٥١ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهِ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا)) ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ

(۴۸۵۱) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے جریر نے، ان سے اسمٰعیل نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ایک رات نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے چودہویں رات تھی۔ آپ ﷺ نے چاند کی طرف دیکھا اور پھر فرمایا: ''یقیناً تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو، اس کی رؤیت میں تم دھکم پیل نہیں کرو گے (بلکہ بڑے اطمینان سے ایک دوسرے کو دھکا دیئے بغیر دیکھو گے) اس لئے اگر تمہارے لئے ممکن ہو تو سورج نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے نماز نہ چھوڑو۔'' پھر آپ نے یہ آیت ''اور اپنے رب کی حمد و تسبیح کرتے رہیے آفتاب نکلنے سے پہلے اور چھپنے سے

الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾. [راجع: ٥٥٤]

٤٨٥٢۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَمَرَهُ أَنْ يُسَبِّحَ فِي أَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا يَعْنِي قَوْلَهُ: ﴿وَأَدْبَارَ السُّجُودِ﴾

پہلے" کی تلاوت کی۔

(۴۸۵۲) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے ورقہ نے بیان کیا، ان سے ابن ابی نجیح نے، ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں تمام نمازوں کے بعد تسبیح پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ آپ کا مقصد اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وَأَدْبَارَ السُّجُود" کی تشریح کرنا تھا۔

(٥١) [سُورَةُ] وَالذَّارِيَاتِ

سورۃ الذاریات کی تفسیر

وَقَالَ عَلِيٌّ الرِّيَاحُ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿تَذْرُوهُ﴾ تُفَرِّقُهُ ﴿وَفِي أَنْفُسِكُمْ﴾ تَأْكُلُ وَتَشْرَبُ فِي مَدْخَلٍ وَاحِدٍ وَيَخْرُجُ مِنْ مَوْضِعَيْنِ ﴿فَرَاغَ﴾ فَرَجَعَ ﴿فَصَكَّتْ﴾ فَجَمَعَتْ أَصَابِعَهَا فَضَرَبَتْ بِهِ جَبْهَتَهَا وَالرَّمِيمُ نَبَاتُ الْأَرْضِ إِذَا يَبِسَ وَدِيسَ ﴿لَمُوسِعُونَ﴾ أَيْ لَذُو سَعَةٍ وَكَذَلِكَ ﴿عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ﴾ يَعْنِي الْقَوِيَّ ﴿زَوْجَيْنِ﴾ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى وَاخْتِلَافُ الْأَلْوَانِ: حُلْوٌ وَحَامِضٌ فَهُمَا زَوْجَانِ ﴿فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ﴾ مَعْنَاهُ مِنَ اللَّهِ إِلَيْهِ: ﴿إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ مَا خَلَقْتُ أَهْلَ السَّعَادَةِ مِنْ أَهْلِ الْفَرِيقَيْنِ إِلَّا لِيُوَحِّدُونِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: خَلَقَهُمْ لِيَفْعَلُوا فَفَعَلَ بَعْضٌ وَتَرَكَ بَعْضٌ وَلَيْسَ فِيهِ حُجَّةٌ لِأَهْلِ الْقَدَرِ وَالذَّنُوبُ: الدَّلْوُ الْعَظِيمُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿صَرَّةٍ﴾ صَيْحَةٍ ﴿ذَنُوبًا﴾ سَبِيلًا الْعَقِيمُ الَّتِي لَا تَلِدُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿وَالْحُبُكِ﴾ اسْتِوَاؤُهَا وَحُسْنُهَا ﴿فِي غَمْرَةٍ﴾ فِي ضَلَالَتِهِمْ يَتَمَادَوْنَ وَقَالَ غَيْرُهُ: تَوَاصَوْا تَوَاطَئُوا وَقَالَ: ﴿مُسَوَّمَةً﴾ مُعَلَّمَةً مِنَ السِّيمَا.

علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "الذَّارِيَات" سے مراد ہوائیں ہیں۔ ان کے غیر نے کہا کہ "تَذْرُوهُ" کا معنی یہ ہے کہ اس کو بکھیر دے (یہ لفظ سورۃ کہف میں ہے) الریاح کی مناسبت سے یہاں لایا گیا۔ "وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ" یعنی خود تمہاری ذات میں نشانیاں ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ کھانا پینا ایک راستے منہ سے ہوتا ہے لیکن وہ فضلہ بن کر دوسرے راستوں سے نکلتا ہے۔ "فَرَاغَ" لوٹ آیا (یا چپکے سے چلا آیا) فَصَكَّتْ یعنی مٹھی باندھ کر اپنے ماتھے پر ہاتھ کو مارا۔ الرَّمِيمُ زمین کی گھاس جب خشک ہو جائے اور روندی جائے۔ "لَمُوسِعُونَ" کے معنی ہم نے اس کو کشادہ اور وسیع کیا ہے۔ (اور سورۃ بقرہ میں جو ہے) "عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ" یہاں مُوسِع کے معنی زور طاقت والا ہے۔ "زَوْجَيْن" یعنی نر و مادہ یا الگ الگ رنگ یا الگ الگ مزے کی جیسے میٹھی کھٹی یہ دو قسمیں ہیں۔ "فَفِرُّوا إِلَى اللهِ" یعنی اللہ کی معصیت سے اللہ سے اس کی اطاعت کی طرف بھاگ کر آؤ۔ "إِلَّا لِيَعْبُدُونِ" یعنی جن و انس میں جتنی بھی نیک روحیں ہیں انہیں میں نے صرف اپنی توحید کے لئے پیدا کیا۔ بعضوں نے کہا جنوں اور آدمیوں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا تو اسی مقصد سے کیا کہ وہ اللہ کی توحید کو مانیں لیکن کچھ نے مانا اور کچھ نے نہیں مانا۔ معتزلہ کے لئے اس آیت میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ اَلذَّنُوب کے معنی بڑے ڈول کے ہیں۔ مجاہد نے کہا کہ "صَرَّةٍ" کے معنی چیخنا۔ "ذَنُوبًا" کے معنی راستہ اور طریق کے ہیں "اَلْعَقِيمُ" کے معنی جس کو بچہ نہ پیدا ہو بانجھ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اَلْحُبُكَ سے آسمان کا خوبصورت برابر ہونا مراد

ہے۔ ''فِی غَمْرَۃٍ'' یعنی اپنی گمراہی میں پڑے اوقات گزارتے ہیں۔ اوروں نے کہا تَوَاصَوْا کا معنی یہ ہے کہ یہ بھی ان کے موافق کہنے لگے۔ ''مُسَوَّمَۃٌ'' نشان لگائے گئے۔ یہ سِیْمَا سے نکلا ہے جس کے معنی نشانی کے ہیں۔

تشریح: اہل بیت کے اسماء کے بعد اور حضرت علی کے نام کے بعد علیہ السلام بڑھا کر پڑھنے کی نسبت حضرت مولانا وحید الزماں صاحب نے وضاحت یہ کی ہے کہ اس کو فریابی نے وصل کیا ہے صحیح بخاری کے اکثر نسخوں میں یوں ہے وقال علی علیہ السلام قسطلانی نے کہا اس کا معنی تو صحیح ہے مگر صحابہ میں مساوات کرنا چاہیے کیونکہ یہ تعظیم کا کلمہ ہے تو شیخین اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اور زیادہ اس کے مستحق ہیں اور جو نبی ﷺ نے کہا کہ سلام مثل صلوٰۃ کے ہے اور بالانفراد سوا پیغمبروں کے اور کسی کے لیے اس کا استعمال نہ کیا جائے۔

مترجم کہتا ہے جو نبی کے اس کلام پر دلیل کیا ہے اور یہ صرف اصلاح باندھی ہوئی بات ہے کہ پیغمبروں کو علیہم السلام اور صحابہ کو رضی اللہ عنہم کہتے ہیں تو امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت علی کو علیہ السلام کہہ کر رد کیا۔ اب قسطلانی کا یہ کہنا ہے شیخین یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اس کلمے کے زیادہ مستحق ہیں اور صحابہ میں مساوات لازم ہے۔ اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ شیخین یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے لیے علیہ السلام کہنے سے امام بخاری رحمہ اللہ نے کہاں منع کیا پھر یہ اعتراض میں بہ نسبت دوسرے صحابہ کے ایک اور خصوصیت ہے وہ یہ ہے کہ آپ نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی اور آپ کے پرورش یافتہ اور قدیم الاسلام اور خاص کر داماد تھے اور آپ کا شمار اہل بیت میں ہے اور اہل بیت بہت سے کام میں خاص کئے گئے ہیں اسی طرح یہ بھی ہے کہ اہل بیت کے اسماء کے بعد علیہ السلام کہا جاتا ہے جیسے کہتے ہیں حضرت حسین علیہ السلام یا حضرت جعفر صادق علیہ وعلی آباہ السلام اور اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔ (وحیدی) بعض لوگ صحابہ بشمول اہل بیت کے لیے لفظ رضی اللہ عنہ کو زیادہ پسند کرتے ہیں بہرحال کل علی خیر۔ (راز)

(۵۲) [سُوْرَۃُ] وَالطُّوْرِ

سورۂ والطور کی تفسیر

وَقَالَ قَتَادَةُ: ﴿مَسْطُوْرٍ﴾ مَكْتُوْبٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الطُّوْرُ: الْجَبَلُ بِالسُّرْيَانِيَّةِ ﴿رَقٍّ مَنْشُوْرٍ﴾ صَحِيْفَةٍ ﴿وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ﴾ سَمَاءٌ ﴿الْمَسْجُوْرِ﴾ الْمُوْقَدِ وَقَالَ الْحَسَنُ: تُسْجَرُ حَتَّى يَذْهَبَ مَاؤُهَا فَلَا يَبْقَى فِيْهَا قَطْرَةٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿أَلَتْنَاهُمْ﴾ نَقَصْنَا وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿تَمُوْرُ﴾ تَدُوْرُ ﴿أَحْلَامُهُمْ﴾ الْعُقُوْلُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿الْبَرُّ﴾ اللَّطِيْفُ ﴿كِسْفًا﴾ قِطَعًا الْمَنُوْنُ: الْمَوْتُ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿يَتَنَازَعُوْنَ﴾ يَتَعَاطَوْنَ.

قتادہ نے کہا ''مَسْطُوْرٍ'' بمعنی مکتوب یعنی لکھی ہوئی ہے۔ مجاہد نے کہا الطُّور سریانی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں ''رَقٍّ مَنْشُوْرٍ'' یعنی صحیفہ کھلا ہوا ورق۔ ''اَلسَّقْفِ الْمَرْفُوع'' یعنی آسمان۔ ''اَلْمَسْجُورِ'' یعنی گرم کیا گیا۔ حسن بصری نے کہا مَسْجُورٌ سے مراد یہ ہے کہ سمندر میں ایک دن طغیانی آ کر اس کا سارا پانی سوکھ جائے گا اور اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے گا۔ مجاہد نے کہا کہ اَلَتْنَاھُم کے معنی گھٹایا کم کیا۔ مجاہد کے علاوہ دوسروں نے کہا کہ ''تَمُوْرُ'' گھومے گا ''اَحْلَامُھُم'' کے معنی ان کی عقلیں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اَلْبَرُّ کے معنی مہربان۔ کِسْفًا کے معنی ٹکڑے۔ اَلْمَنُون کے معنی موت۔ اوروں نے کہا ''یَتَنَازَعُوْنَ'' کا معنی ایک دوسرے سے جھپٹ لیں گے۔

تشریح: سورہ طور مکی ہے جس میں ۴۹ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔ اس میں اللہ نے کوہ طور کی قسم کھائی ہے یہی وجہ تسمیہ ہے۔

٤٨٥٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنِّي أَشْتَكِي فَقَالَ: ((طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ)) فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ بِالطُّورِ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ. [راجع: ٤٦٤]

(۴۸۵۳) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہمیں امام مالک نے خبر دی، انہیں محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل نے، انہیں عروہ نے، انہیں زینب بنت ابی سلمہ نے اور ان سے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ (حج کے موقع پر) میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میں بیمار ہوں آپ نے فرمایا: ''پھر سواری پر بیٹھ کر لوگوں کے پیچھے طواف کر لے۔'' چنانچہ میں نے طواف کیا اور آنحضرت ﷺ اس وقت خانہ کعبہ کے پہلو میں نماز پڑھتے ہوئے سورۂ والطور وکتاب مسطور کی تلاوت کر رہے تھے۔

٤٨٥٤ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثُونِي عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ فَلَمَّا بَلَغَ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ أَمْ خَلَقُوا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بَلْ لَا يُوقِنُونَ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُسَيْطِرُونَ﴾ كَادَ قَلْبِي أَنْ يَطِيرَ قَالَ سُفْيَانُ: فَأَمَّا أَنَا فَإِنَّمَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ وَلَمْ أَسْمَعْهُ زَادَ الَّذِي قَالُوا لِي. [راجع: ٧٦٥]

(۴۸۵۴) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے اصحاب نے زہری کے واسطہ سے بیان کیا، ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ مغرب کی نماز میں سورۂ والطور پڑھ رہے تھے۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے ''کیا یہ لوگ بغیر کسی کے پیدا کیے پیدا ہو گئے یا خود (اپنے) خالق ہیں؟ یا انہوں نے آسمان اور زمین کو پیدا کر لیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ان میں یقین ہی نہیں۔ کیا ان لوگوں کے پاس آپ کے پروردگار کے خزانے ہیں یا یہ لوگ حاکم ہیں۔'' تو میرا دل اڑنے لگا۔ سفیان نے بیان کیا لیکن میں نے زہری سے سنا ہے وہ محمد بن جبیر بن مطعم سے روایت کرتے تھے، ان سے ان کے والد (جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو مغرب میں سورۂ والطور پڑھتے سنا (سفیان نے کہا کہ) میرے ساتھیوں نے اس کے بعد جو اضافہ کیا ہے وہ میں نے زہری سے نہیں سنا۔

(٥٣) [سُورَةُ] وَالنَّجْمِ

سورۂ والنجم کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿ذُو مِرَّةٍ﴾ ذُو قُوَّةٍ ﴿قَابَ قَوْسَيْنِ﴾ حَيْثُ الْوَتَرُ مِنَ الْقَوْسِ ﴿ضِيزَى﴾ عَوْجَاءُ ﴿وَأَكْدَى﴾ قَطَعَ عَطَاؤُهُ ﴿رَبُّ الشِّعْرَى﴾ هُوَ مِرْزَمُ الْجَوْزَاءِ ﴿الَّذِي وَفَّى﴾

مجاہد نے کہا کہ ''ذُو مِرَّةٍ'' کے معنی زوردار زبردست (یعنی جبرئیل علیہ السلام) ''قَابَ قَوْسَيْنِ'' یعنی کمان کے دونوں کنارے جہاں پر چلہ لگا رہتا ہے۔ ضِيزَى کے معنی ٹیڑھی غلط تقسیم۔ وَأَكْدَى اور دینا موقوف کر دیا۔ الشِّعْرَى وہ ستارہ ہے جسے مرزم الجوزاء بھی کہتے ہیں۔ ''الَّذِي وَفَّى''

وَفِي مَا فُرِضَ عَلَيْهِ ﴿أَزِفَتِ الْآزِفَةُ﴾ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ: ﴿سَامِدُونَ﴾ الْبَرْطَمَةُ وَهُوَ ضَرْبٌ مِنَ الْيَهُودِ وَقَالَ عِكْرِمَةُ: يَتَغَنَّوْنَ بِالْحِمْيَرِيَّةِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: ﴿أَفَتُمَارُونَهُ﴾ أَفَتُجَادِلُونَهُ. وَمَنْ قَرَأَ أَفَتَمْرُونَهُ يَعْنِي أَفَتَجْحَدُونَهُ وَقَالَ ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ﴾ بَصَرُ مُحَمَّدٍ ﷺ: ﴿وَمَا طَغَى﴾ وَلَا جَاوَزَ مَا رَأَى ﴿فَتَمَارَوْا﴾ كَذَّبُوا وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿إِذَا هَوَى﴾ غَابَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿أَغْنَى وَأَقْنَى﴾ أَعْطَى فَأَرْضَى.

یعنی اللہ نے جوان پر فرض کیا تھا وہ بجالائے۔ "اَزِفَتِ الْاٰزِفَة" قیامت آ گئی۔ "سَامِدُوْنَ" کے معنی کھیل کرتے ہو۔ برطمہ ایک کھیل کا نام ہے۔ عکرمہ نے کہا حمیری زبان میں گانے کے معنی میں ہے اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ "اَفَتُمَارُوْنَه" کا معنی کیا تم اس سے جھگڑتے ہو۔ بعضوں نے یوں پڑھا ہے اَفَتَمْرُوْنَه یعنی کیا تم اس کام کا انکار کرتے ہو۔ "مَازَاغَ الْبَصَرُ" سے محمد ﷺ کی چشم مبارک مراد ہے۔ "وَمَا طَغٰی" یعنی جتنا حکم تھا اتنا ہی دیکھا (اس سے زیادہ نہیں بڑھے) "فَتَمَارَوْا" سورۂ قمر میں ہے یعنی جھٹلایا۔ (حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے) کہا "اِذَا هَوٰی" یعنی غائب ہوا اور ڈوب گیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "اَغْنٰی وَاَقْنٰی" کا معنی یہ ہے کہ دیا اور راضی کیا۔

تشریح: سورۂ نجم مکی ہے اس میں ۶۲ آیات اور ۳ رکوع ہیں اس سورہ میں اللہ پاک نے نبی کریم ﷺ کے مرتبہ معراج کا ذکر ایک ستارے کی قسم کھا کر بیان کرنا شروع کیا ہے، اس لیے اس کو لفظ نجم سے موسوم کیا گیا۔ نجم ستارہ کو کہتے ہیں۔ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے شب معراج میں اللہ کو دیکھا تھا ان میں کوئی کہتا ہے کہ دل کی آنکھ سے دیکھا تھا کوئی کہتا ہے ظاہری آنکھ سے دیکھا تھا وہ یہ کہتے ہیں کہ پہلی آیت میں ادراک سے احاطہ مراد ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس آیت کا مطلب ہے کہ جب وہ اپنے اصلی نور کے ساتھ تجلی کرے تو آنکھیں اس کو نہیں دیکھ سکتیں جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر ستر ہزار حجاب رکھے ہیں اگر ان حجابوں کو اٹھا دے تو اس کے چہرے کی شعاعوں سے جہاں تک اس کی نگاہ جاتی ہے سب چیزیں جل کر رہ جائیں۔ دوسری آیت سے رؤیت کی نفی نہیں نکلتی بلکہ کلام کا طریقہ اس میں بیان ہوا ہے بیشک کلام کرتے وقت اس کی رؤیت بلا حجاب نہیں ہو سکتی وہ بھی دنیا میں نہ کہ آخرت میں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سرفراز کیا اور رؤیت سے تمہارے پیغمبر ﷺ کو۔ (وحیدی) راجح خیال یہی ہے کہ باری تعالیٰ کو آپ نے شب معراج میں ان آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ نبی کریم ﷺ کا معراج جسمانی حق ہے اور قیامت میں دیدار باری حق ہے معراج میں رؤیت کے متعلق اکثر لوگوں نے سکوت بھی کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

"اختلف قديما وحديثا فى رؤيته ﷺ ربه ليلة الاسراء فذهب عائشة وابن مسعود الى نفيها وابن عباس وبعض آخرون الي اثباتها ومن ذهب الى انه رأى بقلبه لا بعينه واخرج مسلم عن ابن عباس انه رأى ربه بفؤاده مرتين وعلى هذا يمكن الجمع بين اثبات ابن عباس ونفى عائشة بان يحمل نفيها على رؤية البصر واثباتها على رؤية القلب لكن المشهور من ابن عباس انه قال برؤية البصر ومنهم من توقف فى هذه المسئلة ورجح القرطبى هذا القول وعزاه لجماعة من المحققين وقواه بانه ليس فى الباب دليل قاطع وليس مما يكتفى فيه بمجرد الظن كذا فى اللمعات۔" (حاشية بخاری ۷۲۰) "یعنی اس مسئلہ میں ترجیح سکوت کو حاصل ہے۔"

٤٨٥٥ - حَدَّثَنِي يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ

(۴۸۵۵) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے وکیع نے، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے عامر نے اور ان سے مسروق نے بیان

مَسْرُوقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ يَا أُمَّتَاهُ! هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ ﷺ رَبَّهُ فَقَالَتْ: لَقَدْ قَفَّ شَعَرِي مِمَّا قُلْتَ أَيْنَ أَنْتَ مِنْ ثَلَاثٍ مَنْ حَدَّثَكَهُنَّ فَقَدْ كَذَبَ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾ [الانعام: ١٠٣] ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ: ﴿وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ كَتَمَ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ: ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾ الْآيَةَ وَلَكِنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ فِي صُورَتِهِ مَرَّتَيْنِ. [راجع: ٣٢٣٤]

کیا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: اے ایمان والوں کی ماں! کیا محمد ﷺ نے معراج کی رات میں اپنے رب کو دیکھا تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تم نے ایسی بات کہی کہ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے کیا تم ان تین باتوں سے بھی ناواقف ہو؟ جو شخص بھی تم میں سے یہ تین باتیں بیان کرے وہ جھوٹا ہے جو شخص یہ کہتا ہو کہ محمد ﷺ نے شب معراج میں اپنے رب کو دیکھا تھا وہ جھوٹا ہے۔ پھر انہوں نے آیت "لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَار" سے لے کہ "مِن وَّرَاءِ حِجَابٍ" تک کی تلاوت کی اور کہا کہ کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ سے بات کرے سوا اس کے کہ وحی کے ذریعہ ہو یا پھر پردے کے پیچھے ہو اور جو شخص تم سے کہے کہ آپ ﷺ آنے والے کل کی بات جانتے تھے وہ بھی جھوٹا ہے۔ اس کے لئے انہوں نے آیت "وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا" (اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا) کی تلاوت فرمائی۔ اور جو شخص تم میں سے کہے کہ آپ ﷺ نے تبلیغ دین میں کوئی بات چھپائی تھی وہ بھی جھوٹا ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی "يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ" (اے رسول! پہنچا دیجئے وہ سب کچھ جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر اتارا گیا ہے) ہاں آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دو مرتبہ دیکھا تھا۔

تشریح: اس تفصیل سے اسی کو ترجیح حاصل ہوئی کہ آپ ﷺ نے شب معراج میں ان آنکھوں سے اللہ کو نہیں دیکھا۔ واللہ اعلم۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نفی کرنا حیات دنیوی سے متعلق ہے آخرت میں مومنوں کو دیدار الٰہی ضرور ہوگا اس کا انکار مراد نہیں ہے۔ آیت میں عام طور پر ہر نفس مراد ہے کہ وہ نہیں جانتا کہ کل کیا ہونے والا ہے اس سے نبی کریم ﷺ کے لیے بھی غیب دانی کی نفی ثابت ہوتی ہے دوسری آیت میں بصراحت مذکور ہے: ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ (۲۷/ النمل: ۶۵) اب غور طلب چیز یہ ہے کہ جب کل کی خبر نبی کریم ﷺ کو بھی حاصل نہیں ہے تو دوسرے ولی بزرگ یا پیر فقیر و شہید کس گنتی اور شمار میں ہیں۔ یہ بات الگ ہے کہ اللہ پاک اپنے کسی بندے کو وحی یا الہام کے ذریعہ سے کل کی کسی بات پر آگاہ فرما دے اس سے اس بندے کا عالم الغیب ہونا ثابت نہیں ہو سکتا جو اہل بدعت خود ساختہ مرشدوں کو غیب داں جانتے ہیں ان کے مشرک ہونے میں کوئی شک نہیں ہے وہ اشراک فی العلم کے مرتکب ہیں اور اللہ کے ہاں ان کا نام مشرکوں کے دفتر میں لکھا گیا خواہ وہ دنیا میں کتنے ہی اسلام کا دعویٰ کریں اور اپنے آپ کو مسلمان و مومن سمجھیں قرآن پاک کی ایک آیت میں ایسے ہی لوگوں کا ذکر ہے: ﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ﴾ (۱۲/ یوسف: ۱۰۶) یعنی کتنے ایمان کے دعویدار اللہ کے نزدیک مشرک ہیں خود فقہائے احناف نے صراحت کی ہے کہ غیر اللہ کو غیب دان جاننا کفر ہے۔ اسی طرح جو کوئی اللہ کے ساتھ اس کے رسول کو بھی غیب داں جان کر گواہ بنا دے وہ بھی مشرک ہو جاتا ہے بہر حال ایسے مشرکانہ عقائد سے ہر موحد مسلمان کو بالکل دور رہنا چاہیے۔ وباللہ التوفیق۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى﴾ حَيْثُ الْوَتَرُ مِنَ الْقَوْسِ.

٤٨٥٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ زِرًّا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى﴾ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ: أَنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ. [راجع: ٣٢٣٢]

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

''یہاں تک کہ دو کمانوں کا یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا'' یعنی جتنا فاصلہ کمان سے چلہ میں ہوتا ہے۔

(۴۸۵۶) ہم سے ابونعمان نے بیان کیا، ان سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان شیبانی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زر بن حبیش سے سنا اور انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیت ''فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْاَدْنٰى'' یعنی ''صرف دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا تھا بلکہ اور بھی کم۔ پھر اللہ نے اپنے بندہ پر وحی نازل کی جو کچھ بھی نازل کیا'' کے متعلق بیان کیا کہ ہم سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کو ان کی اصل صورت میں دیکھا تھا ان کے چھ سو پر تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى﴾

٤٨٥٧ـ حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ زِرًّا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى﴾ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ. [راجع: ٣٢٣٢]

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو بھی وحی کی۔''

(۴۸۵۷) ہم سے طلق بن غنام نے بیان کیا، ان سے زائدہ بن قدامہ کوفی نے بیان کیا، ان سے سلیمان شیبانی نے بیان کیا کہ میں نے زر بن حبیش سے اس آیت کے بارے میں پوچھا ''فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ'' الخ یعنی ''سو دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا بلکہ اور بھی کم۔ پھر اللہ نے اپنے بندے پر وحی نازل کی جو کچھ بھی نازل کیا'' تو انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا جن کے چھ سو پر تھے۔

تشریح: تو ﴿فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى﴾ (۵۳/النجم:۱۰) میں عبدہ کی ضمیر اللہ کی طرف پھرے گی اور فاوحی کی ضمیر حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف قرینہ کلام بھی اسی کو مقتضی ہے کیونکہ شدید القویٰ اور ذو مرۃ یہ حضرت جبریل علیہ السلام کی صفات ہیں بعض نے کہا خود پروردگار مراد ہے اس صورت میں اوحی اور عبدہ دونوں کی ضمیر لفظ اللہ کی طرف لوٹے گی۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى﴾

٤٨٥٨ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

''تحقیق اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا۔''

(۴۸۵۸) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ نے اور

عَبْدِاللّٰهِ: ﴿لَقَدْ رَأٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى﴾ قَالَ: رَأٰى رَفْرَفًا أَخْضَرَ قَدْ سَدَّ الْأُفُقَ. [راجع: ٣٢٣٢]

ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آیت ''لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى'' یعنی ''آپ نے اپنے رب کی عظیم نشانیاں دیکھیں'' کے متعلق بتلایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رفرف (سبز فرش) کو دیکھا جس نے آسمان کے کناروں کو ڈھانپ لیا تھا۔

تشریح: آیت مبارکہ: ﴿لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى﴾ (۵۳/النجم:۱۸) میں لفظ آیات جمع ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شب معراج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے عجائبات قدرت کا مشاہدہ فرمایا جن کی تفصیلات کلی طور پر اللہ ہی بہتر جانتا ہے یہاں روایت میں ایک آیت یعنی رفرف کا ذکر ہے بعض لوگوں نے کہا کہ رفرف سے پردہ مراد ہے بعض نے کہا کہ کپڑے کا جوڑا مراد ہے یعنی حضرت جبریل علیہ السلام سبز رنگ کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ شب معراج میں رفرف لٹک آیا آپ اس پر بیٹھ گئے پھر وہ رفرف رہ گیا اور آپ پروردگار کے نزدیک ہوگئے ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى﴾ (۵۳/النجم:۸) سے یہی مراد ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس مقام پر حضرت جبریل علیہ السلام مجھ سے الگ ہوگئے اور آوازیں سب موقوف ہوگئیں اور میں نے اپنے پروردگار کا کلام سنا۔ یہ قرطبی نے نقل کیا ہے۔ (وحیدی)

سدرۃ المنتہیٰ اور مناظر نوری وناری جو بھی آپ نے شب معراج میں ملاحظہ فرمائے سب اس آیت کی تفسیر میں داخل ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿أَفَرَأَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى﴾

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''بھلا تم نے لات اور عزیٰ کو بھی دیکھا ہے۔''

تشریح: عربوں کے مشہور بتوں کے نام ہیں۔ آیت میں بطور تعریف ارشاد ہے کہ ان بتوں کو بھی دیکھا جن کو لوگوں نے معبود بنا رکھا ہے حالانکہ وہ بالکل عاجز محتاج، لاچار، بےبس اور مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔

٤٨٥٩۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوْزَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿اللَّاتَ وَالْعُزّٰى﴾ كَانَ اللَّاتُ رَجُلًا يَلُتُّ سَوِيقَ الْحَاجِّ.

(۴۸۵۹) ہم سے مسلم بن ابراہیم فراہیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو الاشہب جعفر بن حیان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابوالجوزاء نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ''لات اور عزیٰ'' کے حال میں کہا کہ ''لات'' ایک شخص کو کہتے تھے جو حاجیوں کے لیے ستو گھولتا تھا۔

تشریح: اسی لیے بعض نے لات کو بتشدید تاء پڑھا ہے اور جنہوں نے تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے ان کی قراءت پر یہ توجیہ ہوسکتی ہے کہ کثرت استعمال سے تخفیف ہوگئی۔ کہتے ہیں اس شخص کا نام عمرو بن لحی یا حرمہ بن غنم تھا۔ یہ گھی اور ستو ملا کر ایک پتھر کے پاس حاجیوں کو کھلایا کرتا جب مر گیا تو لوگ اس پتھر کو پوجنے لگے جہاں یہ کھلایا کرتا تھا اور اس پتھر کا نام لات رکھ دیا تاکہ اس شخص کی یادگار رہے۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نکالا جو کوئی اس کا ستو کھاتا وہ موٹا ہو جاتا اس لیے اس کی پرستش کرنے لگے خداوند قدوس کی مار ہو ان بےوقوفوں پر۔ (وحیدی)

اب بھی بہت سے کم فہم عوام کا یہی حال ہے کہ اپنی خود ساختہ عقیدت کی بنا پر کتنے ہی بزرگان کو ان کی وفات کے بعد قاضی الحاجات سمجھ کر ان کی پوجا پرستش شروع کر دیتے ہیں۔

آج ٹاٹا نگر جمشید پور بہار میں برمکان جناب محمد اسحاق صاحب گارڈ یہ نوٹ لکھ رہا ہوں یہاں بتلایا گیا کہ بالکل اسی طرح سے ایک صاحب یہاں چونا بھٹی میں کام کیا کرتے تھے اتفاق سے وہ دیوانے ہوگئے اور لوگوں نے ان کو خدا رسیدہ سمجھ کر ''بابا'' بنالیا۔ اب ان کے انتقال کے بعد ان کی قبر کو مزار کی شکل میں آراستہ پیراستہ کر کے ''چونا بابا'' کے نام سے مشہور کر دیا گیا ہے اور وہاں سالانہ عرس اور قوالیاں ہوتی ہیں بہت سے لوگ ان کو قاضی

الحاجات سمجھ کران کی قبر پر ہاتھ باندھ کراپنی عرضیاں پیش کرتے رہتے ہیں۔ اللہ جانے مسلمانوں کی عقل کہاں ماری گئی ہے کہ وہ ایسے توہمات میں مبتلا ہوکر پرچم توحید کی اپنے ہاتھوں سے دھجیاں بکھیر رہے ہیں۔ انا للہ اللهم اهد قومي فانهم لا يعلمون۔ آمین

٤٨٦٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ: وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى فَلْيَقُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ)). [أطرافه في: ٦١٠٧، ٦٣٠١، ٦٦٥٠] [مسلم: ٤٢٦٠، ٤٢٦١؛ ابوداود: ٣٢٤٧؛ ترمذي: ١٥٤٥؛ نسائي: ٣٧٨٤؛ ابن ماجه: ٢٠٩٦]

(۴۸۶۰) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبردی، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبردی، انہوں نے کہا ہمیں زہری نے، انہیں حمید بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص قسم کھائے اور کہے کہ قسم ہے لات اور عزیٰ کی تو اسے تجدید ایمان کے لئے کہنا چاہئے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور جو شخص اپنے ساتھی سے یہ کہے کہ آ ؤ جوا کھیلیں تو اسے صدقہ دینا چاہئے۔“

تشریح: یہ صدقہ اس لیے کہ ایک خیالی گناہ کا یہ کفارہ بن جائے۔ کلمہ توحید پڑھنے کا حکم اس شخص کے لیے دیا گیا جو عربوں میں سے نیا نیا اسلام میں داخل ہوتا تھا۔ چونکہ پہلے سے زبان پر یہ کلمات چڑھے ہوئے تھے، اس لیے فرمایا کہ اگر غلطی سے زبان پر اس طرح کے کلمات آ جائیں تو فوراً اس کی تلافی کر لینی چاہیے۔ اور کلمہ طیبہ پڑھ کر ایمان اور عقیدۂ توحید کو تازہ کرنا چاہیے۔ ایسا ہی حکم ان لوگوں کے لیے ہے جو اپنے پیروں مرشدوں غوث شاہ بزرگان یا زندہ انسانوں کی قسم کھاتے رہتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کا ارتکاب کیا۔ بہرحال قسم تو اللہ ہی کے نام کی کھانی چاہیے اور وہ بھی سچی قسم ہو ورنہ اللہ کے نام کی جھوٹی قسم کھانا بھی کبیرہ گناہ ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى﴾

باب: اللہ جل جلالہ کا ارشاد: ”اور تیسرے بت منات کے (حالات بھی سنو)۔“

٤٨٦١۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ: إِنَّمَا كَانَ مَنْ أَهَلَّ بِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي بِالْمُشَلَّلِ لَا يَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ [البقرة: ١٥٨] فَطَافَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ قَالَ سُفْيَانُ: مَنَاةُ بِالْمُشَلَّلِ مِنْ قُدَيْدٍ وَقَالَ

(۴۸۶۱) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ میں نے عروہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ کچھ لوگ منات بت کے نام پر احرام باندھتے جو مقام مشلل میں تھا، وہ صفا اور مروہ کے درمیان (حج وعمرہ میں) سعی نہیں کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی ”بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔“ چنانچہ رسول کریم ﷺ نے ان کے درمیان طواف کیا اور مسلمانوں نے بھی طواف کیا۔ سفیان نے کہا کہ ”مناۃ“ مقام قدید پر مشلل میں تھا اور عبدالرحمٰن بن خالد نے بیان

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: نَزَلَتْ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوْا هُمْ وَغَسَّانُ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمُوْا يُهِلُّوْنَ بِمَنَاةَ مِثْلَهُ وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ كَانَ يُهِلُّ لِمَنَاةَ وَمَنَاةُ صَنَمٌ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ قَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! كُنَّا لَا نَطُوْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ تَعْظِيْمًا لِمَنَاةَ نَحْوَهُ. [راجع: ١٦٤٣] [مسلم: ٣٠٨١؛ ترمذي: ٢٩٦٥؛ نسائي: ٢٩٦٧]

کیا کہ ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ اسلام سے پہلے انصار اور قبیلہ غسان کے لوگ منات کے نام پر احرام باندھتے تھے، پہلی حدیث کی طرح۔ اور معمر نے زہری سے بیان کیا، ان سے عروہ نے، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ قبیلہ انصار کے کچھ لوگ منات کے نام کا احرام باندھتے تھے۔ منات ایک بت تھا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان رکھا ہوا تھا (اسلام لانے کے بعد) ان لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم منات کی تعظیم کے لئے صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہیں کیا کرتے تھے۔

تشریح: مشلل قدید میں ایک مقام کا نام تھا منات کا بت خانہ وہیں تھا۔ اساف اور نائلہ نامی دو بت صفا اور مروہ پر تھے۔ الحمد للہ اسلام نے ان سب کو اجاڑ کر پرچم توحید عرب کے چپے چپے پر لہرا دیا۔ الحمدلله الذی صدق وعده ونصر عبده۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿فَاسْجُدُوْا لِلَّهِ وَاعْبُدُوْا﴾.

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

''پس خاص اللہ کے لئے سجدہ کرو اور خاص اسی کی عبادت کرو۔''

٤٨٦٢۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ تَابَعَهُ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَيُّوْبَ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ عُلَيَّةَ ابْنَ عَبَّاسٍ. [راجع: ١٠٧١]

(۴۸۶۲) ہم سے ابو معمر عبداللہ بن عمرو نے بیان کیا، ان سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سورۂ ''النجم'' میں سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے اور تمام مشرکوں، جنوں اور انسانوں نے بھی سجدہ کیا۔ عبدالوارث کے ساتھ اس حدیث کو ابراہیم بن طہمان نے بھی ایوب سے روایت کیا اور اسمٰعیل بن علیہ نے اپنی روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر نہیں کیا۔

٤٨٦٣۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنِي أَبُوْ أَحْمَدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَوَّلُ سُوْرَةٍ أُنْزِلَتْ فِيْهَا سَجْدَةٌ وَالنَّجْمِ قَالَ: فَسَجَدَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَسَجَدَ مَنْ خَلْفَهُ

(۴۸۶۳) ہم سے نصر بن علی نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو احمد زبیری نے خبر دی، کہا ہم کو اسرائیل نے خبر دی، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے اسود بن زید نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سب سے پہلے نازل ہونے والی سجدہ والی سورت ''سورۂ نجم'' ہے۔ بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے (اس کی تلاوت کے بعد) سجدہ کیا اور جتنے لوگ آپ

إِلَّا رَجُلًا رَأَيْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِنْ تُرَابٍ فَسَجَدَ عَلَيْهِ فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ قُتِلَ كَافِرًا وَهُوَ أُمَيَّةُ ابْنُ خَلَفٍ. [راجع: ١٠٦٧]

کے پیچھے تھے سب ہی نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا، سوا ایک شخص کے، میں نے دیکھا کہ اس نے اپنی ہتھیلی میں مٹی اٹھائی اور اس پر سجدہ کرلیا۔ بعد (بدر کی لڑائی میں) میں نے اسے دیکھا کہ کفر کی حالت میں وہ قتل کیا ہوا پڑا ہے۔ وہ شخص امیہ بن خلف تھا۔

(٥٤) [سُوْرَةُ] اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ

سورۂ ''اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ'' (سورۂ قمر) کی تفسیر

تشریح: اس کا نام سورۂ قمر بھی ہے۔ اس میں ۵۵ آیات اور ۳ رکوع ہیں اس میں اللہ پاک نے قیامت کے نزدیک ہونے کا ذکر کرتے ہوئے معجزۂ شق القمر کا ذکر فرمایا ہے۔ چاند پھٹ جانے کا معجزہ حق ہے۔ اس میں کسی تاویل کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مُسْتَمِرٌّ﴾ ذَاهِبٌ ﴿مُزْدَجَرٌ﴾ مُتَنَاهٍ ﴿وَازْدُجِرَ﴾ فَاسْتُطِيْرَ جُنُوْنًا ﴿دُسُرٍ﴾ أَضْلَاعُ السَّفِيْنَةِ ﴿لِمَنْ كَانَ كُفِرَ﴾ يَقُوْلُ: كُفِرَ لَهُ جَزَاءً مِنَ اللَّهِ ﴿مُحْتَضَرٌ﴾ يَحْضُرُوْنَ الْمَاءَ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ: ﴿مُهْطِعِيْنَ﴾ النَّسَلَانُ الْخَبَبُ السِّرَاعُ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿فَتَعَاطَى﴾ فَعَاطَهَا بِيَدِهِ فَعَقَرَهَا ﴿الْمُحْتَظِرِ﴾ كَحِظَارٍ مِنَ الشَّجَرِ مُحْتَرِقٍ ﴿ازْدُجِرَ﴾ افْتُعِلَ مِنْ زَجَرْتُ ﴿كُفِرَ﴾ فَعَلْنَا بِهِ وَبِهِمْ مَا فَعَلْنَا جَزَاءً لِمَا صُنِعَ بِنُوْحٍ وَأَصْحَابِهِ ﴿مُسْتَقِرٌّ﴾ عَذَابٌ حَقٌّ يُقَالُ الْأَشَرُ: الْمَرَحُ وَالتَّجَبُّرُ.

مجاہد نے کہا ''مُسْتَمِرٌّ'' کا معنی جانے والا، باطل ہونے والا۔ ''مُزْدَجَرٌ'' بے انتہا جھڑکنے والے تنبیہ کرنے والے۔ ''وَازْدُجِرَ'' دیوانہ بنایا گیا (یا جھڑکا گیا) ''دُسُر'' کشتی کے تختے یا کیلیں یا رسیاں۔ ''جَزَاءً لِمَنْ كَانَ كُفِرَ'' یعنی یہ عذاب اللہ کی طرف سے بدلہ تھا اس شخص کا جس کی انہوں نے ناقدری کی تھی یعنی نوح علیہ السلام کی ''كُلُّ شِرْبٍ مُحْتَضَرٌ'' یعنی ہر فریق اپنی باری پر پانی پینے کو آئے ''مُهْطِعِيْنَ إِلَى الدَّاعِ'' سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا یعنی ڈرتے ہوئے عربی زبان میں دوڑنے کو نسلان، خبب، سراع کہتے ہیں۔ اوروں نے کہا ''فَتَعَاطَى'' یعنی ہاتھ چلایا اس کو زخمی کیا ''كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ'' کا معنی جیسے ٹوٹی جلی ہوئی باڑ۔ ''ازْدُجِرَ'' ماضی مجہول کا صیغہ ہے باب اِفْتِعَال سے اس کا مجرد زَجَرْتُ ہے۔ ''جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ'' یعنی ہم نے نوح اور ان کی قوم والوں کے ساتھ جو سلوک کیا یہ اس کا بدلہ تھا جو نوح اور ان کے ایماندار ساتھ والوں کے ساتھ کافروں کی طرف سے کیا گیا تھا۔ ''مُسْتَقِرٌّ'' جما رہنے والا عذاب۔ اَشر کا معنی ہے اترانا، غرور کرنا۔

تشریح: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں سورۂ اقتربت الساعۃ کے چند جملوں اور لفظوں کی وضاحت فرمائی ہے تاکہ اس کی تفسیر کا مطالعہ کرنے والے کے لیے یہاں سے روشنی مل سکے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پوری کتاب التفسیر میں یہی طریقہ رکھا ہے جیسا کہ ناظرین کرام پر مخفی نہیں ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوْا﴾.

''اور چاند پھٹ گیا اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ موڑ جاتے ہیں۔''

٤٨٦٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ

(۴۸۶۴) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے

شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِرْقَتَيْنِ: فِرْقَةً فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَةً دُوْنَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اشْهَدُوْا)). [راجع: ٣٦٣٦]

شعبہ اور سفیان نے اور ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے ابو معمر نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا اس کے پیچھے چلا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر ہم سے فرمایا تھا کہ ''گواہ رہنا۔''

٤٨٦٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ فَقَالَ لَنَا: ((اشْهَدُوا اشْهَدُوْا)). [راجع: ٣٦٣٦]

(۴۸۶۵) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن ابی نجیح نے خبر دی، انہیں مجاہد نے، انہیں ابو معمر نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ چاند پھٹ گیا تھا اور اس وقت ہم بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ چنانچہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''لوگو! گواہ رہنا، گواہ رہنا۔''

٤٨٦٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي بَكْرٌ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٣٦٣٨]

(۴۸۶۶) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے بکر نے بیان کیا، ان سے جعفر نے، ان سے عراک بن مالک نے، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے بیان کیا ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں چاند پھٹ گیا تھا۔

٤٨٦٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَأَلَ أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ. [راجع: ٣٦٣٧]

(۴۸۶۷) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مکہ والوں نے نبی کریم ﷺ سے معجزہ دکھانے کو کہا تو آپ ﷺ نے انہیں چاند کے پھٹ جانے کا معجزہ دکھایا۔

٤٨٦٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ فِرْقَتَيْنِ. [راجع: ٢٦٢٧] [مسلم: ٧٠٧٨]

(۴۸۶۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ چاند دو ٹکڑوں میں پھٹ گیا تھا۔

تشریح: قسطلانی نے کہا یہ پانچ حدیثیں ہیں جو شق القمر کے باب میں وارد ہیں۔ تین شخص ان کے راوی ہیں حضرت ابن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہم۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صرف رویت کے گواہ ہیں باقی حضرت انس رضی اللہ عنہ تو اس وقت مدینہ میں تھے ان کی عمر پانچ برس کی ہوگی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تو اس وقت تک پیدا بھی نہیں ہوئے تھے لیکن ان کے سوا اور ایک جماعت صحابہ نے بھی شق القمر کا واقعہ نقل کیا ہے۔ مترجم کہتا ہے اگر شق القمر نہ ہوا ہوتا اور قرآن میں یہ اترتا کہ چاند پھٹ گیا تو سب کے سب قرآن کو غلط سمجھتے، اسلام سے پھر جاتے۔ بس یہی ایک دلیل اس واقعہ کے ثبوت کے لیے کافی ہے اور اس تاویل کی کوئی ضرورت نہیں کہ ماضی بمعنی مستقبل ہے جیسے: ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ﴾ (۱۸/ الکہف: ۹۹)

﴿وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا﴾ (۸۹/الفجر:۲۲) میں اس لیے کہ جو کام آیندہ ممکن الوقوع ہے اس کا زمانہ ماضی میں بھی واقع ہونا ممکن ہے جب سچے شخص اس کے وقوع کی گواہی دیں۔ اب یہ کہنا کہ اجرام علویہ قابل خرق والتیام نہیں ہیں ایک خود رائے شخص ارسطو کی تقلید ہے جس نے اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کی۔ اگر ارسطو کو یہ معلوم ہوتا کہ مرکز عالم آفتاب ہے اور زمین بھی ایک سیارہ اور اجرام علوی میں داخل ہے چاند زمین کا تابع ہے اسی پر بڑے بڑے غار موجود ہیں تو ایسی بے وقوفی کی بات نہ کہتا۔ زمین قابل خرق والتیام ہے بہت سے حکیم کہتے ہیں کہ زمین سورج ہی کا ایک ٹکڑا ہے جو الگ ہو کر آ رہا ہے اور اپنے ثقل کی وجہ سے سورج سے اتنے فاصلہ پر تھما ہوا ہے رہا یہ امر کہ تم نے اپنی عمر میں اجرام علویہ کا خرق والتیام نہیں دیکھا تو تم کیا تمہاری عمر کیا۔ پشه کے داند که خانه از کیست. (وحیدی)

رسول کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں آپ کی دعاؤں سے چاند کا پھٹ جانا بالکل حق الیقین ہے۔ معجزہ اسی چیز کو کہا جاتا ہے جو انسانی عقل کو عاجز کرنے والا ہو۔ انبیائے کرام کے معجزات برحق ہیں معجزات کا انکار کرنا یا ان میں بے جا تاویلات سے کام لینا یہ سچے مؤمن مسلمان کی شان نہیں ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿تَجْرِيْ بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِمَنْ كَانَ كُفِرَ وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾ قَالَ قَتَادَةُ: أَبْقَى اللّٰهُ سَفِيْنَةَ نُوْحٍ حَتَّى أَدْرَكَهَا أَوَائِلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"وہ (کشتی) ہماری نگرانی میں چلتی تھی، یہ سب حمایت میں اس شخص (نوح علیہ السلام) کے تھا جس کا انکار کیا گیا تھا اور ہم نے اس کشتی کو نشان (عبرت) کے طور پر باقی رہنے دیا سو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔" قتادہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی کشتی کو باقی رکھا اور اس امت کے بعض پہلے بزرگوں نے اُسے جودی پہاڑ پر دیکھ لیا۔

٤٨٦٩۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾ [راجع: ٣٣٤١]

(۴۸۶۹) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے ان سے اسود نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ "فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ" پڑھا کرتے تھے۔

[بَابٌ:]

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ: هَوَّنَّا قِرَاءَتَهُ.

باب: (ارشادِ باری تعالیٰ)

"اور ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے، سو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟" مجاہد نے کہا کہ "يَسَّرْنَا" کے معنی یہ کہ ہم نے اس کی قرأت (اور اس کی فہم) آسان کر دی۔

تشریح: اس کو فریابی نے وصل کیا ہے قسطلانی نے کہا یعنی اس کے الفاظ ہم نے سہل رکھے اور اس کا مطلب آسان کر دیا۔

٤٨٧٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾. [راجع: ٣٣٤١]

(۴۸۷۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے ابواسحاق نے، ان سے اسود نے، اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ "فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ" پڑھا کرتے تھے۔ (سو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟)

تشریح: معلوم ہوا کہ نصیحت حاصل کرنے والے کے لیے قرآن جیسی آسان اور سہل کوئی اور نصیحت کی چیز نہیں ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿أَعْجَازُ نَخْلٍ مُنْقَعِرٍ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ﴾

''(وہ ہلاک شدہ کافر) گویا اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے تھے سو دیکھو میرا عذاب اور میرا اڈرانا کیسا رہا۔''

٤٨٧١ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا سَأَلَ الأَسْوَدَ: ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾ أَوْ مُذَّكِرٍ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ يَقْرَؤُهَا: ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾ قَالَ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَؤُهَا ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾ دَالًا. [راجع: ٣٣٤١]

(۴۸۷۱) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے، انہوں نے ایک شخص کو اسود سے پوچھتے سنا کہ سورۂ قمر میں آیت ''فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ'' ہے یا مُذَّكِرٍ؟ انہوں نے کہا کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا وہ ''فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ'' پڑھتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو بھی ''فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ'' پڑھتے سنا ہے (دال مہملہ سے)۔

تشریح: یہ اللہ عزوجل کا فضل وکرم ہے کہ قرآن وحدیث کے مطالب اس نے سہل وآسان رکھے ہیں تا کہ عام وخاص سب ان کا مطلب سمجھ سکیں اور ان پر عمل کریں اور آج کل تو بفضلہ قرآن وحدیث کے تراجم دوسری زبانوں میں شائع ہو رہے ہیں۔ جن سے غیر عربی بھی قرآن وحدیث کو سمجھ کر ہدایت حاصل کر رہے ہیں۔ الحمدللہ ثنائی ترجمہ اور منتخب حواشی والا قرآن مجید اس کا روشن ثبوت ہے اور بخاری شریف مترجم اردو بھی روشن دلیل ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: حق تعالیٰ کا ارشاد:

﴿فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾.

''سو وہ (ثمود) ایسے ہو گئے جیسے کانٹوں کی باڑ جو چکنا چور ہو گئی ہو اور ہم نے قرآن کو آسان کر دیا ہے۔ کیا کوئی ہے قرآن مجید سے نصیحت حاصل کرنے والا؟ جو قرآن مجید سے نصیحت حاصل کرے۔''

٤٨٧٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِاللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ: ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾ الآيَةَ. [راجع: ٣٣٤١]

(۴۸۷۲) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو ہمارے والد عثمان نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں ابواسحاق نے، انہیں اسود نے اور انہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ''فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ'' پڑھا، الآیۃ (دال مہملہ سے)۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ﴾

''اور صبح سویرے ہی ان پر عذاب دائمی آ پہنچا اور ان سے کہا گیا کہ پس میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو۔''

٤٨٧٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ

(۴۸۷۳) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے، ان سے اسود نے اور

الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَرَأَ: ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾. [راجع: ۳۳٤۱]

ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے "فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ" (دال مہملہ سے) پڑھا تھا۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾.

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

"اور ہم تمہارے جیسے لوگوں کو ہلاک کر چکے ہیں سو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟"

٤٨٧٤ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَهَلْ مِنْ مُذَّكِرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾. [راجع: ۳۳٤۱]

(۴۸۷۴) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابواسحاق نے، ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے فَهَلْ مِنْ مُذَّكِرٍ پڑھا تو آپ نے فرمایا کہ "فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ" (یعنی دال مہملہ سے پڑھو)

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ﴾

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"کافروں کی عنقریب ساری جماعت شکست کھائے گی اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔"

٤٨٧٥ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ؛ح: وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ وُهَيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَهُوَ فِي قُبَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللّٰهُمَّ إِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ)) فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ: حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ وَهُوَ يَثِبُ فِي الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ﴾. [راجع:

(۴۸۷۵) ہم سے محمد بن عبداللہ بن حوشب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (دوسری سند) اور مجھ سے محمد بن یحییٰ ذہلی نے بیان کیا، کہا ہم سے عفان بن مسلم نے بیان کیا، ان سے وہیب نے، کہا ہم سے خالد حذاء نے ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ جبکہ آپ بدر کی لڑائی کے دن ایک خیمے میں تھے اور یہ دعا کر رہے تھے کہ "اے اللہ! میں تجھے تیرا عہد اور وعدۂ نصرت یاد دلاتا ہوں۔ اے اللہ! تیری مرضی ہے اگر تو چاہے (ان تھوڑے سے مسلمانوں کو بھی ہلاک کر دے) پھر آج کے بعد تیری عبادت باقی نہیں رہے گی۔" پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا: بس یارسول اللہ! آپ نے اپنے رب سے بہت ہی الحاح وزاری سے دعا کر لی ہے۔ اس وقت آپ ﷺ زرہ پہنے ہوئے چل پھر رہے تھے اور آپ خیمہ سے نکلے تو زبان مبارک پر یہ آیت تھی: "سو عنقریب (کافروں کی) جماعت

[۲۹۱۵

شکست کھائے گی اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے بلکہ قیامت ہی ان کا وعدہ ہے اور قیامت بڑی سخت اور تلخ ترین چیز ہے۔''

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ﴾ يَعْنِي مِنَ الْمَرَارَةِ.

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''بلکہ ان کا اصل وعدہ تو قیامت کے دن کا ہے اور قیامت بڑی سخت اور تلخ ترین چیز ہے۔'' ''امر'' مرارة سے ہے۔ جس کے معنی تلخی کے ہیں یعنی قیامت کا دن بہت ہی تلخ ہوگا۔

٤٨٧٦ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ: أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مَاهَكَ قَالَ: إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: لَقَدْ أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ بِمَكَّةَ وَإِنِّي لَجَارِيَةٌ أَلْعَبُ: ﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ﴾.

(۴۸۷۶) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے یوسف بن ماہک نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جس وقت آیت ''لیکن ان کا اصل وعدہ تو قیامت کے دن کا ہے اور قیامت بڑی سخت اور تلخ چیز ہے۔'' محمد ﷺ پر مکہ میں نازل ہوئی تو میں بچی تھی اور کھیلا کرتی تھی۔

٤٨٧٧ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: وَهُوَ فِي قُبَّةٍ لَهُ يَوْمَ بَدْرٍ: ((أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ أَبَدًا)) فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ وَقَالَ: حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ وَهُوَ فِي الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ﴾.

[راجع: ۲۹۱۵]

(۴۸۷۷) مجھ سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن عبداللہ طحان نے، کہا ان سے خالد بن مہران حذاء نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ جبکہ آپ بدر کی لڑائی کے موقع پر میدان میں ایک خیمے میں یہ دعا کر رہے تھے کہ ''اے اللہ! میں تجھے تیرا عہد اور وعدۂ نصرت یاد دلاتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تو چاہے کہ (مسلمانوں کو فنا کر دے) تو آج کے بعد پھر کبھی تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔'' اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر عرض کیا بس یارسول اللہ! آپ اپنے رب سے خوب الحاح وزاری کے ساتھ دعا کر چکے ہیں۔ آپ ﷺ اس وقت زرہ پہنے ہوئے تھے۔ آپ باہر تشریف لائے تو آپ کی زبان مبارک پر یہ آیت تھی: ''سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ'' یعنی ''عنقریب کافروں کی یہ جماعت ہار جائے گی اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ لیکن ان کا اصل وعدہ تو قیامت کے دن کا ہے اور قیامت بڑی سخت اور بہت ہی کڑوی چیز ہے۔''

تشریح: قیامت کی سختیوں اور دوزخ کے عذابوں پر اشارہ ہے۔

(۵۵) سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ — سورۂ رحمٰن کی تفسیر

تشریح: سورۂ رحمٰن مکی ہے اس میں ۷۸ آیات اور ۳ رکوع ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں تشریف لائے اور آپ نے اس ساری سورت کو سنایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش سنتے رہے۔ آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے تو جنات ہی اچھے رہے جب میں نے ان کو یہ سورت سنائی تو وہ آیت: ﴿ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴾ کے جواب میں یوں کہتے رہے: "لا بشيء من نعمك ربنا نكذب فلك الحمد۔" (ترمذی) اس سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید پڑھنے والے کے سوا سننے والوں کو ایسے مقامات پر آیات قرآنی کا جواب دینا چاہیے۔

﴿وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ﴾ يُرِيْدُ لِسَانَ الْمِيزَانِ وَالْعَصْفُ: بَقْلُ الزَّرْعِ إِذَا قُطِعَ مِنْهُ شَيْءٌ قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَ فَذَلِكَ الْعَصْفُ ﴿وَالرَّيْحَانُ﴾ وَرَقُهُ ﴿وَالْحَبُّ﴾ الَّذِي يُؤْكَلُ مِنْهُ وَالرَّيْحَانُ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ الرِّزْقُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: وَالْعَصْفُ: يُرِيْدُ الْمَأْكُولَ مِنَ الْحَبِّ وَالرَّيْحَانُ: النَّضِيجُ الَّذِي لَمْ يُؤْكَلْ وَقَالَ غَيْرُهُ: الْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ وَقَالَ الضَّحَّاكُ: الْعَصْفُ: التِّبْنُ وَقَالَ أَبُو مَالِكٍ: الْعَصْفُ: أَوَّلُ مَا يَنْبُتُ تُسَمِّيهِ النَّبَطُ هَبُورًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ وَالرَّيْحَانُ: الرِّزْقُ وَالْمَارِجُ: اللَّهَبُ الْأَصْفَرُ وَالْأَخْضَرُ الَّذِي يَعْلُو النَّارَ إِذَا أُوقِدَتْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ مُجَاهِدٍ: ﴿رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ﴾ لِلشَّمْسِ فِي الشِّتَاءِ مَشْرِقٌ وَمَشْرِقٌ فِي الصَّيْفِ ﴿وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ﴾ مَغْرِبُهَا فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ﴿لَا يَبْغِيَانِ﴾ لَا يَخْتَلِطَانِ ﴿الْمُنْشَآتُ﴾ مَا رُفِعَ قِلْعُهُ مِنَ السُّفُنِ فَأَمَّا مَا لَمْ يُرْفَعْ قِلْعُهُ فَلَيْسَ بِمُنْشَأَةٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ:

''وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ'' کا معنی یہ ہے کہ ترازو کی زبان سیدھی رکھو (یعنی برابر تولو) عَصْف کہتے ہیں کھیتی کی اس پیداوار (سبزے) کو جس کو پکنے سے پہلے کاٹ لیں یہ تو عَصف کے معنی ہوئے اور یہاں ''رَیْحَان'' سے کھیتی کے پتے اور دانے جن کو کھاتے ہیں مراد ہیں۔ اور رَیْحان عربوں کی زبان میں روزی کو کہتے ہیں، بعضوں نے کہا خوشبودار سبزے کو، بعضوں نے کہا عصف وہ دانے جن کو کھاتے ہیں اور رَیْحان وہ پکا غلہ جس کو کچا نہیں کھاتے۔ اوروں نے کہا عصف گیہوں کے پتے ہیں۔ ضحاک نے کہا عصف بھوسا جو جانور کھاتے ہیں۔ ابو مالک غفار (تابعی) نے کہا عصف کھیتی کا وہ سبزہ جو پہلے پہل اگتا ہے کسان لوگ اس کو ہبور کہتے ہیں۔ مجاہد نے کہا عصف گیہوں کا پتا اور ریحان روزی کا۔ مَارِج آگ کی لپٹ (لو) زرد یا سبز جو آگ روشن کرنے پر اوپر چڑھتی ہے بعضوں نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ ''رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ'' میں مشرقین سے جاڑے اور گرمی کی مشرق اور مغربین سے جاڑے اور گرمی کی مغرب مراد ہے۔ ''لَا يَبْغِيَانِ'' مل نہیں جاتے۔ ''اَلْمُنْشَآتُ'' وہ کشتیاں جن کا بادبان اوپر اٹھایا گیا ہو (وہی دور سے پہاڑ کی طرح معلوم ہوتی ہیں) اور جن کشتیوں کا بادبان نہ چڑھایا جائے ان کو ''مُنْشَآت'' نہیں کہیں گے۔ مجاہد نے کہا کہ ''وَنُحَاسٌ'' پیتل جو پگلا کر دوزخیوں کے سر پر ڈالا جائے گا ان کو اسی سے عذاب دیا جائے گا۔ ''خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ'' کا یہ مطلب ہے کہ کوئی آدمی گناہ کرنے کا قصد

﴿وَنُحَاسٌ﴾ الصُّفْرُ يُصَبُّ عَلَى رُؤُوسِهِمْ فَيُعَذَّبُونَ بِهِ ﴿خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ﴾ يَهُمُّ بِالْمَعْصِيَةِ فَيَذْكُرُ اللَّهَ فَيَتْرُكُهَا الشُّوَاظُ: لَهَبٌ مِنْ نَارٍ ﴿مُدْهَامَّتَانِ﴾ سَوْدَاوَانِ مِنَ الرِّيِّ ﴿صَلْصَالٍ﴾ خُلِطَ بِرَمْلٍ فَصَلْصَلَ كَمَا يُصَلْصِلُ الْفَخَّارُ وَيُقَالُ: مُنْتِنٌ يُرِيدُونَ بِهِ صَلَّ يُقَالُ: صَلْصَالٌ كَمَا يُقَالُ: صَرَّ الْبَابُ عِنْدَ الْإِغْلَاقِ وَصَرْصَرَ مِثْلُ كَبْكَبْتُهُ يَعْنِي كَبَبْتُهُ ﴿فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ﴾ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَيْسَ الرُّمَّانُ وَالنَّخْلُ بِالْفَاكِهَةِ وَأَمَّا الْعَرَبُ فَإِنَّهَا تَعُدُّهَا فَاكِهَةً كَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ فَأَمَرَهُمْ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى كُلِّ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ أَعَادَ الْعَصْرَ تَشْدِيدًا لَهَا كَمَا أُعِيدَ النَّخْلُ وَالرُّمَّانُ وَمِثْلُهَا: ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾ ثُمَّ قَالَ: ﴿وَكَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ﴾ وَقَدْ ذَكَرَهُمْ فِي أَوَّلِ قَوْلِهِ: ﴿مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿أَفْنَانٍ﴾ أَغْصَانٍ ﴿وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ﴾ مَا يُجْتَنَى قَرِيبٌ وَقَالَ الْحَسَنُ: ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ﴾ نِعَمِهِ وَقَالَ قَتَادَةُ: ﴿رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ يَعْنِي الْجِنَّ وَالْإِنْسَ وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ يَغْفِرُ ذَنْبًا وَيَكْشِفُ كَرْبًا وَيَرْفَعُ قَوْمًا وَيَضَعُ آخَرِينَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿بَرْزَخٌ﴾ حَاجِزٌ الْأَنَامُ الْخَلْقُ ﴿نَضَّاخَتَانِ﴾ فَيَّاضَتَانِ ﴿ذُو الْجَلَالِ﴾ ذُو

کرے پھر اپنے پروردگار کو یاد کر کے اس سے باز آ جائے۔ ''مُدْهَامَّتَانِ'' بہت شادابی کی وجہ سے کالے یا سبز ہو رہے ہوں گے۔ ''صَلْصَالٍ'' وہ گارا کیچڑ جس میں ریت ملائی جائے وہ ٹھیکری کی طرح کھنکھنانے لگے۔ بعضوں نے کہا صَلْصَال بدبودار کیچڑ جیسے کہتے ہیں صَلَّ اللَّحْم یعنی گوشت بدبودار ہو گیا سڑ گیا جیسے صَرَّ الْبَاب دروازے بند کرتے وقت آواز دی اور صَرْصَرَ الْبَاب اور كَبَبْتُه کو كَبْكَبْتُه کہتے ہیں۔ ''فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ'' یعنی وہاں میوہ ہوگا اور کھجور اور انار۔ اس آیت سے بعضوں نے (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے) یہ نکالا ہے کہ کھجور اور انار میوہ نہیں ہیں۔ عرب لوگ تو ان دونوں کو میووں میں شمار کرتے ہیں اب رہا نخل اور رمان کا عطف فَاكِهَة پر تو وہ ایسا ہے جیسے دوسری آیت میں فرمایا ''حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى'' تو پہلے سب نمازوں کی محافظت کا حکم دیا اور صلوٰۃ وسطیٰ بھی ان میں آ گئی پھر صلوٰۃ وسطیٰ کو عطف کر کے دوبارہ بیان کر دینا اس سے غرض یہ ہے کہ اس کا اور زیادہ خیال رکھ، ایسے ہی یہاں بھی نخل اور رمان فاکہہ میں آ گئے تھے مگر ان کی عمدگی کی وجہ سے دوبارہ ان کا ذکر کیا جیسے اس آیت میں فرمایا: ''اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ'' پھر اس کے بعد فرمایا وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ'' حالانکہ یہ دونوں ''مَنْ فِى السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ'' میں آ گئے تھے۔ اوروں نے (مجاہد یا ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سوا) کہا اَفْنَان کا معنی شاخیں ڈالیاں ہیں۔ ''وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ'' یعنی دونوں باغوں کا میوہ قریب ہوگا اور حسن بصری نے کہا ''فَبِاَیِّ اٰلَآءِ'' یعنی اس کی کون کون سی نعمتوں کو اور قتادہ نے کہا ''رَبِّكُمَا'' میں جن اور انسان کی طرف خطاب ہے اور ابو درداء نے کہا ''كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِىْ شَاْنٍ'' کا یہ مطلب ہے کسی کا گناہ بخشتا ہے، کسی کی تکلیف دور کرتا ہے، کسی قوم کو بڑھاتا ہے، کسی قوم کو گھٹاتا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ''بَرْزَخٌ'' سے آڑ مراد ہے اَنَام سے مخلوق مراد ہے ''نَضَّاخَتَانِ'' خیر اور برکت سے یہاں رہتے ہیں۔ ''ذوالجلال''

الْعَظَمَةِ وَقَالَ غَيْرُهُ: مَارِجٌ: خَالِصٌ مِنَ النَّارِ يُقَالُ: مَرَجَ الْأَمِيْرُ رَعِيَّتَهُ إِذَا خَلَّاهُمْ يَعْدُوْ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ مَرَجَ أَمْرُ النَّاسِ ﴿مَرِيْجٍ﴾ مُلْتَبِسٌ ﴿مَرَجَ﴾ اخْتَلَطَ ﴿الْبَحْرَيْنِ﴾ مِنْ مَرَجْتَ دَابَّتَكَ تَرَكْتَهَا ﴿سَنَفْرُغُ لَكُمْ﴾ سَنُحَاسِبُكُمْ لَا يَشْغَلُهُ شَيْءٌ عَنْ شَيْءٍ وَهُوَ مَعْرُوْفٌ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ يُقَالُ: لَأَتَفَرَّغَنَّ لَكَ وَمَا بِهِ شُغْلٌ يَقُوْلُ: لَآخُذَنَّكَ عَلَى غِرَّتِكَ.

بزرگی والا اوروں نے کہا۔ مَارِج خالص انگارا (جس میں دھواں نہ ہو) عرب لوگ کہتے ہیں مَرَجَ الْاَمِيْرُ رَعِيَّتَهُ یعنی حاکم نے اپنی رعیت کا خیال چھوڑ دیا یا ایک کو دوسرا ستا رہا ہے۔ لفظ ''مَرِيج'' جو سورۂ ق میں ہے۔ اس کا معنی گڈ مڈ، ملا ہوا ''مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ'' یعنی دونوں دریا مل گئے ہیں یہ مَرَجْتَ دَابَّتَكَ سے نکلا ہے یعنی تو نے اپنا جانور چھوڑ دیا اس طرح رہ کر ہم عنقریب تمہارا خاتمہ کریں گے، یہاں فراغت کا معنی نہیں کیونکہ اللہ پاک کو کوئی چیز دوسری چیز کی طرف خیال کرنے سے باز نہیں رکھ سکتی ہیں۔ یہ ایک محاورہ ہے جو سب لوگوں میں مشہور ہے کوئی شخص بیکار ہوتا ہے اس کو فرصت ہوتی ہے لیکن ڈرانے کے لئے دوسرے سے کہتا ہے، اچھا میں تیرے لئے فراغت کروں گا یعنی وہ خوف جب ٹل جائے گا تو تجھ کو سزا دوں گا۔

تشریح: بہرحال اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو اپنی ناراضگی سے ڈرایا ہے کہ مجھ کو ناراض کر کے اس کا نتیجہ تم کو بھگتنا پڑے گا اللہ پاک سارے پڑھنے والوں کو غضب اور غصہ سے بچائے۔ آمین یارب العالمین۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتَانِ﴾

باب: اللہ عزوجل کا فرمان: ''اور ان دو باغوں کے علاوہ دو باغ اور بھی ہیں۔''

٤٨٧٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوْا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلَى وَجْهِهِ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ)). [طرفاه في: ٤٨٨٠، ٧٤٤٤] [مسلم: ٤٤٨؛ ترمذي: ٢٥٢٨؛ ابن ماجه: ١٨٦]

(۴۸۷۸) ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن عبدالصمد العمی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعمران الجونی نے بیان کیا، ان سے ابوبکر بن عبداللہ بن قیس نے اور ان سے ان کے والد (عبداللہ بن قیس ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''(جنت میں) دو باغ ہوں گے جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں چاندی کی ہوں گی اور دو دوسرے باغ ہوں گے جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں سونے کے ہوں گے اور جنت عدن سے جنتیوں کے اپنے رب کے دیدار میں کوئی چیز سوائے کبریائی کی چادر کے جو اس کے منہ پر ہوگی، حائل نہ ہوگی۔''

تشریح: یا اللہ! قیامت کے دن ہم سب کو اپنے دیدار پر انوار سے مشرف فرما۔ آمین۔

بَابٌ: ﴿حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ﴾

باب: (ارشادِ باری تعالیٰ)

"گوری، سیاہ آنکھوں والی عورتیں، جو خیموں میں محفوظ ہوں گی۔"

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْحَوْرَاءُ: سَوْدَاءُ الْحَدَقِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مَقْصُورَاتٌ﴾ مَحْبُوسَاتٌ قُصِرَ طَرْفُهُنَّ وَأَنْفُسُهُنَّ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ قَاصِرَاتٌ: لَا يَبْغِينَ غَيْرَ أَزْوَاجِهِنَّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حور کے معنی کالی آنکھوں والی اور مجاہد نے کہا "مَقْصُورَاتٌ" کے معنی ان کی نگاہ اور جان اپنے شوہروں پر رکی ہوئی ہوگی (وہ اپنے خاوندوں کے سوا اور کسی پر آنکھ نہیں ڈالیں گی) قَاصِرَاتٌ کے معنی اپنے خاوند کے سوا اور کسی کی خواہشمند نہ ہوں گی۔

٤٨٧٩ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِالصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ خَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ مُجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا سِتُّونَ مِيلًا فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا أَهْلٌ مَا يَرَوْنَ الْآخَرِينَ يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُونَ)).

[راجع: ٣٢٤٣]

(۴۸۷۹) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبدالعزیز بن عبدالصمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعمران جونی نے بیان کیا، ان سے ابوبکر بن عبداللہ بن قیس نے اور ان سے ان کے والد نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت میں کھوکھلے موتی کا خیمہ ہوگا، اس کی چوڑائی ساٹھ میل ہوگی اور اس کے ہر کنارے پر مسلمان کی ایک بیوی ہوگی ایک کنارے والی دوسرے کنارے والی کو نہ دیکھ سکے گی۔"

٤٨٨٠ـ ((وَجَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ كَذَا آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ)).

[راجع: ٤٨٧٨]

(۴۸۸۰) "اور مومن ان کے پاس باری باری جائیں گے اور دو باغ ہوں گے جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں چاندی کی ہوں گی اور ایسے بھی دو باغ ہوں گے جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں سونے کی ہوں گی۔ جنت عدن والوں کو اللہ کے دیدار میں صرف ایک جلال کی چادر حائل ہوگی جو اس کے (مبارک) منہ پر پڑی ہوگی۔"

(٥٦) [سُورَةُ] الْوَاقِعَةِ

سورۂ واقعہ کی تفسیر

تشریح: اس سورہ میں ۹۶ آیات اور ۳ رکوع ہیں اور یہ مکہ میں نازل ہوئی یہ عجیب الاثر سورت ہے جو کوئی اس کو ہر روز ایک بار پڑھتا ہے وہ کبھی محتاج نہ ہوگا دولت اور تونگری چاہنے والو! ادھر آؤ سورۂ واقعہ کو اپنا ورد بنا لو امیر بن جاؤ گے اور قبر کے عذاب سے بچنے کے لیے سورۂ ملک یعنی تبارک الذی ہر شب کو پڑھ لیا کرو۔ دین اور دنیا دونوں کی بھلائی ان دو سورتوں سے حاصل کرو۔ (وحیدی)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿رُجَّتْ﴾ زُلْزِلَتْ ﴿بُسَّتْ﴾ فُتَّتْ لُتَّتْ كَمَا يُلَتُّ السَّوِيقُ الْمَخْضُودُ: الْمُوقَرُ حَمْلًا وَيُقَالُ أَيْضًا لَا شَوْكَ لَهُ

مجاہد نے کہا "رُجَّتْ" کا معنی ہلائی جائے۔ "بُسَّتْ" چور چور کیے جائیں گے اور ستو کی طرح لت پت کر دیے جائیں گے۔ الْمَخْضُودُ بوجھ لئے ہوئے یا جن میں کانٹا نہ ہو۔ "مَنْضُودٍ" مَوْز (کیلا) عُرُب اپنے خاوند

﴿مَنْضُوْدٍ﴾ الْمَوْزُ وَالْعُرُبُ الْمُحَبَّبَاتُ إِلَى أَزْوَاجِهِنَّ ﴿ثُلَّةٌ﴾ أُمَّةٌ ﴿يَحْمُوْمٍ﴾ دُخَانٌ أَسْوَدُ ﴿يُصِرُّوْنَ﴾ يُدِيْمُوْنَ الْهِيْمُ الْإِبِلُ الظِّمَاءُ ﴿لَمُغْرَمُوْنَ﴾ لَمُلْزَمُوْنَ رَوْحٌ جَنَّةٌ وَرَخَاءٌ ﴿وَالرَّيْحَانُ﴾ الرِّزْقُ ﴿وَنُنْشِئَكُمْ﴾ فِيْ أَيِّ خَلْقٍ نَشَاءُ. وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿تَفَكَّهُوْنَ﴾ تَعْجَبُوْنَ ﴿عُرُبًا﴾ مُثَقَّلَةً وَاحِدُهَا عَرُوْبٌ مِثْلُ صَبُوْرٍ وَصُبُرٍ يُسَمِّيْهَا أَهْلُ مَكَّةَ الْعَرِبَةَ وَأَهْلُ الْمَدِيْنَةِ الْغَنِجَةَ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ الشَّكِلَةَ وَقَالَ فِيْ ﴿خَافِضَةٌ﴾ لِقَوْمٍ إِلَى النَّارِ وَ ﴿رَافِعَةٌ﴾ إِلَى الْجَنَّةِ ﴿مَوْضُوْنَةٍ﴾ مَنْسُوْجَةٍ وَمِنْهُ وَضِيْنُ النَّاقَةِ وَالْكُوْبُ لَا آذَانَ لَهُ وَلَا عُرْوَةَ وَالْأَبَارِيْقُ: ذَوَاتُ الْآذَانِ وَالْعُرَى ﴿مَسْكُوْبٍ﴾ جَارٍ ﴿وَفُرُشٍ مَرْفُوْعَةٍ﴾ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ﴿مُتْرَفِيْنَ﴾ مُتَمَتِّعِيْنَ ﴿مَا تُمْنُوْنَ﴾ هِيَ النُّطْفَةُ فِيْ أَرْحَامِ النِّسَاءِ ﴿لِلْمُقْوِيْنَ﴾ لِلْمُسَافِرِيْنَ وَالْقِيُّ الْقَفْرُ بِمَوْقِعِ النُّجُوْمِ: بِمُحْكَمِ الْقُرْآنِ وَيُقَالُ: بِمَسْقِطِ النُّجُوْمِ إِذَا سَقَطْنَ وَمَوَاقِعُ وَمَوْقِعٌ وَاحِدٌ ﴿مُدْهِنُوْنَ﴾ مُكَذِّبُوْنَ مِثْلُ ﴿لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ﴾ ﴿فَسَلَامٌ لَكَ﴾ أَيْ مُسَلَّمٌ لَكَ إِنَّكَ ﴿مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِيْنِ﴾ وَأُلْغِيَتْ إِنَّ وَهُوَ مَعْنَاهَا كَمَا تَقُوْلُ: أَنْتَ مُصَدَّقٌ مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيْلٍ إِذَا كَانَ. قَدْ قَالَ إِنِّي مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيْلٍ وَقَدْ يَكُوْنُ كَالدُّعَاءِ لَهُ كَقَوْلِكَ فَسَقْيًا مِنَ الرِّجَالِ إِنْ رَفَعْتَ السَّلَامَ فَهُوَ مِنَ

کی پیاری بیویاں۔ "ثُلَّة" امت گروہ۔ "يَحْمُوْمٍ" کالا دھواں۔ "يُصِرُّوْنَ" ہٹ دھرمی کرتے ہمیشہ کرتے تھے۔ اَلْهِيْم پیاسے اونٹ۔ لَمُغْرَمُوْنَ الزام دیئے گئے ملامت کئے گئے۔ رَوْحٌ بہشت آرام راحت۔ "رَيْحَانٌ" رزق روزی "وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ" یعنی جس صورت میں ہم چاہیں تم کو پیدا کریں۔ مجاہد کے سوا اوروں نے کہا "تَفَكَّهُوْنَ" کا معنی تَعْجَبُوْنَ تعجب کرتے جاتے ہیں۔ "عُرُبًا" مُثَقَّلَةً (یعنی ضمہ کے ساتھ) عَرُوْبٌ کی جمع جیسے صَبُوْر کی جمع صُبُر آتی ہے (عروب خوبصورت پیاری عورت) مکہ والے ایسی عورت کو عَرِبَة کہتے ہیں اور مدینہ والے غَنِجَة اور عراق والے شَكِلَة کہتے ہیں۔ "خَافِضَةٌ" ایک قوم کو نیچا دکھانے والی یعنی دوزخ میں لے جانے والی۔ "رَافِعَةٌ" ایک قوم کو بلند کرنے والے یعنی بہشت میں لے جانے والی۔ "مَوْضُوْنَةٍ" سونے سے بنے ہوئے اسی سے نکلا ہے وَضِيْنُ النَّاقَةِ یعنی اونٹنی کا زیر بند (تنگ) كُوْبٌ آبخورہ جس میں ٹونٹی اور کنڈا نہ ہو (اَكْوَابٌ جمع ہے) ابریق وہ کوزہ جس میں ٹونٹی کنڈا ہو۔ اَبَارِيْق اس کی جمع ہے۔ "مَسْكُوْبٍ" بہتا ہوا (جاری) "وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ" اونچے اونچے بچھونے یعنی ایک کے اوپر ایک، تلے اوپر بچھائے گئے۔ "مُتْرَفِيْنَ" کا معنی آسودہ آرام پرورده تھے۔ "مَا تُمْنُوْنَ" نطفہ جو عورتوں کے رحموں میں ڈالتے ہو۔ "مَتَاعًا لِلْمُقْوِيْنَ" مسافروں کے فائدے کے لئے یہ قِي سے نکلا ہے قِي کہتے ہیں بے آب وگیاہ میدان کو۔ "بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ" سے قرآن کی محکم آیتیں مراد ہیں بعضوں نے کہا تارے ڈوبنے کے مقامات، مَوَاقِع جمع ہے، اس کا واحد مَوْقِعٌ دونوں کا (جب مضاف ہوں) ایک ہی معنی ہے۔ "مُدْهِنُوْنَ" جھٹلانے والے جیسے اس آیت میں ہے "لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ" "فَسَلَامٌ لَّكَ مِنْ اَصْحَابِ الْيَمِيْنِ" کا یہ معنی ہے مُسَلَّمٌ لَّكَ اِنَّكَ مِنْ اَصْحَابِ الْيَمِيْنِ" یعنی یہ بات مان لی گئی ہے چاہے کہ تو داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے تو ان کا لفظ گرا دیا گیا مگر اس کا معنی قائم رکھا گیا اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً کوئی کہے میں اب تھوڑی دیر

الدُّعَاءِ ﴿تُوْرُوْنَ﴾ تَسْتَخْرِجُوْنَ أَوْرَيْتُ أَوْقَدْتُ ﴿لَغْوًا﴾ بَاطِلًا ﴿تَأْثِيْمًا﴾ كَذِبًا.

میں سفر کرنے والا ہوں اور تو اس سے کہے انت مصدق مسافر عن قلیل یہاں بھی ان محذوف ہے یعنی انت مصدق انك مسافر عن قلیل کبھی سلام کا لفظ بطور دعا کے مستعمل ہوتا ہے اگر مرفوع ہو جیسے فَسَقْیًا نصب کے ساتھ دعا کے معنوں میں آتا ہے یعنی اللہ تجھ کو سیراب کرے۔ ''تُوْرُوْنَ'' سلگاتے ہو آگ نکالتے ہو اَوْرَیْتَ سے یعنی میں نے سلگایا۔ ''لَغْوًا'' باطل، جھوٹ۔ ''تَاْثِیْمًا'' جھوٹ غلط۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ﴾

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''اور جنت کے درختوں کا بہت ہی لمبا سایہ ہوگا۔''

٤٨٨١ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا وَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ﴾)). [راجع: ٣٢٥٢]

(۴۸۸۱) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابوالزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، وہ کہتے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک درخت طویل ہوگا (اتنا بڑا کہ) سوار اس کے سایہ میں سو سال تک چلے گا اور پھر بھی اس کا سایہ ختم نہ ہوگا اگر تمہارا جی چاہے تو آیت ''وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ'' کی قرأت کرلو۔''

تشریح: یہ سایہ سورج کا نہ ہوگا بلکہ خدا کے نور کا سایہ ہوگا بعض نے کہا خدا کے عرش کا سایہ ہوگا کیونکہ جنت میں سورج نہ ہوگا۔

(٥٧) [سُوْرَةُ] الْحَدِيْدِ

سورۂ حدید کی تفسیر

تشریح: سورۂ حدید مدنی ہے اس میں ۲۹ آیات اور ۴ رکوع ہیں۔ اللہ پاک نے اس میں لوہے کی افادیت کو بیان فرمایا ہے، اسی لیے یہ سورت حدید بمعنی لوہا سے موسوم ہوئی۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِيْنَ﴾ مُعَمَّرِيْنَ فِيْهِ: ﴿مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوْرِ﴾ مِنَ الضَّلَالَةِ إِلَى الْهُدَى ﴿وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ﴾ جُنَّةٌ وَسِلَاحٌ ﴿مَوْلَاكُمْ﴾ أَوْلَى بِكُمْ ﴿لِئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ﴾ لِيَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ يُقَالُ: ﴿الظَّاهِرُ﴾ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿وَالْبَاطِنُ﴾ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿أَنْظِرُوْنَا﴾ انْتَظِرُوْنَا.

مجاہد نے کہا ''جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ'' یعنی جس نے زمین میں تم کو بسایا (جانشین کیا، آباد کیا) ''مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ'' یعنی گمراہی سے ہدایت کی طرف ''وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ'' یعنی تم لوہے سے ڈھال اور ہتھیار وغیرہ بناتے ہو۔ ''مَوْلَاكُمْ'' یعنی آگ تمہارے لئے زیادہ سزاوار ہے۔ ''لِئَلَّا يَعْلَمَ'' تاکہ اہل کتاب جان لیں۔ (لا زائد ہے) ''الظَّاهِرُ'' علم کی رو سے۔ ''الْبَاطِنُ'' علم کی رو سے ''اَنْظِرُوْنَا'' (بفتح ہمزہ کسرۂ ظاء ایک قرأت ہے) یعنی ہمارا انتظار کرو۔

(۵۸) [سُورَةُ] الْمُجَادَلَةِ — سورۂ مجادلہ کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿يُحَادُّونَ﴾ يُشَاقُّونَ ﴿كُبِتُوا﴾ أُخْزُوا مِنَ الْخِزْيِ ﴿اسْتَحْوَذَ﴾ غَلَبَ.

مجاہد نے کہا "یُحَادُّوْنَ اللّٰہَ" کا معنی اللہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ "کُبِتُوْا" ذلیل کیے گئے۔ "اِسْتَحْوَذَ" غالب ہوگیا۔

تشریح: سورۂ مجادلہ مدنی ہے، اس میں ۲۲ آیات اور ۳ رکوع ہیں۔ اس سورت میں ایک ایسی عورت کا ذکر ہے جس نے اپنے خاوند کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے جھگڑا کیا تھا اس عورت کا نام خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا تھا۔ اللہ نے اس عورت کے متعلق اسی سورت کی ابتدائی آیات کا نزول فرمایا اس کے خاوند نے اس سے ظہار کیا تھا اللہ نے ظہار کا کفارہ بیان فرمایا جو آگے آیات میں مذکور ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانے میں سواری پر جا رہے تھے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے ان کی سواری روک لی لوگوں نے کہا آپ ایک بڑھیا کے لیے رک گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم کیا جانو یہ بڑھیا کون ہے۔ یہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا ہیں جس کی فریاد اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں پر سے سنی، بھلا عمر رضی اللہ عنہ کی کیا مجال ہے کہ اس کی بات نہ سنے۔

(۵۹) [سُورَةُ] الْحَشْرِ — سورۂ حشر کی تفسیر

تشریح: یہ سورت مدنی ہے اس میں ۲۴ آیات اور ۳ رکوع ہیں یہودیوں نے مسلمانوں کے ساتھ صلح کی تھی جسے انہوں نے بعد میں توڑ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی مدینہ سے جلاوطنی کا حکم صادر فرمایا اس جلاوطنی کو مجازاً لفظ حشر سے تعبیر کیا گیا ہے فی الواقع ان کی جلاوطنی کے دن حشر کا نظارہ اس لیے تھا کہ بڑی ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔

﴿الْجَلَاءَ﴾ الْإِخْرَاجُ مِنْ أَرْضٍ إِلَى أَرْضٍ.

"اَلْجَلَاءَ" کے معنی ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف نکال دینا جسے جلاوطنی کہتے ہیں۔

۴۸۸۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحِيمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُورَةُ التَّوْبَةِ؟ قَالَ: التَّوْبَةُ هِيَ الْفَاضِحَةُ مَا زَالَتْ تَنْزِلُ وَمِنْهُمْ وَمِنْهُمْ حَتَّى ظَنُّوا أَنَّهَا لَنْ تُبْقِيَ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا ذُكِرَ فِيهَا قَالَ: قُلْتُ: سُورَةُ الْأَنْفَالِ؟ قَالَ: نَزَلَتْ فِي بَدْرٍ قَالَ: قُلْتُ: سُورَةُ الْحَشْرِ؟ قَالَ: نَزَلَتْ فِي بَنِي النَّضِيرِ. [راجع: ۴۰۲۹]

(۴۸۸۲) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو ابوبشر جعفر نے خبر دی، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سورۂ توبہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا یہ سورت توبہ کی ہے یا فضیحت کرنے والی ہے۔ اس سورت میں برابر یہی اترتا رہا بعض لوگ ایسے ہیں اور بعض لوگ ایسے ہیں یہاں تک کہ لوگوں کا گمان ہوا یہ سورت کسی کا کچھ بھی نہیں چھوڑے گی بلکہ سب کے بھید کھول دے گی۔ بیان کیا کہ میں نے سورۂ انفال کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ یہ جنگ بدر کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ بیان کیا کہ میں نے سورۂ حشر کے متعلق پوچھا تو فرمایا: بنونضیر کے یہود کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

۴۸۸۳۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ

(۴۸۸۳) ہم سے حسن بن مدرک نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابوعوانہ نے خبر دی، انہیں ابوبشر (جعفر بن ابی وحشیہ)

أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: سُورَةُ الْحَشْرِ؟ قَالَ: قُلْ: سُورَةُ بَنِي النَّضِيرِ. [راجع: ٤٠٢٩]

نے اور ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سورۂ حشر کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا بلکہ اسے سورۂ بنی نضیر کہو۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ﴾ نَخْلَةٍ مَا لَمْ تَكُنْ عَجْوَةً أَوْ بَرْنِيَّةً.

''جو کھجوروں کے درخت تم نے کاٹے۔'' آیت میں ''لِينَةٍ'' بمعنی نَخْلَة ہے جس کا معنی کھجور ہے جب کہ وہ عجوہ یا برنی نہ ہو۔

٤٨٨٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ﴾ [راجع: ٢٣٢٦]

(۴۸۸۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کے کھجوروں کے درخت جلا دیئے تھے اور انہیں کاٹ ڈالا تھا۔ یہ درخت مقام ''بویرہ'' میں تھے پھر اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی کہ ''جو کھجوروں کے درخت تم نے کاٹے یا انہیں ان کی جڑوں پر قائم رہنے دیا سو یہ دونوں اللہ ہی کے حکم کے موافق ہیں اور تا کہ نافرمانوں کو ذلیل کرے۔''

تشریح: یہود مدینہ کی حد سے زیادہ شرارتوں اور غداریوں کی بنا پر ان کے خلاف اتنا سخت قدم اٹھایا گیا ورنہ عام طور پر مواقع جنگ میں ایسا کرنا مناسب نہیں ہے ہاں اگر امام ایسی ضرورت محسوس کرے تو اسلام میں اس کی بھی اجازت ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ﴾

''اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو ان سے بطور فے دلوایا۔''

٤٨٨٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ عَنْ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَاصَّةً يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ مِنْهَا نَفَقَةَ سَنَتِهِ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ. [راجع: ٢٩٠٤]

(۴۸۸۵) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کئی مرتبہ عمرو بن دینار سے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے مالک بن اوس بن حدثان نے اور ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنی نضیر کے اموال کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بغیر لڑائی کے دیا تھا۔ مسلمانوں نے اس کے لئے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے۔ ان اموال کا خرچ کرنا خاص طور سے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں تھا۔ چنانچہ آپ اس میں سے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا سالانہ خرچ دیتے تھے اور جو باقی بچتا تھا اس سے سامان جنگ اور گھوڑوں کے لئے خرچ کرتے تھے تا کہ اللہ رب العزت کے راستہ میں جہاد کے موقع پر کام آئیں۔

تشریح: اسلام کی اصطلاح میں ''فے'' وہ مال ہے جو دار الحرب سے بلا جنگ حاصل ہو جائے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

''اور رسول تمہیں جو کچھ دیں اسے لے لیا کرو اور جس سے روک دیں اس سے رک جایا کرو۔''

تشریح: یعنی ''اے مسلمانو! اور رسول تمہیں جو کچھ دیں اسے لے لیا کرو اور جس سے آپ ﷺ روکیں اس سے رک جایا کرو۔''

٤٨٨٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوتَشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ فَبَلَغَ ذَلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ يَعْقُوبَ فَجَاءَتْ فَقَالَتْ: إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ فَقَالَ: وَمَا لِيَ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَنْ هُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَقَالَتْ: لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِيهِ مَا تَقُولُ قَالَ: لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ أَمَا قَرَأْتِ: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ قَالَتْ: بَلَى قَالَ: فَإِنَّهُ قَدْ نَهَى عَنْهُ قَالَتْ: فَإِنِّي أَرَى أَهْلَكَ يَفْعَلُونَهُ قَالَ: فَاذْهَبِي فَانْظُرِي فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا فَقَالَ: لَوْ كَانَتْ كَذَلِكَ مَا جَامَعْتُهَا. [اطرافه في: ٤٨٨٧، ٥٩٣١، ٥٩٣٩، ٥٩٤٣، ٥٩٤٤] [مسلم: ٥٥٧٣، ٥٥٧٤؛ ابوداود: ٤١٦٩؛ ترمذي: ٢٧٨٢؛ نسائي: ٥١١٤، ٥٢٦٧؛ ابن ماجه: ١٩٨٩]

(۴۸۸۶) ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے گودوانے والیوں اور گودنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں اور حسن کے لئے آگے کے دانتوں میں کشادگی کرنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے کہ یہ اللہ کی پیدا ہوئی صورت میں تبدیلی کرتی ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ کلام قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت کو معلوم ہوا جو ام یعقوب کے نام سے معروف تھی وہ آئی اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اس طرح کی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے؟ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا آخر کیوں نہ میں انہیں لعنت کروں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے اور جو کتاب اللہ کے حکم کے مطابق ملعون ہے۔ اس عورت نے کہا کہ قرآن مجید تو میں نے بھی پڑھا ہے لیکن آپ جو کچھ کہتے ہیں میں نے تو اس میں کہیں یہ بات نہیں دیکھی۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم نے بغور پڑھا ہوتا تو تمہیں ضرور مل جاتا کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی کہ ''رسول (ﷺ) تمہیں جو کچھ دیں، لے لیا کرو اور جس سے تمہیں روک دیں، رک جایا کرو۔'' اس نے کہا کہ پڑھی ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر آپ ﷺ نے ان چیزوں سے روکا ہے۔ اس پر عورت نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ آپ کی بیوی بھی ایسا کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اچھا جاؤ اور دیکھ لو۔ وہ عورت گئی اور اس نے دیکھا لیکن اس طرح کی ان کے یہاں کوئی معیوب چیز اسے نہ ملی۔ پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میری بیوی اسی طرح کرتی تو بھلا وہ میرے ساتھ رہ سکتی تھی؟ ہرگز نہیں۔

تشریح: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ان لوگوں کا رد ہوا جو صرف قرآن کو واجب العمل جانتے ہیں اور حدیث شریف کو واجب العمل نہیں جانتے ایسے لوگ دائرۂ اسلام سے خارج اور ﴿وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ﴾ (۴/النساء:۱۵۰) میں داخل ہیں۔ حدیث شریف قرآن مجید سے جدا نہیں ہے قرآن شریف میں خود حدیث شریف کی پیروی کا حکم ہے اس لیے حدیث کے منکر خود قرآن کے بھی انکاری ہیں۔

٤٨٨٧ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: ذَكَرْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ حَدِيْثَ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْوَاصِلَةَ فَقَالَ: سَمِعْتُهُ مِنَ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ يَعْقُوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ. [راجع: ٤٨٨٦]

(۴۸۸۷) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن عابس سے منصور بن معتمر کی حدیث کا ذکر کیا جو وہ ابراہیم سے بیان کرتے تھے کہ ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے قدرتی بالوں کے ساتھ مصنوعی بال لگانے والیوں پر لعنت بھیجی تھی۔ عبدالرحمٰن بن عابس نے کہا کہ میں نے بھی ام یعقوب نامی ایک عورت سے سنا تھا وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منصور کی حدیث کے مثل بیان کرتی تھی۔

تشریح: قدرتی بالوں میں مصنوعی بال لگا کر خوبصورتی پیدا کرنے کا رجحان آج کل بہت بڑھ رہا ہے اللہ مسلمان عورتوں کو ہدایت بخشے۔ آمین

بَابُ قَوْلِهٖ:

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ﴾.

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''اور ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دار السلام اور ایمان میں ان سے پہلے ہی ٹھکانا پکڑے ہوئے ہیں۔'' آیت میں انصار مراد ہیں۔

٤٨٨٨ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: أُوْصِي الْخَلِيْفَةَ بِالْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَأُوْصِي الْخَلِيْفَةَ بِالْأَنْصَارِ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُهَاجِرَ النَّبِيُّ ﷺ: أَنْ يَقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَعْفُوَ عَنْ مُسِيْئِهِمْ. [راجع: ١٣٩٢]

(۴۸۸۸) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوبکر نے بیان کیا، ان سے حصین نے، ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (زخمی ہونے کے بعد انتقال سے پہلے) فرمایا تھا میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کا حق پہچانے اور میں اپنے بعد میں ہونے والے خلیفہ کو انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں جو دار السلام اور ایمان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے ہی سے قرار پکڑے ہوئے ہیں یہ کہ ان میں جو نیکوکار ہیں ان کی عزت کرے اور ان کے غلط کاروں سے درگزر کرے۔

بَابُ قَوْلِهٖ:

﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ﴾ الْآيَةَ اَلْخَصَاصَةُ: الْفَاقَةُ ﴿الْمُفْلِحُوْنَ﴾ الْفَائِزُوْنَ بِالْخُلُوْدِ وَالْفَلَاحُ: الْبَقَاءُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ: عَجِّلْ

باب: اللہ جل جلالہ کا ارشاد:

''اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں'' آخر آیت تک۔ الخصاصة کے معنی فاقہ کے ہیں۔ ''المفلحون'' ہمیشہ کامیاب رہنے والے۔ الفلاح باقی رہنا حی علی الفلاح بقا کی طرف جلد آؤ یعنی اس کام کی طرف

وَقَالَ الْحَسَنُ: ﴿حَاجَةً﴾ حَسَدًا.

جس سے حیات ابدی حاصل ہو اور امام حسن بصری نے کہا ''لَا يَجِدُوْنَ فِي صُدُوْرِهِم حَاجَةً'' میں حاجت سے حسد مراد ہے۔

٤٨٨٩ـ حَدَّثَنِي يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَصَابَنِي الْجَهْدُ فَأَرْسَلَ إِلَى نِسَائِهِ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُنَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا رَجُلٌ يُضَيِّفُ هَذَا اللَّيْلَةَ يَرْحَمُهُ اللَّهُ)) فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! فَذَهَبَ إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ: ضَيْفُ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ لَا تَدَّخِرِيْهِ شَيْئًا قَالَتْ: وَاللَّهِ! مَا عِنْدِي إِلَّا قُوْتُ الصِّبْيَةِ قَالَ: فَإِذَا أَرَادَ الصِّبْيَةُ الْعَشَاءَ فَنَوِّمِيهِمْ وَتَعَالَيْ فَأَطْفِئِي السِّرَاجَ وَنَطْوِي بُطُوْنَنَا اللَّيْلَةَ فَفَعَلَتْ ثُمَّ غَدَا الرَّجُلُ عَلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَقَدْ عَجِبَ اللَّهُ أَوْ ضَحِكَ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةٍ)) فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾. [راجع: ٣٧٩٨]

(۴۸۸۹) مجھ سے یعقوب بن ابراہیم بن کثیر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن غزوان نے بیان کیا، ان سے ابوحازم اشجعی نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک صاحب خود (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں فاقہ سے ہوں۔ آپ ﷺ نے انہیں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس بھیجا (کہ وہ آپ کی دعوت کریں) لیکن ان کے پاس کوئی چیز کھانے کی نہیں تھی۔ آپ نے فرمایا: ''کیا کوئی شخص ایسا نہیں جو آج رات اس مہمان کی میزبانی کرے؟ اللہ اس پر رحم کرے گا۔'' اس پر ایک انصاری صحابی (ابوطلحہ رضی اللہ عنہ) کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! یہ آج میرے مہمان ہیں پھر وہ انہیں اپنے ساتھ گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان ہیں، کوئی چیز ان سے بچا کے نہ رکھنا۔ بیوی نے کہا کہ اللہ کی قسم میرے پاس اس وقت بچوں کے کھانے کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے۔ انصاری صحابی نے کہا: اگر بچے کھانا مانگیں تو انہیں سلا دو اور آؤ یہ چراغ بھی بجھا دو، آج رات ہم بھوکے ہی رہ لیں گے۔ بیوی نے ایسا ہی کیا۔ پھر وہ انصاری صحابی صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فلاں (انصاری صحابی) اور ان کی بیوی (کے عمل) کو پسند فرمایا۔ یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ مسکرایا۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''وَيُؤْثِرُوْنَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ'' یعنی اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ خود فاقہ میں ہی ہوں۔

تشریح: اس حدیث میں تعجب اور ضحک دو صفتوں کا اللہ کے لیے ذکر ہے جو برحق ہے ان کی کیفیت میں بحث کرنا بدعت ہے اور ظاہر پر ایمان لانا واجب ہے۔ صفات الٰہیہ کو بغیر تاویل کے تسلیم کرنا ضروری ہے۔ سلف صالحین کا یہی طریقہ ہے۔ ایمان کی سلامتی اسی میں ہے کہ صرف مسلک سلف کا اتباع کیا جائے اور بس۔

(٦٠)[سُوْرَةُ] الْمُمْتَحِنَةِ — سورۂ الممتحنہ کی تفسیر

تشریح: یہ سورت مدینہ میں اتری اس میں ۱۳ آیات اور ۲ رکوع ہیں آیت: ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ﴾ (۶۰/الممتحنۃ: ۱۲) میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا

ذکر ہے جو عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی اس سورت میں مہاجر عورتوں کے ایمانی امتحان کا ذکر ہے اس لیے اسے لفظ ممتحنہ سے تعبیر کیا گیا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً﴾ لَا تُعَذِّبْنَا بِأَيْدِيهِمْ فَيَقُولُونَ لَوْ كَانَ هَؤُلَاءِ عَلَى الْحَقِّ مَا أَصَابَهُمْ هَذَا ﴿بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ﴾ أُمِرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ بِفِرَاقِ نِسَائِهِمْ كُنَّ كَوَافِرَ بِمَكَّةَ.

مجاہد نے کہا ''لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا'' کا معنی یہ ہے کہ کافروں کے ہاتھوں سے ہم کو تکلیف نہ پہنچا، وہ یوں کہنے لگیں اگر ان مسلمانوں کا دین سچا ہوتا تو یہ ہمارے ہاتھ سے مغلوب کیوں ہوتے ایسی تکلیفیں کیوں اٹھاتے۔ ''بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ'' سے یہ مراد ہے کہ نبی ﷺ کے اصحاب کو یہ حکم ہوا کہ ان کافر عورتوں کو چھوڑ دیں جو مکہ میں بحالت کفر رہ گئیں ہیں۔

تشریح: کیونکہ وہ مشرکہ تھیں اور مسلمان کا مشرک عورتوں سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ یا اللہ! یا مالک الملک! بدعتی لوگوں کے ہاتھ سے اہل حدیث کو بھی فتنہ سے محفوظ فرما۔ اہل بدعت کو ان پر غالب مت کر۔ اہلحدیث پر اپنا رحم وکرم کر، میں نے بہت سے بے دینوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اہلحدیث سوائے ایک اللہ واحد کے نہ اور کسی کو پکارتے ہیں اور نہ کسی سے مدد چاہتے ہیں نہ بزرگوں کی قبروں پر جا کر ان سے عرض ومعروض کرتے ہیں نہ اللہ کے سوا بزرگوں کی کچھ نذر ونیاز، منت، فاتحہ وغیرہ کرتے ہیں۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ ان کی دعا کیونکر قبول کرتا ہے۔ یا اللہ! ان بے دینوں کو جھوٹا کردے اور ہماری دعا قبول فرما، ہم خاص تجھ ہی کو پکارنے والے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہنے والے ہیں، ان بے دینوں کو ہم پر ہنسنے کا موقع نہ دے یا اللہ! یا ارحم الراحمین! اسمع واستجب یا اللہ! ہماری یہ دعا سن لے اور قبول فرما۔ (وحیدی)

فی الواقع قبر پرست بدعتی لوگوں کا یہی حال ہے کہ وہ اہل توحید پر ایسے ہی آوازیں کستے ہیں جس طرح مشرکین مکہ مسلمانوں کے خلاف آوازیں کسا کرتے تھے بلکہ یہ لوگ مشرکین مکہ سے بہت سے افعال شرکیہ میں آگے ہیں جو مصائب کے وقت پیروں، مرشدوں، ولیوں کو پکارتے ہیں ان کی دہائی دیتے ہیں اور ایسے وقت میں بھی اللہ کو یاد نہیں کرتے۔ اللہ پاک ہمارے مرحوم مولانا وحید الزماں کی دعائے مذکورہ بالا قبول فرما کر اہل توحید کو اہل بدعت کے مکر وفریب اور ان کے ناپاک خیالات سے محفوظ رکھے۔ آمین

بَابٌ: ﴿لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾

باب: (فرمانِ باری تعالیٰ)

''تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ۔''

٤٨٩٠۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي رَافِعٍ كَاتِبَ عَلِيٍّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ: ((انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا

(۴۸۹۰) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حسن بن محمد بن علی نے بیان کیا، انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کے کاتب عبیداللہ بن ابی رافع سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، زبیر اور مقداد کو روانہ کیا اور فرمایا کہ چلے جاؤ اور جب مقام خاخ کے باغ پر پہنچ جاؤ گے (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان تھا) تو وہاں تمہیں ہودج میں ایک عورت ملے گی، اس کے ساتھ ایک خط

ظَعِينَةٌ مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا)) فَذَهَبْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ فَقُلْنَا: أَخْرِجِي الْكِتَابَ قَالَتْ: مَا مَعِي مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا: لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِمَّنْ بِمَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا هَذَا يَا حَاطِبُ؟)) قَالَ: لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مِنْ قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِمَكَّةَ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَصْطَنِعَ إِلَيْهِمْ يَدًا يَحْمُونَ قَرَابَتِي وَمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ)) فَقَالَ عُمَرُ: دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ: ((إِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ)) قَالَ عَمْرٌو: وَنَزَلَتْ فِيهِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ﴾ قَالَ: لَا أَدْرِي الْآيَةَ فِي الْحَدِيثِ أَوْ قَوْلُ عَمْرٍو.

ہوگا۔ وہ خط تم اس سے لے لینا۔ چنانچہ ہم روانہ ہوئے ہمارے گھوڑے ہمیں تیز رفتاری کے ساتھ لے جا رہے تھے۔ آخر جب ہم اس باغ پر پہنچے تو واقعی وہاں ہم نے ہودج میں اس عورت کو پالیا ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال۔ اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال دے ورنہ ہم تیرے سارے کپڑے اتار کر تلاشی لیں گے۔ آخر اس نے اپنی چوٹی سے خط نکالا ہم لوگ وہ خط لے کر نبی ﷺ کی خدمت حاضر ہوئے۔ اس خط میں لکھا ہوا تھا کہ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین کے چند آدمیوں کی طرف جو مکہ میں تھے اس خط میں انہوں نے نبی ﷺ کی تیاری کا ذکر لکھا تھا (کہ آپ ﷺ ایک بڑی فوج لے کر آتے ہیں تم اپنا بچاؤ کر لو) نبی اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا: ”حاطب! یہ کیا ہے؟“ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے معاملہ میں جلدی نہ فرمائیں میں قریش کے ساتھ بطور حلیف (زمانہ قیام مکہ میں) رہا کرتا تھا لیکن ان کے قبیلہ وخاندان سے میرا کوئی تعلق نہیں تھا۔ ان کے برخلاف آپ کے ساتھ جو دوسرے مہاجرین ہیں ان کی قریش میں رشتہ داریاں ہیں اور ان کی رعایت سے قریش مکہ میں رہ جانے والے ہیں ان کے اہل وعیال اور مال کی حفاظت کرتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ جبکہ ان سے میرا کوئی نسبی تعلق نہیں ہے تو اس موقع پر ان سے احسان کردوں اور اس کی وجہ سے وہ میرے رشتہ داروں کی حفاظت کریں۔ یارسول اللہ! میں نے یہ عمل کفر یا اپنے دین سے پھر جانے کی وجہ سے نہیں کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً انہوں نے تم سے سچی بات کہہ دی ہے۔“ عمر رضی اللہ عنہ بولے: یارسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن ماردوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ بدر کی جنگ میں ہمارے ساتھ موجود تھے۔ تمہیں کیا معلوم، اللہ تعالیٰ بدر والوں کے تمام حالات سے واقف تھا اور اس کے باوجود ان کے متعلق فرمادیا کہ جو جی چاہے کرو کہ میں نے تمہیں معاف کردیا۔“ عمرو بن دینار نے کہا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ ”یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ“ اے ایمان والو! تم

میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بنالینا۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ مجھے اس کا علم نہیں کہ اس آیت کا ذکر حدیث میں داخل ہے یا یہ عمرو بن دینار کا قول ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قِيْلَ لِسُفْيَانَ فِيْ هَذَا فَنَزَلَتْ: ﴿لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ﴾ قَالَ سُفْيَانُ: هَذَا فِيْ حَدِيْثِ النَّاسِ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو مَا تَرَكْتُ مِنْهُ حَرْفًا وَمَا أُرَى أَحَدًا حَفِظَهُ غَيْرِيْ. [راجع: ٣٠٠٧]

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ سے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا آیت "لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ" انہیں کے بارے میں نازل ہوئی تھی؟ سفیان نے کہا کہ لوگوں کی روایت میں تو یونہی ہے لیکن میں نے عمرو سے جو حدیث یاد کی اس میں سے ایک حرف بھی میں نے نہیں چھوڑا اور میں نہیں سمجھتا کہ میرے سوا اور کسی نے اس حدیث کو عمرو سے خوب یاد رکھا ہو۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ﴾

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

''جب تمہارے پاس ایمان والی عورتیں ہجرت کر کے آئیں۔''

٤٨٩١ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ ابْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ: أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَمْتَحِنُ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِهَذِهِ الْآيَةِ بِقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ﴾ قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَنْ أَقَرَّ بِهَذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ بَايَعْتُكِ)) كَلَامًا وَلَا وَاللّٰهِ! مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ مَا يُبَايِعُهُنَّ إِلَّا بِقَوْلِهِ: ((قَدْ بَايَعْتُكِ عَلَى ذَلِكِ)) تَابَعَهُ يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ.

(۴۸۹۱) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب کے بھتیجے نے اپنے چچا محمد بن مسلم سے، انہیں عروہ نے خبر دی اور انہیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ان مؤمن عورتوں کا امتحان لیا کرتے تھے جو ہجرت کر کے مدینہ آتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا کہ "یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ" الخ (اے نبی! جب آپ سے مسلمان عورتیں بیعت کرنے کے لئے آئیں) ارشاد "غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ" تک۔ عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: چنانچہ جو عورت اس شرط (آیت میں مذکور یعنی ایمان وغیرہ) کا اقرار کر لیتی تو رسول اللہ ﷺ اس سے زبانی طور پر فرماتے کہ ''میں نے تمہاری بیعت قبول کر لی'' اور ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ کے ہاتھ نے کسی عورت کا ہاتھ بیعت لیتے وقت کبھی نہیں چھوا صرف آپ ان سے زبانی بیعت لیتے تھے کہ آیت میں مذکورہ باتوں پر قائم رہنا۔ اس روایت کی متابعت یونس، معمر اور عبدالرحمٰن بن اسحاق نے زہری سے کی اور اسحاق بن راشد نے زہری سے بیان کیا کہ ان سے عروہ اور عمرہ

[راجع: ۲۷۱۳] بنت عبدالرحمن نے کہا۔

تشریح: اب ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جو ہے آپ نے گھر کے باہر سے اپنا ہاتھ دراز کیا اور ہم نے گھر کے اندر سے، اس سے بھی مصافحہ نہیں نکلتا۔ اسی طرح ایک روایت میں ہے ایک عورت نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اس سے بھی مصافحہ ثابت نہیں ہوتا اور ابوداؤد نے مراسیل میں شعبی سے نکالا کہ آپ نے ایک چادر ہاتھ پر رکھ لی اور فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا ان حدیثوں کو دیکھ کر بھی جو مرشد عورتوں کو مرید کرتے وقت ان سے ہاتھ ملائے وہ بدعتی اور مخالف رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسی طرح جو مرشد غیر محرم عورتوں مریدنیوں کو بے ستر اپنے پاس آنے دے۔ مثلاً سر اور سینہ کھولے ہوئے تو وہ مرشد نہیں ہے بلکہ مضل یعنی گمراہ کرنے والا شیطان کا بھائی ہے (وحیدی) جو لوگ پیشہ ور پیر مرشد بنے ہوئے ہیں ان کی اکثریت کا یہی حال ہے وہ مرید ہونے والی مستورات کے معاملہ میں احکام شرعیہ پردہ وحجاب وغیرہ سے اپنے آپ کو مستثنیٰ سمجھتے ہیں اور ان کو بغیر حجاب کے خلط ملط رکھنے میں کوئی عیب نہیں سمجھتے ایسے پیروں مرشدوں ہی کے متعلق مولانا روم نے فرمایا ہے:

کار شیطان می کند نامش ولی
گر ولی این است لعنت بر ولی

''یعنی کتنے لوگ شیطانی کام کرنے والے ولی کہلاتے ہیں اگر ایسے ہی لوگ ولی ہیں تو ایسے ولیوں پر اللہ کی سو لعنت نازل ہوں۔'' آمین

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ﴾

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''(اے رسول!) جب ایمان والی عورتیں آپ کے پاس آئیں تاکہ وہ آپ سے بیعت کریں۔''

۴۸۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فَقَرَأَ عَلَيْنَا: ﴿أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا﴾ وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ فَقَبَضَتِ امْرَأَةٌ يَدَهَا فَقَالَتْ: أَسْعَدَتْنِيْ فُلَانَةُ أُرِيْدُ أَنْ أَجْزِيَهَا فَمَا قَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا فَانْطَلَقَتْ وَرَجَعَتْ فَبَايَعَهَا. [راجع: ١٣٠٦]

(۴۸۹۲) ہم سے ابومعمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے، کہا ہم سے ایوب نے، ان سے حفصہ بنت سیرین نے اور ان سے ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تو آپ نے ہمارے سامنے اس آیت کی تلاوت کی: ''أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ'' اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور ہمیں نوحہ (میت پر زور زور سے رونا پیٹنا) کرنے سے منع فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ممانعت پر عورت (خود ام عطیہ رضی اللہ عنہا) نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور عرض کیا کہ فلاں عورت نے نوحہ میں میری مدد کی تھی، میں چاہتی ہوں کہ اس کا بدلہ چکا آؤں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا، چنانچہ وہ گئیں اور پھر دوبارہ آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

تشریح: دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے اس کو اجازت دی۔ یہ ایک خاص حکم تھا جو حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو دیا گیا ورنہ نوحہ عموماً حرام ہے اس کی حرمت میں احادیث صحیحہ وارد ہیں اور بعض مالکیہ کا قول ہے کہ نوحہ حرام نہیں ہے بلکہ شاذ اور مردود ہے۔ قسطلانی نے کہا پہلے نوحہ مباح تھا پھر مکروہ تنزیہی ہوا پھر حرام ہوا اور ممکن ہے کہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے بیعت کرتے وقت مکروہ تنزیہی ہو، اس لیے آپ نے اجازت دی ہو، اس کے بعد حرام ہو گیا ہو۔ حافظ نے کہا نوحہ کرنا مطلقاً حرام ہے اور یہی تمام علما کا مذہب ہے تو ﴿وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ﴾ (٦٠/الممتحنة: ١٢) سے یہ مراد ہوگا کہ نوحہ نہ کریں یا

غیر مرد سے خلوت نہ کریں یا شوہروں کی نافرمانی نہ کریں اگر یہ معنی ہو کہ اچھی بات میں تیری نافرمانی نہ کریں تب تو عورتوں مردوں سب کے لیے یہ حکم عام ہوگا جیسے آگے کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے لیلۃ العقبہ میں انصار سے انہیں شرطوں پر بیعت لی تھی اور انصار کے ہر مرد و عورت نے بخوشی ان شرطوں پر بیعت کر کے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ ہم شرطوں سے پھرنے والے اور بیعت سے منہ موڑنے والے نہیں ہیں، اللہ پاک انصار کو ان کی وفاداری کی بہترین جزائیں بخشے۔ آمین

٤٨٩٣ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ الزُّبَيْرَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ﴾ قَالَ: إِنَّمَا هُوَ شَرْطٌ شَرَطَهُ اللَّهُ لِلنِّسَاءِ.

(۴۸۹۳) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے میرے والد نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے زبیر سے سنا، انہوں نے عکرمہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''لَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ'' یعنی ''اور بھلی باتوں (اور اچھے کاموں میں) آپ کی نافرمانی نہ کریں گی'' کے بارے میں انہوں نے کہا کہ یہ بھی ایک شرط تھی جسے اللہ تعالیٰ نے (رسول اللہ ﷺ سے بیعت کے وقت) عورتوں کے لیے ضروری قرار دیا تھا۔

تشریح: اس حدیث میں معلوم ہوا کہ عورتیں بھی اچھائی کے کاموں اور نیک عملوں کے کرنے پر بیعت کر سکتی ہیں۔

٤٨٩٤ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَاهُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ: سَمِعَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَتُبَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَسْرِقُوا)) وَقَرَأَ آيَةَ النِّسَاءِ، وَأَكْثَرُ لَفْظِ سُفْيَانَ قَرَأَ الْآيَةَ ((فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْهَا شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللَّهُ فَهُوَ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ)) تَابَعَهُ عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ فِي الْآيَةِ.

[راجع: ١٨]

(۴۸۹۴) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابوادریس نے بیان کیا اور انہوں نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم مجھ سے اس بات پر بیعت کرو گے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ گے اور نہ زنا کرو گے اور نہ چوری کرو گے۔'' آپ نے سورۃ ''النساء'' کی آیتیں پڑھیں۔ سفیان نے اس حدیث میں اکثر یوں کہا کہ آپ نے یہ آیت پڑھی ''پھر تم میں سے جو شخص اس شرط کو پورا کرے گا تو اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو کوئی ان میں سے کسی شرط کی خلاف ورزی کر بیٹھا اور اس پر اسے سزا بھی مل گئی تو اس کی سزا اس کے لئے کفارہ بن جائے گی لیکن کسی نے اپنے کسی عہد کے خلاف کیا اور اللہ نے اسے چھپا لیا تو وہ اللہ کے حوالے ہے اللہ چاہے تو اسے اس پر عذاب دے اور اگر چاہے معاف کر دے۔'' سفیان کے ساتھ اس حدیث کو عبدالرزاق نے بھی معمر سے روایت کیا، انہوں نے زہری سے اور یوں ہی کہا کہ آیت پڑھی۔

تشریح: یہ نہیں کہا عورتوں کی آیت۔

٤٨٩٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحِيمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ: أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمٍ أَخْبَرَهُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: شَهِدْتُ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْفِطْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ يُصَلِّيْهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدُ فَنَزَلَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِيْنَ يُجَلِّسُ الرِّجَالَ بِيَدِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتَّى أَتَى النِّسَاءَ مَعَ بِلَالٍ فَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِيْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ﴾ حَتَّى فَرَغَ مِنَ الْآيَةِ كُلِّهَا ثُمَّ قَالَ حِيْنَ فَرَغَ: ((أَنْتُنَّ عَلَى ذَلِكَ؟)) فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ. لَا يَدْرِي الْحَسَنُ مَنْ هِيَ. قَالَ: ((فَتَصَدَّقْنَ)) وَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ فَجَعَلْنَ يُلْقِيْنَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيْمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ. [راجع: ٩٨]

(۴۸۹۵) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہارون بن معروف نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا کہ مجھے ابن جریج نے خبردی، انہیں حسن بن مسلم نے خبردی، انہیں طاؤس نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ عیدالفطر کی نماز پڑھی ہے۔ ان تمام بزرگوں نے نماز خطبہ سے پہلے پڑھی تھی اور خطبہ بعد میں دیا تھا (ایک مرتبہ خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد) نبی کریم ﷺ اترے گویا اب بھی میں آپ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں، جب آپ لوگوں کو اپنے ہاتھ کے اشارے سے بٹھا رہے تھے پھر آپ صف چیرتے ہوئے آگے بڑھے اور عورتوں کے پاس تشریف لائے۔ بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی "یَاأَیُّهَا النَّبِیُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ" الخ یعنی "اے نبی! جب مؤمن عورتیں آپ کے پاس آئیں کہ آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ نہ کسی کو شریک کریں گے اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہ بہتان لگائیں گی جسے اپنے ہاتھ اور پاؤں کے درمیان گھڑ لیں" آپ نے پوری آیت آخر تک پڑھی جب آپ آیت پڑھ چکے تو فرمایا: "تم ان شرائط پر قائم رہنے کا وعدہ کرتی ہو؟" ان میں سے ایک عورت نے جواب دیا: ہاں یارسول اللہ! ان کے سوا اور کسی عورت نے (شرم کی وجہ سے) کوئی بات نہیں کہی۔ حسن کو اس عورت کا نام معلوم نہیں تھا بیان کیا کہ پھر عورتوں نے صدقہ دینا شروع کیا اور بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلا لیا۔ عورتیں بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں چھلے اور انگوٹھیاں ڈالنے لگیں۔

(٦١) [سُوْرَةُ] الصَّفِّ

سورۂ صف کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مَنْ أَنْصَارِيْ إِلَى اللَّهِ﴾ مَنْ تَبِعَنِيْ إِلَى اللَّهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿مَرْصُوْصٌ﴾ مُلْصَقٌ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ وَقَالَ يَحْيَى: بِالرَّصَاصِ.

مجاہد نے کہا "مَنْ أَنْصَارِیْ إِلَی اللّٰهِ" کا معنی یہ ہے کہ میرے ساتھ ہو کر کون اللہ کی طرف جاتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "مَرْصُوْصٌ" خوب مضبوطی سے ملا ہوا، جڑا ہوا، اوروں نے کہا سیسہ ملا کر جڑا ہوا۔

تشریح: سورۂ صف مدنی ہے اس میں ۱۴ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔ اس سورت میں لطیف اشارات ہیں کہ یہود، نصاریٰ، اور مشرکین ہمیشہ مسلمانوں کے حد سے زیادہ ایذا رساں ہیں لیکن اہل اسلام اگر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرتے رہیں گے اور ہر زمانہ کے حالات کے

مطابق پوری پوری تیاری رکھیں گے تو وہ ضرور غالب رہیں گے اور اللہ ان کی مدد کرتا رہے گا۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن — پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

بَابٌ: باب: (ارشادِ باری تعالیٰ)

﴿مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾.

''(عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔''

٤٨٩٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ لِي أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ)). [راجع: ٣٥٣٢]

(۴۸۹۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی اور ان سے زہری نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جبیر بن مطعم نے خبر دی اور ان سے ان کے والد جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ ''میرے کئی نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دے گا، میں حاشر ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب کو حشر میں میرے بعد جمع کرے گا اور میں عاقب ہوں۔''

تشریح: یعنی سب پیغمبروں کے بعد دنیا میں آنے والا ہوں۔

(٦٢) [سُوْرَةُ] الْجُمُعَةِ — سورۂ جمعہ کی تفسیر

تشریح: یہ سورت مدنی ہے۔ اس میں ۱۱ آیات اور ۲ رکوع ہیں اس میں نماز جمعہ کا ذکر ہے اس لئے اس کو اس نام سے موسوم کیا گیا۔

بَابُ قَوْلِهِ: باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ وَقَرَأَ عُمَرُ: فَامْضُوْا إِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ.

''اور ان میں سے دوسروں کے لئے بھی (آپ کو رسول بنا کر بھیجا) جو ابھی ان سے ملے نہیں ہیں۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ''فَامْضُوا إِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ'' پڑھا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد کی طرف چلو۔

٤٨٩٧ـ حَدَّثَنِي عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ: ﴿وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هُمْ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَلَمْ

(۴۸۹۷) مجھ سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سلیمان بن ہلال نے بیان کیا، ان سے ثور نے، ان سے ابوالغیث سالم نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ''سورۃ الجمعہ'' کی یہ آیتیں نازل ہوئیں: ''وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ'' الآیۃ ''اور ان میں سے دوسروں کے لئے بھی (آپ کو ہادی اور معلم بنا کر بھیجا) جو ابھی ان سے ملے نہیں ہیں۔'' بیان کیا میں نے

يُرَاجِعْهُ حَتَّى سَأَلَ ثَلَاثًا وَفِينَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ وَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ: ((لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِنْ هَؤُلَاءِ)). [طرفه في: ٤٨٩٨] [مسلم: ٦٤٩٨؛ ترمذي: ٣٣١٠، ٣٩٣٣]

عرض کیا: یارسول اللہ! یہ دوسرے کون لوگ ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آخر یہی سوال تین مرتبہ کیا۔ مجلس میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ''اگر ایمان ثریا پر بھی ہوگا تب بھی ان لوگوں (یعنی فارس والوں) میں سے اس تک پہنچ جائیں گے یا یوں فرمایا کہ ایک آدمی ان لوگوں میں سے اس تک پہنچ جائے گا۔''

تشریح: دوسری روایت کئی آدمیوں سے بغیر شک کے مذکور ہے۔ قرطبی نے کہا نبی کریم ﷺ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ بہت سے حدیث کے حافظ اور امام ملک فارس میں پیدا ہوئے۔ میں کہتا ہوں ان لوگوں سے صرف امام بخاری، امام مسلم اور امام ترمذی رحمہم اللہ وغیرہ مراد ہیں۔ یہ سب حدیث کے امام ملک فارس کے تھے اور ((رجل من هولاء)) کی اگر روایت صحیح ہو تو اس سے امام بخاری رحمہ اللہ مراد ہیں علم حدیث باسناد صحیح متصلہ اسی مرد کی ہمت مردانہ سے اب تک باقی ہے اور حنفیوں نے جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو اس سے لیا ہے تو ہم کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی فضیلت اور بزرگی میں اختلاف نہیں ہے مگر ان کی اصل ملک فارس سے نہ تھی بلکہ کابل سے تھی اور کابل بلاد فارس میں داخل نہیں، اس لئے وہ اس حدیث کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ علاوہ اس کے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ مدت العمر فقہ اور اجتہاد میں مصروف رہے اور علم حدیث کی طرف ان کی توجہ بالکل کم رہی، اس لئے وہ حدیث کے امام نہیں گنے جاتے اور نہ ائمہ حدیث جیسے امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ وغیرہ نے اپنی کتابوں میں ان سے روایت کی ہے بلکہ محمد بن نصر مروزی محدث کہتے ہیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی بضاعت حدیث میں بہت تھوڑی تھی اور خطیب نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے صرف پچاس مرفوع حدیثیں روایت کی ہیں، البتہ مجتہد امام مالک اور امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور اوزاعی اور سفیان ثوری اور حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہم اللہ ایسے کامل گزرے ہیں کہ فقہ اور حدیث میں بیک وقت امام تھے اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو اور ان کو درجات عالی عطا فرمائے۔ آمین (وحیدی)

٤٨٩٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنِي ثَوْرٌ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هَؤُلَاءِ)). [راجع: ٤٨٩٧]

(۴۸۹۸) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا، انہیں ثور نے خبر دی اور ان سے ابوالغیث نے، انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور انہیں نبی کریم ﷺ نے کہ ''ان کی قوم کے کچھ لوگ اسے پالیں گے۔''

تشریح: نبی کریم ﷺ کا اشارہ آل فارس کی طرف تھا۔ چنانچہ اللہ پاک نے محدثین کرام کو پیدا فرمایا جن میں بیشتر فارسی النسل ہیں، اس طرح نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی اور آیت: ﴿وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ (٦٢/الجمعة: ٣) کا مصداق محدثین کرام قرار پائے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً﴾.

باب: اللہ عزوجل کا فرمان: ''اور جب کبھی انہوں نے اموالِ تجارت دیکھا۔''

٤٨٩٩۔ حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ وَعَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَقْبَلَتْ عِيرٌ يَوْمَ

(۴۸۹۹) مجھ سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے حصین نے بیان کیا، ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ابوسفیان نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے بیان کیا کہ جمعہ کے دن سامان تجارت لئے ہوئے اونٹ آئے۔ ہم اس وقت نبی کریم ﷺ کے

الْجُمُعَةِ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَثَارَ النَّاسُ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا﴾. [راجع: ٩٣٦]

ساتھ تھے انہیں دیکھ کر سوائے بارہ آدمیوں کے سب لوگ ادھر ہی دوڑ پڑے۔ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا'' یعنی اور بعض لوگوں نے جب کبھی ایک سودے یا تماشے کی چیز کو دیکھا تو اس کی طرف دوڑتے ہوئے پھیل گئے۔

(٦٣) إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ — سورۂ منافقون کی تفسیر

تشریح: یہ سورت مدنی ہے جس میں گیارہ آیات اور دو رکوع ہیں اس میں منافقین کا ذکر ہے جو مطالعہ سے تعلق رکھتا ہے۔

[بَابُ قَوْلِهِ:]

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ﴾ إِلَى: ﴿لَكَاذِبُونَ﴾

''جب منافق آپ کے پاس آتے تو کہتے ہیں کہ بے شک ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔'' لَكَاذِبُونَ تک۔

٤٩٠٠ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كُنْتُ فِي غَزَاةٍ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ يَقُولُ: لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِهِ وَلَئِنْ رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِهِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي أَوْ لِعُمَرَ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَدَعَانِي فَحَدَّثْتُهُ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ فَحَلَفُوا مَا قَالُوا فَكَذَّبَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَصَدَّقَهُ فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلُهُ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ لِي عَمِّي: مَا أَرَدْتَ إِلَى أَنْ كَذَّبَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَقَتَكَ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾ فَبَعَثَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقَرَأَ فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ يَا زَيْدُ)) [أطرافه في: ٤٩٠١، ٤٩٠٢، ٤٩٠٣، ٤٩٠٤] [مسلم: ٧٠٢٤؛ ترمذي: ٣٣١٢]

(۴۹۰۰) ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل بن یونس نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے اور ان سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک غزوہ (تبوک) میں تھا اور میں نے (منافقوں کے سردار) عبداللہ بن ابی کو یہ کہتے سنا کہ جو لوگ (مہاجرین) رسول کے پاس جمع ہیں ان پر خرچ نہ کرو تاکہ وہ خود ہی رسول اللہ ﷺ سے جدا ہو جائیں۔ اس نے یہ بھی کہا اب اگر ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والوں کو نکال باہر کرے گا۔ میں نے اس کا ذکر اپنے چچا (سعد بن عبادہ انصاری) سے کیا یا عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا۔ (راوی کو شک تھا) انہوں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے مجھے بلایا میں نے تمام باتیں آپ کو سنا دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا۔ انہوں نے قسم کھالی کہا کہ انہوں نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کہی تھی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو جھوٹا سمجھا اور عبداللہ کو سچا سمجھا۔ مجھے اس کا اتنا صدمہ ہوا کہ ایسا کبھی نہ ہوا تھا۔ پھر میں گھر میں بیٹھ رہا۔ میرے چچا نے کہا کہ میرا خیال نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری تکذیب کریں گے اور تم پر ناراض ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی: ''جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں۔'' اس کے بعد نبی ﷺ نے مجھے بلوایا اور اس سورت کی تلاوت کی اور فرمایا: ''اے زید!

اللہ تعالیٰ نے تم کو سچا کردیا ہے۔“

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿اتَّخَذُوْا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً﴾ يَجْتَنُّوْنَ بِهَا.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

”ان لوگوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے۔“ یعنی جس سے وہ اپنے نفاق کی پردہ پوشی کرتے ہیں۔

٤٩٠١۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَمِّي فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ ابْنَ سَلُوْلَ يَقُوْلُ: لَا تُنْفِقُوْا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتَّى يَنْفَضُّوْا وَقَالَ أَيْضًا: لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمِّي فَذَكَرَ عَمِّي لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ فَحَلَفُوْا مَا قَالُوْا فَصَدَّقَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَذَّبَنِي فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلُهُ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِي بَيْتِي فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿إِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتَّى يَنْفَضُّوْا﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ﴾ فَأَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَأَهَا عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ)). [راجع: ٤٩٠٠]

(٤٩٠١) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسرائیل بن یونس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ان سے ابواسحاق سبیعی نے بیان کیا اور ان سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اپنے چچا (سعد بن عبادہ یا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما) کے ساتھ تھا میں نے عبداللہ بن ابی ابن سلول کو کہتے سنا کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہیں ان پر خرچ مت کرو تا کہ وہ ان کے پاس سے بھاگ جائیں۔ یہ بھی کہا کہ اگر اب ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلیلوں کو نکال کر باہر کردے گا۔ میں نے اس کی یہ بات چچا سے آ کر کہی اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلوایا۔ انہوں نے قسم کھالی کہ ایسی کوئی بات انہوں نے نہیں کہی تھی رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کو سچا جانا اور مجھ کو جھوٹا سمجھا۔ مجھے اس کا اتنا صدمہ پہنچا کہ ایسا کبھی نہیں پہنچا ہوگا پھر میں گھر کے اندر بیٹھ گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی ”اِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ“ سے اس آیت تک ”لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ“ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلوایا اور میرے سامنے اس سورت کی تلاوت کی پھر فرمایا: ”اللہ نے تمہارے بیان کو سچا کردیا ہے۔“

تشریح: آیات مذکورہ کا شان نزول یہ ہے کہ ایک سفر میں دو شخص لڑ پڑے ایک مہاجرین سے اور ایک انصار کا۔ دونوں نے اپنی حمایت کے لئے اپنی اپنی جماعت کو پکارا جس پر خاصہ ہنگامہ ہوگیا۔ یہ خبر رئیس منافقین عبداللہ بن ابی کو پہنچی۔ کہنے لگا اگر ہم ان مہاجرین کو اپنے شہر میں جگہ نہ دیتے تو ہم سے مقابلہ کیوں کرتے، تم ہی خبر گیری کرتے ہو تو یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمع رہتے ہیں خبر گیری چھوڑ دو ابھی خرچ سے تنگ آ کر متفرق ہو جائیں گے اور سب مجمع بچھڑ جائے گا یہ بھی کہا کہ اس سفر سے واپس ہو کر ہم مدینہ پہنچیں تو جس کا اس شہر میں زور واقتدار ہے چاہیے کہ ذلیل بے قدروں کو نکال دے (یعنی ہم جو معزز لوگ ہیں ذلیل مسلمانوں کو نکال دیں گے) ایک صحابی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے یہ باتیں سن کر حضرت کے پاس نقل کردیں۔ آپ نے عبداللہ بن ابی وغیرہ سے تحقیق کی تو قسمیں کھانے لگے کہ زید بن ارقم (رضی اللہ عنہ) نے ہماری دشمنی سے جھوٹ بولا ہے۔ لوگ زید پر آوازیں کسنے

لگے وہ بیچارے سخت نادم تھے اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں، رسول اکرم ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے سچا کر دیا۔ روایات میں ہے کہ عبداللہ بن ابی کے وہ الفاظ کہ عزت والا ذلیل کو ذلت کے ساتھ نکال دے گا جب اس کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو پہنچے، جو مخلص مسلمان تھے تو باپ کے سامنے تلوار لے کر کھڑے ہو گئے اور بولے جب تک اقرار نہ کرے گا کہ رسول اللہ ﷺ عزت والے ہیں اور تو ذلیل ہے زندہ نہ چھوڑوں گا اور نہ مدینہ میں گھسنے دوں گا آخر اقرار کرا کر چھوڑا۔

عبداللہ بن ابی نے مسلمانوں کو ذلیل اور اپنے آپ کو اور دیگر منافقین کو عزت دار سمجھا حالانکہ یہ کم بخت عزت اور عزت داری کا اصول بھی نہیں سمجھتے، اصل عزت وہ ہے جو زوال پذیر نہ ہو۔ مال، سرکاری نوکری، تجارت وغیرہ یہ سب زوال پذیر ہیں آج کوئی شخص مالدار ہے تو کل نہیں، آج کوئی سرکاری عہدہ پر ہے تو کل معزول ہے اس لئے ان لوگوں کی عزت اصل نہیں۔ اصل عزت اللہ کی ہے اور رسول کی ہے اور صالحین کی ہے جو محض ایمان کی وجہ سے معزز ہیں چاہے امیر ہوں یا غریب اس میں کچھ فرق نہیں، ان کے علما، فقرا، عزت کے مستحق ہیں، وہ سب مؤمنین میں داخل ہیں مگر منافق لوگ جانتے نہیں ہیں کہ عزت کیا چیز ہے مسلمانو! تم جانتے ہو کہ ان منافقوں کا یہ گھمنڈ دو وجہ سے ہے ایک قوت بازو سے یعنی یہ جانتے ہیں کہ ہم مالدار ہیں۔ دوم یہ ہے کہ ہم اولاد والے بھی ہیں ہم جہاں کھڑے ہو جائیں ہماری قوت ہمارے ساتھ ہے یہ باتیں غرور کی ہیں پس تم مال اور اولاد کا گھمنڈ نہ کرنا کیونکہ یہ چیزیں آنے اور جانے والی ہیں، ان پر گھمنڈ کرنا اور اترانا نہ چاہیے بلکہ شکر کرنا چاہیے پس تم مسلمان ایسے افعال مکروہہ سے بچتے رہا کرو اور منافقوں کی طرح بخل نہ کیا کرو۔ (ثنائی)

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلَى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ﴾

٤٩٠٢۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ قَالَ: لَمَّا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ﴿لَا تُنْفِقُوْا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللَّهِ﴾ وَقَالَ أَيْضًا: ﴿لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ﴾ أَخْبَرْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَلَامَنِي الْأَنْصَارُ وَحَلَفَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ مَا قَالَ ذَٰلِكَ فَرَجَعْتُ إِلَى الْمَنْزِلِ فَنِمْتُ فَأَتَانِي رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ)) وَنَزَلَ ﴿هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا﴾ الْآيَةَ وَقَالَ ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''یہ اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ ظاہر میں ایمان لے آئے پھر دلوں میں کافر ہوئے سو ان کے دلوں میں مہر لگا دی گئی پس اب یہ نہیں سمجھتے۔''

(۴۹۰۲) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن کعب قرظی سے سنا، کہا کہ میں نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن ابی ابن سلول نے کہا کہ ''جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہیں ان پر خرچ نہ کرو'' یہ بھی کہا کہ ''اب اگر ہم مدینہ واپس گئے تو ہم میں سے عزت والا ذلیلوں کو نکال باہر کرے گا'' تو میں نے یہ خبر نبی کریم ﷺ تک پہنچائی۔ اس پر انصار نے مجھے ملامت کی اور عبداللہ بن ابی نے قسم کھالی کہ اس نے یہ بات نہیں کہی تھی پھر میں گھر واپس آ گیا اور سو گیا۔ اس کے بعد مجھے رسول اللہ ﷺ نے طلب فرمایا اور میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق (میں آیت نازل) کر دی ہے۔'' اور یہ آیت اتری: "هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا" آخر تک اور ابن ابی زائدہ نے اعمش سے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان

زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٤٩٠٠] [مسلم: ٣٣١٤]

سے ابن ابی لیلیٰ نے اور ان سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح نقل کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ﴾

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''(اے نبی!) تو ان کو دیکھتا ہے تو تجھے ان کے جسم حیران کرتے ہیں، جب وہ باتیں کرتے ہیں تو تو ان کی بات سنتا ہے گویا وہ بہت بڑی لکڑی کے کھبے ہیں جن کے ساتھ لوگ تکیہ لگاتے ہیں، ہر ایک زوردار آواز کو اپنے ہی برخلاف جانتے ہیں پس تم (اے نبی!) ان دشمنوں سے بچتے رہو۔ ان پر اللہ کی مار ہو کہاں کو بہکے جاتے ہیں۔''

٤٩٠٣ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ أَصَابَ النَّاسَ فِيهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ لِأَصْحَابِهِ: لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا مَنْ حَوْلَهُ وَقَالَ: لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَرْسَلَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ فَسَأَلَهُ فَاجْتَهَدَ يَمِينَهُ مَا فَعَلَ قَالُوا كَذَبَ زَيْدٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِمَّا قَالُوا شِدَّةٌ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقِي فِي: ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾ فَدَعَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ فَلَوَّوْا رُؤُوسَهُمْ. وَقَوْلُهُ: ﴿خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ﴾ قَالَ: كَانُوا رِجَالًا أَجْمَلَ شَيْءٍ. [راجع: ٤٩٠٠]

(۴۹۰۳) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر (غزوہ تبوک یا بنی المصطلق) میں تھے جس میں لوگوں پر بڑے تنگ اوقات آئے تھے۔ عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہیں ان پر کچھ خرچ مت کرو تا کہ وہ ان کے پاس سے منتشر ہو جائیں۔ اس نے یہ بھی کہا کہ اگر ہم اب مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلیلوں کو نکال باہر کرے گا۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی گفتگو کی اطلاع دی تو آپ نے عبداللہ بن ابی کو بلا کر پوچھا۔ اس نے بڑی قسمیں کھا کر کہا کہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ لوگوں نے کہا: زید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے جھوٹ بولا ہے۔ لوگوں کی اس طرح کی باتوں سے میں بڑا رنجیدہ ہوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میری تصدیق فرمائی اور یہ آیت نازل ہوئی: "اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ" (جب آپ کے پاس منافق آئے) پھر نبی ﷺ نے انہیں بلایا تا کہ ان کے لئے مغفرت کی دعا کریں لیکن انہوں نے اپنے سر پھیر لئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد: "خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ" گویا وہ بہت بڑے لکڑی کے کھبے ہیں۔ (ان کے متعلق اس لئے کہا گیا کہ) وہ بڑے خوبصورت (ڈیل ڈول معقول مگر دل میں منافق تھے)

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ﴾ حَرَّكُوا: اسْتَهْزَءُوا بِالنَّبِيِّ ﷺ وَيُقْرَأُ بِالتَّخْفِيفِ مِنْ لَوَيْتُ.

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آ ؤ اللہ کے رسول (ﷺ) تمہارے لئے استغفار فرمادیں تو وہ اپنا سر پھیر لیتے ہیں اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ تکبیر کرتے ہوئے وہ کس قدر بے رخی برت رہے ہیں۔'' لَوَّوْا کا معنی یہ ہے کہ اپنے سر ہنسی ٹھٹھے کی راہ سے ہلانے لگے۔ بعض نے لووا بر تخفیف واؤ لویت سے پڑھا ہے یعنی سر پھیر لیا۔

٤٩٠٤۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَمِّي فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ ابْنَ سَلُولَ يَقُولُ: لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا وَلَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي فَذَكَرَ عَمِّي لِلنَّبِيِّ ﷺ فَدَعَانِي فَحَدَّثْتُهُ فَأَرْسَلَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ فَحَلَفُوا مَا قَالُوا وَكَذَّبَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَصَدَّقَهُمْ فَأَصَابَنِي غَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلُهُ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِي بَيْتِي وَقَالَ عَمِّي: مَا أَرَدْتَ إِلَى أَنْ كَذَّبَكَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَقَتَكَ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ﴾ وَأَرْسَلَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقَرَأَهَا وَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ)). [راجع: ٤٩٠٠]

(۴۹۰۴) ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے اور ان سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اپنے چچا کے ساتھ تھا میں نے عبداللہ بن ابی ابن سلول کو کہتے سنا کہ جولوگ رسول اللہ (ﷺ) کے پاس ہیں ان پر کچھ خرچ نہ کرو تا کہ وہ منتشر ہو جائیں اور اگر ہم مدینہ واپس لوٹیں گے تو ہم میں سے جو عزت والے ہیں ان ذلیلوں کو باہر کر دیں گے۔ میں نے اس کا ذکر اپنے چچا سے کیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا میں نے آپ کو بیان کیا تو آپ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کی طرف آدمی بھیجا تو انہوں نے آ کر اپنی بات پر قسم کھالی نبی ﷺ نے مجھے جھوٹا سمجھا اور ان کی تصدیق کر دی تو مجھے اس کا اتنا افسوس ہوا کہ پہلے کبھی کسی بات پر اتنا افسوس نہ ہوا ہوگا، میں غم سے اپنے گھر میں بیٹھ گیا۔ میرے چچا نے کہا کہ تمہارا کیا ایسا خیال تھا کہ نبی ﷺ نے تمہیں جھٹلایا اور تم پر خفا ہوئے ہیں؟ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ'' الایۃ ''جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں۔'' نبی اکرم ﷺ نے مجھے بلوا کر اس آیت کی تلاوت فرمائی اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق نازل کر دی ہے۔''

تشریح: نبی کریم ﷺ غیب داں نہیں تھے، دلوں کا حال صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ عبداللہ بن ابی نے قسمیں کھا کھا کر اپنی براءت ظاہر کی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی باتوں کا یقین کر لیا بعد میں وحی الٰہی نے عبداللہ بن ابی کا جھوٹ ظاہر فرمایا اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے بیان کی تصدیق فرمائی جس سے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا دل مطمئن ہو گیا اور منافقین کا سورۂ منافقین میں سارا پول کھول دیا گیا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ

باب: اللہ عز وجل کا فرمان:

''ان کے لیے برابر ہے خواہ آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں اللہ

لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾

تعالیٰ انہیں کسی حال میں نہیں بخشے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ ایسے نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

٤٩٠٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ قَالَ كُنَّا: فِي غَزَاةٍ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: فِي جَيْشٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ! فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا آلَ الْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا آلَ الْمُهَاجِرِينَ! فَسَمِعَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ؟)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: ((دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ)) فَسَمِعَ بِذَلِكَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ فَقَالَ: فَعَلُوهَا؟ أَمَا وَاللَّهِ! لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ)) وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ أَكْثَرَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ ثُمَّ إِنَّ الْمُهَاجِرِينَ كَثُرُوا بَعْدُ قَالَ سُفْيَانُ: فَحَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ جَابِرًا: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٣٥١٨]

[مسلم: ٦٥٨٣؛ ترمذي: ٣٣١٥]

(۴۹۰۵) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا اور انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم ایک غزوہ (تبوک) میں تھے۔ سفیان نے ایک مرتبہ (بجائے غزوہ کے) "جیش" (لشکر) کا لفظ کہا۔ مہاجرین میں سے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کو لات ماردی۔ انصاری نے کہا یاللانصار یعنی اے انصاریو! دوڑو اور مہاجر نے کہا یاللمہاجرین یعنی اے مہاجرین! دوڑو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے بھی اسے سنا اور فرمایا: "کیا قصہ ہے؟ یہ جاہلیت کی پکار کیسی ہے؟" لوگوں نے بتایا کہ یارسول اللہ! ایک مہاجر نے ایک انصاری کو لات ماردی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اس طرح جاہلیت کی پکار کو چھوڑ دو کہ یہ نہایت ناپاک باتیں ہیں۔" عبداللہ بن ابی نے بھی یہ بات سنی تو کہا اچھا اب یہاں تک نوبت پہنچ گئی۔ اللہ کی قسم! جب ہم مدینہ لوٹیں گے تو ہم سے عزت والا ذلیلوں کو نکال کر باہر کر دے گا۔ اس کی خبر نبی ﷺ کو پہنچ گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق کو ختم کر دوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اسے چھوڑ دو تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد (ﷺ) اپنے ساتھیوں کو قتل کرا دیتے ہیں۔" جب مہاجرین مدینہ منورہ میں آئے تو انصار کی تعداد سے ان کی تعداد کم تھی۔ لیکن بعد میں ان مہاجرین کی تعداد زیادہ ہوگئی۔ سفیان نے بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے یاد کی، عمرو نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ﴾.

"یہی لوگ تو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو رہے ہیں، ان پر خرچ مت کرو۔ یہاں تک کہ (بھوکے رہ کر) وہ آپ ہی خود تتر بتر ہو جائیں حالانکہ اللہ ہی کے قبضے میں آسمان اور زمین کے خزانے ہیں

لیکن منافقین یہ نہیں سمجھتے۔''

تشریح: عبداللہ بن ابی منافق کا قول دوسری روایت میں یوں ہے کہ ہم ہی نے تو ان کو یہاں بلایا اور اپنے ملک میں ان کو جگہ دی اب وہ ہم پر ہی حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے یوں کہا کہ ہماری اور ان قریش کے لوگوں کی یہ مثال ہے جیسے کسی شخص نے کہا کتے کو کھلاؤ پلاؤ موٹا کرو وہ اخیر میں تجھ ہی کو کھا جائے گا۔ پھر اپنے لوگوں کے پاس آیا کہنے لگا دیکھو تم نے ان لوگوں کو اپنے ملک میں اتارا، اپنے مال اور جائیداد میں ان کو شریک کر لیا یہ اسی کا بدلہ ہے "خود کردہ را چہ علاج" اگر تم ان لوگوں سے اچھا سلوک نہ کرتے، ان کو اپنے گھروں میں نہ اتارتے تو یہ اور کہیں چلے جاتے تم بچے رہتے۔ (وحیدی)

گویا منافقین مدینہ مہاجرین کو غیر ملکی تصور کر کے ان کو ملک بدر کرنا چاہتے تھے۔ آج کل بھی یہی حال ہے کہ کفار ومشرکین بہت سے مقامات پر مسلمانوں کو غیر ملکی ہونے کا طعنہ دیتے اور ان کو نکل جانے کے لئے کہتے رہتے ہیں مگر جس طرح منافقین مدینہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے اس طرح آج کل کے دشمنان اسلام بھی اپنے ناپاک ارادوں میں ناکام ہی رہیں گے مسلمانوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ

ہر ملک ملک ما است کہ ملک خدائے ما است

٤٩٠٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: حَزِنْتُ عَلَى مَنْ أُصِيْبَ بِالْحَرَّةِ فَكَتَبَ إِلَيَّ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ وَبَلَغَهُ شِدَّةُ حُزْنِي يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ)) وَشَكَّ ابْنُ الْفَضْلِ فِيْ أَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ فَسَأَلَ أَنَسًا بَعْضُ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَقَالَ: هُوَ الَّذِيْ يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذَا الَّذِيْ أَوْفَى اللّٰهُ لَهُ بِأُذُنِهِ)).

(۴۹۰۶) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ مجھ سے عبداللہ بن فضل نے بیان کیا اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان کا بیان نقل کیا کہ مقام حرہ میں جو لوگ شہید کر دیئے گئے تھے ان پر مجھے بڑا رنج ہوا۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو میرے غم کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے مجھے لکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما ان کے بیٹوں کی مغفرت فرما۔'' عبداللہ بن فضل کو اس میں شک تھا کہ آپ نے انصار کے بیٹوں کے بیٹوں کا بھی ذکر کیا تھا یا نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان کی مجلس کے حاضرین میں سے کسی نے سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہی وہ ہیں جن کے سننے کی اللہ تعالیٰ نے تصدیق کی تھی۔

[مسلم: ٦٤١٤]

تشریح: حرہ مدینہ کا ایک میدان ہے، ۶۳ھ میں جہاں پر یزیدیوں نے پڑاؤ کیا جب کہ مدینہ منورہ کے لوگوں نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا تھا۔ اس نے ایک فوج بھیجی جس نے مدینہ منورہ پہنچ کر وہاں قتل عام کیا۔ انصار کی ایک بہت بڑی تعداد اس حادثہ میں شہید ہو گئی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ان دنوں بصرہ میں تھے جب ان کو اس کی خبر ملی تو بہت رنجیدہ ہوئے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی تصدیق سے مراد یہی کہ اللہ پاک نے منافقوں کے خلاف بیان دینے میں ان کی تصدیق کے لئے سورۂ منافقون نازل فرمائی۔

بَابُ قَوْلِهِ: باب: اللہ جل جلالہ کا فرمان:

﴿يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ ''(منافقوں نے کہا) اگر ہم اب مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا

الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴾. وہاں سے ذلیلوں کو نکال باہر کردے گا۔ حالانکہ عزت تو بس اللہ ہی کے لئے اور اس کے رسول (ﷺ) کے لئے اور ایمان والوں کے لئے ہے البتہ منافقین علم نہیں رکھتے۔''

تشریح: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحمزہ ہے، قبیلہ خزرج سے ہیں، ان کو رسول اللہ ﷺ کا خادم خاص ہونے کا شرف حاصل ہے ان کی ماں کا نام ام سلیم بنت ملحان ہے۔ جب رسول کریم ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے، اس وقت ان کی عمر دس سال تھی ان کو نبی کریم ﷺ کی خدمت کرنے کا شرف متواتر دس سال تک حاصل ہوا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان کو بصرہ میں مبلغ کے طور پر مقرر فرمایا تھا۔ بصرہ ہی میں ان کا انتقال ۹۱ھ میں ہوا اور بصرہ میں یہ آخری صحابی تھے ایک سو تین سال کی عمر پائی۔ انتقال کے وقت ان کے اٹھہتر (۷۸) بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ حدیث نبوی کے خاص روایت کرنے والوں میں سے ہیں اور ان کے شاگردوں کی تعداد بھی کثیر ہے۔

وفات نبوی کے وقت پورے قرآن کے حافظ سب اختلافات قراءت کے ساتھ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ تھے جن کا نام عویمر بن عامر انصاری خزرجی مشہور ہے، درداء ان کی بیٹی کا نام ہے۔ تھوڑی تاخیر سے اسلام لائے مگر مسلمان ہونے کے بعد بڑے خلوص کا ثبوت دیا اور اسلام کے بڑے فقیہ، عالم اور حکیم ثابت ہوئے۔ شام میں سکونت کی اور دمشق میں ۳۲ھ میں فوت ہوئے۔ بہت لوگوں نے آپ سے روایت کی ہے۔

نمبر دوم پر حافظ قرآن معاذ رضی اللہ عنہ ہیں جو انصاری خزرجی ہیں، کنیت ابوعبداللہ ہے، یہ ان ستر صحابیوں میں شامل تھے جنہوں نے عقبہ ثانیہ (دوسری گھاٹی) میں رسول کریم ﷺ سے اسلام پر بیعت کی تھی۔ جنگ بدر اور بعد کی سب لڑائیوں میں شریک رہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو بہت سی وصیتوں کے ساتھ یمن کی طرف قاضی اور مبلغ بنا کر بھیجا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو شام کا حاکم مقرر فرمایا تھا۔ اڑتیس سال کی عمر میں عمواس کے طاعون میں ۱۸ھ میں انتقال ہوا۔ (رضی اللہ عنہ)

تیسرے حافظ قرآن حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے، یہ بھی انصاری ہیں جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ان کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ لکھنا پڑھنا جانتے تھے لہٰذا نبی کریم ﷺ نے ان کو کاتب قرآن مقرر فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قرآن شریف جمع کرنے کی خدمت ان کو سونپی گئی، جسے انہوں نے بحسن وخوبی انجام دیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی مصحف عثمانی کی ترتیب میں ان کا بڑا حصہ تھا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کے عہد کے جمع کردہ نسخہ کی نقل تھی۔ چھپن (۵۶) سال کی عمر پا کر مدینہ ہی میں ۴۵ھ میں وفات پائی۔ (رضی اللہ عنہ)

چوتھے صحابی حافظ قرآن ابوزید رضی اللہ عنہ ہیں ان کو بھی یہ سعادت حاصل ہے کہ انہوں نے عہد نبوی میں سارے قرآن پاک کو حفظ کیا تھا، یہ بھی انصاری ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان کے بھتیجے تھے وہی ان کے وارث ہوئے کیونکہ ان کو کوئی اولاد نہ تھی۔ جمع قرآن بعہد نبوی کی سعادت ان ہی چار بزرگوں پر منحصر نہیں ہے بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت ابی بن کعب وغیرہم رضی اللہ عنہم بھی قرآن پاک کے بڑے عالم فاضل بزرگ ترین صحابہ ہیں۔ ایسے ہی حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو بھی قرآن پاک کی خدمت میں مقام خاص حاصل ہے۔ ان حضرات کے بعد علمائے اسلام نے قرآن پاک کی جو خدمات انجام دی ہیں وہ اس قدر بے نظیر ہیں جن کی مثالیں مذاہب عالم میں ملنی محال ہیں۔ ان ہی خدمات کا نتیجہ ہے کہ قرآن مجید پورے چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود آج بھی حرف بحرف محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔

روز قیامت ہر کسے حاضر شود با نامہ من نیز حاضر می شوم تفسیر قرآن در بغل (راز)

یہ روایت حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، یہ بھی انصاری صحابی ہیں، یہ اپنے والد کے ساتھ عقبہ ثانیہ میں اسلام لائے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ سے بے انتہا محبت تھی۔ غزوہ خندق کے موقع پر تمام لشکر ہی بے آب ودانہ خندق کے کھودنے میں مشغول تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی خندق کھود رہے تھے۔ اسی اثنا میں سرور اسلام ﷺ ہاتھ میں کدال لئے ہوئے ایک سخت پتھر کے توڑنے میں محو ہیں۔ شکم مبارک سے

چادر بنی ہوئی تھی تو دیکھا کہ آپ کے مبارک شکم پر تین پتھر بندھے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر نبی کریم ﷺ سے اجازت لے کر گھر پہنچے اور بیوی سے کہا کہ آج ایسی بات دیکھی جس پر صبر نہیں ہو سکتا۔ کچھ ہو تو پکاؤ اور خود ایک بکری کا بچہ ذبح کر کے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میرے یہاں چل کے جو کچھ موجود ہے تناول فرمائیے۔ نبی کریم ﷺ کا تین روز سے فاقہ تھا دعوت قبول فرمائی اور عام منادی کرادی کہ جابر رضی اللہ عنہ نے سب لوگوں کی دعوت کی ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے انتظام آپ کے اور دو تین آدمیوں کے لئے کیا تھا اس لئے نہایت تنگ دل ہوئے مگر ادب سے خاموش رہے۔ نبی کریم ﷺ تمام مجمع کو لے کر ان کے مکان پر تشریف لے گئے۔ خود بھی کھانا نوش فرمایا اور لوگوں نے بھی کھایا پھر بھی بچ رہا۔ آپ ﷺ نے ان کی بیوی سے فرمایا کہ یہ تم کھاؤ اور لوگوں کے یہاں بھیجو کیونکہ لوگ بھوک میں مبتلا ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نہایت سادہ مزاج تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک گروہ مکان پر ملنے آیا۔ اندر سے روٹی اور سرکہ لائے اور کہا کہ بسم اللہ اس کو نوش فرمائیے کیونکہ سرکہ کی بڑی فضیلت نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔

٤٩٠٧ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: كُنَّا فِي غَزَاةٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لَلْأَنْصَارِ! وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِينَ! فَسَمَّعَهَا اللَّهُ رَسُولَهُ ﷺ قَالَ: ((مَا هَذَا؟)) فَقَالُوا: كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لَلْأَنْصَارِ! وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِينَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ)) قَالَ جَابِرٌ: وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ حِينَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ أَكْثَرَ ثُمَّ كَثُرَ الْمُهَاجِرُونَ بَعْدُ فَقَالَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ: أَوَقَدْ فَعَلُوا وَاللَّهِ! لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ)). [راجع: ٣٥١٨]

(۴۹۰۷) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے یاد کی، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ ہم ایک غزوے میں تھے، اچانک مہاجرین کے آدمی نے انصاری کے ایک آدمی کو مارا۔ انصاری نے کہا: اے انصاریو! دوڑو اور مہاجر نے کہا: اے مہاجرین! دوڑو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اپنے رسول اللہ ﷺ کو بھی سنایا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”کیا بات ہے؟“ لوگوں نے بتایا کہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کو مارا ہے۔ اس پر انصاری نے کہا کہ اے انصاریو! دوڑو اور مہاجر نے کہا: اے مہاجرین! دوڑو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اس طرح پکارنا چھوڑ دو کہ یہ نہایت ناپاک باتیں ہیں۔“ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو شروع میں انصار کی تعداد زیادہ تھی لیکن بعد میں مہاجرین زیادہ ہو گئے تھے۔ عبداللہ بن ابی نے کہا: اچھا اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے، اللہ کی قسم! مدینہ واپس ہو کر عزت والے ذلیلوں کو باہر نکال دیں گے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! اجازت ہو تو اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”نہیں ورنہ لوگ یوں کہیں گے محمد (ﷺ) اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کرانے لگے ہیں۔“

(٦٤) سُورَةُ التَّغَابُنِ

سورۂ تغابن کی تفسیر

وَقَالَ عَلْقَمَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: ﴿وَمَنْ يُؤْمِنْ

علقمہ نے عبداللہ سے یہ نقل کیا کہ آیت ”وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ“ سے اور جو کوئی

بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهُ﴾ هُوَ الَّذِيْ إِذَا أَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ رَضِيَ وَعَرَفَ أَنَّهَا مِنَ اللّٰهِ.

اللہ پر ایمان لاتا ہے اللہ اس کے دل کو نور ہدایت سے روشن کر دیتا ہے۔" اس سے مراد وہ شخص ہے کہ اگر اس پر کوئی مصیبت آ پڑے تو اس پر بھی وہ راضی رہتا ہے بلکہ سمجھتا ہے کہ یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

تشریح: یہ سورت مدنی ہے اس میں ۱۸ آیات اور دو رکوع ہیں۔

(٦٥) سُوْرَةُ الطَّلَاقِ

سورۂ طلاق کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿وَبَالَ أَمْرِهَا﴾ جَزَاءَ أَمْرِهَا.

مجاہد نے کہا کہ "وَبَالَ اَمْرِهَا" اَیْ جَزَآءَ اَمْرِهَا یعنی اس کے گناہ کا وبال جو سزا کی شکل میں ہے اسے بھگتنا ہوگا، وہ مراد ہے۔

تشریح: یہ سورت مدنی ہے اس میں ۱۲ آیات اور دو رکوع ہیں۔

٤٩٠٨ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَغَيَّظَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ فَتَطْهُرَ فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ كَمَا أَمَرَ اللّٰهُ)). [أطرافه في: ٥٢٥١، ٥٢٥٢، ٥٢٥٣، ٥٢٥٨، ٥٢٦٤، ٥٣٣٢، ٥٣٣٣، ٧١٦٠]

(۴۹۰۸) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ کو سالم نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ انہوں نے اپنی بیوی (آمنہ بنت غفار) کو جبکہ وہ حائضہ تھیں طلاق دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بہت غصہ ہوئے اور فرمایا: "وہ ان سے (اپنی بیوی سے) رجوع کر لیں اور اپنے نکاح میں رکھیں یہاں تک کہ وہ ماہواری سے پاک ہو جائے پھر ماہواری آئے اور پھر وہ اس سے پاک ہو، اب اگر وہ طلاق دینا مناسب سمجھیں تو اس کی پاکی (طہر) کے زمانہ میں اس کے ساتھ ہم بستری سے پہلے طلاق دے سکتے ہیں پس یہی وہ عدت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے (مردوں کو) حکم دیا ہے۔" یعنی حالت طہر میں طلاق دیں۔

تشریح: فقہی اصطلاح میں طلاق شرعی وہ ہے کہ تین طہر تک یعنی حالت طہر میں جبکہ عورت حیض سے نہ ہو طلاق دی جائے اس طرح اگر متواتر تین ماہ تک تین طلاقیں کوئی بھی اپنی عورت کو دے دے تو پھر وہ عورت اس کے نکاح سے بالکل باہر ہو جاتی ہے اور ﴿حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ (۲/البقرۃ:۲۸۰) آیت کے تحت وہ عورت اس کے نکاح میں دوبارہ نہیں آ سکتی یہ تین طلاق جو مروجہ طریقے کے مطابق مرد تین دفعہ ایک ہی مجلس میں اپنی عورت کو طلاق دے دے پھر فتویٰ طلب کرے ائمہ اہلحدیث کے نزدیک ایک ہی طلاق کے حکم میں ہیں اور وہ عدت میں دوبارہ اس خاوند کے نکاح میں آ سکتی ہے مگر اکثر فقہائے احناف ان کو تین طلاق قرار دے کر اس عورت کو مرد سے جدا کرا دیتے ہیں اور اس کو حلالہ کا حکم دیتے ہیں حالانکہ ایسا حلالہ کرانے والوں پر شریعت میں لعنت آئی ہے۔ فقہائے احناف کا یہ فتویٰ ائمہ اہلحدیث کے نزدیک بالکل غلط ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دور میں سیاسی مصلحت کے تحت ایسا آرڈر جاری کر دیا تھا جو محض وقتی تھا جو علمائے اس طرح مطلقہ عورتوں کو جدا کرا دیتے ہیں ان کو غور کرنا چاہیے کہ وہ اس طرح کتنی عورتوں پر ظلم کر رہے ہیں اللہ ان کو نیک سمجھ عطا کرے۔ آمین

آج آخری ذی قعدہ ۱۳۹۳ھ میں یہ نوٹ بہ سلسلہ قیام سورت شہر حوالہ قلم کیا گیا الحمد للہ دسمبر ۱۹۷۳ء پرچہ نور الایمان میں کچھ علمائے احناف والمحدیث کا متفقہ فتویٰ شائع کیا گیا ہے جو احمد آباد کے سیمینار منعقدہ میں لکھا گیا تھا جس میں اس کا متفقہ حل نکالا گیا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا﴾. وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ وَاحِدُهَا ذَاتُ حَمْلٍ.

٤٩٠٩ـ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ جَالِسٌ عِنْدَهُ فَقَالَ: أَفْتِنِي فِي امْرَأَةٍ وَلَدَتْ بَعْدَ زَوْجِهَا بِأَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: آخِرُ الْأَجَلَيْنِ قُلْتُ أَنَا: ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي يَعْنِي أَبَا سَلَمَةَ فَأَرْسَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ غُلَامَهُ كُرَيْبًا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا فَقَالَتْ: قُتِلَ زَوْجُ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةِ وَهِيَ حُبْلَى فَوَضَعَتْ بَعْدَ مَوْتِهِ بِأَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فَخُطِبَتْ فَأَنْكَحَهَا رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ أَبُو السَّنَابِلِ فِيْمَنْ خَطَبَهَا. [طرفه في: ٥٣١٨] [مسلم: ٣٧٢٣، ٣٧٢٤؛ ترمذي: ١١٩٤؛ نسائي: ٣٥١١، ٣٥١٢]

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

”سو حمل والیوں کی عدت ان کے بچے کا پیدا ہو جانا ہے اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے کام میں آسانی پیدا کر دے گا۔“ اور ”اُولاتُ الاَحْمَال“ سے مراد ذَاتُ الْحَمْل ہے جس کے معنی حمل والی عورت ہے۔

(۴۹۰۹) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ ایک شخص ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آنے والے نے پوچھا کہ آپ مجھے اس عورت کے متعلق مسئلہ بتایئے جس نے اپنے شوہر کی وفات کے چار مہینے بعد بچہ جنا؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جس کا خاوند فوت ہو وہ عدت کی دو مدتوں میں جو مدت لمبی ہو اس کی رعایت کرے (ابوسلمہ نے بیان کیا کہ) میں نے عرض کیا کہ (قرآن مجید میں ان کی عدت کا یہ حکم ہے) ”حمل والیوں کی عدت ان کے حمل کا پیدا ہو جانا ہے۔“ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بھی اس مسئلہ میں اپنے بھتیجے کے ساتھ ہی ہوں۔ ان کی مراد ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے تھی آخر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام کریب کو ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا یہی مسئلہ پوچھنے کے لئے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ سبیعہ اسلمیہ کے شوہر (سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ) شہید کر دیئے گئے تھے وہ اس وقت حاملہ تھیں شوہر کی موت کے چالیس دن بعد ان کے یہاں بچہ پیدا ہو پھر ان کے پاس نکاح کا پیغام پہنچا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح کر دیا۔ ابوالسنابل بھی ان کے پاس پیغام نکاح بھیجنے والوں میں سے تھے۔

تشریح: اس بارے میں صحیح مسئلہ وہی ہے جو آیت میں مذکور ہے یعنی حمل والی عورتیں مطلقہ ہوں تو ان کی عدت وضع حمل ہے۔ بچہ پیدا ہونے پر وہ چاہیں تو نکاح ثانی کر سکتی ہیں خواہ بچہ کم سے کم مدت میں پیدا ہو جائے یا دیر میں بہر حال فتویٰ صحیح یہی ہے۔

٤٩١٠ـ وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ

(۴۹۱۰) اور سلیمان بن حرب اور ابوالنعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے اور ان سے محمد بن سیرین نے بیان

عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: كُنْتُ فِي حَلقَةٍ فِيهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى وَكَانَ أَصْحَابُهُ يُعَظِّمُونَهُ فَذَكَرُوا لَهُ فَذَكَرَ آخِرَ الْأَجَلَيْنِ فَحَدَّثْتُ بِحَدِيثِ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الحَارِثِ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ: فَضَمَّنَ لِي بَعْضُ أَصْحَابِهِ قَالَ مُحَمَّدٌ: فَفَطِنْتُ لَهُ فَقُلْتُ: إِنِّي إِذًا لَجَرِيءٌ إِنْ كَذَبْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ فِي نَاحِيَةِ الْكُوفَةِ فَاسْتَحْيَا وَقَالَ: لَكِنْ عَمُّهُ لَمْ يَقُلْ ذَاكَ فَلَقِيتُ أَبَا عَطِيَّةَ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ فَسَأَلْتُهُ فَذَهَبَ يُحَدِّثُنِي حَدِيثَ سُبَيْعَةَ فَقُلْتُ: هَلْ سَمِعْتَ عَنْ عَبْدِاللَّهِ فِيهَا شَيْئًا؟ فَقَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَبْدِاللَّهِ فَقَالَ: أَتَجْعَلُونَ عَلَيْهَا التَّغْلِيظَ وَلَا تَجْعَلُونَ عَلَيْهَا الرُّخْصَةَ؟ لَنَزَلَتْ سُورَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرَى بَعْدَ الطُّولَى ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾. [راجع: ٤٥٣٢]

کیا کہ میں ایک مجلس میں جس میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بھی تھے موجود تھا۔ ان کے شاگرد ان کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ میں نے وہاں سبیعہ بنت حارث کا عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے بیان کیا کہ اس پر ان کے شاگرد نے زبان اور آنکھوں کے اشارے سے ہونٹ کاٹ کر مجھے تنبیہ کی۔ محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ میں سمجھ گیا اور کہا کہ عبداللہ بن عتبہ کوفہ میں ابھی زندہ موجود ہیں۔ اگر میں ان کی طرف بھی جھوٹ منسوب کرتا ہوں تو بڑی جرأت کی بات ہوگی۔ مجھے تنبیہ کرنے والے صاحب اس پر شرمندہ ہوگئے اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے کہا لیکن ان کے چچا تو یہ بات نہیں کرتے تھے (ابن سیرین نے بیان کیا کہ) پھر میں ابوعطیہ مالک بن عامر سے ملا اور ان سے یہ مسئلہ پوچھا وہ بھی سبیعہ والی حدیث بیان کرنے لگے لیکن میں نے ان سے کہا آپ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اس سلسلہ میں کچھ سنا ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے تو انہوں نے کہا کیا تم اس پر (جس کے شوہر کا انتقال ہوگیا اور وہ حاملہ ہو، عدت کی مدت کو طول دے کر) سختی کرنا چاہتے ہو اور رخصت وسہولت دینے کے لئے تیار نہیں، بات یہ ہے کہ چھوٹی سورۂ نساء (سورۂ طلاق) بڑی سورۃ النساء کے بعد نازل ہوئی ہے اور کہا ''وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ'' اور حمل والیوں کی عدت ان کے حمل کا پیدا ہو جانا ہے۔

تشریح: لمبی مدت سے جس کا خاوند فوت ہوگیا ہو چار ماہ اور دس دن مراد ہیں۔ حاملہ عورت جس کا شوہر وفات پاگیا ہو ان کی عدت سے متعلق جمہور کا یہی مسلک ہے کہ بچہ کا پیدا ہو جانا ہی اس کی عدت ہے اور اس کے بعد وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے خواہ مدت طویل ہو یا مختصر۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک تھا پس ان کے بارے میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا خیال صحیح نہیں تھا جیسا کہ مالک بن عامر کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مدت طویل کے قائل تھے مگر یہ خیال ان کا صحیح نہ تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو عام عربی محاورہ کے مطابق اپنا بھتیجا کہہ دیا جبکہ ان میں کوئی ظاہری قرابت نہ تھی۔

سُورَةُ التَّحْرِيمِ

سورۂ تحریم کی تفسیر

بَابٌ:

باب: (ارشادِ باری تعالیٰ)

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي

اے نبی! جس چیز کو اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے اسے آپ اپنے

مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

لئے کیوں حرام قرار دے رہے ہیں۔ محض اپنی بیویوں کی خوشی حاصل کرنے کے لیے حالانکہ یہ آپ کے لئے زیبا نہیں ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا بڑی ہی رحمت کرنے والا ہے۔"

تشریح: یہ سورت مدنی ہے اس میں ۱۲ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔

٤٩١١۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنِ ابْنِ حَكِيمٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: فِي الْحَرَامِ يُكَفَّرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾. [طرفه في: ٥٢٦٦] [مسلم: ٣٦٧٦؛ ابن ماجه: ٢٠٧٣]

(۴۹۱۱) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید قطان نے، ان سے ابن حکیم نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر کسی نے اپنے اوپر کوئی حلال چیز حرام کرلی تو اس کا کفارہ دینا ہوگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" یعنی "بیشک تمہارے لئے تمہارے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔"

٤٩١٢۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَيَمْكُثُ عِنْدَهَا فَوَاطَأْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ عَنْ أَيَّتِنَا دَخَلَ عَلَيْهَا فَلْتَقُلْ لَهُ: أَكَلْتَ مَغَافِيرَ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ قَالَ: ((لَا وَلَكِنِّي كُنْتُ أَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ فَلَنْ أَعُودَ لَهُ وَقَدْ حَلَفْتُ لَا تُخْبِرِي بِذَلِكَ أَحَدًا)). [اطرافه في: ٥٢١٦، ٥٢٦٧، ٥٢٦٨، ٥٤٣١، ٥٥٩٩، ٥٦١٤، ٥٦٨٢، ٦٦٩١، ٦٩٧٢] [مسلم: ٣٦٧٨؛ ابوداود: ٣٧١٤؛ نسائي: ٣٤٢١، ٣٨٠٤]

(۴۹۱۲) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے، انہیں عطاء نے، انہیں عبید بن عمیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ زینب بنت جحش کے گھر میں شہد پیتے اور وہاں ٹھہرتے تھے پھر میں نے اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایسے کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی آپ ﷺ (زینب کے یہاں سے شہد پی کر آنے کے بعد) داخل ہوں تو وہ کہے کہ کیا آپ نے پیاز کھائی ہے۔ آپ ﷺ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو منصوبہ کے تحت یہی کہا گیا، آنحضرت ﷺ بدبو کو ناپسند فرماتے تھے۔ اس لئے آپ نے فرمایا: "میں نے مغافیر نہیں کھائی ہے البتہ زینب بنت جحش کے یہاں سے شہد پیا تھا لیکن اب اسے بھی ہرگز نہیں پیوں گا۔ میں نے اس کی قسم کھالی ہے لیکن تم کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔"

اس پر مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ مغافیر ایک بدبودار گوند ہے جو ایک درخت سے جھڑتا ہے۔

تشریح: نبی کریم ﷺ بڑے لطیف مزاج اور نفاست پسند تھے آپ کو اس سے نفرت تھی کہ آپ کے جسم یا کپڑوں سے کسی قسم کی بری بو آئے ہمیشہ خوشبو کو پسند فرماتے تھے اور خوشبو کا استعمال رکھتے تھے۔ جدھر آپ گزرتے جاتے وہاں کے در و دیوار معطر ہو جاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ صلاح

اس لئے کی کہ آپ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس جانا وہاں ٹھہرے رہنا کم کردیں۔ اسی واقعہ پر آیات: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ﴾ (٦٦/التحریم:١) نازل ہوئیں اور قسم کے توڑنے اور کفارہ ادا کرنے کا حکم ہوا۔ اس واقعہ میں صداقت محمدی کی بڑی دلیل ہے اگر خدانخواستہ آپ اللہ کے سچے رسول نہ ہوتے تو اس ذاتی واقعہ کو اس طرح اظہار میں نہ لاتے بلکہ پوشیدہ رکھ چھوڑتے، برخلاف اس کے اللہ پاک نے بذریعہ وحی اسے قرآن شریف میں نازل فرمادیا جو قیامت تک اس کمزوری کی نشان دہی کرتا رہے گا۔ اس میں ایمان والوں کے لئے بہت سے اسباق مضمر ہیں اللہ پاک سمجھنے اور غور وفکر کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا امہات المومنین میں سے ہیں (ان کی والدہ کا نام امیہ ہے، وہ عبدالمطلب کی بیٹی ہیں اور نبی کریم ﷺ کی پھوپھی ہیں)۔ یہ زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں جو نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی تھی۔ اس کے بعد ۸ھ یہ حضرت رسول کریم ﷺ کے حرم میں داخل ہوئیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات میں آپ ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلے انتقال کرنے والی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی شان میں فرماتی ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ دیندار، سب سے بڑھ کر تقویٰ شعار، سب سے زیادہ سچ بولنے والی ہیں۔ ۲۰ھ یا ۲۱ھ میں بعمر ۵۳ سال مدینہ میں وفات پائی۔ حضرت عائشہ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا وغیرہ ان سے روایت کرتی ہیں۔

بَابٌ:

﴿تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ﴾ ﴿قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ﴾

باب: (اللہ عزوجل کا فرمان)

''اے نبی! آپ اپنی بیویوں کی خوشی حاصل کرنا چاہتے ہیں...... اللہ نے تمہارے لیے قسموں کا کفارہ مقرر کردیا ہے، اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور وہی سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔''

٤٩١٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ: أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ قَالَ: مَكَثْتُ سَنَةً أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنْ آيَةٍ فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَسْأَلَهُ هَيْبَةً لَهُ حَتَّى خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجْتُ مَعَهُ فَلَمَّا رَجَعْتُ وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَدَلَ إِلَى الْأَرَاكِ لِحَاجَةٍ لَهُ قَالَ: فَوَقَفْتُ لَهُ حَتَّى فَرَغَ ثُمَّ سِرْتُ مَعَهُ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! مَنِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَزْوَاجِهِ؟ فَقَالَ: تِلْكَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ قَالَ: فَقُلْتُ: وَاللَّهِ! إِنْ كُنْتُ لَأُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ هَذَا مُنْذُ سَنَةٍ فَمَا أَسْتَطِيعُ هَيْبَةً لَكَ قَالَ: فَلَا

(۴۹۱۳) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے عبید بن حنین نے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، انہوں نے کہا ایک آیت کے متعلق عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھنے کے لئے ایک سال تک میں تردد میں رہا، ان کا اتنا ڈر غالب تھا کہ میں ان سے نہ پوچھ سکا۔ آخر وہ حج کے لیے گئے تو میں بھی ان کے ساتھ ہولیا، واپسی میں جب ہم راستہ میں تھے رفع حاجت کے لئے وہ پیلو کے درخت میں گئے۔ بیان کیا کہ میں ان کے انتظار میں کھڑا رہا جب وہ فارغ ہوکر آئے تو پھر میں ان کے ساتھ چلا اس وقت میں نے عرض کیا: امیر المومنین! امہات المومنین میں وہ کون دو عورتیں تھیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے لئے متفقہ منصوبہ بنایا تھا؟ انہوں نے بتلایا کہ حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما تھیں۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میں یہ سوال آپ سے کرنے کے لیے ایک سال سے ارادہ کررہا تھا لیکن آپ کے رعب کی وجہ پوچھنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔

تَفْعَلُ مَا ظَنَنْتَ أَنَّ عِنْدِي مِنْ عِلْمٍ فَسَلْنِي فَإِنْ كَانَ لِي عِلْمٌ خَبَّرْتُكَ بِهِ قَالَ: ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: وَاللَّهِ! إِنْ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَاءِ أَمْرًا حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِنَّ مَا أَنْزَلَ وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ قَالَ: فَبَيْنَا أَنَا فِي أَمْرٍ أَتَأَمَّرُهُ إِذْ قَالَتِ امْرَأَتِي لَوْ صَنَعْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ: فَقُلْتُ لَهَا: مَا لَكِ وَلِمَا هَاهُنَا؟ وَفِيمَا تَكَلُّفُكِ فِي أَمْرٍ أُرِيدُهُ؟ فَقَالَتْ لِي: عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! مَا تُرِيدُ أَنْ تُرَاجَعَ أَنْتَ وَإِنَّ ابْنَتَكَ لَتُرَاجِعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَتَّى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانًا فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ مَكَانَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ فَقَالَ لَهَا: يَا بُنَيَّةُ إِنَّكِ لَتُرَاجِعِينَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَتَّى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ؟ فَقَالَتْ حَفْصَةُ: وَاللَّهِ! إِنَّا لَنُرَاجِعُهُ فَقُلْتُ: تَعْلَمِينَ أَنِّي أُحَذِّرُكِ عُقُوبَةَ اللَّهِ وَغَضَبَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَا بُنَيَّةُ! لَا تَغُرَّنَّكِ هَذِهِ الَّتِي أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِيَّاهَا يُرِيدُ عَائِشَةَ قَالَ: ثُمَّ خَرَجْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ لِقَرَابَتِي مِنْهَا فَكَلَّمْتُهَا فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ دَخَلْتَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَبْتَغِيَ أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَزْوَاجِهِ فَأَخَذَتْنِي وَاللَّهِ! أَخْذًا كَسَرَتْنِي عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُ أَجِدُ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا وَكَانَ لِي صَاحِبٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غِبْتُ أَتَانِي

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا نہ کیا کرو، جس مسئلہ کے متعلق تمہارا خیال ہو کہ میرے پاس اس سلسلے میں کوئی علم ہے تو اسے پوچھ لیا کرو، اگر میرے پاس اس کا کوئی علم ہوگا تو تمہیں بتا دیا کروں گا۔ بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! جاہلیت میں ہماری نظر میں عورتوں کی کوئی عزت نہ تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں وہ احکام نازل کیے جو نازل کرنے تھے اور ان کے حقوق مقرر کیے جو مقرر کرنے تھے۔ بتلایا کہ ایک دن میں سوچ رہا کہ میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ بہتر ہے اگر معاملہ کو فلاں فلاں طرح کرو، میں نے کہا تمہارا اس میں کیا کام۔ معاملہ مجھ سے متعلق ہے تم اس میں دخل دینے والی کون ہوتی ہو؟ میری بیوی نے اس پر کہا: خطاب کے بیٹے! تمہارے اس طرز عمل پر حیرت ہے تم اپنی باتوں کا جواب برداشت نہیں کر سکتے تمہاری لڑکی (حفصہ رضی اللہ عنہا) تو رسول اللہ ﷺ کو بھی جواب دے دیتی ہیں ایک دن تو اس نے آپ ﷺ پر غصہ بھی کر دیا تھا۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور اپنی چادر اوڑھ کر حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے اور فرمایا: بیٹی! کیا تم رسول اللہ ﷺ کی باتوں کا جواب دے دیتی ہو یہاں تک کہ ایک دن تم نے آپ ﷺ کو دن بھر ناراض رکھا ہے۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ہاں اللہ کی قسم! ہم آپ ﷺ کو کبھی جواب دے دیتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کہا: جان لو! میں تمہیں اللہ کی سزا اور اس کے رسول کی سزا (ناراضی) سے ڈراتا ہوں۔ بیٹی! اس عورت کی وجہ سے دھوکا میں نہ آ جانا جس نے رسول اللہ ﷺ کی محبت حاصل کر لی ہے۔ ان کا اشارہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا کہا کہ پھر میں وہاں سے نکل کر ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا کیونکہ وہ بھی میری رشتہ دار تھیں۔ میں نے ان سے بھی گفتگو کی انہوں نے کہا: ابن خطاب! تعجب ہے کہ آپ ہر معاملہ میں دخل اندازی کرتے ہیں اور آپ چاہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کی ازواج کے معاملات میں بھی دخل دیں۔ اللہ کی قسم! انہوں نے میری ایسی گرفت کی کہ میرے غصہ کو ٹھنڈا کر کے رکھ دیا، میں ان کے گھر سے باہر نکل آیا۔ میرے ایک انصاری دوست تھے، جب میں آپ ﷺ

بِالْخَبَرِ وَإِذَا غَابَ كُنْتُ أَنَا آتِيهِ بِالْخَبَرِ وَنَحْنُ نَتَخَوَّفُ مَلِكًا مِنْ مُلُوكِ غَسَّانَ ذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَسِيرَ إِلَيْنَا فَقَدِ امْتَلَأَتْ صُدُورُنَا مِنْهُ فَإِذَا صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَدُقُّ الْبَابَ فَقَالَ: افْتَحْ افْتَحْ فَقُلْتُ: جَاءَ الْغَسَّانِيُّ؟ فَقَالَ: بَلْ أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ اعْتَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَزْوَاجَهُ فَقُلْتُ: رَغِمَ أَنْفُ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ فَأَخَذْتُ ثَوْبِي فَأَخْرُجُ حَتَّى جِئْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ يَرْقَى عَلَيْهَا بِعَجَلَةٍ وَغُلَامٌ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَسْوَدُ عَلَى رَأْسِ الدَّرَجَةِ فَقُلْتُ لَهُ: قُلْ: هَذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَذِنَ لِي قَالَ عُمَرُ: فَقَصَصْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ هَذَا الْحَدِيثَ فَلَمَّا بَلَغْتُ حَدِيثَ أُمِّ سَلَمَةَ تَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَإِنَّهُ لَعَلَى حَصِيرٍ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ شَيْءٌ وَتَحْتَ رَأْسِهِ وِسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ وَإِنَّ عِنْدَ رِجْلَيْهِ قَرَظًا مَصْبُوبًا وَعِنْدَ رَأْسِهِ أَهَبٌ مُعَلَّقَةٌ فَرَأَيْتُ أَثَرَ الْحَصِيرِ فِي جَنْبِهِ فَبَكَيْتُ فَقَالَ: ((مَا يُبْكِيكَ؟)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ كِسْرَى وَقَيْصَرَ فِيمَا هُمَا فِيهِ وَأَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ: ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةُ؟)). [راجع: ۸۹] [مسلم: ۳۶۹۲، ۳۶۹۳]

کی مجلس میں حاضر نہ ہوتا تو وہ مجلس کی تمام باتیں مجھ سے آ کر بتایا کرتے اور جب وہ حاضر نہ ہوتے تو میں انہیں آ کر بتایا کرتا تھا۔ اس زمانہ میں ہمیں غسان کے بادشاہ کی طرف سے ڈر تھا اطلاع ملی تھی کہ وہ مدینہ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کر رہا ہے، اس زمانہ میں کئی عیسائی وایرانی بادشاہ ایسا غلط گھمنڈ رکھتے تھے کہ یہ مسلمان کیا ہیں، ہم جب چاہیں گے ان کا صفایا کر دیں گے، مگر سارے خیالات غلط ثابت ہوئے اللہ نے اسلام کو غالب کیا۔ چنانچہ ہم کو ہر وقت یہی خطرہ رہتا تھا، ایک دن اچانک میرے انصاری دوست نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا: کھولو! کھولو! میں نے کہا معلوم ہوتا ہے غسانی آ گئے۔ انہوں نے کہا بلکہ اس سے بھی زیادہ اہم معاملہ پیش آ گیا ہے، وہ یہ کہ رسول کریم ﷺ نے اپنی بیویوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ میں نے کہا حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی ناک غبار آلود ہو۔ چنانچہ میں نے اپنا کپڑا پہنا اور باہر نکل آیا۔ میں جب پہنچا تو نبی اکرم ﷺ اپنے بالا خانہ میں تشریف رکھتے تھے جس پر سیڑھی سے چڑھا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا ایک حبشی غلام (رباح) سیڑھی کے سرے پر موجود تھا، میں نے کہا: آپ ﷺ سے عرض کرو کہ عمر بن خطاب آیا ہے اور اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر سارا واقعہ سنایا۔ جب میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی گفتگو پر پہنچا تو آپ کو ہنسی آ گئی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کھجور کی ایک چٹائی پر تشریف رکھتے تھے آپ کے جسم مبارک اور اس چٹائی کے درمیان کوئی اور چیز نہیں تھی آپ کے سر کے نیچے ایک چمڑے کا تکیہ تھا۔ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ پاؤں کی طرف کیکر کے پتوں کا ڈھیر تھا اور سر کی طرف مشکیزہ لٹک رہا تھا۔ میں نے چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو پر دیکھے تو رو پڑا۔ آپ نے فرمایا: ”کس بات پر رونے لگے ہو۔“ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! قیصر و کسریٰ کو دنیا کا ہر طرح کا آرام مل رہا ہے آپ اللہ کے رسول ہیں (آپ پھر ایسی تنگ زندگی گزارتے ہیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ ان کے حصہ میں دنیا ہے اور ہمارے حصہ میں آخرت ہے۔“

تشریح: روایت میں ضمنی طور پر بہت سی باتیں ذکر میں آ گئی ہیں خاص طور پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فاروقی جلال کا بیان بڑے اونچے لفظوں میں بیان فرمایا ہے اس پر مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ کا نوٹ درج ذیل ہے:

ہیبت حق ست ایں از خلق نیست
ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جاہ وجلال ایسا ہی تھا یہ اللہ کی طرف سے تھا اتنا سخت ترین رعب کہ موافق مخالف سب تھراتے رہتے تھے، مقابلہ تو کیا چیز ہے مقابلہ کے خیال کی بھی کسی کو جرأت نہیں ہوتی۔ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ دس بارہ سال اور زندہ رہتے تو ساری دنیا میں اسلام ہی نظر آتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مخالفین جو شیعہ اور روافض ہیں وہ بھی آپ کے حسن انتظام اور خوبی سیاست اور جلال اور دبدبہ کے معترف ہیں۔ ایک مجلس میں چند رافضی بیٹھے ہوئے جناب عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں کچھ بے ادبی کی باتیں کر رہے تھے، انہیں میں سے ایک باانصاف شخص نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو انتقال کئے ہوئے آج تیرہ سو برس گزر چکے ہیں اب تم ان کی برائی کرتے ہو بھلا سچ کہنا اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک تلوار کاندھے پر رکھے ہوئے اس وقت تمہارے سامنے آ جائیں تو تم ایسی باتیں کر سکو گے۔ انہوں نے اقرار کیا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سامنے آ جائیں تو ہمارے منہ سے بات نہ نکلے (رضی اللہ عنہ)۔

نوٹ! اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان دوسری روایت میں یوں ہے جب میں آپ کے پاس پہنچا دیکھا تو آپ کے چہرے پر ملال معلوم ہوتا تھا میں نے ادھر ادھر کی باتیں شروع کیں گویا آپ کا دل بہلایا پھر ذکر کرتے کرتے میں نے کہا، یارسول اللہ! میری بیوی اگر مجھ سے بڑھ بڑھ کر کچھ مانگے تو میں اس کی گردن ہی توڑ ڈالوں، اس پر آپ ہنس دیئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنج جاتا رہا۔ سبحان اللہ! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دانائی اور لیاقت اور علم مجلسی پر آفریں۔ مسلمانو! دیکھو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق اس کو کہتے ہیں۔ پیغمبر صاحب کا رنج صحابہ کو ذرا بھی گوارا نہیں تھا۔ اپنی بیٹیوں کو ڈانٹ ڈپٹ اور تنبیہ کرنے پر مستعد تھے افسوس ہے کہ ایسے بزرگان دین عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہم تہتیں باندھیں اور اس زمانہ کے بدمعاش منافق لوگوں پر ان کا قیاس کر کے ان کی برائی کریں۔ یہ شیطان ہے جو تم کو تباہ کرنا چاہتا ہے اور بزرگان دین اور جان نثاران سید المرسلین کی نسبت تم کو بدگمان بناتا ہے توبہ کرو توبہ۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ (وحیدی)

روایت میں سلم کے پتوں کا ذکر ہے۔ سلم قرظ کو کہتے ہیں جس کے پتوں سے چمڑا صاف کرتے ہیں غالباً کیکر کا درخت ہے جس کی چھال سے چمڑہ رنگا جاتا ہے۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے سروسامانی دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اظہار ملال بھی بجا تھا ہائے بادشاہ کونین نے دنیا میں زندگی بے سروسامانی اور تکلیف کے ساتھ بسر کی۔ مسلمانو! ہمارے سردار نے دنیا اس طرح کاٹی تو ہم کیوں اپنی بے سروسامانی اور مفلسی پر رنج کریں اور دنیا کے بے حقیقت اور فانی مال ومتاع کے لئے ان دنیا داروں سے کیوں ڈریں۔ یہ ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں ایک بوریا اور ایک پانی کا کوزہ ہم کو کہیں بھی مل جائے گا۔ کوئی ہم کو ڈراتا ہے، دیکھو شرع کی سچی بات کہو گے تو نوکری چھن جائے گی کوئی کہتا ہے شہر سے نکالے جاؤ گے۔ ارے بے وقوفو! شہر سے نکالیں گے پر زمین سے تو نہیں نکال سکتے۔ ساری زمین میں کہیں بھی رہ جائیں گے نوکری چھین لیں گے تو چھین لیں ہم تجارت اور محنت کر کے اپنی روٹی کما لیں گے۔ پروردگار رازق مطلق ہے وہ جب تک زندگی ہے کسی بہانے سے روٹی دے گا۔ تم لاکھ ڈراؤ ہم ڈرنے والے نہیں ہمارا بھروسہ اللہ پر ہے۔ ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ (۱۴/ابراہیم:۱۱) (وحیدی) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا جن کا روایت میں ذکر ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، ان کی والدہ زینب ہیں جو مظعون کی بیٹی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یہ حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں اور حضرت خنیس کے ہمراہ ہجرت کر گئی تھیں، غزوہ بدر کے بعد حضرت خنیس رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ یہ ۳ھ کا واقعہ ہے۔ ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلاق دے دی تھی لیکن اللہ پاک نے آپ پر وحی سے اطلاع کر دی کہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کر لو کیونکہ وہ بہت روزہ رکھتی ہیں، رات کو عبادت کرنے والی ہیں اور وہ جنت میں بھی آپ کی زوجہ رہیں گی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کر لیا۔ ان کی وفات شعبان ۴۵ھ میں بعمر ۶۰ سال ہوئی۔ (رضی اللہ عنہا وارضاہا) آمین

بَابٌ:

﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ﴾ فِيهِ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''اور جب نبی نے ایک بات اپنی بیوی سے فرمادی پھر جب آپ کی بیوی نے وہ بات کسی اور بیوی کو بتادی اور اللہ نے نبی کو اس کی خبردی تو نبی نے اس کا کچھ حصہ بتلادیا اور کچھ سے اعراض فرمایا، پھر جب نبی نے اس بیوی کو وہ بات بتلادی تو وہ کہنے لگیں کہ آپ کو کس نے خبردی ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے علم رکھنے والے اور خبر رکھنے والے اللہ نے خبردی ہے۔'' اس باب میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی ایک حدیث نبی کریم ﷺ سے مروی ہے۔

٤٩١٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُغِيرَةِ الْجُعْفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ حُنَيْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! مَنِ الْمَرْأَتَانِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَا أَتْمَمْتُ كَلَامِي حَتَّى قَالَ: عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ.

[راجع: ٨٩]

(۴۹۱۴) ہم سے ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ جعفی رحمہ اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا، کہا میں نے عبید بن حنین سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے ایک بات پوچھنے کا ارادہ کیا اور عرض کیا: یا امیر المؤمنین! وہ کون دو عورتیں تھیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ستانے کے لئے منصوبہ بنایا تھا؟ ابھی میں نے اپنی بات پوری بھی نہیں کی تھی کہ انہوں نے کہا وہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما تھیں۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾ صَغَوْتُ وَأَصْغَيْتُ مِلْتُ ﴿لِتَصْغَى﴾ لِتَمِيلَ ﴿وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ﴾ عَوْنٌ تَظَاهَرُونَ تَعَاوَنُونَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ﴾ بِتَقْوَى اللَّهِ وَأَدِّبُوهُمْ.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

''اے دونوں بیویو! اگر تم اللہ کے سامنے توبہ کرلوگی تو بہتر ہے تمہارے دل اس (غلط بات کی) طرف جھک گئے ہیں۔'' عرب لوگ کہتے ہیں صَغَوتُ وأَصْغَيْتُ یعنی میں جھک پڑا ''لِتَصْغَى'' جو سورۂ انعام میں ہے جس کا معنی جھک جائیں ''وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ'' الایة یعنی ''اگر نبی کے مقابلہ میں تم روز نیا حملہ کرتی رہیں تو اس کا مددگار تو اللہ ہے اور جبرئیل ہیں اور نیک مسلمان ہیں اور ان کے علاوہ فرشتے بھی مددگار ہیں۔'' ظَهِير کا معنی مددگار۔ ''تَظَاهَرُونَ'' ایک کی ایک مدد کرتے ہو۔ مجاہد نے کہا

آیت "قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُم" کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اللہ کا ڈر اختیار کرنے کی نصیحت کرو اور انہیں ادب سکھاؤ۔

٤٩١٥ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ حُنَيْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: كُنْتُ أُرِيْدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَكَثْتُ سَنَةً فَلَمْ أَجِدْ لَهُ مَوْضِعًا حَتَّى خَرَجْتُ مَعَهُ حَاجًّا فَلَمَّا كُنَّا بِظَهْرَانَ ذَهَبَ عُمَرُ لِحَاجَتِهِ فَقَالَ: أَدْرِكْنِي بِالْوَضُوْءِ فَأَدْرَكْتُهُ بِالْإِدَاوَةِ فَجَعَلْتُ أَسْكُبُ عَلَيْهِ وَرَأَيْتُ مَوْضِعًا فَقُلْتُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! مَنِ الْمَرْأَتَانِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَمَا أَتْمَمْتُ كَلَامِي حَتَّى قَالَ: عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ. [راجع: ٨٩]

(۴۹۱۵) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبید بن حنین سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان دو عورتوں کے متعلق سوال کرنا چاہا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اوپر زور کیا تھا، ایک سال میں اسی فکر میں رہا اور مجھے موقع نہیں ملتا تھا آخر ان کے ساتھ حج کے لئے نکلا (واپسی میں) جب ہم مقام ظہران میں تھے تو عمر رضی اللہ عنہ رفع حاجت کے لئے گئے۔ پھر کہا کہ میرے لئے وضو کا پانی لاؤ، میں ایک برتن میں پانی لایا اور ان کو وضو کرانے لگا، اس وقت مجھ کو موقع ملا۔ میں نے عرض کیا: امیر المؤمنین! وہ عورتیں کون تھیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے مقابل ایسا کیا تھا؟ ابھی میں نے اپنی بات پوری نہ کی تھی انہوں نے کہا کہ وہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما تھیں۔

بَابُ قَوْلِهِ: — باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا﴾.

"اور اگر نبی تمہیں طلاق دے دے تو اس کا پروردگار تمہارے بدلے انہیں تم سے بہتر بیویاں دے دے گا۔ وہ اسلام لانے والیاں، پختہ ایمان والیاں، فرمانبرداری کرنے والیاں، توبہ کرنے والیاں، عبادت کرنے والیاں، روزہ رکھنے والیاں، رانڈ بیوہ بھی ہوں گی اور کنواریاں بھی ہوں گی۔"

٤٩١٦ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ اجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُنَّ: ﴿عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ﴾ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ. [راجع: ٤٠٢]

(۴۹۱۶) ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن آپ کو غیرت دلانے کے لئے جمع ہو گئیں تو میں نے ان سے کہا: اگر نبی طلاق دے دے تو ان کا پروردگار تمہارے بدلے میں انہیں تم سے بہتر بیویاں دے دے گا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی: "عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ" آخر تک۔

(٦٧) [سُورَةُ] تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ

سورۂ ملک کی تفسیر

تشریح: یہ سورت مکی ہے اس میں ۳۰ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔

التَّفَاوُتُ: الْإِخْتِلَافُ وَالتَّفَاوُتُ وَالتَّفَوُّتُ وَاحِدٌ ﴿تَمَيَّزُ﴾ تَقَطَّعُ ﴿مَنَاكِبِهَا﴾ جَوَانِبِهَا ﴿تَدَّعُونَ﴾ وَتَدْعُونَ مِثْلُ تَذَّكَّرُونَ وَتَذْكُرُونَ ﴿وَيَقْبِضْنَ﴾ يَضْرِبْنَ بِأَجْنِحَتِهِنَّ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿صَافَّاتٍ﴾ بَسْطِ أَجْنِحَتِهِنَّ وَنُفُورٌ الْكُفُورُ.

اَلتَّفَاوُتُ کا معنی اختلاف فرق تَفَاوُت اور تَفَوُّت دونوں کا ایک معنی ہے۔ "تَمَيَّزُ" ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے "مَنَاكِبِهَا" اس کے کناروں میں "تَدَّعُونَ" (دال کی تشدید) اور تَدْعُونَ (دال کے جزم کے ساتھ) دونوں کا ایک معنی ہے جیسے تَذَّكَّرُونَ اور تَذْكُرُونَ (ذال کے جزم کے ساتھ) کا ایک ہی معنی ہے "يَقْبِضْنَ" اپنے پنکھ مارتے ہیں (یا سمیٹ لیتے ہیں) مجاہد نے کہا "صَافَّاتٍ" کے معنی اپنے بازو کھولے ہوئے "نُفُور" سے کفر اور شرارت مراد ہے۔

(٦٨) [سُورَةُ] نٓ وَالْقَلَمِ

سورۂ ن والقلم کی تفسیر

وَقَالَ قَتَادَةُ: ﴿حَرْدٍ﴾ جِدٌّ فِي أَنْفُسِهِمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿إِنَّا لَضَالُّونَ﴾ أَضْلَلْنَا مَكَانَ جَنَّتِنَا وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿كَالصَّرِيمِ﴾ كَالصُّبْحِ انْصَرَمَ مِنَ اللَّيْلِ وَاللَّيْلِ انْصَرَمَ مِنَ النَّهَارِ وَهُوَ أَيْضًا كُلُّ رَمْلَةٍ انْصَرَمَتْ مِنْ مُعْظَمِ الرَّمْلِ وَالصَّرِيمُ أَيْضًا الْمَصْرُومُ مِثْلُ قَتِيلٍ وَمَقْتُولٍ.

قتادہ نے کہا "حَرْدٍ" کے معنی دل سے کوشش کرنا یا بخیلی یا غصہ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: "إِنَّا لَضَالُّونَ" کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے باغ کی جگہ بھول گئے، بھٹک گئے اور آگے بڑھ گئے۔ اوروں نے کہا صَرِيم کے معنی صبح جو رات سے کٹ کر الگ ہو جاتی ہے یا رات جو دن سے کٹ کر الگ ہو جاتی ہے۔ صَرِيم اس ریتی کو بھی کہتے ہیں جو ریت کے بڑے بڑے ٹیلوں سے کٹ کر الگ ہو جائے۔ صَرِيم مَصْرُوم کے معنی میں ہے جیسے قَتِيل مَقْتُول کے معنوں میں ہے۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے اس میں ۵۲ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔

لفظ حرد کی تفسیر میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "قال عبدالرزاق عن معمر عن قتاده كانت الجنة لشيخ وكان يمسك قوت سنة ويتصدق بالفضل وكان بنوه ينهونه عن الصدقة فلما مات ابوهم غدوا عليها فقالوا لا يدخلها اليوم عليكم مسكين (وغدوا على حرد قادرين) وقد قيل فى حرد انها اسم الجنة وقيل اسم قريتهم وحكى ابوعبيدة فيه اقوالا اخرى القصد والمنع والغضب والحقد." (فتح البارى جلد٨ صفحه ٨٥٤)

یعنی ان لڑکوں کے والد کا ایک باغ تھا جس کی آمدن میں سے وہ سال بھر کا خوراکی خرچہ رکھ لیتا اور باقی کو خیرات کر دیتا تھا۔ اس کے لڑکے اس صدقہ سے اس کو منع کیا کرتے تھے جب بوڑھے کا انتقال ہو گیا تو وہ لڑکے صبح سویرے باغ میں گئے اس خیال سے کہ آج مسکین ان سے خیرات مانگنے نہ آسکے اور وہ صبح سویرے اس ارادے سے باغ پر قبضہ کرنے کے لئے داخل ہوئے مگر جا کر دیکھا تو سارا باغ رات کی سردی سے جل چکا تھا، وہ افسوس کرتے ہی رہ گئے۔ **کہا گیا ہے** کہ حرد اس باغ کا نام تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی بستی کا نام تھا۔ ابو عبیدہ نے اس میں کئی قول نقل کئے ہیں جیسے قصد، منع

کرنا، غضب، بخل اور کینہ وغیرہ ایسے حالات آج کل ثابت ہیں کہ نیک بخت فیاض باپ کی اولاد انتہا سے زیادہ بخیل ثابت ہوتی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ﴾

باب: اللہ عزوجل کا فرمان: ''(وہ کافر) سخت مزاج ہے، اس کے علاوہ بدذات بھی ہے۔''

تشریح: یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ عتل زنیم کون ہے؟ فرمایا بدخلق، خوب کھانے پینے والا، ظالم پیٹو آدمی۔ ایسے نالائق شخص پر آسمان بھی روتا ہے جسے اللہ نے تندرستی دی پیٹ بھر کھانے کو دیا پھر بھی وہ لوگوں پر ظلم و ستم کر رہا ہے اس کی بدذاتی پر آسمان ماتم کرتا ہے۔ عتل کہتے ہیں جس کا بدن صحیح طاقتور اور خوب کھانے والا، زوردار شخص ہو، ولد الزنا ہو۔ ایسوں پر شیطان کا غلبہ بہت رہا کرتا ہے۔ (ابن کثیر) کہتے ہیں اس کی چھ چھ انگلیاں تھیں چھٹی انگلی اس گوشت کی طرح تھی جو بکری کے کان پر لٹکا رہتا ہے۔ بعض نے کہا زنیم سے مراد دوغلہ ہے جو کسی قوم میں خواہ مخواہ شریک ہو گیا ہو نہ اپنی قوم کا رہا نہ اس قوم کا۔ بعض نے ان اشارات سے ابو جہل کو مراد لیا ہے۔ (وحیدی)

٤٩١٧۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ﴾ قَالَ: رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ لَهُ زَنَمَةٌ مِثْلُ زَنَمَةِ الشَّاةِ.

(۴۹۱۷) ہم سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابوحصین نے، ان سے مجاہد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت: "عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ" (وہ ظالم سخت مزاج ہے، اس کے علاوہ حرامی بھی ہے) کے متعلق فرمایا کہ یہ آیت قریش کے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی تھی اس کی (گردن میں) ایک نشانی تھی جیسے بکری میں نشانی ہوتی ہے۔

٤٩١٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ)). [طرفاه في: ٦٠٧١، ٦٦٥٧] [مسلم: ٧١٨٧؛ ترمذي: ٢٦٥٠؛ ابن ماجه: ٤١١٦]

(۴۹۱۸) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے معبد بن خالد سے بیان کیا، کہا کہ میں نے حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''کیا میں تمہیں بہشتی آدمی کے متعلق نہ بتا دوں۔ وہ دیکھنے میں کمزور ناتواں ہوتا ہے (لیکن اللہ کے یہاں اس کا مرتبہ یہ ہے کہ) اگر کسی بات پر اللہ کی قسم کھا لے تو اللہ اسے ضرور پوری کر دیتا ہے اور کیا میں تمہیں دوزخ والوں کے متعلق نہ بتا دوں ہر ایک بدخو، بھاری جسم والا اور تکبر کرنے والا۔''

تشریح: معلوم ہوا کہ جنتی زیادہ تر مستجاب الدعوات ہوتے ہیں بظاہر بہت کمزور ناتواں غیر مشہور مگر ان کے دل محبت الٰہی سے بھرپور ہوتے ہیں۔ جعلنا الله منهم آمین۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾

باب: اللہ عزوجل کا فرمان: ''وہ دن یاد کرو جب پنڈلی کھولی جائے گی۔''

٤٩١٩۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ ابْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ فَيَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَسُمْعَةً فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُودُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا)).

[راجع: ٢٢]

(۴۹۱۹) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے خالد بن یزید نے، ان سے سعید بن ابی ہلال نے، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے عطاء بن یسار اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''ہمارا رب قیامت کے دن اپنی پنڈلی کھولے گا اس وقت ہر مومن مرد اور ہر مومنہ عورت اس کے لئے سجدہ میں گر پڑیں گے۔ صرف وہ باقی رہ جائیں گے جو دنیا میں دکھاوے اور ناموری کے لئے سجدہ کرتے تھے۔ جب وہ سجدہ کرنا چاہیں گے تو ان کی پیٹھ تختہ ہو جائے گی۔'' (وہ سجدہ کے لئے نہ مڑ سکیں گے)۔

تشریح: پنڈلی کے ظاہری معنوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اہل حدیث ظاہری الفاظ کی تاویل نہیں کرتے بلکہ ان کی حقیقت اللہ کو سونپتے ہیں اس میں کرید کرنا بدعت جانتے ہیں، جیسا اللہ ہے ویسی اس کی پنڈلی ہے: "امنا بالله كما هو باسمائه وصفاته" اور ہم اس کی ذات اور صفات پر جیسا بھی وہ ہے ہمارا ایمان ہے اس کی صفات کے ظواہر پر ہم یقین رکھتے ہیں اور ان میں کوئی تاویل نہیں کرتے۔ هذا هو الصراط المستقيم.

(٦٩) [سُورَةُ] الْحَاقَّةِ

سورۃ الحاقہ کی تفسیر

﴿عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ﴾ يُرِيدُ فِيهَا الرِّضَا ﴿الْقَاضِيَةَ﴾ الْمَوْتَةَ الْأُولَى الَّتِي مُتُّهَا لَمْ أُحْيَ بَعْدَهَا ﴿مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ﴾ أَحَدٌ يَكُونُ لِلْجَمْعِ وَلِلْوَاحِدِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿الْوَتِينَ﴾ نِيَاطُ الْقَلْبِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿طَغَا﴾ كَثُرَ وَيُقَالُ: ﴿بِالطَّاغِيَةِ﴾ بِطُغْيَانِهِمْ وَيُقَالُ: طَغَتْ عَلَى الْخُزَّانِ كَمَا طَغَى الْمَاءُ عَلَى قَوْمِ نُوحٍ.

"عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ" "مَرْضِيَة" کے معنی میں ہے یعنی پسندیدہ عیش۔ "اَلْقَاضِيَة" پہلی موت یعنی کاش پہلی موت جو آئی تھی اس کے بعد میں مرا ہی رہتا پھر زندہ نہ ہوتا۔ ''مِنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْن" احد کا اطلاق مفرد اور جمع دونوں پر آتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: وَتِين سے مراد جان کی رگ جس کے کٹنے سے آدمی مر جاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ''طَغَا الْمَآءُ'' یعنی پانی بہت چڑھ گیا۔ ''بِالطَّاغِيَة'' اپنی شرارت کی وجہ سے بعض نے کہا طاغیہ سے آندھی مراد ہے اس نے اتنا زور کیا کہ فرشتوں کے اختیار سے باہر ہو گئی جیسے پانی نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر زور کیا تھا۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے اس میں ۵۲ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

(٧٠) [سُورَةُ] سَأَلَ سَائِلٌ

سورۃ سَاَلَ سَائِلٌ (معارج) کی تفسیر

وَالْفَصِيلَةُ: أَصْغَرُ آبَائِهِ الْقُرْبَى إِلَيْهِ يَنْتَمِي مَنِ انْتَمَى ﴿لِلشَّوَى﴾ الْيَدَانِ وَالرِّجْلَانِ وَالْأَطْرَافُ وَجِلْدَةُ الرَّأْسِ يُقَالُ لَهَا: شَوَاةٌ وَمَا كَانَ غَيْرَ مَقْتَلٍ فَهُوَ شَوًى وَالْعِزُونَ:

اَلْفَصِيْلَة نزدیک کا دادا جس کی طرف آدمی کو نسبت دی جاتی ہے۔ شَوٰی دونوں ہاتھ پاؤں، بدن کے کنارے، سر کی کھال اس کو شَوَاةٌ کہتے ہیں اور جس عضو کے کاٹنے سے آدمی مرتا نہیں وہ شوی ہے۔ عِزُوْن گروہ درگروہ اس کا مفرد عِزَةٌ ہے۔

الْحِلَقُ وَالْجَمَاعَاتُ وَوَاحِدُهَا عِزَةٌ.

تشریح: یہ سورت مکی ہے اس میں ۴۴ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔

(۷۱) [سُوْرَةُ] إِنَّا أَرْسَلْنَا

سورۂ نوح کی تفسیر

﴿أَطْوَارًا﴾ طَوْرًا كَذَا وَطَوْرًا كَذَا يُقَالُ: عَدَا طَوْرَهُ أَيْ: قَدْرَهُ وَالْكُبَّارُ أَشَدُّ مِنَ الْكِبَارِ وَكَذَلِكَ: جُمَّالٌ وَجَمِيلٌ لِأَنَّهَا أَشَدُّ مُبَالَغَةً وَكُبَّارًا الْكَبِيرُ وَكُبَارًا أَيْضًا بِالتَّخْفِيفِ وَالْعَرَبُ تَقُوْلُ: رَجُلٌ حُسَّانٌ وَجُمَّالٌ وَحُسَانٌ مُخَفَّفٌ وَجُمَالٌ مُخَفَّفٌ ﴿دَيَّارًا﴾ مِنْ دَوْرٍ وَلَكِنَّهُ فَيْعَالٌ مِنَ الدَّوَرَانِ كَمَا قَرَأَ عُمَرُ: الْحَيُّ الْقَيَّامُ وَهِيَ مِنْ قُمْتُ وَقَالَ غَيْرُهُ: دَيَّارًا أَحَدًا ﴿تَبَارًا﴾ هَلَاكًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿مِدْرَارًا﴾ يَتْبَعُ بَعْضُهَا بَعْضًا ﴿وَقَارًا﴾ عَظَمَةً.

''اَطْوَارًا'' کبھی کچھ کبھی کچھ مثلاً منی پھر گوشت کا لوتھڑا عرب لوگ کہتے ہیں عَدَا طَوْرَہ اپنے انداز سے بڑھ گیا۔ کُبَّار (بتشدید باء) میں کِبَار سے زیادہ مبالغہ ہے یعنی بہت ہی بڑا، جیسے جمیل خوبصورت، جمال بہت ہی خوبصورت، غرض کبار کا معنی بڑا کبھی اس کو کبار تخفیف باء سے بھی پڑھا ہے۔ عرب لوگ کہتے ہیں حَسَّانٌ اور جَمَّالٌ (تشدید سے) اور حَسَانٌ اور جَمَالٌ (تخفیف سے) ''دَيَّارًا'' دور سے نکلا ہے۔ اس کا وزن فَيْعَال ہے (اصل میں دیوار تھا) جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اَلْحَيُّ الْقَيُّوم کو) اَلْحَيُّ الْقَيَّامُ پڑھا ہے۔ یہ قیام قُمْتُ سے نکلا ہے (تو اصل میں قیوام تھا) اوروں نے کہا دَيَّارًا کے معنی اکیلا ''تَبَارًا'' ہلاکت۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ''مِدْرَارًا'' ایک کے پیچھے دوسرا یعنی لگاتار بارش۔ ''وَقَارًا'' عظمت، بڑائی مراد ہے۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے اس میں ۲۸ آیات اور دو رکوع ہیں۔

بَابٌ: ﴿وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا﴾

باب: ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کی تفسیر

۴۹۲۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: صَارَتِ الْأَوْثَانُ الَّتِي كَانَتْ فِي قَوْمِ نُوحٍ فِي الْعَرَبِ بَعْدُ أَمَّا وَدٌّ: كَانَتْ لِكَلْبٍ بِدَوْمَةِ الْجَنْدَلِ وَأَمَّا سُوَاعٌ: كَانَتْ لِهُذَيْلٍ وَأَمَّا يَغُوثُ: فَكَانَتْ لِمُرَادٍ ثُمَّ لِبَنِي غُطَيْفٍ بِالْجَوْفِ عِنْدَ سَبَإٍ وَأَمَّا يَعُوقُ: فَكَانَتْ لِهَمْدَانَ وَأَمَّا نَسْرٌ: فَكَانَتْ لِحِمْيَرَ لِآلِ ذِي الْكَلَاعِ وَنَسْرًا أَسْمَاءُ رِجَالٍ

(۴۹۲۰) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، ان سے ابن جریج نے اور عطاء نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جو بت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں پوجے جاتے تھے بعد میں وہی عرب میں پوجے جانے لگے۔ ود، دومۃ الجندل میں بنی کلب کا بت تھا۔ سواع، بنی ہذیل کا۔ یغوث، بنی مراد کا اور مراد کی شاخ بنی غطیف کا جو وادی اجوف میں قوم سبا کے پاس رہتے تھے۔ یعوق، بنی ہمدان کا بت تھا۔ نسر، حمیر کا بت تھا جو ذو الکلاع کی آل میں سے تھے۔ یہ پانچوں نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگوں کے نام تھے جب ان کی موت ہو گئی تو شیطان نے ان کے دل میں ڈالا کہ اپنی مجلسوں میں جہاں وہ بیٹھتے

صَالِحِينَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ فَلَمَّا هَلَكُوا أَوْحَى الشَّيْطَانُ إِلَى قَوْمِهِمْ أَنِ انْصِبُوا إِلَى مَجَالِسِهِمُ الَّتِي كَانُوا يَجْلِسُونَ أَنْصَابًا وَسَمُّوهَا بِأَسْمَائِهِمْ فَفَعَلُوا فَلَمْ تُعْبَدْ حَتَّى إِذَا هَلَكَ أُولَئِكَ وَتَنَسَّخَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ.

تھے ان کے بت قائم کرلیں اور ان بتوں کے نام اپنے نیک لوگوں کے نام پر رکھ لیں چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اس وقت ان بتوں کی پوجا نہیں ہوتی تھی لیکن جب وہ لوگ بھی مر گئے جنہوں نے بت قائم کئے تھے اور علم لوگوں میں نہ رہا تو ان کی پوجا ہونے لگی۔

تشریح: بت پرستی کی ابتدا جملہ بت پرستوں کی اقوام میں اس طرح شروع ہوئی کہ انہوں نے اپنے نیک لوگوں کے ناموں پر بت بنالئے۔ پہلے عبادت میں ان کو سامنے رکھنے لگے شیطان نے یہ فریب اس طرح چلایا کہ ان بتوں کے دیکھنے سے بزرگوں کی یاد تازہ رہے گی اور عبادت میں دل لگے گا، رفتہ رفتہ وہ بت ہی خود معبود بنالئے گئے۔ تمام بت پرستوں کا آج تک یہی حال ہے پس دنیا میں بت پرستی یوں شروع ہوئی۔ اسی لئے اسلامی شریعت میں اللہ تعالیٰ نے بت اور صورت کے بنانے سے منع فرمادیا اور یہ حکم دیا کہ جہاں بت یا صورت دیکھو اس کو توڑ پھوڑ کر پھینک دو کیونکہ یہ چیزیں اخیر میں شرک کا ذریعہ ہوگئیں اسلامی شریعت میں یادگار کے لئے بھی بت یا صورت کا بنانا درست نہیں اور کوئی کتنے ہی مقدس پیغمبر یا اوتار کی صورت ہو اس کی کوئی عزت یا حرمت نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ صرف ایک مورت ہے جس کا اسلام میں کوئی وزن نہیں۔ مسلمانوں کو ہمیشہ اپنے اس اصول مذہبی کا خیال رکھنا چاہیے اور کسی بادشاہ یا بزرگ کے بت بنانے میں ان کو بالکل مدد نہ کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (۵/المائدۃ:۲) (وحیدی) مگر یہ کس قدر افسوسناک حرکت ہے کہ بعض تعزیہ پرست حضرات تعزیہ کے ساتھ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی کاغذی صورت بنا کر تعزیہ کے آگے رکھتے اور اس کا پورا ادب بجالاتے ہیں۔ کتنے نام نہاد مسلمانوں نے مزار اولیا کے فوٹو لے کر ان کو گھروں میں رکھا ہوا ہے اور صبح و شام ان کو معطر کر کے ان پر پھول چڑھاتے اور ان کی تعظیم کرتے ہیں یہ جملہ حرکات بت سازی اور بت پرستی ہی کی شکلیں ہیں۔ اللہ پاک مسلمانوں کو نیک سمجھ عطا کرے کہ وہ ایسی حرکتوں سے باز رہیں ورنہ میدان محشر میں سخت ترین رسوائی کے لئے تیار رہیں۔

(۷۲) [سُورَةُ] قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ — سورۂ جن کی تفسیر

تشریح: یہ سورت مکی ہے اس میں ۲۸ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿جَدُّ رَبِّنَا﴾ غِنَا رَبِّنَا وَقَالَ عِكْرِمَةُ: جَلَالُ رَبِّنَا وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: أَمْرُ رَبِّنَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿لِبَدًا﴾ أَعْوَانًا.

حسن نے کہا کہ ''جَدُّ رَبِّنَا'' ہمارے رب کی بے نیازی اور عکرمہ نے کہا کہ ہمارے رب کی بزرگی و عظمت اور ابراہیم نے کہا کہ اَمْرُ رَبِّنَا ہمارے رب کا کام اور اس کی شان بلند ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ''لِبَدًا'' کے معنی مددگار ہیں۔

٤٩٢١ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ

(۴۹۲۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے ابوبشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کے ساتھ سوق عکاظ (مکہ اور طائف کے درمیان ایک میدان جہاں عربوں کا مشہور میلہ لگتا تھا) کا قصد کیا اس زمانہ میں شیاطین تک آسمان کی خبروں کے

وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِيْنُ فَقَالُوْا: مَا لَكُمْ؟ قَالُوْا: حِيْلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ قَالَ: مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ إِلَّا مَا حَدَثَ فَاضْرِبُوْا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوْا مَا هَذَا الْأَمْرُ الَّذِيْ حَدَثَ فَانْطَلَقُوْا فَضَرَبُوْا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا يَنْظُرُوْنَ مَا هَذَا الْأَمْرُ الَّذِيْ حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ قَالَ: فَانْطَلَقَ الَّذِيْنَ تَوَجَّهُوْا نَحْوَ تِهَامَةَ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ بِنَخْلَةَ وَهُوَ عَامِدٌ إِلَى سُوْقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّيْ بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ تَسَمَّعُوْا لَهُ فَقَالُوْا: هَذَا الَّذِيْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَهُنَالِكَ رَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوْا: يَا قَوْمَنَا! ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِيْ إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا﴾ وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ: ﴿قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ﴾ وَإِنَّمَا أُوْحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ. [راجع: ۷۷۳]

چرا لینے میں رکاوٹ پیدا کردی گئی تھی اور ان پر آسمان سے آگ کے انگارے چھوڑے جاتے تھے جب وہ جن اپنی قوم کے پاس لوٹ کر آئے تو ان کی قوم نے ان سے پوچھا کہ کیا بات ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ آسمان کی خبروں میں اور ہمارے درمیان رکاوٹ کردی گئی ہے اور ہم پر آسمان سے آگ کے انگارے برسائے گئے ہیں، انہوں نے کہا کہ آسمان کی خبروں اور تمہارے درمیان رکاوٹ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کوئی خاص بات پیش آئی ہے۔ اس لیے ساری زمین پر مشرق و مغرب میں پھیل جاؤ اور تلاش کرو کہ کون سی بات پیش آ گئی ہے۔ چنانچہ شیاطین مشرق و مغرب میں پھیل گئے تا کہ اس بات کا پتہ لگائیں کہ آسمانوں کی خبروں کی ان تک پہنچنے میں جو روکاٹ پیدا کی گئی ہے وہ کس بڑے واقعہ کی وجہ سے ہے۔ بیان کیا کہ جو شیاطین اس کھوج میں نکلے تھے ان کا ایک گروہ وادی تہامہ کی طرف بھی آ نکلا (یہ جگہ مکہ معظمہ سے ایک دن کے سفر کی راہ پر ہے) جہاں رسول اللہ ﷺ منڈی عکاظ کی طرف جاتے ہوئے کھجور کے ایک باغ کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ اس وقت صحابہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جب شیاطین نے قرآن مجید سنا تو یہ اس کو سننے لگ گئے پھر انہوں نے کہا کہ یہی چیز ہے وہ جس کی وجہ سے تمہارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوئی ہے۔ اس کے بعد وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ آئے اور ان سے کہا کہ ''إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا'' الایة ''ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو نیکی کی راہ دکھلاتا ہے سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور ہم اب اپنے پروردگار کو کسی کا ساجھی نہ بنائیں گے۔'' اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل کی ''قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ'' الایة ''آپ کہیے کہ میرے پاس وحی آئی ہے اس بات کی کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن مجید سنا۔'' یہی جنوں کا قول آپ ﷺ پر نازل ہوا۔

(۷۳) [سُوْرَةُ] الْمُزَّمِّلِ

سورۂ مزمل کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿وَتَبَتَّلْ﴾ أَخْلِصْ وَقَالَ الْحَسَنُ: ﴿أَنْكَالًا﴾ قُيُوْدًا ﴿مُنْفَطِرٌ بِهِ﴾

مجاہد نے کہا ''تَبَتَّلْ'' کے معنی خالص اس کا ہوجا اور امام حسن بصری نے فرمایا ''أَنْكَالًا'' کا معنی بیڑیاں ہیں۔ ''مُنْفَطِرٌ بِهِ'' اس کے سبب سے

مُثْقَلَةٌ بِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿كَثِيبًا مَهِيلًا﴾ الرَّمْلُ السَّائِلُ ﴿وَبِيلًا﴾ شَدِيدًا.

بھاری ہو جائے گا، بھاری ہو کر پھٹ جائے گا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "كَثِيبًا مَهِيلًا" پھسلتی بہتی ریت۔ "وَبِيلًا" کے معنی سخت کے ہیں۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے اس میں ۲۰ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔

سورۂ مزمل بڑی بابرکت سورت ہے جس کا ہمیشہ تلاوت کرنا موجب صد درجات ہے۔

(٧٤) [سُورَةُ] الْمُدَّثِّرِ

سورۂ مدثر کی تفسیر

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿عَسِيرٌ﴾ شَدِيدٌ ﴿قَسْوَرَةٍ﴾ رِكْزُ النَّاسِ وَأَصْوَاتُهُمْ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: الْأَسَدُ وَكُلُّ شَدِيدٍ قَسْوَرَةٌ ﴿مُسْتَنْفِرَةٌ﴾ نَافِرَةٌ مَذْعُورَةٌ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: "عَسِيرٌ" کا معنی سخت۔ "قَسْوَرَةٍ" کا معنی لوگوں کا شور وغل۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا قَسْوَرَة شیر کو کہتے ہیں اور ہر سخت اور زور دار چیز کو قسورۃ کہتے ہیں۔ "مُسْتَنْفِرَة" بھڑکنے والی۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے اس میں ۵۶ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔

٤٩٢٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ قُلْتُ: يَقُولُونَ: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ عَنْ ذَلِكَ وَقُلْتُ لَهُ: مِثْلَ الَّذِي قُلْتَ فَقَالَ جَابِرٌ: لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِي هَبَطْتُ فَنُودِيتُ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ أَمَامِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ خَلْفِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ شَيْئًا فَأَتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ: دَثِّرُونِي وَصُبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ: فَدَثَّرُونِي وَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا)) قَالَ فَنَزَلَتْ: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ

(۴۹۲۲) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے علی بن مبارک نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے پوچھا کہ قرآن مجید کی کون سی آیت سب سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ "يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ" میں نے عرض کیا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ" سب سے پہلے نازل ہوئی اور ابوسلمہ نے اس پر کہا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا اور جو بات ابھی تم نے مجھ سے کہی وہی میں نے بھی ان سے کہی تھی لیکن جابر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ میں تم سے وہی حدیث بیان کرتا ہوں جو ہم سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا: "میں غار حرا میں ایک مدت کے لئے خلوت نشین تھا۔ جب میں وہ دن پورے کر کے پہاڑ سے اترا تو مجھے آواز دی گئی، میں نے اس آواز پر اپنے دائیں طرف دیکھا لیکن کوئی چیز دکھائی نہیں دی۔ پھر بائیں طرف دیکھا ادھر بھی کوئی چیز دکھائی نہیں دی، سامنے دیکھا ادھر بھی کوئی چیز دکھائی نہیں دی۔ پیچھے دیکھا ادھر بھی کوئی چیز دکھائی نہیں دی۔ اب میں نے اپنا سر اوپر کی طرف اٹھایا ایک چیز دکھائی دی۔ پھر میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالو۔" فرمایا کہ "پھر

فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾. [راجع: ٤]

انہوں نے مجھے کپڑا اوڑھا دیا اور ٹھنڈا پانی مجھ پر بہایا۔" فرمایا کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی: "یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ" یعنی "اے کپڑے میں لپٹنے والے! اٹھ کھڑے ہوں، پھر لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرائیے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے۔"

تشریح: پہلے سورۂ اقرأ باسم ربك ہی نازل ہوئی تھی بعد میں یہ سلسلہ ایک مدت تک بند رہا۔ پھر پہلی آیت یاأیها المدثر ہی نازل ہوئی۔ (کمافی کتب التفسیر)

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿قُمْ فَأَنْذِرْ﴾

باب: فرمانِ الٰہی: "اٹھو! پس خبردار کرو"

٤٩٢٣ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَغَيْرُهُ قَالَا: حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ)) مِثْلَ حَدِيثِ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ. [راجع: ٤]

(۴۹۲۳) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے اور ان کے علاوہ (ابوداؤد طیالسی) نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حرب بن شداد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابوسلمہ نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں غار حرا میں تنہائی اختیار کئے ہوئے تھا۔" یہ روایت بھی عثمان بن عمر کی حدیث کی طرح ہے جو انہوں نے علی بن مبارک سے بیان کی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾

باب: فرمانِ الٰہی: "اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو"

تشریح: یعنی "اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجیے۔"

٤٩٢٤ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ أَيُّ الْقُرْآنِ أُنْزِلَ أَوَّلُ فَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ فَقُلْتُ: أُنْبِئْتُ أَنَّهُ: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَيُّ الْقُرْآنِ أُنْزِلَ أَوَّلُ؟ فَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ فَقُلْتُ: أُنْبِئْتُ أَنَّهُ: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ فَقَالَ: لَا أُخْبِرُكَ إِلَّا بِمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

(۴۹۲۴) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا، کہا ہم سے حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابوسلمہ سے پوچھا کہ قرآن مجید کی کون سی آیت سب سے پہلے نازل ہوئی تھی؟ فرمایا کہ "یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ" میں نے کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ" سب سے پہلے نازل ہوئی۔ ابوسلمہ نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا تھا کہ قرآن کی کون سی آیت سب سے پہلی نازل ہوئی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ "یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ" میں نے ان سے یہی کہا تھا کہ مجھے تو خبر ملی ہے کہ "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ" سب سے پہلے نازل ہوئی تھی تو انہوں نے کہا کہ میں تمہیں وہی خبر دے رہا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

((جَاوَرْتُ فِي حِرَاءٍ فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِي هَبَطْتُ فَاسْتَبْطَنْتُ الْوَادِيَ فَنُودِيتُ فَنَظَرْتُ أَمَامِي وَخَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى عَرْشٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَأَتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ: دَثِّرُونِي وَصُبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا وَأُنْزِلَ عَلَيَّ: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾)) [راجع: ٤]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے غار حرا میں تنہائی اختیار کی جب میں وہ مدت پوری کر چکا اور نیچے اتر کر وادی کے بیچ میں پہنچا تو مجھے پکارا گیا۔ میں نے اپنے آگے پیچھے، دائیں بائیں دیکھا اور مجھے دکھائی دیا کہ فرشتہ آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ پھر میں خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو اور میرے اوپر ٹھنڈا پانی ڈالو اور مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی: "يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ" اے کپڑے میں لپیٹنے والے! اٹھ کھڑے ہوں پھر لوگوں کو عذاب آخرت سے ڈرائیے اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے۔

تشریح: سورۂ اقرا باسم ربك الذی کے بعد یہ پہلی آیات ہیں جو آپ پر نازل ہوئیں ان میں آپ کو تبلیغ اسلام کا حکم دیا گیا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾

باب: فرمانِ الٰہی: ''اور اپنے کپڑے پاک رکھو''

تشریح: یعنی ''اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے۔''

٤٩٢٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ: ((فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَجَئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ: زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَدَثَّرُونِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ إِلَى ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾)) قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الصَّلَاةُ وَهِيَ الْأَوْثَانُ. [راجع: ٤]

(۴۹۲۵) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے (دوسری سند) اور مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے خبر دی، کہا مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ درمیان میں وحی کا سلسلہ رک جانے کا حال بیان فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''ایک دفعہ میں جا رہا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف سے آواز سنی۔ میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو وہی فرشتہ نظر آیا جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا۔ وہ آسمان وزمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں اس کے ڈر سے گھبرا گیا پھر میں گھر واپس آیا اور خدیجہ سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو، مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ انہوں نے مجھے کپڑا اوڑھا دیا پھر اللہ تعالیٰ نے آیت "يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ" سے "فَاهْجُرْ" تک نازل کی۔'' یہ سورت نماز فرض کیے جانے سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ "الرجز" سے مراد بت ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ يَقُولُ الرِّجْزَ وَالرِّجْسَ:

''اور بتوں سے الگ رہئے'' کہا گیا ہے کہ الرجز اور الرجس عذاب

الْعَذَابُ. کے معنی میں ہیں۔

تشریح: چونکہ بت پرستی عذاب کا سبب ہے لہٰذا بتوں کو بھی یہ کہہ دیا۔

٤٩٢٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ: ((فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي قِبَلَ السَّمَاءِ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَائَنِي بِحِرَاءٍ قَاعِدٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَجَئِثْتُ مِنْهُ حَتَّى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَجِئْتُ أَهْلِي فَقُلْتُ: زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَزَمَّلُونِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَاهْجُرْ﴾)) قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: وَالرِّجْزَ: الْأَوْثَانَ: ((ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ)). [راجع: ٤]

(۴۹۲۶) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ میں نے ابوسلمہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ درمیان میں وحی کے سلسلے کے رک جانے سے متعلق بیان فرمارہے تھے کہ ”میں چل رہا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف سے آواز سنی۔ اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ نظر آیا جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا۔ وہ کرسی پر آسمان اور زمین کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ میں اسے دیکھ کر اتنا ڈرا کہ زمین پر گر پڑا۔ پھر میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو، مجھے کپڑا اوڑھا دو! مجھے کپڑا اوڑھا دو۔“ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”یَا أَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ“ سے ارشاد ”فَاھْجُر“ تک۔ ابوسلمہ نے بیان کیا کہ الرجز بت کے معنی میں ہے۔ ”پھر وحی گرم ہوگئی اور سلسلہ نہیں ٹوٹا۔“

تشریح: نبی کریم ﷺ نے کبھی بت پرستی نہیں کی تھی۔ مگر آپ کی قوم بت پرست تھی۔ گویا آپ کو تاکیداً کہا گیا کہ آپ بت پرست قوم کا ساتھ بالکل چھوڑ دیں۔

سُورَةُ الْقِيَامَةِ

سورۂ قیامہ کی تفسیر

[بَابٌ] وَقَوْلُهُ:

باب: اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿سُدًى﴾ هَمَلًا ﴿لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ﴾ سَوْفَ أَتُوبُ سَوْفَ أَعْمَلُ ﴿لَا وَزَرَ﴾ لَا حِصْنَ.

”آپ اس (قرآن) کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دیا کریں۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ”سُدًی“ یعنی بے قید آزاد (جو چاہے وہ کرے) ”لِیَفْجُرَ أَمَامَہ“ یعنی انسان ہمیشہ گناہ کرتا رہتا ہے اور یہی کہتا رہتا ہے کہ جلدی توبہ کرلوں گا۔ جلدی اچھے عمل کروں گا۔ ”لَا وَزَرَ“ أَیْ لَا حِصْنَ یعنی پناہ کے لئے کوئی قلعہ نہیں ملے گا۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے، اس میں ۴۰ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔

٤٩٢٧۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ،

(۴۹۲۷) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان

قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ وَكَانَ ثِقَةً عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ حَرَّكَ بِهِ لِسَانَهُ۔ وَوَصَفَ سُفْيَانُ۔ يُرِيدُ أَنْ يَحْفَظَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾. [راجع: ٥]

کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے بیان کیا اور موسیٰ ثقہ تھے، انہوں نے سعید بن جبیر سے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ اس پر اپنی زبان ہلایا کرتے تھے۔ سفیان نے کہا کہ اس ہلانے سے آپ کا مقصد وحی کو یاد کرنا ہوتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''آپ جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان نہ ہلایا کریں، اس کا جمع کر دینا اور اس کا پڑھوا دینا، یہ ہر دو کام تو ہمارے ذمہ ہیں۔''

بَابٌ: ﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾.

باب: (ارشادِ باری تعالیٰ)

''اس کا جمع کرنا اور پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے۔''

٤٩٢٨۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ﴾ قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَقِيلَ لَهُ: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ﴾ يَخْشَى أَنْ يَنْفَلِتَ مِنْهُ ﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ أَنْ نَقْرَأَهُ: ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ﴾ يَقُولُ: أُنْزِلَ عَلَيْهِ ﴿فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ أَنْ نُبَيِّنَهُ عَلَى لِسَانِكَ. [راجع: ٥]

(۴۹۲۸) ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے، ان سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے کہ انہوں نے سعید بن جبیر سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ'' کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب رسول کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ اپنے ہونٹ ہلایا کرتے تھے اس لئے آپ سے کہا گیا ''لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ'' الخ یعنی وحی آنے پر اس خوف سے کہ کہیں بھول نہ جاؤ اپنی زبان نہ ہلایا کریں، اس کا تمہارے دل میں جما دینا اور اس کا پڑھا دینا ہمارا کام ہے۔ جب ہم اس کو پڑھ چکیں یعنی جبرئیل علیہ السلام اس کو سنا چکیں تو جیسا جبرئیل علیہ السلام نے پڑھ کر سنایا تو بھی اس طرح پڑھ۔ پھر یہ بھی ہمارا ہی کام ہے کہ ہم تیری زبان سے اس کو پڑھوا دیں گے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿قَرَأْنَاهُ﴾ بَيَّنَّاهُ ﴿فَاتَّبِعْ﴾ اعْمَلْ بِهِ.

''پھر جب ہم اسے پڑھنے لگیں تو آپ اس کے تابع ہو جایا کریں۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ''قَرَأْنَاهُ'' کے معنی یہ ہیں ''ہم نے اسے بیان کیا'' اور ''فَاتَّبِعْ'' کا معنی کہ تم اس پر عمل کرو۔

٤٩٢٩۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ

(۴۹۲۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے، ان سے سعید بن جبیر نے، ان سے ابن

ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهِ: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا نَزَلَ جِبْرِيْلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ وَكَانَ يُعْرَفُ مِنْهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ الْآيَةَ الَّتِيْ فِيْ لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ قَالَ: عَلَيْنَا أَنْ نَجْمَعَهُ فِيْ صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ عَلَيْنَا أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ قَالَ: فَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيْلُ أَطْرَقَ فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللّٰهُ ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ ﴿أَوْلَى لَكَ فَأَوْلَى﴾ تَوَعُّدٌ. [راجع: ٥]

عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ" کے متعلق بتلایا کہ جب جبرئیل علیہ السلام آپ پر وحی نازل کرتے تو رسول کریم ﷺ اپنی زبان اور ہونٹ ہلایا کرتے تھے اور آپ پر یہ بہت سخت گزرتا، یہ آپ کے چہرے سے بھی ظاہر ہوتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے وہ آیت نازل کی جو سورۂ قیامہ میں ہے یعنی "لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ" الآیۃ یعنی آپ اس کو جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان نہ ہلایا کریں۔ یہ تو ہمارے ذمہ ہے اس کا تمہارے دل میں جما دینا اور اس کا پڑھوانا، پھر جب ہم اسے پڑھنے لگیں تو آپ کے پیچھے یاد کرتے جایا کریں۔ یعنی جب ہم وحی نازل کریں تو آپ اُسے غور سے سنیں۔ پھر اس کا بیان کرا دینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ یعنی یہ بھی ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اسے آپ کی زبانی لوگوں کے سامنے بیان کرا دیں۔ بیان کیا کہ چنانچہ اس کے بعد جب جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر آتے تو آپ خاموش ہو جاتے اور جب چلے جاتے تو پڑھتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا تھا۔ آیت "اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى" میں تہدید یعنی ڈرانا دھمکانا مراد ہے۔

(٧٦) [سُوْرَةُ] هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ

سورۂ دھر کی تفسیر

يُقَالُ: مَعْنَاهُ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ وَهَلْ تَكُوْنُ جَحْدًا وَتَكُوْنُ خَبَرًا وَهَذَا مِنَ الْخَبَرِ يَقُوْلُ: كَانَ شَيْئًا فَلَمْ يَكُنْ مَذْكُوْرًا وَذَلِكَ مِنْ حِيْنِ خَلَقَهُ مِنْ طِيْنٍ إِلَى أَنْ يُنْفَخَ فِيْهِ الرُّوْحُ ﴿أَمْشَاجٍ﴾ الْأَخْلَاطُ مَاءُ الْمَرْأَةِ وَمَاءُ الرَّجُلِ الدَّمُ وَالْعَلَقَةُ وَيُقَالُ: إِذَا خُلِطَ مَشِيْجٌ كَقَوْلِكَ خَلِيْطٌ وَمَمْشُوْجٌ مِثْلُ مَخْلُوْطٍ وَيُقَالُ: ﴿سَلَاسِلًا وَأَغْلَالًا﴾ وَلَمْ يُجِزْ بَعْضُهُمْ ﴿مُسْتَطِيْرًا﴾ مُمْتَدًّا الْبَلَاءُ وَالْقَمْطَرِيْرُ الشَّدِيْدُ

لفظ "هَلْ اَتٰى" کا معنی آچکا۔ ھل کا لفظ کبھی تو انکار کے لئے آتا ہے، کبھی تحقیق کے لئے (قد کے معنی میں) یہاں قد ہی کے معنی میں ہے۔ یعنی ایک زمانہ انسان پر ایسا آچکا ہے کہ وہ ذکر کرنے کے قابل چیز نہ تھا، یہ وہ زمانہ ہے جب مٹی سے اس کا پتلا بنایا گیا تھا۔ اس وقت تک جب روح اس میں پھونکی گئی۔ "اَمْشَاج" ملی ہوئی چیزیں یعنی مرد اور عورت دونوں کی منی اور خون اور پھٹکی اور جب کوئی چیز دوسری چیز سے ملا دی جائے تو کہتے ہیں مَشِيْج جیسے خَلِيْط یعنی مَمْشُوج اور مخلوط بعض نے یوں پڑھا ہے "سَلَاسِلَا وَاَغْلَالًا" (بعض نے سَلَاسِلَ وَاَغْلَالًا بغیر تنوین کے پڑھا ہے) انہوں نے سَلَاسِلَا کی تنوین جائز نہیں رکھی۔ "مُسْتَطِيْرًا"

يُقَالُ: يَوْمٌ قَمْطَرِيْرٌ وَيَوْمٌ قُمَاطِرٌ وَالْعَبُوْسُ وَالْقَمْطَرِيْرُ وَالْقُمَاطِرُ وَالْعَصِيْبُ أَشَدُّ مَا يَكُوْنُ مِنَ الْأَيَّامِ فِي الْبَلَاءِ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿أَسْرَهُمْ﴾ شِدَّةُ الْخَلْقِ وَكُلُّ شَيْءٍ شَدَدْتَهُ مِنْ قَتَبٍ فَهُوَ مَأْسُوْرٌ.

اس کی برائی پھیلی ہوئی۔ قَمْطَرِیْر سخت۔ عرب لوگ کہتے ہیں یَوْمٌ قَمْطَرِیْرٌ وَیَوْمٌ قَمَاطِر یعنی سخت مصیبت کا دن۔ عَبُوسٌ اور قَمْطَرِیْرٌ اور قَمَاطِرٌ اور عَصِیْبٌ ان چاروں کا معنی وہ دن جس پہ سخت مصیبت آئے اور معمر بن عبیدہ نے کہا ''شَدَدْنَا اَسْرَهُم'' کا معنی یہ ہے کہ ہم نے ان کی خلقت خوب مضبوط کی ہے۔ عرب لوگ جس کو تو مضبوط باندھیں جیسے پالان ہودج وغیرہ اس کو ماسور کہتے ہیں۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے اس میں ۳۱ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔

(۷۷) [سُوْرَةُ] وَالْمُرْسَلَاتِ

سورۂ والمرسلات کی تفسیر

﴿جِمَالَاتٌ﴾ حِبَالٌ ﴿ارْكَعُوْا﴾ صَلُّوْا ﴿لَا يَرْكَعُوْنَ﴾ لَا يُصَلُّوْنَ وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿لَا يَنْطِقُوْنَ﴾ ﴿وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ﴾ ﴿اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ﴾ فَقَالَ: إِنَّهُ ذُوْ أَلْوَانٍ مَرَّةً يَنْطِقُوْنَ وَمَرَّةً يُخْتَمُ عَلَيْهِمْ.

اور مجاہد نے کہا ''جِمَالَاتٌ'' جہاز کی موٹی رسیاں۔ ''ارْكَعُوْا'' نماز پڑھو۔ ''لَا يَرْكَعُوْنَ'' نماز نہیں پڑھتے۔ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا یہ قرآن مجید میں اختلاف کیا ہے ایک جگہ تو فرمایا کہ'' کافر بات نہ کریں گے۔'' دوسری جگہ یوں ہے کہ'' کافر قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم (دنیا میں) مشرک نہ تھے۔'' تیسری جگہ یوں ہے کہ ''ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے۔'' انہوں نے کہا قیامت کے دن کافروں کے مختلف حالات ہوں گے۔ کبھی تو وہ بات کریں گے، کبھی ان کے منہ پر مہر کر دی جائے گی۔

تشریح: (وہ بات نہ کرسکیں گے) حضرت مجاہد بن جبیر مشہور تابعی ہیں، کنیت ابوالحجاج ہے۔ عبداللہ بن سائب کے آزاد کردہ بنومخزوم سے ہیں۔ مکۃ المکرمہ کے قراء اور فقہا میں معروف سرکردہ شخص ہیں۔ قراءت اور تفسیر کے امام ہیں۔ ۱۰۰ھ میں انتقال فرمایا۔ یہ سورہ مکی ہے اس میں ۵۰ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔

٤٩٣٠ـ حَدَّثَنِي مَحْمُوْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ وَإِنَّا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ فَابْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقَتْنَا فَدَخَلَتْ جُحْرَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيْتُمْ شَرَّهَا)). [راجع: ۱۸۳۰]

(۴۹۳۰) ہم سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ پر سورۂ ''والمرسلات'' نازل ہوئی تھی اور ہم اس کو آپ ﷺ کے منہ سے سیکھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک سانپ نکل آیا۔ ہم لوگ اس کے مارنے کو بڑھے لیکن وہ بچ نکلا اور اپنے سوراخ میں گھس گیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تمہارے شر سے بچ گیا اور تم اس کے شر سے بچ گئے۔''

٤٩٣١ـ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا وَعَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مِثْلَهُ وَتَابَعَهُ أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ وَقَالَ حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَسُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ.

قَالَ يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ. [راجع: ١٨٣٠]

(۴۹۳۱) ہم سے عبدہ بن عبداللہ خزاعی نے بیان کیا، کہا ہم کو یحییٰ بن آدم نے خبردی، انہیں اسرائیل نے، انہیں منصور نے یہی حدیث اور اسرائیل نے اس حدیث کو اعمش سے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے علقمہ سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے اور یحییٰ بن آدم کے ساتھ اس حدیث کو اسود بن عامر نے اسرائیل سے روایت کیا اور حفص بن غیاث اور ابومعاویہ اور سلیمان بن قرم نے اعمش سے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے اسود سے روایت کیا۔

اور یحییٰ بن حماد (شیخ بخاری) نے کہا ہم کو ابوعوانہ نے خبردی، انہوں نے مغیرہ بن مقسم سے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے علقمہ سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور محمد بن اسحاق نے اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن اسود سے روایت کیا، انہوں نے اپنے والد اسود سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: قَالَ عَبْدُاللَّهِ: بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَارٍ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ فَتَلَقَّيْنَاهَا مِنْ فِيهِ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا إِذْ خَرَجَتْ حَيَّةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((عَلَيْكُمُ اقْتُلُوهَا)) قَالَ: فَابْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقَتْنَا قَالَ: فَقَالَ: ((وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا)). [راجع: ١٨٢٠]

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے اسود نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غار میں تھے کہ آپ پر سورۂ والمرسلات نازل ہوئی۔ ہم نے اسے آپ کے منہ سے یاد کرلیا۔ اس وحی سے آپ کے دہن مبارک کی تازگی ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ اتنے میں ایک سانپ نکل پڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے زندہ نہ چھوڑو۔'' بیان کیا کہ ہم اس کی طرف بڑھے لیکن وہ نکل گیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس کے شر سے بچ گئے اور وہ تمہارے شر سے بچ گیا۔''

تشریح: سند میں اسود بن یزید بن قیس نخعی مراد ہیں جو علقمہ کے ساتھی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے۔ وہ قسطلانی نے غلطی کی جو اس کو اسود بن عامر قرار دیا۔ اسود بن عامر شاذان طبقہ تاسعہ میں اور اسود مذکور طبقہ ثانیہ میں ہیں۔ (وحیدی)

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ﴾

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''وہ دوزخ بڑے بڑے محل جیسے آگ کے انگارے پھینکے گی۔''

٤٩٣٢ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا

(۴۹۳۲) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبردی، کہا ہم

سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَامِرٍ ﴿إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ﴾ قَالَ: كُنَّا نَرْفَعُ الْخَشَبَ بِقَصَرٍ ثَلَاثَةَ أَذْرُعٍ أَوْ أَقَلَّ فَنَرْفَعُهُ لِلشِّتَاءِ فَنُسَمِّيهِ الْقَصَرَ. [طرفه في: ٤٩٣٣]

سے عبدالرحمٰن بن عابس نے بیان کیا، کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت "إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ" یعنی "وہ انگارے برسائے گی جیسے بڑے محل" کے متعلق پوچھا اور انہوں نے کہا کہ ہم تین تین ہاتھ کی لکڑیاں اٹھا کر رکھتے تھے۔ ایسا ہم جاڑوں کے لیے کرتے تھے (تا کہ وہ جلانے کے کام آئیں) اوران کا نام قصر رکھتے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿كَأَنَّهُ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ﴾

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"گویا وہ انگارے پیلے پیلے رنگ والے اونٹ ہیں۔"

٤٩٣٣ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ: ﴿تَرْمِي بِشَرَرٍ﴾ كُنَّا نَعْمِدُ إِلَى الْخَشَبَةِ ثَلَاثَةَ أَذْرُعٍ أَوْ فَوْقَ ذٰلِكَ فَنَرْفَعُهُ لِلشِّتَاءِ فَنُسَمِّيهِ الْقَصَرَ ﴿كَأَنَّهُ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ﴾ حِبَالُ السُّفُنِ تُجْمَعُ حَتَّى تَكُونَ كَأَوْسَاطِ الرِّجَالِ. [راجع: ٤٩٣٢]

(۴۹۳۳) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہمیں سفیان نے خبر دی، ان سے عبدالرحمٰن بن عباس نے بیان کیا اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا آیت: "تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ" کے متعلق، آپ نے فرمایا کہ ہم تین ہاتھ یا اس سے بھی لمبی لکڑیاں اٹھا کر جاڑوں کے لئے رکھ لیتے تھے۔ ایسی لکڑیوں کو ہم قصر کہتے تھے، "كَأَنَّهُ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ" سے مراد کشتی کی رسیاں ہیں جو جوڑ کر رکھی جائیں، وہ آدمی کی کمر کے برابر موٹی ہو جائیں۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُونَ﴾

باب: اللہ جل جلالہ کا ارشاد:

"آج وہ دن ہے کہ اس میں یہ لوگ بول ہی نہ سکیں گے۔"

٤٩٣٤ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَارٍ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ فَإِنَّهُ لَيَتْلُوهَا وَإِنِّي لَأَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا إِذْ وَثَبَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اقْتُلُوهَا)) فَابْتَدَرْنَاهَا فَذَهَبَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا)) قَالَ عُمَرُ: حَفِظْتُهُ مِنْ

(۴۹۳۴) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے اسود نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غار میں تھے کہ آپ ﷺ پر سورۂ "والمرسلات" نازل ہوئی، پھر آنحضرت ﷺ نے اس کی تلاوت کی اور میں نے اسے آپ ہی کے منہ سے یاد کرلیا۔ وحی سے آپ کے منہ کی تازگی ابھی باقی تھی کہ اتنے میں غار کی طرف سانپ لپکا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "اسے مار ڈالو۔" ہم اس کی طرف بڑھے لیکن وہ بھاگ گیا۔ نبی ﷺ نے اس پر فرمایا: "وہ بھی تمہارے شر سے اس طرح بچ نکلا جیسا کہ تم اس کے شر سے بچ

أَبِي فِي غَارٍ بِمِنًا. [راجع: ۱۸۳۰]

گئے۔'' عمر بن حفص نے کہا مجھے یہ حدیث یاد ہے، میں نے اپنے والد سے سنی تھی، انہوں نے اتنا اور بڑھایا کہ وہ غار منیٰ میں تھا۔

(۷۸) [سُورَةُ] عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ

سورۂ ''عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ'' کی تفسیر

قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا﴾ لَا يَخَافُوْنَهُ ﴿لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا﴾ لَا يُكَلِّمُوْنَهُ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿وَهَّاجًا﴾ مُضِيئًا ﴿عَطَاءً حِسَابًا﴾ جَزَاءً كَافِيًا أَعْطَانِي مَا أَحْسَبَنِي أَيْ كَفَانِي.

مجاہد نے کہا ''لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا'' کا معنی یہ ہے کہ وہ اعمال کے (حساب کتاب) سے نہیں ڈرتے۔ ''لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا'' یعنی ڈر کے مارے اس سے بات نہ کرسکیں گے مگر جب ان کو بات کرنے کی اجازت ملے گی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ''وَهَّاجًا'' روشن چمکتا ہوا۔ ''عَطَآءً حِسَابًا'' پورا بدلہ عرب لوگ کہتے ہیں۔ أَعْطَانِي مَا أَحْسَبَنِي یعنی مجھ کو اتنا دیا جو کافی ہو گیا۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے اس میں ۴۰ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَأْتُوْنَ أَفْوَاجًا﴾ زُمَرًا.

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''وہ دن کہ جب صور پھونکا جائے گا تو تم گروہ گروہ ہو کر آؤ گے۔'' ''أَفْوَاجًا'' کے معنی زُمَرًا یعنی گروہ گروہ کے ہیں۔

٤٩٣٥۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُوْنَ)) قَالَ: أَرْبَعُوْنَ يَوْمًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ قَالَ: أَرْبَعُوْنَ شَهْرًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ قَالَ: أَرْبَعُوْنَ سَنَةً؟ قَالَ: أَبَيْتُ قَالَ: ((ثُمَّ يُنْزِلُ اللهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ لَيْسَ مِنَ الْإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا يَبْلَى إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [راجع: ٤٨١٤] [مسلم: ٧٤١٤]

(۴۹۳۵) ہم سے محمد نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابو صالح نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو صور پھونکے جانے کے درمیان چالیس کا فاصلہ ہوگا۔'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے پوچھا کیا چالیس دن مراد ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں، پھر شاگردوں نے پوچھا کیا چالیس مہینے مراد ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں، شاگردوں نے پوچھا کیا چالیس سال مراد ہیں؟ کہا کہ معلوم نہیں۔ کہا کہ ''پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی برسائے گا۔ جس کی وجہ سے تمام مردے جی اٹھیں گے جیسے سبزیاں پانی سے اُگ آتی ہیں۔ اس وقت انسان کا ہر حصہ گل چکا ہوگا۔ سوائے ریڑھ کی ہڈی کے اور اس سے قیامت کے دن تمام مخلوق دوبارہ بنائی جائے گی۔''

تشریح: ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نکالا کہ دونوں نفخوں میں چالیس برس کا فاصلہ ہوگا۔

(۷۹) [سُورَةُ] وَالنَّازِعَاتِ

سورۂ والنازعات کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿الْآيَةَ الْكُبْرَى﴾ عَصَاهُ وَيَدُهُ

مجاہد نے کہا ''الْآيَةَ الْكُبْرٰى'' سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ان

وَيُقَالُ: النَّاخِرَةُ وَالنَّخِرَةُ سَوَاءٌ مِثْلُ الطَّامِعِ وَالطَّمِعِ وَالْبَاخِلِ وَالْبَخِلِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: النَّخِرَةُ الْبَالِيَةُ وَالنَّاخِرَةُ الْعَظْمُ الْمُجَوَّفُ الَّذِي تَمُرُّ فِيهِ الرِّيحُ فَيَنْخَرُ وَ﴿الطَّامَّةُ﴾ تَطُمُّ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿الْحَافِرَةِ﴾ إِلَى أَمْرِنَا الْأَوَّلِ إِلَى الْحَيَاةِ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿أَيَّانَ مُرْسَاهَا﴾ مَتَى مُنْتَهَاهَا وَمُرْسَى السَّفِينَةِ حَيْثُ تَنْتَهِي.

کا ہاتھ ہے۔ عِظَامًا نَخِرَة اور نَاخِرَة دونوں طرح سے پڑھا ہے جیسے طَامِع اور طَمِع اور بَاخِل اور بَخِل اور بعض نے کہا نَخِرَة اور نَاخِرَة میں فرق ہے۔ نَخِرَة کہتے ہیں گلی ہوئی ہڈی کو اور نَاخِرَة کھوکھلی ہڈی جس کے اندر ہوا ہو جائے تو آواز نکلے "الطَّآمَّةُ" آفت مصیبت جو ہر چیز پر بلند ہو جائے گی۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "الحَافِرَة ہماری وہ حالت جو دنیا کی (زندگی) میں ہے۔ اوروں نے کہا "اَيَّانَ مُرْسَاهَا" یعنی اس کی انتہا کہاں ہے یہ لفظ مُرْسَى السَّفِيْنَة سے نکلا ہے۔ یعنی جہاں کشتی آخر میں جا کر ٹھہرتی ہے۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے، اس میں ۴۶ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔

٤٩٣٦ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ، حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ بِإِصْبَعَيْهِ هَكَذَا بِالْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ: ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ)). [طرفاه في: ٥٣٠١، ٦٥٠٣]

(۴۹۳۶) ہم سے احمد بن مقدام نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابوحازم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کے قریب والی انگلی کے اشارے سے فرما رہے تھے کہ "میں ایسے وقت میں مبعوث ہوا ہوں کہ میرے اور قیامت کے درمیان صرف ان دو کے برابر فاصلہ ہے۔"

تشریح: یعنی قیامت میں اور نبی کریم ﷺ کی بعثت میں اب صرف اتنا فاصلہ رہ گیا ہے جتنا ان دو انگلیوں میں ہے۔ دنیا کے اول سے آخر تک وجود کی مثال دو انگلیوں سے دی گئی ہے اور مراد یہ ہے کہ اکثر مدت گزر چکی ہے اور جو کچھ رہ گئی ہے وہ مدت بہت ہی کم ہے۔

(٨٠) [سُوْرَةُ] عَبَسَ

سورۂ عبس کی تفسیر

﴿عَبَسَ﴾ كَلَحَ وَأَعْرَضَ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿مُطَهَّرَةٍ﴾ لَا يَمَسُّهَا إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ وَهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَهَذَا مِثْلُ قَوْلِهِ: ﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا﴾ جَعَلَ الْمَلَائِكَةَ وَالصُّحُفَ مُطَهَّرَةً لِأَنَّ الصُّحُفَ يَقَعُ عَلَيْهَا التَّطْهِيرُ فَجَعَلَ التَّطْهِيرَ لِمَنْ حَمَلَهَا أَيْضًا ﴿سَفَرَةٍ﴾ الْمَلَائِكَةُ وَاحِدُهُمْ سَافِرٌ سَفَرْتُ أَصْلَحْتُ بَيْنَهُمْ وَجُعِلَتِ الْمَلَائِكَةُ إِذَا نَزَلَتْ بِوَحْيِ اللَّهِ وَتَأْدِيَتِهِ كَالسَّفِيرِ الَّذِي

"عَبَسَ" منہ بنایا۔ تَوَلّٰی منہ پھیر لیا۔ اوروں نے کہا "مُطَهَّرَة" دوسری جگہ فرمایا: لَا يَمَسُّهَا إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ان کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں یعنی فرشتے۔ تو محمول کی صفت حامل کر دی۔ جیسے "فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا" مُدَبِّرَات سے مراد سوار ہیں (جو محمول ہیں) مجازاً ان کے حاملوں یعنی گھوڑوں کو مدبرات کہہ دیا۔ وَالصُّحُفُ مُطَهَّرَة یہاں اصل میں تطہیر کتابوں کی صفت ہے ان کے اٹھانے والوں یعنی فرشتوں کو بھی مطہر فرمایا "سَفَرَةٍ" فرشتے یہ سَافِر کی جمع ہے عرب لوگ کہتے ہیں سَفَرْتُ بَيْنَ الْقَوْمِ یعنی اس نے قوم کے لوگوں میں صلح کرا دی جو فرشتے اللہ کی

يُصْلِحُ بَيْنَ الْقَوْمِ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿تَصَدَّى﴾ تَغَافَلَ عَنْهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿لَمَّا يَقْضِ﴾ لَا يَقْضِي أَحَدٌ مَا أُمِرَ بِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿تَرْهَقُهَا﴾ تَغْشَاهَا شِدَّةٌ ﴿مُسْفِرَةٌ﴾ مُشْرِقَةٌ ﴿بِأَيْدِي سَفَرَةٍ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَتَبَةٍ ﴿أَسْفَارًا﴾ كُتُبًا ﴿تَلَهَّى﴾ تَشَاغَلَ يُقَالُ: وَاحِدُ الْأَسْفَارِ: سِفْرٌ.

وحی لے کر پیغمبروں کو پہنچاتے ہیں۔ ان کو بھی سفیر قرار دیا جو لوگوں میں ملاپ کراتا ہے۔ بعض نے کہا سَفَرَةٍ کے معنی لکھنے والے۔ اوروں نے کہا ''تَصَدّٰی'' کے معنی غافل ہو جانا ہے۔ مجاہد نے کہا: ''لَمَّا يَقْضِ مَا أَمَرَهُ'' کا معنی یہ ہے کہ آدمی کو جس بات کا حکم دیا گیا تھا وہ اس نے پورا پورا ادا نہیں کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ''تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ'' کا معنی یہ ہے کہ اس پر سختی برس رہی ہوگی۔ ''مُسْفِرَةٌ'' چمکتے ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ''سَفَرَةٍ'' کے معنی لکھنے والے۔ سورۂ جمعہ میں لفظ اَسْفَار اسی سے ہے یعنی کتابیں۔ ''تَلَهّٰی'' غافل ہوتا ہے۔ کہتے ہیں اَسْفَار جو کتابوں کے معنی میں ہے سِفْرٌ (بکسر سین) کی جمع ہے۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے اس میں ۴۲ آیات ہیں اور ا رکوع ہے۔

سورہ کا شان نزول: سورۂ عبس کا شان نزول یہ ہے کہ ایک مرتبہ قریش نبی کریم ﷺ کی مجلس میں آئے ہوئے تھے اور آپ ان سے قبولیت اسلام کی امید پر مشغول گفتگو تھے۔ ایسے وقت میں اس مجلس میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم نابینا رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ آپ نے اس وقت ان کا آنا ناپسند فرمایا۔ اس پر اللہ پاک نے یہ سورۂ شریفہ نازل فرما کر نبی کریم ﷺ کو تنبیہ فرمائی بعد میں جب کبھی یہ نابینا بزرگ تشریف لاتے، نبی کریم ﷺ پورے اعزاز کے ساتھ ان سے تخاطب فرمایا کرتے تھے۔

٤٩٣٧ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ أَوْفَى يُحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ فَلَهُ أَجْرَانِ)). [مسلم: ١٨٦٢، ١٨٦٣؛ ابوداود: ١٤٥٤؛ ترمذي: ٢٩٠٤]

(۴۹۳۷) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، کہا میں نے زرارہ بن اوفی سے سنا، وہ سعد بن ہشام سے بیان کرتے تھے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس کا حافظ بھی ہو، مکرم اور نیک لکھنے والے (فرشتوں) جیسی ہے اور جو شخص قرآن مجید بار بار پڑھتا ہے۔ پھر بھی وہ اس کے لئے دشوار ہے تو اسے دوگنا ثواب ملے گا۔''

تشریح: بعض لوگوں کی زبانوں پر الفاظ قرآن پاک جلدی نہیں چڑھتے اور ان کو بار بار مشق کی ضرورت پڑتی ہے۔ ان ہی کے لئے دوگنا ثواب ہے کیونکہ وہ کافی مشقت کے بعد قراءت قرآن میں کامیاب ہوتے ہیں۔

(٨١) [سُورَةُ] إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

سورۂ ''اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ'' کی تفسیر

﴿انْكَدَرَتْ﴾ انْتَثَرَتْ وَقَالَ الْحَسَنُ: ﴿سُجِّرَتْ﴾ ذَهَبَ مَاؤُهَا فَلَا يَبْقَى قَطْرَةٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ:

''إِنْكَدَرَتْ'' یعنی جب (ستارے) بے نور ہو جائیں گے۔ امام حسن بصری نے کہا ''سُجِّرَتْ'' کا معنی یہ ہے کہ سمندر سوکھ جائیں گے، ان

﴿الْمَسْجُورِ﴾ الْمَمْلُوءُ وَقَالَ غَيْرُهُ: سُجِرَتْ أَفْضَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ فَصَارَتْ بَحْرًا وَاحِدًا وَالْخُنَّسُ تَخْنِسُ فِي مُجْرَاهَا تَرْجِعُ وَتَكْنِسُ: تَسْتَتِرُ كَمَا تَكْنِسُ الظِّبَاءُ ﴿تَنَفَّسَ﴾ ارْتَفَعَ النَّهَارُ وَالظَّنِينُ الْمُتَّهَمُ وَالضَّنِينُ يَضَنُّ بِهِ وَقَالَ عُمَرُ: ﴿النُّفُوسُ زُوِّجَتْ﴾ يُزَوَّجُ نَظِيرَهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ﴾ ﴿عَسْعَسَ﴾ أَدْبَرَ.

میں پانی کا ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے گا۔ مجاہد نے کہا ''مَسْجُور'' کا معنی (جو سورۂ طور میں ہے) بھرا ہوا۔ اوروں نے کہا ''سُجِّرَتْ'' کا معنی یہ ہے کہ سمندر پھوٹ کر ایک دوسرے سے مل کر ایک سمندر بن جائیں گے۔ خُنَّس چلنے کے مقام میں پھر لوٹ کر آنے والے۔ کُنَّس تکنِسُ سے نکلا ہے یعنی ہرن کی طرح چھپ جاتے ہیں۔ ''تَنَفَّس'' دن چڑھ جائے۔ ظَنِيْنٌ (ظائے معجمہ سے یہ بھی ایک قرأت ہے) یعنی تہمت لگاتا ہے اور ضَنِيْنٌ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اللہ کا پیغام پہنچانے میں بخیل نہیں ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''النُّفُوسُ زُوِّجَتْ'' یعنی ہر آدمی کا جوڑ لگا دیا جائے گا خواہ جنتی ہو یا دوزخی، پھر یہ آیت پڑھی: ''اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُم'' ''عَسْعَسَ'' جب رات پیٹھ پھیر لے۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے، اس میں ۲۹ آیات اور ارکوع ہے۔

(۸۲) [سُورَةُ] إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ

سورۂ ''اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ'' کی تفسیر

وَقَالَ الرَّبِيعُ بْنُ خُثَيْمٍ: ﴿فُجِّرَتْ﴾ فَاضَتْ وَقَرَأَ الْأَعْمَشُ وَعَاصِمٌ ﴿فَعَدَلَكَ﴾ بِالتَّخْفِيفِ وَقِرَاءَةُ أَهْلِ الْحِجَازِ بِالتَّشْدِيدِ وَأَرَادَ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ وَمَنْ خَفَّفَ يَعْنِي ﴿فِي أَيِّ صُورَةٍ﴾ شَاءَ إِمَّا حَسَنٌ وَإِمَّا قَبِيحٌ أَوْ طَوِيلٌ أَوْ قَصِيرٌ.

ربیع بن خثیم نے کہا ''فُجِّرَتْ'' کے معنی بہہ نکلیں اور اعمش اور عاصم نے ''فَعَدَلَكَ'' کو تخفیف دال کے ساتھ پڑھا ہے۔ حجاز والوں نے فَعَدَّلَكَ تشدید دال کے ساتھ پڑھا ہے۔ جب تشدید کے ساتھ ہو تو معنی یہ ہوگا کہ بڑی خلقت مناسب اور معتدل رکھی اور تخفیف کے ساتھ پڑھو تو معنی یہ ہوگا جس صورت میں چاہا تجھے بنا دیا خوبصورت یا بدصورت لمبا یا ٹھگنا چھوٹے قد والا۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے۔ اس میں ۱۹ آیتیں ہیں اور ارکوع ہے۔

(۸۳) [سُورَةُ] وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ

سورۂ ''وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ'' کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿بَلْ رَانَ﴾ ثَبْتُ الْخَطَايَا ﴿ثُوِّبَ﴾ جُوزِيَ وَقَالَ غَيْرُهُ: الْمُطَفِّفُ: لَا يُوَفِّي غَيْرَهُ.

اور مجاہد نے کہا ''بَلْ رَانَ'' کا معنی یہ ہے کہ گناہ ان کے دل پر جم گیا۔ ''ثُوِّبَ'' بدلہ دیئے گئے۔ اوروں نے کہا مُطَفِّف وہ ہے جو پورا ماپ تول نہ دے۔ (دغابازی کرے)۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے۔ اس میں ۳۶ آیات ہیں۔

متن قسطلانی میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے۔ "الرحيق الخمر۔ ختامه مسك طينه التسنيم يعلو شراب اهل الجنة۔" یعنی رحیق شراب کو کہتے ہیں۔ ختامه مسك یعنی مشک کی مہر اس کے شیشے پر لگی ہوگی۔ تسنیم ایک لطیف عرق ہے جو بہشتیوں کی شراب میں ڈالا جائے گا۔

٤٩٣٨۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ حَتَّى يَغِيبَ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ)). [طرفه في: ٦٥٣١] [مسلم: ٧٢٠٤]

(۴۹۳۸) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معن نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے مالک نے بیان کیا، ان سے نافع اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس دن لوگ دونوں جہاں کے پالنے والے کے سامنے حساب دینے کے لئے کھڑے ہوں گے تو کانوں کی لو تک پسینہ میں ڈوب جائیں گے۔''

(٨٤) [سُورَةُ] إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ

سورہ ''اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ'' کی تفسیر

قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ﴾ يَأْخُذُ كِتَابَهُ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ ﴿وَسَقَ﴾ جَمَعَ مِن دَابَّةٍ ﴿ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ﴾ لَا يَرْجِعَ إِلَيْنَا.

مجاہد نے کہا ''كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنا نامۂ اعمال اپنی پیٹھ پیچھے سے لے گا ''وَمَا وَسَقَ'' جانداروں کو جمع کر لیتی ہے۔ ''ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ'' یہ کہ نہیں لوٹے گا (یعنی ہماری طرف واپس لوٹ کر نہیں آئے گا)۔

٤٩٣٩۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ.

(۴۹۳۹) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عثمان بن اسود نے بیان کیا، انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہوں نے رسول کریم ﷺ سے سنا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي يُونُسَ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ إِلَّا هَلَكَ)) قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَكَ أَلَيْسَ يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾ قَالَ: ((ذَاكَ الْعَرْضُ يُعْرَضُونَ وَمَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ)). [راجع: ١٠٣] [مسلم:

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے، ان سے ابو یونس حاتم بن ابی صغیرہ نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، ان سے قاسم نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی سے بھی قیامت کے دن حساب لے لیا گیا تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے، کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ ''فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا'' ''تو جس کسی کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں ملے گا سو اس سے آسان حساب لیا جائے گا'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''آیت میں جس حساب کا ذکر ہے وہ تو

۷۲۲۵، ۷۲۲۸؛ ترمذي: ۳۳۳۸]

پیشی ہوگی۔ وہ صرف پیش کئے جائیں گے (اور بغیر حساب چھوٹ جائیں گے) لیکن جس سے بھی پوری طرح حساب لے لیا گیا وہ ہلاک ہوگا۔"

تشریح: اس لئے کہ حساب میں بالکل پاک نکلنا بیشتر لوگوں کے لئے ناممکن ہوگا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ﴾.

"تم کو ضرور ایک حالت کے بعد دوسری حالت پر پہنچنا ہے۔"

٤٩٤٠ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ النَّضْرِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ جَعْفَرُ بْنُ إِيَاسٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ﴾ حَالًا بَعْدَ حَالٍ قَالَ: هَذَا نَبِيُّكُمْ ﷺ.

(۴۹۴۰) ہم سے سعید بن نضر نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشیم نے خبر دی، کہا مجھ کو ابو بشر جعفر بن ایاس نے خبر دی، ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: "لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ" یعنی "تم کو ضرور ایک حالت کے بعد دوسری حالت پر پہنچنا ہے۔" بیان کیا کہ یہاں مراد نبی کریم ﷺ ہیں کہ آپ کو کامیابی رفتہ رفتہ حاصل ہوگی۔

تشریح: یعنی چند روز کافروں سے مغلوب رہو گے پھر برابری کے ساتھ ان سے لڑتے رہو گے۔ پھر غالب ہو گے یا سب آدمیوں کی طرف اشارہ ہے پہلے شیر خوار پھر بچہ پھر جوان پھر بوڑھے ہوتے ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر اس قراءت پر ہے۔ جب لترکبن فتحہ باء کے ساتھ پڑھیں اور دوسری تفسیر مشہور قراءت پر ہے یعنی لترکبن بہ ضمہ باء۔ ابن مسعود نے کہا لترکبن صیغہ مونث غائب کا ہے اور ضمیر آسمان کی طرف پھرتی ہے یعنی آسمان طرح طرح کے رنگ بدلے گا۔ (وحیدی)

آیت قرآنی اپنے عموم کے لحاظ سے بہت ہی گہرائیاں لئے ہوئے ہے۔ جس میں آج کے ترقی یافتہ دور کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے جو بنی نوع انسان کو بہت سے ادوار طے کرنے کے بعد حاصل ہوا ہے اور ابھی آیندہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اور کون کون سے دور وجود میں آنے والے ہیں۔ آج کے اختراعات نے انسان کو کائنات کی جس قدر مخفی دولتیں عطا کی ہیں ضروری تھا کہ قرآن پاک میں ان سب پر اشارے کئے جاتے جس کے لئے آیت کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ یہ اس حقیقت پر بھی دال ہے کہ قرآن مجید ایک ایسا آسمانی الہام ہے جو ہر زمانے اور ہر ہر دور میں انسان کی راہنمائی کرتا رہے گا اور زیادہ سے زیادہ اسے ترقیات پر لے جائے گا تاکہ صحیح معنوں میں انسان خلیفۃ اللہ بن کر اور رازہائے قدرت کو دریافت کر کے اور اس کائنات کو اس کے شایان شان آباد کر کے اپنی خلافت کے فرائض ادا کر سکے سچ ہے:

﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ﴾ (۸۴/الانشقاق:۱۹) صدق الله تبارك وتعالى۔

(٨٥) [سُورَةُ] الْبُرُوجِ

سورۂ بروج کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿الْأُخْدُودِ﴾ شَقٌّ فِي الْأَرْضِ ﴿فَتَنُوا﴾ عَذَّبُوا.

مجاہد نے کہا "اُخدُود" زمین میں جو نالی کھودی جائے۔ "فَتَنُوا" یعنی تکلیف دی۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے اس میں ۲۲ آیات اور ا رکوع ہے۔

(٨٦) [سُورَةُ] الطَّارِقِ

سورۂ طارق کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿ذَاتِ الرَّجْعِ﴾ سَحَابٌ

مجاہد نے کہا "ذَاتِ الرَّجْعِ" ابر کی صفت ہے (تو سماء سے ابر مراد ہے)

يَرْجِعُ بِالْمَطَرِ ﴿ذَاتِ الصَّدْعِ﴾ تَتَصَدَّعُ بِالنَّبَاتِ.

یعنی بار بار برسنے والا۔ ''ذَاتِ الصَّدْعِ'' بار بار اگانے والی، پھوٹنے والی، یہ زمین کی صفت ہے۔

تشریح: اس کو فریابی نے وصل کیا متن قسطلانی میں اتنی عبارت زیادہ ہے:"الطارق النجم وما اتاك ليلا فهو طارق النجم الثاقب المضيء وقال ابن عباس لقول فصل لحق لما عليها حافظ الا عليها حافظ۔"یعنی طارق ستارہ ہے اور طارق اس کو بھی کہتے ہیں جو رات کو آئے۔ النجم الثاقب روشن ستارہ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا قول فصل یعنی حق بات۔ لما عليها حافظ میں لما الا کے معنی میں ہے یعنی کوئی نفس ایسا نہیں جس پر ایک نگہبان اللہ کی طرف سے مامور نہ ہو (وحیدی) سورۂ ق میں اس مضمون کو یوں بیان کیا گیا ہے:﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ (۵۰/ق:۱۸) یعنی انسان اپنے منہ سے جو لفظ نکالتا ہے اس کے پاس ایک نگہبان فرشتہ موجود ہے جو فوراً اس کے الفاظ کو نوٹ کر لیتا ہے۔

ایک جگہ مزید وضاحت یوں موجود ہے: ﴿كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾ (۸۲/الانفطار:۱۰،۱۱) یعنی اللہ کی طرف سے تم پر معزز منشی محرر مقرر شدہ ہیں۔ جو تمہارے ہر کام کو جانتے اور تمہارے نامہ اعمال میں لکھ لیتے ہیں۔ بہرحال یہ ایک مسلّم حقیقت ہے کہ ہر انسان کے ساتھ بطور محافظ یا کاتب ایک غیبی طاقت ہر وقت موجود ہے۔ جسے فرشتہ کہا جاتا ہے۔ لہٰذا ہر مؤمن مسلمان کا فرض ہے کہ وہ سوچ سمجھ کر زندگی گزارے تاکہ مرنے کے بعد اسے شرمندگی حاصل نہ ہو۔ اللهم وفقنا لما تحب وترضى۔

اس میں ۱۷ آیتیں ہیں اور یہ سورت مکی ہے۔

(۸۷) [سُوْرَةُ] سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى — سورۂ اعلیٰ کی تفسیر

تشریح: متن قسطلانی میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے:"قال مجاهد: قدر فهدى قدر الانسان الشقاء والسعادة وهدى الانعام مراعيها۔"یعنی مجاہد نے کہا قدر فهدى کا معنی یہ ہے کہ آدمی کے لئے تو نیک بختی اور بدبختی کی تقدیر مقدر کر دی اور جانوروں کو ان کے چراگاہ بتلا دیئے اس کو طبرانی نے وصل کیا ہے۔ اس میں ۱۹ آیتیں ہیں اور یہ سورت مکی ہے۔

٤٩٤١ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ فَجَعَلَا يُقْرِئَانِنَا الْقُرْآنَ ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ وَبِلَالٌ وَسَعْدٌ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِيْنَ ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْوَلَائِدَ وَالصِّبْيَانَ يَقُوْلُوْنَ: هَذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ جَاءَ فَمَا جَاءَ حَتَّى قَرَأْتُ:

(۴۹۴۱) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں ابواسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے (مہاجر) صحابہ میں سب سے پہلے ہمارے پاس مدینہ تشریف لانے والے مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما تھے۔ مدینہ پہنچ کر ان بزرگوں نے ہمیں قرآن مجید پڑھانا شروع کر دیا۔ پھر عمار، بلال اور سعد رضی اللہ عنہم آئے اور پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیس صحابہ کو ساتھ لے کر آئے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے میں نے کبھی مدینہ والوں کو اتنا خوش ہونے والا نہیں دیکھا تھا، جتنا وہ حضور اکرم ﷺ کی آمد پر خوش ہوئے تھے۔ بچیاں اور بچے بھی کہنے لگے تھے کہ آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں، ہمارے یہاں تشریف لائے ہیں۔ میں نے آپ ﷺ

﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ فِي سُوَرٍ مِثْلِهَا. [راجع:٣٩٢٤]

کی مدینہ میں تشریف آوری سے پہلے ہی "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى" اور اس جیسی اور سورتیں پڑھ لی تھیں۔

(٨٨) [سُورَةُ] هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ

سورۂ غاشیہ کی تفسیر

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ﴾ النَّصَارَى وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿عَيْنٍ آنِيَةٍ﴾ بَلَغَ إِنَاهَا وَحَانَ شُرْبُهَا ﴿حَمِيمٍ آنٍ﴾ بَلَغَ إِنَاهُ ﴿لَا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً﴾ شَتْمًا الضَّرِيعُ: نَبْتٌ يُقَالُ لَهُ: الشِّبْرِقُ يُسَمِّيهِ أَهْلُ الْحِجَازِ الضَّرِيعَ إِذَا يَبِسَ وَهُوَ سُمٌّ ﴿بِمُسَيْطِرٍ﴾ بِمُسَلَّطٍ وَيُقْرَأُ بِالصَّادِ وَالسِّينِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿إِيَابَهُمْ﴾ مَرْجِعَهُمْ.

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ" سے نصاریٰ مراد ہیں مجاہد نے کہا "عَيْنٍ آنِيَةٍ" یعنی گرمی کی حد کو پہنچ گیا اس کے پینے کا وقت آن پہنچا (سورۂ رحمٰن میں) "حَمِيمٍ آنٍ" کا بھی یہی معنی ہے گرمی کی حد کو پہنچ گیا۔ "لَا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً" وہاں گالی گلوچ نہیں سنائی دے گی۔ الضَّرِيعُ ایک بھاجی (گھاس) ہے جسے شبرق کہتے ہیں حجاز والے اس کو ضریع کہتے ہیں جب وہ سوکھ جاتی ہے تو یہ زہر بن جاتی ہے "بِمُسَيْطِرٍ" (سین سے) مطلقاً کڑوی بعض نے صاد سے پڑھا ہے بِمُصَيْطِرٍ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "اِيَابَهُمْ" ان کا لوٹنا۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے اس میں ٢٦ آیات ہیں۔

جو بہت سا پیسہ خرچ کر کے اپنے خیال میں بڑے بڑے اعمال کرتے ہیں مگر ان عملوں کا ثبوت قرآن وحدیث سے نہیں ہے، لہٰذا وہ اعمال اکارت جاتے ہیں۔ اللہ کے یہاں صرف عمل صالح قبول ہوتا ہے جس میں خلوص ہو اور وہ سنت نبوی کے مطابق ہو قبروں پر عرس کرنا، ماہ محرم میں تعزیہ بنانا، مجالس میلا دمروجہ منعقد کرنا، تیجہ فاتحہ چہلم وغیرہ جملہ رسوم ایسی ہیں جن پر یہ لوگ دل کھول کر پیسہ اور وقت خرچ کرتے ہیں۔ مگر غیر شرعی ہونے کی وجہ سے یہ سب آیت عاملة ناصبة کے مصداق ہیں اللہ پاک عوام مسلمانوں کو شعور عطا کرے کہ وہ سنت اور بدعت کے فرق کو سمجھیں اور سنت پر کاربند ہوں، بدعات سے اجتناب کریں۔

(٨٩) [سُورَةُ] وَالْفَجْرِ

سورۂ فجر کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْوَتْرُ: اللَّهُ ﴿إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ﴾ يَعْنِي الْقَدِيمَةَ وَالْعِمَادُ أَهْلُ عَمُودٍ لَا يُقِيمُونَ يَعْنِي أَهْلَ خِيَامٍ ﴿سَوْطَ عَذَابٍ﴾ الَّذِي عُذِّبُوا بِهِ ﴿أَكْلًا لَمًّا﴾ السَّفُّ وَ ﴿جَمًّا﴾ الْكَثِيرُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: كُلُّ شَيْءٍ خَلَقَهُ فَهُوَ شَفْعٌ السَّمَاءُ شَفْعٌ وَالْوَتْرُ: اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿سَوْطَ عَذَابٍ﴾

مجاہد نے کہا وتر سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ "اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ" سے پرانی قوم عاد مراد ہے۔ عِمَاد کے معنی خیمہ کے ہیں، یہ لوگ خانہ بدوش تھے۔ جہاں پانی چارہ پاتے وہیں خیمہ لگا کر رہ جاتے۔ سَوْطَ عَذَابٍ کا معنی یہ کہ عذاب دیا گیا۔ اَكْلًا لَّمًّا سب چیزیں سمیٹ کر کھا جانا۔ حُبًّا جَمًّا بہت محبت رکھنا۔ مجاہد نے کہا اللہ نے جس چیز کو پیدا کیا وہ (شفع) جوڑا ہے آسمان بھی زمین کا جوڑا ہے اور وتر صرف اللہ پاک ہی ہے۔ اوروں نے کہا سَوْطَ عَذَابٍ یہ عرب کا ایک محاورہ ہے جو ہر ایک قسم کے عذاب کو کہتے

كَلِمَةٌ تَقُولُهَا الْعَرَبُ لِكُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْعَذَابِ يَدْخُلُ فِيهِ السَّوْطُ ﴿لَبِالْمِرْصَادِ﴾ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴿تَحَاضُّونَ﴾ تُحَافِظُونَ وَتَحُضُّونَ تَأْمُرُونَ بِإِطْعَامِهِ ﴿الْمُطْمَئِنَّةُ﴾ الْمُصَدِّقَةُ بِالثَّوَابِ وَقَالَ الْحَسَنُ: ﴿يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ﴾ إِذَا أَرَادَ اللَّهُ قَبْضَهَا اطْمَأَنَّتْ إِلَى اللَّهِ وَاطْمَأَنَّ اللَّهُ إِلَيْهَا وَرَضِيَتْ عَنِ اللَّهِ وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأَمَرَ بِقَبْضِ رُوحِهَا وَأَدْخَلَهَا اللَّهُ الْجَنَّةَ وَجَعَلَهُ مِنْ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿جَابُوا﴾ نَقَبُوا مِنْ جِيبَ الْقَمِيصِ قُطِعَ لَهُ جَيْبٌ يَجُوبُ الْفَلَاةَ: يَقْطَعُهَا ﴿لَمًّا﴾ لَمَمْتُهُ أَجْمَعَ أَتَيْتُ عَلَى آخِرِهِ.

ہیں من جملہ ان کے ایک کوڑے کا بھی عذاب ہے۔ ''لَبِالْمِرْصَاد'' یعنی اللہ کی طرف سب کو پھر جانا ہے۔ ''لَا تَحَاضُّوْنَ'' (الف کے ساتھ جیسے مشہور قرأت ہے) ترغیب نہیں دیتے ہو یہ تحافظون کے معنی میں ہے کہ حفاظت ونگہداشت نہیں کرتے ہو۔ اور بعضوں نے تَحُضُّوْن بغیر الف کے پڑھا ہے کہ ترغیب نہیں دیتے یعنی مساکین کے کھلانے کا ایک دوسرے کو حکم نہیں کرتے ''اَلْمُطْمَئِنَّة'' وہ نفس جو اللہ کے ثواب پر یقین رکھنے والا ہو۔ مؤمن کامل الایمان، امام حسن بصری نے کہا نفس مطمئنة وہ نفس کہ جب اللہ اس کو بلانا چاہے (موت آئے) تو اس کو اللہ کے پاس چین نصیب ہو، اللہ اس سے خوش ہو، وہ اللہ سے خوش ہو پھر اللہ اس کی روح قبض کرنے کا حکم دے اور اس کو بہشت میں لے جائے، اپنے نیک بندوں میں شامل فرمادے۔ اوروں نے کہا ''جَابُوا'' کا معنی کرید کرید کر مکان بنانا یہ جیب سے نکلا ہے جب اس میں جیب لگائی جائے۔ اسی طرح عرب لوگ کہتے ہیں فَلَانٌ يَجُوبُ الْفَلَاةَ وہ جنگل قطع کرتا ہے ''لَمًّا'' عرب لوگ کہتے ہیں لممته اجمع میں اس کے اخیر تک پہنچ گیا۔

تشریح: یعنی سارا ترکہ کھا جاتے ہو ایک پیسہ نہیں چھوڑتے۔ سورۂ فجر کے یہ منتخب الفاظ ہیں جن کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں حل فرمایا ہے ان الفاظ کی مزید تفاسیر معلوم کرنے کے لئے ساری سورۂ فجر کا مطالعہ کرنا ضروری ہے یہ سورت مکی ہے اس میں ۳۰ آیات ہیں۔

(۹۰) [سُوْرَةُ] لَا أُقْسِمُ

سورۂ ''لَا اُقْسِمُ'' کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿بِهَذَا الْبَلَدِ﴾ بِمَكَّةَ لَيْسَ عَلَيْكَ مَا عَلَى النَّاسِ فِيهِ مِنَ الْإِثْمِ ﴿وَوَالِدٍ﴾ آدَمَ ﴿وَمَا وَلَدَ﴾ ﴿لُبَدًا﴾ كَثِيرًا وَ ﴿النَّجْدَيْنِ﴾ الْخَيْرُ وَالشَّرُّ ﴿مَسْغَبَةٍ﴾ مَجَاعَةٍ ﴿مَتْرَبَةٍ﴾ السَّاقِطُ فِي التُّرَابِ يُقَالُ: ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ﴾ فَلَمْ يَقْتَحِمِ الْعَقَبَةَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ فَسَّرَ الْعَقَبَةَ فَقَالَ: ﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ﴾

مجاہد نے کہا ''بِهٰذَا الْبَلَدِ'' سے مکہ مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خاص تیرے لئے یہ شہر حلال ہوا اوروں کو وہاں لڑنا گناہ ہے۔ ''وَالِد'' سے آدم علیہ السلام ''وَمَا وَلَد'' سے ان کی اولاد مراد ہے ''لُبَدًا'' بہت سارا ''النَّجْدَيْن'' دو رستے بھلے اور برے۔ ''مَسْغَبَة'' بھوک ''مَتْرَبَة'' مٹی میں پڑا رہنا مراد ہے ''فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَة'' یعنی اس نے دنیا میں گھاٹی نہیں پھاندی پھر گھاٹی کو بیان کیا کہا ''آپ کو کیا معلوم گھاٹی کیا ہے، غلام آزاد کرنا یا بھوک اور تکلیف کے دن بھوکوں کو کھلانا۔''

تشریح: یہ سورت مکی ہے اس میں ۲۰ آیات ہیں اس سورت میں اللہ پاک نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم دلا کر بتلایا کہ ایک دن ضرور آپ مکہ واپس آئیں گے۔ آپ کو بے فکر ہونا چاہیے۔ یہ مکہ آپ کے لئے حلال ہوگا۔ یہی ہوا ہجرت کے چند ہی سالوں بعد اللہ نے آپ کے لئے فتح کرادیا۔ سچ

ہے۔جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا.

(۹۱) [سُورَةُ] وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا سورۂ ''وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا'' کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿بِطَغْوَاهَا﴾ مَعَاصِيهَا ﴿وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا﴾ عُقْبَى أَحَدٍ.

مجاہد نے کہا کہ "بطغواھا" اپنے گناہوں کی وجہ سے "وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا" یعنی اللہ کو کسی کا ڈر نہیں کہ کوئی اس سے بدلہ لے سکے گا۔

تشریح: اس کو فریابی نے وصل کیا ہے متن قسطلانی میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے:"وقال مجاهد ضحاها ضوئها اذا تلاها تبعها وطحاها دسها اغواها فالهمها عرفها الشقاء والسعادة."یعنی مجاہد نے کہا ضحی سے روشنی مراد ہے۔اذا تلاها اس کے پیچھے نکلا۔ طحاها پھیلا دیا بچھایا دساها گمراہ کردیا۔فالهمها یعنی نیکی اور بدی دونوں کا راستہ اس کو بتلا دیا۔یہ سورت مکی ہے اس میں ۱۵ آیات ہیں۔

٤٩٤٢ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَبْدُاللَّهِ بْنُ زَمْعَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِي عَقَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((﴿إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا﴾ انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِيزٌ عَارِمٌ مَنِيعٌ فِي رَهْطِهِ مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ)) وَذَكَرَ النِّسَاءَ فَقَالَ: ((يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ)) ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ وَقَالَ: ((لِمَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ)) وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ عَمِّ الزُّبَيْرِ ابْنِ الْعَوَّامِ)). [راجع: ٣٣٧٧] [مسلم: ٧١٩١؛ ترمذي: ٣٣٤٢؛ ابن ماجه: ١٩٨٣]

(۴۹۴۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور انہیں عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے اپنے ایک خطبہ میں حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا ذکر فرمایا اور اس شخص کا بھی ذکر فرمایا جس نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِذِ انْبَعَثَ اَشْقٰهَا یعنی اس اونٹنی کو مار ڈالنے کے لئے ایک مفسد (قدار نامی) جو اپنی قوم میں ابوزمعہ کی طرح غالب اور طاقت ور تھا، اٹھا۔'' آنحضرت ﷺ نے عورتوں کے حقوق کا بھی ذکر فرمایا: ''تم میں بعض اپنی بیوی کو غلام کی طرح کوڑے مارتے ہیں حالانکہ اسی دن کے ختم ہونے پر وہ اس سے ہم بستری بھی کرتے ہیں۔'' پھر آپ نے انہیں ریاح خارج ہونے پر ہنسنے سے منع فرمایا اور فرمایا: ''ایک کام جو تم میں ہر شخص کرتا ہے اسی پر تم دوسروں پر کس طرح ہنستے ہو۔'' ابومعاویہ نے بیان کیا کہ ہم سے ہشام بن عروہ بن زبیر نے، ان سے حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (اس حدیث میں) یوں فرمایا ''ابوزمعہ کی طرح جو زبیر بن عوام کا چچا تھا۔

تشریح: کیونکہ زمعہ مطلب بن اسد کا بیٹا تھا اور زبیر عوام بن خویلد بن اسد کے بیٹے تھے تو ابوزمعہ عوام کا چچا زاد بھائی تھا زبیر کا چچا ہوا۔اس روایت کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی سند میں وصل کیا ہے۔

سورۂ والشمس مکہ میں اتری۔حدیث میں ہے آپ عشاء کی نماز میں یہ سورت اور اسی کے برابر کی سورت پڑھتے:﴿وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا﴾ (۹۱/الشمس:۲) اور چاند جب کہ اس کے پیچھے آئے یعنی سورج چھپ جائے اور چاند چمکنے لگے پھر دن کی قسم کھائی جب کہ وہ منور ہو جائے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان سب میں ضمیر ہا کا مرجع شمس ہے کیونکہ اس کا ذکر چل رہا ہے۔ابن ابی حاتم کی ایک روایت میں ہے کہ

جب رات آتی ہے تو اللہ پاک فرماتا ہے میرے بندوں کو میری ایک بہت بڑی خلق نے چھپالیا پس مخلوق رات سے ہیبت کرتی ہے، اس کے پیدا کرنے والے سے اور زیادہ ہیبت چاہیے پھر آسمان کی قسم کھاتا ہے۔ یہاں جو ما ہے یہ مصدر یہ بھی ہوسکتا ہے یعنی آسمان اور اس کی بناوٹ کی قسم اور ما بمعنی من کے بھی ہوسکتا ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ آسمان کی قسم اور اس کے بنانے والے کی قسم۔ مترجم مرحوم مولانا وحید الزماں نے یہی ترجمہ اختیار فرمایا ہے۔ (وحیدی)

(٩٢) [سُوْرَةُ] وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى

سورۂ واللیل کی تفسیر

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿بِالْحُسْنَى﴾ بِالْخَلَفِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿تَرَدَّى﴾ مَاتَ وَ ﴿تَلَظَّى﴾ تَوَهَّجَ وَقَرَأَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ تَتَلَظَّى.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: "وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى" سے یہ مراد ہے کہ اس کو یہ یقین نہیں کہ اللہ کی راہ میں جو خرچ کرے گا اس کا بدلہ اللہ اس کو دے گا اور مجاہد نے کہا "اِذَا تَرَدّٰى" جب مرجائے۔ "تَلَظّٰى" وہ دوزخ کی آگ بھڑکتی، شعلہ مارتی ہے۔ اور عبید بن عمیر نے تَتَلَظّٰی دو (تاء) کے ساتھ پڑھا ہے۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے اس میں ۲۱ آیات ہیں۔

بَابٌ:

باب: (ارشادِ باری تعالیٰ)

﴿وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى﴾.

"اور قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہوجائے۔"

تشریح: "اور قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہوجائے۔"

٤٩٤٣ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: دَخَلْتُ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللَّهِ الشَّأْمَ فَسَمِعَ بِنَا أَبُو الدَّرْدَاءِ فَأَتَانَا فَقَالَ: أَفِيكُمْ مَنْ يَقْرَأُ؟ فَقُلْنَا: نَعَمْ قَالَ: فَأَيُّكُمْ أَقْرَأُ؟ فَأَشَارُوا إِلَيَّ فَقَالَ: اقْرَأْ؟ فَقَرَأْتُ: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى﴾ قَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَهَا مِنْ فِي صَاحِبِكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: وَأَنَا سَمِعْتُهَا مِنْ فِي النَّبِيِّ ﷺ وَهَؤُلَاءِ يَأْبَوْنَ عَلَيْنَا. [راجع: ٣٢٨٧] [مسلم: ١٩١٩؛ ترمذي: ٢٩٣٩]

(۴۹۴۳) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے اور ان سے علقمہ بن قیس نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے ساتھ میں ملک شام پہنچا ہمارے متعلق ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے سنا تو ہم سے ملنے خود تشریف لائے اور دریافت فرمایا: تم میں کوئی قرآن کا قاری ہے؟ ہم نے کہا: جی ہاں ہے۔ دریافت فرمایا کہ سب سے اچھا قاری کون ہے؟ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر کوئی آیت تلاوت کرو۔ میں نے "وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى" کی تلاوت کی۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا تم نے خود یہ آیت اپنے استاد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زبانی اسی طرح سنی ہے؟ کہا جی ہاں۔ انہوں نے اس پر کہا کہ میں نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ آیت اسی طرح سنی ہے، لیکن یہ شام والے ہم پر انکار کرتے ہیں۔

تشریح: (اس کی بجائے وہ مشہور قراءت ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى﴾ (۹۲/اللیل: ۳) پڑھتے تھے) شام والے مشہور و متفق علیہ قراءت کرتے تھے مگر حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو دوسرے طرز پر سنا تھا، وہ اسی پر مصر تھے پس خاطی کوئی بھی نہیں ہے۔ سات قراءتوں کا یہی مطلب ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى﴾

باب: اللہ عزوجل کا فرمان: ''اور قسم ہے اس کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا۔''

تشریح: حیوانات نباتات جمادات سب کے نر و مادہ مراد ہیں۔

٤٩٤٤ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: قَدِمَ أَصْحَابُ عَبْدِاللَّهِ عَلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَطَلَبَهُمْ فَوَجَدَهُمْ فَقَالَ: أَيُّكُمْ يَقْرَأُ عَلَى قِرَاءَةِ عَبْدِاللَّهِ؟ قَالَ: كُلُّنَا قَالَ: فَأَيُّكُمْ أَحْفَظُ فَأَشَارُوْا إِلَى عَلْقَمَةَ قَالَ: كَيْفَ سَمِعْتَهُ يَقْرَأُ: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ قَالَ عَلْقَمَةُ: ﴿وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى﴾ قَالَ: أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ هَكَذَا وَهَؤُلَاءِ يُرِيْدُوْنِي عَلَى أَنْ أَقْرَأَ: ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى﴾ وَاللَّهِ: لَا أُتَابِعُهُمْ. [راجع:٣٢٨٧]

(۴۹۴۴) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے، کہا ہم سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کچھ شاگرد ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے یہاں (شام) آئے انہوں نے انہیں تلاش کیا اور پالیا۔ پھر ان سے پوچھا کہ تم میں کون عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق قرأت کرسکتا ہے؟ شاگردوں نے کہا کہ ہم سب کر سکتے ہیں۔ پھر پوچھا کسے ان کی قرأت زیادہ محفوظ ہے؟ سب نے علقمہ کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے دریافت کیا انہیں سورۂ "وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى" کی قرأت کرتے کس طرح سنا ہے؟ علقمہ نے کہا "وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى" (بغیر خلق کے) کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بھی نبی کریم ﷺ کو اسی طرح قرأت کرتے ہوئے سنا ہے۔ لیکن یہ لوگ (یعنی شام والے) چاہتے ہیں کہ میں "وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى" پڑھوں۔ اللہ کی قسم میں ان کی پیروی نہیں کروں گا۔

تشریح: کیونکہ ابودرداء رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے منہ سے یوں سن چکے تھے ((والذكر والانثى)) وہ اس کا خلاف کیوں کر سکتے تھے۔ علما نے کہا ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر جہاں اور کئی باتیں مخفی رہ گئیں، ان میں سے یہ قراءت بھی تھی۔ ان کو دوسری قراءت کی خبر نہیں ہوئی۔ یعنی ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى﴾ (۹۲/الیل:۳) کی جو اخیر قراءت اور متواتر تھی اور اسی لئے مصحف عثمانی میں قائم کی گئی (وحیدی) قراءت متواتر یہی ہے جو مصحف عثمانی میں درج ہے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا نام عویمر ہے۔ یہ عامر انصاری خزرجی کے بیٹے ہیں۔ اپنی کنیت کے ساتھ مشہور ہیں درداء ان کی بیٹی کا نام ہے اپنے خاندان میں سب سے آخر میں اسلام لانے والوں میں سے ہیں۔ بڑے صالح، سمجھ دار عالم اور صاحب حکمت تھے۔ شام میں قیام کیا اور ۳۲ھ میں دمشق میں وفات پائی۔ (رضی الله عنه وارضاه) آمین۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى﴾.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا۔''

تشریح: یعنی ''سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اس نے اچھی باتوں کی تصدیق کی ہم اس کے لئے نیک کاموں کو آسان کر دیں گے۔''

٤٩٤٥ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كُنَّا مَعَ

(۴۹۴۵) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے، ان سے ابوعبدالرحمن سلمی نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے

النَّبِيِّ ﷺ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ فِي جَنَازَةٍ فَقَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفَلَا نَتَّكِلُ؟ فَقَالَ: ((اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ)) ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى﴾. [راجع: ١٣٦٢]

ساتھ بقیع الغرقد (مدینہ منورہ کے قبرستان) میں ایک جنازہ میں تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر فرمایا: ''تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا ٹھکانا جنت یا جہنم میں لکھا نہ جا چکا ہو۔'' صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! پھر کیوں نہ ہم اپنی اس تقدیر پر بھروسہ کر لیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''عمل کرتے رہو کہ ہر شخص کو اسی عمل کی توفیق ملتی رہتی ہے'' (جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے) پھر آپ نے آیت: ''فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى'' آخر تک پڑھی: ''سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اس نے اچھی باتوں کی تصدیق کی، ہم اس کے لیے نیک کاموں کو عمل میں لانا آسان کر دیں گے مگر جس نے بخل سے کام لیا اور (اللہ کے احکام کی) پروانہ کی اور اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم اس کے لیے بدی کی راہ پر چلنا آسان کر دیں گے۔''

[بَابُ قَوْلِهِ:] ﴿وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

''اور اس نے نیک باتوں کی تصدیق کی۔''

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كُنَّا قُعُودًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. [راجع:١٣٦٢]

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے سعد بن عبیدہ نے، ان سے ابوعبدالرحمٰن نے اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر راوی نے یہ حدیث بیان کی (جو اوپر گزری)۔

[بَابُ قَوْلِهِ:] ﴿فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى﴾

باب: حق تعالیٰ کا ارشاد:

''سو ہم اس کیلئے نیک کاموں کو عمل میں لانا آسان کر دیں گے۔''

٤٩٤٦ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ عُودًا يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفَلَا نَتَّكِلُ؟ فَقَالَ: ((اعْمَلُوا

(۴۹۴۶) ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان اعمش نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے، ان سے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ ایک جنازہ میں تھے، آپ نے ایک لکڑی اٹھائی اور اس سے زمین کریدتے ہوئے فرمایا: ''تم میں کوئی شخص ایسا نہیں جس کا جنت یا دوزخ کا ٹھکانا لکھا نہ جا چکا ہو۔'' صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا پھر ہم اسی پر بھروسہ نہ کر لیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عمل کرتے رہو کہ ہر شخص کو توفیق دی گئی ہے (انہی اعمال کی جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے)

فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾)) الْآيَةَ. قَالَ شُعْبَةُ: وَحَدَّثَنِي بِهِ مَنْصُورٌ فَلَمْ أُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ. [راجع: ١٣٦٢]

''سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا'' آخر آیت تک۔ شعبہ نے بیان کیا کہ مجھ سے یہ حدیث منصور بن معتمر نے بھی بیان کی اور انہوں نے بھی سلیمان اعمش سے اس کے موافق بیان کی، اس میں کوئی خلاف نہیں کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى﴾.

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''اور جس نے بخل سے کام لیا اور اپنے آپ کو (رب سے) بے نیاز جانا''

تشریح: یعنی ''اور جس نے بخل کیا اور بے پروائی برتی اور اچھی باتوں کو اس نے جھٹلایا ہم اس کے لئے سارے برے کاموں کو عمل میں لانا آسان کردیں گے۔''

٤٩٤٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ)) قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفَلَا نَتَّكِلُ؟ قَالَ: ((لَا اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ)) ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. [راجع: ١٣٦٢]

(۴۹۴۷) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ بلخی نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے، ان سے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''ہم میں کوئی ایسا نہیں جس کا جہنم کا ٹھکانا اور جنت کا ٹھکانا لکھا نہ جا چکا ہو۔'' ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! پھر ہم اسی پر بھروسہ کیوں نہ کرلیں؟ فرمایا: ''نہیں عمل کرتے رہو کیونکہ ہر شخص کو آسانی دی گئی ہے'' اور اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت کی ''فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی'' الایۃ یعنی ''سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا اس کے لئے راحت کی چیزیں آسان کردیں گے۔'' آخر آیت تک۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى﴾.

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

''اور اچھی بات کو جھٹلایا۔''

٤٩٤٨۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ فَأَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ فَنَكَّسَ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ

(۴۹۴۸) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے بیان کیا، ان سے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے بیان کیا، اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ''بقیع الغرقد'' میں ایک جنازہ کے ساتھ تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لائے۔ آپ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے چاروں طرف بیٹھ گئے۔ آپ کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ آپ نے سر جھکالیا

ثُمَّ قَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَوْمَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ إِلَّا قَدْ كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَإِلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةً أَوْ سَعِيْدَةً)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ؟ فَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيْرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَسَيَصِيْرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ قَالَ: ((أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاءِ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾)) الآيَةَ. [راجع: ١٣٦٢]

پھر چھڑی سے زمین کو کرید نے لگے۔ پھر فرمایا: ''تم میں کوئی شخص ایسا نہیں، کوئی پیدا ہونے والی جان ایسی نہیں جس کا جنت اور جہنم کا ٹھکانا لکھا نہ جا چکا ہو، یہ لکھا جا چکا ہے کہ کون نیک ہے اور کون برا ہے۔'' ایک صاحب نے عرض کیا: یا رسول اللہ! پھر کیا حرج ہے اگر ہم اپنی اسی تقدیر پر بھروسہ کر لیں اور نیک عمل کرنا چھوڑ دیں جو ہم میں نیک ہوگا، وہ نیک عمل کے ساتھ جا ملے گا اور جو برا ہوگا اس سے بروں کے سے اعمال ہو جائیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ نیک ہوتے ہیں انہیں نیکوں ہی کے عمل کی توفیق حاصل ہوتی ہے اور جو برے ہوتے ہیں انہیں بروں ہی جیسے عمل کرنے کی توفیق ہوتی ہے۔'' پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی ''فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی'' الایة یعنی ''سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا سو ہم اس کے لئے نیک کاموں کو آسان کر دیں گے۔''

تشریح: اس حدیث کی بحث ان شاء اللہ تعالیٰ آگے کتاب القدر میں آئے گی۔ نبی کریم ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ تقدیر الٰہی کا تو حال کسی کو معلوم نہیں مگر نیک اعمال اگر بندہ کر رہا ہے تو اس کو اس امر کا قرینہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ٹھکانا بہشت میں کیا ہے اور اگر برے کاموں میں مصروف ہے تو یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اس کا ٹھکانا دوزخ میں بنایا گیا ہے باقی ہوگا تو وہی جو اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھ دیا اور چونکہ قدر کا علم بندے کو نہیں دیا گیا اور اس کو اچھی اور بری دونوں راہیں بتلا دی گئیں اس لئے بندے کا فرض منصبی یہی ہے کہ اچھی راہ کو اختیار کرے نیک اعمال میں کوشش کرے۔ تقدیر کے بارے میں بعض لوگوں نے بہت سے اوہام فاسدہ پیدا کر کے اپنے ایمان کو خراب کیا ہے۔ تقدیر پر بلا چون و چرا ایمان لانا ضروری ہے جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے تقدیر الٰہی کے تحت ہوتا ہے۔ اللہ پاک قادر مطلق ہے وہ تقدیر کو جدھر چاہے پھیرنے پر بھی قادر ہے، اس لئے اس سے نیک تقدیر کے لئے دعائیں کرنا بندے کا فرض ہے اور بس۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى﴾.

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''سو ہم اس کے لئے سخت برائی کے کاموں کو عمل میں لانا آسان کر دیں گے۔''

٤٩٤٩ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ جَنَازَةٍ فَأَخَذَ شَيْئًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِهِ الْأَرْضَ فَقَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ

(۴۹۴۹) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ میں نے سعد بن عبیدہ سے سنا، ان سے ابو عبدالرحمن سلمی بیان کرتے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ایک جنازے میں تشریف رکھتے تھے۔ پھر آپ نے ایک چیز لی اور اس سے زمین کرید نے لگے اور فرمایا: ''تم میں کوئی ایسا شخص نہیں جس کا جہنم کا ٹھکانا یا جنت کا ٹھکانا لکھا نہ جا چکا ہو۔'' صحابہ نے عرض کیا کہ

وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ؟ قَالَ: ((اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقْوَةِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾)) الآيَةَ. [راجع:١٣٦٢]

یارسول اللہ! تو پھر ہم کیوں نہ اپنی تقدیر پر بھروسہ کر لیں اور نیک عمل کرنا چھوڑ دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نیک عمل کرو، ہر شخص کو ان اعمال کی توفیق دی جاتی ہے جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے جو شخص نیک ہوگا اسے نیکوں کے عمل کی توفیق ملی ہوتی ہے اور جو بد بخت ہوتا ہے اسے بد بختوں کے عمل کی توفیق ملتی ہے۔'' پھر آپ نے آیت ''فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی'' آخر تک پڑھی۔ یعنی ''سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا، سو ہم اس کے لئے نیک عملوں کو آسان کر دیں گے۔''

(٩٣) سُوْرَةُ وَالضُّحَى

سورۂ والضحیٰ کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى﴾ اسْتَوَى وَقَالَ غَيْرُهُ: أَظْلَمَ وَسَكَنَ ﴿عَائِلًا فَأَغْنَى﴾ ذَا عِيَالٍ.

مجاہد نے کہا ''اِذَا سَجٰی'' جب برابر ہو جائے۔ اوروں نے کہا جب اندھیری ہو جائے یا تھم جائے۔ ''عَائِلاً'' بال بچے والا محتاج۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے اور اس میں ١١ آیات ہیں۔

٤٩٥٠ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدَبَ بْنَ سُفْيَانَ قَالَ: اشْتَكَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي لَأَرْجُوْ أَنْ يَكُوْنَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ لَمْ أَرَهُ قَرِبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾. [راجع: ١١٢٤]

(٤٩٥٠) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے اسود بن قیس نے بیان کیا، کہا میں نے جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بیمار پڑ گئے اور دو یا تین راتوں کو (تہجد کے لئے) نہیں اٹھ سکے۔ پھر ایک عورت (ابولہب کی عورت عوراء) آئی اور کہنے لگی: اے محمد! میرا خیال ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ دو یا تین راتوں سے دیکھ رہی ہوں کہ تمہارے پاس وہ نہیں آیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''وَالضُّحٰی'' آخر تک یعنی ''قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جب وہ قرار پکڑے کہ آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ آپ سے بیزار ہوا ہے۔''

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''نہ تیرے رب نے تجھے چھوڑا اور نہ وہ ناراض ہوا ہے۔''

يُقْرَأُ بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ بِمَعْنًى وَاحِدٍ: مَا تَرَكَكَ رَبُّكَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا تَرَكَكَ

''وَدَّعَكَ'' تشدید اور تخفیف دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے اور معنی ایک ہی رہیں گے، یعنی اللہ نے تجھ کو چھوڑا نہیں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ

وَمَا أَبْغَضَكَ.

مفہوم یہ ہے: اللہ نے تجھ کو چھوڑا نہیں ہے اور نہ وہ تیرا دشمن بنا ہے۔

٤٩٥١ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدُبًا الْبَجَلِيَّ قَالَتِ امْرَأَةٌ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! مَا أُرَى صَاحِبَكَ إِلَّا أَبْطَأَكَ فَنَزَلَتْ: ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾. [راجع:١١٢٤]

(۴۹۵۱) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر غندر نے، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے اسود بن قیس نے بیان کیا کہ میں نے جندب بجلی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ایک عورت (ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا) نے کہا: یارسول اللہ! میں دیکھتی ہوں کہ آپ کے دوست (جبرئیل علیہ السلام) آپ کے پاس آنے میں دیر کرتے ہیں۔ اس پر آیت نازل ہوئی: "مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى" یعنی "آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ آپ سے وہ بیزار ہوا ہے۔"

تشریح: حضرت جندب بن عبداللہ بن سفیان بجلی علقمی خاندان سے ہیں جو بجیلہ کی ایک شاخ ہے فتنہ عبداللہ زبیر کے چار سال بعد وفات پائی۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

(٩٤) [سُوْرَةُ] أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ

سورۂ الم نشرح کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿وِزْرَكَ﴾ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ﴿أَنْقَضَ﴾ أَثْقَلَ ﴿مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: أَيْ مَعَ ذَلِكَ الْعُسْرِ يُسْرًا آخَرَ كَقَوْلِهِ: ﴿هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ﴾ [التوبه: ٥٢] وَلَنْ يَغْلِبَ عُسْرٌ يُسْرَيْنِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿فَانْصَبْ﴾ فِي حَاجَتِكَ إِلَى رَبِّكَ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ.

مجاہد نے کہا "وِزْرَكَ" سے وہ باتیں مراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جاہلیت کے زمانہ میں صادر ہوئیں (ترک اولیٰ وغیرہ) "اَنْقَضَ" کے معنی بھاری کیا۔ "مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا" سفیان بن عیینہ نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مصیبت کے ساتھ دو نعمتیں ملتی ہیں جیسے "هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَا اِلَّا اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ" میں مسلمانوں کے لئے دو نیکیاں مراد ہیں اور حدیث میں ہے ایک مصیبت دو نیکیوں پر غالب نہیں آ سکتی اور مجاہد نے کہا "فَانْصَبْ" یعنی اپنے پروردگار سے دعا مانگنے میں محنت اٹھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے انہوں نے کہ "اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ" سے مراد ہے کہ ہم نے تیرا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا۔

تشریح: ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ﴾ (۹۴/الانشراح:۷) کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ جب آپ فرض نماز پڑھ چکے تو اپنے مالک سے دعا کیا کریں۔ شیطان نے بعض لوگوں کو اس طرح بہکایا ہے کہ وہ نماز کے بعد سلام پھیر کر فوراً بھاگ جاتے ہیں۔ اللہ ہر مسلمان کو مکائد شیطان سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ آیت: ﴿وَإِلَى رَبِّكَ فَارْغَبْ﴾ (۹۴/الانشراح:۸) میں اللہ کی طرف متوجہ ہونے کی تاکید مراد ہے۔ نماز فرض کے بعد سنت نفل پڑھ کر جانا چاہیے یا یہ گھر پر ادا کریں تب بھی جائز ہے۔ یہ سورت مکی ہے اور اس میں ۸ آیات ہیں۔

(٩٥) [سُوْرَةُ] وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ

سورۂ والتین کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: هُوَ التِّيْنُ وَالزَّيْتُوْنُ الَّذِيْ

مجاہد نے کہا کہ آیت میں وہی تین (انجیر) اور زیتون مشہور میوے ذکر

يَأْكُلُ النَّاسُ يُقَالُ: ﴿فَمَا يُكَذِّبُكَ﴾ فَمَا الَّذِي يُكَذِّبُكَ بِأَنَّ النَّاسَ يُدَانُوْنَ بِأَعْمَالِهِمْ كَأَنَّهُ قَالَ: وَمَنْ يَقْدِرُ عَلَى تَكْذِيْبِكَ بِالثَّوَابِ وَالْعِقَابِ.

ہوئے ہیں جنہیں لوگ کھاتے ہیں۔ "فَمَا يُكَذِّبُكَ" یعنی کیا وجہ ہے جو تو اس بات کو جھٹلائے کہ قیامت کے دن لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ گویا یوں کہا کون کہہ سکتا ہے کہ تو عذاب اور ثواب کو جھٹلانے لگے۔

یہ سورت مکی ہے اس میں ۸ آیات ہیں۔

تشریح: انجیر اور زیتون چیزیں نہایت کثیر المنافع اور جامع الفوائد ہونے کی وجہ سے انسان کی حقیقت جامعہ کے ساتھ خصوصی مشابہت رکھتے ہیں۔ اس لئے ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾ (۹۵/التین:۴) کے مضمون کو دونوں کی قسموں سے شروع کیا اور بعض محققین کہتے ہیں کہ یہاں التین اور الزیتون سے دو پہاڑوں کی طرف اشارہ ہے جن کے قریب بیت المقدس واقع ہے۔ گو ان درختوں کی قسم مقصود نہیں بلکہ اس مقام مقدس کی قسم کھائی ہے جہاں یہ درخت بکثرت پائے جاتے ہیں اور وہی مولد اور مبعث حضرت مسیح علیہ السلام کا ہے۔ طور سینین وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے شرف ہم کلامی بخشا اور امن والا شہر مکہ معظمہ ہے جہاں سارے عالم کے سردار محمد رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور اللہ کی سب سے بڑی اور آخری امانت قرآن کریم اول اسی شہر میں اتاری گئی۔ تورات کے آخر میں ہے "اللہ طور سینا سے آیا اور ساعیر سے چمکا (جو بیت المقدس کا پہاڑ ہے) اور فاران سے بلند ہو کر پھیلا۔" فاران مکہ کے پہاڑ ہیں۔ حاصل یہ کہ یہ سب مقامات متبرکہ جہاں سے ایسے ایسے اولوالعزم پیغمبر اٹھے گواہ ہیں کہ ہم نے انسان کو کیسے اچھے سانچے میں ڈھالا اور کیسی کچھ قوتیں اور ظاہری اور باطنی خوبیاں اس کے وجود میں جمع کی ہیں اگر یہ اپنی صحیح فطرت پر ترقی کرے تو فرشتوں سے سبقت لے جائے بلکہ مسجود ملائکہ ہے اور جب منکر ہوا تو جانوروں سے بدتر ہے سورۂ والتین کا یہی خلاصہ ہے۔

٤٩٥٢۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَدِيٌّ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِيْ سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَاءِ فِيْ إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ. [راجع: ٧٦٧]

(۴۹۵۲) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھے عدی بن ثابت نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تھے اور عشاء کی ایک رکعت میں آپ نے سورۂ "وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ" کی تلاوت فرمائی تھی۔

(٩٦) [سُوْرَةُ] اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ

سورۂ اقراء کی تفسیر

وَقَالَ قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَتِيْقٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: اكْتُبْ فِي الْمُصْحَفِ فِيْ أَوَّلِ الْإِمَامِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاجْعَلْ بَيْنَ السُّوْرَتَيْنِ خَطًّا وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿نَادِيَهُ﴾ عَشِيْرَتَهُ ﴿الزَّبَانِيَةَ﴾ الْمَلَائِكَةَ وَقَالَ مَعْمَرٌ: ﴿الرُّجْعَى﴾ الْمَرْجِعُ ﴿لَنَسْفَعًا﴾ قَالَ: لَنَأْخُذًا وَلَنَسْفَعَنْ بِالنُّوْنِ وَهِيَ الْخَفِيْفَةُ سَفَعْتُ بِيَدِهِ أَخَذْتُ.

اور قتیبہ نے بیان کیا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن عتیق نے کہ امام حسن بصری نے کہا مصحف میں سورۂ فاتحہ کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھو اور دو سورتوں کے درمیان ایک خط کھینچ لیا کرو جس سے معلوم ہو کہ نئی سورت شروع ہوئی۔ مجاہد نے کہا کہ "نَادِيَه" یعنی اپنے کنبے والوں کو۔ "الزَّبَانِيَة" دوزخ کے فرشتے اور معمر نے کہا رُجعی لوٹ جانے کا مقام۔ لَنَسْفَعَنْ البتہ پکڑیں گے۔ اس میں نون خفیفہ ہے (گویا یہ الف سے لکھا جاتا ہے) یہ سَفَعْتُ بِيَدِهِ سے نکلا ہے یعنی میں نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے اور اس میں ۱۹ آیات ہیں اس کے شروع کی پانچ آیات غار حرا میں سب سے پہلے نازل ہوئیں۔ اہل بصیرت کے لئے تعلیم پر اس میں بہت سے مفید اشارات دیئے گئے ہیں، خاص طور پر قلم کی اہمیت کو بتلایا گیا ہے۔

علمائے اسلام نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ ہر سورت کے شروع میں بسم الله الرحمن الرحیم لکھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی مصحف میں ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ لکھوائی سوا سورۂ براءت کے۔ بعض نے کہا حسن بصری کا مطلب یہ کہ سورۂ فاتحہ سے پہلے تو صرف بسم اللہ لکھیں پھر دوسری سورتوں کے شروع میں بسم الله بھی لکھیں اور ایک لکیر بھی کریں۔ مصحف عثمانی میں ہر سورت کے شروع میں بسم الله الرحمن الرحیم لکھی گئی ہے اور اجماع امت کے تحت ایک یہ بھی معمول ہے۔ ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ پہلی اور آگے آنے والی سورت کے درمیان فصل ہو جائے۔ دونوں کا جدا جدا ہونا معلوم ہو جائے۔ سورۂ فاتحہ میں بسم اللہ کو اس سورت کی ایک آیت شمار کیا گیا ہے۔ ہر کام جو بسم اللہ پڑھ کر شروع کیا جائے اس میں برکت خداوندی شامل ہوتی ہے، اگر اسے نہ پڑھا گیا تو وہ کام برکت سے خالی ہوتا ہے۔ تحریر میں بھی آغاز بسم الله الرحمن الرحیم ہی سے ہونا چاہیے۔

بَابٌ

٤٩٥٣ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ؛ح: وَ حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ مَرْوَانَ الْبَغْدَادِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ صَالِحٍ سَلْمُوَيْهُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ: أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ أَوَّلَ مَا بُدِىءَ بِهِ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَلْحَقُ بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَالتَّحَنُّثُ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ بِمِثْلِهَا حَتَّى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ: اقْرَأْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا أَنَا

باب

(۴۹۵۳) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور مجھ سے سعید بن مروان نے بیان کیا اور ان سے محمد بن عبدالعزیز بن ابی رزمہ نے، انہیں ابو صالح سلمویہ نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے عبداللہ نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابن شہاب نے خبر دی، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی، اور ان سے نبی کریم ﷺ کی پاک بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو نبوت سے پہلے سچے خواب دکھائے جاتے تھے چنانچہ اس دور میں آپ ﷺ جو خواب بھی دیکھ لیتے وہ صبح کی روشنی کی طرح بیداری میں نمودار ہوتا۔ پھر آپ کو تنہائی بھلی لگنے لگی۔ اس دور میں آپ غار حرا تنہا تشریف لے جاتے اور آپ وہاں "تحنث" کیا کرتے تھے۔ عروہ نے کہا "تحنث" سے عبادت مراد ہے۔ آپ ﷺ وہاں کئی کئی راتیں جاگتے، گھر میں نہ آتے اور اس کے لئے اپنے گھر سے توشہ لے جایا کرتے تھے۔ پھر جب توشہ ختم ہو جاتا پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں لوٹ کر تشریف لاتے اور اتنا ہی توشہ پھر لے جاتے۔ اسی حال میں آپ غار حرا میں تھے کہ دفعتاً آپ پر وحی نازل ہوئی چنانچہ فرشتہ آپ کے پاس آیا اور کہا: پڑھیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔" نبی ﷺ نے بیان

بِقَارِئٍ)) قَالَ: ((فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ قُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ قُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ ـ قَالَ: ـ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَo خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍo اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُo الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِo﴾ الْآيَاتِ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾)) فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيْجَةَ فَقَالَ: ((زَمِّلُوْنِي زَمِّلُوْنِي)) فَزَمَّلُوْهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ قَالَ لِخَدِيْجَةَ: ((أَيْ خَدِيْجَةُ مَا لِي خَشِيْتُ عَلَى نَفْسِي)) فَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ قَالَتْ خَدِيْجَةُ: كَلَّا أَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ! لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا فَوَاللّٰهِ! إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيْجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيْجَةَ أَخِي أَبِيْهَا وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ وَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيْلِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ: يَا ابْنَ عَمِّ! اسْمَعْ مِنَ ابْنِ أَخِيْكَ قَالَ وَرَقَةُ: يَا ابْنَ أَخِي مَا ذَا تَرَى؟ فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ خَبَرَ مَا

کیا کہ ''مجھے فرشتہ نے پکڑ لیا اور اتنا بھینچا کہ میں بے طاقت ہو گیا پھر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھو! میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ انہوں نے پھر دوسری مرتبہ مجھے پکڑ کر اس طرح بھینچا کہ میں بے طاقت ہو گیا اور چھوڑنے کے بعد کہا کہ پڑھو! میں نے اس مرتبہ بھی یہی کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ انہوں نے تیسری مرتبہ پھر اسی طرح مجھے پکڑ کر بھینچا کہ میں بے طاقت ہو گیا اور کہا کہ پڑھیے! پڑھ! اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے سب کو پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا ہے، آپ پڑھیے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی ہے، سے آیت ''عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ'' تک۔ پھر رسول اللہ ﷺ ان پانچ آیات کو لے کر واپس گھر تشریف لائے اور گھبراہٹ سے آپ کے مونڈھے اور گردن کا گوشت پھڑک (حرکت کر) رہا تھا۔ آپ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچ کر فرمایا: ''مجھے چادر اوڑھا دو! مجھے چادر اوڑھا دو!'' چنانچہ انہوں نے آپ کو چادر اوڑھا دی۔ جب گھبراہٹ آپ سے دور ہوئی تو آپ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ''خدیجہ! اب کیا ہو گا مجھے تو اپنی جان کا ڈر ہو گیا ہے۔'' پھر آپ نے سارا واقعہ انہیں سنایا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ایسا ہرگز نہ ہو گا، آپ کو خوشخبری ہو، اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ اللہ کی قسم! آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں، آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں، آپ کمزور و ناتواں کا بوجھ خود اٹھا لیتے ہیں، جنہیں کہیں سے کچھ نہیں ملتا وہ آپ کے یہاں سے پا لیتے ہیں، آپ مہمان نواز ہیں اور حق کے راستے میں پیش آنے والی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس آئیں وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا اور آپ کے والد کے بھائی تھے وہ زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور عربی لکھ لیتے جس طرح اللہ نے چاہا انہوں نے انجیل بھی عربی میں لکھی تھی۔ وہ بہت بوڑھے تھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: چچا! اپنے بھتیجے کا حال سنیے۔ ورقہ نے کہا: بیٹے! تم نے کیا دیکھا ہے؟ آپ ﷺ نے سارا حال سنایا جو کچھ آپ

رَأَى فَقَالَ وَرَقَةُ: هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى مُوسَى لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعٌ لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا ذَكَرَ حَرْفًا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ)) قَالَ وَرَقَةُ: نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ بِمَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا أُوذِيَ وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ حَيًّا أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ فَتْرَةً حَتَّى حَزِنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. [راجع:۳] [مسلم: ۴۰۳]

نے دیکھا تھا۔ اس پر ورقہ نے کہا یہی وہ ناموس (جبرئیل علیہ السلام) ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتے تھے۔ کاش! میں تمہارے نبوت کے زمانہ میں جوان اور طاقت ور ہوتا۔ کاش! میں اس وقت تک زندہ رہ جاتا، پھر ورقہ نے کچھ اور کہا جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے نکالے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''کیا واقعی یہ لوگ مجھے مکہ سے نکال دیں گے؟'' ورقہ نے کہا ہاں، جو دعوت آپ لے کر آئے ہیں اسے جو بھی لے کر آیا تو اس سے عداوت ضرور کی گئی۔ اگر میں آپ کی نبوت کے زمانہ میں زندہ رہ گیا تو میں ضرور بھر پور طریقہ پر آپ کا ساتھ دوں گا۔ اس کے بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا اور کچھ دنوں کے لئے وحی کا آنا بھی بند ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ وحی کے بند ہو جانے کی وجہ سے غمگین رہنے لگے۔

٤٩٥٤۔ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ، فَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فِي حَدِيثِهِ: ((بَيْنَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَفَرِقْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ: زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي)) فَدَثَّرُوهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: وَهِيَ الْأَوْثَانُ الَّتِي كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَعْبُدُونَ قَالَ: ثُمَّ تَتَابَعَ الْوَحْيُ. [راجع: ۳]

(۴۹۵۴) اور محمد بن شہاب نے بیان کیا، انہیں ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور ان سے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ وحی کے کچھ دنوں کے لئے رک جانے کا ذکر فرما رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں چل رہا تھا کہ میں نے اچانک آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ (جبرئیل علیہ السلام) جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا، آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا نظر آیا۔ میں ان سے بہت ڈرا اور گھر واپس آ کر میں نے کہا کہ مجھے چادر اوڑھا دو چنانچہ گھر والوں نے مجھے چادر اوڑھا دی، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِر'' ''اے کپڑے میں لپیٹنے والے! اٹھو پھر لوگوں کو ڈراؤ اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔'' ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''الرِّجز'' جاہلیت کے بت تھے جن کی وہ پرستش کیا کرتے تھے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر وحی برابر آنے لگی۔

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ اس طویل حدیث کو یہاں اس لئے لائے کہ اس میں پہلی وحی ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ الخ کا ذکر ہے نزول قرآن کی ابتدا اسی سے ہوئی۔ ضمنی طور پر اور بھی بہت سی باتیں اس حدیث میں مذکور ہوئی ہیں۔ حضرت ورقہ بن نوفل، حضرت خدیجہ کے چچازاد بھائی اس لئے ہوئے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد خویلد اور حضرت ورقہ کے والد نوفل دونوں اسد کے بیٹے اور بھائی بھائی تھے، ورقہ نصرانی ہو گئے تھے مگر نبی کریم ﷺ

کی اس ملاقات سے متاثر ہو کر یہ ایمان لے آئے۔ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ کے بعد جو دوسری سورت نازل ہوئی وہ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ ہی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ﴾

باب: اللہ عزوجل کا فرمان: ”جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔“

تشریح: یعنی ”انسان کو اللہ نے خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔“

٤٩٥٥۔ حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ﴾. [راجع:٣]

(۴۹۵۵) ہم سے ابن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ شروع میں رسول کریم ﷺ کو سچے خواب دکھائے جانے لگے۔ پھر آپ کے پاس فرشتہ آیا اور کہا کہ ”آپ پڑھیے اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ جس نے (سب کو پیدا کیا ہے) جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا ہے۔ آپ پڑھا کیجئے اور آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے۔“

تشریح: اسی پہلی وحی میں آپ ﷺ کو تحصیل علم کی رغبت دلائی گئی۔ ساتھ ہی انسان کی خلقت کو بتلایا گیا۔ جس میں اشارہ تھا کہ انسان کا فرض اولین یہ ہے کہ پہلے اپنے رب کی معرفت حاصل کرے پھر خود اپنے وجود کو اور اپنے نفس کو پہچانے۔ تحصیل علم کے آداب پر بھی اس میں لطیف اشارے ہیں۔ تدبروا یا اولی الالباب۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ﴾.

باب: رب رحمان کا فرمان: ”آپ پڑھا کیجئے اور آپ کا رب بڑا ہی مہربان ہے۔“

٤٩٥٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح: وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ جَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ﴾. [راجع:٣]

(۴۹۵۶) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے (دوسری سند) اور لیث نے بیان کیا کہ ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے محمد نے بیان کیا، انہیں عروہ نے خبر دی اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول کریم ﷺ کی نبوت کی ابتدا سچے خوابوں سے کی گئی پھر آپ کے پاس فرشتہ آیا اور کہا: ”آپ پڑھیے اپنے رب کے نام کی مدد سے جس نے سب کو پیدا کیا ہے، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے بنایا۔ آپ پڑھا کیجئے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم کو ذریعہ تعلیم بنایا۔“

بَابُ [قَوْلِهِ:] ﴿الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾.

باب: اللہ جل جلالہ کا ارشاد: ”جس نے قلم کو ذریعہ تعلیم بنایا۔“

٤٩٥٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَرَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ: ((زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي)) فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. [راجع:٣]

(۴۹۵۷) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا اوران سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہوں نے عروہ سے سنا، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر نبی کریم ﷺ خدیجہ کے پاس واپس تشریف لائے اور فرمایا: ”مجھے چادر اوڑھادو، مجھے چادر اوڑھادو۔“ پھر آپ نے سارا واقعہ بیان فرمایا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ﴾.

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

”ہاں ہاں اگر یہ (کم بخت) باز نہ آیا تو ہم اسے پیشانی کے بل پکڑ کر گھسیٹیں گے جو پیشانی جھوٹ اور گناہوں میں آلودہ ہوچکی ہے۔“

٤٩٥٨ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ أَبُو جَهْلٍ لَئِنْ رَأَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ لَأَطَأَنَّ عَلَى عُنُقِهِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((لَوْ فَعَلَهُ لَأَخَذَتْهُ الْمَلَائِكَةُ)) تَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ. [مسلم: ٣٣٤٨]

(۴۹۵۸) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے عبدالکریم جزری نے، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اوران سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، ابوجہل نے کہا تھا کہ اگر میں نے محمد (ﷺ) کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھ لیا تو میں اس کی گردن کچل دوں گا۔ نبی ﷺ کو جب یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا: ”اگر اس نے ایسا کیا ہوتا تو اسے فرشتے پکڑ لیتے۔“ عبدالرزاق کے ساتھ اس حدیث کو عمرو بن خالد نے روایت کیا ہے، ان سے عبیداللہ نے، ان سے عبدالکریم نے بیان کیا۔

تشریح: دوسری روایت میں یوں ہے کہ ابوجہل نے اپنے کہنے کے موافق ایک بار کعبہ کے پاس نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ وہ آپ کو ایذا دینے کے لئے چلا جب آپ کے قریب پہنچا تو یکا یک ایڑیوں کے بل جھجک کر پیچھے ہٹا۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے تو تو کہتا تھا میں محمد (ﷺ) کی گردن کچل ڈالوں گا اب بھاگتا کیوں ہے؟ وہ کہنے لگا جب میں ان کے قریب پہنچا مجھ کو آگ کی ایک خندق اور ہولناک چیزیں پھنکارتی نظر آئیں۔ نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا اگر وہ اور نزدیک آتا تو فرشتے اس کو اچک لیتے اس کا ایک ایک عضو جدا کر ڈالتے (وحیدی) کتنے لوگ ایسے بدبخت ہوتے ہیں کہ قدرت کی بہت سی نشانیاں دیکھنے کے باوجود بھی ایمان نہیں لاتے۔ ابوجہل بدبخت بھی ان ہی لوگوں میں سے تھا جو دل سے اسلام کی حقیقت جانتا اور صداقت محمدی ﷺ کو مانتا تھا مگر محض قوم کی عار اور تعصب وعناد کی بنا پر مسلمان ہونے کے لئے تیار نہ ہوا۔ آگے ارشاد باری ہے ﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾ (۹۶/العلق:۱۹) سجدہ کر اور اللہ کی نزدیکی ڈھونڈ۔ اس میں اشارہ ہے کہ سجدہ میں بندہ اللہ سے بہت نزدیک ہوتا ہے۔ اسی لئے حکم ہے کہ سجدہ میں جاؤ تب دل کھول کر اللہ سے دعائیں کرو کیونکہ سجدے کی دعائیں عموماً قبول ہوتی ہیں۔ کذا جربنا بعون اللہ تعالی وحسن توفیقہ۔

(٩٧) إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ

سورۂ قدر کی تفسیر

يُقَالُ: الْمَطْلَعُ هُوَ الطُّلُوعُ وَالْمَطْلِعُ هُوَ الْمَوْضِعُ الَّذِي يُطْلَعُ مِنْهُ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ﴾ الْهَاءُ كِنَايَةٌ

مَطْلَع بہ فتحہ لام (مصدر ہے) طلوع کے معنوں میں اور مَطْلِع بہ کسر لام (جیسے کسائی نے پڑھا ہے) وہ مقام جہاں سے سورج نکلے۔ ”إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ“

عَنِ الْقُرْآنِ ﴿أَنْزَلْنَاهُ﴾ مَخْرَجَ الْجَمِيعِ وَالْمُنْزِلُ هُوَ اللّٰهُ وَالْعَرَبُ تُوَكِّدُ فِعْلَ الْوَاحِدِ فَتَجْعَلُهُ بِلَفْظِ الْجَمِيعِ لِيَكُوْنَ أَثْبَتَ وَأَوْكَدَ.

میں ضمیر قرآن کی طرف پھرتی ہے۔ (گو کہ قرآن کا ذکر اور نہیں آیا ہے مگر اس کی شان بڑھانے کے لئے اضمار قبل الذکر کیا) ''أَنْزَلْنَاهُ'' صیغہ جمع متکلم کا ہے حالانکہ اتارنے والا ایک ہی ہے یعنی اللہ پاک مگر عرب لوگوں کا قاعدہ ہے کہ فعل واحد کو جمع کے لفظ کے ساتھ بھی لے آتے ہیں زیادتی اثبات اور تاکید کے لیے۔

تشریح: سورۂ قدر مکی ہے اور اس میں ۵ آیات ہیں لیلۃ القدر کا وجود برحق ہے جسے اللہ نے خاص امت محمدیہ کو عطا فرمایا ہے یہ مبارک رات ہر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے ایک رات ہے جو ہر سال آتی رہتی ہے۔ کسی سال ۲۱ کو، کسی سال ۲۳ کو، کسی سال ۲۵ کو، کسی سال ۲۷ کو اور کسی سال ۲۹ کو یہ رات آتی ہے۔ اس لئے جو لوگ ان پانچوں راتوں میں شب بیداری کرتے ہیں تو ان کو وہ رات ضرور نصیب ہو جاتی ہے۔ اس رات میں یہ دعا پڑھنا سنت ہے: "اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ" اے اللہ! بے شک تو معاف کرنے والا ہے اور تو معافی کو دوست رکھتا ہے پس مجھ کو معافی عطا فرمادے۔ آمین

فضائل لیلۃ القدر سے متعلق کتب احادیث میں بہت سی روایات موجود ہیں مگر ان میں سے کوئی حدیث امام بخاری رحمہ اللہ کو ان کی شرائط کے مطابق نہیں ملی۔ لہٰذا اس سورۂ مبارکہ کے چند الفاظ کی تفسیر کر کے اس کے برحق ہونے کا اشارہ فرما دیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی شرائط کے موافق نہ ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ احادیث قابل اعتبار نہیں بلاشک وہ احادیث صحیح اور مرفوع قابل اعتبار ہیں۔ امام صاحب کے شرائط بہت سخت ہیں اور وہ اصولاً ان کی پابندی کر گئے ہیں، اسی لئے وہ بہت سی احادیث کو چھوڑ دیتے ہیں۔

(۹۸) سُوْرَةُ لَمْ يَكُنْ

سورۂ بینہ کی تفسیر

﴿مُنْفَكِّيْنَ﴾ زَائِلِيْنَ ﴿قَيِّمَةٌ﴾ الْقَائِمَةُ ﴿دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾ أَضَافَ الدِّيْنَ إِلَى الْمُؤَنَّثِ.

''مُنْفَكِّيْنَ'' کے معنی چھوڑنے والے۔ ''قَيِّمَةٌ'' قائم اور مضبوط حالانکہ دین مذکر ہے مگر اس کو مؤنث یعنی قیمہ کی طرف مضاف کیا دین کو ملت کے معنی میں لیا جو مؤنث ہے۔

٤٩٥٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: ((إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾)) قَالَ وَسَمَّانِيْ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَبَكَى. [راجع: ٣٨٠٩]

(۴۹۵۹) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا میں نے قتادہ سے سنا اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ رسول کریم ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں سورۂ ''لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا'' پڑھ کر سناؤں۔'' ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہاں!'' اس پر وہ رونے لگے۔

تشریح: یہ سورت مدنی ہے۔ اس میں ۸ آیات ہیں۔ خوشی کے مارے رونے لگے کہ کہاں میں ایک ناچیز بندہ اور کہاں وہ شہنشاہ ارض وسماء۔ بعض نے کہا کہ ڈر سے رو دیئے کہ اس عنایت ونوازش کا شکر یہ مجھ سے کیونکر ہو سکے گا۔ عرب کے اہل کتاب اور مشرکین اپنے خیالات باطلہ واوہام فاسدہ پر اس قدر قانع تھے کہ وہ کسی قیمت پر بھی ان کو چھوڑنے والے نہ تھے لیکن اللہ نے ایک ایسا بہترین رسول جو مجسم دلیل تھا مبعوث فرمایا کہ ان کی پاکیزہ تعلیمات سے کتنے خوش نصیب راہ راست پر آ گئے۔ کتنوں کو ہدایت نصیب ہوئی۔ سورۂ بینہ میں اللہ پاک نے اسی مضمون کو بہترین انداز میں بیان فرمایا ہے اور

قرآن پاک کو صحفامطہرۃ اور رسول کریم ﷺ کو لفظ بینہ سے تعبیر فرمایا ہے۔صدق اللہ تبارك وتعالیٰ امنا به وصدقنا ربنا فاكتبنا مع الشاهدين۔آمین

٤٩٦٠۔ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأُبَيٍّ: ((إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ)) قَالَ أُبَيٌّ: آللَّهُ سَمَّانِي لَكَ؟ قَالَ: ((اللَّهُ سَمَّاكَ)) فَجَعَلَ أُبَيٌّ يَبْكِي قَالَ قَتَادَةُ: فَأُنْبِئْتُ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَيْهِ: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾. [راجع: ٣٨٠٩] [مسلم: ١٨٦٤، ٦٣٤٢]

(۴۹۶۰) ہم سے حسان بن حسان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں قرآن (سورۂ لم یکن) پڑھ کر سناؤں۔'' ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا آپ سے اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں! اللہ نے تمہارا نام بھی مجھ سے لیا ہے۔'' ابی بن کعب رضی اللہ عنہ یہ سن کر رونے لگے۔ قتادہ نے بیان کیا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں سورۂ ''لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَاب'' پڑھ کر سنائی تھی۔

تشریح: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قرآن پاک کے حافظ، قاری ہونے کی بنا پر اللہ کے ہاں اتنے مقبول ہوئے کہ خود اللہ پاک نے اپنے پیارے رسول ﷺ کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے سامنے قرآن پاک سنانے کا حکم فرمایا، اس قسمت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے؟

٤٩٦١۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ أَبُو جَعْفَرٍ الْمُنَادِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: ((إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أُقْرِئَكَ الْقُرْآنَ)) قَالَ: آللَّهُ سَمَّانِي لَكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ. [راجع: ٣٨٠٩]

(۴۹۶۱) ہم سے احمد بن ابی داؤد ابو جعفر منادی نے بیان کیا، کہا ہم سے روح نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اللہ سال نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں قرآن پڑھ کر سناؤں۔'' انہوں نے پوچھا کیا: اللہ نے آپ سے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ''ہاں!'' ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بولے: تمام جہانوں کے پالنے والے کے ہاں میرا ذکر ہوا! نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہاں!'' اس پر ان کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔

(٩٩) [سُورَةُ] إِذَا زُلْزِلَتْ

سورۂ ''اِذَا زُلْزِلَتْ'' کی تفسیر

يُقَالُ ﴿أَوْحَى لَهَا﴾ وَ أَوْحَى إِلَيْهَا وَوَحَى لَهَا وَوَحَى إِلَيْهَا وَاحِدٌ.

''اَوْحٰى لَهَا'' وَ اَوْحٰى اِلَيْهَا وَوَحٰى لَهَا وَوَحٰى اِلَيْهَا سب کا ایک ہی معنی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ﴾

''جو کوئی ذرہ بھر بھی نیکی کرے گا اسے بھی وہ دیکھ لے گا۔''

٤٩٦٢ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذَلِكَ فِي الْمَرْجِ وَالرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ بِهِ كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ فَهِيَ لِذَلِكَ الرَّجُلِ أَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظُهُوْرِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنِوَاءً فَهِيَ عَلَى ذَلِكَ وِزْرٌ)) فَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحُمُرِ قَالَ: ((مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ فِيْهَا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةَ الْفَاذَّةَ الْجَامِعَةَ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾)). [راجع: ٢٣٧١]

(۴۹۶۲) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے ابوصالح سمان نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑا تین طرح کے لوگ تین قسم کے پالتے ہیں۔ ایک شخص کے لئے وہ اجر ہوتا ہے دوسرے کے لئے وہ معافی ہے، تیسرے کے لئے عذاب ہے۔ جس کے لئے وہ اجر وثواب ہے وہ شخص ہے جو اسے اللہ کے راستہ میں جہاد کی نیت سے پالتا ہے۔ چراگاہ یا اس کے بجائے راوی نے یہ کہا باغ میں اس کی رسی کو دراز کر دیتا ہے اور وہ گھوڑا چراگاہ یا باغ میں اپنی رسی تڑا لے اور ایک دو کوڑے (پھینکنے کی دوری) تک حد سے آگے بڑھ گیا تو اس کے نشانات قدم اور اس کی لید بھی مالک کے لئے ثواب بن جاتی ہے اور اگر کسی نہر سے گزرتے ہوئے اس میں سے مالک کے ارادہ کے بغیر خود ہی اس نے پانی پی لیا تو یہ بھی مالک کے لیے باعث ثواب بن جاتا ہے۔ دوسرا شخص جس کے لئے اس کا گھوڑا باعث معافی، پردہ بنتا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے لوگوں سے بے پرواہ رہنے اور لوگوں (کے سامنے سوال کرنے سے) بچنے کے لئے اسے پالا اور اس گھوڑے کی گردن پر جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور اس کی پیٹھ کا جو حق ہے اسے بھی وہ ادا کرتا رہتا ہے۔ تو گھوڑا اس کے لئے باعث معافی پردہ بن جاتا ہے اور جو شخص گھوڑا اپنے دروازے پر فخر اور دکھاوے اور اسلام دشمنی کی غرض سے باندھتا ہے، وہ اس کے لئے وبال ہے۔'' رسول اللہ ﷺ سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق مجھ پر کوئی خاص آیت سوا اس اکیلی عام اور جامع آیت کے نازل نہیں کی ''فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَه'' الخ یعنی ''جو کوئی ذرہ بھر نیکی کرے گا وہ اسے بھی دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ بھر برائی کرے گا، وہ اسے بھی دیکھ لے گا۔''

تشریح: پہلا شخص جس کے لئے گھوڑا باعث اجر وثواب ہے وہ جس نے اسے فی سبیل اللہ کے تصور سے رکھا۔ دوسرا وہ جس کے لئے وہ معافی ہے اپنی ذاتی ضروریات کے لئے پالنے والا نہ بطور فخر وریا کے۔ تیسرا محض ریا ونمود، فخر وغرور کے لئے پالنے والا۔ آج کل کی جملہ برقی سواریاں بھی سب اسی ذیل میں ہیں۔ گردن کا جس کا اوپر ذکر ہوا ہے یہ کہ اگر وہ تجارتی ہیں تو ان کی زکوۃ ادا کرے۔ پشت کا حق یہ کہ تھکے ماندے مسافر مانگنے والے کو عاریتاً سواری کے لئے دیدے۔ آج کل برقی سواریاں بھی سب اسی ذیل میں آ کر باعث اجر وثواب بن سکتی ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾

”جو کوئی ایک ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اسے بھی دیکھ لے گا۔“

٤٩٦٣ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْحُمُرِ قَالَ: ((لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾)). [راجع: ٢٣٧١]

(۴۹۶۳) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ کو امام مالک نے خبر دی، انہیں زید بن اسلم نے، انہیں ابوصالح نے اور انہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اس اکیلی عام آیت کے سوا مجھ پر اس کے بارے میں اور کوئی خاص حکم نازل نہیں ہوا ہے یعنی سو جو کوئی ذرہ بھر نیکی کرے گا وہ اسے بھی دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اسے بھی دیکھ لے گا۔“

تشریح: یعنی اس آیت کے ذیل گدھے بھی اگر کوئی نیک نیتی سے پالے گا تو اسے ثواب ملے گا، بدنیتی سے پالے گا تو اس کو عذاب ہوگا۔

(١٠٠) [سُوْرَةُ] وَالْعَادِيَاتِ

سورۂ والعادیات کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْكَنُودُ: الْكَفُورُ يُقَالُ: ﴿فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا﴾ رَفَعْنَ بِهِ غُبَارًا ﴿لِحُبِّ الْخَيْرِ﴾ مِنْ أَجْلِ حُبِّ الْخَيْرِ ﴿لَشَدِيدٌ﴾ لَبَخِيلٌ وَيُقَالُ لِلْبَخِيلِ: شَدِيدٌ ﴿حُصِّلَ﴾ مُيِّزَ.

مجاہد نے کہا کَنُود کا معنی ناشکرا ہے ”فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا“ یعنی صبح کے وقت دھول اڑاتے ہیں، گرد اٹھاتے ہیں۔ ”لِحُبِّ الْخَيْرِ“ یعنی مال کی قلت کی وجہ سے ”لَشَدِيدٌ“ بخیل ہے، بخیل کو شدید کہتے ہیں۔ ”حُصِّلَ“ کے معنی جدا کیا جائے یا جمع کیا جائے۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے اور اس میں ۱۱ آیات ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کو اس سورۂ مبارکہ سے متعلق مزید کوئی حدیث ان کی اپنی شرائط کے مطابق نہ ملی ہوگی لہٰذا آپ نے ان ہی چند الفاظ پر اکتفا فرمایا آگے بھی کئی جگہ ایسا ہی ہے۔

(١٠١) سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ

سورۂ القارعہ کی تفسیر

﴿كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ﴾ كَغَوْغَاءِ الْجَرَادِ يَرْكَبُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا كَذَلِكَ النَّاسُ يَجُولُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ ﴿كَالْعِهْنِ﴾ كَأَلْوَانِ الْعِهْنِ وَقَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ: كَالصُّوفِ.

”كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ“ یعنی پریشان ٹڈیوں کی طرح کی جیسے وہ ایسی حالت میں ایک دوسرے پر چڑھ جاتی ہیں یہی حال (حشر کے دن) انسانوں کا ہوگا کہ وہ ایک دوسرے پر گر رہے ہوں گے ”كَالْعِهْنِ“ اون کی طرح رنگ برنگ۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یوں پڑھا ہے كَالصُّوفِ الْمَنْفُوشِ یعنی دھنی ہوئی اون کی طرح اڑتے پھریں گے۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے اور اس میں ۱۱ آیات ہیں۔

(١٠٢) [سُوْرَةُ] أَلْهَاكُمُ

سورۂ التکاثر کی تفسیر

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿التَّكَاثُرُ﴾ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ "التَّکَاثُر" سے مال واولاد کا بہت ہونا مراد ہے۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے اور اس میں ۸ آیات ہیں۔

(۱۰۳) [سُوْرَةُ] وَالْعَصْرِ

سورۂ والعصر

يُقَالُ: الدَّهْرُ، أَقْسَمَ بِهِ.

یحییٰ بن زیاد فراء نے کہا کہ "اَلْعَصر" سے مراد زمانہ ہے اسی کی قسم کھائی گئی ہے۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے اور اس میں ۳ آیات ہیں۔

(۱۰٤) [سُوْرَةُ] وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ

سورۂ ہمزہ کی تفسیر

﴿الْحُطَمَةُ﴾ اسْمُ النَّارِ مِثْلُ ﴿سَقَرَ﴾ وَ ﴿لَظَى﴾.

"اَلْحُطَمَة" دوزخ کا ایک نام ہے جیسے "سَقَر" اور "لَظٰی" بھی اس کے ناموں میں سے ہیں۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے اور اس میں ۹ آیات ہیں۔

(۱۰۵) [سُوْرَةُ] أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ

سورۂ فیل کی تفسیر

قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿أَبَابِيلَ﴾ مُتَتَابِعَةً مُجْتَمِعَةً وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿مِنْ سِجِّيلٍ﴾ هِيَ سَنْكِ وَكِلْ.

مجاہد نے کہا "اَبَابِیْل" یعنی پے در پے آنے والے جھنڈ کے جھنڈ پرندے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "مِنْ سِجِّیلٍ" (یہ لفظ فارسی کا معرب ہے) یعنی سنگ پتھر اور گل مٹی مراد ہے۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے اور اس میں ۵ آیات ہیں۔

اس سورۂ مبارکہ میں وہ تاریخی واقعہ بیان کیا گیا ہے جو یمن کے بادشاہ ابرہہ سے متعلق ہے۔ یہ اللہ کا دشمن خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے بہت سالاؤلشکر لے کر آیا تھا۔ لیکن اللہ پاک نے ایسا تباہ کیا کہ وہ قیامت تک کے لئے عبرت بن گیا۔

(۱۰٦) [سُوْرَةُ] لِإِيْلَافِ قُرَيْشٍ

سورۂ قریش کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿لِإِيْلَافِ﴾ أَلِفُوْا ذَلِكَ فَلَا يَشُقُّ عَلَيْهِمْ فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ﴿وَآمَنَهُمْ﴾ مِنْ كُلِّ عَدُوِّهِمْ فِيْ حَرَمِهِمْ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: لِنِعْمَتِيْ عَلَى قُرَيْشٍ.

مجاہد نے کہا "لِاِیْلَافِ قُرَیْشٍ" کا مطلب یہ ہے کہ قریش کے لوگوں کا دل سفر میں لگا دیا تھا، گرمی جاڑے کسی بھی موسم میں ان پر سفر کرنا دشوار نہ تھا اور ان کو حرم میں جگہ دے کر دشمنوں سے بے فکر کر دیا تھا۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ "لِاِیْلَافِ قریش" کا معنی یہ ہے کہ قریش پر میرے احسان کی وجہ سے۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے اور اس میں ۴ آیات ہیں۔

مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ نے جملہ قال ابن عیینۃ الخ کی روایت کے ذیل میں درج کیا ہے جو سہو کاتب ہے۔

(۱۰۷) [سُوْرَةُ] أَرَأَيْتَ

سورۂ ماعون کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿يَدُعُّ﴾ يَدْفَعُ عَنْ حَقِّهِ يُقَالُ: هُوَ مِنْ دَعَعْتَ ﴿يُدَعُّوْنَ﴾ يُدْفَعُوْنَ ﴿سَاهُوْنَ﴾ لَاهُوْنَ وَ ﴿الْمَاعُوْنَ﴾ الْمَعْرُوْفُ كُلُّهُ وَقَالَ بَعْضُ الْعَرَبِ الْمَاعُوْنُ: الْمَاءُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ: أَعْلَاهَا الزَّكَاةُ الْمَفْرُوْضَةُ وَأَدْنَاهَا عَارِيَّةُ الْمَتَاعِ.

مجاہد نے کہا "یَدُعُّ" کا معنی دفع کرتا ہے یعنی یتیم کو اس کا حق نہیں لینے دیتا، کہتے ہیں یہ دعوت سے نکلا ہے۔ اسی سے سورۂ طور میں لفظ "یَوْمَ یُدَعُّوْنَ" ہے (یعنی جس دن دوزخ کی طرف اٹھائے جائیں گے دھکیلے جائیں گے) "سَاهُوْنَ" بھولنے والے غافل۔ مَاعُوْنَ کہتے ہیں مروت کے ہر اچھے کام کو۔ بعض عرب مَاعُونَ پانی کو کہتے ہیں۔ عکرمہ نے کہا مَاعُون کا اعلیٰ درجہ زکوٰۃ دینا ہے اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص کچھ سامان مانگے تو اسے وہ دے دے، اس کا انکار نہ کرے۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے اور اس میں ۷ آیات ہیں۔

(۱۰۸) [سُوْرَةُ] إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ

سورۂ کوثر کی تفسیر

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿شَانِئَكَ﴾ عَدُوَّكَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "شَانِئَكَ" تیرا دشمن۔

تشریح: جس سے عاص بن وائل یا ابوجہل یا عتبہ بلکہ قیامت تک ہونے والے جملہ دشمنان رسول صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں جو ہمیشہ انجام کے لحاظ سے خائب وخاسر و نامراد رہے ہیں۔ یہ سورت مکی ہے اس میں ۳ آیات ہیں۔

٤٩٦٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا عُرِجَ بِالنَّبِيِّ ﷺ إِلَى السَّمَاءِ قَالَ: ((أَتَيْتُ عَلَى نَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفٌ فَقُلْتُ: مَا هَذَا يَا جِبْرِيْلُ! قَالَ: هَذَا الْكَوْثَرُ)). [راجع: ٣٥٧٠]

(۴۹۶۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں ایک نہر کے کنارے پر پہنچا جس کے دونوں کناروں پر خولدار موتیوں کے ڈیرے لگے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبرئیل! یہ نہر کیسی ہے؟ انہوں نے بتلایا کہ یہ حوض کوثر ہے (جو اللہ نے آپ کو دیا ہے)۔"

٤٩٦٥۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ الْكَاهِلِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ: سَأَلْتُهَا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ قَالَتْ: نَهَرٌ أُعْطِيَهُ نَبِيُّكُمْ ﷺ شَاطِئَاهُ عَلَيْهِ دُرٌّ مُجَوَّفٌ

(۴۹۶۵) ہم سے خالد بن یزید کاہلی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا، ان سے ابوعبیدہ نے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ" یعنی میں نے آپ کو "کوثر" عطا کیا ہے، کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ یہ (کوثر) ایک نہر ہے جو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشی گئی

آنِيَتُهُ كَعَدَدِ النُّجُومِ رَوَاهُ زَكَرِيَّا وَأَبُو الأَحْوَصِ وَمُطَرِّفٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.

ہے، اس کے دو کنارے ہیں جن پر خولدار موتیوں کے ڈیرے ہیں۔ اس کے آبخورے ستاروں کی طرح ان گنت ہیں۔ اس حدیث کی روایت زکریا اور ابوالاحوص اور مطرف نے ابواسحاق سے کی ہے۔

٤٩٦٦- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ قَالَ فِي الْكَوْثَرِ: هُوَ الْخَيْرُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ قَالَ أَبُو بِشْرٍ: قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ: فَإِنَّ النَّاسَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ؟ فَقَالَ سَعِيدٌ: النَّهَرُ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِي أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ.

(۴۹۶۶) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، ان سے ابوالبشر نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ''کوثر'' کے متعلق کہ وہ خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی ہے۔ ابوبشر نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن جبیر سے عرض کی لوگوں کا تو خیال ہے کہ اس سے جنت کی ایک نہر مراد ہے؟ سعید نے کہا کہ جنت کی نہر بھی اس خیر کثیر میں سے ایک ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دی ہے۔

[طرفه في: ٦٥٧٨]

تشریح: صحیح مسلم میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ کوثر ایک نہر ہے جس کو اللہ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ عموی تفسیر لفظ خیر کثیر سے بھی کی گئی ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں:" وقد نقل المفسرون فی الکوثر اقوالا غیر هذین تزید علی العشرة...... الخ۔" یعنی مفسرین نے کوثر کی تفسیر میں دس سے بھی زیادہ قول نقل کئے ہیں نبوت، قرآن، اسلام، توحید، کثرت، اتباع، ایثار، رفع ذکر، نور قلب، شفاعت، معجزات، اجابت دعا، فقہ فی الدین، صلوات الخمس، ان سب کو کوثر کی تفسیر میں نقل کیا گیا ہے۔ حقیقت میں اس سے حوض کوثر مراد ہے اور ضمنی طور پر یہ ساری خوبیاں جو مذکور ہوئی ہیں اللہ نے اپنے حبیب کو عطا فرمائی ہیں جن کو خیر کثیر کے تحت لفظ کوثر سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ تفصیل کے لئے فتح الباری کا مطالعہ کیا جائے۔

(١٠٩) [سُورَةُ] قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ

سورۂ کافرون کی تفسیر

يُقَالُ: ﴿لَكُمْ دِينُكُمْ﴾ الْكُفْرُ ﴿وَلِيَ دِينِ﴾ الإِسْلَامُ وَلَمْ يَقُلْ دِينِي لِأَنَّ الآيَاتِ بِالنُّونِ فَحُذِفَتِ الْيَاءُ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَهُوَ يَهْدِينِ﴾ وَ ﴿يَسْقِينِ﴾ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ﴾ الآنَ وَلَا أُجِيبُكُمْ فِيمَا بَقِيَ مِنْ عُمُرِي ﴿وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ﴾ وَهُمُ الَّذِينَ قَالَ: ﴿وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا﴾.

کہا گیا ہے کہ ''لَكُمْ دِينُكُم'' سے مراد کفر ہے اور ''وَلِيَ دِينِ'' سے مراد اسلام ہے ''دینی'' نہیں کہا کیونکہ آیات کا ختم نون پر ہوا ہے۔ اس لئے یہاں بھی "یاء" کو حذف کردیا، جیسے بولتے ہیں ''يَهْدِينِ'' اور ''يَسْقِينِ'' اوروں نے کہا کہ اب نہ تو میں تمہارے معبودوں کی عبادت کروں گا یعنی جن معبودوں کی تم اس وقت عبادت کرتے ہو اور نہ میں تمہارا یہ دین اپنی باقی زندگی میں قبول کروں گا اور نہ تم میرے معبود کی عبادت کرو گے۔ اس سے مراد وہ کفار ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ''وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ'' الآیۃ یعنی ''اور جو وحی آپ کے رب کی

طرف سے آپ پر نازل کی جاتی ہے۔ان میں بہت سے لوگوں کو سرکشی اور کفر میں وہ اور زیادہ کر دیتی ہے۔"

(۱۱۰) سُورَةُ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحِ

سورۂ نصر کی تفسیر

٤٩٦٧ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ رَبِيعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةً بَعْدَ أَنْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ إِلَّا يَقُولُ فِيهَا: ((سُبْحَانَكَ [اللَّهُمَّ] رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْلِي)). [راجع: ٧٩٤]

(۴۹۶۷) ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالاحوص نے بیان کیا،ان سے اعمش نے،ان سے ابوالضحیٰ نے،ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آیت: "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ" یعنی جب اللہ کی مدد اور فتح آ پہنچی، جب سے نازل ہوئی تھی تو رسول کریم ﷺ نے کوئی نماز ایسی نہ پڑھی جس میں آپ یہ دعا نہ کرتے ہوں "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ" یعنی "پاک ہے تیری ذات اے اللہ! اے ہمارے رب! اور تیرے ہی لیے تعریف ہے۔اے اللہ! میری مغفرت فرمادے۔"

تشریح: یہ سورت مدنی ہے اس میں ۳ آیات ہیں۔یہ سورت یوم النحر کو حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں نازل ہوئی۔اس سورت کے نازل ہونے کے بعد رسول کریم ﷺ اکیاسی (۸۱) دن زندہ رہے۔(فتح الباری)

٤٩٦٨ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُوْلَ فِي رُكُوْعِهِ وَسُجُوْدِهِ: ((سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْلِي)) يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ. [راجع: ٧٩٤]

(۴۹۶۸) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا،ان سے منصور نے،ان سے ابوالضحیٰ نے،ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (سورۂ فتح نازل ہونے کے بعد) اپنے رکوع اور سجدوں میں بکثرت یہ دعا پڑھتے تھے "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ" قرآن مجید کے حکم مذکور پر اس طرح آپ عمل کرتے تھے۔

تشریح: اب مسنون یہی ہے کہ رکوع اور سجدہ میں یہی دعا پڑھی جائے جیسا کہ اہل حدیث کا عمل ہے یعنی ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ)) گو دوسری ماثور دعاؤں کا پڑھنا بھی جائز ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِي دِيْنِ اللَّهِ أَفْوَاجًا﴾

"اور آپ اللہ کے دین میں لوگوں کو جوق در جوق داخل ہوتے ہوئے خود دیکھ رہے ہیں۔"

٤٩٦٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ:

(۴۹۶۹) ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن بن

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ عُمَرَ سَأَلَهُمْ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ قَالُوْا: فَتْحُ الْمَدَائِنِ وَالْقُصُوْرِ قَالَ: مَا تَقُوْلُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ؟ قَالَ: أَجَلٌ أَوْ مَثَلٌ ضُرِبَ لِمُحَمَّدٍ ﷺ نُعِيَتْ لَهُ نَفْسُهُ. [راجع:٣٦٢٧]

مہدی نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے حبیب بن ابی ثابت نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بوڑھے بدری صحابہ رضی اللہ عنہم سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ'' (جب اللہ کی مدد اور فتح آ پہنچی) کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس سے اشارہ بہت سے شہروں اور ملکوں کے فتح ہونے کی طرف ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابن عباس! آپ کا کیا خیال ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ اس میں آپ ﷺ کی وفات کی خبر یا ایک مثال ہے گویا کہ محمد ﷺ کو آپ کی موت کی خبر دی گئی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ تَوَّابٌ عَلَى الْعِبَادِ وَالتَّوَّابُ مِنَ النَّاسِ التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ.

باب: اللہ جل جلالہ کا ارشاد:

''اے نبی! اب تم اپنے رب کی حمد وثنا بیان کیا کرو اور اس سے بخشش چاہو بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔'' تَوَّابٌ کے معنی بندوں کی توبہ قبول کرنے والا۔ آدمیوں میں تواب اسے کہیں گے جو گناہ سے توبہ کرے۔

٤٨٧٠۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاخِ بَدْرٍ فَكَأَنَّ بَعْضَهُمْ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ فَقَالَ: لِمَ تُدْخِلُ هَذَا مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَاءٌ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّهُ مَنْ قَدْ عَلِمْتُمْ فَدَعَاهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَدْخَلَهُ مَعَهُمْ فَمَا رُئِيْتُ أَنَّهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ قَالَ: مَا تَقُوْلُوْنَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: أُمِرْنَا أَنْ نَحْمَدَ اللَّهَ وَنَسْتَغْفِرَهُ إِذَا نُصِرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا وَسَكَتَ بَعْضُهُمْ: فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَقَالَ لِي: أَكَذَاكَ تَقُوْلُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ؟ فَقُلْتُ: لَا قَالَ: فَمَا تَقُوْلُ؟ قُلْتُ: هُوَ أَجَلُ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ

(٤٨٧٠) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے ابوبشر نے ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مجھے بوڑھے بدری صحابہ کے ساتھ مجلس میں بٹھاتے تھے۔ بعض (عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ) کو اس پر اعتراض ہوا، انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اسے آپ مجلس میں ہمارے ساتھ بٹھاتے ہیں، اس کے جیسے تو ہمارے بھی بچے ہیں؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی وجہ تمہیں معلوم ہے۔ پھر انہوں نے ایک دن ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بلایا اور انہی بوڑھے بدری صحابہ کے ساتھ بٹھایا (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ) میں سمجھ گیا کہ آپ نے مجھے انہیں دکھانے کے لئے بلایا ہے، پھر ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ ''إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ'' الخ یعنی جب اللہ کی مدد اور فتح آ پہنچی۔ بعض لوگوں نے کہا کہ جب ہمیں مدد اور فتح حاصل ہوئی تو اللہ کی حمد اور اس سے استغفار کا ہمیں آیت میں حکم دیا گیا ہے۔ کچھ لوگ خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر آپ نے مجھ سے کہا: ابن عباس! کیا تمہارا بھی

أَعْلَمَهُ لَهُ قَالَ: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَذَلِكَ عَلَامَةُ أَجَلِكَ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ فَقَالَ عُمَرُ: مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَقُوْلُ. [راجع: ٣٦٢٧]

یہی خیال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ پوچھا پھر تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو یہی چیز بتائی ہے اور فرمایا کہ ''جب اللہ کی مدد اور فتح آ پہنچی'' یعنی پھر یہ آپ کی وفات کی علامت ہے۔ ''اس لئے آپ اپنے پروردگار کی پاکی و تعریف بیان کیجئے اور اس سے بخشش مانگا کیجئے۔ بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا میں بھی وہی جانتا ہوں جو تم نے کہا۔

تشریح: دوسری روایت میں ہے اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا اب تم مجھ کو کیا ملامت کرتے ہو اگر میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو تمہارے برابر جگہ دی اور تمہارے ساتھ بلایا۔ اس حدیث سے یہ نکلا ہے کہ اہل فضل اور اہل علم قابل تعظیم ہیں گو ان کی عمر کم ہو اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ علم کے بڑے قدر دان تھے اور ہر ایک بادشاہ یا خلیفہ کو علم کی قدر دانی اور عالموں کی تعظیم اور تکریم ضروری ہے۔ افسوس! مسلمان جو تباہ ہوئے اور غیر قوموں کے دست نگر بن گئے وہ جہالت اور کم علمی ہی کی وجہ سے اور اس قدر تباہی پر اب بھی مسلمان امرا علم کی طرف متوجہ نہیں ہوئے بلکہ جاہلوں اور بے وقوفوں کو اپنا مصاحب بناتے ہیں۔ عالم کی صحبت سے گھبراتے ہیں۔ لا حول ولا قوة الا بالله۔ (وحیدی)

(١١١) [سُوْرَةُ] تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ

سورۂ لہب کی تفسیر

﴿تَبَابٌ﴾ خُسْرَانٌ تَتْبِيْبٌ تَدْمِيْرٌ.

''تباب'' کے معنی تباہی ٹوٹا، تتبیب کے معنی تباہ کرنا۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے اس میں ۵ آیات ہیں۔

٤٩٧١ - حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ: ((يَا صَبَاحَاهُ)) فَقَالُوْا: مَنْ هَذَا؟ فَاجْتَمَعُوْا إِلَيْهِ فَقَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ صَفْحِ هَذَا الْجَبَلِ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ)) قَالُوْا: مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا فَقَالَ: ((فَإِنِّي نَذِيْرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ)) قَالَ أَبُوْ لَهَبٍ: تَبًّا لَكَ مَا جَمَعْتَنَا

(۴۹۷۱) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے۔'' اور اپنے گروہ کے ان لوگوں کو ڈراؤ جو مخلصین ہیں تو رسول اللہ ﷺ صفا پہاڑی پر چڑھ گئے اور پکارا ''یا صباحاہ'' قریش نے کہا یہ کون ہے! پھر وہاں سب آ کر جمع ہو گئے، آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے، اگر میں تمہیں بتاؤں کہ ایک لشکر اس پہاڑ کے پیچھے سے آنے والا ہے، تو کیا تم مجھ کو سچا نہیں سمجھو گے؟'' انہوں نے کہا ہمیں جھوٹ کا آپ سے تجربہ کبھی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر میں تمہیں اس سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہارے سامنے آ رہا ہے۔'' یہ سن کر ابولہب بولا تو تباہ ہو کیا تو نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا؟ پھر آنحضرت ﷺ وہاں

إِلَّا لِهَذَا؟ ثُمَّ قَامَ فَنَزَلَتْ: ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ﴾ وَقَدْ تَبَّ هَكَذَا قَرَأَهَا الْأَعْمَشُ يَوْمَئِذٍ. [راجع: ١٣٩٤]

سے چلے آئے اور آپ پر یہ سورت نازل ہوئی: "تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ" الخ یعنی دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے ابولہب کے اور وہ برباد ہو گیا۔ اعمش نے یوں پڑھا قَدْ تَبَّ جس دن یہ حدیث روایت کی۔

تشریح: دشمن کے حملہ کے خطرہ کے وقت اپنی قوم کو تنبیہ کرنے کے لئے اہل عرب لفظ یا صباحاہ کے ساتھ پکارا کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کو بھی ان کے کفر و شرک اور جہالت کے خلاف انہیں تنبیہ کرنا اور ڈرانا تھا۔ اس لئے آپ نے انہیں اس طرح پکارا جس طرح دشمن کے خطرہ کے وقت پکارا جاتا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ﴾ (۲۶/الشعراء:۲۱۴) والی کے ساتھ ورهطك منهم المخلصين بھی زیادہ کئے ہیں لیکن جمہور نے اس آیت کو نہیں پڑھا۔ اسی لئے یہ مصحف عثمانی میں بھی نہیں لکھی گئی۔ شاید اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی جس کا علم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو نہ ہو سکا ہو۔ قد کا لفظ قرآن شریف میں نہیں ہے۔ اعمش نے یہ اپنے طور پر کہا کہ اللہ نے جو خبر دی تھی وہ پوری ہو گئی و قد تب کا یہی معنی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَتَبَّ ۝ مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ﴾

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"وہ ہلاک ہوا نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ جو کچھ اس نے کمایا۔"

٤٩٧٢ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْبَطْحَاءِ فَصَعِدَ إِلَى الْجَبَلِ فَنَادَى: ((يَا صَبَاحَاهُ)) فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ فَقَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ إِنْ حَدَّثْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ مُصَبِّحُكُمْ أَوْ مُمَسِّيكُمْ أَكُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي)) قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: ((فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ)) فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ: أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا؟ تَبًّا لَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ﴾ إِلَى آخِرِهَا. [راجع: ١٣٩٤]

(۴۹۷۲) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو ابومعاویہ نے خبر دی، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ بطحا کی طرف تشریف لے گے۔ اور پہاڑی پر چڑھ کر پکارا "یاصباحاہ" قریش اس آواز پر آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے پوچھا: "تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تمہیں بتاؤں کہ دشمن تم پر صبح کے وقت یا شام کے وقت حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق نہیں کرو گے؟" انہوں نے کہا کہ ہاں ضرور آپ کی تصدیق کریں گے۔ آپ نے فرمایا: "تو میں تمہیں سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہارے سامنے آ رہا ہے۔" ابولہب بولا تم تباہ ہو جاؤ، کیا تم نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ" آخر تک۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿سَيَصْلَى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ﴾

باب: ارشادِ باری تعالیٰ:

"عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہو گا۔"

٤٩٧٣ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي،

(۴۹۷۳) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے

حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَبُو لَهَبٍ: تَبًّا لَكَ أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ: ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ﴾. [راجع: ١٣٩٤]

بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابولہب نے کہا تھا کہ تو تباہ ہو گیا تو نے ہمیں اسی لیے جمع کیا تھا؟ اس پر آیت "تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ" نازل ہوئی۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾

باب: اللہ جل جلالہ کا ارشاد:

''عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا اور اس کی بیوی بھی جو لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے والی ہے۔''

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾ تَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ﴿فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِنْ مَسَدٍ﴾ يُقَالُ: مِنْ مَسَدٍ لِيفِ الْمُقْلِ وَهِيَ السِّلْسِلَةُ الَّتِي فِي النَّارِ.

مجاہد نے کہا ''حَمَّالَةَ الْحَطَبِ'' چغل خور۔ ''فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ'' کہتے ہیں مسد سے مراد گوگل کے درخت کی چھال ہے بعض نے کہا دوزخ کی رسی مراد ہے۔

تشریح: آیت مبارکہ ﴿فِي جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾ (۱۱۱/ اللهب:۵) کے ذیل مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ کا نوٹ یہ ہے کہ جو اس کے منہ میں گھسیٹ کر دبر کی طرف نکالیں گے۔ یہ عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی دشمن تھی مردود فساد کراتی پھرتی۔ آپ کی چغلیاں کھاتی لوگوں میں لڑائی ڈلواتی آخر اس کا انجام یہ ہوا کہ لکڑی کا گٹھا سر پر لادے لا رہی تھی رستے میں تھک کر ایک پتھر پر بیٹھی۔ فرشتے نے آن کر وہ رسی جس سے گٹھا باندھتی تھی اور اس کی گردن میں پڑی تھی پیچھے سے زور سے کھینچی کم بخت دم گھٹ کر مرگئی۔ خسر الدنيا والآخرة.

(١١٢) [سُوْرَةُ] قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ

سورۂ قل ہو اللہ احد کی تفسیر

يُقَالُ: لَا يُنَوَّنُ ﴿أَحَدٌ﴾ أَيْ وَاحِدٌ.

کہا گیا ہے کہ "اَحَد" پر تنوین نہیں پڑھی جاتی بلکہ دال کو ساکن ہی پڑھنا چاہیے۔ احد کے معنی وہ ایک ہے۔

تشریح: یہ سورت مکی ہے اس میں ۴ آیات ہیں۔ اسے سورۂ اخلاص کہا گیا ہے۔

٤٩٧٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لَنْ يُعِيدَنِي كَمَا بَدَأَنِي وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَأَنَا الْأَحَدُ

(۴۹۷۴) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے ابن آدم نے جھٹلایا حالانکہ اس کے لیے یہ مناسب نہیں تھا۔ مجھے اس نے گالی دی حالانکہ اس کے لیے یہ بھی مناسب نہیں تھا۔ مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ میں اس کو دوبارہ نہیں پیدا کروں گا حالانکہ میرے لیے دوبارہ پیدا کرنا اس کے پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے زیادہ مشکل نہیں۔ اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ نے اپنا بیٹا بنایا ہے حالانکہ

الصَّمَدُ لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُوًا أَحَدٌ)). [راجع: ١٣٩٣]

میں ایک ہوں، بے نیاز ہوں، نہ میری کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ کوئی میرے برابر کا ہے۔"

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿اللَّهُ الصَّمَدُ﴾ وَالْعَرَبُ تُسَمِّي أَشْرَافَهَا الصَّمَدَ قَالَ أَبُوْ وَائِلٍ: هُوَ السَّيِّدُ الَّذِي انْتَهَى سُؤْدَدُهُ.

"اللہ بے نیاز ہے۔" عرب لوگ سردار اور شریف کو صمد کہتے ہیں۔ ابو وائل شقیق بن سلمہ نے کہا حد درجے کا سب سے بڑا سردار جو ہوا سے صمد کہتے ہیں۔

٤٩٧٥ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((قَالَ اللَّهُ كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ وَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ أَنْ يَقُوْلَ إِنِّي لَنْ أُعِيدَهُ كَمَا بَدَأْتُهُ وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ أَنْ يَقُوْلَ اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا وَأَنَا الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُوًا أَحَدٌ)) كُفُوًا وَكَفِيئًا وَكِفَاءً وَاحِدٌ. [راجع: ٣١٩٣]

(۴۹۷۵) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہمیں معمر نے خبر دی، انہیں ہمام نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اس کے لئے یہ مناسب نہ تھا۔ اس نے مجھے گالی دی حالانکہ یہ اس کا حق نہیں تھا۔ مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ میں اسے دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا جیسا کہ میں نے اسے پہلی دفعہ پیدا کیا تھا۔ اس کو گالی دینا یہ ہے کہ کہتا ہے اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے حالانکہ میں بے پرواہوں، میرے ہاں نہ کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد اور نہ کوئی میرے برابر کا ہے۔" کُفُوًا اور کَفِيئًا اور کِفَاءً ہم معنی ہیں۔

تشریح: یہ سورۂ اخلاص ہے اس میں توحید خالص کا بیان اور مشرکین کی تردید ہے جو اللہ کے ساتھ غیروں کو شریک بناتے ہیں بعض دو خداؤں کے قائل ہیں۔ بعض اللہ کے لئے اولاد ثابت کرتے ہیں۔ بعض لوگ پیروں، فقیروں، انبیا، و اولیا کو عبادت میں اللہ کا شریک بناتے ہیں۔ اللہ نے اس سورۂ مبارکہ میں ان سب کی تردید کی ہے اور توحید خالص پر نشاندہی فرمائی ہے۔ مشرکین مکہ نے اللہ کا نسب نامہ پوچھا تھا ان کے جواب میں یہ سورۂ مبارکہ نازل ہوئی۔ کفو سے ہم ذات ہونا مراد ہے۔

(١١٣) [سُوْرَةُ] قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

سورۃ الفلق کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿غَاسِقٍ﴾ اللَّيْلُ ﴿إِذَا وَقَبَ﴾ غُرُوْبُ الشَّمْسِ يُقَالُ: أَبْيَنُ مِنْ فَرَقِ الصُّبْحِ وَفَلَقِ الصُّبْحِ ﴿وَقَبَ﴾ إِذَا دَخَلَ فِي كُلِّ شَيْءٍ وَأَظْلَمَ.

مجاہد نے کہا "غَاسِقٍ" سے رات مراد ہے۔ "إِذَا وَقَبَ" سے سورج کا ڈوب جانا مراد ہے۔ فَرَق اور فَلَق کے ایک ہی معنی ہیں۔ کہتے ہیں یہ بات فرق صبح یا فلق صبح سے زیادہ روشن ہے۔ عرب لوگ وقب اس وقت کہتے ہیں جب کوئی چیز بالکل کسی چیز میں گھس جائے اور اندھیرا ہو جائے۔

یہ سورت مدنی ہے، اس میں ۵ آیات ہیں۔

تشریح: لبید بن عاصم نے جب اپنی بیٹیوں سے نبی کریم ﷺ پر جادو کرایا تو نبی کریم ﷺ کو خواب میں دو فرشتوں نے اس جادو کا حال بتلایا کہ نبی کریم ﷺ کے بالوں اور کنگھی کے دندانوں پر جادو کیا گیا ہے اور ذروان کا کنواں جو مشہور ہے وہاں یہ جادو کی چیزیں ایک پتھر کے نیچے ہیں جب یہ چیزیں منگوائی گئیں تو معلوم ہوا کہ سر کے بالوں اور ایک تانت کے ٹکڑے میں گیارہ گرہ لگائی گئی تھیں۔ غرض اس وقت یہ گیارہ آیتوں کی دونوں سورتیں یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس نازل ہوئیں اور ہر ایک آیت پڑھنے کے ساتھ ہی جادو کی ایک گرہ کھلتی گئی۔ دونوں سورتوں کے ختم ہوتے ہی آپ سے جادو کا اثر جاتا رہا اور آپ ﷺ تندرست ہو گئے۔ (تفسیر کامل)

٤٩٧٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ وَعَبْدَةَ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ عَنِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ فَقَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((قِيْلَ لِيْ فَقُلْتُ)) فَنَحْنُ نَقُوْلُ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. [طرفه في: ٤٩٧٧]

(۴۹۷۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عاصم اور عبدہ نے، اور ان سے زر بن حبیش نے بیان کیا، انہوں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے معوذتین کے بارے میں پوچھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے (جبرئیل علیہ السلام) کی زبانی کہا گیا ہے (کہ یوں کہہ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) میں نے اسی طرح کہا'' چنانچہ ہم بھی وہی کہتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے کہا۔

تشریح: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان دونوں سورتوں کو قرآن میں داخل نہیں سمجھتے تھے بلکہ کوئی مصحف میں لکھتا تو چھیل ڈالتے۔ وہ کہتے یہ دونوں سورتیں صرف اس لئے اتری ہیں کہ لوگ بطور تعویذ کے پڑھا کریں اور جن لوگوں نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت صحیح نہیں ہے انہوں نے غلطی کی لیکن جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سب کا قول ہے کہ معوذتین قرآن میں داخل ہیں اور اس پر اجماع ہو گیا اور ممکن ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ مطلب ہو کہ گویا دونوں سورتیں کلام الٰہی ہیں مگر نبی کریم ﷺ نے ان کو مصحف میں نہیں لکھوایا اس لئے مصحف میں لکھنا ضروری نہیں۔ نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں کہا کہ مسلمانوں نے اس پر اجماع کیا کہ معوذتین اور سورۂ فاتحہ قرآن میں داخل ہیں اور جو کوئی قرآن سے کسی جزو کا انکار کرے وہ کافر ہے اور حافظ نے اس پر اعتراض کیا (وحیدی) بہرحال مصحف عثمانی کی بنا پر یہ ہر دو سورتیں قرآن شریف ہی کا جزو ہیں۔ چودہ سو برس سے ان کی قرآنی تلاوت ہوتی آ رہی ہے، اس لحاظ سے امت کا ان کے اجزائے قرآن ہونے پر اجماع ہو چکا ہے۔ لہٰذا اب شک و تردد کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بہت سے علما نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف اس قول کی نسبت ہی کو شروع سے غلط ٹھہرایا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے اس قول سے رجوع کر لیا ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے معوذتین کے بارے میں یہ پوچھا گیا کہ کیا یہ دونوں سورتیں قرآن میں داخل ہیں یا نہیں (تفصیل حدیث میں موجود ہے)۔

(١١٤) [سُوْرَةُ] قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ — سورۂ الناس کی تفسیر

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿الْوَسْوَاسِ﴾ إِذَا وُلِدَ خَنَسَهُ الشَّيْطَانُ فَإِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ ذَهَبَ وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ ثَبَتَ عَلَى قَلْبِهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ''وَسْوَاس'' کے متعلق بتلایا کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے شیطان اس کو چوکا لگاتا ہے۔ اگر وہاں اللہ کا نام لیا گیا تو وہ بھاگ جاتا ہے ورنہ بچے کے دل پر جم جاتا ہے۔

٤٩٧٧۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ:

(۴۹۷۷) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ؛ ح: قَالَ: وَحَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ زِرٍّ قَالَ: سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ قُلْتُ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ إِنَّ أَخَاكَ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ أُبَيٌّ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((قِيلَ لِي: قُلْ فَقُلْتُ)) قَالَ: فَنَحْنُ نَقُولُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. [راجع:٤٩٧٦]

بیان کیا، ان سے عبدہ بن ابی لبابہ نے بیان کیا، ان سے زر بن حبیش نے۔ (سفیان نے کہا) اور ہم سے عاصم نے بھی بیان کیا، ان سے زر نے بیان کیا کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: یا ابا المنذر! آپ کے بھائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو یہ کہتے ہیں (کہ معوذتین قرآن میں داخل نہیں ہیں) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا پوچھا تھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ "(جبرئیل علیہ السلام کی زبانی) مجھ سے یوں کہا گیا کہ ایسا کہہ اور میں نے کہا۔" ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم بھی وہی کہتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

تشریح: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی کمال دانائی اور دیانتداری تھی کہ اختلاف سے بچنے کے لئے آپ نے سوال مذکور کے جواب میں وہی الفاظ نقل کر دیے جو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنے تھے اس سے اشارتاً یہ بھی ظاہر ہوا کہ وہ ان سورتوں کو اگر قرآن سے جدا جانتے تو فوراً کہہ دیتے، ان کی اس بارے میں خاموشی اس امر پر دال ہے کہ وہ ان کو قرآن پاک ہی سے سمجھتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ

قرآن کے فضائل کا بیان

بَابٌ: كَيْفَ نَزَلَ الْوَحْيُ وَأَوَّلُ مَا نَزَلَ

باب: وحی کیونکر اتری اور سب سے پہلی کون سی آیت نازل ہوئی تھی؟

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿الْمُهَيْمِنُ﴾ -الأَمِينُ: الْقُرْآنُ أَمِينٌ عَلَى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهُ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: "اَلْمُهَيْمِنُ" اَمِيْنٌ کے معنی میں ہے۔ قرآن اپنے سے پہلے کی ہر آسمانی کتاب کا امانتدار اور نگہبان ہے۔

تشریح: قرآن مجید کے مہیمن امانتدار نگہبان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پہلی کتابوں تورات، زبور، انجیل میں جو کچھ ان کے ماننے والوں نے تحریف کر ڈالی ہے قرآن مجید اس تحریف کی نشاندہی کر کے اصل مضمون سے آگاہی بخشتا ہے۔ ایک مثال سے یہ بات سمجھ میں آجائے گی۔ تورات موجودہ کا بیان ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ سفید اس لئے تھا کہ آپ کو ہاتھ میں برص کی بیماری لگ گئی تھی۔ یہ بیان بالکل غلط ہے قرآن مجید نے اس غلط بیانی کی تردید کر کے ﴿تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ﴾ (۲۸/ القصص: ۳۲) کے الفاظ مبارکہ میں حقیقت حال سے آگاہ کیا ہے۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ بطور معجزہ سفید ہو جایا کرتا تھا۔ اس میں کوئی بیماری نہیں لگی تھی۔ تورات وزبور وانجیل کی ایسی بہت سی مثالیں بیان کی جاسکتی ہیں۔ اس لحاظ سے قرآن مجید مہیمن یعنی صحف سابقہ کی اصلیت کا بھی نگہبان ہے۔ وحی نازل ہونے کی تفصیلات پارہ اول میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

٤٩٧٨، ٤٩٧٩ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَا: لَبِثَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ. [راجع: ٤٤٦٤]

(۴۹۷۸، ۷۹) ہم سے عبداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے شیبان بن عبدالرحمٰن نے، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے اور ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا کہ مجھ کو حضرت عائشہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں دس سال رہے اور قرآن نازل ہوتا رہا اور مدینہ میں بھی دس سال تک رہے اور آپ پر وہاں بھی قرآن نازل ہوتا رہا۔

تشریح: قرآن پاک کا جو حصہ ہجرت سے پہلے نازل ہوا وہ مکی کہلاتا ہے اور جو ہجرت کے بعد نازل ہوا وہ مدنی کہلاتا ہے، اس اصول کو یاد رکھنا ضروری ہے۔

٤٩٨٠ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي عَنْ أَبِي

(۴۹۸۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، ان سے ابوعثمان مہدی نے

عُثْمَانَ قَالَ: أُنْبِئْتُ أَنَّ جِبْرِيْلَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأُمِّ سَلَمَةَ ((مَنْ هَذَا؟)) أَوْ كَمَا قَالَ: قَالَتْ: هَذَا دِحْيَةُ فَلَمَّا قَامَ وَاللَّهِ! مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ حَتَّى سَمِعْتُ خُطْبَةَ النَّبِيِّ ﷺ يُخْبِرُ خَبَرَ جِبْرِيْلَ أَوْ كَمَا قَالَ قَالَ أَبِي: قُلْتُ لِأَبِي عُثْمَانَ: مِمَّنْ سَمِعْتَ هَذَا؟ قَالَ مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ. [راجع: ٣٦٣٤] [مسلم: ٦٣١٥]

بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے بات کرنے لگے۔ اس وقت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس موجود تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا: ''جانتی ہو یہ کون ہیں؟'' یا اسی طرح کے الفاظ آپ نے فرمائے۔ ام المومنین نے کہا: دحیہ کلبی ہیں۔ جب آپ کھڑے ہوئے ام سلمہ نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم! اس وقت بھی میں انہیں دحیہ کلبی ہی سمجھتی رہی۔ آخر جب میں نے نبی ﷺ کا خطبہ سنا جس میں آپ نے حضرت جبرئیل (علیہ السلام) کے آنے کی خبر سنائی تب مجھے حال معلوم ہوا یا اسی طرح کے الفاظ بیان کیے۔ معتمر نے بیان کیا کہ میرے والد (سلیمان) نے کہا، میں نے ابوعثمان مہدی سے کہا: آپ نے یہ حدیث کس سے سنی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے۔

تشریح: دحیہ کلبی ایک خوبصورت صحابی تھے حضرت جبریل علیہ السلام جب آدمی کی صورت میں نبی کریم ﷺ کے پاس آتے تو ان ہی کی صورت میں آیا کرتے تھے۔

٤٩٨١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوْتِيْتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيَّ فَأَرْجُو أَنْ أَكُوْنَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [طرفه في: ٧٢٧٤] [مسلم: ٣٨٥]

(۴۹۸۱) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے ان کے والد کیسان نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کو ایسے ایسے معجزات عطا کیے گئے کہ (لوگ انہیں دیکھ کر) ان پر ایمان لائے (بعد کے زمانے میں ان کا کوئی اثر نہیں رہا) اور مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی (قرآن) ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل کی ہے (اس کا اثر قیامت تک باقی رہے گا) اس لیے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے تابع فرمان لوگ دوسرے پیغمبروں کے تابع فرمانوں سے زیادہ ہوں گے۔''

تشریح: اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں جس قسم کے معجزہ کی ضرورت تھی ایسا معجزہ پیغمبر کو دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں علم سحر کا بہت رواج تھا ان کو ایسا معجزہ دیا کہ سارے جادوگر ہار مان گئے دم بخود رہ گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب کا رواج تھا۔ ان کو ایسے معجزے دیئے کہ کسی طبیب کے باپ سے بھی ایسے علاج ممکن نہیں۔ ہمارے محمد ﷺ کے زمانہ میں فصاحت، بلاغت، شعر و شاعری کے دعاوی کا بڑا چرچا تھا تو آپ کو قرآن مجید کا ایسا عظیم معجزہ عطا فرمایا کہ سارے زمانے کے فصیح و بلیغ لوگ اس کا لوہا مان گئے اور ایک چھوٹی سی سورت بھی قرآن کی طرح نہ بنا سکے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے پیغمبروں کے معجزے تو جن لوگوں نے دیکھے تھے انہوں نے ہی دیکھے وہ ایمان لائے بعد والوں پر ان کا اثر نہیں رہا۔ گو ماں

باپ اور اگلے بزرگوں کی تقلید سے کچھ لوگ ان کے طریق پر قائم رہیں مگر اپنے اپنے زمانہ میں وہ معجزوں کو ایک افسانہ سے زیادہ خیال نہیں کرتے اور میرا معجزہ قرآن ہمیشہ باقی ہے وہ ہر زمانہ اور ہر وقت میں تازہ ہے اور جتنا اس میں غور کرتے جاؤ لطف زیادہ ہوتا ہے۔ اس کے نکات اور فوائد لا انتہا ہیں جو قیامت تک لوگ نکالتے رہیں گے۔ اس لحاظ سے میرے پیرو لوگ ہمیشہ قائم رہیں گے اور میرا معجزہ قرآن بھی ہمیشہ موجود رہے گا۔

٤٩٨٢ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: أَنَّ اللَّهَ تَابَعَ عَلَى رَسُوْلِهِ الْوَحْيَ قَبْلَ وَفَاتِهِ حَتَّى تَوَفَّاهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ الْوَحْيُ ثُمَّ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ بَعْدُ. [مسلم: ٧٤٤٠]

(۴۹۸۲) ہم سے عمرو بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد (ابراہیم بن سعد) نے، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ پر پے در پے وحی اتارتا رہا اور آپ کی وفات کے قریبی زمانہ میں تو بہت وحی اتری، پھر اس کے بعد آنحضرت ﷺ کی وفات ہوگئی۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ ابتدائی زمانہ نبوت میں تو سورۂ اقرأ اتر کر پھر ایک مدت تک وحی موقوف رہی اس کے بعد برابر پے در پے اترتی رہی پھر جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو آپ کی عمر کے آخری حصہ میں بہت قرآن اترا کیونکہ اسلامی فتوحات کا سلسلہ بڑھ گیا۔ معاملات اور مقدمات نبوت ہونے لگے تو قرآن بھی زیادہ اترا۔

٤٩٨٣ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدُبًا يَقُوْلُ: اشْتَكَى النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا مُحَمَّدُ! مَا أُرَى شَيْطَانَكَ إِلَّا قَدْ تَرَكَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾. [راجع: ١١٢٤]

(۴۹۸۳) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اسود بن قیس نے، کہا کہ میں نے جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ بیمار پڑے اور ایک یا دو راتوں میں (تہجد کی نماز کے لئے) نہ اٹھ سکے تو ایک عورت (عوراء بنت رب ابولہب کی جورو) آنحضرت ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی اے محمد! میرا خیال ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''والضحیٰ'' الخ ''قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جب وہ قرار پکڑے کہ آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ وہ آپ سے خفا ہوا ہے۔''

بَابٌ: نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ وَالْعَرَبِ

باب: قرآن مجید قریش اور عرب کے محاورہ میں نازل ہوا

﴿قُرْآنًا عَرَبِيًّا﴾ [يوسف: ٢]
﴿بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِيْنٍ﴾ [الشعراء: ١٩٥]

(اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے) ﴿قُرْآنًا عَرَبِيًّا﴾ یعنی قرآن واضح عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔

٤٩٨٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ،

(۴۹۸۴) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا، ان سے زہری نے اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی، انہوں نے

قَالَ: فَأَمَرَ عُثْمَانُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنْ يَنْسَخُوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ لَهُمْ: إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِيْ عَرَبِيَّةٍ مِنْ عَرَبِيَّةِ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوْهَا بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوْا. [راجع: ٣٥٠٦]

بیان کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت، سعید بن عاص، عبداللہ بن زبیر اور عبدالرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ قرآن مجید کو کتابی شکل میں لکھیں اور فرمایا کہ اگر قرآن کے کسی محاورے میں تمہارا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اختلاف ہو تو اس لفظ کو قریش کے محاورہ کے مطابق لکھو، کیونکہ قرآن ان ہی کے محاورے پر نازل ہوا ہے، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

تشریح: حدیث بالا میں لفظ واخبرنی انس بن مالك کی جگہ بعض نسخوں میں فاخبرنی ہے یہ حدیث مختصر ہے پوری حدیث آئندہ باب میں آئے گی اس واؤ عطف کا مطلب معلوم ہو جائے گا۔

٤٩٨٥ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ وَقَالَ مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ: أَنَّ يَعْلَى كَانَ يَقُوْلُ: لَيْتَنِي أَرَى رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ حِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْجِعْرَانَةِ عَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ أَظَلَّ عَلَيْهِ وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مُتَضَمِّخٌ بِطِيْبٍ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! كَيْفَ تَرَى فِيْ رَجُلٍ أَحْرَمَ فِيْ جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّخَ بِطِيْبٍ فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ سَاعَةً فَجَاءَهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَ عُمَرُ إِلَى يَعْلَى أَنْ تَعَالَ فَجَاءَ يَعْلَى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا هُوَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ كَذَلِكَ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ: ((أَيْنَ الَّذِيْ يَسْأَلُنِيْ عَنِ الْعُمْرَةِ آنِفًا)) فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَجِيْءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَمَّا الطِّيْبُ الَّذِيْ بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ

(۴۹۸۵) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ہم سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا۔ (دوسری سند) اور (میرے والد) مسدد بن زید نے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا مجھ کو عطاء بن ابی رباح نے خبر دی، کہا کہ مجھے صفوان بن یعلیٰ بن امیہ نے خبر دی کہ (میرے والد) یعلیٰ کہا کرتے تھے کہ کاش! میں رسول اللہ ﷺ کو اس وقت دیکھتا جب آپ پر وحی نازل ہوتی ہو۔ چنانچہ جب آپ مقام جعرانہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ آپ کے اوپر کپڑے سے سایہ کر دیا گیا تھا اور آپ کے ساتھ آپ کے چند صحابہ بھی موجود تھے کہ اتنے میں ایک خوشبو میں بسا ہوا شخص آیا اور عرض کیا یارسول اللہ! ایسے شخص کے بارے میں کیا فتویٰ ہے، جس نے خوشبو میں بسا ہوا ایک جبہ پہن کر احرام باندھا ہو۔ تھوڑی دیر کے لیے نبی کریم ﷺ نے (سائل کی طرف) دیکھا اور پھر آپ پر وحی آنا شروع ہو گئی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے یعلیٰ رضی اللہ عنہ کو اشارہ سے بلایا۔ یعلیٰ آئے اور اپنا سر (اس کپڑے کے جس سے نبی ﷺ کے لیے سایا کیا گیا تھا) اندر کر لیا، آنحضرت ﷺ کا چہرہ اس وقت سرخ ہو رہا تھا اور آپ تیزی سے سانس لے رہے تھے، تھوڑی دیر تک یہی کیفیت رہی۔ پھر یہ کیفیت دور ہو گئی اور آپ نے دریافت فرمایا: ''جس نے ابھی مجھ سے عمرہ کے متعلق فتویٰ پوچھا تھا وہ کہاں ہے؟'' اس شخص کو تلاش کر کے آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ

كَمَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ)). [راجع: ١٥٣٦]

نے ان سے فرمایا: ''جو خوشبو تمہارے بدن یا کپڑے پر لگی ہوئی ہے اسے تین مرتبہ دھولو اور جبے کو اتار دو، پھر عمرہ میں بھی اسی طرح کرو جس طرح حج میں کرتے ہو۔''

تشریح: اکثر علما نے کہا ہے یہ حدیث اس باب سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ اگلے باب کے متعلق ہے اور شاید کاتب نے غلطی سے یہاں اسے درج کر دیا ہے۔ بعض نے کہا اس باب میں یہ حدیث اس لئے لائے کہ حدیث بھی قرآن کی طرح وحی ہے اور وہ بھی قریش کے محاورے پر اتری ہے۔ یہ حدیث کتاب الحج میں بھی گزر چکی ہے۔ خوشبو کے بارے میں یہ حکم بعد میں منسوخ ہو گیا ہے۔

بَابُ جَمْعِ الْقُرْآنِ

باب: قرآن مجید کو جمع کرنے کا بیان

٤٩٨٦ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ: أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِيْ فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيْرٌ مِنَ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ لِعُمَرَ: كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عُمَرُ: هَذَا وَاللّٰهِ! خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِيْ حَتَّى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِذَلِكَ وَرَأَيْتُ فِيْ ذَلِكَ الَّذِيْ رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ: قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ! لَوْ كَلَّفُوْنِيْ نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِيْ بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: هُوَ وَاللّٰهِ! خَيْرٌ

(۴۹۸۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبید بن سباق نے اور ان سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جنگ یمامہ میں (صحابہ کی بہت بڑی تعداد کے) شہید ہو جانے کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا۔ اس وقت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس ہی موجود تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ یمامہ کی جنگ میں بہت بڑی تعداد میں قرآن کے قاریوں کی شہادت ہو گئی ہے اور مجھے ڈر ہے کہ اسی طرح کفار کے ساتھ دوسری جنگوں میں بھی قراء قرآن بڑی تعداد میں قتل ہو جائیں گے اور یوں قرآن کے جاننے والوں کی بہت بڑی تعداد ختم ہو جائے گی۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ آپ قرآن مجید کو (باقاعدہ کتابی شکل میں) جمع کرنے کا حکم دے دیں۔ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ایک ایسا کام کس طرح کریں گے جو رسول اللہ ﷺ نے (اپنی زندگی میں) نہیں کیا؟ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا یہ جواب دیا: اللہ کی قسم! یہ تو ایک کار خیر ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ یہ بات مجھ سے بار بار کہتے رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ میں میرا بھی سینہ کھول دیا اور اب میری بھی وہی رائے ہو گئی جو عمر رضی اللہ عنہ کی تھی۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ (زید رضی اللہ عنہ) جوان اور عقلمند ہیں، آپ کو معاملہ میں متہم بھی نہیں کیا جا سکتا اور آپ کاتب وحی بھی تھے، اس لیے آپ قرآن مجید کو پوری تلاش اور محنت کے ساتھ ایک جگہ جمع کر دیں۔ اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ مجھے کسی پہاڑ کو اس کی جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لیے کہتے تو میرے لیے یہ کام اتنا مشکل

فَلَمْ يَزَلْ أَبُوْ بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ حَتَّى خَاتِمَةِ بَرَاءَةَ فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ. [راجع: ۲۸۰۷]

نہیں تھا جتنا کہ ان کا یہ حکم کہ میں قرآن مجید کو جمع کردوں۔ میں نے اس پر کہا: آپ لوگ ایک ایسے کام کو کرنے کی ہمت کیسے کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے خود نہیں کیا تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم! یہ ایک عمل خیر ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ یہ جملہ برابر دہراتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا بھی ان کی اور عمر رضی اللہ عنہ کی طرح سینہ کھول دیا۔ چنانچہ میں نے قرآن مجید (جو مختلف چیزوں پر لکھا ہوا موجود تھا) کی تلاش شروع کر دی اور میں قرآن مجید کو کھجور کی چھلی ہوئی شاخوں، پتلے پتھروں سے، (جن پر قرآن مجید لکھا گیا تھا) اور لوگوں کے سینوں کی مدد سے جمع کرنے لگا۔ سورۂ توبہ کی آخری آیتیں مجھے ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس لکھی ہوئی ملیں، یہ چند آیات مکتوب شکل میں ان کے سوا اور کسی کے پاس نہیں تھیں ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ سے سورۂ توبہ کے خاتمہ تک۔ جمع کے بعد قرآن مجید کے یہ صحیفے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ تھے۔ پھر ان کی وفات کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جب تک وہ زندہ رہے اپنے پاس رکھا، پھر وہ صحیفے ام المومنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ رہے۔

تشریح: قرآن نبی کریم ﷺ کے عہد میں متفرق الگ الگ صحیفوں، ورقوں، ہڈیوں، پر لکھا ہوا تھا۔ مگر سارا قرآن ایک جگہ ایک مصحف میں نہیں جمع ہوا تھا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ایک جگہ جمع کیا گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اس کی نقلیں مرتب ہو کر تمام ملکوں میں بھیجی گئیں۔ غرض یہ قرآن سارے کا سارا لکھا ہوا نبی کریم ﷺ کے عہد میں بھی موجود تھا۔ مگر متفرق الگ الگ کسی کے پاس ایک ٹکڑا کسی کے پاس دوسرا ٹکڑا اور سورتوں میں کوئی ترتیب نہ تھی۔ یہ ترتیب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کی گئی۔ اس روایت سے یہ بھی نکلا کہ صحابہ بدعت سے سخت پرہیز کرتے تھے اور جو کام نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں نہ ہوا اسے معیوب جانا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم نے جو کام کیا کہ سارے قرآن کو ایک جگہ مرتب کر دیا ایسا ہونا ضروری تھا۔ ورنہ پہلی کتابوں کی طرح قرآن میں بھی شدید اختلافات پیدا ہو جاتے۔ بدعت وہ کام ہے جس کا ثبوت قرون ثلاثہ سے نہ ہو جیسا آج کل لوگ تیجہ، فاتحہ، چہلم کرتے ہیں۔ قبروں پر میلے لگاتے، عرس کرتے، نذریں چڑھاتے ہیں۔ یہ جملہ امور بدعات سیئہ میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بدعت سے بچا کر راہ سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) جمع قرآن مجید سے متعلق مفصل مقالہ رقم الحدیث: ۵۰۰۵ کی تشریح میں ملاحظہ ہو۔

٤٩٨٧۔ حَدَّثَنَا مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ: أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلَى عُثْمَانَ وَكَانَ يُغَازِي أَهْلَ الشَّأْمِ فِي فَتْحِ إِرْمِينِيَةَ وَأَذْرَبِيجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَفْزَعَ

(۴۹۸۷) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد عوفی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اس وقت عثمان رضی اللہ عنہ ارمینیہ اور آذربائیجان کی فتح کے سلسلہ میں شام کے غازیوں کے لیے جنگ کی تیاریوں میں

حُذَيْفَةَ اخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لِعُثْمَانَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَدْرِكْ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوْا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارَى فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلَى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلَى عُثْمَانَ فَأَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّيْنَ الثَّلَاثَةِ: إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوْا حَتَّى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلَى حَفْصَةَ وَأَرْسَلَ إِلَى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوْا وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ صَحِيْفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ. [راجع: ٣٥٠٦] [مسلم: ٣١٠٤]

مصروف تھے، تا کہ وہ اہل عراق کو ساتھ لے کر جنگ کریں۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی قرأت کے اختلاف کی وجہ سے بہت پریشان تھے۔ آپ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: امیر المؤمنین اس سے پہلے کہ یہ امت (مسلمہ) بھی یہودیوں اور نصرانیوں کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف کرنے لگے، آپ اس کی خبر لیجیے۔ چنانچہ عثمان رضی اللہ عنہ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں کہلا بھیجا کہ وہ صحیفے (جنہیں زید رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے جمع کیا تھا اور جن پر مکمل قرآن مجید لکھا ہوا تھا) ہمیں دے دیں تا کہ ہم انہیں مصحفوں میں (کتابی شکل میں) نقل کروالیں۔ پھر اصل ہم آپ کو لوٹا دیں گے حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ صحیفے عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیے اور آپ نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعد بن العاص اور عبدالرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ ان صحیفوں کو مصحفوں میں نقل کرلیں۔ عثمان نے اس جماعت کے تین قریشی صحابیوں سے کہا کہ اگر آپ لوگوں کا قرآن مجید کے کسی لفظ کے سلسلے میں حضرت زید رضی اللہ عنہ سے اختلاف ہو تو اسے قریش کی زبان کے مطابق لکھ لیں کیونکہ قرآن مجید بھی قریش ہی کی زبان میں نازل ہوا تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور جب تمام صحیفے مختلف نسخوں میں نقل کرلیے گئے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ان صحیفوں کو واپس لوٹا دیا اور اپنی سلطنت کے ہر علاقہ میں نقل شدہ مصحف کا ایک ایک نسخہ بھجوادیا اور حکم دیا کہ اس کے سوا کوئی چیز اگر قرآن کی طرف منسوب کی جاتی ہے، خواہ وہ کسی صحیفہ یا مصحف میں ہو تو اسے جلا دیا جائے۔

٤٩٨٨ـ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِيْ خَارِجَةُ ابْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ: فَقَدْتُ آيَةً مِنَ الْأَحْزَابِ حِيْنَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ قَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ ابْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ﴾ فَأَلْحَقْنَاهَا فِيْ سُوْرَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ. [راجع: ٢٨٠٧]

(۴۹۸۸) ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے خارجہ بن زید بن ثابت نے خبر دی، انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب ہم (عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں) مصحف کی صورت میں قرآن مجید کو نقل کررہے تھے، تو مجھے سورۂ احزاب کی ایک آیت نہیں ملی، حالانکہ میں اس آیت کو بھی رسول اللہ ﷺ سے سنا کرتا تھا اور آپ اس کی تلاوت کیا کرتے تھے، پھر ہم نے اسے تلاش کیا تو وہ خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس ملی۔ وہ آیت یہ تھی۔ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ﴾۔ چنانچہ ہم نے اس آیت کو سورۂ احزاب میں لگا دیا۔

یعنی اپنے ٹھکانے پر تو صرف سورتوں کی ترتیب اور وجوہ قراءت وغیرہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تصرف کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں یہ ترتیب سورتوں کی نہ تھی اور اسی لئے نمازی کو جائز ہے کہ جس سورت کو چاہے پہلے پڑھے جسے چاہے بعد میں پڑھے ان میں ترتیب کا خیال رکھنا کچھ فرض نہیں ہے۔ ہاں اس قدر مناسب ہے کہ پہلی رکعت میں زیادہ آیات پڑھی جائیں دوسری میں کم آیات والی سورت پڑھی جائے۔

تشریح: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن پاک کی بہت سی نقلیں تیار کرائیں اور پوری جانچ پڑتال کے بعد ان کو اطراف مملکت اسلامیہ میں بایں طور تقسیم کرادیا کہ ایک نسخہ کوفہ میں، ایک بصرہ میں، ایک شام میں اور ایک مدینہ میں اپنے پاس رہنے دیا۔ بعض روایتوں میں یوں ہے کہ سات مصحف تیار کرائے اور مکہ اور شام اور یمن اور بحرین اور بصرہ اور کوفہ کو ایک ایک بھیجا اور ایک مدینہ میں رکھا۔ یہ جلانا عین مناسب مقتضائے مصلحت تھا۔ یہ حکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سب صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے دیا۔ انہوں نے اس پر انکار نہیں کیا۔ بعض نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو جمع کرایا پھر جلوادیا۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جن کاغذوں میں اللہ کے نام ہوں ان کو جلا ڈالنا درست ہے۔ اب جو مصحف حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا وہ زندگی بھر انہیں کے پاس رہا۔ مروان نے مانگا تو بھی انہوں نے نہیں دیا، ان کی وفات کے بعد مروان نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ مستعار منگوایا اور جلوا ڈالا اب کسی کے پاس کوئی مصحف نہ رہا، البتہ کہتے ہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنا نسخہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مانگنے پر نہیں دیا تھا۔ لیکن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد معلوم نہیں وہ مصحف کہاں گیا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ایک مصحف بہ ترتیب نزول تیار کیا تھا لیکن اس کا بھی پتہ نہیں چلتا اللہ کو جو منظور تھا وہی ہوا، یہی مصحف عثمانی دنیا میں باقی رہ گیا۔ موافق مخالف ہر ملک اور ہر فرقہ میں جہاں دیکھو وہاں یہی مصحف ہے۔ (وحیدی)

بَابُ كَاتِبِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

٤٩٨٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّ ابْنَ السَّبَّاقِ قَالَ: إِنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: إِنَّكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاتَّبِعِ الْقُرْآنَ فَتَتَبَّعْتُ حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ إِلَى آخِرِهِ. [راجع: ٢٨٠٧، ٤٩٨٤]

٤٩٩٠۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((ادْعُ لِي زَيْدًا وَلْيَجِئْ بِاللَّوْحِ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب کا بیان

(۴۹۸۹) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبید بن سباق نے بیان کیا اور ان سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں مجھے بلایا اور کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قرآن لکھتے تھے۔ اس لیے اب بھی قرآن (جمع کرنے کے لیے) تم ہی تلاش کرو۔ میں نے تلاش کی اور سورۂ توبہ کی آخری دو آیتیں مجھے حضرت خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس لکھی ہوئی ملیں، ان کے سوا اور کہیں یہ دو آیتیں نہیں مل رہی تھیں۔ وہ آیتیں یہ تھیں: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ آخر تک۔

(۴۹۹۰) ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابواسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زید کو میرے پاس بلاؤ اور ان سے کہو کہ تختی، دوات اور مونڈھے کی ہڈی (لکھنے کا سامان)

وَالدَّوَاةِ وَالْكَتِفِ أَوِ الْكَتِفِ وَالدَّوَاةِ)) ثُمَّ قَالَ: ((اكْتُبْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ﴾)) وَخَلْفَ ظَهْرِ النَّبِيِّ ﷺ عَمْرُو بْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمَى قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَا تَأْمُرُنِي فَإِنِّي رَجُلٌ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ﴾.

[راجع: ٢٨٣١]

لے کر آئیں، یا راوی نے اس کی بجائے ہڈی اور دوات (کہا) پھر (جب وہ آ گئے تو) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ لکھو ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ﴾ الخ اور نبی اکرم ﷺ کے پیچھے ابن ام مکتوم بیٹھے ہوئے تھے جو نابینا تھے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر آپ کا میرے بارے میں کیا حکم ہے۔ میں تو نابینا ہوں (جہاد میں نہیں جا سکتا اب مجھے بھی مجاہدین کا درجہ ملے گا یا نہیں) اس وقت یہ آیت یوں اتری: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ﴾۔

بَابٌ: أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ

باب: قرآن مجید سات قراتوں میں نازل ہوا ہے

٤٩٩١۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَقْرَأَنِي جِبْرِيْلُ عَلَى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهُ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيْدُهُ وَيَزِيْدُنِي حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ)). [راجع: ٣٢١٩]

(۴۹۹۱) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبیداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبرئیل علیہ السلام نے مجھے (پہلے) عرب کے ایک ہی محاورے پر قرآن پڑھایا۔ میں نے ان سے کہا (اس میں بہت سختی ہوگی) میں برابر ان سے کہتا رہا کہ اور محاوروں میں بھی پڑھنے کی اجازت دو۔ یہاں تک کہ سات محاوروں کی اجازت ملی۔''

٤٩٩٢۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ الْمِسْوَرَ ابْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدٍ الْقَارِيَّ حَدَّثَاهُ: أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ

(۴۹۹۲) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، ان سے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن عبدالقاری نے بیان کیا، انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ہشام بن حکیم کو سورۂ فرقان نماز میں پڑھتے سنا، میں نے ان کی قرأت کو غور سے سنا تو معلوم ہوا کہ وہ سورت میں ایسے حروف پڑھ رہے ہیں کہ مجھے اس طرح رسول اللہ ﷺ نے نہیں پڑھایا تھا، قریب تھا کہ میں ان کا سر نماز ہی میں پکڑ لیتا لیکن میں نے بڑی مشکل سے صبر کیا اور جب انہوں نے سلام

فِي الصَّلَاةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهُ بِرِدَاءِهِ فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ: أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: كَذَبْتَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَقْرَأَنِيهَا عَلَى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ فَانْطَلَقْتُ بِهِ أَقُودُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَرْسِلْهُ اقْرَأْ يَا هِشَامُ!)) فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كَذَلِكَ أُنْزِلَتْ)) ثُمَّ قَالَ: ((اقْرَأْ يَا عُمَرُ!)) فَقَرَأْتُ الْقِرَاءَةَ الَّتِي أَقْرَأَنِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كَذَلِكَ أُنْزِلَتْ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ)). [راجع: ٢٤١٩]

پھیرا تو میں نے ان کی چادر ان کی گردن میں ڈال کر پوچھا یہ سورت جو میں نے ابھی تمہیں پڑھتے ہوئے سنی ہے، تمہیں کس نے اس طرح پڑھائی ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسی طرح پڑھائی ہے، میں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو، خود رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس سے مختلف حرفوں سے پڑھائی جس طرح تم پڑھ رہے تھے۔ آخر میں انہیں کھینچتا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اس شخص سے سورۂ فرقان ایسے حرفوں میں پڑھتے سنی جن کی آپ نے مجھے تعلیم نہیں دی۔ آپ نے فرمایا: ''عمر! انہیں چھوڑ دو اور اے ہشام! تم پڑھ کر سناؤ۔'' انہوں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے بھی ان ہی حرفوں میں پڑھا جن میں میں نے انہیں نماز پڑھتے سنا تھا۔ نبی ﷺ نے سن کر فرمایا: ''یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے۔'' پھر فرمایا: ''اے عمر! اب تم پڑھ کر سناؤ'' میں نے اس طرح پڑھا جس طرح آنحضرت ﷺ نے مجھے تعلیم دی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بھی سن کر فرمایا: ''اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ یہ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے، پس تمہیں جس طرح آسان ہو پڑھو۔''

تشریح: سات طریقوں یا سات حرفوں سے سات قراءت مراد ہیں۔ جیسے مالك یوم الدین میں ملك یوم الدین اور ملاك یوم الدین مختلف قراءتیں ہیں ان سے معانی میں کوئی فرق نہیں پڑتا، اس لئے ان ساتوں قراءتوں پر قراءت قرآن کریم جائز ہے۔ ہاں مشہور عام قراءتیں وہ ہیں جن میں موجودہ قرآن مجید مصحف عثمانی کی شکل میں موجود ہے۔

بَابُ تَأْلِيفِ الْقُرْآنِ

باب: قرآن مجید یا آیتوں کی ترتیب کا بیان

تشریح: لفظ تالیف سے ترتیب مراد ہے۔

٤٩٩٣ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ: أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مَاهَكَ قَالَ: إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ جَاءَهَا عِرَاقِيٌّ فَقَالَ: أَيُّ الْكَفَنِ خَيْرٌ؟ قَالَتْ: وَيْحَكَ وَمَا يَضُرُّكَ؟ قَالَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَرِينِي مُصْحَفَكِ قَالَتْ: لِمَ؟ قَالَ: لَعَلِّي أُوَلِّفُ الْقُرْآنَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُقْرَأُ غَيْرَ مُؤَلَّفٍ قَالَتْ: وَمَا يَضُرُّكَ أَيَّهُ

(۴۹۹۳) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، ان سے کیسان نے کہا کہ مجھے یوسف بن ماہک نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک عراقی ان کے پاس آیا اور پوچھا کہ کفن کیسا ہونا چاہیے؟ ام المؤمنین نے کہا افسوس اس سے مطلب! کسی طرح کا بھی کفن ہو تجھے کیا نقصان ہوگا۔ پھر اس شخص نے کہا ام المؤمنین مجھے اپنا مصحف دکھا دیجیے۔ انہوں نے کہا کیوں؟ (کیا ضرورت ہے) اس نے کہا، تاکہ میں بھی قرآن مجید اس ترتیب کے مطابق پڑھوں

قَرَأْتَ قَبْلُ؟ إِنَّمَا نَزَلَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُورَةٌ مِنَ الْمُفَصَّلِ فِيهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ حَتَّى إِذَا ثَابَ النَّاسُ إِلَى الْإِسْلَامِ نَزَلَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ وَلَوْ نَزَلَ أَوَّلَ شَيْءٍ لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ لَقَالُوا: لَا نَدَعُ الْخَمْرَ أَبَدًا وَلَوْ نَزَلَ لَا تَزْنُوا لَقَالُوا: لَا نَدَعُ الزِّنَا أَبَدًا لَقَدْ نَزَلَ بِمَكَّةَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ وَإِنِّي لَجَارِيَةٌ أَلْعَبُ ﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ﴾ [القمر: ٤٦] وَمَا نَزَلَتْ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَالنِّسَاءِ إِلَّا وَأَنَا عِنْدَهُ قَالَ: فَأَخْرَجَتْ لَهُ الْمُصْحَفَ فَأَمْلَتْ عَلَيْهِ آيَ السُّوَرِ. [راجع: ٤٨٧٦]

کیونکہ لوگ بغیر ترتیب کے پڑھتے ہیں، انہوں نے کہا، پھر اس میں کیا قباحت ہے جونسی سورت تو چاہے پہلے پڑھ لے (جونسی سورت چاہے بعد میں پڑھ لے اگر اترنے کی ترتیب دیکھتا ہے) تو پہلے مفصل کی ایک سورت، اتری (اقرأ باسم ربك) جس میں جنت اور دوزخ کا ذکر ہے۔ جب لوگوں کا دل اسلام کی طرف رجوع ہو گیا (اعتقاد پختہ ہو گئے) اس کے بعد حلال و احرام کے احکام اترے، اگر کہیں شروع ہی میں یہ اترتا کہ شراب نہ پینا تو لوگ کہتے: ہم تو کبھی شراب پینا نہیں چھوڑیں گے۔ اگر شروع ہی میں یہ اترتا کہ زنا نہ کرو تو لوگ کہتے: ہم تو زنا نہیں چھوڑیں گے۔ اس کے بجائے مکہ میں محمد ﷺ پر اس وقت جب میں بچی تھی اور کھیلا کرتی تھی، یہ آیت نازل ہوئی ﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُم وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَأَمَرُّ﴾ لیکن سورۂ بقرہ اور سورۂ نساء اس وقت نازل ہوئیں، جب میں (مدینہ میں) حضور اکرم ﷺ کے پاس تھی۔ بیان کیا کہ پھر انہوں نے اُس عراقی کے لیے اپنا مصحف نکالا اور ہر سورت کی آیات کی تفصیل لکھوائی۔

تشریح: کہ اس سورت میں اتنی آیات ہیں اور اس میں اتنی ہیں۔

٤٩٩٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيدَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالْكَهْفِ وَمَرْيَمَ وَطه وَالْأَنْبِيَاءِ: إِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِي. [راجع: ٤٧٠٨]

(۴۹۹۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا، انہوں نے عبدالرحمٰن بن امیہ سے سنا اور انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے کہا کہ سورۂ بنی اسرائیل، سورۂ کہف، سورۂ مریم، سورۂ طٰہٰ اور سورۂ انبیاء کے متعلق بتلایا کہ یہ پانچوں سورتیں اول درجہ کی فصیح سورتیں ہیں اور میری یاد کی ہوئی ہیں۔

تشریح: یعنی یہ سورتیں نزول میں مقدم تھیں لیکن مصحف عثمانی میں سورتوں کی ترتیب نزول کے موافق نہیں ہے بلکہ بڑی سورتوں کو پہلے رکھا ہے اس کے بعد چھوٹی سورتوں کو اور یہ ترتیب بھی اکثر نبی کریم ﷺ کی قراءت سے نکالی گئی ہے۔ کہیں کہیں اپنی رائے سے بھی مثلاً حدیث میں آپ نے فرمایا سورۂ بقرہ اور آل عمران تو سورۂ بقرہ کو سورۂ آل عمران پر مقدم کیا۔ اسی طرح مصحف میں بھی سورۂ بقرہ پہلے رکھی گئی بہر حال موجودہ مصحف شریف عین منشائے الٰہی کے مطابق مرتب شدہ ہے۔ لا شك فيه.

٤٩٩٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ قَالَ: تَعَلَّمْتُ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ النَّبِيُّ ﷺ. [راجع: ٣٩٢٤]

(۴۹۹۵) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابواسحاق نے خبر دی، انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سورۂ "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى" نبی کریم ﷺ کے مدینہ منورہ آنے سے پہلے ہی سیکھ لی تھی۔

٤٩٩٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: قَدْ عَلِمْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَؤُهُنَّ اثْنَيْنِ اثْنَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَقَامَ عَبْدُاللَّهِ وَدَخَلَ مَعَهُ عَلْقَمَةُ وَخَرَجَ عَلْقَمَةُ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ: عِشْرُوْنَ سُوْرَةً مِنْ أَوَّلِ الْمُفَصَّلِ عَلَى تَأْلِيفِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ آخِرُهُنَّ الْحَوَامِيْمُ: حٰمٓ الدُّخَانِ وَعَمَّ يَتَسَاءَ لُوْنَ. [راجع: ٧٧٥]

[مسلم: ١٩٠٨، ١٩١٠؛ نسائي: ١٠٠٣]

(۴۹۹۶) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابوحمزہ (محمد بن میمون) نے، ان سے اعمش نے اوران سے شقیق نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان جڑواں سورتوں کو جانتا ہوں جنہیں نبی کریم ﷺ ہر رکعت میں دو دو پڑھتے تھے، پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مجلس سے کھڑے ہو گئے (اور اپنے گھر) چلے گئے۔ علقمہ بھی آپ کے ساتھ اندر گئے۔ جب علقمہ رضی اللہ عنہ باہر نکلے تو ہم نے ان سے انہیں سورتوں کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا یہ شروع مفصل کی بیس سورتیں ہیں، ان کی آخری سورتیں وہ ہیں جن کی اول میں حم ہے۔ حم الدخان اور عم یتساء لون بھی ان ہی میں سے ہیں۔

تشریح: ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یوں ہے۔ حم کی سورتوں سے حم دخان اور عم یتساء لون۔ ابن خزیمہ کی روایت میں یوں ہے ان میں پہلی سورت سورۂ رحمن ہے اور اخیر کی دخان۔ اس روایت سے یہ نکلا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مصحف عثمانی ترتیب پر نہ تھا نہ نزول کی ترتیب پر۔ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مصحف بہ ترتیب نزول تھا۔ شروع میں سورۂ اقرأ پھر سورۂ قلم اور اسی طرح پہلے سب کی سورتیں تھیں۔ پھر مدنی سورتیں اور مصحف عثمانی کی ترتیب صحابہ رضی اللہ عنہم کی رائے اور اجتہاد سے ہوئی تھی۔ جمہور علما کا یہی قول ہے یعنی سورتوں کی ترتیب لیکن آیتوں کی ترتیب بالاتفاق علما توقیفی ہے یعنی پہلی لکھی ہوئی حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ سے کہہ دیتے تھے اس آیت کو وہاں رکھو اور اس آیت کو وہاں تو آیتوں میں تقدیم وتاخیر کسی طرح جائز نہیں اور اسی مضمون کی ایک حدیث ہے جس کو حاکم اور بیہقی نے نکالا۔ حاکم نے کہا وہ صحیح ہے۔ بخاری نے علامات النبوۃ میں وصل کیا۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں:

"على تاليف مصحف ابن مسعود فيه دلالة على ان تأليف ابن مسعود على غير التأليف العثمانى، وكان أوله الفاتحة ثم البقرة ثم النساء ثم آل عمران ولم يكن على ترتيب النزول، ويقال إن مصحف على كان على ترتيب النزول أوله اقرأ ثم المدثر ثم النون والقلم ثم المزمل ثم تبت ثم التكوير ثم سبح اسم وهكذا الى آخر المكى ثم المدنى۔" والله اعلم۔ (فتح البارى جلد٩ صفحه٥٠)

یعنی لفظ علی تالیف ابن مسعود میں دلیل ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا تالیف کردہ قرآن شریف مصحف عثمانی سے غیر تھا اس میں اول سورۂ فاتحہ پھر سورۂ بقرہ پھر سورۂ نساء پھر سورۂ آل عمران درج تھیں اور ترتیب نزول کے موافق نہ تھا ہاں کہا جاتا ہے کہ مصحف علی رضی اللہ عنہ ترتیب نزول پر تھا۔ وہ سورۂ اقرأ سے شروع ہوتا تھا۔ پھر سورۂ مدثر پھر سورۂ نون پھر سورۂ مزمل پھر سورۂ تبت پھر سورۂ تکویر پھر سورۂ سبح اسم پھر اس طرح پہلے کی سورتیں پھر مدنی سورتیں اس میں درج تھیں۔ بہرحال جو ہوا منشائے الٰہی کے تحت ہوا کہ آج دنیائے اسلام میں مصحف عثمانی متداول ہے اور دیگر مصاحف کو قدرت نے خود گم کر دیا تاکہ نفس قرآن پر امت میں اختلاف پیدا نہ ہو سکے۔ بعون اللہ ایسا ہی ہوا اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ ولو کرہ الکافرون۔

بَابٌ كَانَ جِبْرِيْلُ يَعْرِضُ الْقُرْآنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

باب: جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ سے قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے

وَقَالَ مَسْرُوْقٌ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ فَاطِمَةَ: أَسَرَّ

اور مسروق نے کہا، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت

إِلَى النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ وَإِنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِي)). [راجع: ٣٦٢٤]

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول کریم ﷺ نے چپکے سے فرمایا تھا: ''جبرئیل علیہ السلام مجھ سے ہر سال قرآن مجید کا دور کرتے تھے اور اس سال انہوں نے مجھ سے دو مرتبہ دور کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میری موت کا وقت آن پہنچا ہے۔''

٤٩٩٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ ابْنِ عَبْدِاللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَأَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ لِأَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْقُرْآنَ فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ. [راجع: ٦]

(۴۹۹۷) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ خیرات کرنے میں سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں آپ کی سخاوت کی تو کوئی حد ہی نہیں تھی کیونکہ رمضان کے مہینے میں جبرئیل علیہ السلام آپ سے آ کر ہر رات ملتے تھے یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ ختم ہو جاتا وہ ان راتوں میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ سے ملتے تو اس زمانہ میں آنحضرت ﷺ تیز ہوا سے بھی بڑھ کر سخی ہو جاتے تھے۔

تشریح: سخاوت سے مالی جانی جسمانی وروحانی ہر قسم کی سخاوتیں مراد ہیں اور نبی کریم ﷺ ان جملہ اقسام سخاوت کے جامع تھے سچ ہے:

بلغ العلى بكماله　　كشف الدجى بجماله

حسنت جميع خصاله　　صلوا عليه وآله

٤٩٩٨۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ يَعْرِضُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْقُرْآنَ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَكَفَ عِشْرِينَ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ. [راجع: ٢٠٤٤]

(۴۹۹۸) ہم سے خالد بن یزید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوبکر بن عیاش نے بیان کیا، ان سے ابوحصین نے، ان سے ابوصالح نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہر سال ایک مرتبہ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے لیکن جس سال آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی اس میں انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ دو مرتبہ دور کیا۔ آنحضرت ﷺ ہر سال دس دن کا اعتکاف کیا کرتے تھے لیکن جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔

بَابُ الْقُرَّاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ

باب: نبی اکرم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں قرآن کے قاری (حافظ) کون کون تھے؟

٤٩٩٩۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۴۹۹۹) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا،

شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ ذُكِرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَبْدَاللَّهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ: لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَسَالِمٍ وَمُعَاذٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ)).

ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے مسروق نے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا اور کہا کہ اس وقت سے ان کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی ہے جب سے میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''قرآن مجید کو چار اصحاب سے حاصل کرو یعنی عبداللہ بن مسعود، سالم، معاذ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے۔''

[راجع: ٣٧٥٨]

تشریح: ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور سالم رضی اللہ عنہما تو مہاجرین میں سے ہیں اور معاذ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما انصار میں سے ہیں۔ قرآن پاک کے بڑے عالم اور یاد کرنے والے یہی صحابی تھے۔ ہر چند اور بھی صحابہ قرآن کے قاری ہیں مگر ان چار کو سب سے زیادہ قرآن یاد تھا۔

٥٠٠٠۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: خَطَبَنَا عَبْدُاللَّهِ فَقَالَ: وَاللَّهِ! لَقَدْ أَخَذْتُ مِنْ فِي رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ بِضْعًا وَسَبْعِينَ سُوْرَةً وَاللَّهِ! لَقَدْ عَلِمَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ أَنِّي مِنْ أَعْلَمِهِمْ بِكِتَابِ اللَّهِ وَمَا أَنَا بِخَيْرِهِمْ قَالَ شَقِيقٌ: فَجَلَسْتُ فِي الْحِلَقِ أَسْمَعُ مَا يَقُوْلُوْنَ فَمَا سَمِعْتُ رَادًّا يَقُوْلُ غَيْرَ ذَلِكَ. [مسلم: ٦٣٣٢]

(٥٠٠٠) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شقیق بن سلمہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا اور کہا کہ اللہ کی قسم! میں نے ستر سے کچھ اوپر سورتیں خود رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سن کر حاصل کی ہیں۔ اللہ کی قسم! نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ میں ان سب سے زیادہ قرآن مجید کا جاننے والا ہوں، حالانکہ میں ان سے بہتر نہیں ہوں۔ شقیق نے بیان کیا کہ پھر میں مجلس میں بیٹھا تاکہ صحابہ کی رائے سن سکوں کہ وہ کیا کہتے ہیں لیکن میں نے کسی سے اس بات کی تردید نہیں سنی۔

تشریح: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ اپنا واقعی حال بیان فرمایا گو اس میں فضیلت نکلی ان کی نیت غرور اور تکبر کی نہ تھی ہاں فخر و غرور سے ایسا کہنا منع ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔ شقیق کا قول محل غور ہے کیونکہ ابن ابی داؤد نے زہری سے نکالا ہے انہوں نے کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کو مجاہد رحمہ اللہ نے پسند نہیں کیا (وحیدی) سچ ہے: وفوق کل ذی علم علیم۔

٥٠٠١۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كُنَّا بِحِمْصَ فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سُوْرَةَ يُوْسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ: مَا هَكَذَا أُنْزِلَتْ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: أَحْسَنْتَ وَوَجَدَ مِنْهُ رِيحَ الْخَمْرِ فَقَالَ: أَتَجْمَعُ أَنْ تُكَذِّبَ بِكِتَابِ اللَّهِ وَتَشْرَبَ

(٥٠٠١) مجھ سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ نے بیان کیا کہ ہم حمص میں تھے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۂ یوسف پڑھی تو ایک شخص بولا کہ اس طرح نہیں نازل ہوئی تھی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس سورت کی تلاوت کی تھی اور آپ نے میری قرأت کی تحسین فرمائی تھی۔ انہوں (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) نے محسوس کیا کہ اس معترض کے منہ سے شراب کی بدبو آ رہی ہے فرمایا کہ اللہ کی کتاب کے

الْخَمْرَ؟ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ. [مسلم: ۱۸۷۱، ۱۸۷۲]

متعلق جھوٹا بیان اور شراب پینا جیسے گناہ ایک ساتھ کرتے ہو؟ پھر انہوں نے اس پر حد جاری کرا دی۔

تشریح: یعنی وہاں کے حاکم سے کہلا بھیجا اس نے حد لگائی کیونکہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو حمص کی حکومت نہیں ملی تھی البتہ کوفہ کے حاکم وہ ایک عرصہ تک رہے تھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فتویٰ یہی ہے کہ کسی شخص کے منہ سے شراب کی بدبو آئے تو اسے حد لگا سکتے ہیں۔

۵۰۰۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ عَبْدُاللَّهِ: وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ! مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ أَيْنَ أُنْزِلَتْ وَلَا أُنْزِلَتْ آيَةٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ فِيمَ أُنْزِلَتْ وَلَوْ أَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنِّي بِكِتَابِ اللَّهِ تُبَلِّغُهُ الْإِبِلُ لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ. [مسلم: ۶۳۳۳]

(۵۰۰۲) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے مسلم نے بیان کیا، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اس ذات کی قسم! جس کے سوا اور کوئی معبود برحق نہیں کتاب اللہ کی جو سورت بھی نازل ہوئی ہے اس کے متعلق میں جانتا ہوں کہ کہاں نازل ہوئی اور کتاب اللہ کی جو آیت بھی نازل ہوئی اس کے متعلق میں جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی اور اگر مجھے خبر ہو جائے کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا جاننے والا ہے اور اونٹ ہی اس کے پاس مجھے پہنچا سکتے ہیں (یعنی اس کا گھر بہت دور ہے) تب بھی میں سفر کر کے اس کے پاس جا کر اس سے اس علم کو حاصل کروں گا۔

تشریح: علمائے اسلام نے تحصیل علم کے لئے ایسے ایسے پر مشقت سفر کئے ہیں جن کی تفصیلات سے حیرت طاری ہوتی ہے اس بارے میں محدثین کا مقام نہایت ارفع واعلیٰ ہے۔

۵۰۰۳۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُو زَيْدٍ تَابَعَهُ الْفَضْلُ عَنْ حُسَيْنِ ابْنِ وَاقِدٍ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ. [راجع: ۳۸۱۰]

[مسلم: ۶۳۴۱]

(۵۰۰۳) ہم سے حفص بن عمر بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں قرآن کو کن لوگوں نے جمع کیا تھا، انہوں نے بتلایا کہ چار صحابہ نے، یہ چاروں قبیلہ انصار سے ہیں۔ اُبی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید رضی اللہ عنہم۔ اس روایت کی متابعت فضل نے حسین بن واقد سے کی ہے۔ ان سے ثمامہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے۔

تشریح: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ اپنی معلومات کی بنا پر کہا ہے۔ ان چار کے علاوہ اور بھی کئی بزرگ صحابی ہیں۔ جنہوں نے بقدر توفیق قرآن مجید جمع فرمایا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مراد پورے قرآن مجید سے ہے کہ سارا قرآن صرف ان چار حضرات نے جمع کیا تھا۔

۵۰۰۴۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۵۰۰۴) ہم سے معلّٰی بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن مثنیٰ نے

عَبْدُاللَّهِ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنِي ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ وَثُمَامَةُ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَمْ يَجْمَعِ الْقُرْآنَ غَيْرُ أَرْبَعَةٍ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُو زَيْدٍ قَالَ: وَنَحْنُ وَرِثْنَاهُ. [راجع: ٣٨١٠]

بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ثابت بنانی اور ثمامہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات تک قرآن مجید کو چار صحابہ کے سوا اور کسی نے جمع نہیں کیا تھا۔ ابودرداء، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید رضی اللہ عنہم۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوزید کے وارث ہم ہوئے ہیں۔

تشریح: ان کی کوئی اولاد نہ تھی، انس ان کے بھتیجے تھے، اسی لئے انہوں نے اپنے آپ کو ان کا وارث بتلایا۔ اس میں علمی وراثت بھی داخل ہے۔
شارحین لکھتے ہیں: "ونحن ورثناه رد علی من قال ان ابا زید هو سعد عبید الاوسی لان انسیا هو خزرجی فابو زید هو احد عمومته الذی ورثه کیف یکون اوسیا کما ورد فی المناقب عن روایة قتادة قلت لانس من ابو زید قال هو احد عمومتی۔" (حاشیه بخاری جلد۲ صفحه ۷۴۸) خلاصہ یہ کہ ابوزید حضرت انس کے چچا ہیں وہ سعد عبید اوسی نہیں ہیں اس لئے کہ انس خزرجی نہیں پس جن لوگوں نے زید سے سعد عبید اوسی کو مراد لیا ہے ان کا خیال درست نہیں ہے۔

٥٠٠٥۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: عَلِيٌّ أَقْضَانَا أُبَيٌّ أَقْرَؤُنَا وَإِنَّا لَنَدَعُ مِنْ لَحْنِ أُبَيٍّ، وَأُبَيٌّ يَقُولُ: أَخَذْتُهُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَا أَتْرُكُهُ لِشَيْءٍ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا﴾ [البقرة: ١٠٦] [راجع: ٤٤٨١]

(٥٠٠٥) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہمیں یحییٰ بن سعید قطان نے خبر دی، انہیں سفیان ثوری نے، انہیں حبیب بن ابی ثابت نے، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت علی ہم میں سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں ابی بن کعب ہم میں سب سے اچھے قاری ہیں لیکن اُبی جہاں غلطی کرتے ہیں اسے ہم چھوڑ دیتے ہیں (وہ بعض منسوخ التلاوۃ آیتوں کو بھی پڑھتے ہیں) اور کہتے ہیں کہ میں نے تو اس آیت کو رسول اللہ ﷺ کے منہ مبارک سے سنا ہے، میں کسی کے کہنے سے اسے چھوڑنے والا نہیں اور اللہ نے خود فرمایا ہے: ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا﴾ الآیۃ یعنی ہم جب کسی آیت کو منسوخ کر دیتے ہیں، پھر یا تو اسے بھلا دیتے ہیں یا اس سے بہتر لاتے ہیں۔

تشریح: گویا اس آیت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُبی کا رد کیا کہ بعض آیات منسوخ التلاوۃ یا منسوخ الحکم ہو سکتی ہیں اور نبی کریم ﷺ سے سننا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی تلاوت منسوخ نہ ہوئی ہو۔

قرآن عزیز کا سرکاری نسخہ:

از تبرکات حضرت العلام فاضل نبیل مولانا محمد اسماعیل صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم محمدیہ گوجرانوالہ (رحمۃ اللہ علیہ)

نبی کریم ﷺ کے پاس قرآن مقدس کی جو تحریر صورت صحف واجزا میں موجود تھی اسے سرکاری تحریر کہنا چاہیے اس تحریر کی روشنی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے واقعہ حرہ کے بعد سرکاری نسخہ مرتب فرمایا اسی کی بنیاد پر وہ سرکاری نسخے لکھے گئے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مختلف گورنروں کو ارسال فرمائے۔ لہجوں کے اختلاف اور خط کے نامکمل ہونے کی وجہ سے جب شبہ پیدا ہوا تو حفظ کے ساتھ جزوی نوشتوں سے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تصحیح کی

خاطر قریش کے لغت ولہجہ کو اساس قرار دیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ میں حفاظ اور قراء کی موت سے قرآن عزیز کے ضائع ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ میں عجمی عنصر کی کثرت اور عجمی لہجوں کی یورش کی وجہ سے سرکاری نسخے پر نظر ثانی کی گئی اور سب سے بڑی خوبی یہ ہوئی کہ تمام مشکوک دستاویز کو ضائع کر دیا گیا تا کہ بحث اور تشکیک کیلئے کوئی مواد باقی نہ رہ جائے، اب وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بعینہ وہی قرآن مقدس تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی زندگیوں میں بار بار پڑھا اور اسے سرکاری دستاویز کے طور پر لکھوایا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بروقت کوشش اس قدر کارگر ہوئی کہ آج تک اس میں ایک حرف کی بھی کمی وبیشی نہیں ہو سکی اور اس میں متواتر قراءت صحیح طور پر آ گئی اور تمام شنذوذ کو ایک طرف کر دیا گیا۔ اتقان میں حافظ سیوطی نے اور زرکشی نے (برہان فی علوم القرآن) میں بعض امور ایسے ذکر فرمائے ہیں جن سے قرآن عزیز کا جمع وترتیب کے متعلق بعض شبہات پیدا ہو سکتے ہیں۔ بعض دوسری روایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ لیکن قرآن عزیز حفظ کے بعد جس عظیم الشان تواتر سے منقول ہوا ہے اس کے سامنے ان آحاد اور آثار کی کوئی اصلیت نہیں رہ جاتی۔ علامہ ابن حزم الملل والنحل میں فرماتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اس وقت اسلام جزیرہ عرب میں پھیل چکا تھا، بحر قلزم اور سواحل یمن سے گزر کر خلیج فارس اور فرات کے کناروں تک اسلام کی روشنی پھیل چکی تھی۔ پھر اسلام شام کی آخری سرحدوں سے ہوتا ہوا بحیرۂ قلزم کے کناروں تک شائع ہو چکا تھا، اس وقت جزیرۂ عرب میں اس قدر شہر اور بستیاں وجود میں آ گئی تھیں کہ جن کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ یمن، بحرین، عمان، نجد، بنوطے کے پہاڑ، مضر اور ربیعہ وقضاعہ کی آبادیاں، طائف، مکہ، مدینہ یہ سب لوگ مسلمان ہو چکے تھے ان میں مسجدیں بھرپور تھیں۔ ہر شہر، ہر گاؤں، ہر بستی، کی مساجد میں قرآن مجید پڑھایا جاتا تھا۔ بچے اور عورتیں قرآن جانتے تھے اور اس کے لکھے ہوئے نسخے ان کے پاس موجود تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم بالا کو تشریف لے گئے۔ مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہ تھا وہ صرف ایک جماعت تھے اور ایک ہی دین سے وابستہ تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ اڑھائی سال رہی ان کی خلافت میں فارس روم کے بعض حصص اور یمامہ کا علاقہ بھی اسلام قلمرو میں شامل ہوا قرآن عزیز کی قراءت میں مزید اضافہ ہوا لوگوں نے قرآن مقدس کو لکھا۔ حضرت ابی بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابوذر، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ نے قرآن مجید کے نسخے لکھے اور جمع کئے ہر شہر میں قرآن مجید کے نسخے موجود تھے اور ان ہی میں پڑھا جا رہا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا صورت حال بدستور تھی ان کی خلافت میں مسیلمہ اور اسود عنسی کا فتنہ کھڑا ہوا، یہ دونوں نبوت کے مدعی تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا کھلے طور پر اعلان کرتے تھے۔ بعض لوگوں نے زکوٰۃ سے انکار کیا۔ بعض قبائل نے کچھ دن ارتداد اختیار کیا لیکن ان ہی قبائل کے مسلمانوں نے ان کا مقابلہ کیا اور ایک سال نہیں گزرنے پایا تھا کہ فتنہ وفساد ختم ہو گیا اور حالات بدستور اعتدال پر آ گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد مسند خلافت کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زینت بخشی۔ فارس پورا فتح ہو گیا۔ شام، الجزائر، مصر اور افریقہ کے بعض علاقے اسلامی قلمرو میں شامل ہوئے۔ مسجدیں تعمیر ہوئیں قرآن عزیز پڑھا جانے لگا، تمام ممالک میں قرآن عزیز کے مخطوطے شائع ہوئے، مشرق ومغرب تک مکاتب میں علما سے لے کر بچوں تک قرآن کی تلاوت ہونے لگی، پورے دس سال یہ سلسلہ جاری رہا۔ اسلام میں کبھی اختلاف نہ تھا وہ ایک ہی ملت کے پابند تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے وقت مصر، عراق، شام، یمن کے علاقوں میں کم از کم قرآن عزیز کے ایک لاکھ نسخے شائع ہو چکے ہوں گے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اسلامی فتوحات اور بھی وسیع ہوئیں اور قرآن عزیز کی اشاعت مفتوحہ ممالک میں وسیع پیمانہ پر ہوئی۔ قرآن مجید کے شائع شدہ نسخوں کا اس وقت شمار ناممکن ہوگا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے اختلافات کا دور شروع ہوا اور روافض کی تحریک نے زور پکڑا اور روافض ہی کی وجہ سے قرآن مجید کی حفاظت کے متعلق اعتراضات اور شبہات شروع ہوئے، صورت حال یہ تھی کہ نابغہ اور زہیر کے اشعار میں کوئی کمی بیشی کر دے تو یہ ممکن نہیں، دنیا میں اسے ذلیل خوار ہونا پڑے گا۔ قرآن مجید کا معاملہ تو اور بھی مختلف ہے۔ اس وقت قرآن مجید اندلس، بربر، سوڈان، کابل، خراسان، ترک اور صقلیہ اور ہندوستان تک پھیل چکا تھا۔ اس سے روافض کی حماقت ظاہر ہوئی وہ قرآن مجید کی جمع وتالیف میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مہتم کہتے ہیں یہی حال مسیحی اور سماجی مشنریوں کا ہے۔ یہ لوگ روافض سے سیکھ کر قرآن مجید کو اپنے نوشتوں کی طرح محرف ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ ان حالات میں کمی وبیشی ایک حرف کی بھی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یا کسی دوسرے شخص کے لئے ناممکن تھی۔ روافض اور ان کے تلامذہ کی یہ غلط بیانی یوں بھی واضح ہوتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پانچ سال نو ماہ تک بااختیار خلیفہ رہے اور ان کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہوئے۔ انہوں نے قرآن کے بدلنے کا حکم نہیں دیا نہ ہی اپنی حکومت میں قرآن عزیز کا دوسرا صحیح نسخہ شائع فرمایا۔ یہ کیسے باور کرلیا جائے کہ پوری اسلامی قلم رو میں غلط اور محرف قرآن پڑھا جائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اسے آسانی سے گوارہ کریں۔ (مختصر الفصل فی الملل والنحل، ابن حزم)

حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن عزیز کی حفاظت کے متعلق یہ بیان مسیحی اور روافض کی غلط بیانیوں کے متعلق لکھا ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد عرصہ تک شائع ہوتی رہیں، شیعہ چونکہ مسلمان کہلاتے تھے اور تقیہ کا رواج ان کے ہاں عام تھا اس لئے اس قسم کا مضموم لٹریچر رواۃ کی غلطی سے اہل سنت کی روایات میں بھی آ گیا گو محدثین نے ایسی روایات کی حقیقت کو واضح کر دیا ہے اور ان کے کذب اور وضع کی حقیقت کو واضح کر دیا۔ فن حدیث کے ماہران روایات اور آثار کی حقیقت کو سمجھتے ہیں لیکن ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اصولی اور اتفاقی جواب دیا ہے کہ اس عظیم الشان تواتر کے سامنے اس مشکوک ذخیرۂ روایات کی اہمیت نہیں، اس لئے جب تعارض ہی نہیں تو تطبیق اور ترجیح کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ناقل خلیل احمد رازی بن حضرت مولانا محمد داؤد راز مدظلہ العالی رہپواہ
ضلع گوڑگاؤں (ہریانہ)

الحمدللہ ماہ صفر المظفر ۱۳۹۴ھ کا دوسرا عشرہ، عصر کا وقت ہے۔ آج اس پارے کی تسوید ختم کر رہا ہوں مجھ کو خود معلوم نہیں کہ اس پارے کے ہر لفظ کو میں نے کتنی کتنی دفعہ پڑھا ہے اور حک واضافہ کے لئے کتنی مرتبہ قلم کو استعمال کیا ہے، پھر بھی انسان ہوں، کم فہم ہوں، بس یہی کہہ سکتا ہوں کہ اس اہم خدمت میں جو بھی کوتاہی ہوئی ہو اللہ پاک اسے معاف کرے۔ امید ہے کہ مخلص علمائے کرام بھی کوتاہیوں کے لئے چشم عفو سے کام لیں گے اور پر خلوص اصلاح فرما کر میری دعائیں حاصل کریں گے۔ یا اللہ! جس طرح تو نے اس اہم کتاب کا یہ دوسرا حصہ بھی پورا کر دیا ہے تیسرے حصہ کو بھی جو پارہ ۲۱ سے شروع ہو کر ۳۰ پر ختم ہوا سے بھی پورا کرا دیجیے۔ میری عمر مستعار کو اس قدر مہلت عطا فرمائیے کہ بہ شرف تکمیل سے مشرف ہوسکوں اور قیامت کے دن اپنے جملہ معاونین کرام وہمدردان عظام کو ہمراہ لے کر لوائے حمد کے نیچے سیدنا امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں دربار نبوی میں حوض کوثر پر حاضری دے کر یہ حقیر خدمت پیش کرسکوں اور ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے جام کوثر نصیب ہو۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم۔ وصلى الله على خير خلقه محمد واله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين آمین ثم آمین۔

ناچیز خادم حدیث نبوی محمد داؤد ولد عبداللہ راز السلفی موضع رہپواہ
ضلع گوڑگاؤں ہریانہ (بھارت) (۲۴-۳-۶)

بَابُ فَضْلِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ باب: سورۂ فاتحہ کی فضیلت کا بیان

تشریح: اس سورت کا سب سے زیادہ مشہور نام فاتحة الكتاب یا الفاتحہ ہے۔ فاتحہ ابتدا اور شروع کو کہتے ہیں، چونکہ ترتیب خطی میں یہ سورت قرآن مجید کے ابتدا میں ہے اس لئے اس کا نام فاتحہ رکھا گیا۔ فاتحہ کے معنی کھولنے والی کے بھی ہیں۔ چونکہ یہ سورت قرآن مجید کے علوم بے پایاں کی چابی ہے، اس لئے بھی اسے فاتحہ کہا گیا۔ اس سورت کے اور بھی کئی ایک نام ہیں۔ مثلاً: ام الکتاب اور ام القرآن چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔ سميت ام الكتاب لانه يبدأ بكتابتها فى المصاحف ويبدأ بقراء تها فى الصلوة۔ سورۂ فاتحہ کا نام ام الکتاب اس لئے رکھا گیا کہ قرآن شریف کی کتابت کی ابتدا اسی سے ہوتی ہے اور نماز میں قراءت بھی اسی سے شروع ہوتی ہے۔ ام القرآن اسے اس لئے بھی کہتے ہیں کہ یہ قرآن کی اصل اور جملہ مقاصد قرآن پر مشتمل ہے۔ سارے قرآن شریف کا خلاصہ ہے یا یوں کہئے کہ سارا قرآن شریف اسی کی تفسیر ہے۔ اس سورۂ مبارکہ کا ایک نام السبع المثانی بھی ہے یعنی ایسی سات آیات جو بار بار دہرائی جاتی ہیں چونکہ سورۂ فاتحہ کی سات آیات ہیں اور اسے نماز کی ہر رکعت میں دہرایا جاتا

ہے اس لئے خود اللہ پاک نے قرآن مبارکہ کی آیت مبارکہ: ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ﴾ (۱۵/ الحجر: ۸۷) میں اس کا نام السبع المثانی اور القرآن العظیم رکھا ہے یعنی اے نبی! ہم نے آپ کو ایک ایسی سورت دی ہے جس میں سات آیات ہیں (جو بار بار پڑھی جاتی ہیں) اور جو عظمت وثواب کی بڑائی کے لحاظ سے سارے قرآن شریف کے برابر ہے۔ چنانچہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ وہ سورۂ مبارکہ ہے جس سے دس ہزار مسائل نکلتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

اس سورۂ مبارکہ کا نام "الصلوٰۃ" بھی ہے۔ چنانچہ بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث میں مذکور ہے کہ " قسمت الصلوٰۃ بيني وبين عبدي نصفين ولعبدي ما سال فاذا قال العبد الحمدلله رب العالمين قال الله حمدني عبدي الحديث." (مسلم) یعنی اللہ پاک فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے درمیان اور اپنے بندے کے درمیان نصف تقسیم کر دیا ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو اس نے مانگا۔ پس جب بندہ: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور جب بندہ ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کہتا ہے تو جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بڑی ثنا بیان کی اور جب بندہ ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بڑی ہی شان بیان کی اور جب بندہ ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس آیت کا نصف میرے لئے اور نصف میرے بندے کے لئے ہے اور جو میرے بندے نے مانگا وہ اسے ملے گا آخر تک۔ اس حدیث میں نہایت صراحت کے ساتھ "الصلوٰۃ" سے سورۂ فاتحہ کو مراد لیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ نماز کی مکمل روح سورۂ فاتحہ کے اندر مضمر ہے۔

حمد وثنا، عہد ودعا، یاد آخرت وصراط مستقیم کی طلب، گمراہ فرقوں پر نشان دہی یہ تمام چیزیں اس سورۂ مبارکہ میں آ گئی ہیں اور یہ تمام چیزیں نہ صرف نماز بلکہ پورے اسلام کی اور تمام قرآن کی روح ہیں۔ اس سورۂ مبارکہ کو "الصلوٰۃ" اس لئے بھی کہا گیا ہے کہ صحت کی بنیاد اسی سورۂ مبارکہ کی قراءت پر موقوف ہے اور نماز کی ہر ایک رکعت میں خواہ نماز فرض ہو یا سنت یا نفل، امام ومقتدی سب کے لئے اس سورۂ مبارکہ کا پڑھنا فرض ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے واضح ہے۔ "عن عبادة بن الصامت قال سمعت رسول الله ﷺ يقول لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب امام او غير امام." (رواه البيهقي في كتاب القراءة) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے وہ امام ہو یا مقتدی اس کی نماز نہیں ہوتی۔

(تفصیل کے لئے قرآن شریف ثنائی ترجمہ کا ضمیمہ ص ۲۰۸ والا مطالعہ کرو)

پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " فان قراء تها فريضة وهي ركن تبطل الصلوة بتركها." (غنية الطالبين، ص: ۸۵۳) نماز میں اس سورۂ فاتحہ کی قراءت فرض ہے اور یہ اس کا ایک ضروری رکن ہے جس کے ترک سے نماز باطل ہو جاتی ہے، تمام قرآن میں سے صرف اسی سورت کو نماز میں بطور رکن کے مقرر کیا گیا ہے اور باقی قراءت کے لئے اختیار دیا گیا ہے کہ جہاں سے چاہو پڑھ لو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھنے میں آسان، مضمون میں جامع اور سارے قرآن کا خلاصہ اور ثواب میں سارے قرآن کے ختم کے برابر ہے۔ اتنے اوصاف والی قرآن کی کوئی دوسری سورت نہیں ہے۔

اس سورت کے ناموں میں سے سورۃ الحمد اور سورۃ الحمدلله رب العالمين بھی ہیں۔ (بخاری ودارقطنی) اس لئے کہ اس میں اصولی طور پر اللہ تعالیٰ کی تمام محامد مہمہ مذکور ہیں اور اس کو الشفاء والرقية بھی کہا گیا ہے۔ سنن دارمی میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ ہر بیماری کے لئے شفا ہے (دارمی، ص: ۴۳۰) نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں ایک موقع پر ایک صحابی نے ایک سانپ ڈسے شخص پر اس سورت سے دم جھاڑا کیا تھا تو اسے شفا ہو گئی تھی۔ (بخاری)

ان ناموں کے علاوہ اور بھی اس سورۂ مبارکہ کے کئی ایک نام ہیں مثلاً الکنز (خزانہ) الاساس بنیادی سورة الكافية (کافی وافی) الشافية (ہر بیماری کے لئے شفا) الوافية (کافی وافی) الشكر (شکر) الدعاء (دعا) تعليم المسئلة (اللہ سے سوال کرنے کے آداب سکھانے

والی سورت) المناجاۃ (اللہ سے دعا) التفویض (جس میں بندہ اپنے آپ کو اللہ کے حوالہ کر دے) اور بھی اس کے کئی ایک نام مذکور ہیں یہ وہ سورۂ مبارکہ ہے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"اعطیت فاتحة الکتاب من تحت العرش ۔"(الحصن الحصین) یعنی یہ وہ سورت ہے جسے میں عرش کے نیچے کے خزانوں میں سے دیا گیا ہوں جس کی مثال کوئی سورت نہ تورات میں نازل ہوئی نہ انجیل میں نہ زبور میں اور نہ قرآن میں یہی سبع مثانی ہے اور قرآن عظیم جو مجھے عطا ہوئی۔ (دارمی، ص: ۴۳۰) ایسا ہی بخاری شریف کتاب التفسیر میں مروی ہے۔

سنن ابن ماجہ و مسند احمد و مستدرک حاکم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ حضرت میرے بیٹے کو تکلیف ہے۔ آپ نے پوچھا کہ کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا کہ اسے آسیب ہے۔ آپ نے فرمایا، اسے میرے پاس لے آؤ چنانچہ وہ لے آیا تو آپ نے اسے اپنے سامنے بٹھایا اور اس پر سورۂ فاتحہ اور دیگر آیات سے دم کیا تو وہ لڑکا اٹھ کھڑا ہوا گویا کہ اسے کوئی بھی تکلیف نہ تھی۔ (حصن حصین: ۱۷۱)

خلاصہ یہ کہ سورۂ فاتحہ ہر مرض کے لئے بطور دم کے استعمال کی جا سکتی ہے اور یقیناً اس سے شفا حاصل ہوتی ہے مگر اعتقاد راسخ شرط اول ہے کہ بغیر اعتقاد صحیح و ایمان باللہ کے کچھ بھی حاصل نہیں نیز اس سورۂ مبارکہ میں اللہ ہی کی عبادت و بندگی کرنے اور ہر قسم کی مدد اللہ ہی سے چاہنے کے بارے میں جو تعلیم دی گئی ہے اس پر بھی عمل و عقیدہ ضروری ہے۔ جو لوگ اللہ پاک کے ساتھ عبادت میں پیروں، فقیروں، زندہ مردہ بزرگوں، نبیوں، رسولوں یا دیوی دیوتاؤں کو بھی شریک کرتے ہیں وہ سب اس سورۂ مبارکہ کی روشنی میں حقیقی طور پر اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے ماننے والے اس پر ایمان و عقیدہ رکھنے والے نہیں قرار دیئے جا سکتے، سچے ایمان والوں کا سچے دل سے اللہ کے سامنے یہ عہد ہونا چاہیے۔ ایاك نعبد وایاك نستعین یعنی اے اللہ! ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد چاہتے ہیں۔ سچ کہا ہے:

غیروں سے مدد مانگنی گر تجھ کو چاہیے
ایاك نستعین زبان پر نہ لائیے

صراط مستقیم جس کا ذکر اس سورۂ مبارکہ میں کرتے ہوئے اس پر چلنے کی دعا ہر مؤمن مسلمان کو سکھلائی گئی ہے وہ عقائد حقہ اور اعمال صالحہ کے مجموعہ کا نام ہے جن کا رکن اعظم صرف اللہ واحد کو اپنا رب و مالک و پروردگار جاننا اور صرف اسی کی عبادت کرنا ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی ذکر کیا کہ انہوں نے بحکم الٰہی بنی اسرائیل سے کہا تھا:﴿وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ﴾ (۳/آل عمران: ۵۱) یعنی بے شک اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے صرف اسی اکیلے کی عبادت کرو یہی صراط مستقیم ہے۔ سورۂ یٰسین میں ہے:﴿وَاَنِ اعْبُدُوْنِیْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ﴾ (۳۶/یٰسین: ۶۱) یعنی صرف میری ہی عبادت کرنا یہی صراط مستقیم ہے، اسی طرح توحید الٰہی پر جمے رہنے اور شرک نہ کرنے، ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے، اولاد کو قتل نہ کرنے، ظاہری اور باطنی خواہش کے قریب تک نہ پھٹکنے، ناحق خون نہ کرنے، ناپ تول کو پورا کرنے، یتیموں کے مال میں بے جا تصرف نہ کرنے، عدل و انصاف کی بات کہنے اور عہد کے پورے کرنے کی تاکید شدید کے بعد فرمایا:﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ﴾ الایة (۶/الانعام: ۱۵۳) یعنی میری سیدھی راہ ہے جس کی پیروی کرنی ہوگی۔ یہی ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر اللہ پاک کے انعامات کی بارش ہوئی جس سے انبیا و صدیقین و شہدا و صالحین مراد ہیں۔ دین الٰہی میں جس کے ارکان اوپر بیان ہوئے کمی و زیادتی کرنے والوں کو مغضوب و ضالین کہا گیا ہے یہود و نصاریٰ اس لئے مغضوب و ضالین قرار پائے کہ انہوں نے دین الٰہی میں کمی و بیشی کر کے سچے دین کا حلیہ بدل کر رکھ دیا پس صراط مستقیم پر چلنے کی اور اس پر قائم رہنے کی دعا کرنا اور دین میں کمی و بیشی کرنے والوں کی راہ سے بچے رہنے کی دعا مانگنا اس سورۂ مبارکہ کا یہی خلاصہ ہے۔

فضائل آمین:

سورۂ فاتحہ کے ختم پر جہری نمازوں میں بہ جہر یعنی بلند آواز سے اور سری نمازوں میں آہستہ آمین کہنا سنت رسول ﷺ ہے۔ آمین ایسا مبارک لفظ ہے کہ ملت ابراہیمی کی ہر سہ شاخوں میں یعنی یہود و نصاریٰ اور اہل اسلام میں دعا کے موقع پر اس کا پکارنا پایا جاتا ہے اور یہ عبادت گزار لوگوں

میں قدیمی دستور ہے آمین کا لفظ عبرانی الاصل ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یا اللہ! جو دعا کی گئی ہے اسے قبول کرلے۔

احادیث صحیحہ سے یہ قطعی طور پر ثابت ہے کہ جہری نمازوں میں رسول کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد لفظ آمین کو زور سے کہا کرتے تھے۔ بعض روایات میں یہاں تک ہے کہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی آمین کی آواز سے مسجد گونج اٹھتی تھی۔ اصحاب رسول ﷺ کے علاوہ بہت سے تابعین، تبع تابعین، محدثین، ائمہ دین، مجتہدین آمین بالجہر کے قائل و عامل ہیں۔ مگر تعجب ہے ان لوگوں پر جنہوں نے اس آمین بالجہر ہی کو وجہ نزاع بنا کر اہل اسلام میں پھوٹ ڈال رکھی ہے اور زیادہ تعجب ان علما پر ہے جو حقیقت حال سے واقف ہونے کے باوجود جبکہ امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام مالک رحمہم اللہ سب ہی آمین بالجہر کے قائل ہیں اپنے ماننے والوں کو آمین بالجہر کی نفرت سے نہیں روکتے حالانکہ یہ چڑ نا سنت رسول (ﷺ) سے نفرت کرنا ہے اور سنت رسول سے نفرت کرنا خود رسول کریم ﷺ سے نفرت کرنا ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: "من رغب عن سنتي فليس مني۔" (مشکوٰۃ) یعنی جو میری سنت سے نفرت کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں یوں تو آمین بالجہر کے بارے میں بہت سی احادیث موجود ہیں مگر ہم صرف ایک ہی حدیث درج کرتے ہیں جس کی صحت پر دنیا جہان کے سارے محدثین کا اتفاق ہے۔ امام مالک، امام بخاری، حضرت امام مسلم، امام محمد، امام شافعی، امام داؤد، امام ترمذی، امام نسائی، امام بیہقی رحمہم اللہ سب ہی نے طرق متعددہ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے، وہ حدیث یہ ہے:

"عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذا امن الامام فامنوا فانه من وافق تامينه تامين الملائكة غفرله ما تقدم من ذنبه قال ابن شهاب و كان رسول الله ﷺ يقول امين۔" (موطا امام مالك)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو پس حقیقت یہ ہے کہ جس کی آمین کو فرشتوں کی آمین سے موافقت ہوگئی اس کے پہلے گناہ بخش دیئے گئے۔ امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ خود بھی آمین کہا کرتے تھے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے استدلال کی صورت یہ ہے کہ اگر مقتدی امام کی آمین نہ سنے تو اسے اس کا علم نہیں ہو سکتا حالانکہ نبی کریم ﷺ نے مقتدی کو آمین سے وابستہ فرمایا ہے پس ظاہر ہوا کہ یہاں امام اور مقتدی ہر دو کو آمین بالجہر ہی کے لئے ارشاد ہو رہا ہے۔ ایک حدیث اور ملاحظہ ہو: "عن وائل بن حجر قال: سمعت النبی ﷺ قرا غير المغضوب عليهم ولا الضالين وقال آمين ومدبها صوته۔" (رواه الترمذی)

یعنی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سنا آپ نے جب غير المغضوب عليهم ولا الضالين پڑھا تو آپ نے اس کے ختم پر آمین کہی اور اپنی آواز کو لفظ آمین کے ساتھ کھینچا۔ تلخیص الحبیر ج:۱،ص:۸۹ میں رفع بھا صوتہ بھی آیا ہے یعنی آمین کے ساتھ آواز کو بلند کیا۔

خلاصہ یہ کہ آمین بالجہر رسول کریم ﷺ کی سنت ہے آپ کی سنت پر عمل کرنا باعث خیر و برکت ہے اور سنت رسول ﷺ سے نفرت کرنا دونوں جہان میں ذلت و رسوائی کا موجب ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو سنت رسول ﷺ پر زندہ رکھے اور اسی پر موت نصیب فرمائے۔ آمین

مسلک سنت پہ اے سالک چلا جا بے دھڑک
جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

٥٠٠٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ

(۵۰۰۶) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، کہا مجھ سے خبیب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے حفص بن عاصم نے اور ان سے ابوسعید

ابْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلَّى، قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّيْ فَدَعَانِي النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ أُجِبْهُ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّيْ، قَالَ: ((أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ: ﴿اسْتَجِيْبُوْا لِلَّهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ﴾)) ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ)). فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنَّكَ قُلْتَ: لَأُعَلِّمَنَّكَ أَعْظَمَ سُوْرَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ: ((﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ أُوْتِيْتُهُ)). [راجع: ٤٤٧٤]

بن معلی رضی اللہ عنہ نے کہ میں نماز میں مشغول تھا تو نبی کریم ﷺ نے مجھے بلایا، اس لیے میں کوئی جواب نہیں دے سکا، پھر میں نے (آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر) عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم نہیں فرمایا کہ اللہ کے رسول جب تمہیں پکاریں تو ان کی پکار پر فوراً اللہ ورسول کے لیے لبیک کہا کرو۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کی سب سے بڑی سورت میں تمہیں کیوں نہ سکھادوں؟'' پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑلیا اور جب ہم مسجد سے باہر نکلنے لگے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ مسجد کے باہر نکلنے سے پہلے آپ مجھے قرآن کی سب سے بڑی سورت بتائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، وہ سورت ﴿الحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ ہے یہی وہ سات آیات ہیں جو (ہر نماز میں) بار بار پڑھی جاتی ہیں اور یہی وہ قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔''

تشریح: قرآن مجید کے نازل فرمانے والے اللہ رب العالمین کا جس قدر شکر ادا کروں کم ہے کہ اس دور گرانی وضعف قلبی وقالبی میں بخاری شریف مترجم اردو کے بیس پارے پورے کرکے تیسری منزل یعنی پارہ ۲۱ کا آغاز کر رہا ہوں، حالات بالکل ناسازگار ہیں پھر بھی اللہ پاک سے قوی امید ہے کہ وہ اپنے کلام اور اپنے حبیب رسول کریم ﷺ کے ارشادات عالیہ کی خدمت واشاعت کے لئے غیب سے سامان واسباب مہیا کرے گا اور مثل سابق ان بقایا پاروں کی بھی تکمیل کرا کے اپنے پیارے بندوں اور بندیوں کے لئے اس کو باعث رشد وہدایت قرار دے گا۔ آخری عشرہ ماہ جمادی الثانیہ ۱۳۹۴ھ میں اس پارے کی تسوید کا کام شروع کر رہا ہوں۔ تکمیل اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

سورۂ فاتحہ کے بارے میں حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں: "اختصت الفاتحة بانها مبدأ القرآن وحاوية لجميع علومه، لاحتواء ها على الثناء على الله والاقرار بعبادته والاخلاص له وسؤال الهداية منه والإشارة الى الاعتراف بالعجز عن القيام بنعمه وإلى شأن المعاد وبيان عاقبة الجاحدين۔" (فتح الباری جلد۹ صفحہ ٦٦) یعنی سورۂ فاتحہ کی یہ خصوصیات ہیں کہ یہ علوم قرآن مجید کا خزانہ ہے جو قرآن پاک کے سارے علوم کو حاوی ہے یہ ثناء علی اللہ پر مشتمل ہے اس پر عبادت اور اخلاص کے لئے بندوں کی طرف سے اظہار اقرار ہے اور اللہ سے ہدایت مانگنے اور اپنی عاجزی کا اقرار کرنے اور اس کی نعمتوں کے قیام وغیرہ کے ایمان افروز بیانات ہیں جو بندوں کی زبان سے اس سورۂ مبارکہ کے ذریعہ ظاہر ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی اس سورت میں شان معاد کا بھی اظہار ہے اور جو لوگ اسلام وقرآن کے منکرین ہیں ان کے انجام بد پر بھی نشان دہی کی گئی ہے۔ پہلے اس سورت کے متعلق ایک مفصل مقالہ دیا گیا ہے کہ جس سے قارئین نے اس سورت کے بارے میں بہت سی معلومات حاصل کرلی ہوں گی۔

٥٠٠٧۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ

(٥٠٠٧) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن حسان نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین

مَعْبَدٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنَّا فِيْ مَسِيْرٍ لَنَا فَنَزَلْنَا فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ فَقَالَتْ: إِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ سَلِيْمٌ وَإِنَّ نَفَرَنَا غَيَبٌ فَهَلْ مِنْكُمْ رَاقٍ؟ فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مَا كُنَّا نَأْبُنُهُ بِرُقْيَةٍ فَرَقَاهُ فَبَرَأَ فَأَمَرَ لَهُ بِثَلَاثِيْنَ شَاةً وَسَقَانَا لَبَنًا فَلَمَّا رَجَعَ قُلْنَا لَهُ: أَكُنْتَ تُحْسِنُ رُقْيَةً أَوْ كُنْتَ تَرْقِيْ؟ قَالَ: لَا مَا رَقَيْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْكِتَابِ قُلْنَا: لَا تُحْدِثُوْا شَيْئًا حَتَّى نَأْتِيَ أَوْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ ذَكَرْنَاهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((وَمَا كَانَ يُدْرِيْهِ أَنَّهَا رُقْيَةٌ اقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِيْ بِسَهْمٍ)).

نے، ان سے معبد بن سیرین نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ایک (فوجی) سفر میں تھے (رات میں) ہم نے ایک قبیلہ کے نزدیک پڑاؤ کیا۔ پھر ایک لونڈی آئی اور کہنے لگی کہ قبیلہ کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا ہے اور ہمارے قبیلے کے مرد موجود نہیں ہیں، کیا تم میں کوئی بچھو کا جھاڑ پھونک کرنے والا ہے؟ ایک صحابی (خود ابوسعید) اس کے ساتھ کھڑے ہوگئے، ہم کو معلوم تھا کہ وہ جھاڑ پھونک نہیں جانتے لیکن انہوں نے قبیلہ کے سردار کو جھاڑا تو اسے صحت ہوگئی۔ اس نے اس کے شکرانے میں تیس بکریاں دینے کا حکم دیا اور ہمیں دودھ پلایا۔ جب وہ جھاڑ پھونک کر واپس آئے تو ہم نے ان سے پوچھا: کیا تم واقعی کوئی منتر جانتے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں، میں نے تو صرف سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کر دیا تھا۔ ہم نے کہا: اچھا جب تک ہم رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق نہ پوچھ لیں ان بکریوں کے بارے میں اپنی طرف سے کچھ نہ کہو، چنانچہ ہم نے مدینہ پہنچ کر نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''انہوں نے کیسے جانا کہ سورۂ فاتحہ منتر بھی ہے۔ (جاؤ یہ مال حلال ہے) اسے تقسیم کر لو اور اس میں میرا بھی حصہ لگانا۔''

وَقَالَ أَبُوْ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ حَدَّثَنِيْ مَعْبَدُ بْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ بِهٰذَا. [راجع: ٢٢٧٦] [مسلم: ٥٧٣٥؛ ابوداود: ٣٤١٩]

اور معمر نے بیان کیا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن حسان نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سیرین نے بیان کیا، کہا ہم سے معبد بن سیرین نے بیان کیا اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہی واقعہ بیان کیا۔

[بَابُ] فَضْلِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ

باب: سورۂ بقرہ کی فضیلت کا بیان

تشریح: یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں ۲۸۶ آیات اور ۴۰ رکوع ہیں۔

٥٠٠٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ.....)). [راجع: ٤٠٠٨]

(۵۰۰۸) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں سلیمان بن مہران نے، انہیں ابراہیم نخعی نے، انہیں عبدالرحمن بن یزید نے اور انہیں ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''(سورۂ بقرہ میں سے) جس نے بھی دو آخری آیتیں پڑھیں.....''

(دوسری سند)

٥٠٠٩۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ)). [راجع: ٤٠٠٨]

(٥٠٠٩) اور ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے عبدالرحمٰن بن یزید نے اور ان سے ابومسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سورۂ بقرہ کی دو آخری آیتیں رات میں پڑھ لیں وہ اسے ہر آفت سے بچانے کے لیے کافی ہو جائیں گی۔''

٥٠١٠۔ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ وَكَّلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَأَتَانِي آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَصَّ الْحَدِيثَ فَقَالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ لَنْ يَزَالَ مِنَ اللَّهِ حَافِظًا وَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ ذَاكَ شَيْطَانٌ)). [راجع: ٢٣١١]

(٥٠١٠) اور عثمان بن ہیثم نے کہا کہ ہم سے عوف بن ابی جمیلہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے صدقۂ فطر کی حفاظت پر مقرر فرمایا۔ پھر ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھوں سے (کھجوریں) سمیٹنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: میں تجھے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ پھر انہوں نے یہ پورا قصہ بیان کیا (مفصل حدیث اس سے پہلے کتاب الوکالۃ میں گزر چکی ہے) (جو صدقۂ فطر چرانے آیا تھا) اس نے کہا کہ جب تم رات کو اپنے بستر پر سونے کے لیے جاؤ تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو، پھر صبح تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری حفاظت کرنے والا ایک فرشتہ مقرر ہو جائے گا اور شیطان تمہارے پاس بھی نہ آسکے گا۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات آپ ﷺ سے بیان کی تو) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس نے تمہیں یہ ٹھیک بات بتائی ہے اگرچہ وہ بڑا جھوٹا ہے، وہ شیطان تھا۔''

تشریح: سورۂ بقرہ قرآن مجید کی سب سے بڑی سورت ہے۔ بقرہ گائے کو کہتے ہیں۔ اس سورت میں بنی اسرائیل کی ایک گائے کا ذکر ہے جسے ایک خاص مقصد کے تحت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم سے ذبح کیا گیا تھا۔ اسی گائے سے اس سورت کو موسوم کیا گیا۔ احکام و منہیات اسلام کے لحاظ سے یہ بڑی جامع سورت ہے جس کے فضائل بیان کرنے کے لئے ایک دفتر بھی ناکافی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کی آخری دو آیات اور آیت الکرسی کی فضیلت بیان کر کے پوری سورت کے فضائل پر اشارہ فرما دیا ہے: وفيه كفاية لمن له دراية۔

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کے کافی ہونے کا مطلب بعض حضرات نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جو شخص سوتے وقت ان کو پڑھ لے گا اس کے واسطے یہ پڑھنا رات کے قیام کا بدل ہو جائے گا اور تہجد کا ثواب اسے مل جائے گا۔ حضرت عثمان بن ہیثم والی روایت کو اسماعیل اور ابونعیم نے وصل کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والا قصہ کتاب الوکالۃ میں بھی گزر چکا ہے۔ پہلے دن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی عاجزی اور محتاجی پر رحم کر کے اس کو چھوڑ دیا۔ کہنے لگا کہ میں بال بچے دار ہوں بہت ہی محتاج ہوں۔ دوسرے دن پھر آیا اور کھجوریں چرانے لگا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پکڑا وہ بہت عاجزی کرنے لگا انہوں نے چھوڑ دیا۔ تیسرے دن پھر آیا اور چرانے لگا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سختی کی اور گرفتار کر لیا۔ اس نے بہت عاجزی کی اور آخر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو آیت الکرسی کا مذکورہ وظیفہ بتلایا۔

امام بخاری رحمہ اللہ سورۃ البقرہ کی فضیلت میں صرف یہی روایت لائے ہیں ورنہ اسی سورت کی فضیلت میں اور بھی بہت سی احادیث مروی ہیں۔ قرآن پاک کی یہ سب سے بڑی سورت ہے اور مضامین کے لحاظ سے بھی یہ ایک بحر ذخار ہے سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات: ﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ﴾ الخ کے بارے میں حافظ صاحب فرماتے ہیں: "فاقرؤ وهما وعلموهما ابناء كم ونساء كم فانهما قرآن وصلوة ودعاء۔" (فتح جلد ۹ صفحہ ۶۸) یعنی ان آیات کو خود پڑھو، اپنے بچوں اور عورتوں کو سکھاؤ یہ آیات مغز قرآن ہیں، یہ نماز ہیں اور یہ دعا ہیں۔

بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ — باب: سورۂ کہف کی فضیلت کا بیان

تشریح: یہ سورت مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ۱۱۰ آیات اور ۱۲ رکوع ہیں۔

۵۰۱۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَإِلَى جَانِبِهِ حِصَانٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْ وَتَدْنُوْ وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ)). [راجع: ٣٦١٤] [مسلم: ١٨٥٦]

(۵۰۱۱) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسحاق نے بیان کیا اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صحابی (اسید بن حضیر) سورۂ کہف پڑھ رہے تھے۔ ان کے ایک طرف گھوڑا دو رسوں سے بندھا ہوا تھا۔ اس وقت ایک ابر اوپر سے آیا اور نزدیک سے نزدیک تر ہونے لگا۔ ان کا گھوڑا اس کی وجہ سے بدکنے لگا۔ پھر صبح کے وقت وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "وہ (ابر کا ٹکڑا) سکینہ تھا جو قرآن کی تلاوت کی وجہ سے اترا تھا۔"

تشریح: کہف غار کو کہتے ہیں۔ پچھلے زمانے میں چند نوجوان شرک سے بیزار ہو کر توحید کے شیدائی بن گئے تھے مگر حکومت اور عوام نے ان کا پیچھا کیا لہٰذا وہ پہاڑ کے ایک غار میں پناہ گزیں ہو گئے۔ جن کا تفصیلی واقعہ اس سورت میں موجود ہے، اس لئے اسے لفظ کہف سے موسوم کیا گیا۔ اس سورت کے بھی بہت سے فضائل ہیں ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو مسلمان اسے ہر جمعہ کو تلاوت کرے گا اللہ اسے فتنہ دجال سے محفوظ رکھے گا۔ حدیث مذکور سے بھی اس کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الْفَتْحِ — باب: سورۂ فتح کی فضیلت کا بیان

تشریح: یہ سورت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اور اس میں ۲۹ آیات اور ۴ رکوع ہیں۔

۵۰۱۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَسِيْرُ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيْرُ مَعَهُ لَيْلًا فَسَأَلَهُ عُمَرُ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ

(۵۰۱۲) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے اور ان سے ان کے والد اسلم نے کہ رسول کریم ﷺ رات کو ایک سفر میں جا رہے تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے کچھ پوچھا لیکن نبی کریم ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا آپ نے پھر کوئی جواب نہ دیا۔ تیسری مرتبہ پھر

عُمَرُ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ لَا يُجِيْبُكَ قَالَ عُمَرُ: فَحَرَّكْتُ بَعِيْرِيْ حَتّٰى كُنْتُ أَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيْتُ أَنْ يَنْزِلَ فِيَّ قُرْآنٌ فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ، قَالَ: فَقُلْتُ: لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَكُوْنَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ، قَالَ: فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ)) ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾. [الفتح:١]

[راجع: ٤١٧٧]

پوچھا اور جب اس مرتبہ بھی جواب نہیں دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے آپ کو) کہا: تیری ماں تجھ پر روئے تو نے رسول اللہ ﷺ سے تین مرتبہ عاجزی سے سوال کیا اور آنحضرت ﷺ نے کسی مرتبہ بھی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے اپنی اونٹنی کو دوڑایا اور لوگوں سے آگے ہوگیا (آپ کے برابر چلنا چھوڑ دیا) مجھے خوف تھا کہ کہیں اس حرکت پر میرے بارے میں کوئی آیت نازل نہ ہو جائے ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ میں نے ایک پکارنے والے کو سنا جو پکار رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے سوچا مجھے تو خوف تھا ہی کہ میرے بارے میں کچھ وحی نازل ہوگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ کو سلام کیا (سلام کے جواب کے بعد) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! آج رات مجھ پر ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے ان سب چیزوں سے زیادہ پسند ہے، جن پر سورج نکلتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے سورۂ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾ کی تلاوت فرمائی۔

تشریح: اس سورت کی فضیلت کے لئے یہ حدیث کافی وافی ہے، اس کا تعلق صلح حدیبیہ سے ہے جس کے بعد فتوحات اسلامی کا دروازہ کھل گیا۔ اس لحاظ سے اس سورت کو ایک خاص تاریخی حیثیت حاصل ہے۔

بَابُ فَضْلِ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾

باب: سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ کی فضیلت کا بیان

تشریح: یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی اور اس سورت میں ۴ آیات ہیں۔

٥٠١٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! إِنَّهَا لَتَعْدِلُ

(٥٠١٣) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ نے، انہیں ان کے والد عبداللہ نے اور انہیں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ ایک (صحابی خود ابوسعید خدری) نے ایک دوسرے صحابی (قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ) اپنے ماں جائے بھائی کو دیکھا کہ وہ رات کو سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ بار بار پڑھ رہے ہیں۔ صبح ہوئی تو وہ صحابی (ابوسعید رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرت ﷺ سے اس کا ذکر کیا گویا انہوں نے سمجھا کہ اس میں کوئی بڑا ثواب نہ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ثُلُثَ الْقُرْآنِ)). [طرفاه في: ٥٠١٤، ٦٦٤٣، ٧٣٧٤] [ابوداود: ١٤٦١؛ نسائي: ٩٩٤]

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ سورت قرآن مجید کے ایک تہائی حصہ کے برابر ہے۔"

٥٠١٤ـ وَزَادَ أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ أَخِيْ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ أَنَّ رَجُلًا قَامَ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَقْرَأُ مِنَ السَّحَرِ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهَا فَلَمَّا أَصْبَحْنَا أَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ ﷺ نَحْوَهُ. [راجع: ٥٠١٣]

(٥٠١٤) اور ابو معمر (عبداللہ بن عمرو منقری) نے اتنا زیادہ کیا کہ ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے امام مالک بن انس نے، ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ مجھے میرے بھائی حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ایک صحابی نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں سحری کے وقت کھڑے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے رہے۔ ان کے سوا اور کچھ نہیں پڑھتے تھے۔ پھر جب صبح ہوئی تو دوسرے صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (باقی حصہ) پچھلی حدیث کی طرح بیان کیا۔

اس سورت سے خصوصی محبت اور اس کا ورد، وظیفہ ترقیات دارین کے لئے اکسیر کا درجہ رکھتا ہے کیونکہ اس میں توحید خالص کا بیان اور جملہ اقسام شرک کی مذمت اور عقائد باطلہ کی بیخ کنی ہے۔

تشریح: یہ حدیث آگے موصولاً مذکور ہوگی اس میں یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو فوج کا سردار بنا کر بھیجا وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا اور ہر رکعت میں قراءت ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پر ختم کرتا۔ نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ اللہ پاک بھی اس سے محبت رکھتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ کی محبت نے تجھ کو جنت میں داخل کر دیا ہے۔ تیسری حدیث میں ہے جو شخص سوتے وقت سو بار ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کو پڑھ لیا کرے قیامت کے دن پروردگار فرمائے گا میرے بندے! جنت میں داخل ہو جا جو تیرے داہنے طرف ہے۔ اس سورت کے تین بار پڑھ لینے سے پورے قرآن مجید کے ختم کا ثواب مل جاتا ہے۔

٥٠١٥ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ وَالضَّحَّاكُ الْمَشْرِقِيُّ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ فِيْ لَيْلَةٍ؟)) فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوْا: أَيُّنَا يُطِيْقُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((اَللّٰهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ، ثُلُثُ الْقُرْآنِ)). قَالَ الْفِرَبْرِيُّ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِيْ حَاتِمٍ وَرَّاقَ أَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ

(٥٠١٥) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم نخعی اور ضحاک مشرقی نے بیان کیا اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: "کیا تم میں سے کسی کے لیے یہ ممکن نہیں، کہ قرآن کا ایک تہائی حصہ ایک رات میں پڑھا کرے۔" صحابہ کو یہ عمل بڑا مشکل معلوم ہوا اور انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا: "﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ﴾ قرآن مجید کا ایک تہائی حصہ ہے۔" محمد بن یوسف فربری نے بیان کیا کہ میں نے ابو عبداللہ امام بخاری کے کاتب ابو جعفر محمد بن ابی حاتم سے سنا، وہ کہتے تھے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

إِبْرَاهِيمَ: مُرْسَلٌ وَعَنِ الضَّحَّاكِ الْمَشْرِقِيِّ: مُسْنَدٌ.

ابراہیم نخعی کی روایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے، مرسل ہے۔ (ابراہیم نے ابوسعید سے نہیں سنا) لیکن ضحاک مشرقی کی روایت ابوسعید سے، مسند ہے۔

تشریح: اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں نکالا اگر یہ حدیث صرف ابراہیم نخعی کے طریق سے مروی ہوتی تو امام بخاری رحمہ اللہ اس کو نہ لاتے کیونکہ وہ منقطع ہے۔ امام بخاری اور اکثر اہلحدیث منقطع کو مرسل اور متصل کو مسند کہتے ہیں (وحیدی) اس سورت کو اخلاص کا نام دیا گیا ہے اس کی فضیلت کے لئے یہ احادیث کافی ہیں جو امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں نقل فرمائی ہیں۔

بَابُ فَضْلِ الْمُعَوِّذَاتِ

باب: معوذات کی فضیلت کا بیان

٥٠١٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا اشْتَكَى يَقْرَأُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ بِيَدِهِ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا. [راجع: ٤٤٣٩] [مسلم: ٥٧١٥؛ ابوداود: ٣٩٠٢؛ ابن ماجه: ٣٥٢٩]

(٥٠١٦) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عروہ بن زبیر نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار پڑتے تو معوذات کی سورتیں پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے (اس طرح کہ ہوا کے ساتھ کچھ تھوک بھی نکلتا) پھر جب (مرض الموت میں) آپ کی تکلیف بڑھ گئی تو میں ان سورتوں کو پڑھ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے برکت کی امید میں آپ کے جسد مبارک پر پھیرتی تھی۔

تشریح: معوذات سے تین سورتیں سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۃ الناس مراد ہیں۔ دم پڑھنے کے لئے ان سورتوں کی تاثیر فی الواقع اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ تعجب ہے ان احمق نام نہاد عاملوں پر جو بناوٹی مہمل لفظوں میں چھومنتر کرتے اور قرآنی اکسیر سورتوں سے منہ موڑتے ہیں۔

٥٠١٧ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. [طرفاه في: ٥٧٤٨، ٦٣١٩] [ابوداود: ٥٠٥٦؛ ترمذي: ٣٤٠٢؛ ابن ماجه: ٣٨٧٥]

(٥٠١٧) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے مفضل بن فضالہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عقیل بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عروہ نے بیان کیا اوران سے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات جب بستر پر آرام فرماتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر ﴿قل هو الله احد﴾، ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ (تینوں سورتیں مکمل) پڑھ کر ان میں پھونکتے اور پھر دونوں ہتھیلیوں کو جہاں تک ممکن ہوتا اپنے جسم پر پھیرتے تھے۔ پہلے سر اور چہرے پر ہاتھ پھیرتے اور سامنے کے بدن پر۔ یہ عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین دفعہ کرتے تھے۔

تشریح: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن اسلم رضی اللہ عنہ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہہ! وہ نہ سمجھے کہ کیا کہیں پھر فرمایا کہہ! تو انہوں نے ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھی۔ آپ نے فرمایا کہہ! پھر ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ پڑھی آپ نے پھر یہی فرمایا تو ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھی تو آپ ﷺ نے فرمایا اسی طرح پناہ مانگا کر ان جیسی پناہ مانگنے کی اور سورتیں نہیں ہیں۔

بَابُ نُزُوْلِ السَّكِيْنَةِ وَالْمَلَائِكَةِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

٥٠١٨۔ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يَزِيْدُ بْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ قَالَ: بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهُ مَرْبُوْطٌ عِنْدَهُ إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ فَقَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ وَسَكَنَتِ الْفَرَسُ ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهُ يَحْيَى قَرِيْبًا مِنْهَا فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيْبَهُ فَلَمَّا اجْتَرَّهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى مَا يَرَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُ: ((اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ! اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ)) قَالَ: فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَنْ تَطَأَ يَحْيَى وَكَانَ مِنْهَا قَرِيْبًا فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَانْصَرَفْتُ إِلَيْهِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيْهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ فَخَرَجَتْ حَتَّى لَا أَرَاهَا قَالَ: ((وَتَدْرِي مَا ذَاكَ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لَا تَتَوَارَى مِنْهُمْ)) قَالَ ابْنُ الْهَادِ: وَحَدَّثَنِي هَذَا الْحَدِيْثَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ.

باب: قرآن مجید کی تلاوت کے وقت سکینت اور فرشتوں کے اترنے کا بیان

(۵۰۱۸) اور ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یزید بن ہاد نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابراہیم نے کہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رات کے وقت وہ سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے پاس ہی بندھا ہوا تھا۔ اتنے میں گھوڑا بدکنے لگا تو انہوں نے تلاوت بند کر دی تو گھوڑا بھی رک گیا۔ پھر انہوں نے تلاوت شروع کی تو گھوڑا پھر بدکنے لگا۔ اس مرتبہ بھی جب انہوں نے تلاوت بند کی تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ تیسری مرتبہ انہوں نے جب تلاوت شروع کی تو پھر گھوڑا بدکا۔ ان کے بیٹے یحییٰ چونکہ گھوڑے کے قریب تھے، اس لیے اس ڈر سے کہ کہیں انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ انہوں نے تلاوت بند کر دی اور بچے کو وہاں سے ہٹا دیا، پھر آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو کچھ نہ دکھائی دیا۔ صبح کے وقت یہ واقعہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ابن حضیر! تم پڑھتے رہتے تلاوت بند نہ کرتے۔'' (تو بہتر تھا) انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے ڈر لگا کہ کہیں گھوڑا میرے بچے یحییٰ کو نہ کچل ڈالے، وہ اس سے بہت قریب تھا۔ میں نے سر اوپر اٹھایا اور پھر یحییٰ کی طرف گیا۔ پھر میں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا تو ایک چھتری سی نظر آئی جس میں روشن چراغ تھے۔ پھر جب میں دوبارہ باہر آیا تو میں نے اسے نہیں دیکھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں معلوم بھی ہے وہ کیا چیز تھی؟'' اسید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: نہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''وہ فرشتے تھے تمہاری آواز سننے کے لیے قریب ہو رہے تھے اگر تم رات بھر پڑھتے رہتے تو صبح تک اور لوگ بھی انہیں دیکھتے وہ لوگوں سے چھپتے نہیں۔'' اور ابن ہاد نے بیان کیا، کہا مجھ سے یہ حدیث عبداللہ بن خباب نے بیان کی، ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اور ان سے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے۔

تشریح: فرشتے غیر مرئی مخلوق ہیں اس لئے اللہ پاک نے اس موقع پر بھی ان کو نظروں سے پوشیدہ کر دیا۔ اس سے سورۂ بقرہ کی انتہائی فضیلت ثابت ہوئی۔

بَابُ مَنْ قَالَ لَمْ يَتْرُكِ النَّبِيُّ ﷺ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ

باب: اس بارے میں جس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے کچھ نہیں چھوڑا مگر جو دو لوحوں کے درمیان (مصحف میں) محفوظ ہے، اس کا یہ کہنا صحیح ہے

٥٠١٩۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَشَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهُ شَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ: أَتَرَكَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَ: مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ قَالَ: وَدَخَلْنَا عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ: مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ.

(٥٠١٩) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن رفیع نے بیان کیا کہ میں اور شداد بن معقل ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گئے۔ شداد بن معقل نے ان سے پوچھا: کیا نبی کریم ﷺ نے اس قرآن کے سوا کوئی اور بھی قرآن چھوڑا تھا؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: حضور اکرم ﷺ نے (وحی متلو) جو کچھ بھی چھوڑی ہے وہ سب کی سب ان دو تختیوں کے درمیان صحیفہ میں محفوظ ہے۔ عبدالعزیز بن رفیع بیان کرتے ہیں کہ ہم محمد بن حنفیہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور ان سے بھی پوچھا تو انہوں نے کہا: آنحضرت ﷺ نے جو بھی وحی متلو چھوڑی وہ سب دو تختیوں کے درمیان (قرآن مجید کی شکل میں) محفوظ ہے۔

تشریح: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دونوں اثر لا کر ان لوگوں کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا ذکر اترا تھا مگر ان آیات کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے نکال ڈالا۔ جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو جو نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں اور محمد بن حنفیہ کو جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں ان باتوں کی خبر نہ ہو تو اور لوگوں کو کیسے معلوم ہو سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ رافضیوں کا گمان غلط ہے۔ (وحیدی)

اس سے ان رافضیوں کا رد منظور ہے جو کہتے ہیں یہ پورا قرآن نہیں ہے کئی سورتیں جو حضرت علی اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی فضیلت میں اتری تھیں معاذ اللہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کو نکال ڈالا ہے اور ایک شیعہ نے اپنی ایک کتاب میں ایک سورت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام پر موسوم کر کے سورۂ علی کے نام پر نقل کر ڈالی ہے اس کا شروع یہ ہے: "یا ایها الذین امنوا امنوا بالنورین انزلنا هما یتلوان علیکم ایاتي ویحذرانکم عذاب یوم عظیم...... الخ۔" معاذ اللہ! یہ ساری عبارت بالکل مہمل ہے جسے دیکھتے ہی سے اس کے گھڑنے والے کی حماقت معلوم ہوتی ہے۔ آج کل بھی بہت سے شیعہ حضرات اوہام باطلہ میں گرفتار ہیں جن کا خیال ہے کہ قرآن شریف کے دس پارے غائب کر دیئے گئے ہیں۔ نعوذ باللہ من هذه الانحرافات۔

بَابُ فَضْلِ الْقُرْآنِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ

باب: قرآن مجید کی دوسرے تمام کلاموں پر کس قدر فضیلت ہے؟

تشریح: یہ ترجمہ باب خود ایک حدیث سے نکلتا ہے جسے امام ترمذی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نکالا ہے اس میں یوں ہے کہ اللہ کے کلام کی

فضیلت دوسرے کلاموں پر ایسی ہے جیسے خود اللہ کی فضیلت اس کی مخلوق پر ہے حدیث فان خير الحديث كتاب الله کا یہی مطلب ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ كَلَامُ الْمُلُوْكِ مُلُوْكُ الْكَلَامِ بادشاہوں کا کلام بھی کلاموں کا بادشاہ ہوا کرتا ہے۔

٥٠٢٠۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَالَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا)). [أطرافه في: ٥٠٥٩، ٥٤٢٧، ٧٥٦٠] [مسلم: ١٨٦٠، ١٨٦١؛ ترمذي: ٢٨٦٥؛ ابن ماجه: ٢١٤]

(۵۰۲۰) ہم سے ابو خالد ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک نے بیان کیا اور ان سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس (مومن) کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے سنگترے کی سی ہے جس کا مزا بھی لذیذ ہوتا ہے اور جس کی خوشبو بھی بہترین ہوتی ہے اور جو (مومن) قرآن کی تلاوت نہیں کرتا اس کی مثال کھجور کی سی ہے جس کا مزا تو عمدہ ہوتا ہے لیکن اس میں خوشبو نہیں ہوتی اور اس بدکار (منافق) کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے ریحانہ کی سی ہے کہ اس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن مزا کڑوا ہوتا ہے اور اس بدکار (منافق) کی مثال جو قرآن کی تلاوت نہیں کرتا اندرائن (تمہ) کی سی ہے جس کا مزا بھی کڑوا ہوتا ہے اور اس میں کوئی خوشبو بھی نہیں ہوتی۔''

تشریح: اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ اس میں قاری کی فضیلت مذکور ہے اور یہ فضیلت قرآن ہی کی وجہ سے ہے تو اس سے قرآن کی فضیلت ثابت ہوئی۔

٥٠٢١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِي أَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَمَغْرِبِ الشَّمْسِ وَمَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ فَقَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى الْعَصْرِ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى ثُمَّ أَنْتُمْ تَعْمَلُونَ مِنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ بِقِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ

(۵۰۲۱) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانو! گزشتہ امتوں کی عمروں کے مقابلہ میں تمہاری عمر ایسی ہے، جیسے عصر سے سورج ڈوبنے تک کا وقت ہوتا ہے اور تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے کچھ مزدور کام پر لگائے اور ان سے کہا: ایک قیراط مزدوری پر میرا کام صبح سے دو پہر دن تک کون کرے گا؟ یہ کام یہودیوں نے کیا۔ پھر اس نے کہا: اب میرا کام آدھے دن سے عصر تک (ایک ہی قیراط مزدوری پر) کون کرے گا؟ یہ کام نصاریٰ نے کیا۔ پھر (اس نے کہا عصر کے وقت سے سورج ڈوبنے تک میرا کام دو دو قیراط پر کون کرے گا؟) تو تم (مسلمانوں) نے عصر سے مغرب تک

قَالُوْا: نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقَلُّ عَطَاءً قَالَ: هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ قَالُوْا: لَا قَالَ: فَذَاكَ فَضْلِي أُوْتِيهِ مَنْ شِئْتُ)). [راجع: ٥٥٧]

دو دو قیراط مزدوری پر کام کیا۔ یہود ونصاریٰ قیامت کے دن کہیں گے: ہم نے کام زیادہ کیا لیکن مزدوری کم پائی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تمہارا حق کچھ مارا گیا؟ وہ کہیں گے کہ نہیں پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ پھر یہ میرا افضل ہے، میں جسے چاہوں اور جتنا چاہوں عطا کروں۔''

تشریح: مطلب یہ ہے کہ ان امتوں کی عمریں بہت طویل تھیں اور تمہاری عمریں چھوٹی ہیں۔ اگلی امتوں کی عمر گویا طلوع آفتاب سے عصر تک ٹھہری اور تمہاری عصر سے لے کر مغرب تک جو اگلے وقت کی ایک چوتھائی ہے کام زیادہ کرنے سے یہود ونصاریٰ کا مجموعی وقت مراد ہے یعنی صبح سے لے کر عصر تک یہ اس وقت سے کہیں زائد ہے جو عصر سے لے کر مغرب تک ہوتا ہے۔ اب اس حدیث سے حنفیہ کا استدلال کہ عصر کی نماز کا وقت دو مثل سے شروع ہوتا ہے پورا نہ ہوگا۔

بَابُ الْوَصَاةِ بِكِتَابِ اللَّهِ

باب: کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت کا بیان

تشریح: وصیت مبارکہ کے الفاظ یوں منقول ہیں ''تركت فيكم امرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله وسنتي۔'' (اوكما قال) یعنی میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم ان ہر دو پر کار بند رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب قرآن شریف ہے دوسری چیز میری سنت یعنی حدیث ہے۔ فی الواقع جب تک مسلمان صرف ان دو پر کار بند رہے اور ان کا دنیا بھر میں طوطی بولتا تھا اور جب سے ان سے منہ موڑ کر اور تقلید شخصی میں پھنس کر آراء الرجال اور قیل وقال کے پیچھے لگے فرقوں فرقوں میں تقسیم ہو کر تباہ ہو گئے اور ﴿وَتَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّى﴾ (٥٩/الحشر:١٤)

٥٠٢٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ، قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى أَوْصَى النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: لَا فَقُلْتُ: كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أُمِرُوا بِهَا وَلَمْ يُوصِ قَالَ: أَوْصَى بِكِتَابِ اللَّهِ. [راجع: ٢٧٤٠]

(٥٠٢٢) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک بن مغول نے کہا، ہم سے طلحہ بن مصرف نے بیان کیا، کہا میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا، کیا نبی کریم ﷺ نے کوئی وصیت فرمائی تھی؟ انہوں نے کہا: نہیں، میں نے عرض کیا: پھر لوگوں پر وصیت کیسے فرض کی گئی کہ قرآن میں مسلمانوں کو تو وصیت کا حکم ہے اور خود آنحضرت ﷺ نے کوئی وصیت نہیں فرمائی۔ انہوں نے کہا: آنحضرت ﷺ نے کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامے رہنے کی وصیت فرمائی تھی۔

تشریح: وصیت کی نفی سے مراد ہے کہ مال یا دولت یا دنیا کے امور میں یا خلافت کے باب میں کوئی وصیت نہیں کی اور اثبات سے یہ مراد ہے کہ قرآن پر عمل کرتے رہنے کی یا اس کی تعلیم یا دشمن کے ملک میں نہ جانے کی وصیت کی تو دونوں فقروں میں تناقض نہ رہے گا۔ (وحیدی) حدیث میراث نازل ہونے کے بعد مال میں مطلق وصیت کرنا منسوخ ہو گیا۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ

باب: اس شخص کے بارے میں جو قرآن مجید کو خوش آوازی سے نہ پڑھے۔

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''کیا ان کے لیے کافی نہیں ہے وہ کتاب جو ہم نے تم

الْكِتَابَ يُتْلَى عَلَيْهِمْ﴾. [العنكبوت: ٥١] پر نازل کی جوان پر پڑھی جاتی ہے۔"

تشریح: طبری نے یحییٰ سے نکالا کچھ مسلمان اگلی کتابیں جو یہود سے حاصل کی تھیں، لے کر آئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ لوگ کیسے بیوقوف ہیں ان کا پیغمبر جو کتاب لایا اس کو چھوڑ کر دوسری کتابیں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت یہ آیت اتری آیت سے ان لوگوں کا بھی رد ہوتا ہے جو قرآن وحدیث کو چھوڑ کر قیل وقال اور آراء الرجال کے پیچھے لگے رہتے ہیں اور وہ بھی مراد ہیں جو کتاب وسنت سے منہ موڑ کر غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

٥٠٢٣ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((لَمْ يَأْذَنِ اللَّهُ لِنَبِيٍّ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ)) وَقَالَ صَاحِبٌ لَهُ: يُرِيْدُ يَجْهَرُ بِهِ. [أطرافه في: ٥٠٢٤، ٧٤٨٢، ٧٥٤٤]

(٥٠٢٣) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے خبر دی اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کسی نبی کی آواز کو اتنی توجہ سے نہیں سنتا جتنی توجہ سے اپنے نبی کریم ﷺ کا قرآن بہترین آواز کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنتا ہے۔" ابوسلمہ بن عبدالرحمن کا ایک دوست عبدالحمید بن عبدالرحمن کہتا تھا کہ اس حدیث میں یتغنی بالقرآن سے یہ مراد ہے کہ اچھی آواز سے اسے پکار کر پڑھے۔

تشریح: ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا قرآن مجید کی تلاوت میں کس طرح کی آواز سب سے زیادہ پسند ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جس تلاوت سے اللہ کا ڈر پیدا ہو۔" یہ بھی روایت ہے کہ قرآن مجید کو اہل عرب کے لہجہ اور ان کی آواز کے مطابق پڑھو۔ گانے والوں اور اہل کتاب کے لب ولہجہ سے قرآن مجید کی تلاوت میں پرہیز کرو، میرے بعد ایک قوم ایسی پیدا ہوگی جو قرآن مجید کو گلوکاروں کی طرح گا گا کر پڑھیں گے، یہ تلاوت ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گی اور ان کے دل فتنے میں مبتلا ہوں گے۔ ایسی تلاوت قطعاً منع ہے جس میں گلوکاروں کی نقل کی جائے۔ اس ممانعت کے باوجود آج پیشہ ور قاریوں نے قراءت کے موجودہ طور وطریق جو ایجاد کئے ہیں نا قابل بیان ہیں اللہ تعالیٰ نیک سمجھ عطا کرے۔ آمین

٥٠٢٤ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَا أَذِنَ اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ)) قَالَ سُفْيَانُ: تَفْسِيْرُهُ يَسْتَغْنِي بِهِ. [راجع: ٥٠٢٣] [مسلم: ١٨٤٥؛ نسائي: ١٠١٧]

(٥٠٢٤) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کوئی چیز اتنی توجہ سے نہیں سنتا جتنی توجہ سے اپنے نبی کریم ﷺ کو بہترین آواز کے ساتھ قرآن مجید پڑھتے سنتا ہے۔" سفیان ابن عیینہ نے کہا: یَسْتَغْنِیْ سے یہ مراد ہے کہ قرآن پر قناعت کرے۔

تشریح: اب مخالف کتابوں یا دنیا کے مال ودولت کی اس کو پرواہ نہ رہے اور قرآن ہی کو اپنی سب سے بڑی دولت سمجھے۔ خوش آوازی سے قرآن کا پڑھنا مسنون ہے یعنی ٹھہر ٹھہر کر ترتیل کے ساتھ متوسط آواز پڑھنا۔ خوش آواز سے یہ مراد نہیں کہ گانے کی طرح پڑھے۔ مالکیہ نے اسے حرام کہا ہے اور شافعیہ اور حنفیہ نے مکروہ رکھا ہے۔ حافظ نے کہا اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی حرف کے نکالنے میں خلل نہ آئے اگر حروف میں تغیر ہو جائے تو بالاجماع حرام ہے۔

بَابُ اغْتِبَاطِ صَاحِبِ الْقُرْآنِ

باب: قرآن مجید پڑھنے والے پر رشک کرنا جائز ہے

٥٠٢٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ ابْنُ عَبْدِاللَّهِ: أَنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَقَامَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَرَجُلٌ أَعْطَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ)). [طرفه في: ٧٥٢٩]

(۵۰۲۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''رشک تو بس دو ہی آدمیوں پر ہو سکتا ہے، ایک تو اس پر جسے اللہ نے قرآن مجید کا علم دیا اور وہ اس کے ساتھ رات کی گھڑیوں میں کھڑا ہو کر نماز پڑھتا رہا اور دوسرا آدمی وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ اسے محتاجوں پر رات دن خیرات کرتا رہا۔''

٥٠٢٦ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ عَلَّمَهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوْهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ فَسَمِعَهُ جَارٌ لَهُ فَقَالَ: لَيْتَنِي أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُهْلِكُهُ فِي الْحَقِّ فَقَالَ رَجُلٌ: لَيْتَنِي أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ)). [أطرافه في: ٧٢٣٢، ٧٥٢٨]

(۵۰۲۶) ہم سے علی بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، انہوں نے کہا: میں نے ذکوان سے سنا اور انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''رشک تو بس دو ہی آدمیوں پر ہونا چاہیے ایک اس پر جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا اور وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا رہتا ہے کہ اس کا پڑوسی سن کر کہہ اٹھے کہ کاش! مجھے بھی اس جیسا علم قرآن ہوتا اور میں بھی اس کی طرح عمل کرتا اور دوسرا وہ جسے اللہ نے مال دیا اور وہ اسے حق کے لیے لٹا تا رہا ہے (اس کو دیکھ کر) دوسرا شخص کہہ اٹھتا ہے کہ کاش! میرے پاس بھی اس کے جتنا مال ہوتا اور میں بھی اس کی طرح خرچ کرتا۔''

تشریح: اس کی تفسیر کتاب العلم میں گزر چکی ہے رشک یعنی دوسرے کو جو نعمت اللہ نے دی ہے اس کی آرزو کرنا یہ درست ہے، حسد درست نہیں۔ حسد یہ ہے کہ دوسرے کی نعمت کا زوال چاہے۔ حسد بہت ہی برا مرض ہے جو انسان کو اور اس کی جملہ نیکیوں کو گھن کی طرح کھا جاتا ہے۔

بَابٌ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

باب: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے

تشریح: قرآن سیکھنے سے صرف یہ مراد نہیں ہے کہ اس کے الفاظ پڑھنا، سیکھنا بلکہ الفاظ کو صحت کے ساتھ سیکھے پھر ان کے معنی پھر مطلب اور شان نزول وغیرہ غرض حدیث اور قرآن یہی دو علم دین کے ہیں جو شخص ان کی تعلیم اور تعلم میں مصروف ہے اس کا درجہ سارے مسلمانوں سے بڑھ کر ہے۔ مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اگر کوئی شخص رات بھر عبادت کرتا رہے یعنی اذکار اور نوافل میں مصروف رہے تو وہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا جو رات کو ایک گھنٹہ بھی قرآن کے الفاظ اور مطالب اور معانی کی تحقیق میں اپنا وقت صرف کرے۔ حقیقت میں علم دین ساری نیکیوں کی جڑ ہے اور علم ہی پر

ساری درویشی اور زہد کا دارومدار ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اللہ نے کسی جاہل کو کبھی اپنا ولی نہیں بنایا جاہل سے مراد وہ شخص ہے جس کو بقدر ضرورت بھی قرآن وحدیث کا علم نہ ہو۔

٥٠٢٧۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)) قَالَ: وَأَقْرَأَنِي أَبُوْ عَبْدِالرَّحْمَنِ فِيْ إِمْرَةِ عُثْمَانَ حَتَّى كَانَ الْحَجَّاجُ قَالَ: وَذَاكَ الَّذِيْ أَقْعَدَنِيْ مَقْعَدِيْ هَذَا. [طرفه في: ٥٠٢٨] [ابوداود: ١٤٥٢؛ ترمذي: ٢٩٠٧، ٢٩٠٩؛ ابن ماجه: ٢١٢]

(٥٠٢٧) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، کہا مجھے علقمہ بن مرثد نے خبر دی، انہوں نے سعد بن عبیدہ سے سنا، انہوں نے ابوعبدالرحمن سلمی سے اور انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔'' سعد بن عبیدہ نے بیان کیا کہ ابوعبدالرحمن سلمی نے لوگوں کو عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت سے حجاج بن یوسف کے عراق کے گورنر ہونے تک، قرآن مجید کی تعلیم دی۔ وہ کہا کرتے تھے: یہی وہ حدیث ہے جس نے مجھے اس جگہ (قرآن مجید پڑھانے کے لیے) بٹھا رکھا ہے۔

تشریح: آج بھی کتنے خوش قسمت بزرگ ایسے ملیں گے جنہوں نے تعلیم قرآن میں اپنی ساری عمروں کو ختم کر دیا ہے بلکہ اسی حال میں وہ اللہ سے جا ملے ہیں۔ رحم الله اجمعین۔

٥٠٢٨۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)). [راجع: ٥٠٢٧]

(٥٠٢٨) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے علقمہ بن مرثد نے، ان سے ابوعبدالرحمن سلمی نے، ان سے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم سب میں بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔''

٥٠٢٩۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلَّهِ وَلِرَسُوْلِهِ فَقَالَ: ((مَا لِيْ فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ)) فَقَالَ رَجُلٌ: زَوِّجْنِيهَا قَالَ: ((أَعْطِهَا ثَوْبًا)) قَالَ: لَا أَجِدُ قَالَ: ((أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ)) فَاعْتَلَّ لَهُ فَقَالَ: ((مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)) قَالَ: كَذَا وَكَذَا قَالَ: ((فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ

(٥٠٢٩) ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ابوحازم نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی: میں نے اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول (کی رضا) کے لیے ہبہ کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اب مجھے عورتوں سے نکاح کی کوئی حاجت نہیں ہے۔'' ایک صاحب نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کا نکاح مجھ سے کر دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر انہیں (مہر میں) ایک کپڑا لا کے دے دو۔'' انہوں نے عرض کیا: مجھے تو یہ بھی میسر نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اسے کچھ تو دو ایک لوہے کی انگوٹھی ہی سہی۔'' وہ اس پر بہت

الْقُرْآنِ)). [راجع: ٢٣١٠] [مسلم: ٣٤٨٨]

پریشان ہوئے (کیونکہ ان کے پاس یہ بھی نہ تھی) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اچھا تم کو قرآن کتنا یاد ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: فلاں فلاں سورتیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر میں نے تمہارا ان سے قرآن کی ان سورتوں پر نکاح کیا جو تمہیں یاد ہیں۔''

تشریح: نبی کریم ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ تو یہ سورتیں اس عورت کو سکھلا دے یہی مہر ہے۔ اس حدیث کی مزید تشریح کتاب النکاح میں آئے گی اور باب کا مطلب اس سے یوں نکلتا ہے کہ آپ ﷺ نے قرآن کی عظمت اس طرح سے ظاہر کی کہ وہ دنیا میں بھی مال و دولت کے قائم مقام ہے اور آخرت کی عظمت تو ظاہر ہے۔ (وحیدی)

بَابُ الْقِرَاءَةِ عَنْ ظَهْرِ الْقَلْبِ

باب: زبانی قرآن مجید کی تلاوت کرنا

٥٠٣٠ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِيْ فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيْهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيْهَا فَقَالَ: ((هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟)) فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! قَالَ: ((اذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا)) فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ: ((انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ)) فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! وَلَا خَاتَمٌ مِنْ حَدِيْدٍ وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِيْ قَالَ سَهْلٌ: مَا لَهُ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسَتْهُ

(٥٠٣٠) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے ابوحازم نے، ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ ایک خاتون رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں اپنے آپ کو ہبہ کرنے کے لیے آئی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور پھر نظر نیچی کر لی اور سر جھکا لیا۔ جب اس خاتون نے دیکھا کہ اس کے بارے میں کوئی فیصلہ آنحضرت ﷺ نے نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی، پھر آپ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صاحب اٹھے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر آپ کو ان کی ضرورت نہیں ہے تو میرے ساتھ ان کا نکاح کر دیں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ''تمہارے پاس کچھ (مہر کے لیے) بھی ہے۔'' انہوں نے عرض کیا: نہیں، یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھر جاؤ دیکھو شاید کوئی چیز ملے'' وہ صاحب گئے اور واپس آئے اور عرض کیا: نہیں اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! مجھے وہاں کوئی چیز نہیں ملی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر دیکھ لو ایک لوہے کی انگوٹھی ہی سہی۔'' وہ صاحب گئے اور واپس آ گئے اور عرض کیا: نہیں، اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! لوہے کی ایک انگوٹھی بھی مجھے نہیں ملی، البتہ یہ ایک تہبند میرے پاس ہے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی چادر بھی (اوڑھنے کے لیے) نہیں تھی۔ اس صحابی نے کہا کہ خاتون کو اس میں سے آدھا پھاڑ کر دے دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے اس تہبند کا وہ کیا کرے گی۔ اگر تم اسے

لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ)) فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ قَامَ فَرَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: ((مَا ذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟)) قَالَ: مَعِي سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا عَدَّهَا قَالَ: ((أَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)). [راجع: ٢٣١٠] [مسلم: ٣٤٨٧]

پہنتے ہو تو اس کے قابل نہیں رہتا اور اگر وہ پہنتی ہے تو تمہارے قابل نہیں۔" پھر وہ صاحب بیٹھ گئے۔ کافی دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد اٹھے اور جانے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا تو بلوایا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: "تمہیں قرآن مجید کتنا یاد ہے؟" انہوں نے بتلایا کہ فلاں، فلاں اور فلاں سورتیں مجھے یاد ہیں، انہوں نے ان کے نام گنائے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: "کیا تم انہیں زبانی پڑھ لیتے ہو؟" عرض کیا: جی ہاں! آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "جاؤ تمہیں قرآن مجید کی جو سورتیں یاد ہیں ان کے بدلہ میں میں نے اسے تمہارے نکاح میں دے دیا۔"

تشریح: انتہائی ناداری کی حالت میں آج بھی یہ حدیث دین کے آسان ہونے کو ظاہر کر رہی ہے۔ مگر صد افسوس کہ فقہا کی خود ساختہ حد بندیوں نے دین کو بے حد مشکل بلکہ ناقابل عمل بنا دیا ہے، اس سے قرآن مجید کو حفظ کرنے کی بھی فضیلت نکلتی ہے۔ مبارک ہیں وہ مسلمان جن کو قرآن مجید پورا برزبان یاد ہے اللہ پاک عمل کی بھی سعادت نصیب کرے۔ آمین

بَابُ اسْتِذْكَارِ الْقُرْآنِ وَتَعَاهُدِهِ

باب: قرآن مجید کو ہمیشہ پڑھتے اور یاد کرتے رہنا

٥٠٣١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ)).

[مسلم: ١٨٣٩؛ نسائي: ٩٤١]

(٥٠٣١) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "حافظ قرآن کی مثال رسی سے بندھے ہوئے اونٹ کے مالک جیسی ہے اگر وہ اس کی نگرانی رکھے گا تو وہ اسے روک رکھے گا اور اگر اس کو چھوڑ دے گا تو بھاگ جائے گا۔"

تشریح: کیونکہ اگر قرآن کا پڑھنا چھوڑ دے گا تو وہ بھول جائے گا اکثر حافظوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ سستی کے مارے قرآن کا پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں پھر ساری محنت برباد ہو جاتی ہے اور قرآن مجید کو بھول جاتے ہیں۔

٥٠٣٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بِئْسَ مَا لِأَحَدِهِمْ أَنْ يَقُوْلَ نَسِيْتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ نُسِّيَ وَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ)). [طرفه في: ٥٠٣٩]

(٥٠٣٢) ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابووائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بہت برا ہے کسی شخص کا یہ کہنا کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ یوں (کہنا چاہیے) کہ مجھے بھلا دیا گیا اور قرآن مجید کا پڑھنا جاری رکھو کیونکہ انسانوں کے دلوں سے دور ہو جانے میں وہ اونٹ کے بھاگنے سے بھی بڑھ کر ہے۔"

[مسلم: ۱۸٤۱؛ ترمذي: ۲۹٤۲؛ نسائي: ۹٤۲]

تشریح: کیونکہ اللہ ہی بندے کے تمام افعال کا خالق ہے گو بندے کی طرف بھی افعال کی نسبت کی جاتی ہے۔ مقصود یہ ہے کہ اپنی طرف نسبت دینے میں گویا اپنا اختیار رہتا ہے کہ میں بھول گیا اگر چہ بہت سی حدیثوں میں نسیان کی نسبت نبی کریم ﷺ نے اپنی طرف ہی کی ہے اور قرآن مجید میں ہے: ﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِيْنَا أَوْ أَخْطَأْنَا﴾ (۲/البقرة:۲۸۶) (یہ تشریح لفظ نسيت آية كيت وكيت سے متعلق ہے)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ مِثْلَهُ تَابَعَهُ بِشْرٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ شَقِيْقٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ. [مسلم: ۱۸٤۳]

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا: ہم سے جریر بن عبدالحمید نے اور ان سے منصور بن معتمر نے پچھلی حدیث کی طرح۔ محمد بن عرعرہ کے ساتھ اس کو بشر بن عبداللہ نے بھی عبداللہ بن مبارک سے، انہوں نے شعبہ سے روایت کیا ہے اور محمد بن عرعرہ کے ساتھ اس کو ابن جریج نے بھی عبدہ سے، انہوں نے شقیق بن مسلمہ سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

۵۰۳۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنَ الْإِبِلِ فِيْ عُقُلِهَا)). [مسلم: ۱۸٤٤]

(۵۰۳۳) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے برید نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قرآن مجید کا پڑھتے رہنا لازم پکڑو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ اونٹ کے اپنی رسی تڑوا کر بھاگ جانے سے زیادہ تیزی سے بھاگتا ہے۔''

تشریح: کتنے حافظ ایسے دیکھے گئے جنہوں نے تلاوت کرنا چھوڑ دیا اور قرآن مجید انکے ذہنوں سے نکل گیا۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

باب: سواری پر تلاوت کرنا

۵۰۳٤۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ إِيَاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَى رَاحِلَتِهِ سُوْرَةَ الْفَتْحِ. [راجع: ٤۲۸۱]

(۵۰۳٤) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھے ابوایاس نے خبر دی، کہا میں نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے دن دیکھا کہ آپ ﷺ سواری پر سورۂ فتح کی تلاوت فرما رہے تھے۔

تشریح: قرآن پاک کی تلاوت بھی ایک قسم کا ذکر الٰہی ہے جو آیت: ﴿الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلَى جُنُوْبِهِمْ﴾ (۳/آل عمران:۱۹۱) کے تحت ضروری ہے۔

بَابُ تَعْلِيْمِ الصِّبْيَانِ الْقُرْآنَ

باب: بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینا

تشریح: یہ باب لا کر امام بخاری رحمہ اللہ نے سعید بن جبیر اور ابراہیم نخعی کا رد کیا جنہوں نے اس کو مکروہ سمجھا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قرآن کی

تفسیر مجھ سے پوچھو میں نے بچپن میں قرآن کو یاد کر لیا تھا۔ نووی نے کہا سفیان بن عیینہ نے چار برس کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا۔

٥٠٣٥۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: إِنَّ الَّذِي تَدْعُوْنَهُ الْمُفَصَّلَ هُوَ الْمُحْكَمُ قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَقَدْ قَرَأْتُ الْمُحْكَمَ. [طرفه في: ٥٠٣٦]

(٥٠٣٥) ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ جن سورتوں کو تم ''مفصل'' کہتے ہو وہ سب ''محکم'' ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا رسول کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو میری عمر دس سال کی تھی اور میں نے محکم سورتیں سب پڑھ لی تھیں۔

٥٠٣٦۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ جَمَعْتُ الْمُحْكَمَ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: وَمَا الْمُحْكَمُ؟ قَالَ: الْمُفَصَّلُ. [راجع: ٥٠٣٥]

(٥٠٣٦) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو بشر نے خبر دی، انہیں سعید بن جبیر نے اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں نے محکم سورتیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سب یاد کر لی تھیں، میں نے پوچھا: محکم سورتیں کون سی ہیں؟ کہا: ''مفصل''۔

تشریح: یعنی سورۂ حجرات سے آخر قرآن تک۔ محکم سے مراد وہ ہے جو منسوخ نہ ہو۔ فقلت له ابو بشر کا کلام ہے اور قال کی ضمیر سعید بن جبیر کی طرف پھرتی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اگلی روایت میں یہ صراحت ہے کہ یہ کلام سعید بن جبیر کا ہے، حافظ نے ایسا ہی کہا ہے اور عینی نے اپنی عادت کے موافق حافظ صاحب پر اعتراض جمایا کہ یہ ظاہر کے خلاف ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ فقلت له سعید کا کلام ہے اور له کی ضمیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف پھرتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خود حافظ صاحب نے کہا ہے کہ ظاہر متبادر یہی ہے لیکن انہوں نے مبہم روایت کو مفسر روایت کے موافق محمول کیا اور یہی مناسب ہے۔ (وحیدی)

بَابُ نِسْيَانِ الْقُرْآنِ

باب: قرآن مجید کو بھلا دینا

وَهَلْ يَقُوْلُ: نَسِيْتُ آيَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَى إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ﴾.

اور کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ میں فلاں فلاں آیتیں بھول گیا ہوں اور اللہ کا فرمان: ''ہم آپ کو قرآن پڑھا دیں گے، پھر آپ اسے نہ بھولیں گے سوا ان آیات کے جنہیں اللہ چاہے۔''

تشریح: اس آیت سے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ نکالا کہ نسیان کی نسبت آدمی کی طرف ہو سکتی ہے۔

٥٠٣٧۔ حَدَّثَنَا رَبِيعُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: ((يَرْحَمُهُ اللَّهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً مِنْ سُوْرَةِ كَذَا)).

(٥٠٣٧) ہم سے ربیع بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے زائدہ بن جذامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو مسجد میں قرآن پڑھتے سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اس پر رحم کرے، اس نے مجھے فلاں سورت کی فلاں فلاں آیتیں یاد دلا دیں۔''

[راجع: ٢٦٥٥]

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِيْسَى عَنْ هِشَامٍ وَقَالَ: ((أَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ سُوْرَةِ كَذَا)) تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ.

ہم سے محمد بن عبید بن میمون نے بیان کیا، کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے (اضافہ کے ساتھ بیان کیا کہ) میں نے فلاں سورت کی فلاں فلاں آیتیں بھلا دی تھیں۔ محمد بن عبید کے ساتھ اس کو علی بن مسہر اور عبدہ نے بھی ہشام سے روایت کیا ہے۔

٥٠٣٨۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا يَقْرَأُ فِيْ سُوْرَةٍ بِاللَّيْلِ فَقَالَ: ((يَرْحَمُهُ اللّٰهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِيْ كَذَا وَكَذَا آيَةً كُنْتُ أُنْسِيْتُهَا مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا)).

(٥٠٣٨) ہم سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد (عروہ بن زبیر) نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صاحب کو رات کے وقت ایک سورت پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے، اس نے مجھے فلاں فلاں آیتیں یاد دلا دیں جو مجھے فلاں فلاں سورتوں میں سے بھلا دی گئی تھیں۔“

[راجع: ٢٦٥٥] [مسلم: ١٨٣٧]

٥٠٣٩۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا لِأَحَدِهِمْ يَقُوْلُ: نَسِيْتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ)). [راجع: ٥٠٣٢]

(٥٠٣٩) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابووائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کسی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ یہ کہے: میں فلاں فلاں آیتیں بھول گیا بلکہ اسے (یوں کہنا چاہیے) کہ میں فلاں فلاں آیات بھلا دیا گیا۔“

تشریح: احادیث منقولہ اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔ قرآن کا یاد ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اسے بھول جانا بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ کوشش انسان کا کام ہے پس ہر مسلمان کو قرآن مجید یاد رکھنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے جو لوگ قرآن مجید یاد کر کے اسے پڑھنا چھوڑ دیں اور وہ قرآن مجید ان کے ذہن سے نکل جائے ایسے غافل انسان کے لئے سخت ترین وعید آئی ہے اور اس شخص پر واجب ہے کہ روزانہ قرآن پاک کا کچھ حصہ بلاناغہ دہرالیا کرے۔ اس تسلسل سے قرآن پاک ذہن میں محفوظ رہے گا اور نبی کریم ﷺ ہر وقت قرآن پاک کی تلاوت فرمایا کرتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ میں بھول جاؤں لیکن اللہ تعالیٰ نے خود کہا ہے کہ میرے ذمہ اس کا آپ (ﷺ) کے سینہ میں جمع کرنا اور زبان سے اس کی تلاوت کرانا ہے تو امت محمدیہ پر بھی واجب ہے کہ تلاوت قرآن پاک روزانہ کیا کرے تاکہ اس کو بھولنے نہ پائے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ بَأْسًا أَنْ يَقُوْلَ: سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَسُوْرَةُ كَذَا

باب: جن کے نزدیک سورۂ بقرہ یا فلاں فلاں سورت (نام کے ساتھ) کہنے میں کوئی حرج نہیں

تشریح: یہ باب لا کر امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا جسے طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نکالا کہ یوں نہ کہو سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران، بلکہ یوں کہو کہ وہ سورت جن میں بقرہ کا ذکر ہے اس طرح سارے قرآن میں۔ اس کی سند میں عنبس بن میمون

عطا ضعیف ہے۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے موضوعات میں لکھا ہے۔

٥٠٤٠ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَ بِهِمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ)). [راجع: ٤٠٠٨]

(۵۰۴۰) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا: مجھ سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے علقمہ اور عبدالرحمٰن بن زید نے اور ان سے ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کو جو شخص رات میں پڑھ لے گا وہ اس کے لیے کافی ہوں گی۔''

تشریح: حدیث ہذا میں سورۂ بقرہ نام مذکور ہے یہی باب اور حدیث میں وجہ مطابقت ہے۔

٥٠٤١ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ حَدِيْثِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَعَبْدِالرَّحْمَنِ ابْنِ عَبْدِالْقَارِيِّ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَؤُهَا عَلَى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَانْتَظَرْتُهُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهُ فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ؟ قَالَ: أَقْرَأَنِيهَا رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: كَذَبْتَ فَوَاللَّهِ! إِنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ لَهُوَ أَقْرَأَنِي هَذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ أَقُوْدُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا وَإِنَّكَ أَقْرَأْتَنِي سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فَقَالَ: ((يَا هِشَامُ! اقْرَأْهَا)) فَقَرَأَهَا

(۵۰۴۱) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھے عروہ بن زبیر نے مسعود بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے خبر دی کہ ان دونوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا: میں نے ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں سورۂ فرقان پڑھتے سنا۔ میں ان کی قرأت کو غور سے سننے لگا تو معلوم ہوا کہ وہ ایسے بہت سے طریقوں میں تلاوت کر رہے تھے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نہیں سکھایا تھا۔ ممکن تھا کہ میں نماز ہی میں ان کا سر پکڑ لیتا لیکن میں نے انتظار کیا اور جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کے گلے میں چادر لپیٹ دی اور پوچھا: یہ سورتیں جنہیں ابھی ابھی تمہیں پڑھتے ہوئے میں نے سنا ہے تمہیں کس نے سکھائی ہیں؟ انہوں نے کہا: مجھے اس طرح ان سورتوں کو رسول اللہ ﷺ نے سکھایا ہے۔ میں نے کہا: تم جھوٹ بول رہے ہو! اللہ کی قسم! خود رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ سورتیں پڑھائی ہیں جو میں نے تم سے سنیں۔ میں انہیں کھینچتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے خود سنا: یہ شخص سورۂ فرقان ایسی قرأت سے پڑھ رہا تھا جس کی تعلیم آپ نے ہمیں نہیں دی ہے۔ آپ مجھے بھی سورۂ فرقان پڑھا چکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہشام! پڑھ کر سناؤ۔'' انہوں نے اسی طرح اس کی قرأت کی جس طرح میں ان سے سن چکا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح یہ سورت نازل ہوئی

الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰكَذَا أُنْزِلَتْ)) ثُمَّ قَالَ: ((اقْرَأْ يَا عُمَرُ!)) فَقَرَأْتُهَا الَّتِي أَقْرَأَنِيهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰكَذَا أُنْزِلَتْ)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَؤُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ)). [راجع: ٢٤١٩]

ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''عمر! اب تم پڑھو۔'' میں نے بھی اسی طرح قرأت کی جس طرح آنحضرت ﷺ نے مجھے سکھایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ فرمایا: ''اسی طرح یہ سورت نازل ہوئی تھی۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''قرآن مجید سات قسم کی قرأتوں پر نازل ہوا ہے پس تمہارے لیے جو آسان ہو اس کے مطابق پڑھو۔''

تشریح: اس حدیث شریف میں سورۂ فرقان کا لفظ ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ امور مختلفہ میں انشقاق وافتراق سے بچنا ضروری ہے۔

٥٠٤٢ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ قَارِئًا يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: ((يَرْحَمُهُ اللّٰهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً أَسْقَطْتُهَا مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا)). [راجع: ٢٦٥٥]

(۵۰۴۲) ہم سے بشر بن آدم نے بیان کیا، کہا ہم کو علی بن مسہر نے خبر دی، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک قاری کو رات کے وقت مسجد میں قرآن مجید پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: ''اللہ اس آدمی پر رحم کرے، اس نے مجھے فلاں فلاں آیتیں یاد دلا دیں جنہیں میں نے فلاں فلاں سورتوں میں سے چھوڑ رکھا تھا۔''

بَابُ التَّرْتِيْلِ فِي الْقِرَاءَةِ

باب: قرآن مجید کی تلاوت صاف صاف اور ٹھہر ٹھہر کر کرنا

وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا﴾ [المزمل:٤] وَقَوْلِهِ: ﴿وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ﴾ [الاسراء: ١٠٦] وَمَا يُكْرَهُ أَنْ يُهَذَّ كَهَذِّ الشِّعْرِ، يُفْرَقُ: يُفَصَّلُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿فَرَقْنَاهُ﴾ فَصَّلْنَاهُ.

اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ مزمل میں فرمایا: ''اور قرآن مجید کو ترتیل سے پڑھ۔'' (یعنی ہر ایک حرف اچھی طرح نکال کر اطمینان کے ساتھ) اور سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا: ''اور ہم نے قرآن مجید کو تھوڑا تھوڑا کر کے اس لیے بھیجا کہ تو ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو پڑھ کر سنائے'' اور شعر وسخن کی طرح اس کا جلدی جلدی پڑھنا مکروہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اس سورت میں جو ''فَرَقْنَا'' کا لفظ ہے (وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ) اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے اسے کئی حصے کر کے اتارا۔

٥٠٤٣ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: غَدَوْنَا عَلٰى

(۵۰۴۳) ہم سے ابو نعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے مہدی بن میمون نے، کہا ہم سے واصل احدب نے، ان سے ابو وائل نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ ہم ان کی خدمت میں صبح سویرے حاضر ہوئے۔ حاضرین

عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ رَجُلٌ: قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ الْبَارِحَةَ فَقَالَ: هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ؟ إِنَّا قَدْ سَمِعْنَا الْقِرَاءَةَ وَإِنِّي لَأَحْفَظُ الْقُرَنَاءَ الَّتِي كَانَ يَقْرَأُ بِهِنَّ النَّبِيُّ ﷺ ثَمَانَ عَشْرَةَ سُورَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ وَسُورَتَيْنِ مِنْ آلِ حم. [راجع: ۷۷۵][مسلم: ۱۹۱۱]

میں سے ایک صاحب نے کہا: رات میں نے (تمام) مفصل سورتیں پڑھ ڈالیں۔ اس پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بولے: جیسے اشعار جلدی جلدی پڑھتے ہیں تم نے ویسے ہی پڑھ لی ہوں گی۔ ہم نے قرأت سنی ہے اور مجھے وہ جوڑ والی سورتیں بھی یاد ہیں جن کو ملا کر نمازوں میں نبی کریم ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ یہ اٹھارہ سورتیں مفصل کی ہیں اور وہ دو سورتیں جن کے شروع میں حم ہے۔

۵۰۴۴ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا نَزَلَ جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ وَكَانَ يُعْرَفُ مِنْهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ الْآيَةَ الَّتِي فِي ﴿لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ قَالَ عَلَيْنَا أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ [القيامة: ۱٦، ۱۸] فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ قَالَ: إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ قَالَ: وَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ أَطْرَقَ فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللّٰهُ. [راجع: ۵]

(۵۰۴۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ''آپ قرآن کو جلدی جلدی لینے کے لیے اس پر زبان کو نہ ہلایا کریں۔'' بیان کیا کہ جب جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوتے تو رسول اللہ ﷺ اپنی زبان اور ہونٹ ہلایا کرتے تھے۔ اس وجہ سے آپ ﷺ کے لیے وحی یاد کرنے میں بہت بوجھ پڑتا تھا اور یہ آپ کے چہرے سے بھی ظاہر ہو جاتا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت جو سورۂ ﴿لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ میں ہے، نازل کی تاکہ آپ قرآن کو جلدی جلدی لینے کے لیے اس پر زبان کو نہ ہلایا کریں یہ تو ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھوانا تو جب ہم اسے پڑھنے لگیں تو آپ اس کے پیچھے پیچھے پڑھا کریں، پھر آپ ﷺ کی زبان سے اس کی تفسیر بیان کرا دینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ راوی نے بیان کیا پھر جب جبرئیل علیہ السلام آتے تو آپ سر جھکا لیتے اور جب وہ واپس چلے جاتے تو آپ پڑھتے جیسا کہ اللہ نے آپ سے یاد کروانے کا وعدہ کیا تھا۔ کہ تیرے دل میں جما دینا، اس کو پڑھا دینا ہمارا کام ہے، پھر آپ اس کے موافق پڑھتے۔

تشریح: آیت: ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ (۷۵/القيامة: ۱۹) سے ثابت ہوا کہ سلسلہ تفسیر قرآن رسول کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا جسے لفظ حدیث سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ سارا ذخیرہ بھی اللہ پاک ہی کا تعلیم فرمودہ ہے۔ اسی سے احادیث کو وحی غیر متلو سے تعبیر کیا گیا ہے جو لوگ احادیث صحیحہ کے منکر ہیں وہ قرآن پاک کی اس آیت کا انکار کرتے ہیں اس لئے وہ صرف منکر حدیث ہی نہیں بلکہ منکر قرآن بھی ہیں هداهم الله الى صراط مستقيم۔

بَابُ مَدِّ الْقِرَاءَةِ

باب: قرآن مجید پڑھنے میں مد کرنا، یعنی جہاں مد ہو اس حرف کو کھینچ کر ادا کرنا

٥٠٤٥ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ الأَزْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: كَانَ يَمُدُّ مَدًّا. [طرفه في: ٥٠٤٦] [ابو داود: ١٤٦٥؛ نسائي: ١٠١٣؛ ابن ماجه: ١٣٥٣]

(۵۰۴۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم ازدی نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی تلاوت قرآن مجید کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بتلایا کہ آنحضور ﷺ ان الفاظ کو کھینچ کر پڑھتے تھے جن میں ''مد'' ہوتا تھا۔

٥٠٤٦ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سُئِلَ أَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: كَانَتْ مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ يَمُدُّ بِبِسْمِ اللَّهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمَنِ، وَيَمُدُّ بِالرَّحِيمِ. [راجع: ٥٠٤٥]

(۵۰۴۶) ہم سے عمرو بن عاصم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: رسول اللہ ﷺ کی قرأت کیسی تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ مد کے ساتھ۔ پھر آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو پڑھا اور کہا: بسم اللہ (میں اللہ کی لام) کو مد کے ساتھ پڑھتے "الرحمٰن" (میں میم) کو مد کے ساتھ پڑھتے اور "الرحیم" (میں حا کو) مد کے ساتھ پڑھتے۔

بَابُ التَّرْجِيعِ

باب: قرآن شریف پڑھتے وقت حلق میں آواز کو گھمانا اور خوش آوازی سے قرآن شریف پڑھنا

٥٠٤٧ـ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِيَاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللَّهِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ أَوْ جَمَلِهِ وَهِيَ تَسِيرُ بِهِ وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ أَوْ مِنْ سُورَةِ الْفَتْحِ قِرَاءَةً لَيِّنَةً يَقْرَأُ وَهُوَ يُرَجِّعُ. [راجع: ٤٢٨١]

(۵۰۴۷) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوایاس نے بیان کیا، کہا میں نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی اونٹنی یا اونٹ پر سوار ہو کر تلاوت کر رہے تھے۔ سواری چل رہی تھی اور آپ سورۂ فتح پڑھ رہے تھے۔ یا (راوی نے یہ بیان کیا کہ) سورۂ فتح میں سے کچھ پڑھ رہے تھے نرمی اور آہستگی کے ساتھ آپ قرأت کر رہے تھے اور آواز کو حلق میں دہراتے تھے۔

تشریح: دہرانے سے حروف قرآنی میں مد و جزر پیدا کرنا مراد ہے جو حسن صوت کی صورت ہے۔

بَابُ حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ

باب: خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کرنا مستحب ہے

٥٠٤٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ

(۵۰۴۸) ہم سے محمد بن خلف ابوبکر عسقلانی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابویحییٰ حمانی نے بیان کیا، کہا ہم سے برید بن عبداللہ بن ابی بردہ نے بیان کیا، ان سے ان کے دادا ابوبردہ نے اور ان سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوموسیٰ! تجھے داود علیہ السلام جیسی

لَهُ: ((يَا أَبَا مُوسَى! لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ)). [مسلم: ۱۸۵۵]

بہترین آواز عطا کی گئی ہے۔"

تشریح: حضرت داود علیہ السلام کو خوش آوازی کا معجزہ دیا گیا تھا۔ وہ جب بھی زبور خوش آوازی سے پڑھتے ایک عجیب سماں بندھ جاتا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْمَعَ الْقُرْآنَ مِنْ غَيْرِهِ

باب: اس شخص کے بارے میں جس نے قرآن مجید کو دوسرے سے سننا پسند کیا

٥٠٤٩۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((اقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْآنَ)) قُلْتُ: آقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: ((إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي)). [راجع: ٤٥٨٢]

(۵۰۴۹) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے عبیدہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے قرآن مجید پڑھ کر سناؤ۔" میں نے عرض کیا: میں آپ کو قرآن سناؤں! آپ پر تو قرآن نازل ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں قرآن مجید کو دوسرے سے سننا پسند کرتا ہوں۔"

بَابُ قَوْلِ الْمُقْرِئِ لِلْقَارِئِ: حَسْبُكَ

باب: قرآن مجید سننے والے کا پڑھنے والے سے کہنا کہ بس کر بس کر

٥٠٥٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((اقْرَأْ عَلَيَّ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! آقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَقَرَأْتُ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتَّى أَتَيْتُ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ قَالَ: ((حَسْبُكَ الْآنَ)) فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ. [راجع: ٤٥٨٢]

(۵۰۵۰) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے عبیدہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے قرآن مجید پڑھ کر سناؤ۔" میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ کو پڑھ کر سناؤں؟ آپ پر تو قرآن مجید نازل ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں سناؤ۔" چنانچہ میں نے سورۂ نساء پڑھی۔ جب میں اس آیت ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ پر پہنچا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اب بس کرو۔" میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

تشریح: آیت مبارکہ کو سن کر مذکورہ منظر قیامت آنکھوں میں سما گیا جس سے آپ ﷺ آبدیدہ ہو گئے بلکہ قرآن کریم کا یہی تقاضا ہے کہ موقع ومحل کے لحاظ سے آیات قرآن کا پورا پورا اثر لیا جائے اللہ پاک ہم کو ایسی ہی توفیق بخشے۔ آمین

بَابٌ: فِي كَمْ يُقْرَأُ الْقُرْآنُ؟ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾ [المزمل: ٢٠]

باب: کتنی مدت میں قرآن مجید ختم کرنا چاہیے؟ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: ”پس پڑھو جو کچھ بھی اس میں سے تمہارے لیے آسان ہو“

٥٠٥١- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ لِي ابْنُ شُبْرُمَةَ: نَظَرْتُ كَمْ يَكْفِي الرَّجُلَ مِنَ الْقُرْآنِ فَلَمْ أَجِدْ سُورَةً أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ فَقُلْتُ: لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقْرَأَ أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ.

قَالَ سُفْيَانُ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ عَلْقَمَةُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ وَلَقِيتُهُ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَذَكَرَ النَّبِيَّ ﷺ: ((أَنَّ مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ)). [راجع: ٤٠٠٨]

(٥٠٥١) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن شبرمہ نے بیان کیا (جو کوفہ کے قاضی تھے) کہ میں نے غور کیا کہ نماز میں کتنا قرآن پڑھنا کافی ہو سکتا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک سورت میں تین سے کم آیات نہیں ہیں، اس لیے میں نے یہ رائے قائم کی کہ کسی کے لیے تین آیتوں سے کم پڑھنا مناسب نہیں۔

ہم سے سفیان ثوری نے کہا کہ ہم کو منصور نے خبر دی، انہیں ابراہیم نے، انہیں عبدالرحمن بن یزید نے، انہیں علقمہ نے خبر دی اور انہیں ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے (علقمہ نے بیان کیا کہ) میں نے ان سے ملاقات کی تو وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا (کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا): ”جس نے سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں رات میں پڑھ لیں وہ اس کے لیے کافی ہیں۔“

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں بطور قراءت کم سے کم دو آیتوں کا پڑھ لینا بھی کافی ہوگا امام بخاری رحمہ اللہ کا منشا اس مسئلے کو بیان کرنا ہے اور یہی ﴿مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾ (۷۳/المزمل:۲۰) کی تفسیر ہے۔

٥٠٥٢- حَدَّثَنَا مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: أَنْكَحَنِي أَبِي امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ فَكَانَ يَتَعَاهَدُ كَنَّتَهُ فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا فَتَقُولُ: نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا وَلَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا مُنْذُ أَتَيْنَاهُ فَلَمَّا طَالَ ذَلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((الْقَنِي

(٥٠٥٢) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے، ان سے مغیرہ بن مقسم نے، ان سے مجاہد بن جبیر نے اور ان سے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے والد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے میرا نکاح ایک شریف خاندان کی عورت (ام محمد بنت محمیہ) سے کر دیا تھا اور ہمیشہ اس کی خبر گیری کرتے رہتے تھے اور ان سے بار بار اس کے شوہر (یعنی خود ان) کے متعلق پوچھتے رہتے تھے۔ میری بیوی کہتی: بہت اچھا مرد ہے۔ البتہ جب سے میں ان کے نکاح میں آئی ہوں انہوں نے اب تک ہمارے بستر

بِهِ)). فَلَقِيتُهُ بَعْدُ فَقَالَ: ((كَيْفَ تَصُومُ؟)) قَالَ: كُلَّ يَوْمٍ قَالَ: ((وَكَيْفَ تَخْتِمُ؟)) قَالَ: كُلَّ لَيْلَةٍ قَالَ: ((صُمْ فِي كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةً وَاقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ)) قَالَ: قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ: ((صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْجُمُعَةِ)) قُلْتُ: أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ: ((أَفْطِرْ يَوْمَيْنِ وَصُمْ يَوْمًا)) قَالَ: أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ: ((صُمْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوُدَ صِيَامَ يَوْمٍ وَإِفْطَارَ يَوْمٍ وَاقْرَأْ فِي كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً)) فَلَيْتَنِي قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَذَاكَ أَنِّي كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ فَكَانَ يَقْرَأُ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ السُّبْعَ مِنَ الْقُرْآنِ بِالنَّهَارِ وَالَّذِي يَقْرَؤُهُ يَعْرِضُهُ مِنَ النَّهَارِ لِيَكُونَ أَخَفَّ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَقَوَّى أَفْطَرَ أَيَّامًا وَأَحْصَى وَصَامَ مِثْلَهُنَّ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتْرُكَ شَيْئًا فَارَقَ النَّبِيَّ ﷺ عَلَيْهِ قَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ: وَقَالَ بَعْضُهُمْ: فِي ثَلَاثٍ وَفِي خَمْسٍ وَأَكْثَرُهُنَّ عَلَى سَبْعٍ. [راجع: ۱۱۳۱]

پر قدم بھی نہیں رکھا نہ میرے کپڑے میں کبھی ہاتھ ڈالا۔ جب بہت دن اسی طرح ہو گئے تو والد صاحب نے مجبور ہو کر اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے کیا۔ آپ نے فرمایا: ''مجھ سے اس کی ملاقات کراؤ۔'' چنانچہ میں اس کے بعد آنحضرت ﷺ سے ملا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''روزہ کس طرح رکھتے ہو۔'' میں نے عرض کیا کہ روزانہ۔ پھر دریافت فرمایا: ''قرآن مجید کس طرح ختم کرتے ہو؟'' میں نے عرض کیا ہر رات۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مہینے میں تین دن روزے رکھو اور قرآن ایک مہینے میں ختم کرو۔'' بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر دو دن بغیر روزے کے رہو اور ایک دن روزے سے۔'' میں نے عرض کیا مجھ میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر وہ روزہ رکھو جو سب سے افضل ہے۔ یعنی داؤد علیہ السلام کا روزہ، ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو اور قرآن مجید سات دن میں ختم کرو۔'' عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے: کاش! میں نے آنحضرت ﷺ کی رخصت قبول کر لی ہوتی کیونکہ اب میں بوڑھا کمزور ہو گیا ہوں۔ حجاج نے کہا: آپ اپنے گھر کے کسی آدمی کو قرآن مجید کا ساتواں حصہ یعنی ایک منزل دن میں سنا دیتے تھے۔ جتنا قرآن مجید آپ رات کے وقت پڑھتے اسے پہلے دن میں سنا رکھتے تاکہ رات کے وقت آسانی سے پڑھ سکیں اور جب (قوت ختم ہو جاتی اور نڈھال ہو جاتے) اور قوت حاصل کرنا چاہتے تو کئی کئی دن روزہ نہ رکھتے اور ان دنوں کو شمار کرتے اور پھر اتنے ہی دن ایک ساتھ روزہ رکھتے کیونکہ آپ کو یہ پسند نہیں تھا کہ جس چیز کا نبی ﷺ کے آگے وعدہ کر لیا ہے (ایک دن روزہ رکھنا ایک دن افطار کرنا) اس میں سے کچھ بھی چھوڑیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بعض راویوں نے تین دن میں اور بعض نے پانچ دن میں، لیکن اکثر نے سات راتوں میں قرآن مجید مکمل کرنے کی حدیث روایت کی ہے۔

تشریح: اس حدیث میں ختم قرآن کی مدتوں کا بیان ہے، باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

۵۰۵۳۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((فِي كَمْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟))

[راجع: ۱۱۳۱] [مسلم: ۲۷۳۲، ابوداود: ۱۳۸۸]

(۵۰۵۳) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے محمد بن عبدالرحمٰن نے، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: ''تم کتنے دن میں قرآن مجید پڑھ لیتے ہو؟''

۵۰۵٤۔ ح: وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللَّهِ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى بَنِي زُهْرَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: وَأَحْسِبُنِي قَالَ: سَمِعْتُ أَنَا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ)) قُلْتُ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً حَتَّى قَالَ: ((فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلَى ذَلِكَ)). [راجع: ۱۱۳۱]

(۵۰۵۴) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو عبیداللہ بن موسیٰ نے خبر دی، انہیں شیبان نے، انہیں یحییٰ بن ابی کثیر نے، انہیں بنی زہرہ کے مولیٰ محمد بن عبدالرحمٰن نے، انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے، یحییٰ نے کہا: اور میں خیال کرتا ہوں شاید میں نے یہ حدیث خود ابوسلمہ سے سنی ہے۔ بلا واسطہ (محمد بن عبدالرحمٰن کے) خیر ابوسلمہ نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''ہر مہینے میں ایک قرآن مکمل کیا کرو۔'' میں نے عرض کیا: مجھ میں تو زیادہ پڑھنے کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اچھا سات راتوں میں ختم کیا کر اس سے زیادہ مت پڑھ۔''

تشریح: اس حدیث میں بھی ختم قرآن کی مدت معین کی گئی ہے۔

بَابُ الْبُكَاءِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

باب: قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت (خوف الٰہی سے) رونا

۵۰۵۵۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ يَحْيَى: بَعْضُ الْحَدِيثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ.

(۵۰۵۵) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو یحییٰ بن سعید نے خبر دی، انہیں سفیان ثوری نے، انہیں سلیمان نے، انہیں ابراہیم نخعی نے، انہیں عبیدہ سلمانی نے اور انہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے، یحییٰ قطان نے کہا: اس حدیث کا کچھ ٹکڑا اعمش نے ابراہیم سے خود سنا ہے اور کچھ ٹکڑا عمرو بن مرہ سے، انہوں نے ابراہیم سے سنا ہے کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِاللَّهِ قَالَ الْأَعْمَشُ: وَبَعْضُ الْحَدِيثِ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَعَنْ

(دوسری سند) اور ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن قطان نے، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے عبیدہ سلمانی نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے۔ اعمش نے بیان کیا کہ میں نے اس حدیث کا ایک ٹکڑا تو خود ابراہیم سے سنا اور ایک

أَبِيهِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((اقْرَأْ عَلَيَّ)) قَالَ: قُلْتُ: أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: ((إِنِّي أَشْتَهِي أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي)) قَالَ: فَقَرَأْتُ النِّسَاءَ حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ قَالَ لِي: ((كُفَّ أَوْ أَمْسِكْ)) فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَذْرِفَانِ يَعْنِي تَسْفَحَانِ عَنْ أَبِيهِ. [راجع: ٤٥٨٢]

ٹکڑا اس حدیث کا مجھ سے عمرو بن مرہ نے نقل کیا، ان سے ابراہیم نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابوضحیٰ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کرو۔'' میں نے عرض کیا: آنحضرت ﷺ کے سامنے میں کیا تلاوت کروں اور آپ پر تو قرآن مجید نازل ہی ہوتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ کسی اور سے سنوں۔'' راوی نے بیان کیا کہ پھر میں نے سورۂ نساء پڑھی اور جب میں اس آیت ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ پر پہنچا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ٹھہر جاؤ۔'' (آنحضرت نے) کف فرمایا یا امسک، راوی کو شک ہے۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

تشریح: ((کف)) اور ((امسک)) ہر دو کے ایک معنی ہیں یعنی رک جاؤ۔ آیت میں محشر میں رسول اللہ ﷺ کے اس وقت کا ذکر ہے جب آپ اپنی امت پر گواہی کے لئے پیش ہوں گے۔

٥٠٥٦۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيْدَةَ السَّلْمَانِيِّ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((اقْرَأْ عَلَيَّ)) قُلْتُ: أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: ((إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي)). [راجع: ٤٥٨٢]

(٥٠٥٦) ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے عبیدہ سلمانی نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے قرآن مجید پڑھ کر سناؤ۔'' میں نے عرض کیا: کیا میں سناؤں آپ پر تو قرآن مجید نازل ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میں کسی سے سننا پسند کرتا ہوں۔''

بَابُ مَنْ رَايَا بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ أَوْ تَأَكَّلَ بِهِ أَوْ فَجَرَ بِهِ

باب: اس شخص کی مذمت میں جس نے دکھاوے یا شکم پروری یا فخر کے لیے قرآن مجید کو پڑھا

٥٠٥٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ عَلِيٌّ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ

(٥٠٥٧) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے خیثمہ بن عبدالرحمٰن کوفی نے، ان سے سوید بن غفلہ نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''آخری زمانہ میں ایک قوم

قَوْمٌ حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [راجع: ٣٦١١]

نو جوانوں اور کم عقلوں کی پیدا ہوگی یہ لوگ ایسا بہترین کلام پڑھیں گے جو بہترین خلق کا (پیغمبر کا) ہے یا ایسا کلام پڑھیں گے جو سارے خلق کے کلاموں سے افضل ہے۔ (یعنی حدیث یا آیت پڑھیں گے اس سے سند لائیں گے) لیکن اسلام سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کرتے ہوئے نکل جاتا ہے، ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا تم انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو۔ کیونکہ ان کا قتل قیامت کے دن اس شخص کے لیے باعث اجر ہوگا جو انہیں قتل کر دے گا۔''

تشریح: خارجی مراد ہیں جن لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا اور آیات قرآنی کا بے محل استعمال کر کے مسلمانوں میں فتنہ برپا کیا۔

٥٠٥٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَخْرُجُ فِيكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ وَيَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرَى شَيْئًا وَيَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا يَرَى شَيْئًا وَيَنْظُرُ فِي الرِّيشِ فَلَا يَرَى شَيْئًا وَيَتَمَارَى فِي الْفُوقِ)). [راجع: ٣٣٤٤]

(۵۰۵۸) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں یحییٰ بن سعید انصاری نے، انہیں محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے، انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں ایک ایسی قوم پیدا ہوگی کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے، ان کے روزوں کے مقابلہ میں تمہیں اپنے روزے اور ان کے عمل کے مقابلہ میں تمہیں اپنا عمل حقیر نظر آئے گا اور وہ قرآن مجید کی تلاوت بھی کریں گے لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کرتے ہوئے نکل جاتا ہے اور وہ بھی اتنی صفائی کے ساتھ (کہ تیر چلانے والا) تیر کے پھل میں دیکھتا ہے تو اس میں بھی (شکار کے خون وغیرہ کا) کوئی اثر نظر نہیں آتا، اس سے اوپر دیکھتا ہے وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا تیر کے پر کو دیکھتا ہے اور وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ بس سوفار (تیر کا اگلا حصہ) میں کچھ شبہ گزرتا ہے۔''

تشریح: سوفار تیر کا وہ مقام جو چلہ سے لگایا جاتا ہے بعض نے یوں ترجمہ کیا ہے راوی کو شک ہے کہ آپ نے سوفار کا ذکر کیا یا نہیں۔ معنی حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح تیر شکار کو لگتے ہی باہر نکل جاتا ہے۔ وہی حال ان لوگوں کا ہوگا کہ اسلام میں آتے ہی باہر ہو جائیں گے اور جس طرح تیر میں شکار کے خون وغیرہ کا بھی کوئی اثر محسوس نہیں ہوتا وہی حال ان کی تلاوت کا ہوگا۔ مراد ان سے خوارج ہیں جنہوں نے خلیفہ برحق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا۔ ظاہر میں بڑی دینداری کا دم بھرتے تھے لیکن دل میں ذرا بھی نور ایمان نہ تھا۔ ان ہی کے بارے میں حدیث ہذا میں یہ مضمون بیان ہوا۔ آج کل بھی ایسے لوگ بہت ہیں جو بے محل آیات قرآنی کا استعمال کر کے امت کے مسلمہ مسائل کے خلاف لب کشائی کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت اس حدیث کے مصداق ہیں۔

٥٠٥٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَالْمُؤْمِنُ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ أَوْ خَبِيثٌ وَرِيحُهَا مُرٌّ)). [راجع: ٥٠٢٠]

(٥٠٥٩) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس مؤمن کی مثال جو قرآن مجید پڑھتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے میٹھے لیموں کی سی ہے جس کا مزا بہت لذت دار اور خوشبو بھی اچھی ہے اور وہ مؤمن جو قرآن پڑھتا تو نہیں لیکن اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال کھجور کی ہے جس کا مزہ تو عمدہ ہے لیکن خوشبو کے بغیر اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے ریحان کی سی ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن مزا کڑوا ہوتا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن بھی نہیں پڑھتا اندرائن (تُمّہ) کے پھل کی سی ہے جس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے۔'' (راوی کو شک ہے) کہ لفظ ''مر'' ہے یا ''خبیث'' اور اس کی بو بھی خراب ہوتی ہے۔

بَابٌ: اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوبُكُمْ

باب: قرآن مجید اس وقت تک پڑھو جب تک دل لگا رہے

٥٠٦٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ)). [أطرافه في: ٥٠٦١، ٧٣٦٤، ٧٣٦٥]

[مسلم: ٦٧٧٧، ٦٧٧٨، ٦٧٧٩]

(٥٠٦٠) ہم سے ابونعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے ابوعمران جونی نے اور ان سے جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قرآن مجید اس وقت تک پڑھو جب تک اس میں دل لگے، جب جی اچاٹ ہونے لگے تو پڑھنا بند کر دو۔''

تشریح: یہ ترجمہ بھی کیا گیا ہے کہ قرآن مجید اسی وقت تک پڑھو جب تک تمہارے دل ملے جلے ہوں، اختلاف اور فساد کی نیت نہ ہو۔ پھر جب تم میں اختلاف پڑ جائے اور تکرار اور فساد کی نیت ہو جائے تو اٹھ کھڑے ہو اور قرآن پڑھنا موقوف کر دو۔ اختلاف کر کے فساد تک نوبت پہنچانا کتنا برا ہے، یہ اس سے ظاہر ہے کاش موجودہ مسلمان اس پر غور کریں۔

٥٠٦١۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ ابْنُ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدَبٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا

(٥٠٦١) ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے بیان کیا، ان سے سلام بن ابی مطیع نے بیان کیا، ان سے ابوعمران جونی نے اور ان سے جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کو اس وقت تک پڑھو جب تک تمہارے

ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ)). [راجع: ٥٠٦٠]

تَابَعَهُ الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَأَبَانُ وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا قَوْلَهُ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُمَرَ قَوْلَهُ وَجُنْدَبٌ أَصَحُّ وَأَكْثَرُ.

دل ملے جلے یا اس کے ساتھ لگے رہیں، جب اختلاف اور جھگڑا کرنے لگو تو اٹھ کھڑے ہو۔'' (قرآن مجید پڑھنا موقوف کردو)

سلام کے ساتھ اس حدیث کو حارث بن عبید اور سعید بن زید نے بھی ابوعمران جونی سے روایت کیا اور حماد بن سلمہ اور ابان نے اس کو مرفوع نہیں بلکہ موقوفاً روایت کیا ہے اور غندر (محمد بن جعفر) نے بھی شعبہ سے، انہوں نے عمران سے یوں روایت کیا کہ میں نے جندب رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے۔ (لیکن موقوفاً روایت کیا) اور عبداللہ بن عون نے اس کو ابوعمران سے، انہوں نے عبداللہ بن صامت سے، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کا قول روایت کیا (مرفوع نہیں کیا) اور جندب کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

٥٠٦٢- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنِ النَّزَّالِ ابْنِ سَبْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ آيَةً سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ خِلَافَهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ فَاقْرَآ)) أَكْبَرُ عِلْمِي قَالَ: ((فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوا فَأَهْلَكَهُمُ اللَّهُ)). [راجع: ٢٤١٠]

(۵۰۶۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے عبدالملک بن میسرہ نے، ان سے نزال بن سبرہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک صاحب (ابی بن کعب رضی اللہ عنہ) کو ایک آیت پڑھتے سنا، وہی آیت انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے خلاف سنی تھی۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) پھر میں نے ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کہ تم دونوں صحیح ہو'' (اس لیے اپنے اپنے طور پر پڑھو)۔ (شعبہ کہتے ہیں کہ) میرا غالب گمان یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''(اختلاف ونزاع نہ کیا کرو) کیونکہ تم سے پہلے کی امتوں نے اختلاف کیا اور اسی وجہ سے اللہ نے انہیں ہلاک کر دیا۔''

تشریح: اختلاف ونزاع سے قرآن وحدیث میں جس قدر روکا گیا ہے صد افسوس کہ مسلمانوں نے اسی قدر باہمی اختلاف ونزاعات کو اپنایا ہے۔ مسلمان گروہ در گروہ اس قدر تقسیم ہوئے ہیں کہ تفصیل کے لئے دفاتر کی ضرورت ہے۔ خود اہل اسلام میں کتنے فرقے بن گئے ہیں اور فرقوں میں پھر فرقے پیدا ہی ہوتے جا رہے ہیں اللہ پاک اس چودھویں صدی کے خاتمے پر مسلمانوں کو سمجھ دے کہ وہ اپنے باہمی اختلاف کو ختم کر دیں اور ایک اللہ، ایک رسول، ایک قرآن، ایک کعبہ پر سارے کلمہ گو متحد ہو جائیں۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ النِّكَاحِ

شادی بیاہ کے مسائل کا بیان

بَابُ التَّرْغِيبِ فِي النِّكَاحِ

لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾. [النساء: ٣]

٥٠٦٣ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ ابْنُ أَبِي حُمَيْدٍ الطَّوِيلُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا فَقَالُوا: وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ. قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا. وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ. وَقَالَ آخَرُ: وَأَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا. فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: ((أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا؟ أَمَا وَاللَّهِ! إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي)).

باب: نکاح کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں فرمایا: ''تم کو جو عورتیں پسند آئیں ان سے نکاح کرلو۔''

(۵۰۶۳) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، کہا مجھے حمید بن ابی حمید طویل نے خبر دی، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ تین اصحاب (علی بن ابی طالب، عبداللہ بن عمرو بن عاص اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم) نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آپ کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے، جب انہیں حضور اکرم ﷺ کا عمل بتایا گیا تو انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا آنحضرت ﷺ سے کیا مقابلہ! آپ ﷺ کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے جدائی اختیار کرلوں گا اور کبھی بھی نکاح نہیں کروں گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ان سے پوچھا: ''کیا تم نے ہی یہ باتیں کہیں ہیں؟ سن لو! اللہ کی قسم! اللہ رب العالمین سے میں تم سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں اور میں تم سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں لیکن میں اگر روزے رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں (رات میں) اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ میرے طریقے سے جس نے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔''

تشریح: اس حدیث کے لانے سے محدث کی غرض نکاح کی اہمیت بتلانا ہے کہ نکاح اسلام میں سخت ضروری عمل ہے۔ ساتھ ہی اسی حدیث سے حقیقت اسلام پر بھی روشنی پڑتی ہے جس سے ادیان عالم کے مقابلہ پر اسلام کا دین فطرت ہونا ظاہر ہوتا ہے اسلام دنیا و دین ہر دو کی تعمیر چاہتا ہے وہ غلط رہبانیت اور غلط طور پر ترک دنیا کا قائل نہیں ہے۔ ایک عالمگیر آخری دین کے لئے ان ہی اوصاف کا ہونا لابدی تھا اسی لئے اسے ناسخ ادیان قرار دے کر بنی نوع انسان کا آخری دین قرار دیا گیا، سچ ہے: ﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ (۳/آل عمران:۱۹)

٥٠٦٤ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيْدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ أَدْنَى أَلَّا تَعُولُوا﴾. [النساء: ٣] قَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِي! الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا، فَيَرْغَبُ فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا، يُرِيدُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِأَدْنَى مِنْ سُنَّةِ صَدَاقِهَا، فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ فَيُكْمِلُوا الصَّدَاقَ، وَأُمِرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ. [راجع: ٢٤٩٤]

(۵۰۶۴) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے حسان بن ابراہیم سے سنا، انہوں نے یونس بن یزید ایلی سے، ان سے زہری نے، کہا: مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ کے متعلق پوچھا: ''اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیموں سے انصاف نہ کرسکو گے تو جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرلو دو دو سے، خواہ تین تین سے، خواہ چار چار سے، لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم انصاف نہیں کرسکو گے تو پھر ایک ہی پر اکتفا کرو یا جو لونڈی تمہاری ملکیت میں ہو، اس صورت میں قوی امید ہے کہ تم ظلم و زیادتی نہ کرسکو گے۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: بھانجے! آیت میں ایسی یتیم مالدار لڑکی کا ذکر ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو۔ وہ لڑکی کے مال اور اس کے حسن کی وجہ سے اس کی طرف مائل ہو اور اس سے معمولی مہر پر شادی کرنا چاہتا ہو تو ایسے شخص کو اس آیت میں ایسی لڑکی سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ہاں، اگر اس کے ساتھ انصاف کرسکتا ہو اور پورا مہر ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اجازت ہے، ورنہ ایسے لوگوں سے کہا گیا ہے کہ اپنی پرورش میں یتیم لڑکیوں کے سوا دوسری لڑکیوں سے شادی کرلیں۔

تشریح: یعنی اس آیت میں یہ جو فرمایا اگر تم یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرسکو تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان سے نکاح کرلو تو عروہ نے اس کا مطلب پوچھا کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرنے کا کیا مطلب ہے اور ﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ﴾ (۴/النساء:۳) یعنی جزا کو شرط ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ﴾ (۴/النساء:۳) سے کیا تعلق ہے یہ آیت سورۂ نساء میں ہے اور یہ حدیث اس سورت کی تفسیر میں ہی گزر چکی ہے۔ عروہ کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ تقریر فرمائی جو حدیث میں مذکور ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:

باب: نبی کریم ﷺ کا فرمان:

((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ)). وَهَلْ

''تم میں سے جو شخص جماع کرنے کی طاقت رکھتا ہو اسے شادی کرلینی چاہیے کیونکہ یہ نظر نیچی رکھنے والا اور شرمگاہ محفوظ رکھنے والا عمل ہے۔'' اور کیا

يَتَزَوَّجُ مَنْ لَا أَرَبَ لَهُ فِي النِّكَاحِ؟

٥٠٦٥ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَبْدِاللَّهِ فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ بِمِنًى فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمَنِ! إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً. فَخَلَيَا فَقَالَ: عُثْمَانُ هَلْ لَكَ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمَنِ! فِي أَنْ نُزَوِّجَكَ بِكْرًا، تُذَكِّرُكَ مَا كُنْتَ تَعْهَدُ، فَلَمَّا رَأَى عَبْدُاللَّهِ أَنْ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى هَذَا أَشَارَ إِلَيَّ فَقَالَ: يَا عَلْقَمَةُ! فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ: أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذَلِكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ)) [راجع: ١٩٠٥]

ایسا شخص بھی نکاح کرسکتا ہے جسے اس کی ضرورت نہ ہو؟

(٥٠٦٥) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم اعمش نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے علقمہ بن قیس نے بیان کیا کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں ملاقات کی اور کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! آپ سے ایک کام ہے، پھر وہ دونوں تنہائی میں چلے گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا آپ منظور کریں گے کہ ہم آپ کا نکاح کسی کنواری لڑکی سے کردیں جو آپ کو گزرے ہوئے ایام یاد دلا دے۔ چونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے، اس لیے انہوں نے مجھے اشارہ کیا اور کہا: علقمہ! میں جب ان کی خدمت میں پہنچا تو وہ کہہ رہے تھے کہ اگر آپ کا یہ مشورہ ہے تو نبی کریم ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا: ''اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں جو بھی شادی کی طاقت رکھتا ہو اسے نکاح کرلینا چاہیے اور جو طاقت نہ رکھتا ہو اسے روزہ رکھنا چاہیے کیونکہ یہ اس کی خواہشات نفسانی کو توڑ دے گا۔''

تشریح: خصی ہونے سے یہ بہتر اور افضل ہے کہ روزہ رکھ کر شہوت کو کم کیا جائے۔ خصی ہونے کی کسی حالت میں اجازت نہیں دی جاسکتی۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الْبَاءَةَ فَلْيَصُمْ

باب: جو نکاح کرنے کی (بوجہ غربت کے) طاقت نہ رکھتا ہو اسے روزہ رکھنا چاہیے

٥٠٦٦ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَارَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَلَى عَبْدِاللَّهِ فَقَالَ عَبْدُاللَّهِ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ

(٥٠٦٦) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا: مجھ سے عمارہ نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن یزید نے بیان کیا، کہا میں، علقمہ اور اسود کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے ہم سے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں نوجوان تھے اور ہمیں کوئی چیز میسر نہیں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''نوجوانوں کی جماعت! تم میں جسے بھی نکاح کرنے کے لیے مالی طاقت ہو اسے نکاح کرلینا چاہیے کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا عمل ہے اور جو کوئی نکاح کی (بوجہ غربت) طاقت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ روزہ رکھے

لَهُ وِجَاءٌ)). [راجع: ١٩٠٥] [مسلم: ٣٤٠٠، ٣٤٠١، ٣٤٠٢؛ ترمذي: ١٠٨١؛ نسائي: ٢٢٣٨، ٢٢٤١، ٣٢٠٩، ٣٢١٠]

کیونکہ روزہ اس کی خواہشات نفسانی کو توڑ دے گا۔"

تشریح: روزہ خواہشات نفسانی کو کم کر دینے والا عمل ہے اس لئے مجرد نوجوانوں کو بکثرت روزہ رکھنا چاہیے کہ خواہش نفسانی ان کو گناہ پر نہ ابھار سکے، آج کی دنیا میں ایسے خداترس ایماندار نوجوانوں کا فرض ہے کہ سینما بازی وفحش رسائل کے پڑھنے اور ریڈیائی فحش گانوں کے سننے سے بالکل دور رہیں۔

بَابُ كَثْرَةِ النِّسَاءِ

باب: بیک وقت کئی بیویاں رکھنے کا بیان

تشریح: کئی عورتوں سے چار تک کی تعداد مراد ہے اس کی اجازت اس شرط کے ساتھ ہے کہ سب کے حقوق ادا کئے جا سکیں ورنہ صرف ایک ہی کی اجازت ہے طلاق یا موت کی صورت میں حسب موقع جتنی عورتیں بھی نکاح میں آئیں ان پر پابندی نہیں ہے۔

٥٠٦٧ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ: أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، قَالَ: حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُونَةَ بِسَرِفَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هَذِهِ زَوْجَةُ النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوهَا وَلَا تُزَلْزِلُوهَا وَارْفُقُوا، فَإِنَّهُ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ تِسْعٌ، كَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ وَلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ. [مسلم: ٣٦٣٣؛ نسائي: ٣١٩٦]

(٥٠٦٧) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا مجھے عطاء بن ابی رباح نے خبر دی، کہا کہ ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں شریک تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں جب تم ان کا جنازہ اٹھاؤ تو زور زور سے حرکت نہ دینا بلکہ آہستہ آہستہ نرمی کے ساتھ جنازہ کو لے کر چلنا۔ نبی کریم ﷺ کے پاس آپ کی وفات کے وقت آپ کے نکاح میں نو بیویاں تھیں آٹھ کے لیے تو آپ نے باری مقرر کر رکھی تھی لیکن ایک کی باری نہیں تھی۔

تشریح: بیک وقت نو بیویوں کا رکھنا یہ خصائص نبوی میں سے ہے امت کو صرف چار تک کی اجازت ہے۔ جن کی باری مقرر نہیں تھی ان سے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا مراد ہیں، انہوں نے بڑھاپے کی وجہ سے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی تھی۔

٥٠٦٨ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ، وَلَهُ تِسْعُ نِسْوَةٍ. وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ أَنَسًا، حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٢٦٨]

(٥٠٦٨) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ ایک ہی رات میں اپنی تمام بیویوں کے پاس گئے اور آنحضرت ﷺ کی اس وقت نو بیویاں تھیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے پھر

یہی حدیث بیان کی۔

تشریح: نبی کریم ﷺ کی جو نو بیویاں آخری زندگی تک آپ ﷺ کے نکاح میں تھیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ (۱) حضرت حفصہ (۲) حضرت ام حبیبہ (۳) حضرت سودہ (۴) حضرت ام سلمہ (۵) حضرت صفیہ (۶) حضرت میمونہ (۷) حضرت زینب (۸) حضرت جویریہ (۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہن۔ ان میں سے آٹھ کے لئے باری مقرر کی تھی مگر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے بخوشی اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی تھی۔ اس لئے ان کی باری ساقط ہوگئی تھی۔ نو بیویاں ہونے کے باوجود آپ کے عادلانہ رویہ کا یہ حال تھا کہ کبھی کسی کو شکایت کا موقع نہیں دیا گیا۔

٥٠٦٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ رَقَبَةَ، عَنْ طَلْحَةَ الْيَامِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: هَلْ تَزَوَّجْتَ؟ قُلْتُ لَا. قَالَ: فَتَزَوَّجْ فَإِنَّ خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً.

(٥٠٦٩) ہم سے علی بن حکم انصاری نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے رقبہ نے، ان سے طلحہ الیامی نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت فرمایا: کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں، آپ نے فرمایا: شادی کر لو کیونکہ اس امت کے بہترین شخص جو تھے (یعنی نبی اکرم ﷺ) ان کی بہت سی بیویاں تھیں۔ بعض نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ اس امت میں اچھے وہی لوگ ہیں جن کی بہت عورتیں ہوں۔

تشریح: حد شرعی کے اندر بیک وقت چار عورتیں رکھی جا سکتی ہیں بشرطیکہ ان میں انصاف کیا جا سکے ورنہ صرف ایک ہی بیوی ہونی چاہیے۔ بعض نے یوں ترجمہ کیا ہے اس امت میں اچھے وہی لوگ ہیں جن کی عورتیں بہت ہیں۔ جن کا مطلب حد شرعی کے اندر اندر ہے کہ ایک مرد کو اگر ضرورت ہو اور وہ انصاف کے ساتھ سب کی دل جوئی کر سکے اور حق حقوق ادا کر دے تو صرف چار عورتوں کی اجازت ہے۔ چار سے زائد بیک وقت نکاح میں رکھنا اسلام میں قطعاً حرام ہے۔ بلکہ قرآن مجید نے صاف اعلان کیا ہے۔ ﴿وان خفتم ان لا تعدلوا فواحدة﴾ اگر تم کو ڈر ہو کہ انصاف نہ کر سکو گے تو بس صرف ایک ہی عورت پر اکتفا کرو۔ اس صورت میں ایک سے زیادہ ہرگز نہ رکھو۔ نبی کریم ﷺ نے عمر کے آخری حصہ میں بیک وقت اپنے گھر میں نو بیویاں رکھی تھیں، یہ آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔ اس سے کوئی یہ سمجھے کہ آپ کی نیت شہوت رانی یا عیاشی کی تھی تو ایسا سمجھنا بالکل غلط ہے کیونکہ عین عالم شباب میں آپ ﷺ نے صرف ایک بوڑھی عورت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر قناعت کی تھی۔ اخیر عمر میں نو بیویاں رکھنے میں دینی و دنیاوی بہت سے مصالح تھے جن کی تفصیل ملاحظہ کرنے کے شائقین اس مقام پر شرح وحیدی کا مطالعہ فرمائیں۔ نو کی تعداد میں کئی بوڑھی بیوہ عورتیں تھیں جن کو محض ملی مفاد کے تحت آپ نے نکاح میں قبول فرما لیا تھا۔

بَابٌ: مَنْ هَاجَرَ أَوْ عَمِلَ خَيْرًا لِتَزْوِيجِ امْرَأَةٍ فَلَهُ مَا نَوَى

باب: جس نے کسی عورت سے شادی کی نیت سے ہجرت کی ہو یا کسی اور نیک کام کی نیت کی ہو تو اسے اس کی نیت کے مطابق بدلہ ملے گا

٥٠٧٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ

(٥٠٧٠) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے محمد بن ابراہیم بن حارث نے، ان سے علقمہ بن وقاص نے اور ان سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے

وَقَّاصٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَلْعَمَلُ بِالنِّيَّةِ، وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ)). [راجع: ۱]

بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عمل کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملتا ہے جس کی وہ نیت کرے، اس لیے جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہو اسے اللہ اور اس کے رسول کی رضا حاصل ہوگی لیکن جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کی نیت سے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے ارادہ سے ہو، اس کی ہجرت اسی کے لیے ہے جس کے لیے اس نے ہجرت کی۔''

تشریح: مجتہد اعظم امام بخاری رحمہ اللہ کا اشارہ اس بنیادی بات کی طرف ہے کہ اسلام میں نیت کی بڑی اہمیت ہے شادی بیاہ کے بھی بہت سے معاملات ایسے ہیں جو نیت ہی پر مبنی ہیں مسلمان کو لازم ہے کہ نیت میں ہر وقت رضائے الٰہی کا تصور رکھے اور اغراض فاسدہ کا ذہن میں تصور بھی نہ لائے۔

بَابُ تَزْوِيجِ الْمُعْسِرِ الَّذِي مَعَهُ الْقُرْآنُ وَالْإِسْلَامُ

باب: ایسے تنگ دست کی شادی کرانا جس کے پاس صرف قرآن مجید اور اسلام ہے

فِيهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس باب میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے بھی ایک حدیث نبی کریم ﷺ سے مروی ہے۔

۵۰۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ لَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا نَسْتَخْصِي؟ فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ. [راجع: ٤٦١٥]

(۵۰۷۱) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے قیس نے بیان کیا اور ان سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد کیا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ بیویاں نہیں تھیں، اس لیے ہم نے کہا: یا رسول اللہ! ہم اپنے آپ کو خصی کیوں نہ کرلیں؟ آپ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمایا۔

تشریح: آج کل کی نس بندی بھی خصی ہونا ہی ہے جو مسلمان کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے باب کا مطلب اس طرح سے نکالا کہ جب خصی ہونے سے آپ نے منع فرمایا تو اب شہوت نکالنے کے لئے نکاح باقی رہ گیا پس معلوم ہوا کہ مفلس کو بھی نکاح کرنا درست ہے۔ سہل کی حدیث میں اس کی صراحت مذکور ہو چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِأَخِيهِ: انْظُرْ أَيَّ زَوْجَتَيَّ شِئْتَ حَتَّى أَنْزِلَ لَكَ عَنْهَا

باب: کسی شخص کا اپنے بھائی سے یہ کہنا کہ تم میری جس بیوی کو بھی پسند کرلو میں اسے تمہارے لیے طلاق دے دوں گا۔

رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ.

اس کو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کیا ہے۔

٥٠٧٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: قَدِمَ عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَآخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ وَعِنْدَ الْأَنْصَارِيِّ امْرَأَتَانِ، فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ فَقَالَ: بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّونِي عَلَى السُّوقِ، فَأَتَى السُّوقَ فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَشَيْئًا مِنْ سَمْنٍ فَرَآهُ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ أَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ: ((مَهْيَمْ يَا عَبْدَالرَّحْمَنِ؟)) فَقَالَ: تَزَوَّجْتُ أَنْصَارِيَّةً. قَالَ: ((فَمَا سُقْتَ؟)) قَالَ: وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ. قَالَ: ((أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)). [راجع: ٢٠٤٩]

(۵۰۷۲) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ان سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے حمید طویل نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (ہجرت کر کے مدینہ) آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے اور سعد بن ربیع انصاری کے درمیان بھائی چارہ کرایا۔ سعد انصاری رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دو بیویاں تھیں۔ انہوں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ ان کے اہل (بیوی) اور مال میں سے آدھے لیں۔ اس پر عبدالرحمٰن نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کے اہل اور آپ کے مال میں برکت دے، مجھے تم بازار کا راستہ بتا دو، چنانچہ آپ بازار آئے اور یہاں آپ نے کچھ پنیر اور کچھ گھی کی تجارت کی اور نفع کمایا۔ چند دنوں کے بعد ان پر زعفران کی زردی لگی ہوئی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: ”عبدالرحمٰن یہ کیا ہے؟“ انہوں نے عرض کیا: میں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کر لی ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”انہیں مہر میں کیا دیا“ عرض کیا: ایک گٹھلی برابر سونا دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہی کا ہو۔“

تشریح: ولیمہ سنت نبوی ہے جو عورت سے ملاپ کے بعد کیا جانا چاہیے مگر افسوس کہ آج کل مسلمانوں نے عام طور پر الا ماشاء اللہ اسے بھی ترک کر دیا ہے۔ زردی لگنے کی وجہ یہ تھی کہ عورتوں کی خوشبو میں زعفران پڑتا تھا اس وجہ سے وہ رنگ دار ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مردوں کی خوشبو میں رنگ نہ ہو عورتوں کی خوشبو میں تیز بو نہ ہو۔ اسی لئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بعد نکاح جب دلہن سے اختلاط کیا تو زوجہ کی تازہ خوشبو کہیں ان کے کپڑے میں لگ گئی۔ یہ نہیں کہ قصداً زعفران لگایا ہو جس سے مردوں کے حق میں نہی آئی ہے اور دولہا کو کیسری لباس پہنانے کا دستور جو بعض بت پرست اقوام میں ہے اس کا عرب میں نام و نشان بھی نہ تھا۔ پس یہ وہی زعفرانی رنگ تھا جو دلہن کے کپڑوں سے ان کے کپڑوں کو لگ گیا تھا، دگر ہیچ۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ولیمہ کرنے کا حکم فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ دولہا کو ولیمہ کی دعوت کرنا سنت ہے۔ مگر صد افسوس کہ بیشتر مسلمانوں سے یہ سنت بھی متروک ہوتی جا رہی ہے اور بیاہ شادی میں قسم قسم کی شرکیہ بدعیہ شکلیں عمل میں لائی جا رہی ہیں۔ اللہ پاک مسلمانوں کو اپنے سچے رسول کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے اور ہماری لغزشوں کو معاف کرے۔ آمین

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبَتُّلِ وَالْخِصَاءِ

باب: عورتوں سے الگ رہنے اور خصی ہونے کی ممانعت کا بیان

٥٠٧٣۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ،

(۵۰۷۳) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا: ہم کو ابن شہاب نے خبر دی، انہوں نے سعید بن مسیب

سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، يَقُولُ: رَدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ التَّبَتُّلَ، وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا. [انظر: ٥٠٧٤]

سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تبتل یعنی عورتوں سے الگ رہنے کی زندگی سے منع فرمایا تھا۔ اگر آنحضرت ﷺ انہیں اجازت دے دیتے تو ہم ضرور خصی ہو جاتے۔

[مسلم: ٣٤٠٤؛ ترمذي: ١٠٨٣؛ نسائي: ٣٢١٢؛ ابن ماجه: ١٨٤٨]

٥٠٧٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، يَقُولُ: لَقَدْ رَدَّ ذَلِكَ۔ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ۔ عَلَى عُثْمَانَ، وَلَوْ أَجَازَ لَهُ التَّبَتُّلَ لَاخْتَصَيْنَا. [راجع: ٥٠٧٣]

(٥٠٧٤) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی اور انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو عورت سے الگ رہنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ اگر نبی کریم ﷺ انہیں اس کی اجازت دے دیتے تو ہم بھی اپنے آپ کو خصی کر لیتے۔

تشریح: اسلام میں مجرد رہنے کو بہتر جاننے کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے بلکہ نکاح سے بے رغبتی کرنے والے کو اپنی امت سے خارج قرار دیا ہے۔

٥٠٧٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُاللَّهِ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَيْسَ لَنَا شَيْءٌ فَقُلْنَا أَلَا نَسْتَخْصِي؟ فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَنْكِحَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ، ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾.

[المائدة: ٨٧] [راجع: ٤٦١٥]

(٥٠٧٥) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے، ان سے اسماعیل بن ابی خالد بجلی نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کو جایا کرتے تھے اور ہمارے پاس روپیہ نہ تھا (کہ ہم شادی کر لیتے) اس لیے ہم نے عرض کیا: ہم اپنے کو خصی کیوں نہ کرالیں لیکن آنحضرت ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمایا۔ پھر ہمیں اس کی اجازت دے دی کہ ہم کسی عورت سے ایک کپڑے پر (ایک مدت تک کے لیے) نکاح کر لیں۔ آپ ﷺ نے ہمیں قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ کر سنائی کہ ''ایمان لانے والو! تم پاکیزہ چیزوں کو مت حرام کرو جو تمہارے لیے اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہیں اور حد سے آگے نہ بڑھو، بے شک اللہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

٥٠٧٦۔ وَقَالَ أَصْبَغُ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ

(٥٠٧٦) اور اصبغ نے بیان کیا کہ مجھے ابن وہب نے خبر دی، انہیں یونس بن یزید نے، انہیں ابن شہاب نے، انہیں ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت

أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي رَجُلٌ شَابٌّ وَأَنَا أَخَافُ عَلَى نَفْسِي الْعَنَتَ وَلَا أَجِدُ مَا أَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَاءَ، فَسَكَتَ عَنِّي، ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ، فَاخْتَصِرْ عَلَى ذٰلِكَ أَوْ ذَرْ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نوجوان ہوں اور مجھے اپنے متعلق زنا کا خوف رہتا ہے میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس پر میں کسی عورت سے شادی کرلوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری یہ بات سن کر خاموش رہے۔ دوبارہ میں نے اپنی یہی بات دہرائی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مرتبہ بھی خاموش رہے۔ سہ بارہ میں نے عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر بھی خاموش رہے۔ میں نے چوتھی مرتبہ عرض کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوہریرہ! جو کچھ تم کرو گے اسے (لوح محفوظ میں) لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے۔ خواہ اب تم خصی ہو جاؤ یا باز رہو۔'' یعنی ہونا بیکار محض ہے۔

تشریح: دوسری حدیث میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اجازت ہو تو میں خصی ہو جاؤں؟ اس صورت میں جواب سوال کے مطابق ہو جائے گا۔ اس سے یہ مقصود نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصی ہونے کی اجازت دے دی کیونکہ دوسری حدیثوں میں صراحتاً اس کی ممانعت وارد ہے بلکہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ خصی ہونے میں کوئی فائدہ نہیں تیری تقدیر میں جو لکھا ہے وہ ضرور پورا ہوگا اگر حرام میں مبتلا ہونا لکھا ہے تو حرام میں مبتلا ہوگا اگر بچنا لکھا ہے تو محفوظ رہے گا۔ پھر خود کو نامرد بنانا کیا ضروری ہے اور چونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روزے بہت رکھا کرتے تھے لیکن روزوں سے ان کی شہوت نہیں گئی تھی لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روزوں کا حکم نہیں فرمایا۔ روایت میں متعہ کا ذکر ہے جو وقتی طور پر اس وقت حلال تھا مگر بعد میں قیامت تک کے لئے حرام قرار دے دیا گیا۔

بَابُ نِكَاحِ الْأَبْكَارِ

باب: کنواریوں سے نکاح کرنے کا بیان

وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِعَائِشَةَ: لَمْ يَنْكِحِ النَّبِيُّ ﷺ بِكْرًا غَيْرَكِ.

اور ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ کے سوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کنواری لڑکی سے نکاح نہیں کیا۔

٥٠٧٧ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ لَوْ نَزَلْتَ وَادِيًا وَفِيهِ شَجَرَةٌ قَدْ أُكِلَ مِنْهَا، وَوَجَدْتَ شَجَرًا لَمْ يُؤْكَلْ مِنْهَا، فِي أَيِّهَا كُنْتَ تُرْتِعُ بَعِيرَكَ؟ قَالَ: ((فِي الَّذِي لَمْ يُرْتَعْ مِنْهَا)). يَعْنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا غَيْرَهَا.

(٥٠٧٧) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! فرمایئے! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی وادی میں اتریں اور اس میں ایک درخت ایسا ہو جس میں اونٹ چر گئے ہوں اور ایک درخت ایسا ہو جس میں سے کچھ بھی نہ کھایا گیا ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا اونٹ ان درختوں میں کس درخت میں چرائیں گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس درخت میں جس میں سے ابھی چرایا نہیں گیا ہو۔'' ان کا اشارہ اس طرح تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سوا کسی کنواری لڑکی سے نکاح

نہیں کیا۔

٥٠٧٨۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ، إِذْ رَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةِ حَرِيرٍ فَيَقُولُ: هَذِهِ امْرَأَتُكَ، فَأَكْشِفُهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَأَقُولُ: إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ)). [راجع: ٣٨٩٥] [مسلم: ٦٢٨٣]

(٥٠٧٨) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! مجھے خواب میں دو مرتبہ تم دکھائی گئیں۔ ایک شخص (جبرئیل) تمہاری صورت حریر کے ایک ٹکڑے میں اٹھائے ہوئے ہے اور کہتا ہے: یہ آپ ﷺ کی بیوی ہے میں نے جب اس کپڑے کو کھولا تو اس میں تم تھیں میں نے خیال کیا کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اسے ضرور پورا کر کے رہے گا۔''

تشریح: بعض خواب ہو بہو سچے ہو جاتے ہیں جس کی مثال نبی کریم ﷺ کا یہ خواب ہے۔ (انبیا کے خواب تو ویسے بھی وحی الٰہی ہوتے ہیں)

بَابُ تَزْوِيجِ الثَّيِّبَاتِ

باب: بیوہ عورتوں کا بیان

وَقَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ)). [انظر: ...]

اور ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اپنی بیٹیاں اور بہنیں نکاح کے لیے میرے سامنے مت پیش کیا کرو۔''

٥٠٧٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَفَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَزْوَةٍ فَتَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرٍ لِي قَطُوفٍ، فَلَحِقَنِي رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِي، فَنَخَسَ بَعِيرِي بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهُ، فَانْطَلَقَ بَعِيرِي كَأَجْوَدِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ الْإِبِلِ، فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا يُعْجِلُكَ)). قُلْتُ: كُنْتُ حَدِيثَ عَهْدٍ بِعُرُسٍ. قَالَ: ((بِكْرٌ أَمْ ثَيِّبٌ)). قُلْتُ: ثَيِّبٌ: قَالَ: ((فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ)). قَالَ: فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ قَالَ: ((أَمْهِلُوا حَتَّى تَدْخُلُوا لَيْلًا۔ أَيْ عِشَاءً۔ لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ)). [راجع: ٤٤٣]

(٥٠٧٩) ہم سے ابونعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سیار بن ابی سیار نے بیان کیا، ان سے عامر شعبی نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جہاد سے واپس ہو رہے تھے۔ میں اپنے اونٹ کو، جو سست تھا تیز چلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اتنے میں میرے پیچھے سے ایک سوار مجھ سے آ کر ملا اور اپنا نیزہ میرے اونٹ کو چبھو دیا۔ اس کی وجہ سے میرا اونٹ تیز چل پڑا جیسا کہ کسی عمدہ قسم کے اونٹ کی چال تم نے دیکھی ہوگی۔ اچانک نبی کریم ﷺ مل گئے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ''جلدی کیوں کر رہے ہو؟'' میں نے عرض کیا: ابھی میری نئی نئی شادی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کنواری سے یا بیوہ سے؟'' میں نے عرض کیا: بیوہ سے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا: ''کسی کنواری سے کیوں نہ کی تم اس کے ساتھ کھیل کود کرتے اور وہ تمہارے ساتھ کرتی۔'' بیان کیا کہ پھر جب ہم مدینہ میں داخل ہونے والے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تھوڑی

دیر ٹھہر جاؤ اور رات ہو جائے تب داخل ہونا تا کہ پریشان بالوں والی کنگھا کر لے اور جن کے شوہر موجود نہیں تھے وہ اپنے بال صاف کر لیں۔''

[مسلم: ٣٦٤٠، ٤٩٩٤، ٤٩٩٥، ٤٩٩٦؛ ابو داود: ٢٧٧٨]

تشریح: دوسری حدیث میں اس کی مخالفت ہے کہ رات کو آدمی سفر سے آن کر اپنے گھر میں جائے مگر وہ محمول ہے اس پر جب اس کے گھر والوں کو دن سے اس کے آنے کی خبر نہ ہو جائے اور یہاں لوگوں کے آنے کی خبر عورتوں کو دن سے ہوگئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ذرا دم لے کر جاؤ تا کہ عورتیں اپنا بناؤ سنگھار کر لیں۔

٥٠٨٠ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَارِبٌ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ تَزَوَّجْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا تَزَوَّجْتَ؟)) فَقُلْتُ: تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا. فَقَالَ: ((مَا لَكَ وَلِلْعَذَارَى وَلِعَابِهَا)). فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ فَقَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ)). [راجع: ٤٤٣] [مسلم: ٣٦٣٧]

(٥٠٨٠) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محارب بن دثار نے بیان کیا، کہا میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے عرض کیا: میں نے شادی کی تو نبی کریم ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا: ''کس سے شادی کی ہے؟'' میں نے عرض کیا: ایک بیوہ عورت سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کنواری سے کیوں نہ کی تا کہ اس کے ساتھ تم کھیل کود کرتے۔'' محارب نے کہا: پھر میں نے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد عمرو بن دینار سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا ہے. مجھ سے انہوں نے آپ کا فرمان اس طرح بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تم نے کسی کنواری عورت سے شادی کیوں نہ کی تا کہ تم اس کے ساتھ کھیل کود کرتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی۔''

تشریح: بیوہ سے بھی نکاح جائز ہے باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے گو کنواری سے شادی کرنا بہتر ہے۔ ہندوستان میں پہلے مسلمانوں کے یہاں بھی نکاح بیوگان کو معیوب سمجھا جاتا تھا مگر حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسم بد کے خلاف جہاد کیا اور اسے عملاً ختم کرایا۔

بَابُ تَزْوِيْجِ الصِّغَارِ مِنَ الْكِبَارِ

باب: کم عمر عورت سے زیادہ عمر والے مرد کی شادی کا ہونا

٥٠٨١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيْدَ، عَنْ عِرَاكٍ، عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ عَائِشَةَ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّمَا أَنَا أَخُوْكَ، فَقَالَ: ((أَنْتَ أَخِيْ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَكِتَابِهِ وَهِيَ لِيْ حَلَالٌ)).

(٥٠٨١) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، ان سے یزید بن حبیب نے، ان سے عراک بن مالک نے اور ان سے عروہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے لیے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی: میں آپ ﷺ کا بھائی ہوں۔ (تو عائشہ سے کیسے نکاح کریں گے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے دین اور اس کی کتاب پر ایمان لانے

کے رشتہ سے تم میرے بھائی ہو اور عائشہ میرے لیے حلال ہے۔''

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کم عمر کی عورت سے بڑی عمر کے مرد کی شادی جائز ہے۔

بَابٌ: إِلَى مَنْ يُنْكَحُ؟

وَأَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ، وَمَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يَتَخَيَّرَ لِنُطَفِهِ مِنْ غَيْرِ إِيْجَابٍ.

باب: کس طرح کی عورت سے نکاح کیا جائے

اور کون سی عورت بہتر ہے؟ اور مرد کے لیے اچھی عورت کو اپنی نسل کے لیے بیوی بنانا بہتر ہے، مگر یہ واجب نہیں ہے۔

٥٠٨٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ، أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ)). [راجع: ٣٤٣٤]

(٥٠٨٢) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اونٹ پر سوار ہونے والی (عرب) عورتوں میں بہترین عورت قریش کی صالح عورت ہوتی ہے جو اپنے بچے سے بہت زیادہ محبت کرنے والی اور اپنے شوہر کے مال واسباب میں اس کی بہت نگہبان ونگران ثابت ہوتی ہے۔''

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نکاح کے لئے عورت کا دیندار ہونا ساتھ ہی خانگی امور سے واقف ہونا بھی ضروری ہے۔

بَابُ اتِّخَاذِ السَّرَارِيِّ وَمَنْ أَعْتَقَ جَارِيَةً ثُمَّ تَزَوَّجَهَا

باب: لونڈیوں کا رکھنا کیسا ہے اور اس شخص کا ثواب جس نے اپنی لونڈی کو آزاد کیا اور پھر اس سے شادی کر لی

٥٠٨٣۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ صَالِحٍ الْهَمْدَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ عِنْدَهُ وَلِيدَةٌ فَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، وَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِي فَلَهُ أَجْرَانِ، وَأَيُّمَا مَمْلُوكٍ أَدَّى حَقَّ مَوَالِيهِ وَحَقَّ رَبِّهِ فَلَهُ أَجْرَانِ)). قَالَ الشَّعْبِيُّ:

(٥٠٨٣) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے صالح بن صالح ہمدانی نے بیان کیا، کہا ہم سے عامر شعبی نے، کہا کہ مجھ سے ابوبردہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے پاس لونڈی ہو وہ اسے تعلیم دے اور خوب اچھی طرح تعلیم دے، اسے ادب سکھائے اور پوری کوشش اور محنت کے ساتھ سکھائے اور اس کے بعد اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لے تو اسے دہرا ثواب ملتا ہے اور اہل کتاب میں سے جو شخص بھی اپنے نبی پر ایمان رکھتا ہو اور مجھ پر ایمان لائے تو اسے دوہرا ثواب ملتا ہے اور جو غلام اپنے آقا کے حقوق بھی ادا کرتا ہے اور اپنے رب کے حقوق بھی ادا کرتا ہے اسے دہرا ثواب ملتا ہے۔'' عامر شعبی نے (اپنے شاگرد سے اس حدیث کو

خُذْهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ قَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيمَا دُونَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ. وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَعْتَقَهَا ثُمَّ أَصْدَقَهَا)).

[راجع: ٩٧]

سنانے کے بعد) کہا کہ بغیر کسی مشقت اور محنت کے اسے سیکھ لو۔ اس سے پہلے طالب علموں کو اس حدیث سے کم کے لیے بھی مدینہ تک کا سفر کرنا پڑتا تھا۔ اور ابوبکر نے بیان کیا ابوحصین سے، اس نے ابو بردہ سے، اس نے اپنے والد سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہ ''اس شخص نے باندی کو (نکاح کرنے کے لیے) آزاد کر دیا اور یہی آزادی اس کا مہر مقرر کی۔''

٥٠٨٤ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ.

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ بَيْنَمَا إِبْرَاهِيمُ مَرَّ بِجَبَّارٍ وَمَعَهُ سَارَةُ- فَذَكَرَ الْحَدِيثَ- فَأَعْطَاهَا هَاجَرَ قَالَتْ: كَفَّ اللَّهُ يَدَ الْكَافِرِ وَأَخْدَمَنِي آجَرَ)). قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَتِلْكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ! [راجع: ٢٢١٧]

(٥٠٨٤) ہم سے سعید بن تلید نے بیان کیا، کہا مجھے عبداللہ بن وہب نے خبر دی، کہا مجھے جریر بن حازم نے خبر دی، انہیں ایوب سختیانی نے، انہیں محمد بن سیرین نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

(دوسری سند) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، ان سے حماد بن زید نے، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے تین مرتبہ کے سوا کبھی جھوٹی بات نہیں نکلی۔ ایک مرتبہ آپ ایک ظالم بادشاہ کی حکومت سے گزرے آپ کے ساتھ آپ کی بیوی سارہ تھیں۔ پھر پورا واقعہ بیان کیا (کہ بادشاہ کے سامنے) آپ نے سارہ کو اپنی بہن (دینی بہن) کہا۔ پھر اس بادشاہ نے سارہ کو ہاجر (ہاجرہ) کو دے دیا۔ (بی بی سارہ نے ابراہیم علیہ السلام سے) کہا اللہ تعالیٰ نے کافر کے ہاتھ کو روک دیا اور آجر (ہاجرہ) کو میری خدمت کے لیے دلوایا۔'' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اے آسمان کے پانی کے بیٹو! یعنی اے عرب والو! یہی ہاجرہ تمہاری ماں ہیں۔

تشریح: حضرت ہاجرہ اس بادشاہ کی لڑکی تھی اس نے حضرت سارہ علیہا السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کرامات کو دیکھا اور ایک معزز روحانی گھرانہ دیکھ کر اپنی اور بیٹی کی سعادت مندی تصور کرتے ہوئے اپنی بیٹی حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو اس گھرانہ کی عزت کے پیش نظر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حرم میں داخل کر دیا۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو لونڈی کہا گیا ہے۔ یہ شاہی خاندان کی بیٹی تھی جس کی قسمت ام اسماعیل بننے کی سعادت ازل سے سرقوم تھی۔ جن تین باتوں کو جھوٹ کہا گیا ہے وہ حقیقت میں جھوٹ نہ تھیں اور یہی حضرت سارہ علیہا السلام کو بہن کہنا یہ دین توحید کی بنا پر آپ نے کہا تھا کیونکہ دین کی بنا پر ہر مرد اور عورت بھائی بھائی ہیں۔ دوسرا واقعہ اس وقت پیش آیا جبکہ کفار آپ کو بھی اپنے ساتھ اپنے تہوار میں شامل کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میں بیمار ہوں۔ یہ بھی جھوٹ نہ تھا اس لئے کہ ان کافروں کی حرکات بد دیکھ دیکھ کر آپ بہت دکھی تھے اس لئے آپ نے اپنے کو بیمار کہا۔ تیسرا موقع آپ کی بت شکنی کے وقت تھا جبکہ آپ نے بطور استفہام اس فعل کو بڑے بت کی طرف منسوب کیا تھا۔

٥٠٨٥ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ

(٥٠٨٥) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن

ابْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَتِهِ فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ، أُمِرَ بِالْأَنْطَاعِ فَأَلْقَى فِيهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيمَتَهُ، فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ، فَقَالُوا: إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ، فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ.

[راجع: ٣٧١]

جعفر نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر اور مدینہ کے درمیان تین دن تک قیام کیا اور یہیں ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی۔ پھر میں نے آنحضرت ﷺ کے ولیمہ کی مسلمانوں کو دعوت دی۔ اس دعوت ولیمہ میں نہ روٹی تھی اور نہ گوشت تھا۔ دسترخوان بچھانے کا حکم ہوا اور اس پر کھجور، پنیر اور گھی رکھ دیا گیا اور یہی آنحضرت ﷺ کا ولیمہ تھا۔ بعض مسلمانوں نے پوچھا کہ حضرت صفیہ امہات المؤمنین میں سے ہیں۔ (آنحضرت ﷺ نے ان سے نکاح کیا ہے) یا لونڈی کی حیثیت سے آپ نے ان کے ساتھ خلوت کی ہے؟ اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ اگر آنحضرت ﷺ ان کے لیے پردہ کا انتظام فرمائیں تو اس سے ثابت ہوگا کہ وہ امہات المؤمنین میں سے ہیں اور اگر ان کے لیے پردہ کا اہتمام نہ کریں تو اس سے ثابت ہوگا کہ وہ لونڈی کی حیثیت سے آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر جب کوچ کرنے کا وقت ہوا تو آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے اپنی سواری پر بیٹھنے کے لیے جگہ بنائی اور ان کے لیے پردہ ڈالا تاکہ لوگوں کو وہ نظر نہ آئیں۔

تشریح: اس سے ظاہر ہوا کہ وہ امہات المؤمنین میں داخل ہو چکی ہیں۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ آپ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے اپنے حرم میں داخل فرما لیا۔

بَابُ مَنْ جَعَلَ عِتْقَ الْأَمَةِ صَدَاقَهَا

باب: جس نے لونڈی کی آزادی کو اس کا مہر قرار دیا

٥٠٨٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، وَشُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ، وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا.

(٥٠٨٦) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت بنانی اور شعیب بن حبحاب نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور ان کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا۔

[راجع: ٣٧١]

تشریح: صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا جو جنگ خیبر میں گرفتار ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان کو آزاد فرما کر اپنے ازواج میں داخل فرما لیا تھا۔ امام ابو یوسف و محمد اور ثوری رحمہم اللہ اور حنابلہ و اہلحدیث کا یہی قول ہے کہ لونڈی کی آزادی یہی اس کا مہر ہو سکتی ہے اور حنفیہ و شافعیہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا خاصہ تھا اور کسی کو ایسا کرنا درست نہیں۔ اہلحدیث کی دلیل حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ اس میں صاف یہ ہے کہ آزادی ہی مہر قرار پائی۔

شافعیہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دوسرے مہر کا علم نہیں ہوا تو انہوں نے اپنے علم کی نفی کی نہ اصل مہر کی۔ اہلحدیث کہتے ہیں کہ طبرانی اور ابوالشیخ نے خود حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا میری آزادی ہی میرا مہر قرار پائی۔ دلائل کے لحاظ سے یہی مسلک راجح ہے۔ اس لئے اہلحدیث کا مسلک ہی صحیح ہے۔ فتح الباری میں ہے: "اخذ بظاهره من القدماء سعيد بن المسيب وابراهيم النخعي وطاؤس والزهري ومن فقهاء الأمصار الثوري وابويوسف واحمد واسحاق قالوا: إذا اعتق أمته على أن يجعل عتقها صداقها صح العقد والعتق والمهر على ظاهر الحديث" (جلد ۹ صفحه ۱۶۰)

بَابُ تَزْوِيجِ الْمُعْسِرِ

باب: مفلس کا نکاح کرانا درست ہے

لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنْ يَكُونُوا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾. [النور: ٣٢]

جیسا کہ اللہ پاک نے سورۂ نور میں فرمایا: "اگر وہ (دولہا دلہن) نادار ہیں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں مالدار کر دے گا۔"

تشریح: بعض دفعہ نکاح تنگ دست کے لئے باعث برکت بن جاتا ہے اور اس کے ذریعہ روزی وسیع ہو جاتی ہے، اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت ابن عباس اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ تم اللہ کے حکم کے موافق نکاح کرلو اللہ بھی اپنا وعدہ پورا کرے گا تم کو مالدار کر دے گا۔ اس آیت سے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ نکالا کہ ناداری صحت نکاح کے لئے مانع نہیں ہے، ہاں آئندہ اگر نان ونفقہ نہ ہو تو پھر معاملہ الگ ہے، ایسی حالت میں قاضی تفریق کرا سکتا ہے۔

٥٠٨٧ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! جِئْتُ أَهَبُ لَكَ نَفْسِي فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا. فَقَالَ: ((وَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟)) قَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ: ((اذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا)). فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ! مَا وَجَدْتُ شَيْئًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ)). فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ

(٥٠٨٧) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی: یارسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں اپنے آپ کو آپ ﷺ کے لیے وقف کرنے حاضر ہوئی ہوں۔ راوی نے بیان کیا: پھر رسول اللہ ﷺ نے نظر اٹھا کر دیکھا، پھر آپ نے نظر کو نیچی کیا اور اپنا سر جھکا لیا۔ جب اس عورت نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! اگر آپ کو ان سے نکاح کی ضرورت نہیں ہے تو ان سے میرا نکاح کر دیجیے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: "تمہارے پاس (مہر کے لیے) کوئی چیز ہے؟" انہوں نے عرض کیا: نہیں، اللہ کی قسم! یارسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ "اپنے گھر جاؤ اور دیکھو ممکن ہے تمہیں کوئی چیز مل جائے۔" وہ گئے اور واپس آ گئے اور عرض کیا: اللہ کی قسم! میں نے کچھ نہیں پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جا دیکھ! اگر لوہے کی ایک انگوٹھی بھی مل جائے تو لے آ۔" وہ گئے اور واپس

فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ وَلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِيْ- قَالَ سَهْلٌ: مَا لَهُ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ- فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ)). فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَآهُ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: ((مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟)) قَالَ: مَعِيْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا عَدَّدَهَا . فَقَالَ: ((تَقْرَأُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ)) . قَالَ: نَعَمْ . قَالَ: ((اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)). [راجع: ٢٣١٠] [مسلم: ٣٤٨٧]

آ گئے اور عرض کیا: اللہ کی قسم! یارسول اللہ! میرے پاس لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ہے، البتہ میرے پاس یہ ایک تہبند ہے۔ انہیں (خاتون کو) اس میں سے آدھا دے دیجیے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے پاس چادر بھی نہیں تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ تمہارے اس تہبند کا کیا کرے گی۔ اگر تم اسے پہنو گے تو ان کے لیے اس میں سے کچھ نہیں بچے گا اور اگر وہ پہن لے تو تمہارے لیے کچھ نہیں رہے گا۔'' اس کے بعد وہ صحابی بیٹھ گئے۔ کافی دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد جب وہ کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا کہ وہ واپس جا رہے ہیں آنحضرت ﷺ نے انہیں بلوایا جب وہ آئے تو آپ نے دریافت فرمایا: ''تمہیں قرآن مجید کتنا یاد ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں۔ انہوں نے گن کر بتائیں۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا: ''کیا تم انہیں بغیر دیکھے پڑھ سکتے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر جاؤ! میں نے انہیں تمہارے نکاح میں دیا ان سورتوں کے بدلے جو تمہیں یاد ہیں۔''

تشریح: تمہارا مہر یہی ہے کہ تم اس کو وہ سورتیں جو تم کو یاد ہیں ان کو یاد کرا دینا۔ نسائی اور ابوداؤد کی روایت میں سورۂ بقرہ اور اس کے پاس والی سورت آل عمران مذکور ہے۔ دارقطنی کی روایت میں سورۂ بقرہ اور مفصل کی چند سورتیں مذکور ہیں۔ ایک روایت میں یوں ہے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک انصاری کا نکاح سات سورتوں پر کر دیا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ اس کو بیس آیتیں سکھلا دے وہ تیری بیوی ہے۔ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز ہے اور حنفیہ نے برخلاف ان احادیث صحیحہ کے یہ حکم دیا ہے کہ تعلیم قرآن مہر نہیں ہو سکتی اور کہتے ہیں ان تبتغوا باموالکم ہم کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے تعلیم قرآن کو بھی مال قرار دیا اور نبی کریم ﷺ سے زیادہ قرآن کو تم نہیں جانتے۔ واللہ اعلم۔

بَابُ الْأَكْفَاءِ فِي الدِّيْنِ

باب: کفائت میں دینداری کا لحاظ ہونا

﴿وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا﴾. [الفرقان: ٥٤]

(اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) ''اللہ وہی ہے جس نے انسان کو پانی (نطفے) سے پیدا کیا، پھر اسے ددھیال اور سسرال کے رشتوں میں بانٹ دیا (اس کو کسی کا بیٹا، بیٹی، کسی کا داماد، بہو بنا دیا، یعنی خاندانی اور سسرالی دونوں رشتے رکھے) اور اے پیغمبر! تیرا مالک بڑی قدرت والا ہے۔''

تشریح: یعنی کافر مسلمان کا کفو نہیں ہوسکتا بعض نے کفائت میں صرف دین کا اتحاد کافی سمجھا ہے اور کسی بات کی ضرورت نہیں مثلاً سید، شیخ، مغل، پٹھان جو مسلمان ہوں وہ سب ایک دوسرے کے کفو ہیں لیکن جمہور علما کے نزدیک (اسلام کے بعد) کفائت میں نسب اور خاندان کا بھی لحاظ ہونا

چاہیے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں دوسرے عرب ان کے کفو نہیں ہیں۔ شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک اگر ولی راضی ہوں تو غیر کفو میں بھی نکاح صحیح ہے مگر ایک ولی بھی اگر ناراض ہو تو نکاح فسخ کرا سکتا ہے (وحیدی) (مہاجرین صحابہ کا انصار کی عورتوں سے نکاح کرنا ثابت کرتا ہے کہ کفائت میں صرف دین ہی کافی ہے باقی سب کچھ اضافی اور ثانوی حیثیت رہے اور اگلی حدیث بھی اسی بات کی مؤید ہے۔ عبدالرشید تونسوی)

٥٠٨٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ ابْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، وَكَانَ، مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ تَبَنَّى سَالِمًا، فَأَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، كَمَا تَبَنَّى النَّبِيُّ ﷺ زَيْدًا، وَكَانَ مَنْ تَبَنَّى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِيرَاثِهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَمَوَالِيكُمْ﴾ فَرُدُّوا إِلَى آبَائِهِمْ، فَمَنْ لَمْ يُعْلَمْ لَهُ أَبٌ كَانَ مَوْلًى وَأَخًا فِي الدِّينِ، فَجَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ ثُمَّ الْعَامِرِيِّ ـ وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِي حُذَيْفَةَ ـ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا كُنَّا نَرَى سَالِمًا وَلَدًا وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

[راجع: ٤٠٠٠] [نسائي: ٣٢٢٣]

(٥٠٨٨) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس (مہشم) نے جوان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ بدر میں شرکت کی تھی۔ سالم بن معقل رضی اللہ عنہ کو لے پالک بیٹا بنایا اور پھر ان کا نکاح اپنے بھائی کی لڑکی ہندہ بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے کر دیا۔ پہلے سالم رضی اللہ عنہ ایک انصاری خاتون (شبیعہ بنت یعار) کے آزاد کردہ غلام تھے لیکن ابوحذیفہ نے ان کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو (جو آپ ہی کے آزاد کردہ غلام تھے) اپنا لے پالک بیٹا بنایا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کو لے پالک بیٹا بنا لیتا تو لوگ اسے اسی کی طرف نسبت کر کے پکارا کرتے تھے اور لے پالک بیٹا اس کی میراث میں سے بھی حصہ پاتا۔ آخر جب سورۂ حجرات میں یہ آیت اتری: ''انہیں ان کے حقیقی باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارو''۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''وَمَوَالِيكُمْ'' تک تو لوگ انہیں ان کے باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارنے لگے جس کے باپ کا علم نہ ہوتا تو اسے ''مولیٰ'' اور دینی بھائی کہا جاتا۔ پھر سہلہ بنت سہیل بن عمرو القرشی ثم العامری رضی اللہ عنہا جو ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ! ہم تو سالم کو اپنے حقیقی بیٹے جیسا سمجھتے تھے۔ اب اللہ نے جو حکم اتارا وہ آپ ﷺ کو معلوم ہے، پھر آخر تک حدیث بیان کی۔

تشریح: ابوداؤد نے پوری حدیث نقل کی ہے اس میں یوں ہے سہلہ نے کہا آپ کیا حکم دیتے ہیں (کیا ہم سالم رضی اللہ عنہ سے پردہ کریں) آپ نے فرمایا تو ایسا کر سالم کو دودھ پلا دے۔ اس نے پانچ بار اس کو اپنا دودھ پلا دیا، اب وہ اس کے رضاعی بیٹے کی طرح ہو گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اس حدیث کے موافق جس سے پردہ نہ کرنا چاہتیں تو اپنی بھتیجیوں یا بھانجیوں سے کہتیں وہ اس کو دودھ پلا دیتیں گو وہ عمر میں بڑا جوان ہوتا لیکن بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی دوسری بیویوں نے ایسی رضاعت کی وجہ سے بے پردہ ہونا نہ مانا جب تک بچپنے میں رضاعت نہ ہو۔ وہ کہتی تھیں شاید نبی کریم ﷺ نے یہ اجازت خاص سالم کے لئے ہی دی ہوگی اوروں کے لئے ایسا حکم نہیں ہے۔ قسطلانی نے کہا یہ حکم خاص سہلہ اور سالم سے خاص تھا یا منسوخ

ہے اس کی بحث ان شاء اللہ آگے آئے گی۔ باب کی مطابقت اس طرح ہے کہ سالم غلام تھے مگر ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بھتیجی کا جو شرفائے قریش میں سے تھیں۔ ان سے نکاح کر دیا تو معلوم ہوا کہ کفائت میں صرف دین کا لحاظ کافی ہے۔ (وحیدی)

٥٠٨٩۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا: ((لَعَلَّكِ أَرَدْتِ الْحَجَّ))؟ قَالَتْ: وَاللَّهِ! لَا أَجِدُنِي إِلَّا وَجِعَةً. فَقَالَ لَهَا: ((حُجِّي وَاشْتَرِطِي وَقُولِي اللَّهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي)). وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ. [مسلم: ٢٩٠٢]

(٥٠٨٩) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا کے پاس گئے (یہ زبیر عبدالمطلب کے بیٹے اور آنحضرت ﷺ کے چچا تھے) اور ان سے فرمایا: ''شاید تمہارا ارادہ حج کا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میں تو اپنے آپ کو بیمار پاتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا: ''پھر بھی حج کا احرام باندھ لے، البتہ شرط لگا لینا اور یہ کہہ لینا کہ اے اللہ! میں اس وقت حلال ہو جاؤں گی جب تو مجھے (مرض کی وجہ سے) روک لے گا۔'' اور (ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا) مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔

تشریح: جو قریشی نہ تھے انہوں نے ایسا ہی کیا معلوم ہوا کہ اصل کفائت دین کی ہے اور باب و حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

٥٠٩٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ)). [مسلم: ٣٦٣٥]

(٥٠٩٠) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، ان سے عبیداللہ عمری نے، مجھ سے سعید بن ابی سعید نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عورت سے نکاح چار چیزوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ اس کے مال کی وجہ سے، اس کے خاندانی شرف کی وجہ سے، اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے پس تو دیندار عورت سے نکاح کر کے کامیابی حاصل کر، اگر ایسا نہ کرے تو تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے گی۔'' (یعنی اخیر میں تجھ کو ندامت ہوگی)

٥٠٩١۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلٍ، قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا تَقُولُونَ فِي هَذَا؟)) قَالُوا: حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ، وَإِنْ قَالَ: أَنْ يُسْتَمَعَ. قَالَ: ثُمَّ سَكَتَ فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ: ((مَا تَقُولُونَ فِي

(٥٠٩١) ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے، ان سے ان کے والد سلمہ بن دینار نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی نے بیان کیا کہ ایک صاحب (جو مال دار تھے) رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے گزرے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے پاس موجود صحابہ سے پوچھا: ''یہ کیسا شخص ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا: یہ اس لائق ہے کہ اگر یہ نکاح کا پیغام بھیجے تو اس سے نکاح کیا جائے، اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے اور اگر کوئی بات کہے تو غور سے سنی جائے۔ سہل نے

هَذَا؟)) قَالُوْا: حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَا يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَا يُشَفَّعَ، وَإِنْ قَالَ: أَلَّا يُسْتَمَعَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((هَذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هَذَا)). [انظر: ٦٤٤٧]

[ابن ماجه: ٤١٢٠]

بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ اس پر چپ ہو رہے۔ پھر ایک دوسرے صاحب گزرے، جو مسلمانوں کے غریب اور محتاج لوگوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ''اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا: یہ اس قابل ہے کہ اگر کسی کے ہاں نکاح کا پیغام بھیجے تو اس سے نکاح نہ کیا جائے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے، اگر کوئی بات کہے تو اس کی بات نہ سنی جائے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ شخص اکیلا پہلے شخص کی طرح دنیا بھر سے بہتر ہے۔''

تشریح: معلوم ہوا کہ کفو میں دراصل دیندار ہی ہونا ضروری ہے، کوئی بے دین آدمی کتنا ہی بڑا مالدار ہو ایک دین دار عورت کا کفو نہیں ہو سکتا۔ یہی حکم مردوں کے لئے ہے۔ بہتر ہونے کا مطلب یہ کہ اس مالدار کی طرح اگر دنیا بھر کے لوگ فرض کئے جائیں تو ان سب سے یہ اکیلا غریب شخص درجہ میں بڑھ کر ہے۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ غریب دیندار لوگ مالداروں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے۔ اللهم اجعلنا منهم۔ آمین۔ سچ ہے:

خاکساران جہاں رابہ حقارت منگر توچه دانی که دریں گرد سوارے باشد

بَابُ الْأَكْفَاءِ فِي الْمَالِ، وَتَزْوِيجِ الْمُقِلِّ الْمُثْرِيَةَ

باب: کفائت میں مالداری کا لحاظ ہونا اور غریب مرد کا مالدار عورت سے نکاح کرنا

تشریح: یعنی کفو میں مال کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

٥٠٩٢ـ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامَى﴾ [النساء: ٣] قَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِيْ! هَذِهِ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِيْ جَمَالِهَا وَمَالِهَا، وَيُرِيْدُ أَنْ يَنْتَقِصَ صَدَاقَهَا، فَنُهُوْا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوْا فِيْ إِكْمَالِ الصَّدَاقِ، وَأُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ، قَالَتْ: وَاسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ﴾ إِلَى ﴿وَتَرْغَبُوْنَ

(٥٠٩٢) مجھ سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کے بارے پوچھا: ''اور اگر تمہیں خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں تم انصاف نہیں کر سکو گے۔'' (سورۂ نساء) تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میرے بھانجے! اس آیت میں اس یتیم لڑکی کا حکم بیان ہوا ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور اس کا ولی اس کی خوبصورتی اور مالداری پر ریجھ کر یہ چاہے کہ اس سے نکاح کرے لیکن اس کے مہر میں کمی کرنے کا بھی ارادہ رکھتا ہو۔ ایسے ولی کو اپنی زیر پرورش یتیم لڑکی سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے، البتہ اس صورت میں انہیں نکاح کی اجازت ہے جب وہ ان کا مہر انصاف سے پورا ادا کریں اگر وہ ایسا نہ کریں تو پھر آیت میں ایسے ولیوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی زیر پرورش یتیم لڑکی کے سوا کسی اور سے

أَنْ تَنكِحُوهُنَّ﴾ [النساء: ١٢٧] فَأَنْزَلَ اللّٰهُ لَهُمْ أَنَّ الْيَتِيمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَمَالٍ رَغِبُوا فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ، وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوبَةً عَنْهَا فِي قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوهَا وَأَخَذُوا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ، قَالَتْ: فَكَمَا يَتْرُكُونَهَا حِينَ يَرْغَبُونَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوهَا إِذَا رَغِبُوا فِيهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهَا وَيُعْطُوهَا حَقَّهَا الْأَوْفَى مِنَ الصَّدَاقِ. [راجع: ٢٤٩٤]

نکاح کرلیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بعد سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں آیت ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَآءِ﴾ سے ﴿وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنكِحُوهُنَّ﴾ تک نازل کی۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ یتیم لڑکیاں اگر خوبصورت اور صاحب مال ہوں تو ان کے ولی بھی ان کے ساتھ نکاح کرلینا چاہتے ہیں، اس کا خاندان پسند کرتے ہیں اور مہر پورا ادا کرکے ان سے نکاح کرلیتے ہیں۔ لیکن ان میں حسن کی کمی ہو اور مال بھی نہ ہو تو پھر ان کی طرف رغبت نہیں ہوگی اور وہ انہیں چھوڑ کر دوسری عورتوں سے نکاح کرلیتے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آیت کا مطلب یہ ہے کہ جیسے اس وقت یتیم لڑکی کو چھوڑ دیتے ہیں جب وہ نادار ہو اور خوبصورت نہ ہو ایسے ہی اس وقت بھی چھوڑ دینا چاہیے جب وہ مالدار اور خوبصورت ہو، البتہ اگر اس کے حق میں انصاف کریں اور اس کا مہر پورا ادا کریں تب اس سے نکاح کرسکتے ہیں۔

بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ شُؤْمِ الْمَرْأَةِ

باب: عورت کی نحوست سے بچنے کا بیان

وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ﴾. [التغابن: ١٤]

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''بلاشبہ تمہاری بعض بیویوں اور تمہارے بعض بچوں میں تمہارے دشمن ہوتے ہیں۔''

٥٠٩٣ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حَمْزَةَ، وَسَالِمٍ، ابْنَيْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((الشُّؤْمُ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ)). [راجع: ٢٠٩٩]

(٥٠٩٣) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے حمزہ اور سالم نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نحوست عورت میں، گھر میں اور گھوڑے میں ہوسکتی ہے۔'' (نحوست بے برکتی اگر ہو تو ان میں ہوسکتی ہے)

[مسلم: ٥٨٠٤، ٥٨٠٥؛ ابوداود: ٣٩٢٢؛ ترمذي: ٢٨٢٤؛ نسائي: ٣٥٧١]

تشریح: بداخلاق عورت منحوس ہوتی ہے، ہر وقت گھر میں کل کل رہ سکتی ہے۔ بعض مکان بھی ٹوٹے پھوٹے ہوتے ہیں جن میں ہر وقت جان کو خطرہ ہوسکتا ہے اور بعض گھوڑے بھی سرکش ہوتے ہیں جن سے سوار کو خطرہ رہتا ہے نحوست کا یہی مطلب ہے۔

٥٠٩٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ

(٥٠٩٤) ہم سے محمد بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے عمر بن محمد عسقلانی نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے

الْعَسْقَلَانِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ذَكَرُوا الشُّؤْمَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ)). [انظر: ٢٠٩٩]

اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ کے سامنے نحوست کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر نحوست کسی چیز میں ہو تو گھر، عورت اور گھوڑے میں ہو سکتی ہے۔''

٥٠٩٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ)).

[راجع: ٢٨٥٩]

(٥٠٩٥) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا انہیں امام مالک نے خبر دی، انہیں ابو حازم نے اور انہیں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر (نحوست) کسی چیز میں ہو تو گھوڑے، عورت اور گھر میں ہو سکتی ہے۔''

تشریح: اس کا بیان اوپر گزر چکا ہے ایک حدیث میں ہے کہ انسان کی نیک بختی یہ ہے کہ اس کی عورت اچھی ہو اور سواری اچھی ہو، گھر اچھا ہو اور بدبختی یہ ہے کہ بیوی بری ہو، گھر برا ہو، سواری بری ہو۔ علما نے کہا ہے عورت کی نحوست یہ ہے کہ بانجھ ہو، بداخلاق، زبان دراز ہو۔ گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں اس پر جہاد نہ کیا جائے، شریر بدذات ہو۔ گھر کی نحوست یہ ہے کہ آنگن تنگ ہو، ہمسائے برے ہوں لیکن نحوست کے معنی بدفالی کے نہیں ہیں جس کو عوام نحوست سمجھتے ہیں۔ یہ تو دوسری صحیح حدیث میں آچکا ہے کہ بدفالی لینا شرک ہے۔ مثلاً باہر جاتے وقت کوئی کانا آدمی سامنے آگیا یا عورت یا بلی گزر گئی یا چھینک آئی تو یہ سمجھنا کہ اب کام نہ ہوگا۔ یہ ایک جہالت کا خیال ہے جس کی دلیل عقل یا شرع سے مالکل نہیں ہے، اس طرح تاریخ یا دن یا وقت کی نحوست یہ سب باتیں محض لغو ہیں جو لوگ ان پر اعتقاد رکھتے ہیں وہ پکے جاہل اور ناتربیت یافتہ ہیں۔ (وحیدی)

٥٠٩٦ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ)). [مسلم: ٦٩٤٥، ٦٩٤٦، ٦٩٤٧؛ ترمذي: ٢٧٨٠؛ ابن ماجه: ٣٩٩٨]

(٥٠٩٦) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان تیمی نے بیان کیا، انہوں نے ابو عثمان نہدی سے سنا اور انہوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں کے فتنے سے بڑھ کر نقصان دینے والا اور کوئی فتنہ نہیں چھوڑا ہے۔''

تشریح: بعض دفعہ عورتوں کے فتنے میں قومیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ زر، زمین، زن یعنی بیوی کی بابت فسادات تاریخ انسانی میں ہمیشہ ہوتے چلے آئے ہیں۔

بَابُ الْحُرَّةِ تَحْتَ الْعَبْدِ

باب: آزاد عورت کا غلام مرد کے نکاح میں ہونا جائز ہے

٥٠٩٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ،

(٥٠٩٧) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن نے، انہیں قاسم بن محمد نے اور ان

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ فِي بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ عَتَقَتْ فَخُيِّرَتْ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)). وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَبُرْمَةٌ عَلَى النَّارِ، فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَأُدْمٌ مِنْ أُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ: ((لَمْ أَرَ الْبُرْمَةَ)). فَقِيْلَ: لَحْمٌ تُصُدِّقَ عَلَى بَرِيْرَةَ، وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ: ((هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ، وَلَنَا هَدِيَّةٌ)). [راجع: ٤٥٦] [مسلم: ٢٤٨٦، ٣٧٦٥؛ نسائي: ٣٤٤٧]

سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بریرہ کے ساتھ تین سنت قائم ہوتی ہیں، انہیں آزاد کیا اور پھر اختیار دیا گیا (کہ اگر چاہیں تو اپنے سابقہ شوہر سے اپنا نکاح فسخ کر سکتی ہیں) اور رسول کریم ﷺ نے (حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں) فرمایا: ”ولا، آزاد کرانے والے کے ساتھ قائم ہوئی ہے“ اور نبی کریم ﷺ گھر میں داخل ہوئے تو (گوشت کی) ہانڈی چولھے پر تھی۔ پھر آنحضرت ﷺ کے لیے روٹی اور گھر کا سالن لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(چولھے پر) ہانڈی (گوشت کی) بھی تو میں نے دیکھی تھی۔“ عرض کیا گیا: وہ ہانڈی اس گوشت کی تھی جو بریرہ رضی اللہ عنہا کو صدقہ ملا تھا اور آپ صدقہ نہیں کھاتے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”وہ اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ان کی طرف سے تحفہ ہے۔“

تشریح: ہم اسے کھا سکتے ہیں۔

بَابٌ: لَا يَتَزَوَّجُ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعٍ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾

باب: چار بیویوں سے زیادہ (بیک وقت) آدمی نہیں رکھ سکتا

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ: يَعْنِي مَثْنَى أَوْ ثُلَاثَ أَوْ رُبَاعَ. وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿أُولِي أَجْنِحَةٍ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ يَعْنِي مَثْنَى أَوْ ثُلَاثَ أَوْ رُبَاعَ.

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ ”و“ او کے معنی میں ہے (یعنی دو بیویاں رکھو یا تین یا چار)۔
علی بن حسین فرماتے ہیں: یعنی دو یا تین یا چار جیسے سورۂ فاطر میں اس کی نظیر موجود ہے ﴿أُولِي أَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ یعنی دو پنکھ والے فرشتے یا تین والے یا چار پنکھ والے۔

٥٠٩٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى﴾. قَالَ: اَلْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ وَهُوَ وَلِيُّهَا، فَيَتَزَوَّجُهَا عَلَى مَالِهَا، وَيُسِيْءُ صُحْبَتَهَا، وَلَا يَعْدِلُ فِي مَالِهَا، فَلْيَتَزَوَّجْ مَا طَابَ لَهُ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهَا مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ. [راجع: ٢٤٩٤]

(٥٠٩٨) ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی، انہیں ہشام نے، انہیں ان کے والد نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ”اور اگر تمہیں خوف ہو کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف نہیں کر سکو گے۔“ کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد یتیم لڑکی ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو۔ ولی اس سے اس کے مال کی وجہ سے شادی کرتے اور اس سے اچھا سلوک نہ کرتے اور نہ اس کے مال کے بارے میں انصاف کرتے، ایسے شخصوں کو یہ حکم ہوا کہ اس یتیم لڑکی سے نکاح نہ کریں

بلکہ اس کے سوا جو عورتیں بھلی لگیں ان سے نکاح کر لیں۔ دو دو، تین تین یا چار چار تک اجازت ہے۔

تشریح: بیک وقت شریعت اسلامی میں چار سے زائد بیویاں رکھنا قطعاً حرام ہے۔ باب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت زین العابدین کا قول نقل کر کے رافضیوں کا رد کیا کیونکہ وہ ان کو بہت مانتے ہیں پھر ان کے قول کے خلاف قرآن شریف کی تفسیر کیونکر جائز رکھتے ہیں۔

بَابٌ: ﴿وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ﴾ [النساء: ٢٣]

باب: آیت کریمہ یعنی ''اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے'' یعنی رضاعت کا بیان

وَيَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا بیان کہ ''جو رشتہ خون سے حرام ہوتا ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہوتا ہے۔''

تشریح: رضاعت یعنی دودھ پینے سے ایسا رشتہ ہو جاتا ہے کہ دودھ پلانے والی عورت، اس کا خاوند جس سے دودھ ہے، اس کی بیٹی، ماں، بہن، پوتی، نواسی، پھوپھی، بھتیجی، بھانجی، باپ، دادا، نانا، بھائی، پوتا، نواسہ، چچا، بھتیجا، بھانجا یہ سب شیر خوار کے محرم ہو جاتے ہیں۔ بشرطیکہ پانچ بار دودھ چوسا ہو اور مدت رضاعت یعنی دو برس کے اندر پیا ہو لیکن جس بچے یا بچی نے دودھ پیا اس کے باپ بھائی یا بہن یا ماں، نانی، خالہ، ماموں وغیرہ دودھ دینے والی عورت یا اس کے شوہر پر حرام نہیں ہوتے تو قاعدہ کلیہ یہ ٹھہرا کہ دودھ پلانے والی کی طرف سے تو سب لوگ دودھ پینے والے کے محرم ہو جاتے ہیں لیکن دودھ پینے والے کی طرف سے وہ خود یا اس کی اولاد صرف محرم ہوتی ہے اس کے باپ، بھائی، چچا، ماموں، خالہ وغیرہ یہ محرم نہیں ہوتے۔ (وحیدی)

٥٠٩٩۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا، وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أُرَاهُ فُلَانًا)). لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ. قَالَتْ عَائِشَةُ: لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: ((نَعَمْ، الرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ)). [راجع: ٢٦٤٦]

(٥٠٩٩) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے، ان سے عبداللہ بن ابوبکر نے، ان سے عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف رکھتے تھے اور آپ نے سنا کہ کوئی صاحب ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ یہ فلاں شخص ہے، آپ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے ایک دودھ کے چچا کا نام لیا۔ اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا فلاں، جو ان کے دودھ کے چچا تھے، اگر زندہ ہوتے تو میرے یہاں آ جا سکتے تھے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں، جیسے خون ملنے سے حرمت ہوتی ہے، ویسے ہی دودھ پینے سے بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔''

٥١٠٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ،

(٥١٠٠) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے قتادہ نے، ان سے حضرت جابر بن زید نے اور ان سے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَلَا تَزَوَّجُ ابْنَةَ حَمْزَةَ قَالَ: ((إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ)). وَقَالَ بِشْرُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، سَمِعْتُ قَتَادَةَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ مِثْلَهُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے کہا گیا کہ آپ حضرت حمزہ کی بیٹی سے نکاح کیوں نہیں کر لیتے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ میرے دودھ کے بھائی کی بیٹی ہے۔'' اور بشر بن عمر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے قتادہ سے سنا اور انہوں نے اسی طرح جابر بن زید سے سنا۔ [راجع: ٢٦٤٥]

تشریح: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور نبی کریم ﷺ نے حضرت ثویبہ لونڈی کا دودھ پیا تھا جو ابولہب کی لونڈی تھی اس لئے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ آپ کے دودھ بھائی قرار پائے۔ ایک دن ابوجہل نے رسول کریم ﷺ کو ایذا دی اور گالی بھی دی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لونڈی نے یہ واقعہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو سنایا۔ وہ غصہ میں ابوجہل کے سامنے آئے اور کمان سے اس کا سر توڑ ڈالا اور کہا کہ لے میں خود مسلمان ہوتا ہوں تو کر لے کیا کرنا چاہتا ہے چنانچہ اسی دن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔ یہ چھٹے سال نبوت کا واقعہ ہے نبی کریم ﷺ سے عمر میں بڑے تھے، احد میں شہید ہوئے۔

٥١٠١۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! انْكِحْ أُخْتِي بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ فَقَالَ: ((أَوَتُحِبِّينَ ذَلِكِ)). فَقُلْتُ: نَعَمْ، لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ، وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ ذَلِكِ لَا يَحِلُّ لِي)) قُلْتُ: فَإِنَّا نُحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ. قَالَ: ((بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ)). قُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: ((لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ، أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ)). قَالَ عُرْوَةُ وَثُوَيْبَةُ: مَوْلَاةٌ لِأَبِي لَهَبٍ كَانَ أَبُو لَهَبٍ أَعْتَقَهَا فَأَرْضَعَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ أُرِيَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ بِشَرِّ حِيبَةٍ قَالَ لَهُ: مَا ذَا لَقِيتَ؟ قَالَ أَبُو لَهَبٍ: لَمْ أَلْقَ

(٥١٠١) ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی، انہیں زینب بنت ابی سلمہ نے خبر دی اور انہیں ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان نے خبر دی انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری بہن (ابوسفیان کی لڑکی) سے نکاح کر لیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اسے پسند کرو گی'' (کہ تمہاری سوکن تمہاری بہن بنے؟) میں نے عرض کیا: ہاں! میں تو پسند کرتی ہوں اگر میں اکیلی آپ ﷺ کی بیوی ہوتی تو پسند نہ کرتی۔ پھر میری بہن اگر میرے ساتھ بھلائی میں شریک ہو تو میں کیونکر نہ چاہوں گی (غیروں سے تو بہن ہی اچھی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ میرے لیے حلال نہیں ہے۔'' حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یارسول اللہ! لوگ کہتے ہیں آپ ابوسلمہ کی بیٹی سے جو اُمِ سلمہ کے پیٹ سے ہے، نکاح کرنے والے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ میری ربیبہ اور میری پرورش میں نہ ہوتی (یعنی میری بیوی کی بیٹی نہ ہوتی) تب بھی میرے لیے حلال نہ ہوتی، وہ دوسرے رشتے سے میری دودھ بھتیجی ہے، مجھے اور ابوسلمہ کے باپ کو دونوں کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ دیکھو! ایسا مت کرو اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو مجھ سے نکاح کرنے کے لیے نہ کہو۔'' حضرت عروہ راوی نے کہا: ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی ابولہب نے اسے آزاد کر دیا تھا (جب اس نے آنحضرت کے پیدا ہونے کی خبر ابولہب کو دی تھی) پھر اس نے آنحضرت ﷺ کو دودھ پلایا تھا اور جب

بَعْدَكُمْ غَيْرَ أَنِّي سُقِيتُ فِي هٰذِهِ بِعَتَاقَتِي ثُوَيْبَةَ. [انظر: ٥١٠٦، ٥١٠٧، ٥١٢٣، ٥٣٧٢] [مسلم: ٣٥٨٦، ٣٥٨٧، ٣٥٨٨، ٣٥٨٩؛ نسائي: ٣٢٨٤، ٣٢٨٥، ٣٢٨٦، ٣٢٨٧؛ ابن ماجه: ١٩٣٩]

ابولہب مرگیا تو اس کے کسی عزیز نے مرنے کے بعد اس کو خواب میں برے حال میں دیکھا تو پوچھا: کیا حال ہے کیا گزری؟ وہ (ابولہب) کہنے لگا: جب سے میں تم سے جدا ہوا ہوں کبھی آرام نہیں ملا مگر ایک ذرا سا پانی (مل جاتا ہے) ابولہب نے اس گڑھے کی طرف اشارہ کیا جو انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی کے بیچ میں ہوتا ہے یہ بھی اس وجہ سے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔

بَابُ مَنْ قَالَ: لَا رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ

باب: اس شخص کی دلیل جس نے کہا کہ دو سال کے بعد، پھر رضاعت سے حرمت نہ ہوگی

لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾. [البقرة:٢٣٣] وَمَا يُحَرِّمُ مِنْ قَلِيلِ الرَّضَاعِ وَكَثِيرِهِ.

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''دو پورے سال اس شخص کے لیے جو چاہتا ہو کہ رضاعت پوری کرے۔'' اور رضاعت کم ہو جب بھی حرمت ثابت ہوتی ہے اور زیادہ ہو جب بھی۔

تشریح: یہ ضروری نہیں کہ پانچ بار چوسے۔ آیت کریمہ: ﴿حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ﴾ (٢/البقرة:٢٣٣) لاکر امام بخاری رحمہ اللہ نے حنفیوں کا رد کیا ہے جو رضاعت کی مدت اڑھائی برس تک بتلاتے ہیں۔ حنفی حضرات کہتے ہیں کہ دوسری آیت میں ﴿حَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ (٤٦/الاحقاف:١٥) آیا ہے (اس کا حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہیں) اس کا جواب یہ ہے کہ آیت میں حمل کی اقل مدت چھ مہینے اور فصال کی چوبیس مہینے دونوں کی مدت تیس مہینے مذکور ہے۔ یہ نہیں کہ حمل کی مدت تیس مہینے اور فصال کی تیس مہینے جیسے تم نے سمجھا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ دوسری آیت میں: ﴿لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ (٢/البقرة:٢٣٣) آیا ہے تو رضاعت کی اکثر سے اکثر مدت دو برس ہوگی اور کم مدت پونے دو برس ہیں۔ حمل کی مدت نو مہینے جملہ تیس مہینے ہوئے اور رضاعت قلیل ہو یا کثیر اس سے حرمت ثابت ہو جائے گی۔ یہ ضروری نہیں کہ پانچ بار دودھ چوسے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور اکثر علما کا یہی قول ہے لیکن امام شافعی اور امام احمد اور اسحاق اوزا ابن حزم رحمہ اللہ اور اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ حرمت کے لئے کم سے کم پانچ بار دودھ چوسنا ضروری ہے ان کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحیح حدیث ہے جسے امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ قرآن میں اخیر حکم پانچ بار دودھ چوسنے کا تھا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ایک بار یا دو بار چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

٥١٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَشْعَثِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ، فَكَأَنَّهُ تَغَيَّرَ وَجْهُهُ، كَأَنَّهُ كَرِهَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ: إِنَّهُ أَخِي. فَقَالَ: ((انْظُرْنَ مَنْ إِخْوَانُكُنَّ؟ فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ)). [راجع: ٢٦٤٧]

(٥١٠٢) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اشعث نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ ان کے ہاں ایک مرد بیٹھا ہوا ہے۔ آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا گویا کہ آپ ﷺ نے اس کو پسند نہیں فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ میرے (دودھ والے) بھائی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو یہ سوچ سمجھ کر کہو، کون تمہارا بھائی ہے؟ کیونکہ رضاعت وہی معتبر ہے جو (کم سنی میں) بھوک مٹا دے گا۔''

تشریح: شاید وہ ابوقعیس کا کوئی بیٹا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی باپ تھا اور جس نے یہ مرد عبداللہ بن یزید بتلایا ہے، اس نے غلط کہا وہ بالاتفاق تابعین میں سے ہے۔

بَابُ لَبَنِ الْفَحْلِ

باب: جس مرد کا دودھ ہو وہ بھی دودھ پینے والے پر حرام ہو جاتا ہے (کیونکہ شیرخوار کا باپ بن جاتا ہے)

٥١٠٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ أَفْلَحَ، أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا۔ وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ۔ بَعْدَ أَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ، فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ، فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ، فَأَمَرَنِي أَنْ آذَنَ لَهُ. [راجع: ٢٦٤٤] [مسلم: ٣٥٧١؛ نسائي: ٣٣١٦]

(٥١٠٣) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابوقعیس کے بھائی افلح نے ان کے ہاں اندر آنے کی اجازت چاہی۔ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا تھے۔ (یہ واقعہ پردہ کے حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ) میں نے انہیں اندر آنے کی اجازت نہیں دی۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کو ان کے ساتھ اپنا معاملہ بتایا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں انہیں اندر آنے کی اجازت دے دوں۔

تشریح: کیونکہ وہ ان کے رضاعی چچا تھے۔ اکثر علما اور ائمہ اربعہ کا یہی قول ہے جیسا کہ دودھ پلانے سے مرضعہ حرام ہو جاتی ہے ویسے ہی اس کا وہ خاوند بھی اور اس کے عزیز بھی محرم ہو جاتے ہیں۔ جس خاوند کے جماع کی وجہ سے عورت کے دودھ ہوا ہے جنہوں نے اس کے خلاف کہا ہے ان کا کہنا غلط ہے۔

بَابُ شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ

باب: اگر صرف دودھ پلانے والی عورت رضاعت کی گواہی دے

تشریح: اگر کوئی گواہ نہ ہو تو اس صورت میں امام احمد بن حنبل اور حسن اور اسحاق رحمہم اللہ اور اہلحدیث کے نزدیک رضاع ثابت ہو جائے گا۔

٥١٠٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ لَكِنِّي لِحَدِيثِ عُبَيْدٍ أَحْفَظُ قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً، فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ: قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا. فَأَتَيْتُ

(٥١٠٤) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے، کہا ہم کو ایوب سختیانی نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن ابی ملیکہ نے، کہا مجھ سے عبید بن ابی مریم نے بیان کیا، ان سے عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے (عبداللہ بن ابی ملیکہ نے) بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث خود عقبہ سے بھی سنی ہے لیکن مجھے عبید کے واسطے سے سنی ہوئی حدیث زیادہ یاد ہے۔ عقبہ بن حارث نے بیان کیا کہ میں نے ایک عورت (ام یحییٰ بنت ابی اہاب) سے نکاح کیا۔ پھر ایک کالی عورت آئی اور کہنے لگی: میں نے تم

النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ لِي: إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا. وَهِيَ كَاذِبَةٌ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَأَتَيْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ، قُلْتُ: إِنَّهَا كَاذِبَةٌ. قَالَ: ((كَيْفَ بِهَا وَقَدْ زَعَمَتْ أَنَّهَا قَدْ أَرْضَعَتْكُمَا، دَعْهَا عَنْكَ)). وَأَشَارَ إِسْمَاعِيلُ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى يَحْكِي أَيُّوبَ.

[راجع: ۸۸]

دونوں (میاں بیوی) کو دودھ پلایا ہے۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے فلاں بنت فلاں سے نکاح کیا ہے اس کے بعد ہمارے ہاں ایک کالی عورت آئی اور مجھ سے کہنے لگی کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے، حالانکہ وہ جھوٹی ہے (آپ کو عقبہ کا یہ کہنا کہ وہ جھوٹی ہے ناگوار گزرا) آپ نے اس سے اپنا چہرۂ مبارک پھیر لیا۔ پھر میں آپ کے سامنے آیا اور عرض کیا: وہ عورت جھوٹی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اس بیوی سے اب کیسے نکاح رہ سکے گا جبکہ یہ عورت یوں کہتی ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے، اس عورت کو اپنے سے الگ کردو۔'' (حدیث کے راوی) اسماعیل بن علیہ نے اپنی شہادت اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کرکے بتایا کہ ایوب نے اس طرح اشارہ کیا۔

تشریح: اس موقع پر نبی کریم ﷺ کے اشارہ کو بتایا تھا۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کا اشارہ نقل کیا، آپ نے انگلیوں سے بھی اشارہ کیا اور زبان سے بھی فرمایا کہ اس عورت کو چھوڑ دے جو لوگ کہتے ہیں کہ رضاعت صرف مرضعہ کی شہادت سے ثابت نہیں ہوتی وہ کہتے ہیں کہ آپ نے احتیاطاً یہ حکم فرمایا تھا۔ مگر ایسا کہنا ٹھیک نہیں، حلال وحرام کا معاملہ ہے، آپ ﷺ نے اس کی شہادت کو تسلیم کرکے عورت کو جدا کرا دیا یہی صحیح ہے۔

بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ النِّسَاءِ وَمَا يَحْرُمُ

باب: کون سی عورتیں حلال ہیں اور کون سی حرام ہیں؟

وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَتَيْنِ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾. [النساء: ۲۳، ۲٤] وَقَالَ أَنَسٌ: ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ﴾ ذَوَاتُ الْأَزْوَاجِ الْحَرَائِرُ حَرَامٌ: ﴿إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ لَا يَرَى بَأْسًا أَنْ يَنْزِعَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهُ مِنْ عَبْدِهِ. وَقَالَ: ﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَّ﴾. [البقرة: ۲۲۱] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا زَادَ عَلَى أَرْبَعٍ فَهُوَ حَرَامٌ، كَأُمِّهِ وَابْنَتِهِ وَأُخْتِهِ.

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں ان کی تفصیل کو یوں بیان فرمایا ہے: ''حرام ہیں تم پر مائیں تمہاری، بیٹیاں تمہاری، بہنیں تمہاری، پھوپھیاں تمہاری، خالائیں تمہاری، بھتیجیاں تمہاری، بھانجیاں تمہاری۔ بے شک! اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔'' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ﴾ سے خاوند والی عورتیں مراد ہیں جو آزاد ہوں وہ بھی حرام ہیں اور ﴿وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ کا یہ مطلب ہے کہ اگر کسی کی لونڈی اس کے غلام کے نکاح میں ہو تو اس کے غلام سے چھین کر، یعنی طلاق دلوا کر خود اپنی بیوی بنا سکتے ہیں اور اللہ نے یہ بھی فرمایا: ''مشرک عورتوں سے جب تک وہ ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرو'' اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: چار عورتیں ہوتے ہوئے پانچویں سے بھی نکاح کرنا حرام ہے، جیسے اپنی ماں، بیٹی اور بہن سے نکاح کرنا۔

۵۱۰۵۔ وَقَالَ لَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا

(۵۱۰۵) اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ہم سے کہا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید

يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي حَبِيبٌ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، حَرُمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ، وَمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ. ثُمَّ قَرَأَ: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ﴾ الآيَةَ. وَجَمَعَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ بَيْنَ ابْنَةِ عَلِيٍّ وَامْرَأَةِ عَلِيٍّ. وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ: لَا بَأْسَ بِهِ. وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ مَرَّةً ثُمَّ قَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ. وَجَمَعَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَيْنَ ابْنَتَيْ عَمٍّ فِي لَيْلَةٍ، وَكَرِهَهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ لِلْقَطِيعَةِ، وَلَيْسَ فِيهِ تَحْرِيمٌ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذَٰلِكُمْ﴾ [النساء: ٢٤] قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِذَا زَنَا بِأُخْتِ امْرَأَتِهِ لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ. وَيُرْوَى عَنْ يَحْيَى الْكِنْدِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَأَبِي جَعْفَرٍ، فِي مَنْ يَلْعَبُ بِالصَّبِيِّ إِنْ أَدْخَلَهُ فِيهِ، فَلَا يَتَزَوَّجَنَّ أُمَّهُ، وَيَحْيَى هَذَا غَيْرُ مَعْرُوفٍ، لَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ. وَقَالَ عِكْرِمَةُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا زَنَا بِهَا لَا تَحْرُمُ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ. وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي نَصْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَرَّمَهُ. وَأَبُو نَصْرٍ هَذَا لَمْ يُعْرَفْ بِسَمَاعِهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَرُوِيَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَالْحَسَنِ وَبَعْضِ أَهْلِ الْعِرَاقِ: تَحْرُمُ عَلَيْهِ. وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَا تَحْرُمُ حَتَّى يُلْزِقَ بِالْأَرْضِ يَعْنِي تُجَامِعُ. وَجَوَّزَهُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ وَالزُّهْرِيُّ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: قَالَ عَلِيٌّ: لَا تَحْرُمُ. وَهَذَا مُرْسَلٌ.

قطان نے بیان کیا، انہوں نے سفیان ثوری سے، کہا مجھ سے حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے کہا: خون کی رو سے تم پر سات رشتے حرام ہیں اور شادی کی وجہ سے (سسرال کی طرف سے) بھی سات رشتے حرام ہیں پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ﴾ آخر تک اور عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی زینب اور علی رضی اللہ عنہ کی بیوی (لیلیٰ بنت مسعود) دونوں سے نکاح کیا، ان کو جمع کیا اور ابن سیرین نے کہا: اس میں کوئی قباحت نہیں ہے اور حسن بصری نے ایک بار تو اسے مکروہ کہا: پھر کہنے لگے: اس میں کوئی قباحت نہیں اور حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے اپنے دونوں چاچاؤں (محمد بن علی اور عمرو بن علی) کی بیٹیوں کو ایک ساتھ نکاح میں لے لیا اور جابر بن زید تابعی نے اس کو مکروہ جانا، اس خیال سے کہ بہنوں میں جلاپا نہ پیدا ہو مگر یہ کچھ حرام نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ان کے سوا اور سب عورتیں تم کو حلال ہیں'' اور عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' اگر کسی نے اپنی سالی سے زنا کیا تو اس کی بیوی (سالی کی بہن) اس پر حرام نہ ہوگی اور یحییٰ بن قیس کندی سے روایت ہے، انہوں نے شعبی اور ابوجعفر سے، دونوں نے کہا: اگر کوئی شخص لواطت کرے اور کسی لونڈے کے دخول کر دے تو اب اس کی ماں سے نکاح نہ کرے اور یہ یحییٰ راوی مشہور شخص نہیں ہے اور نہ کسی نے اس کے ساتھ ہو کر یہ روایت کی ہے اور عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اگر کسی نے اپنی ساس سے زنا کیا تو اس کی بیوی اس پر حرام نہ ہوگی اور ابونصر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حرام ہو جائے گی اور اس راوی ابونصر کا حال معلوم نہیں۔ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا ہے یا نہیں (لیکن ابوزرعہ نے اسے ثقہ کہا ہے) اور عمران بن حصین، جابر بن زید، حسن بصری اور بعض عراق والوں (امام ثوری اور امام ابوحنیفہ) کا یہی قول ہے کہ حرام ہو جائے گی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: حرام نہ ہوگی جب تک اس کی ماں (اپنی خوشدامن) کو زمین سے نہ لگا دے (اس سے جماع نہ کرے) اور

سعید بن مسیب، عروہ اور زہری نے اس کے متعلق کہا ہے کہ اگر کوئی ساس سے زنا کرے تب بھی اس کی بیٹی، یعنی زنا کرنے والے کی بیوی اس پر حرام نہ ہوگی (اس کو رکھ سکتا ہے) اور زہری نے کہا: علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کی جورو اس پر حرام نہ ہوگی اور یہ روایت مرسل ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾ [٤/ النساء: ٢٣] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الدُّخُولُ وَالْمَسِيسُ وَاللِّمَاسُ هُوَ الْجِمَاعُ. وَمَنْ قَالَ: بَنَاتُ وَلَدِهَا هُنَّ بَنَاتِهِ فِي التَّحْرِيمِ، لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِأُمِّ حَبِيبَةَ: ((لَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ)). وَكَذَلِكَ حَلَائِلُ وَلَدِ الْأَبْنَاءِ هُنَّ حَلَائِلُ الْأَبْنَاءِ، وَهَلْ تُسَمَّى الرَّبِيبَةَ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ فِي حَجْرِهِ، وَدَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ رَبِيبَةً لَهُ إِلَى مَنْ يَكْفُلُهَا، وَسَمَّى النَّبِيُّ ﷺ ابْنَ ابْنَتِهِ ابْنًا.

باب: اللہ کے اس فرمان کا بیان:

''اور حرام ہیں تم پر تمہاری بیویوں کی لڑکیاں (جو وہ دوسرے خاوند سے لائیں) جن کی تم پرورش کرتے ہو جب ان بیویوں سے دخول کر چکے ہو۔'' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لفظ دخول، مسیس اور مساس ان سب سے جماع ہی مراد ہے اور اس قول کا بیان کہ جورو کی اولاد کی اولاد (مثلاً: پوتی یا نواسی) بھی حرام ہے کیونکہ نبی ﷺ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو مجھ پر نہ پیش کیا کرو۔'' تو بیٹیوں میں، بیٹے کی بیٹی (پوتی) اور بیٹی کی بیٹی (نواسی) سب آ گئیں اور اس طرح بہوؤں میں پوت بہو (پوتے کی بیوی) اور بیٹیوں میں بیٹے کی بیٹیاں (پوتیاں) اور نواسیاں سب داخل ہیں اور جورو کی بیٹی ہر حال میں ربیبہ ہے، خواہ خاوند کی پرورش میں ہو یا اور کسی کے پاس پرورش پاتی ہو، ہر طرح سے حرام اور نبی کریم ﷺ نے اپنی ربیبہ (زینب) کو جو ابوسلمہ کی بیٹی تھی ایک اور شخص (نوفل اشجعی) کو پالنے کے لیے دی اور نبی ﷺ نے اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنا بیٹا فرمایا۔

تشریح: اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ بیوی کی پوتی مثل اس کی بیٹی کے حرام ہے۔

٥١٠٦ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلْ لَكَ فِي بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ؟ قَالَ: ((فَأَفْعَلُ مَاذَا؟)) قُلْتُ: تَنْكِحُ. قَالَ: ((أَتُحِبِّينَ؟)) قُلْتُ: لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ، وَأَحَبُّ مَنْ شَرِكَنِي فِيكَ أُخْتِي. قَالَ: ((إِنَّهَا

(٥١٠٦) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے زینب بنت ابی سلمہ نے اور ان سے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ ابوسفیان کی صاحبزادی (عزہ یا درہ یا حمنہ) کو چاہتے ہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''پھر میں اس کے ساتھ کیا کروں گا؟'' میں نے عرض کیا کہ اس سے آپ نکاح کر لیں۔ فرمایا: ''کیا تم اسے پسند کرو گی؟'' میں نے عرض کیا: میں کوئی تنہا تو

لَا تَحِلُّ لِي)). قُلْتُ: بَلَغَنِي أَنَّكَ تَخْطُبُ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: ((ابْنَةَ أُمِّ سَلَمَةَ)) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي مَا حَلَّتْ لِي، أَرْضَعَتْنِي وَأَبَاهَا ثُوَيْبَةُ، فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ)). وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: دُرَّةُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ.

[راجع: ۵۱۰۱]

ہوں نہیں اور میں اپنی بہن کے لیے یہ پسند کرتی ہوں کہ وہ بھی میرے ساتھ آپ ﷺ کے تعلق میں شریک ہو جائے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''وہ میرے لیے حلال نہیں ہے۔'' میں نے عرض کیا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے (زینب سے) نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ام سلمہ کی لڑکی کے پاس؟'' میں نے کہا: جی ہاں! آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ میری ربیبہ نہ ہوتی تب بھی میرے لیے حلال نہ ہوتی۔ مجھے اور اس کے والد ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ دیکھو! تم آئندہ میرے نکاح کے لیے اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو نہ پیش کیا کرو۔'' اور لیث بن سعد نے بھی اس حدیث کو ہشام سے روایت کیا ہے۔ اس میں ابوسلمہ کی بیٹی کا نام درہ مذکور ہے۔

تشریح: اور کسی روایت میں زینب۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ﴾.
[النساء: ۲۳]

''تم دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرو (یہ تم پر حرام ہے) سوائے اس کے جو گزر چکا (کہ وہ معاف ہے)۔''

تشریح: حافظ نے کہا دو بہنوں کا نکاح میں جمع کرنا بالاجماع حرام ہے خواہ سگی بہنیں ہوں یا علاتی یا اخیافی یا رضاعی بہنیں ہوں۔ جو لوگ ایسی حرکت کرتے ہیں وہ اسلام کے باغی اور شرع کی رو سے سخت ترین مجرم ہیں۔

۵۱۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! انْكِحْ أُخْتِي بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ. قَالَ: ((وَتُحِبِّينَ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ، وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ ذَلِكَ لَا يَحِلُّ لِي)). قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَوَاللَّهِ! إِنَّا لَنَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ.

(۵۱۰۷) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری بہن (غرہ) بنت ابی سفیان سے آپ ﷺ نکاح کر لیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں بھی پسند ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں! کوئی میں تنہا تو ہوں نہیں اور میری خواہش ہے کہ آپ کی بھلائی میں میرے ساتھ میری بہن بھی شریک ہو جائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ میرے لیے حلال نہیں ہے۔'' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! اس طرح کی باتیں سننے میں آتی ہیں کہ آپ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی درہ سے نکاح

قَالَ: ((بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ)). فَقُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَوَاللَّهِ! لَوْ لَمْ تَكُنْ فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ، أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ)). [راجع: ٥١٠١]

کرنا چاہتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ''ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) کی لڑکی سے؟'' میں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! اگر وہ میری پرورش میں نہ بھی ہوتی تب بھی وہ میرے لیے حلال نہیں تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا (اس لیے وہ میری رضاعی بھتیجی ہوگئی) تم لوگ میرے نکاح کے لیے اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو نہ پیش کیا کرو۔''

تشریح: اس میں ان نام نہاد پیروں، مرشدوں کے لئے بھی تنبیہ ہے جو اپنے کو اسلام کے احکام وقوانین سے بالا سمجھ کر بہت سے ناجائز کاموں کو اپنے لئے جائز بنا لیتے ہیں اور بہت سے اسلامی فرائض وواجبات سے اپنے کو مستثنیٰ سمجھ لیتے ہیں: ﴿قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾ (۹/التوبۃ:۳۰) بہت سے نام نہاد پیر مریدوں کے گھر میں گھس کر ان میں حجاب وغیرہ سے بالا ہو کر اس قدر خلط ملط ہو جاتے ہیں کہ آخر میں زنا کاری یا اغوا تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایسے مریدوں کو بھی سوچنا چاہیے کہ آج کل کتنے پیر مرشد اندر سے شیطان ہوتے ہیں، اسی لئے مولانا روم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نہ باید داد دست

یعنی کتنے انسان درحقیقت ابلیس ہوتے ہیں بس کسی کے ظاہر کو دیکھ کر دھوکا نہ کھانا چاہیے۔

بَابٌ: لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا

باب: اس بیان میں کہ اگر پھوپھی یا خالہ نکاح میں ہو تو اس کی بھتیجی یا بھانجی کو نکاح میں نہیں لایا جا سکتا

٥١٠٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، سَمِعَ جَابِرًا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا. وَقَالَ دَاوُدُ وَابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. [طرفاه: ٥١٠٩، ٥١١٠] [ابوداود: ٢٠٦٥؛ ترمذي: ١١٢٦؛ نسائي: ٣٢٩٦]

(٥١٠٨) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو عاصم نے خبر دی، انہیں شعبی نے اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی ایسی عورت سے نکاح کرنے سے منع کیا تھا جس کی پھوپھی یا خالہ اس کے نکاح میں ہو۔ اور داؤد بن عون نے شعبی سے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے۔

٥١٠٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا، وَلَا بَيْنَ

(٥١٠٩) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابوزناد نے، انہیں اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی عورت کو اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ کے ساتھ نکاح میں جمع نہ کیا جائے۔''

الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا)). [راجع: ٥١٠٨] [مسلم: ٣٤٣٦؛ نسائي: ٣٢٨٨]

تشریح: ابن منذر نے کہا اس پر علما کا اجماع ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ دو پھوپھیاں اور دو خالاؤں میں بھی جمع کرنا مکروہ ہے۔ قسطلانی نے کہا پھوپھی میں دادا کی بہن، نانا کی بہن، ان کے باپ کی بہن، اسی طرح خالہ میں نانی کی بہن، نانی کی ماں سب داخل ہیں اور اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ان دو عورتوں کا نکاح میں جمع کرنا درست نہیں ہے کہ اگر ان میں سے ایک کو مرد فرض کریں تو دوسری عورت اس کی محرم ہو البتہ اپنی بیوی کے ماموں کی بیٹی یا چچا کی بیٹی یا پھوپھی کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے۔ اسلام کا یہ وہ پرسنل لاء ہے جس پر اسلام کو فخر ہے۔ اس نے اپنے پیروکاروں کے لئے ایک بہتر پرسنل لاء دیا ہے۔ اس کے مقرر کردہ اصول و قوانین قیامت تک کے لئے کسی بھی ردو بدل سے بالا ہیں۔ دنیا میں کتنے ہی انقلابات آئیں نوع انسانی میں کتنا ہی انقلاب برپا ہو مگر اسلامی قوانین برابر قائم رہیں گے کسی بھی حکومت کو ان میں دست اندازی کا حق نہیں ہے سچ ہے: ﴿مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ﴾ (٥٠/ ق: ٢٩) ہاں جو غلط قانون لوگوں نے از خود بنا کر اسلام کے ذمہ لگا دیئے ہیں ان کا بدلنا بے حد ضروری ہے۔

٥١١٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي قَبِيصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَالْمَرْأَةُ وَخَالَتُهَا. فَنُرَى خَالَةَ أَبِيهَا بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ. [راجع: ٥١٠٨] [مسلم: ٣٤٣٩، ٣٤٤٠؛ ابوداود: ٢٠٦٦؛ نسائي: ٣٢٨٩]

(٥١١٠) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا مجھ سے قبیصہ بن ذویب نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا ہے کہ کسی عورت کو اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ کے ساتھ نکاح میں جمع کیا جائے۔ (زہری نے کہا) ہم سمجھتے ہیں کہ عورت کے باپ کی خالہ بھی (حرام ہونے میں) اسی درجہ میں ہے۔

٥١١١۔ لِأَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: حَرِّمُوا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ. [راجع: ٢٦٤٤]

(٥١١١) عروہ نے مجھ سے بیان کیا، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رضاعت سے بھی ان تمام رشتوں کو حرام سمجھو جو خون کی وجہ سے حرام ہو جاتے ہیں۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ جیسے باپ کی خالہ یا باپ کی پھوپھی سے نکاح درست نہیں، اسی طرح باپ کی خالہ اور اس کے بھانجے کی بیٹی اور باپ کی پھوپھی اور اس کے بھتیجے کی بیٹی میں جمع جائز نہ ہوگا۔

بَابُ الشِّغَارِ

باب: نکاح شغار کا بیان

تشریح: تفصیل حدیث ذیل میں موجود ہے۔

٥١١٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ

(٥١١٢) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ، وَالشِّغَارُ أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلَى أَنْ يُزَوِّجَهُ الْآخَرُ ابْنَتَهُ، لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ. [انظر: ٦٩٦٠]

[مسلم: ٣٤٦٥؛ ابوداود: ٢٠٧٤؛ ترمذي: ١١٢٤؛ نسائي: ٣٣٣٧؛ ابن ماجه: ١٨٨٣]

نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ''شغار'' سے منع فرمایا ہے۔ شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح اس شرط کے ساتھ کرے کہ وہ دوسرا شخص بھی اپنی (بیٹی یا بہن) اس کو بیاہ دے اور کچھ مہر نہ ٹھہرائے۔

تشریح: لفظ شغار کی یہ تفسیر بقول بعض حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یا نافع یا امام مالک کی ہے۔

بَابٌ: هَلْ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِأَحَدٍ؟

باب: کیا کوئی عورت کسی سے نکاح کے لیے اپنے آپ کو ہبہ کر سکتی ہے؟

تشریح: یعنی ہبہ کے لفظ سے نکاح صحیح ہوگا یا نہیں۔ جمہور علما کے نزدیک اگر مہر وغیرہ کا ذکر نہ کرے صرف یوں کہے کہ اس نے اپنی بہن تجھ کو بخش دی تو نکاح صحیح نہ ہوگا اور حنفیہ کے نزدیک صحیح ہو جائے گا اور مہر مثل واجب ہوگا۔ جمہور کی دلیل یہ ہے کہ ہبہ سے نکاح ہونا بغیر ذکر مہر کے رسول کریم ﷺ کا خاصہ تھا اللہ نے فرمایا: ﴿خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (٣٣/الاحزاب: ٥٠) شافعیہ کا بھی یہی قول ہے کہ بغیر لفظ نکاح یا تزویج صحیح نہیں ہوتا۔

٥١١٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: كَانَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيْمٍ مِنَ اللَّاتِيْ وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَمَا تَسْتَحْيِي الْمَرْأَةُ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِلرَّجُلِ فَلَمَّا نَزَلَتْ: ﴿تُرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ﴾ [الاحزاب: ٥١] قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! مَا أَرَى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِيْ هَوَاكَ. رَوَاهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ الْمُؤَدِّبُ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ يَزِيْدُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ. [راجع: ٤٧٨٨]

(٥١١٣) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا ان عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے ہبہ کیا تھا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک عورت اپنے آپ کو کسی مرد کے لیے ہبہ کرتے شرماتی نہیں؟ پھر جب آیت: ﴿تُرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ﴾ (اے پیغمبر! تو اپنی جس بیوی کو چاہے پیچھے ڈال دے اور جسے چاہے اپنے پاس جگہ دے) نازل ہوئی تو میں نے کہا: یا رسول اللہ! اب میں سمجھی اللہ تعالیٰ جلد جلد آپ ﷺ کی خوشی کو پورا کرتا ہے۔ اس حدیث کو ابوسعید (محمد بن مسلم) مؤدب اور محمد بن بشر اور عبدہ بن سلیمان نے بھی ہشام سے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ایک نے دوسرے سے کچھ زیادہ مضمون نقل کیا ہے۔

تشریح: مؤدب کی روایت کو ابن مردویہ نے اور محمد بن بشر کی روایت کو امام احمد رحمہ اللہ نے اور عبدہ کی روایت کو امام مسلم اور ابن ماجہ نے مرسل کہا ہے۔ علم الٰہی میں کچھ ایسے مخصوص ملی مفادات تھے کہ جن کی بنا پر اللہ پاک نے اپنے رسول کریم ﷺ کو یہ اجازت عطا فرمائی۔

بَابُ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ

باب: احرام والا شخص صرف نکاح (عقد) کر سکتا ہے

حالت احرام میں بیوی سے جماع کرنا جائز نہیں ہے

٥١١٤۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو، قَالَ: أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ. [راجع: ١٨٣٧] [مسلم: ٣٤٥١؛ ترمذي: ٨٤٤؛ نسائي: ٢٨٣٧، ٢٨٣٨، ٣٢٧٢؛ ابن ماجه: ١٩٦٥]

(۵۱۱۴) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، کہا ہم کو جابر بن زید نے خبر دی، کہا ہم کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے (حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے) نکاح کیا اور اس وقت آپ ﷺ احرام باندھے ہوئے تھے۔

تشریح: سعید بن مسیب نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے غلطی کی۔ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے خود مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے جس وقت نکاح کیا آپ احرام باندھے ہوئے نہ تھے اور ابو رافع اس نکاح میں وکیل تھے۔ ان سے ابن حبان اور ابن خزیمہ اور ترمذی نے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے جب نکاح کیا اس وقت آپ حلال تھے۔ اب بعض الناس کا یہ کہنا کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا، ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں وہ ان کا حال زیادہ جانتے تھے کچھ مفید نہیں کیونکہ یزید بن اصم کی بھی وہ خالہ تھیں اور انہوں نے خود حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی زبانی نقل کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح کیا اس وقت آپ حلال تھے اور ممکن ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک تقلید ہدی سے آدمی محرم ہو جاتا ہو۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو آپ کے ہدی کی تقلید سے قیاس کر لیا کہ آپ محرم تھے حالانکہ آپ نے احرام نہیں باندھا تھا اور حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے ایک مرد کو ایک عورت سے جدا کر دیا تھا جس نے حالت احرام میں نکاح کیا تھا (وحیدی) اس مسئلہ میں اختلاف ہے شافعیہ اور اہلحدیث کا یہی قول ہے کہ محرم نہ اپنا نکاح کرے نہ کسی دوسرے کو نکاح کا پیغام بھیجے۔

بَابٌ: نَهْيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ أَخِيرًا

باب: آخر میں رسول اللہ ﷺ نے نکاح متعہ سے منع کر دیا تھا (اس لیے اب متعہ حرام ہے)

٥١١٥۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ، يَقُولُ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، وَأَخُوهُ عَبْدُاللَّهِ، عَنْ أَبِيهِمَا، أَنَّ عَلِيًّا قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ. [راجع: ٤٢١٦]

(۵۱۱۵) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے زہری سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ مجھے حسن بن محمد بن علی اور ان کے بھائی عبداللہ بن محمد (محمد بن الحنفیہ) نے خبر دی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے متعہ اور پالتو گدھے کے گوشت سے جنگ خیبر کے زمانہ میں منع فرمایا تھا۔

٥١١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ،

(۵۱۱۶) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر (محمد بن جعفر) نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، ان سے ابو جمرہ نے بیان کیا، کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، ان سے عورتوں کے ساتھ نکاح متعہ

فَرَخَّصَ فَقَالَ لَهُ مَوْلًى لَهُ: إِنَّمَا ذَلِكَ فِي الْحَالِ الشَّدِيدِ وَفِي النِّسَاءِ قِلَّةٌ أَوْ نَحْوَهُ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَعَمْ.

کرنے کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے اس کی اجازت دی پھر ان کے ایک غلام نے ان سے پوچھا کہ اس کی اجازت سخت مجبوری یا عورتوں کی کمی یا اسی جیسی صورتوں میں ہوگی؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جی ہاں۔

تشریح: یہ حرمت سے قبل کی بات ہے بعد میں ہر حالت میں ہر شخص کے لئے متعہ حرام قرار دے دیا گیا جو قیامت تک کے لئے حرام ہے:

"ان التحريم والاباحة كانتا مرتين فكانت حلالا قبل خيبر ثم حرمت يوم خيبر ثم ابيحت يوم اوطاس ثم حرمت يومئذ بعد ثلاثة ايام تحريمًا مؤبدا الى يوم القيمة واستمر التحريم كما فى رواية مسلم عن سبرة الجهنى انه كان مع رسول الله ﷺ فقال يا ايها الناس انى قد كنت اذنت لكم فى الاستمتاع من النساء وان الله قد حرم ذلك الى يوم القيمة فمن كان عنده منهن شيء فليخل سبيله فلعل عليا لم يبلغه الاباحة يوم اوطاس لقلتها كما روى مسلم رخص رسول الله ﷺ عام اوطاس فى المتعة ثلاثا ثم نهى عنها۔" (حاشية بخاری جلد۲ صفحه ۷۶۷)

یعنی متعہ کی حرمت اور اباحت دو مرتبہ ہوئی ہے خیبر سے پہلے متعہ حلال تھا، پھر خیبر میں اسے حرام قرار دیا گیا پھر جنگ اوطاس میں اسے حلال کیا گیا پھر تین دن کے بعد یہ ہمیشہ قیامت تک کے لئے حرام کر دیا گیا اور یہ تحریم دائمی ہے جیسا کہ سبرہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! میں نے تم کو متعہ کی اجازت دی تھی مگر اب اسے اللہ نے قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے پس جن کے پاس کوئی متعہ والی عورت ہو تو اسے فوراً نکال دو پس شاید علی رضی اللہ عنہ کو یوم اوطاس کی حلت اور دوبارہ حرمت کا علم نہیں ہو سکا کیونکہ یہ حلت صرف تین دن رہی بعد میں حرام مطلق ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔ اب متعہ قیامت تک کے لئے کسی بھی حالت میں حلال نہیں ہے آج کے بعض متجددا اپنی تجدد پسندی چمکانے کے لئے متعہ کی حرمت میں کچھ موشگافیاں کرتے ہیں جو محض اباطیل ہیں۔ شیعہ حضرات کو چھوڑ کر اہل سنت والجماعت کے جملہ فرقے اس پر اتفاق رکھتے ہیں کہ اب متعہ کے حلال ہونے کے لئے کوئی بھی صورت سامنے آ جائے مگر متعہ ہمیشہ کے لئے ہر حال میں حرام قرار دیا گیا ہے، اس کی حلت کے لئے کوئی گنجائش قطعاً نہیں ہے۔

۵۱۱۷، ۵۱۱۸ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَسَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ، قَالَ: كُنَّا فِي جَيْشٍ فَأَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُمْ أَنْ تَسْتَمْتِعُوا فَاسْتَمْتِعُوا)). [مسلم: ۳۴۱۳]

(۵۱۱۷، ۱۸) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب نے اور ان سے جابر بن عبداللہ انصاری اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ ہم ایک لشکر میں تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''تمہیں متعہ کرنے کی اجازت دی گئی ہے، اس لیے تم نکاح متعہ کر سکتے ہو۔''

۵۱۱۹ـ وَقَالَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ: حَدَّثَنِي إِيَاسُ ابْنُ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ تَوَافَقَا فَعِشْرَةُ مَا بَيْنَهُمَا ثَلَاثُ لَيَالٍ فَإِنْ أَحَبَّا أَنْ يَتَزَايَدَا أَوْ يَتَتَارَكَا تَتَارَكَا)). فَمَا أَدْرِي

(۵۱۱۹) اور ابن ابی ذئب نے بیان کیا کہ مجھ سے ایاس بن سلمہ بن اکوع نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مرد اور عورت متعہ کر لیں اور کوئی مدت متعین نہ کریں تو (کم سے کم) تین دن تین رات مل کر رہیں، پھر اگر وہ تین دن سے زیادہ اس متعہ کو رکھنا چاہیں یا ختم کرنا چاہیں تو انہیں اس کی اجازت ہے۔'' (سلمہ بن اکوع

أَشَيْءٌ كَانَ لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً. قَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ: وَبَيَّنَهُ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ.

کہتے ہیں کہ) مجھے معلوم نہیں یہ حکم صرف ہمارے (صحابہ) ہی کے لیے تھا یا تمام لوگوں کے لیے ہے۔ ابوعبداللہ (امام بخاری) کہتے ہیں کہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے ایسی روایت کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ متعہ کی حلت منسوخ ہے۔

بَابُ عَرْضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلَى الرَّجُلِ الصَّالِحِ

باب: عورت کا اپنے آپ کو کسی صالح مرد کے نکاح کے لیے پیش کرنا

٥١٢٠۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْحُومٌ، قَالَ: سَمِعْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَنَسٍ وَعِنْدَهُ ابْنَةٌ لَهُ، قَالَ أَنَسٌ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَكَ بِي حَاجَةٌ؟ فَقَالَتْ بِنْتُ أَنَسٍ: مَا أَقَلَّ حَيَاءَ هَا وَاسَوْءَ تَاهْ وَاسَوْءَ تَاهْ. قَالَ: هِيَ خَيْرٌ مِنْكِ رَغِبَتْ فِي النَّبِيِّ ﷺ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا.

[طرفه في: ٦١٢٣] [نسائي: ٣٢٤٩، ٣٢٥٠؛ ابن ماجه: ٢٠٠١]

(٥١٢٠) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے مرحوم بن عبدالعزیز بصری نے بیان کیا، کہا میں نے ثابت بنانی سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور ان کے پاس ان کی بیٹی بھی تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے لیے پیش کرنے کی غرض سے حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ کو میری ضرورت ہے؟ اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی بولیں کہ وہ کیسی بے حیا عورت تھی۔ ہائے بے شرمی! ہائے بے شرمی! حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: وہ تم سے بہتر تھیں، ان کو نبی کریم ﷺ کی طرف رغبت تھی، اس لیے انہوں نے اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے لیے پیش کیا۔

تشریح: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کو ڈانٹا اور اس خاتون کے اس اقدام کو محبت رسول کریم ﷺ پر محمول کر کے اس کی تعریف فرمائی۔

قسطلانی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث سے یہ نکلا کہ نیک بخت اور دیندار مرد کے سامنے اگر عورت اپنے آپ کو نکاح کے لیے پیش کرے تو اس میں کوئی عار کی بات نہیں ہے البتہ دنیاوی غرض سے ایسا کرنا برا ہے۔

٥١٢١۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلٍ، أَنَّ امْرَأَةً، عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! زَوِّجْنِيهَا. فَقَالَ: ((مَا عِنْدَكَ؟)) قَالَ: مَا عِنْدِي شَيْءٌ. قَالَ: ((اذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ)). فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ:

(٥١٢١) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوغسان نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابوحازم نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد نے کہ ایک عورت نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ سے نکاح کے لیے پیش کیا۔ پھر ایک صحابی نے آنحضرت ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ! ان کا نکاح مجھ سے کرا دیجیے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ''تمہارے پاس (مہر کے لیے) کیا ہے؟'' انہوں نے کہا: میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ اور تلاش کرو، خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی مل جائے۔'' وہ

لَا وَاللَّهِ! مَا وَجَدْتُ شَيْئًا، وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ، وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي وَلَهَا نِصْفُهُ: قَالَ سَهْلٌ: وَمَالَهُ رِدَاءٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَمَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ، وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ)). فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَآهُ النَّبِيُّ ﷺ فَدَعَاهُ أَوْ دُعِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ: ((مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)). فَقَالَ: مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا لِسُوَرٍ يُعَدِّدُهَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمْلَكْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)). [راجع: ٢٣١٠]

گئے اور واپس آ گئے اور عرض کیا: اللہ کی قسم! میں نے کوئی چیز نہیں پائی۔ مجھے لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ملی، البتہ یہ میرا تہبند میرے پاس ہے اس کا آدھا انہیں دے دیجیے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے پاس چادر بھی نہیں تھی۔ مگر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''یہ تمہارے اس تہبند کا کیا کرے گی، اگر یہ اسے پہن لے گی تو یہ اس قدر چھوٹا کپڑا ہے کہ پھر تو تمہارے لیے اس میں کچھ باقی نہیں بچے گا اور اگر تم پہنو گے تو اس کے لیے کچھ نہیں رہے گا۔'' پھر وہ صاحب بیٹھ گئے۔ دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد اٹھے (اور جانے لگے) تو آنحضرت ﷺ نے انہیں دیکھا اور بلایا، یا انہیں بلایا گیا (راوی کو ان الفاظ میں شک تھا) پھر آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: ''تمہیں قرآن کتنا یاد ہے؟'' انہوں نے کہا کہ مجھے فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں چند سورتیں انہوں نے گنائیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہم نے تمہارے نکاح میں اس کو اس قرآن کے بدلے دے دیا جو تمہیں یاد ہے۔''

تشریح: جو سورتیں تم کو یاد ہیں اس کو بھی یاد کرا دینا۔ تمہارا یہی مہر ہے۔ حنفیہ نے کہا ہے کہ قرآن کی سورتوں کا یاد کرا دینا مہر نہیں قرار پا سکتا مگر یہ قول سراسر حدیث ہذا کے خلاف ہے۔

بَابُ عَرْضِ الْإِنْسَانِ ابْنَتَهُ أَوْ أُخْتَهُ عَلَى أَهْلِ الْخَيْرِ

باب: کسی انسان کا اپنی بیٹی یا بہن کو اہل خیر سے نکاح کے لیے پیش کرنا

٥١٢٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ ابْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ- وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ- فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقَالَ: سَأَنْظُرُ فِي

(٥١٢٢) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی، انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق سنا کہ جب (ان کی صاحبزادی) حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما (اپنے شوہر) خنیس بن حذافہ سہمی کی وفات کی وجہ سے بیوہ ہو گئیں اور خنیس رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے اور ان کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کے لیے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو پیش کیا۔ انہوں نے کہا: میں اس معاملہ میں غور کروں گا۔ میں نے کچھ دنوں تک انتظار کیا۔ پھر مجھ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ملاقات کی اور میں نے کہا کہ

أَمْرِي. فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ لَقِيَنِي فَقَالَ: قَدْ بَدَا لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا. فَقَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ زَوَّجْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ. فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، وَكُنْتُ أَوْجَدَ عَلَيْهِ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ، فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا. قَالَ عُمَرُ: قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ عَلَيَّ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ ذَكَرَهَا، فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَوْ تَرَكَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَبِلْتُهَا. [راجع: ٤٠٠٥]

اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کی شادی حفصہ رضی اللہ عنہا سے کر دوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ ان کی اس بے رخی سے مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے معاملہ سے بھی زیادہ رنج ہوا۔ کچھ دنوں تک میں خاموش رہا، پھر رسول اللہ ﷺ نے خود حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام بھیجا اور میں نے آنحضرت ﷺ سے ان کی شادی کر دی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور کہا کہ جب تم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا معاملہ میرے سامنے پیش کیا تھا تو اس پر میرے خاموش رہنے سے تمہیں تکلیف تو ہوئی ہوگی کہ میں نے تمہیں اس کا کوئی جواب تک نہیں دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے کہا کہ واقعی ہوئی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے جو کچھ میرے سامنے رکھا تھا، اس کا جواب میں نے صرف اس وجہ سے نہیں دیا تھا کہ میرے علم میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے خود حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا ہے اور میں حضور اکرم ﷺ کے راز کو ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا اگر رسول اللہ ﷺ چھوڑ دیتے تو میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح میں لے آتا۔

٥١٢٣ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّكَ نَاكِحٌ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَعَلَى أُمِّ سَلَمَةَ؟ لَوْ لَمْ أَنْكِحْ أُمَّ سَلَمَةَ مَا حَلَّتْ لِي، إِنَّ أَبَاهَا أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ)). [راجع: ٥١٠١]

(٥١٢٣) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے عراک بن مالک نے اور انہیں زینب بنت ابی سلمہ نے خبر دی کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ درّہ بنت ابی سلمہ سے نکاح کرنے والے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں اس سے اس کے باوجود نکاح کر سکتا ہوں؟ کہ (ان کی ماں) ام سلمہ رضی اللہ عنہا میرے نکاح میں پہلے ہی سے موجود ہیں اگر میں ام سلمہ سے نکاح نہ کیے ہوتا تب بھی وہ درہ میرے لیے حلال نہیں تھی۔ کیونکہ اس کے والد (ابوسلمہ) میرے رضاعی بھائی تھے۔''

تشریح: اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے اور اصل یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اس روایت کو لا کر اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جو اوپر گزر چکا اس باب کا مطلب موجود ہے کہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بہن کو نبی کریم ﷺ پر پیش کیا تھا کہ آپ ان سے نکاح کر لیں اسی سے باب سے مطابقت ہو جاتی ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ جَلَّ وَعَزَّ:

﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنتُمْ فِي أَنفُسِكُمْ عَلِمَ اللَّهُ﴾ الآيَةَ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿غَفُورٌ حَلِيمٌ﴾. [البقرة: ٢٣٥] أَكْنَنتُمْ: أَضْمَرْتُمْ، وَكُلُّ شَيْءٍ صُنْتَهُ فَهُوَ مَكْنُونٌ.

٥١٢٤ـ وَقَالَ لِي طَلْقٌ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، ﴿فِيمَا عَرَّضْتُمْ﴾ يَقُولُ: إِنِّي أُرِيدُ التَّزْوِيجَ، وَلَوَدِدْتُ أَنَّهُ تَيَسَّرَ لِي امْرَأَةٌ صَالِحَةٌ. وَقَالَ الْقَاسِمُ: يَقُولُ: إِنَّكِ عَلَيَّ كَرِيمَةٌ، وَإِنِّي فِيكِ لَرَاغِبٌ، وَإِنَّ اللَّهَ لَسَائِقٌ إِلَيْكِ خَيْرًا. أَوْ نَحْوَ هَذَا. وَقَالَ عَطَاءٌ: يُعَرِّضُ وَلَا يَبُوحُ يَقُولُ: إِنَّ لِي حَاجَةً وَأَبْشِرِي، وَأَنْتِ بِحَمْدِاللَّهِ نَافِقَةٌ. وَتَقُولُ هِيَ قَدْ أَسْمَعُ مَا تَقُولُ. وَلَا تَعِدُ شَيْئًا وَلَا يُوَاعِدُ وَلِيُّهَا بِغَيْرِ عِلْمِهَا، وَإِنْ وَاعَدَتْ رَجُلًا فِي عِدَّتِهَا ثُمَّ نَكَحَهَا بَعْدُ لَمْ يُفَرَّقْ بَيْنَهُمَا. وَقَالَ الْحَسَنُ: ﴿لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا﴾ [البقرة: ٢٣٥] الزِّنَا. وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿الْكِتَابُ أَجَلَهُ﴾ [البقرة: ٢٣٥] تَنْقَضِي الْعِدَّةَ.

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

''اور تم پر کوئی گناہ اس میں نہیں کہ تم ان یعنی عدت میں بیٹھنے والی عورتوں سے پیغام نکاح کے بارے میں کوئی بات اشارے سے کہو، یا (یہ ارادہ) اپنے دلوں میں ہی چھپا کر رکھو، اللہ کو تو علم ہے۔'' اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ'' تک۔ اکننتم بمعنی أَضْمَرْتُمْ ہے۔ یعنی ہر وہ چیز جس کی حفاظت کرو اور دل میں چھپاؤ۔ وہ ''مکنون'' کہلاتی ہے۔

(۵۱۲۴) امام بخاری نے کہا: مجھ سے طلق بن غنام نے بیان کیا، ہم سے زائدہ بن قدام نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ﴿فِيْمَا عَرَّضْتُمْ﴾ کی تفسیر میں کہا کہ کوئی شخص کسی ایسی عورت سے جو عدت میں ہو کہے کہ میرا ارادہ نکاح کا ہے اور میری خواہش ہے کہ مجھے کوئی نیک بخت عورت میسر آ جائے اور اس نکاح میں قاسم بن محمد نے کہا کہ (تعریف یہ ہے کہ) عدت میں عورت سے کہے کہ تم میری نظر میں بہت اچھی ہو اور میرا خیال تم سے نکاح کرنے کا ہے اور اللہ تمہیں بھلائی پہنچائے گا یا اسی طرح کے جملے کہے اور عطاء بن ابی رباح نے کہا کہ تعریض و کنایہ سے کہے۔ صاف صاف نہ کہے (مثلاً) کہے کہ مجھے نکاح کی ضرورت ہے اور تمہیں بشارت ہو اور اللہ کے فضل سے اچھی ہو یا اور عورت اس کے جواب میں کہے کہ تمہاری بات میں نے سن لی ہے (بصراحت) کوئی وعدہ نہ کرے ایسی عورت کا ولی بھی اس کے علم کے بغیر کوئی وعدہ نہ کرے اور اگر عورت نے زمانہ عدت میں کسی مرد سے نکاح کا وعدہ کر لیا اور پھر بعد میں اس سے نکاح کیا تو دونوں میں جدائی نہیں کرائی جائے گی۔ حسن نے کہا کہ ﴿لَا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا﴾ سے یہ مراد ہے کہ عورت سے چھپ کر بدکاری نہ کرو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ﴿الْكِتَابُ اَجَلَهٗ﴾ سے مراد عدت کا پورا کرنا ہے۔

بَابُ النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ قَبْلَ التَّزْوِيجِ

٥١٢٥ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ

باب: نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا

(۵۱۲۵) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد عروہ بن زبیر نے اور ان

قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَأَيْتُكِ فِي الْمَنَامِ يَجِيءُ بِكِ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيْرٍ فَقَالَ لِي: هَذِهِ امْرَأَتُكَ. فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ الثَّوْبَ، فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَقُلْتُ: إِنْ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ)). [راجع: ٣٨٩٥]

[مسلم: ٦٢٨٣]

سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(نکاح سے پہلے) میں نے تمہیں خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ (جبرئیل علیہ السلام) ریشم کے ایک ٹکڑے میں تمہیں لپیٹ کر لے آیا ہے اور مجھ سے کہہ رہا ہے کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں نے اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وہ تم تھیں۔ میں نے کہا کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اسے خود ہی پورا کر دے گا۔''

٥١٢٦ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ امْرَأَةً، جَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِي. فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ، ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ، فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا. فَقَالَ: ((هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟)) قَالَ: لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا وَجَدْتُ شَيْئًا. قَالَ: ((اذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا)). فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا وَجَدْتُ شَيْئًا. قَالَ: ((انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ)). فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ، وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي. قَالَ سَهْلٌ: مَا لَهُ رِدَاءٌ. فَلَهَا نِصْفُهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ، وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ؟)) فَجَلَسَ

(٥١٢٦) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے ابوحازم (سلمہ بن دینار) نے، ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں اپنے آپ کو ہبہ کرنے آئی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا اور نظر اٹھا کر دیکھا، پھر نیچی کر لی اور سر جھکا لیا۔ جب خاتون نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو بیٹھ گئیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! اگر آپ کو ان کی ضرورت نہیں تو ان کا نکاح مجھ سے کرا دیجیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''تمہارے پاس (مہر کے لیے) کوئی چیز ہے؟'' انہوں نے عرض کی: نہیں، یارسول اللہ! اللہ کی قسم میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے گھر جاؤ اور دیکھو شاید کوئی چیز مل جائے۔'' وہ گئے اور واپس آ کر عرض کی کہ نہیں، یارسول اللہ! میں نے کوئی چیز نہیں پائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دیکھ لو، اگر ایک لوہے کی انگوٹھی بھی مل جائے۔'' وہ گئے اور واپس آ کر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ملی، البتہ یہ میرا تہبند ہے۔ سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے پاس چادر بھی نہیں تھی (اس صحابی نے کہا کہ) اس خاتون کو اس تہبند میں سے آدھا عنایت فرما دیجیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ تمہارے تہبند کا کیا کرے گی اگر تم اسے پہنو گے تو اس کے لیے اس میں سے کچھ باقی نہیں رہے گا اور اگر یہ عورت پہنے تو

الرَّجُلُ حَتَّى طَالَ مَجْلَسُهُ ثُمَّ قَامَ فَرَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: ((مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟)) قَالَ: مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا. عَدَّدَهَا. قَالَ: ((أَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ)). قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟)) [راجع: ۲۳۱۰]

تیرے لیے کچھ نہیں بچے گا۔'' اس کے بعد وہ صاحب بیٹھ گئے **اور دیر تک** بیٹھے رہے پھر کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں **واپس جاتے** ہوئے دیکھا اور انہیں بلانے کے لیے فرمایا، انہیں بلایا گیا۔ جب وہ **آئے تو** آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: ''تمہارے پاس **قرآن مجید کتنا** ہے؟'' انہوں نے عرض کی: فلاں فلاں سورتیں انہوں نے **ان سورتوں کو** گنایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم ان سورتوں کو زبانی **پڑھ لیتے** ہو؟'' انہوں نے ہاں میں جواب دیا۔ آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا: **''جاؤ** میں نے اس خاتون کو تمہارے نکاح میں اس قرآن کی وجہ سے دیا جو تمہارے پاس ہے۔''

ان سورتوں کو اسے یاد کرادو۔

تشریح: اس شخص نے اس عورت کو دیکھ کر اور پسند کر کے نکاح کی خواہش ظاہر کی تھی باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

بَابُ مَنْ قَالَ: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ

باب: بغیر ولی کے نکاح صحیح نہیں ہوتا

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: ﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾ [البقرة: ۲۳۲] فَدَخَلَ فِيهِ الثَّيِّبُ وَكَذَلِكَ الْبِكْرُ. وَقَالَ: ﴿وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا﴾ [البقرة: ۲۲۱] وَقَالَ: ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ﴾. [النور: ۳۲]

کیونکہ اللہ تعالیٰ (سورۂ بقرہ) میں ارشاد فرماتا ہے: ''جب تم عورتوں کو طلاق دو پھر وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو عورتوں کے اولیا تم کو ان کا روک رکھنا درست نہیں۔'' اس میں ثیبہ اور باکرہ سب قسم کی عورتیں آ گئیں اور اللہ تعالیٰ نے اسی سورت میں فرمایا: ''عورتوں کے اولیا تم عورتوں کا نکاح مشرک مردوں سے نہ کریں۔'' اور سورۂ نور میں فرمایا: ''جو عورتیں خاوند نہیں رکھتیں ان کا نکاح کر دو۔''

تشریح: روک رکھنے کا مطلب نکاح نہ کرنے دینا۔ اس آیت سے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ نکالا کہ نکاح ولی کے اختیار میں ہے ورنہ روک رکھنے کا کوئی مطلب نہیں ہو سکتا۔

ان دونوں آیتوں میں اللہ نے اولیا کی طرف خطاب کیا کہ نکاح نہ کرو یا نکاح کر دو تو معلوم ہوا کہ نکاح کرنا ولی کے اختیار میں ہے۔ **بعض علما** نے حدیث لا نکاح الا بولی کو بالغہ اور مجنون عورت کے ساتھ خاص کیا ہے اور ثیبہ یعنی بیوہ کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے کیونکہ مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ میں حدیث مروی ہے: ''قال رسول ﷺ الایم احق بنفسھا من ولیھا۔'' یعنی بیوہ کو اپنے نفس پر ولی سے زیادہ اختیار حاصل ہے۔

اہلحدیث اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور اکثر علما کا یہی قول ہے کہ عورت کا نکاح بغیر ولی کے صحیح نہیں ہوتا اور جس عورت کا کوئی ولی رشتہ دار زندہ نہ ہو تو حاکم یا بادشاہ اس کا ولی ہے اور اس باب میں صحیح حدیثیں وارد ہیں جن کو امام بخاری رحمہ اللہ اپنی شرط پہ نہ ہونے کی وجہ سے نہ لا سکے ہیں۔ ایک ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ نکاح بغیر ولی کے نہیں ہوتا اس کو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نکالا اور حاکم اور ابن حبان نے ان کو صحیح کہا۔ ابن ماجہ کی ایک روایت میں یوں ہے کہ عورت دوسری عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ کوئی عورت اپنا آپ نکاح کرے اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے نکالا کہ جو

عورت بغیر اجازت ولی کے اپنا نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے باطل ہے باطل ہے۔(وحیدی)

٥١٢٧ـ قَالَ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ؛ ح قَالَ: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النِّكَاحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ عَلَى أَرْبَعَةِ أَنْحَاءٍ: فَنِكَاحٌ مِنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ، يَخْطُبُ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ وَلِيَّتَهُ أَوِ ابْنَتَهُ، فَيُصْدِقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا، وَنِكَاحُ الْآخَرِ: كَانَ الرَّجُلُ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ: إِذَا طَهُرَتْ مِنْ طَمْثِهَا: أَرْسِلِي إِلَى فُلَانٍ فَاسْتَبْضِعِي مِنْهُ. وَيَعْتَزِلُهَا زَوْجُهَا، وَلَا يَمَسُّهَا أَبَدًا، حَتَّى يَتَبَيَّنَ حَمْلُهَا مِنْ ذَلِكَ الرَّجُلِ الَّذِي تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ، فَإِذَا تَبَيَّنَ حَمْلُهَا أَصَابَهَا زَوْجُهَا إِذَا أَحَبَّ، وَإِنَّمَا يَفْعَلُ ذَلِكَ رَغْبَةً فِي نَجَابَةِ الْوَلَدِ، فَكَانَ هَذَا النِّكَاحُ نِكَاحَ الْإِسْتِبْضَاعِ، وَنِكَاحٌ آخَرُ يَجْتَمِعُ الرَّهْطُ مَا دُونَ الْعَشَرَةِ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ كُلُّهُمْ يُصِيبُهَا. فَإِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ، وَمَرَّ عَلَيْهَا لَيَالِيَ بَعْدَ أَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا، أَرْسَلَتْ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَنْ يَمْتَنِعَ حَتَّى يَجْتَمِعُوا عِنْدَهَا تَقُولُ لَهُمْ: قَدْ عَرَفْتُمُ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِكُمْ، وَقَدْ وَلَدْتُ فَهُوَ ابْنُكَ يَا فُلَانُ! تُسَمِّي مَنْ أَحَبَّتْ بِاسْمِهِ، فَيَلْحَقُ بِهِ وَلَدُهَا، وَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَمْتَنِعَ بِهِ الرَّجُلُ. وَنِكَاحُ الرَّابِعِ يَجْتَمِعُ النَّاسُ الْكَثِيرُ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ لَا

(٥١٢٧) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عنبسہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، کہا مجھے عروہ بن زبیر نے خبردی اور انہیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبردی کہ زمانۂ جاہلیت میں نکاح چار طرح ہوتے تھے۔ ایک صورت تو یہ تھی جیسے آج کل لوگ کرتے ہیں، ایک شخص دوسرے شخص کے پاس اس کی زیر پرورش لڑکی یا اس کی بیٹی کے نکاح کا پیغام بھیجتا اور اس کا مہر دے کر اس سے نکاح کرتا۔ دوسرا نکاح یہ تھا کہ کوئی شوہر اپنی بیوی سے جب وہ حیض سے پاک ہو جاتی تو کہتا: تو فلاں شخص کے پاس چلی جا اور اس سے منہ کالا کرالے اس مدت میں شوہر اس سے جدا رہتا اور اسے چھوتا بھی نہیں، پھر جب اس غیر مرد سے اس کا حمل ظاہر ہو جاتا جس سے وہ عارضی طور پر صحبت کرتی رہتی، تو حمل کے ظاہر ہونے کے بعد اس کا شوہر اگر چاہتا تو اس سے صحبت کرتا۔ ایسا اس لیے کرتے تھے تاکہ ان کا لڑکا شریف اور عمدہ پیدا ہو۔ یہ نکاح ''نکاح استبضاع'' کہلاتا ہے۔ تیسری قسم نکاح کی یہ تھی کہ چند آدمی جو تعداد میں دس سے کم ہوتے کسی ایک عورت کے پاس آنا جانا رکھتے اور اس سے صحبت کرتے، پھر جب وہ حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو وضع حمل پر چند دن گزرنے کے بعد وہ عورت اپنے تمام مردوں کو بلاتی۔ اس موقع پر ان میں سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ وہ سب اس عورت کے پاس جمع ہو جاتے اور وہ ان سے کہتی کہ جو تمہارا معاملہ تھا وہ تمہیں معلوم ہی ہے اور اب میں نے یہ بچہ جنا ہے۔ پھر وہ کہتی کہ اے فلاں! یہ بچہ تمہارا ہے۔ وہ جس کا چاہتی نام لے دیتی اور وہ لڑکا اسی کا سمجھا جاتا، وہ شخص اس سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ چوتھا نکاح اس طور پر تھا کہ بہت سے لوگ کسی عورت کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ عورت اپنے پاس کسی بھی آنے والے کو روکتی نہیں تھی۔ یہ کسبیاں ہوتی تھیں۔ اس طرح کی عورتیں اپنے دروازوں پر جھنڈے لگائے رہتی تھیں جو نشانی سمجھے جاتے تھے۔ جو بھی

تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَاءَ هَا وَهُنَّ الْبَغَايَا كُنَّ يَنْصِبْنَ عَلَى أَبْوَابِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُوْنُ عَلَمًا فَمَنْ أَرَادَهُنَّ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ، فَإِذَا حَمَلَتْ إِحْدَاهُنَّ وَوَضَعَتْ حَمْلَهَا جُمِعُوْا لَهَا وَدَعَوْا لَهُمُ الْقَافَةَ ثُمَّ أَلْحَقُوْا وَلَدَهَا بِالَّذِي يَرَوْنَ فَالْتَاطَ بِهِ، وَدُعِيَ ابْنَهُ لَا يَمْتَنِعُ مِنْ ذَلِكَ، فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ ﷺ بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهُ، إِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ.

[ابوداود: ٢٢٧٢]

چاہتا اس کے پاس جاتا۔ اس طرح کی عورت جب حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو اس کے پاس آنے جانے والے جمع ہوتے اور وہ کسی قیافہ شناس کو بلاتے اور بچے کا ناک نقشہ جس سے ملتا جلتا ہوتا اس عورت کے لڑکے کو اسی کے ساتھ منسوب کر دیتے اور وہ بچہ اسی کا بیٹا کہلاتا، اس سے کوئی انکار نہیں کرتا۔ پھر جب محمد ﷺ حق کے ساتھ رسول بن کر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے جاہلیت کے تمام نکاحوں کو باطل قرار دے دیا صرف اس نکاح کو باقی رکھا جس کا آج کل رواج ہے۔

تشریح: اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے ثابت کیا کہ نکاح ولی کے اختیار میں ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پہلی قسم نکاح کی جو اسلام کے زمانہ میں بھی باقی رہی ہے بیان کی کہ ایک مرد عورت کے ولی کو پیغام بھیجتا وہ مہر ٹھہرا کر اس کا نکاح کر دیتا۔ معلوم ہوا کہ نکاح کے لئے ولی کا ہونا ضروری ہے۔

٥١٢٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، ﴿وَمَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾. [النساء: ١٢٧] قَالَتْ: هَذَا فِي الْيَتِيمَةِ الَّتِي تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ، لَعَلَّهَا أَنْ تَكُوْنَ شَرِيكَتَهُ فِي مَالِهِ، وَهُوَ أَوْلَى بِهَا، فَيَرْغَبُ أَنْ يَنْكِحَهَا، فَيَعْضُلَهَا لِمَالِهَا، وَلَا يُنْكِحَهَا غَيْرَهُ، كَرَاهِيَةَ أَنْ يَشْرَكَهُ أَحَدٌ فِي مَالِهَا. [راجع: ٢٤٩٤]

(٥١٢٨) ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آیت ﴿وَمَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ﴾ الخ یعنی "وہ (آیات بھی) جو تمہیں کتاب کے اندر ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں جنہیں تم وہ نہیں دیتے جو ان کے لیے مقرر ہو چکا ہے اور اس سے بیزار ہو کہ ان کا کسی سے نکاح کرو۔" ایسی یتیم لڑکی کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو کسی شخص کی پرورش میں ہو۔ ممکن ہے کہ اس کے مال و جائداد میں بھی شریک ہو، وہی لڑکی کا زیادہ حق دار ہے لیکن وہ اس سے نکاح نہیں کرنا چاہتا، البتہ اس کے مال کی وجہ سے اسے روکے رکھتا ہے اور کسی دوسرے مرد سے بھی اس کی شادی نہیں ہونے دیتا کیونکہ وہ یہ نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا اس کے مال میں حصہ دار بنے۔

تشریح: یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ دوسرے سے بھی نکاح نہ کرنے دے تو معلوم ہوا کہ ولی کو نکاح کا اختیار ہے، اگر عورت اپنا نکاح آپ کر سکتی تو ولی اس کو کیونکر روک سکتا پس نکاح کے لئے ولی کا ہونا ضروری ہے۔

٥١٢٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ،

(٥١٢٩) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، کہا ہم سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھے سالم نے

قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ ابْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ- وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ تُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ- فَقَالَ عُمَرُ: لَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ. فَقَالَ: سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي. فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ لَقِيَنِي فَقَالَ: بَدَا لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا. قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ. [راجع: ٤٠٠٥]

خبر دی، انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ جب حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما خنیس بن حذافہ سہمی سے بیوہ ہوئیں۔ ابن حذافہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے تھے اور بدر کی جنگ میں شریک تھے ان کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا اور انہیں پیش کش کی اور کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کروں۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں اس معاملہ میں غور کروں گا۔ چند دن میں نے انتظار کیا اس کے بعد وہ مجھے ملے اور کہا کہ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ابھی نکاح نہ کروں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ کا نکاح آپ سے کردوں۔

تشریح: یہیں سے امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کا مطلب نکالا کیونکہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا باوجودیکہ بیوہ تھیں۔ لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ولایت ان پر سے ساقط نہیں ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کا نکاح کر دیتا ہوں۔

٥١٣٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عَمْرٍو، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، ﴿فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾ قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ، أَنَّهَا نَزَلَتْ فِيهِ قَالَ: زَوَّجْتُ أُخْتًا لِي مِنْ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا، حَتَّى إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا جَاءَ يَخْطُبُهَا، فَقُلْتُ لَهُ: زَوَّجْتُكَ وَفَرَشْتُكَ وَأَكْرَمْتُكَ، فَطَلَّقْتَهَا، ثُمَّ جِئْتَ تَخْطُبُهَا؟ لَا وَاللَّهِ! لَا تَعُودُ إِلَيْكَ أَبَدًا، وَكَانَ رَجُلًا لَا بَأْسَ بِهِ وَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تُرِيدُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾ فَقُلْتُ: الْآنَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ. [راجع: ٤٥٢٩]

(٥١٣٠) ہم سے احمد بن ابی عمرو نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد حفص بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابراہیم بن طہمان نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے حسن بصری نے آیت ﴿فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾ کی تفسیر میں بیان کیا کہ مجھ سے معقل بن یسار نے بیان کیا کہ یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی۔ میں نے اپنی ایک بہن کا نکاح ایک شخص سے کر دیا تھا۔ اس نے اسے طلاق دے دی لیکن جب عدت پوری ہوئی تو وہ شخص (ابوالبداح) میری بہن سے پھر نکاح کا پیغام لے کر آیا۔ میں نے اس سے کہا: میں نے تم سے اس کا (اپنی بہن) کا نکاح کیا۔ تمہاری بیوی بنایا اور تمہیں عزت دی لیکن تم نے اسے طلاق دے دی اور اب پھر تم اس سے نکاح کا پیغام لے کر آئے ہو۔ ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! اب میں تمہیں کبھی اسے نہیں دوں گا۔ وہ شخص ابوالبداح کچھ برا آدمی نہ تھا اور عورت بھی اس کے ہاں واپس جانا چاہتی تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ”تم عورتوں کو مت روکو“ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اب میں نکاح کردوں گا۔ بیان کیا کہ پھر انہوں نے اپنی بہن کا نکاح اس شخص سے کر دیا۔

تشریح: اس حدیث سے بھی باب کا مطلب ثابت ہوا۔ کیونکہ معقل رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کا دوبارہ نکاح ابوالبداح سے نہ ہونے دیا حالانکہ بہن چاہتی تھی تو معلوم ہوا کہ نکاح ولی کے اختیار میں ہے۔ بمقتضائے عقل بھی ہے کہ عورت کو کلی طور پر آزاد نہ چھوڑا جائے اسی لئے شادی بیاہ میں بہت سے مصالح کے تحت ولی کا ہونا لازم قرار پایا۔ جو لوگ ولی کا ہونا بطور شرط نہیں مانتے ان کا قول غلط ہے۔

بَابٌ: إِذَا كَانَ الْوَلِيُّ هُوَ الْخَاطِبُ

باب: اگر عورت کا ولی خود اس سے نکاح کرنا چاہے

وَخَطَبَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ امْرَأَةً هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِهَا فَأَمَرَ رَجُلاً فَزَوَّجَهُ. وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ لِأُمِّ حَكِيمٍ بِنْتِ قَارِظٍ أَتَجْعَلِينَ أَمْرَكِ إِلَيَّ قَالَتْ: نَعَمْ فَقَالَ: قَدْ تَزَوَّجْتُكِ. وَقَالَ عَطَاءٌ: لِيُشْهِدْ أَنِّي قَدْ نَكَحْتُكِ أَوْ لِيَأْمُرْ رَجُلاً مِنْ عَشِيرَتِهَا. وَقَالَ سَهْلٌ: قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَهَبُ لَكَ نَفْسِي فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا.

اور مغیرہ بن شعبہ نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا اور سب سے قریب کے رشتہ دار اس عورت کے وہی تھے۔ آخر انہوں نے ایک اور شخص (عثمان بن ابی العاص) سے کہا، اس نے ان کا نکاح پڑھا دیا اور عبدالرحمٰن بن عوف نے ام حکیم بنت قارظ سے کہا: تو نے اپنے نکاح کے باب میں مجھ کو مختار کیا ہے، میں جس سے چاہوں تیرا نکاح کر دوں۔ اس نے کہا: ہاں، عبدالرحمٰن نے کہا: تو میں نے خود تجھ سے نکاح کیا اور عطاء بن ابی رباح نے کہا: دو گواہوں کے سامنے اس عورت سے کہہ دے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا یا عورت کے کنبہ والوں میں سے (گو دور کے رشتہ دار ہوں) کسی کو مقرر کر دے (وہ اس کا نکاح پڑھا دے) اور سہل بن ساعدی نے روایت کیا کہ ایک عورت نے آنحضرت ﷺ سے کہا: میں اپنے کو آپ کو ہبہ کر دیتی ہوں اس میں ایک شخص کہنے لگا: یا رسول اللہ! اگر آپ ﷺ کو اس کی خواہش نہ ہو تو مجھ سے اس کا نکاح کر دیجیے۔

تشریح: اس حدیث کی مناسبت باب سے اس طرح پر ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ اس کو پسند کرتے تو وہ اپنا نکاح آپ اس سے کر لیتے آپ اس عورت کے اور سب مسلمانوں کے ولی تھے۔ بعض نے کہا مناسبت یہ ہے کہ جب اس مرد نے پیغام دیا تو نبی کریم ﷺ جو سب مسلمانوں کے ولی تھے، آپ نے اس سے اس کا نکاح کر دیا۔

٥١٣١ـ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ﴾ [النساء: ١٢٧] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، قَالَتْ: هِيَ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ الرَّجُلِ، قَدْ شَرِكَتْهُ فِي مَالِهِ، فَيَرْغَبُ عَنْهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا، وَيَكْرَهُ أَنْ يُزَوِّجَهَا غَيْرَهُ، فَيَدْخُلَ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ، فَيَحْبِسُهَا،

(٥١٣١) ہم سے ابن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، کہا ہم سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ﴾ الآية "اور آپ سے عورتوں کے بارے میں مسئلہ پوچھتے ہیں، آپ ﷺ کہہ دیجیے کہ اللہ ان کے بارے میں تمہیں مسئلہ بتاتا ہے" آخر آیت تک، فرمایا کہ یہ آیت یتیم لڑکی کے بارے میں نازل ہوئی، جو کسی مرد کی پرورش میں ہو۔ وہ مرد اس کے مال میں بھی شریک ہو اور اس سے خود نکاح کرنا چاہتا ہو اور اس کا نکاح کسی دوسرے سے کرنا پسند نہ کرتا ہو کہ کہیں دوسرا شخص اس کے مال میں حصہ دار نہ بن جائے۔ اس غرض

فَنَهَاهُمُ اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ.

سے وہ لڑکی کو روکے رکھے تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس سے منع کیا ہے۔

٥١٣٢ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ، حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ، حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ جُلُوْسًا فَجَاءَ تْهُ امْرَأَةٌ تَعْرِضُ نَفْسَهَا عَلَيْهِ فَخَفَّضَ فِيْهَا النَّظَرَ وَرَفَعَهُ فَلَمْ يُرِدْهَا، فَقَالَ: رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ زَوِّجْنِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((أَعِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟)) قَالَ: مَا عِنْدِيْ مِنْ شَيْءٍ. قَالَ: ((وَلَا خَاتَمٌ مِنْ حَدِيْدٍ؟)) قَالَ: وَلَا خَاتَمٌ مِنْ حَدِيْدٍ وَلٰكِنْ أَشُقُّ بُرْدَتِيْ هٰذِهِ فَأُعْطِيْهَا النِّصْفَ، وَآخُذُ النِّصْفَ. قَالَ: ((لَا، هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((اذْهَبْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)). [راجع: ٢٣١٠]

(۵۱۳۲) ہم سے احمد بن مقدام نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوحازم نے بیان کیا، کہا ہم سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک خاتون آئیں اور اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے لیے پیش کیا۔ آنحضور ﷺ نے انہیں نظر نیچی اور اوپر کر کے دیکھا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر آپ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کا نکاح مجھ سے کرا دیجیے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا: ''لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں؟'' انہوں نے عرض کیا: لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ہے، البتہ میں اپنی چادر پھاڑ کر آدھی انہیں دے دوں گا اور آدھی خود رکھوں گا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، تمہارے پاس کچھ قرآن بھی ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''پھر جاؤ! میں نے تمہارا نکاح ان سے اس قرآن مجید کی وجہ سے کیا جو تمہارے ساتھ ہے۔''

تشریح: اس حدیث کی مناسبت باب سے اس طرح پر ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ اس کو پسند کرتے اپنا نکاح آپ اس سے کر لیتے۔ آپ اس عورت کے اور سب مسلمانوں کے ولی تھے بعض نے کہا کہ مناسبت یہ ہے کہ جب اس مرد نے پیغام دیا تو نبی کریم ﷺ جو سب مسلمانوں کے ولی تھے آپ ﷺ نے اس سے اس کا نکاح کر دیا۔

بَابُ إِنْكَاحِ الرَّجُلِ وَلَدَهُ الصِّغَارَ

باب: آدمی اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے

لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَاللَّائِيْ لَمْ يَحِضْنَ﴾ [الطلاق: ٤] فَجَعَلَ عِدَّتَهَا ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ قَبْلَ الْبُلُوْغِ.

اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ طلاق میں فرمایا: ﴿وَاللَّائِيْ لَمْ يَحِضْنَ﴾ ''یعنی جن عورتوں کو ابھی حیض نہ آیا ہو'' ان کی بھی عدت تین مہینے ہیں۔

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ عمدہ استنباط ہے کیونکہ تین مہینے کی مدت بغیر طلاق کے نہیں ہوتی اور طلاق بغیر نکاح کے نہیں ہو سکتی، پس معلوم ہوا کہ کم سن اور نابالغ لڑکیوں کا نکاح کر دینا درست ہے مگر اس آیت میں یہ تخصیص نہیں کہ باپ ہی کو ایسا کرنا جائز ہے اور نہ کنواری کی تخصیص ہے۔ اہلحدیث اور محققین نے اس کو اختیار کیا ہے کہ جب لڑکی بالغہ ہو خواہ کنواری ہو یا بیوہ اس کا اذن لینا ضروری ہے اور کنواری کا خاموش رہنا ہی اذن ہے اور ثیبہ کو زبان سے اذن دینا چاہیے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک کنواری لڑکی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی، اس کے باپ نے اس کا نکاح جبراً کر دیا تھا وہ پسند نہیں کرتی تھی تو نبی کریم ﷺ نے لڑکی کو اختیار دیا کہ خواہ نکاح باقی رکھے خواہ فسخ کر ڈالے۔ (وحیدی)

٥١٣٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، وَأُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ، وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا. [راجع: ٣٨٩٤]

(۵۱۳۳) ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جب ان سے نکاح کیا تو ان کی عمر چھ سال تھی اور جب ان سے صحبت کی تو اس وقت ان کی عمر نو برس کی تھی اور وہ نو برس آپ کے پاس رہیں۔

بَابُ تَزْوِيجِ الْأَبِ ابْنَتَهُ مِنَ الْإِمَامِ

باب: باپ کا اپنی بیٹی کا نکاح مسلمانوں کے امام یا بادشاہ سے کرنا

وَقَالَ عُمَرُ: خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيَّ حَفْصَةَ فَأَنْكَحْتُهُ.

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا پیغام نکاح میرے پاس بھیجا اور میں نے ان کا نکاح آنحضرت ﷺ سے کر دیا۔

٥١٣٤ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ. قَالَ هِشَامٌ: وَأُنْبِئْتُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَهُ تِسْعَ سِنِينَ. [راجع: ٣٨٩٤]

(۵۱۳۴) ہم سے معلّی بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح کیا تو ان کی عمر چھ سال تھی اور جب ان سے صحبت کی تو ان کی عمر نو سال تھی۔ ہشام بن عروہ نے کہا مجھے خبر دی گئی ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ نو سال تک رہیں۔

تشریح: یعنی جب ان کی عمر اٹھارہ سال کی تھی تو نبی کریم ﷺ نے وفات پائی۔ عرب گرم ملک ہے وہاں کی لڑکیاں جلدی جوان ہو جاتی ہیں تو نو برس کی عمر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جوان ہو گئی تھی۔

بَابٌ: اَلسُّلْطَانُ وَلِيٌّ

باب: سلطان بھی ولی ہے

بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)).

کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہم نے اس عورت کا نکاح تجھ سے کر دیا اس قرآن کے بدلے جو تجھے یاد ہے۔''

٥١٣٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي وَهَبْتُ مِنْ نَفْسِي. فَقَامَتْ طَوِيلًا فَقَالَ رَجُلٌ: زَوِّجْنِيهَا، إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا

(۵۱۳۵) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابوحازم مسلم بن دینار نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: میں اپنے آپ کو آپ کے لیے ہبہ کرتی ہوں، پھر وہ دیر تک کھڑی رہی۔ اتنے میں ایک مرد نے کہا کہ اگر آنحضور ﷺ کو اس کی ضرورت نہ

حَاجَةٌ. قَالَ: ((هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصْدِقُهَا)). قَالَ: مَا عِنْدِيْ إِلَّا إِزَارِيْ. فَقَالَ: ((إِنْ أَعْطَيْتَهَا إِيَّاهُ جَلَسْتَ لَا إِزَارَ لَكَ، فَالْتَمِسْ شَيْئًا)). فَقَالَ: مَا أَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ: ((الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ)). فَلَمْ يَجِدْ. فَقَالَ: ((أَمَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ)). قَالَ: نَعَمْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا. فَقَالَ: ((زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)).

[راجع: ٢٣١٠]

ہوتو اس کا نکاح مجھ سے فرمادیں۔ آپ نے دریافت فرمایا: ''تمہارے پاس انہیں مہر میں دینے کے لیے کوئی چیز ہے؟'' اس نے کہا کہ میرے پاس اس تہبند کے سوا اور کچھ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اپنا یہ تہبند اس کو دے دو گے تو تمہارے پاس پہننے کے لیے تہبند بھی نہیں رہے گا جاؤ کوئی اور چیز تلاش کرلو۔'' اس مرد نے کہا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ تو تلاش کرو، ایک لوہے کی انگوٹھی ہی سہی!'' اسے وہ بھی نہیں ملی تو آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا تمہارے پاس کچھ قرآن مجید ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! فلاں فلاں سورتیں ہیں، ان سورتوں کا اس نے نام لیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر ہم نے تیرا نکاح اس عورت سے ان سورتوں کے بدلے کیا جو تم کو یاد ہیں۔''

بَابٌ: لَا يُنْكِحُ الْأَبُ وَغَيْرُهُ الْبِكْرَ وَالثَّيِّبَ إِلَّا بِرِضَاهَا

باب: باپ یا کوئی دوسرا ولی کنواری یا بیوہ عورت کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر نہ کرے

٥١٣٦ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ)). قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ: ((أَنْ تَسْكُتَ)). [انظر: ٦٩٦٨، ٦٩٧٠] [مسلم: ٣٤٧٣؛ نسائي: ٣٢٦٥]

(٥١٣٦) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی بشر نے، ان سے ابوسلمہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس سے اجازت نہ لی جائے اور کنواری عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ مل جائے۔'' صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! کنواری عورت اذن کیونکر دے گی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اس کی صورت یہ ہے کہ وہ خاموش رہے۔'' یہ خاموشی ہی اس کا اذن سمجھی جائے گی۔

تشریح: خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور بعض اہلحدیث کا یہی قول معلوم ہوتا ہے لیکن اکثر علما نے یہ کہا ہے بلکہ اس پر اجماع ہو گیا ہے کہ کنواری چھوٹی (یعنی نابالغ لڑکی) کا نکاح اس کا باپ کرسکتا ہے، اس سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے اور ثیبہ بالغہ کا نکاح اس کے پوچھے بغیر جائز نہیں اتفاقاً نہ باپ کو نہ اور کسی ولی کو۔ اب رہ گئی کنواری نابالغہ اور ثیبہ نابالغہ۔ ان میں اختلاف ہے۔ کنواری نابالغہ سے بھی حنفیہ کے نزدیک اذن لینا چاہیے اور امام مالک اور امام شافعی اور ہمارے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک باپ کو اس سے اذن لینے کی ضرورت نہیں ہے اسی طرح دادا کو بھی اگر باپ حاضر نہ ہو۔ حدیث سے اذن لینے کی تائید ہوتی ہے اور امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اہلحدیث کا یہی مذہب قرار دیا ہے لیکن ثیبہ نابالغہ تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتے ہیں کہ باپ اس کا نکاح کرسکتا ہے اس سے پوچھنے کی ضرورت نہیں اور امام شافعی اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہم یہ کہتے ہیں کہ اس سے اجازت لینا ضروری ہے کیونکہ ثیبہ ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ شرم نہیں کرتی بہرحال نابالغ عورت کا نکاح اگر کیا جائے اور اس میں اجازت بھی لی

جائے تو بعد بلوغ اس کو اختیار باقی رہتا ہے۔

٥١٣٧۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ طَارِقٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو، مَوْلَى عَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِي. قَالَ: ((رِضَاهَا صَمْتُهَا)). [انظر: ٦٩٤٦، ٦٩٧١]

[مسلم: ٣٤٦٠؛ نسائي: ٣٢٦٦]

(۵۱۳۷) ہم سے عمرو بن ربیع بن طارق نے بیان کیا، کہا ہم کو لیث بن سعد نے خبر دی، انہیں ابن ابی ملیکہ نے، انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ابوعمرو ذکوان نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کنواری لڑکی (کہتے ہوئے) شرماتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کا خاموش ہو جانا ہی اس کی رضا مندی ہے۔''

بَابٌ: إِذَا زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ فَنِكَاحُهُ مَرْدُودٌ

باب: اگر کسی نے اپنی بیٹی کا نکاح (وہ کنواری ہو یا بیوہ) جبراً کر دیا تو یہ نکاح باطل ہوگا

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ کا مذہب عام معلوم ہوتا ہے لیکن باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم ثیبہ کے نکاح میں ہے جیسا کہ امام نسائی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرد نے اپنی کنواری بیٹی کا نکاح کر دیا اور وہ اس سے ناراض تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے خاوند سے جدا کر دیا۔ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔ حافظ نے کہا اس حدیث میں ضعف ہے لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو امام احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارقطنی نے نکالا اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسا ہی نکالا ایسی صورت میں امام بخاری رحمہ اللہ کا مذہب قوی ہوگا کہ لڑکی خواہ کنواری ہو یا ثیبہ ہر حال میں جو نکاح اس کی مرضی کے خلاف ہو وہ ناجائز ہوگا گو ثیبہ کے نکاح کے ناجائز ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ امام بیہقی نے کہا اگر کنواری کی روایت ثابت ہو تو وہ محمول ہے اس پر کہ یہ نکاح غیر کفو میں ہوا ہوگا۔ حافظ نے کہا یہی جواب عمدہ ہے۔ (وحیدی)

٥١٣٨۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَمُجَمِّعٍ، ابْنَيْ يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ، أَنَّ أَبَاهَا، زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ، فَكَرِهَتْ ذَلِكَ فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَهُ. [اطرافه في: ٥١٣٩، ٦٩٤٥، ٦٩٦٩]

[ابوداود: ٢١٠١؛ نسائي: ٣٢٦٨؛ ابن ماجه: ١٨٧٣]

(۵۱۳۸) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے عبدالرحمن اور مجمع نے جو دونوں یزید بن جاریہ کے بیٹے ہیں، ان سے خنساء بنت خذام انصاریہ نے بیان کیا کہ ان کے والد نے ان کا نکاح کر دیا تھا اور وہ ثیبہ تھیں، انہیں یہ نکاح منظور نہیں تھا، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کو فسخ کر ڈالا۔

٥١٣٩۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ،

(۵۱۳۹) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو یزید بن ہارون نے خبر دی، کہا ہم کو یحییٰ بن سعید انصاری نے خبر دی، ان سے قاسم بن محمد

حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَالرَّحْمنِ بْنَ يَزِيْدَ وَمُجَمِّعَ بْنَ يَزِيْدَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَجُلاً يُدْعَى خِذَامًا أَنْكَحَ ابْنَةً لَهُ..نَحْوَهُ. [راجع:٥١٣٨]

نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن یزید اور مجمع بن یزید نے بیان کیا کہ خذام نامی ایک صحابی نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا تھا۔ پھر پچھلی حدیث کی طرح بیان کیا۔

بَابُ تَزْوِيجِ الْيَتِيمَةِ

باب: یتیم لڑکی کا نکاح کر دینا

لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ﴾ [النسآء: ٣] وَإِذَا قَالَ: لِلْوَلِيِّ زَوِّجْنِي فُلَانَةَ. فَمَكَثَ سَاعَةً أَوْ قَالَ: مَا مَعَكَ؟ فَقَالَ: مَعِي كَذَا وَكَذَا. أَوْ لَبِثَا ثُمَّ قَالَ: زَوَّجْتُكَهَا فَهُوَ جَائِزٌ. فِيهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں فرمایا: ''اگر تم ڈرو کہ یتیم لڑکیوں کے حق میں انصاف نہ کر سکو گے تو دوسری عورتوں سے جو تم کو بھلی لگیں نکاح کر لو۔'' اور اگر کسی شخص نے یتیم لڑکی کے ولی سے کہا کہ میرا نکاح اس لڑکی سے کر دو پھر ولی ایک گھڑی تک خاموش رہا یا ولی نے یہ پوچھا: تیرے پاس کیا کیا جائداد ہے۔ وہ کہنے لگا: فلاں فلاں جائیداد یا دونوں خاموش ہو رہے۔ اس کے بعد ولی نے کہا: میں نے اس کا نکاح تجھ سے کر دیا تو نکاح جائز ہو جائے گا اس باب میں سہل کی حدیث آنحضرت ﷺ سے مروی ہے۔

تشریح: حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث اس سے قبل کئی بار گزر چکی ہے۔ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس مرد کے ایجاب کے بعد دوسری بہت گفتگو کی اور اس کے بعد فرمایا: ((زوجنا كها بما معك من القرآن)) باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

٥١٤٠ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ قَالَ لَهَا: يَا أُمَّتَاهُ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامَى﴾ إِلَى ﴿مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا ابْنَ أُخْتِي! هَذِهِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا، فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَا لِهَا، وَيُرِيدُ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ صَدَاقِهَا، فَنُهُوا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأُمِرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَآءِ﴾ إِلَى ﴿تَرْغَبُونَ﴾

(٥١٤٠) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے (دوسری سند) اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب زہری نے، کہا: مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ اے ام المومنین! ''اور اگر تمہیں خوف ہو کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے'' سے: ﴿مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ تک، اس آیت میں کیا حکم بیان ہوا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میرے بھانجے! اس آیت میں اس یتیم لڑکی کا حکم بیان ہوا ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور ولی کو اس کے حسن اور اس کے مال کی وجہ سے اس کی طرف توجہ ہو اور وہ اس کا مہر کم کر کے اس سے نکاح کرنا چاہتا ہو تو ایسے لوگوں کو ایسی یتیم لڑکیوں سے نکاح کی ممانعت کی گئی ہے سوائے اس صورت کے کہ وہ ان کے مہر کے بارے میں انصاف کریں (اور اگر انصاف نہیں کر سکتے) تو انہیں ان کے سوا دوسری عورتوں سے نکاح کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے

فَأَنْزَلَ اللّٰهُ لَهُمْ فِي هٰذِهِ الآيَةِ أَنَّ الْيَتِيْمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ مَالٍ وَجَمَالٍ، رَغِبُوْا فِيْ نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَالصَّدَاقِ، وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوْبًا عَنْهَا فِيْ قِلَّةِ الْمَالِ، تَرَكُوْهَا وَأَخَذُوْا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ. قَالَتْ: فَكَمَا يَتْرُكُوْنَهَا حِيْنَ يَرْغَبُوْنَ عَنْهَا، فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوْهَا إِذَا رَغِبُوْا فِيْهَا، إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوْا لَهَا وَيُعْطُوْهَا حَقَّهَا الْأَوْفٰى مِنَ الصَّدَاقِ. [راجع: ٢٤٩٤]

اس کے بعد مسئلہ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے آیت ''اور آپ سے عورتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں'' سے ﴿وَتَرْغَبُوْنَ﴾ تک نازل کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ حکم نازل کیا کہ یتیم لڑکیاں جب صاحب مال وصاحب جمال ہوتی ہیں تب تو مہر میں کمی کر کے ان سے نکاح کرنا رشتہ لگانا پسند کرتے ہیں اور جب دولت نہیں رکھتی ان وقت اس کو چھوڑ کر دوسری عورتوں سے نکاح کر لیتے ہیں (یہ کیا بات) ان کو چاہیے کہ جیسے مال ودولت اور حسن جمال والی ہونے کی صورت میں ان کو چھوڑ دیتے ہیں ایسے ہی اس وقت بھی چھوڑ دیں جب وہ مالدار اور خوبصورت ہوں، البتہ اگر انصاف سے چلیں اور اس کا پورا مہر مقرر کریں تو خیر نکاح کر لیں۔

بَابٌ إِذَا قَالَ الْخَاطِبُ لِلْوَلِيِّ:

باب: اگر کسی مرد نے لڑکی کے ولی سے کہا:

زَوِّجْنِيْ فُلَانَةَ فَقَالَ: قَدْ زَوَّجْتُكَ بِكَذَا وَكَذَا. جَازَ النِّكَاحُ، وَإِنْ لَمْ يَقُلْ لِلزَّوْجِ: أَرَضِيْتَ أَمْ قَبِلْتَ؟

میرا نکاح اس لڑکی سے کردو اس نے کہا: میں نے اتنے مہر پر تیرا نکاح اس سے کر دیا تو نکاح ہو گیا گو وہ مرد سے یہ نہ پوچھے کہ تم اس پر راضی ہو یا تم نے قبول کیا یا نہیں؟

تشریح: اس باب سے مطلب یہ ہے کہ مرد کا درخواست کرنا قبول کرنے کے قائم مقام ہے۔ اب اس کے بعد پھر اظہار قبول کی حاجت نہیں۔ بیع میں بھی یہی حکم ہے مثلاً کسی نے دوسرے سے کہا چار روپے کی یہ چیز میرے ہاتھ بیچ ڈال اس نے کہا کہ میں نے بیچ دی تو بیع تمام ہو گئی اب اس کی ضرورت نہیں کہ پھر مشتری کہے کہ میں نے قبول کیا۔

٥١٤١۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلٍ، أَنَّ امْرَأَةً، أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَ: ((مَا لِي الْيَوْمَ فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ)). فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! زَوِّجْنِيْهَا. قَالَ: ((مَا عِنْدَكَ)). قَالَ: مَا عِنْدِيْ شَيْءٌ. قَالَ: ((أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ)). قَالَ: مَا عِنْدِيْ شَيْءٌ. قَالَ: ((فَمَا عِنْدَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟)) قَالَ: كَذَا وَكَذَا. قَالَ: ((فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)). [راجع: ٢٣١٠]

(۵۱۴۱) ہم سے ابونعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ابوحازم نے، ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور اس نے اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ سے نکاح کے لیے پیش کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اب عورت کی ضرورت نہیں ہے۔'' اس پر ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کا نکاح مجھ سے کر دیجیے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ''تمہارے پاس کیا ہے؟'' انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اس عورت کو کچھ دو، خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی سہی۔'' انہوں نے کہا: میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا: ''تمہیں قرآن کتنا یاد ہے؟'' عرض کیا: فلاں

فلاں سورتیں یاد ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر میں نے انہیں تمہارے نکاح میں دیا، اس قرآن کے بدلے جو تم کو یاد ہے۔''

تشریح: اس واقعہ میں نبی کریم ﷺ بطور ولی کے تھے۔ آپ سے اس شخص نے اس عورت سے نکاح کرا دینے کی درخواست کی، آپ نے نکاح کرا دیا۔ باب اور حدیث میں مطابقت ہوگئی۔

مرزا حیرت صاحب مرحوم کی حیرت انگیز جسارت! حضرت مرزا حیرت صاحب مرحوم نے بھی بخاری شریف کا اردو ترجمہ شائع کیا تھا مگر بعض بعض جگہ آپ حیرت انگیز جسارت سے کام لے جاتے ہیں چنانچہ اس حدیث کے ذیل آپ کی جسارت ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں:

''امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث سے یہ سمجھ گئے کہ تعلیم قرآن آنحضرت ﷺ نے مہر قرار دیا اور کچھ نہ قرار دیا حالانکہ اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ بلکہ مہر مؤجل مقرر کر دیا ہوگا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے بزرگی قرآن یاد ہونے کی وجہ سے اس کا نکاح تجھ سے کر دیا۔ بخاری نے باء کے معنی عوض کے لے کر مسئلہ قائم کر دیا حالانکہ باء مسببہ ہے۔ (ترجمہ صحیح بخاری، جلد: سوم/ص:۲۲)

مرزا صاحب مرحوم نے حضرت امیر المؤمنین فی الحدیث کو جس لا ابالی پن سے یاد کیا ہے وہ آپ کی حیرت انگیز جسارت ہے پھر مزید جسارت یہ کہ نبی کریم ﷺ کے اس نکاح کر دینے کی بڑی ہی بھونڈی تصویر پیش کی ہے۔ حدیث کے صاف الفاظ ہیں ((فقد ملکتکها بما معك من القرآن)) تجھ کو جو قرآن زبانی یاد ہے اس کے عوض اس عورت کا میں نے تجھ کو مالک بنا دیا۔ یہ اس وقت ہوا جبکہ سائل کے گھر میں ایک لوہے کی انگوٹھی یا چھلا بھی نہ تھا مگر مرزا صاحب کی جسارت ملاحظہ ہو کہ آپ لکھتے ہیں ''بلکہ مہر مؤجل مقرر کر دیا ہوگا'' اگر ایسا ہوا ہوتا تو تفصیل میں نبی کریم ﷺ اس کا ذکر ضرور فرماتے مگر صاف واضح ہے کہ مرزا صاحب نے نبی کریم ﷺ پر یہ محض قیاسی افترا بازی کی ہے جس کی بنا پر آپ امام بخاری رحمہ اللہ کی فقاہت حدیث پر حملہ کر رہے ہیں اور اپنی فہم کے آگے امام بخاری رحمہ اللہ کی فہم حدیث کو ہیچ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ پاک حضرت مرزا صاحب کی اس جسارت کو معاف فرمائے۔ دراصل تعصب تقلید اتنا برا مرض ہے کہ آدمی اس میں بالکل اندھا بہرہ بن کر حقیقت سے بالکل دور ہو جاتا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں جو مسئلہ ثابت فرمایا ہے وہ ایسے حالات میں یقیناً ارشاد رسالت مآب ﷺ سے ثابت ہے۔ ولا شك فيه على رغم انوف المقلدين الجامدين۔

بَابٌ: لَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ، حَتَّى يَنْكِحَ أَوْ يَدَعَ

باب: کوئی بھی مسلمان اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی نہ کرے یہاں تک کہ وہ اس سے نکاح کر لے یا پیام نہ چھوڑ دے یعنی منگنی توڑ دے

٥١٤٢۔ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا، يُحَدِّثُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَبِيعَ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ، حَتَّى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهُ، أَوْ يَأْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ.

(۵۱۴۲) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا میں نے نافع سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ ہم کسی کے بھاؤ پر بھاؤ لگائیں اور کسی شخص کو اپنے کسی (دینی) بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نہ بھیجنا چاہیے، یہاں تک کہ پہلے پیغام بھیجنے والا اس کو چھوڑ دے یا پیغام نکاح بھیجنے والا اپنے دوسرے بھائی کو اجازت دے دے تو جائز ہے۔

[راجع: ۲۱۳۹] [نسائي: ۳۲۴۳]

تشریح: دیانت اور امانت کا تقاضا ہے کہ کسی بھائی کے سودے میں یا اس کی منگنی میں دخل اندازی نہ کی جائے ہاں وہ خود ہٹ جائے تو بات الگ ہے۔

۵۱۴۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، قَالَ: قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: يَأْثُرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ، وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَسَّسُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَكُوْنُوْا إِخْوَانًا)). [طرفه في: ٦٠٦٤، ٦٠٦٦، ٦٧٢٤]

(۵۱۴۳) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے جعفر بن ربیعہ نے، ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''بدگمانی سے بچتے رہو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے (اور لوگوں کے رازوں کی) کھود کرید نہ کیا کرو اور نہ (لوگوں کی نجی گفتگوؤں کو) کان لگا کر سنو اور آپس میں دشمنی نہ پیدا کرو بلکہ بھائی بھائی بن کر رہو۔''

۵۱۴۴۔ ((وَلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيْهِ حَتَّى يَنْكِحَ أَوْ يَتْرُكَ)). [راجع: ۲۱٤۰]

(۵۱۴۴) ''اور کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغام پر پیغام نہ بھیجے یہاں تک کہ وہ نکاح کرے یا چھوڑ دے۔''

تشریح: اخلاق فاضلہ کی تعلیم کے لئے اس حدیث کو بنیادی حیثیت دی جاسکتی ہے۔ اصلاح معاشرہ اور صالح ترین سماج بنانے کے لئے ان اوصاف حسنہ کا ہونا ضروری ہے، بدگمانی عیب جوئی چغلی سب اس میں داخل ہیں۔ اسلام کا منشا سارے انسانوں کو مخلص ترین بھائیوں کی طرح زندگی گزارنے کا پیغام دینا ہے۔

بَابُ تَفْسِيْرِ تَرْكِ الْخِطْبَةِ

باب: پیغام چھوڑ دینے کی وجہ بیان کرنا

۵۱۴۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ ابْنُ عَبْدِاللَّهِ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِيْنَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ قَالَ عُمَرُ: لَقِيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ. فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَلَقِيَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِيْ أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيْمَا عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّيْ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ

(۵۱۴۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی، انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب میری بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوئی تو میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح حفصہ رضی اللہ عنہا سے کردوں۔ پھر کچھ دنوں کے بعد رسول کریم ﷺ نے ان کے نکاح کا پیغام بھیجا۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور کہا کہ آپ نے جو صورت میرے سامنے رکھی تھی۔ اس کا جواب میں نے صرف اس وجہ سے نہیں دیا تھا کہ مجھے معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ ﷺ کا راز کھولوں، ہاں، اگر آنحضرت ﷺ انہیں

سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا. تَابَعَهُ يُوْنُسُ وَمُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ وَابْنُ أَبِي عَتِيْقٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ. [راجع: ٤٠٠٥]

چھوڑ دیتے تو میں ان کو قبول کر لیتا۔ شعیب کے ساتھ اس حدیث کو یونس بن یزید اور موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن عبداللہ بن ابی عتیق نے بھی زہری سے روایت کیا ہے۔

تشریح: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پیغام چھوڑ دینے کی وجہ بیان کر دی یہی باب کا مقصد ہے۔

بَابُ الْخُطْبَةِ

باب: (عقد سے پہلے) نکاح کا خطبہ پڑھنا

٥١٤٦ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُوْلُ: جَاءَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا)). [طرفه في: ٥٧٦٧] [ابوداود: ٥٠٠٧؛ ترمذي: ٢٠٢٨]

(۵۱۴۶) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، کہا میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ دو آدمی مدینہ کے مشرق کی طرف سے آئے، وہ مسلمان ہو گئے اور خطبہ دیا نہایت فصیح و بلیغ۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا: ''بعض تقریر جادو کی طرح اثر کرتی ہے۔''

تشریح: یہ حدیث لا کر امام بخاری رحمہ اللہ نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ نکاح کا خطبہ صاف صاف متوسط تقریر میں ہونا چاہیے نہ یہ کہ بڑے تکلف اور خوش تقریری کے ساتھ جس سے سامعین پر جادو کا سا اثر ہو اور خطبہ نکاح کے باب میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے جسے اصحاب سنن نے روایت کیا ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ شاید اپنی شرط پر نہ ہونے سے اسے نہ لا سکے۔ نکاح کا خطبہ مشہور یہ ہے:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ! اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾۔'' تک پڑھ کر پھر قاضی ایجاب و قبول کرائے۔

بَابُ ضَرْبِ الدُّفِّ فِي النِّكَاحِ وَالْوَلِيْمَةِ

باب: نکاح اور ولیمہ کی دعوت میں دف بجانا

تشریح: اعلان نکاح کے لئے دف بجانا جس میں گھنگرو نہ ہوں جائز ہے مگر آج کل کا گانا بجانا سراسر حرام ہے۔

٥١٤٧ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ بِشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ، قَالَ: قَالَتِ الرُّبَيِّعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ. جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ

(۵۱۴۷) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن ذکوان نے بیان کیا، کہا ربیع بنت معوذ بن عفراء نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور جب میں دلہن بنا کر بٹھائی گئی

فَدَخَلَ حِينَ بُنِيَ عَلَيَّ، فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي، فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ، إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ. فَقَالَ: ((دَعِي هَذِهِ، وَقُولِي بِالَّذِي كُنْتِ تَقُولِينَ)). [راجع: ٤٠٠١]

تو آنحضرت ﷺ اندر تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھے، اسی طرح جیسے تم اس وقت میرے پاس بیٹھے ہوئے ہو۔ پھر ہمارے یہاں کی کچھ لڑکیاں دف بجانے لگیں اور میرے باپ اور چچا جو جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے، ان کا مرثیہ پڑھنے لگیں۔ اتنے میں ان میں سے ایک لڑکی نے پڑھا: اور ہم میں ایک نبی ہے جو ان باتوں کی خبر رکھتا ہے جو کچھ کل ہونے والی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "یہ چھوڑ دو، اس کے سوا جو کچھ تم پڑھ رہی تھیں وہ پڑھو۔"

تشریح: اس لڑکی کو آپ نے ایسا شعر پڑھنے سے منع فرمادیا کیونکہ آپ عالم الغیب نہیں تھے عالم الغیب صرف ذات باری تعالیٰ ہے۔ قرآن پاک میں صاف اس کی صراحت مذکور ہے۔ مرقاۃ میں ہے کہ وہ دف جو بجا رہی تھیں ان میں گھنگرو جیسی آواز نہیں تھی "وَكَانَ وَلَهُنَّ غَيْرَ مَضْحُوبٍ بِجَلَاجِلَ۔" اس سے آج کل کے گانے بجانے پر دلیل پکڑنا غلط ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ایسے گانوں بجانوں سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے بلکہ آپ ﷺ دنیا میں ایسے گانوں بجانوں کو مٹانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے، "قال فى الفتح وانما انكر عليها ما ذكر من الاطراء حيث اطلق علم الغيب له هو صفة تختص بالله تعالى۔" (جلد ۹ صفحہ ۲۵۵) یعنی آپ نے اس لڑکی کو اس شعر کے پڑھنے سے اس لئے منع فرمایا کہ اس میں مبالغہ تھا اور علم الغیب کا اطلاق آپ ﷺ کی ذات پر کیا گیا تھا حالانکہ یہ ایسی صفت ہے جو اللہ کے ساتھ خاص ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ [النساء: ٤] وَكَثْرَةِ الْمَهْرِ، وَأَدْنَى مَا يَجُوزُ مِنَ الصَّدَاقِ، وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا﴾ [النساء: ٢٠] وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ﴾ [البقرة: ٢٣٦] وَقَالَ سَهْلٌ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ)). [راجع: ٥٠٣٠]

"اور عورتوں کو ان کا مہر خوش دلی سے ادا کر دو۔" اور مہر زیادہ رکھنا اور کم سے کم کتنا مہر جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: "اور اگر تم نے ان (عورتوں) میں سے کسی کو (مہر میں) ڈھیر کا ڈھیر دیا ہو، تب بھی اس سے واپس نہ لو۔" اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: "یا تم نے ان کے لیے کچھ (مہر کے طور پر) مقرر کیا ہو۔" اور سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کچھ تو ڈھونڈ کر لا، اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی سہی۔"

٥١٤٨ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ، تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ، فَرَأَى النَّبِيُّ ﷺ بَشَاشَةَ الْعُرْسِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ.

(۵۱۴۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک خاتون سے ایک گٹھلی کے وزن کے برابر (سونے کے مہر پر) نکاح کیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے شادی کی خوشی ان میں دیکھی تو ان سے پوچھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے ایک عورت سے ایک گٹھلی کے برابر (سونے) پر نکاح کیا ہے۔

وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ. [راجع: ۲۰۴۹]

اور قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت اس طرح نقل کی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے ایک گٹھلی کے وزن کے برابر سونے پر نکاح کیا تھا۔

تشریح: اس میں سونے کی تصریح مذکور ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کمی بیشی کی کوئی حد نہیں ہے مگر بہتر یہ ہے کہ (طاقت ہونے پر) مہر دس درہم سے کم اور پانچ سو درہم سے زیادہ نہ ہو۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں اور صاجزادیوں کا یہی مہر تھا۔ (وحیدی) آج کل لوگ نام نمود کے لیے ہزاروں کا مہر باندھ دیتے ہیں بعد میں ادائیگی کا نام نہیں لیتے الا ماشاء اللہ۔ ایسے لوگوں کو چاہیے کہ اتنا ہی مہر بندھوائیں جسے بخوشی ادا کر سکیں۔

بَابُ التَّزْوِيجِ عَلَى الْقُرْآنِ وَبِغَيْرِ صَدَاقٍ

باب: قرآن کی تعلیم مہر ہو سکتی ہے اس طرح اگر مہر کا ذکر ہی نہ کرے تب بھی نکاح صحیح ہو جائے گا (اور مہر مثل لازم ہوگا)

تشریح: مہر المثل عورت کے باپ کے کنبہ کے مہر پر بھی قیاس کر کے مقرر کیا جاتا ہے جیسے اس کی علاتی بہنیں اور پھوپھیاں اور چچا زاد بہنیں۔ جب نکاح کے وقت کچھ مہر نہ مقرر ہوا ہو یا قبل یا بعد نکاح کے مقدار مہر کی تعیین وتصریح نہ کر دی گئی ہو یا مہر عمداً یا سہواً غیر معین چھوڑ دیا گیا ہو تو عورت اس مہر کی مستحق ہوگی جس کو شرع میں مہر المثل یعنی اس کی امثال واقران کا مہر کہتے ہیں۔ عورت کا مہر المثل نکالنے کا یہ قاعدہ مقرر کیا گیا ہے کہ اس کے شوہر کی حالت باعتبار شرافت اور دولت کے اس عورت کے شوہر کی حالت کے مانند ہو جو اس کی مثل قرار دی گئی ہے۔ مہر مثل صرف ان صورتوں میں لیا جاتا ہے جن میں نکاح شرعاً صحیح وجائز ہو۔

٥١٤٩ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، سَمِعْتُ سَهْلَ ابْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ، يَقُوْلُ: إِنِّي لَفِي الْقَوْمِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ إِذْ قَامَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَأْ فِيهَا رَأْيَكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتْ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَأْ فِيهَا رَأْيَكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ: إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَأْ فِيهَا رَأْيَكَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَنْكِحْنِيهَا. قَالَ: ((هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟)) قَالَ: لَا. قَالَ: ((اذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ

(۵۱۴۹) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، کہا میں نے ابوحازم سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ اتنے میں ایک خاتون کھڑی ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنے آپ کو آپ کے لیے ہبہ کرتی ہوں، آپ اب جو چاہیں کریں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ پھر کھڑی ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے اپنے آپ کو آپ کے لیے ہبہ کردیا ہے جو چاہیں کریں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ بھی کوئی جواب نہ دیا۔ وہ تیسری مرتبہ کھڑی ہوئی اور کہا کہ انہوں نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہبہ کردیا ہے، حضور جو چاہیں کریں۔ اس کے بعد ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! ان کا نکاح مجھ سے کردیجیے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: "تمہارے پاس

خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ)). فَذَهَبَ فَطَلَبَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ. قَالَ: ((هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟)) قَالَ: مَعِي سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا. قَالَ: ((اذْهَبْ فَقَدْ أَنْكَحْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)). [راجع: ٢٣١٠]

[مسلم: ٣٤٨٧؛ نسائي: ٣٢٠٠، ٣٢٨٠]

کچھ ہے؟" انہوں نے عرض کیا، نہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "جاؤ! تلاش کرو ایک لوہے کی انگوٹھی بھی اگر مل جائے تو لے آؤ۔" وہ گئے اور تلاش کیا، پھر واپس آ کر عرض کیا: میں نے کچھ نہیں پایا، لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ملی۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: "تمہارے پاس کچھ قرآن ہے؟" انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! میرے پاس فلاں فلاں سورتیں ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "پھر جاؤ! میں نے تمہارا نکاح ان سے اس قرآن پر کیا جو تم کو یاد ہے۔"

تشریح: باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

بَابُ الْمَهْرِ بِالْعُرُوْضِ وَخَاتَمٍ مِنْ حَدِيْدٍ

باب: کوئی جنس یا لوہے کی انگوٹھی مہر ہو سکتی ہے گو نقد روپیہ نہ ہو

٥١٥٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: ((تَزَوَّجْ وَلَوْ بِخَاتَمٍ مِنْ حَدِيْدٍ)). [راجع: ٢٣١٠] [ابن ماجه: ١٨٨٩]

(۵۱۵۰) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے ابی حازم نے اور ان سے صحابی حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: "نکاح کر، خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی پر ہی ہو۔"

تشریح: اس سے صاف ظاہر ہوا کہ نکاح ایک معمولی رقم کے مہر پر بھی ہو سکتا ہے حتیٰ کہ ایک لوہے کی انگوٹھی پر بھی جبکہ دولہا بالکل مفلس ہو۔ الغرض شریعت نے نکاح کا معاملہ بہت آسان کر دیا ہے۔

بَابُ الشُّرُوْطِ فِي النِّكَاحِ

باب: نکاح میں جو شرطیں طے کی جائیں (ان کا پورا کرنا ضروری ہے)

وَقَالَ عُمَرُ: مَقَاطِعُ الْحُقُوْقِ عِنْدَ الشُّرُوْطِ وَقَالَ الْمِسْوَرُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ فَأَحْسَنَ قَالَ: ((حَدَّثَنِي وَصَدَقَنِي، وَوَعَدَنِي فَوَفَّى لِي)). [راجع: ٣٧٢٩]

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: حق کا پورا کرنا اسی وقت ہوگا جب شرط پوری کی جائے اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے اپنے ایک داماد (ابوعاص) کا ذکر فرمایا اور ان کی تعریف کی کہ دامادی کا حق انہوں نے ادا کیا: "جو بات کہی وہ سچ کہی اور جو وعدہ کیا وہ پورا کیا۔"

٥١٥١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، هِشَامُ بْنُ

(۵۱۵۱) ہم سے ابوولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث

عَبْدِالْمَلِكِ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَحَقُّ مَا أَوْفَيْتُمْ مِنَ الشُّرُوْطِ أَنْ تُوْفُوْا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ)). [راجع: ٢٧٢١]

بن سعد نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے ابی الخیر نے اور ان سے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمام شرطوں میں وہ شرطیں سب سے زیادہ پوری کی جانے کے لائق ہیں جن کے ذریعہ تم نے شرمگاہوں کو حلال کیا ہے۔'' یعنی نکاح کی شرطیں ضرور پوری کرنی ہوں گی۔

تشریح: نکاح کے وقت جو شرطیں کی جائیں ان کا پورا کرنا لازم ہے، امام احمد رحمہ اللہ اور اہلحدیث کا یہی قول ہے مگر ایک شرط کہ مرد اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دے اس کا پورا کرنا ضروری نہیں اور ایسی شرطیں کہ مرد دوسری شادی نہ کرے یا لونڈی نہ رکھے یا بیوی کو اس کے ملک سے باہر نہ لے جائے یا نان ونفقہ اتنا دے تو ان شرطوں کو پورا کرنا خاوند پر لازم ہے ورنہ عورت قاضی کے یہاں نالش کر کے جدا ہوسکتی ہے۔ ہاں کوئی شرط شریعت کے خلاف ہو تو اسے توڑ دینا لازم ہے۔

بَابُ الشُّرُوْطِ الَّتِي لَا تَحِلُّ فِي النِّكَاحِ

باب: وہ شرطیں جو نکاح میں جائز نہیں

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: لَا تَشْتَرِطُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا.

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوئی عورت (سوکن) بہن کی طلاق کی شرط نہ لگائے۔

٥١٥٢ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُوْسَى، عَنْ زَكَرِيَّا ـ هُوَ ابْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ ـ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تَسْأَلُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا، فَإِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا)). [راجع: ٢١٤٠]

(۵۱۵۲) ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ان سے زکریا نے جو ابوزائدہ کے صاحبزادے ہیں، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے ابوسلمہ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ اپنی کسی (سوکن) بہن کی طلاق کی شرط اس لیے لگائے تاکہ اس کے حصے کا پیالہ بھی خود انڈیل لے کیونکہ اسے وہی ملے گا جو اس کے مقدر میں ہوگا۔''

بَابُ الصُّفْرَةِ لِلْمُتَزَوِّجِ

باب: شادی کرنے والے کے لیے زرد رنگ کا جواز

وَرَوَاهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. اس کی روایت عبدالرحمن بن عوف نے نبی کریم ﷺ سے کی ہے۔

تشریح: دولہا کے زردی لگانا حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک مطلق منع ہے اور مالکیہ نے صرف کپڑے میں لگانا دولہا کے لئے جائز رکھا ہے نہ کہ بدن میں۔ ان کی دلیل ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے بدن میں زرد خوشبوئیں ہوں۔ حنفیہ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرد کے لئے زردی لگانے کا جواز نہیں نکلتا کیونکہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے زردی نہیں لگائی تھی بلکہ ان کی دولہن کی زردی ان کے بدن یا کپڑے سے لگ گئی ہوگی۔ (وحیدی)

٥١٥٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ:

(۵۱۵۳) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، ان کو مالک بن انس نے

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ قَالَ: ((كَمْ سُقْتَ إِلَيْهَا)). قَالَ: زِنَةَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)). [راجع: ٢٠٤٩] [نسائي: ٣٣٥١]

خبر دی، انہیں حمید طویل نے اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے اوپر زرد رنگ کا نشان تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ انہوں نے انصار کی ایک عورت سے نکاح کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ''اسے مہر کتنا دیا ہے؟'' انہوں نے کہا کہ ایک گٹھلی کے برابر سونا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر ولیمہ کر، خواہ ایک بکری ہی کا ہو۔''

بَابٌ

باب

٥١٥٤ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: أَوْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ بِزَيْنَبَ فَأَوْسَعَ الْمُسْلِمِينَ خُبْزًا فَخَرَجَ ـ كَمَا يَصْنَعُ إِذَا تَزَوَّجَ ـ فَأَتَى حُجَرَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ يَدْعُو وَيَدْعُونَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَرَأَى رَجُلَيْنِ فَرَجَعَ لَا أَدْرِي أَخْبَرْتُهُ أَوْ أُخْبِرَ بِخُرُوجِهِمَا. [راجع: ٤٧٩١]

(۵۱۵۴) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح پر دعوت ولیمہ کی اور مسلمانوں کے لیے کھانے کا انتظام کیا۔ (کھانے سے فراغت کے بعد) آنحضرت ﷺ باہر تشریف لے گئے، جیسا کہ نکاح کے بعد آپ کا دستور تھا۔ پھر آپ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے حجروں میں تشریف لے گئے۔ آپ نے ان کے لیے دعا کی اور انہوں نے آپ کے لیے دعا کی۔ پھر آپ واپس تشریف لائے تو دو صحابہ کو دیکھا (کہ ابھی بیٹھے ہوئے تھے) اس لیے آپ ﷺ پھر باہر تشریف لے گئے (انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) مجھے پوری طرح یاد نہیں کہ میں نے خود آنحضرت ﷺ کو خبر دی یا کسی اور نے خبر دی کہ وہ دونوں صحابی بھی چلے گئے ہیں۔

تشریح: صحبت کے بعد دولہا کو ولیمہ کی دعوت کرنا سنت ہے یہ ضروری نہیں کہ اس میں گوشت ہی ہو بلکہ جو میسر ہو وہ کھلائے۔ نبی کریم ﷺ نے ولیمہ کی دعوت میں کھجور اور گھی اور پنیر کھلایا تھا۔ شادی سے پہلے کھلانا شریعت سے ثابت نہیں ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو اس لئے لائے کہ اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے زرد خوشبو لگائی تو معلوم ہوا کہ دولہا کو زرد خوشبو لگانا ضروری نہیں ہے۔

بَابٌ: كَيْفَ يُدْعَى لِلْمُتَزَوِّجِ

باب: دولہا کو کس طرح دعا دی جائے؟

٥١٥٥ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ـ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ ـ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى عَلَى عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ

(۵۱۵۵) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف پر زردی کا نشان دیکھا تو پوچھا

عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ قَالَ: ((مَا هَذَا؟)) قَالَ: إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ. قَالَ: ((بَارَكَ اللَّهُ لَكَ، أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)).

[راجع: ٢٠٤٩] [مسلم: ٣٤٩٠؛ ترمذي: ١٠٩٤؛ نسائي: ٣٣٧٢؛ ابن ماجه: ١٩٠٧]

کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک عورت سے ایک گٹھلی کے وزن کے برابر سونے کے مہر پر نکاح کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے، دعوت ولیمہ کر خواہ ایک بکری ہی کا ہو۔''

تشریح: نکاح کے بعد سب لوگ دولہا کو یوں دعا دیں'' بَارَكَ اللهُ لَكَ يا بَارَكَ اللهُ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ۔'' ترمذی کی روایت میں یوں ہے:''بَارَكَ اللهُ لَكَ وَعَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ۔''بقی بن مخلد کی روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں:'' بَارَكَ اللهُ بِكُمْ وَبَارَكَ فِيكُمْ وَبَارَكَ عَلَيْكُمْ۔'' حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے زردی نہیں لگائی تھی بلکہ ان کی دلہن کی زردی ان کو لگ گئی ہوگی۔ (وحیدی)

بَابُ الدُّعَاءِ لِلنِّسَاءِ اللَّاتِي يَهْدِيْنَ الْعُرْسَ، وَلِلْعَرُوْسِ

باب: جو عورتیں دلہن کو بناؤ سنگھار کر کے دولہا کے گھر لائیں ان کو اور دلہن کو کیونکر دعا دیں

٥١٥٦ـ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَأَتَتْنِي أُمِّي فَأَدْخَلَتْنِي الدَّارَ، فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ. [راجع: ٣٨٩٤]

(٥١٥٦) ہم سے فروہ نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے جب مجھ سے شادی کی تو میری والدہ (ام رومان بنت عامر) میرے پاس آئیں اور مجھے آنحضرت ﷺ کے گھر کے اندر لے گئیں۔ گھر کے اندر قبیلۂ انصار کی عورتیں موجود تھیں۔ انہوں نے (مجھ کو اور میری ماں کو) یوں دعا دی کہ تمہارا آنا خیر و برکت والا ہو اور تمہارا نصیبہ اچھا ہو۔

تشریح: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ ام رومان رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم ﷺ کی گود میں بٹھایا اور کہا یا رسول اللہ! یہ آپ کی بیوی ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ الْبِنَاءَ قَبْلَ الْغَزْوِ

باب: جہاد میں جانے سے پہلے نئی دلہن سے صحبت کر لینا بہتر ہے تاکہ دل اس میں لگا نہ رہے

٥١٥٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ: لَا يَتْبَعْنِي رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَبْنِيَ بِهَا وَلَمْ

(٥١٥٧) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا، ان سے معمر بن راشد نے، ان سے ہمام نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''گزشتہ انبیا میں سے ایک نبی (حضرت یوشع یا حضرت داؤد علیہ السلام) نے غزوہ کیا اور (غزوہ سے پہلے) اپنی قوم سے کہا کہ میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ چلے جس

يَبْنِ بِهَا)). [راجع: ٣١٢٤]

نے کسی نئی عورت سے شادی کی ہو اور اس کے ساتھ صحبت کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور ابھی صحبت نہ کی ہو۔"

بَابُ مَنْ بَنَى بِامْرَأَةٍ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ

باب: جس نے نو سال کی عمر کی بیوی کے ساتھ خلوت کی (جب وہ جوان ہوگئی ہو)

٥١٥٨- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ عَائِشَةَ وَهِيَ ابْنَةُ سِتٍّ وَبَنَى بِهَا وَهِيَ ابْنَةُ تِسْعٍ وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا. [راجع: ٣٨٩٤]

(۵۱۵۸) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے اور ان سے عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب نکاح کیا تو ان کی عمر چھ سال کی تھی اور جب ان کے ساتھ خلوت کی تو ان کی عمر نو سال کی تھی اور وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ نو سال تک رہیں۔

تشریح: نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ عرب جیسے گرم ملک میں عورتیں عموماً نو (۹) سال کی عمر میں بالغ ہو جایا کرتی تھیں۔ ابتدائے بلوغ کا تعلق موسم اور آب و ہوا کے ساتھ بھی بہت حد تک ہے۔ بہت زیادہ گرم خطوں میں عورتیں اور مرد جلد بالغ ہو جاتے ہیں، اس کے برعکس بہت زیادہ سرد خطوں میں بلوغ اوسطاً اٹھارہ بیس سال میں ہوتا ہے لہٰذا یہ کوئی بعید از عقل بات نہیں ہے۔ اس بارے میں بعض علما نے بہت سے تکلفات کئے ہیں مگر ظاہر حقیقت یہی ہے جو روایت میں مذکور ہے تکلف کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ عرب میں نو سال کی لڑکیوں کا بالغ ہو جانا بعید از عقل کی بات نہیں تھی اس کے مطابق ہی یہاں ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ الْبِنَاءِ فِي السَّفَرِ

باب: سفر میں نئی دلہن کے ساتھ خلوت کرنا

٥١٥٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَتِهِ، فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ، أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَأُلْقِيَ فِيهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيمَتَهُ، فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَقَالُوا: إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ

(۵۱۵۹) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو اسماعیل بن جعفر نے خبر دی، انہیں حمید نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ اور خیبر کے درمیان (راستہ میں) تین دن تک قیام کیا اور وہاں ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی۔ میں نے مسلمانوں کو آنحضرت ﷺ کے ولیمہ پر بلایا لیکن اس دعوت میں روٹی اور گوشت نہیں تھا۔ آپ نے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا اور اس پر کھجور، پنیر اور گھی رکھ دیا گیا اور یہی آنحضرت ﷺ کا ولیمہ تھا۔ مسلمانوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں (کہا کہ) امہات المؤمنین میں سے ہیں یا آنحضرت ﷺ نے انہیں لونڈی ہی رکھا ہے (کیونکہ وہ جنگ خیبر کے قیدیوں میں سے تھیں) اس پر بعض نے کہا کہ اگر آنحضرت ﷺ ان کے لیے پردہ کرائیں تو پھر تو وہ امہات المؤمنین میں سے ہیں اور اگر

لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ. [راجع: ٣٧١]

آپ ان کے لیے پردہ نہ کرائیں تو پھر وہ لونڈی کی حیثیت سے ہیں۔ جب سفر شروع ہوا تو آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے اپنی سواری پر پیچھے جگہ بنائی اور لوگوں کے اور ان کے درمیان پردہ ڈلوایا۔

تشریح: جس سے لوگوں نے جان لیا کہ حضرت صفیہ ؓ کو آپ ﷺ نے اپنے حرم میں داخل فرما لیا اور آپ کو آزاد کر کے آپ سے شادی کر لی ہے۔ آپ تین دن برابر حضرت صفیہ ؓ کے پاس رہے کیونکہ وہ ثیبہ تھیں۔ باکرہ کے پاس دولہا سات دن تک رہ سکتا ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ اس کے نکاح میں دوسری عورتیں بھی ہوں اس کے بعد وہ باری مقرر کرے گا تنہا ایک ہی عورت ہے تو اس کے لئے کوئی قید نہیں ہے۔

بَابُ الْبِنَاءِ بِالنَّهَارِ بِغَيْرِ مَرْكَبٍ وَلَا نِيرَانٍ

باب: دولہا کا دلہن کے پاس یا دلہن کا دولہا کے پاس دن کو آنا سواری یا روشنی کی کوئی ضرورت نہیں ہے

٥١٦٠ـ حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَأَتَتْنِي أُمِّي فَأَدْخَلَتْنِي الدَّارَ، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ضُحًى. [راجع: ٣٨٩٤]

(٥١٦٠) مجھ سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے شادی کی تھی۔ میری والدہ میرے پاس آئیں اور تنہا مجھے ایک گھر میں داخل کر دیا۔ پھر مجھے کسی چیز نے خوف نہیں دلایا سوائے رسول اللہ ﷺ کے کہ آپ اچانک ہی میرے پاس چاشت کے وقت آ گئے۔

تشریح: معلوم ہوا کہ شادی کے بعد مرد عورت کے باہمی ملاپ کے لئے رات کی کوئی قید نہیں ہے دن میں بھی یہ درست ہے نہ آج کل کی رسوم کی ضرورت ہے جو جلوہ وغیرہ کے نام سے لوگوں نے ایجاد کر رکھی ہیں۔

بَابُ الْأَنْمَاطِ وَنَحْوِهَا لِلنِّسَاءِ

باب: عورتوں کے لیے مخمل کے بچھونے وغیرہ بچھانا جائز ہے (یا باریک پردہ لٹکانا)

٥١٦١ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَلِ اتَّخَذْتُمْ أَنْمَاطًا)). قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَأَنَّى لَنَا أَنْمَاطٌ. قَالَ: ((إِنَّهَا سَتَكُونُ)). [راجع: ٣٦٣١] [مسلم: ٥٤٤٩؛ ابوداود: ٤١٤٥؛ نسائي: ٣٣٨٦]

(٥١٦١) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن منکدر نے بیان کیا، ان سے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے (جب انہوں نے شادی کی) فرمایا: ''تم نے جھالر دار چادریں بھی لیں ہیں یا نہیں؟'' انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے پاس جھالر دار چادریں کہاں ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جلد ہی میسر ہو جائیں گی۔''

تشریح: یعنی مستقبل میں جلد تم لوگ کشادہ حال ہو جاؤ گے۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔ اس سے امام بخاری رحمہ اللہ نے پردے یا سوزنی کا جواز نکالا لیکن مسلم کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دروازے پر سے یہ پردہ نکال کر پھینک دیا تھا اور فرمایا تھا کہ ہم کو یہ حکم نہیں ملا کہ ہم مٹی پتھر کو کپڑا پہنائیں۔ اکثر شافعیہ نے اسی حدیث کی بنا پر دیواروں پر کپڑا لگانا مکروہ حرام رکھا ہے۔ ابوداؤد کی روایت میں یوں ہے کہ دیوار کو کپڑے سے مت چھپاؤ۔ اس حدیث میں صاف ممانعت ہے جب دیواروں پر کپڑا ڈالنا منع ہوا تو قبروں پر یہ چادریں غلاف ڈالنا کیوں منع نہ ہوگا مگر جاہلوں نے قبروں پر عمدہ سے عمدہ غلاف ڈالنا جائز بنا رکھا ہے جو سراسر بت پرستی کی نقل ہے بت پرست بتوں کو قیمتی لباس پہناتے ہیں، قبر پرست قبروں پر قیمتی غلاف ڈالتے ہیں۔ پھر اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں۔

بَابُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي يَهْدِينَ الْمَرْأَةَ إِلَى زَوْجِهَا

باب: وہ عورتیں جو دلہن کا بناؤ سنگھار کر کے شوہر کے پاس لے جائیں

٥١٦٢۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا زَفَّتِ امْرَأَةً إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا عَائِشَةُ! مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ)).

(٥١٦٢) ہم سے فضل بن یعقوب نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سابق نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ وہ ایک دلہن کو ایک انصاری مرد کے پاس لے گئیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! تمہارے پاس لہو (دف بجانے والا) نہیں تھا، کیونکہ انصار کو دف پسند ہے۔''

تشریح: ابوالشیخ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکالا انصار کی ایک یتیم لڑکی کی شادی میں دلہن کے ساتھ گئی جب لوٹ کر آئی تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا تم نے دولہا والوں کے پاس جا کر کیا کہا۔ میں نے کہا کہ سلام کیا، مبارک باد دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دف بجانے والی لونڈی ساتھ میں ہوتی وہ دف بجاتی اور یوں گاتی "اتیناکم اتیناکم فحیانا وحیاکم۔" "ہم تمہارے ہاں آئے تم کو اور ہم کو یہ شادی مبارک ہو۔ معلوم ہوا کہ اس حد تک دف کے ساتھ مبارکباد کے ایسے شعر کہنا جائز ہے مگر آج کل جو گانے بجانے لہو ولعب کے طریقے شادیوں میں اختیار کئے جاتے ہیں یہ ہرگز جائز نہیں ہیں کیونکہ اس سے سراسر فسق وفجور کو شہ ملتی ہے۔

بَابُ الْهَدِيَّةِ لِلْعَرُوسِ

باب: دولہن کو تحائف بھیجنا

٥١٦٣۔ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ ـ وَاسْمُهُ الْجَعْدُ ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَرَّ بِنَا فِي مَسْجِدِ بَنِي رِفَاعَةَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا مَرَّ بِجَنَبَاتِ أُمِّ سُلَيْمٍ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عَرُوسًا بِزَيْنَبَ فَقَالَتْ لِي: أُمُّ سُلَيْمٍ لَوْ أَهْدَيْنَا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ هَدِيَّةً فَقُلْتُ

(٥١٦٣) اور ابراہیم بن طہمان نے ابو عثمان جعد بن دینار سے روایت کیا، انہوں نے انس بن مالک سے، ابو عثمان کہتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ ہمارے سامنے بنی رفاعہ کی مسجد میں سے (جو بصرہ میں ہے) گزرے۔ میں نے ان سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ آنحضرت ﷺ کا قاعدہ تھا آپ جب ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف گزرتے تو ان کے پاس جاتے، ان کو سلام کرتے (وہ آپ کی رضاعی خالہ لگتی تھیں) پھر انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک بار ایسا ہوا کہ آنحضرت ﷺ دولہا تھے۔ آپ نے زینب سے نکاح

لَهَا: افْعَلِي. فَعَمَدَتْ إِلَى تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَأَقِطٍ، فَاتَّخَذَتْ حَيْسَةً فِي بُرْمَةٍ، فَأَرْسَلَتْ بِهَا مَعِي إِلَيْهِ، فَانْطَلَقْتُ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ: ((ضَعْهَا)). ثُمَّ أَمَرَنِي فَقَالَ: ((ادْعُ لِي رِجَالاً- سَمَّاهُمْ- وَادْعُ لِي مَنْ لَقِيتَ)). قَالَ: فَفَعَلْتُ الَّذِي أَمَرَنِي فَرَجَعْتُ فَإِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِأَهْلِهِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى تِلْكَ الْحَيْسَةِ، وَتَكَلَّمَ بِمَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُو عَشَرَةً عَشَرَةً، يَأْكُلُونَ مِنْهُ، وَيَقُولُ لَهُمْ: ((اذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ، وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيهِ)). قَالَ: حَتَّى تَصَدَّعُوا كُلُّهُمْ عَنْهَا، فَخَرَجَ مِنْهُمْ مَنْ خَرَجَ، وَبَقِيَ نَفَرٌ يَتَحَدَّثُونَ قَالَ: وَجَعَلْتُ أَغْتَمُّ، ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ نَحْوَ الْحُجُرَاتِ، وَخَرَجْتُ فِي إِثْرِهِ فَقُلْتُ: إِنَّهُمْ قَدْ ذَهَبُوا. فَرَجَعَ فَدَخَلَ الْبَيْتَ، وَأَرْخَى السِّتْرَ، وَإِنِّي لَفِي الْحُجْرَةِ، وَهُوَ يَقُولُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ﴾. [الاحزاب: ٥٣] قَالَ أَبُو عُثْمَانَ: قَالَ أَنَسٌ: إِنَّهُ خَدَمَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَشْرَ سِنِينَ. [راجع: ٤٧٩١] [مسلم: ٣٥٠٧؛ ترمذي: ٣٢١٨؛ نسائي: ٣٣٨٧]

کیا تھا تو ام سلیم (میری ماں) مجھ سے کہنے لگیں: اس وقت آنحضرت ﷺ کے پاس کچھ تحفہ بھیجیں تو اچھا ہے۔ میں نے کہا: مناسب ہے۔ انہوں نے کھجور، گھی اور پنیر ملا کر ایک ہانڈی میں حلوہ بنایا اور میرے ہاتھ میں دیکر آنحضرت ﷺ کے پاس بھجوایا، میں لے کر آپ کے پاس چلا، جب پہنچا تو آپ نے فرمایا: ''رکھ دے اور جا کر فلاں فلاں لوگوں کو بلا لا آپ ﷺ نے ان کا نام لیا اور جو بھی کوئی تجھ کو راستہ میں ملے اس کو بھی بلا لے۔'' انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کے حکم کے موافق لوگوں کو دعوت دینے گیا۔ جب لوٹ کر آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سارا گھر لوگوں سے بھرا ہوا ہے۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اس حلوے پر رکھے اور جو اللہ کو منظور تھا وہ زبان سے کہا (برکت کی دعا فرمائی) پھر دس دس آدمیوں کو کھانے کے لیے بلانا شروع کیا۔ آپ ان سے فرماتے جاتے تھے: ''اللہ کا نام لو اور ہر ایک آدمی اپنے آگے سے کھائے۔'' (رکابی کے بیچ میں ہاتھ نہ ڈالے)۔ یہاں تک کہ سب لوگ کھا کر گھر کے باہر چل دیے۔ تین آدمی گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے اور مجھے ان کے نہ جانے سے رنج پیدا ہوا (اس خیال سے کہ آنحضرت ﷺ کو تکلیف ہوگی) آخر آنحضرت ﷺ اپنی بیویوں کے حجروں پر گئے میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے گیا، پھر راستے میں میں نے آپ ﷺ سے کہا: اب وہ تین آدمی بھی چلے گئے ہیں۔ اس وقت آپ ﷺ لوٹے اور (زینب رضی اللہ عنہا کے حجرے میں) آئے۔ میں بھی حجرے ہی میں تھا لیکن آپ نے میرے اور اپنے بیچ میں پردہ ڈال لیا۔ آپ ﷺ سورۂ احزاب کی یہ آیت پڑھ رہے تھے: ''اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر جب کھانے کے لیے تم کو اندر آنے کی اجازت دی جائے اس وقت جاؤ وہ بھی ایسا ٹھیک وقت دیکھ کر کہ کھانے کے پکنے کا انتظار نہ کرنا پڑے، البتہ جب بلائے جاؤ تو اندر آ جاؤ اور کھانے سے فارغ ہوتے ہی چل دو۔ باتوں میں لگ کر وہاں بیٹھے نہ رہا کرو، ایسا کرنے سے پیغمبر کو تکلیف ہوتی تھی، اس کو تم سے شرم آتی تھی (کہ تم سے کہے کہ چلے جاؤ!) اور اللہ تعالیٰ حق بات میں نہیں شرماتا۔'' ابوعثمان (جعد بن دینار) کہتے تھے کہ انس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: میں نے دس برس تک.

متواتر آنحضرت ﷺ کی خدمت کی ہے۔

تشریح: قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں تو آپ نے لوگوں کو پیٹ بھر کر گوشت روٹی کھلایا تھا جیسا کہ دوسری روایت میں ہے پھر انہوں نے کیا کھایا۔ اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ کھانا بڑھ گیا تھا تو اس روایت میں راوی کا سہو ہے۔ اس نے ایک قصہ کو دوسرے قصہ پر چسپاں کر دیا ادھر ممکن ہے کہ حلوہ اس وقت آیا ہو جب لوگ روٹی گوشت کھا رہے ہوں تو سب نے یہ حلوہ بھی کھا لیا ہو۔ قرطبی نے کہا شاید ایسا ہوا ہوگا کہ روٹی گوشت کھا کر کچھ لوگ چل دیئے ہوں گے، صرف تین آدمی ان میں سے بیٹھے رہے ہوں گے جو باتوں میں لگ گئے تھے اتنے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ حلوہ لے کر آئے ہوں گے تو آپ نے ان کے ذریعہ سے دوسرے لوگوں کو بلوایا وہ بھی کھا کر چل دیئے لیکن یہ تین آدمی بیٹھے کے بیٹھے رہے۔ ان ہی سے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اب بھی حکم یہی ہے۔

بَابُ اسْتِعَارَةِ الثِّيَابِ لِلْعَرُوْسِ وَغَيْرِهَا

باب: دلہن کے پہننے کے لیے کپڑے اور زیور وغیرہ عاریتاً لینا

تشریح: گو حدیث میں کپڑا مانگنے کا ذکر نہیں ہے مگر ترجمہ باب میں کپڑے وغیرہ کا ذکر تھا، وغیرہ میں زیور ظروف سب آ گئے تو حدیث باب کے موافق ہوگئی۔ اب یہ اشکال باقی رہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت دلہن نہ تھیں تو پھر حدیث باب کے مطابق نہ ہوئی۔ اس کا جواب یوں دیا ہے کہ گو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت دلہن نہ تھیں مگر جب عورت کو اپنے خاوند کے لئے زینت کرنے کے واسطے اشیاء کا مانگنا درست ہوا تو دلہن کو بطریق اولیٰ درست ہوگا۔ حافظ نے کہا اس باب کے زیادہ مناسب وہ حدیث ہے جو کتاب الہبہ میں گزری، اس میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرے پاس ایک چادر تھی جس کو ہر ایک عورت زینت کے لئے مجھ سے منگوا بھیجا کرتی تھی۔

٥١٦٤ـ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً، فَهَلَكَتْ، فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِيْ طَلَبِهَا، فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلَاةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ، فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ شَكَوْا ذٰلِكَ إِلَيْهِ، فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ. فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ: جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا، فَوَاللّٰهِ! مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ، إِلَّا جَعَلَ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا، وَجُعِلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ بَرَكَةٌ.

[راجع: ٣٣٤]

(۵۱۶۴) مجھ سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انہوں نے (اپنی بہن) اسماء رضی اللہ عنہا سے ایک ہار عاریتاً لے لیا تھا، راستے میں وہ گم ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں سے کچھ آدمیوں کو اسے تلاش کرنے کے لیے بھیجا۔ تلاش کرتے ہوئے نماز کا وقت ہو گیا (اور پانی نہیں تھا) اس لیے انہوں نے وضو کے بغیر نماز پڑھی۔ پھر جب وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں واپس ہوئے تو آپ کے سامنے یہ شکوہ کیا۔ اس پر تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عائشہ! اللہ تمہیں بہترین بدلہ دے، واللہ! جب بھی آپ پر کوئی مشکل آن پڑی ہے تو اللہ تعالیٰ نے تم سے اسے دور کیا اور مزید برآں یہ کہ مسلمانوں کے لیے برکت اور بھلائی ہوئی۔

تشریح: ایسا ہی یہاں ہوا کہ ان کا ہار گم ہو گیا اور مسلمان اسے تلاش کرنے نکلے تو پانی نہ ہونے کی صورت میں نماز کے لئے تیمم کی آیت نازل ہوئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عند اللہ یہ قبولیت کی دلیل ہے۔

بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ

باب: جب شوہر اپنی بیوی کے پاس آئے تو اسے کون سی دعا پڑھنی چاہیے

٥١٦٥ـ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَا لَوْ أَحَدَهُمْ يَقُولُ حِينَ يَأْتِي أَهْلَهُ: بِاسْمِ اللَّهِ، اللَّهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِي ذَلِكَ، أَوْ قُضِيَ وَلَدٌ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا)). [راجع: ١٤١]

(۵۱۶۵) ہم سے سعد بن حفص طلحی نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمٰن نے، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے سالم بن ابی الجعد نے، ان سے کریب نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس ہم بستری کے لیے جب آئے تو یہ دعا پڑھے: بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا یعنی میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اے اللہ! شیطان کو مجھ سے دور رکھ اور شیطان کو اس چیز سے بھی دور رکھ جو (اولاد) ہمیں تو عطا کرے۔ پھر اس عرصہ میں ان کے لیے کوئی اولاد نصیب ہو تو اسے شیطان کبھی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔''

تشریح: "قال الكرمانى فان قلت ما الفرق بين القضاء والقدر قلت لا فرق بينهما لغة واما فى الاصطلاح فالقضاء وهو الامر الكلى الاجمالى الذى فى الأزل والقدر هو جزئيات ذلك الكلى۔"(شرح الكرمانى جلد ۱۹ صفحه ۱۱۸)
یعنی کرمانی نے کہا کہ لفظ قضا اور قدر میں لغت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے مگر اصطلاح میں قضا وہ ہے جو اجمالی طور پر روز ازل میں ہو چکا ہے اور اس کلی کی جزئیات کا نام قدر ہے۔ حدیث مذکور میں لفظ ((ثم قدر بینھما)) سے متعلق یہ تشریح ہے۔ آج کل انسان اپنے جذبات میں ڈوب کر اس دعا سے غافل ہو کر خواہش نفس کی پیروی کرتا ہے اور بے بہا نعمت سے محروم ہو جاتا ہے۔

بَابٌ: اَلْوَلِيمَةُ حَقٌّ

باب: ولیمہ کی دعوت دولہا کو کرنا لازم ہے

وَقَالَ عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)). [راجع: ٢٠٤٨]

اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''ولیمہ کی دعوت کر، خواہ ایک بکری ہی ہو۔''

تشریح: اکثر علما نے ولیمہ کی دعوت کو سنت کہا ہے اور اسے قبول کرنا بھی سنت ہے، یہ بیوی سے پہلی مرتبہ جماع کر کے ہوتا ہے۔

٥١٦٦ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ ابْنَ عَشْرِ سِنِينَ مَقْدَمَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، فَكَانَ أُمَّهَاتِي يُوَاظِبْنَنِي عَلَى خِدْمَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَخَدَمْتُهُ عَشْرَ سِنِينَ، وَتُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ

(۵۱۶۶) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئے تو ان کی عمر دس برس کی تھی۔ میری ماں اور بہنیں نبی کریم ﷺ کی خدمت کے لیے مجھ کو تاکید کرتی رہتی تھیں۔ چنانچہ میں نے حضور اکرم ﷺ کی دس برس تک خدمت کی اور جب آپ کی وفات ہوئی تو میں

وَأَنَا ابْنُ عِشْرِينَ سَنَةً، فَكُنْتُ أَعْلَمَ النَّاسِ بِشَأْنِ الْحِجَابِ حِينَ أُنْزِلَ، وَكَانَ أَوَّلَ مَا أُنْزِلَ فِي مُبْتَنَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ، أَصْبَحَ النَّبِيُّ ﷺ بِهَا عَرُوسًا، فَدَعَا الْقَوْمَ فَأَصَابُوا مِنَ الطَّعَامِ، ثُمَّ خَرَجُوا وَبَقِيَ رَهْطٌ مِنْهُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَطَالُوا الْمُكْثَ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ لِكَيْ يَخْرُجُوا، فَمَشَى النَّبِيُّ ﷺ وَمَشَيْتُ، حَتَّى جَاءَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ، ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ، حَتَّى إِذَا دَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ لَمْ يَقُومُوا، فَرَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَجَعْتُ مَعَهُ، حَتَّى إِذَا بَلَغَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ، وَظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا، فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ خَرَجُوا فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنِي وَبَيْنَهُ بِالسِّتْرِ، وَأُنْزِلَ الْحِجَابُ. [راجع: ٤٧٩١]

بیس برس کا تھا۔ پردے کے متعلق میں سب سے زیادہ جاننے والوں میں سے ہوں کہ کب نازل ہوا۔ سب سے پہلے یہ حکم اس وقت نازل ہوا تھا جب آنحضرت ﷺ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد انہیں اپنے گھر لائے تھے، آپ ان کے دولہا بنے تھے۔ پھر آپ نے لوگوں کو (دعوت ولیمہ پر) بلایا۔ لوگوں نے کھانا کھایا اور چلے گئے۔ لیکن کچھ لوگ ان میں سے آنحضرت ﷺ کے گھر میں (کھانے کے بعد بھی) دیر تک وہیں بیٹھے (باتیں کرتے رہے) آخر آنحضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور باہر تشریف لے گئے میں بھی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ باہر نکل گیا تاکہ یہ لوگ بھی چلے جائیں۔ نبی اکرم ﷺ چلتے رہے اور میں بھی آپ کے ساتھ رہا۔ جب آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے دروازے پر آئے تو آپ کو معلوم ہوا کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں، پھر آپ واپس تشریف لائے اور میں بھی آپ کے ساتھ آیا۔ جب آپ زینب رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہ لوگ ابھی بیٹھے ہوئے ہیں اور ابھی تک نہیں گئے ہیں۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ وہاں سے پھر تشریف لائے اور میں بھی آپ کے ساتھ واپس آ گیا جب آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے دروازے پر پہنچے اور آپ کو معلوم ہوا کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں تو آپ پھر واپس تشریف لائے میں بھی آپ کے ساتھ واپس آیا اب وہ لوگ واقعی جا چکے تھے نبی ﷺ نے اسکے بعد اپنے اور میرے بیچ میں پردہ ڈال دیا اور پردہ کی آیت نازل ہوئی۔

تشریح: نووی رحمہ اللہ نے کہا دعوت آٹھ ہیں: ختنہ کی دعوت، سلامتی کے ساتھ زچگی پر دعوت کرنا، مسافر کی خیریت سے واپسی پر دعوت کرنا، مکان کی تیاری یا سکونت پر، غمی پر کھانا کھلانا، دعوت احباب جو بلا سبب ہو، بچے کے ہوشیار ہونے پر، تسمیہ خوانی کی دعوت، عشیرہ ماہ رجب کی دعوت، یہ جملہ دعوات وہ ہیں جن میں شرکت ضروری نہیں ہے نہ ان کا کرنا ضروری ہے۔ ایسی دعوت صرف ولیمہ کی دعوت ہے جو کرنی بھی ضروری اور اس میں شرکت بھی ضروری ہے۔ ولیمہ کی دعوت انسان کو حسب توفیق کرنا چاہیے۔ شہرت اور ناموری کے لئے پانچ چھ روز تک کھلانا بھی ٹھیک نہیں ہے یا بعض زیادہ کھانا پکواتے ہیں اور دعوت کم لوگوں کی کرتے ہیں جس کی وجہ سے کھانا خراب ہو جاتا ہے یا کھانا کم پکاتے ہیں اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ مدعو کرتے ہیں محض دکھاوے کے لئے تو ایسا کرنا بھی درست نہیں بلکہ حسب حال کرنا بہتر ہے غمی پر کھانا کرنا بطور رسم نہ ہو ورنہ الٹا گناہ ہو جائے گا۔

بَابُ الْوَلِيمَةِ وَلَوْ بِشَاةٍ

باب: ولیمہ میں ایک بکری بھی کافی ہے

٥١٦٧۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ،

(5167) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن

قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا قَالَ: سَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَبْدَالرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَتَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ: ((كَمْ أَصْدَقْتَهَا؟)) قَالَ: وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ. وَعَنْ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ: لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ نَزَلَ الْمُهَاجِرُونَ عَلَى الْأَنْصَارِ فَنَزَلَ عَبْدُالرَّحْمَنِ ابْنُ عَوْفٍ عَلَى سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ فَقَالَ: أُقَاسِمُكَ مَالِي وَأَنْزِلُ لَكَ عَنْ إِحْدَى امْرَأَتَيَّ. قَالَ: بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ. فَخَرَجَ إِلَى السُّوقِ فَبَاعَ وَاشْتَرَى فَأَصَابَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ فَتَزَوَّجَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)). [راجع: ٢٠٤٩]

عیینہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے حمید طویل نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا، انہوں نے قبیلہ انصار کی ایک عورت سے شادی کی تھی کہ ''مہر کتنا دیا ہے؟'' انہوں نے کہا کہ ایک گٹھلی کے وزن کے برابر سونا۔ اور حمید سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے بیان کیا کہ جب (آنحضرت ﷺ اور مہاجر صحابہ) مدینہ ہجرت کر کے آئے تو مہاجرین نے انصار کے ہاں قیام کیا۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے ہاں قیام کیا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ میں آپ کو اپنا مال تقسیم کر دوں گا اور اپنی دو بیویوں میں سے ایک کو آپ کے لیے چھوڑ دوں گا۔ عبدالرحمن نے کہا کہ اللہ آپ کے اہل وعیال اور مال میں برکت دے، پھر وہ بازار کی طرف نکل گئے اور وہاں تجارت شروع کی پنیر اور گھی نفع میں کمایا۔ اس کے بعد شادی کی تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''دعوت ولیمہ کر خواہ ایک بکری ہی کی ہو۔''

تشریح: ولیمہ میں بکری کا ہونا بطور شرط نہیں ہے۔ گوشت نہ ہو تو جو بھی دال دلیہ ہو اسی سے ولیمہ کیا جا سکتا ہے۔

٥١٦٨ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: مَا أَوْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى شَيْءٍ مِنْ نِسَائِهِ، مَا أَوْلَمَ عَلَى زَيْنَبَ أَوْلَمَ بِشَاةٍ. [راجع: ٤٧٩١]

(۵۱۶۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت بنانی نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا جیسا ولیمہ اپنی بیویوں میں سے کسی کا نہیں کیا، ان کا ولیمہ آپ ﷺ نے ایک بکری کا کیا تھا۔

[مسلم: ٣٥٠٣؛ ابوداود: ٣٧٤٣؛ ابن ماجه: ١٩٠٨]

تشریح: قاضی عیاض نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ ولیمہ میں کمی بیشی کی کوئی قید نہیں ہے حسب ضرورت اور حسب توفیق ولیمہ کا کھانا پکایا جا سکتا ہے وہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ آج خطرناک گرانی کے دور میں درج ذیل حدیث سے بھی کافی آسانی ملتی ہے۔ نیز آگے ایک حدیث بھی ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

٥١٦٩ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ، عَنْ شُعَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ، وَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا، وَأَوْلَمَ عَلَيْهَا بِحَيْسٍ. [راجع: ٣٧١] [مسلم: ٣٤٩٨؛ نسائي: ٣٣٤٣]

(۵۱۶۹) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، ان سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے شعیب نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور پھر ان سے نکاح کیا اور ان کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا اور ان کا ولیمہ ملیدہ (روٹی کو ریزہ ریزہ کر کے اس میں گھی اور شکر ملا لیتے ہیں) سے کیا۔

تشریح: معلوم ہوا کہ ولیمہ کے لئے گوشت کا ہونا بطور شرط نہیں ہے۔ ملیدہ کھلا کر بھی ولیمہ کیا جا سکتا ہے آپ نے گھی اور پنیر اور ستو ملا کر یہ ملیدہ تیار کرایا تھا سبحان اللہ کتنا مزیدار وہ ملیدہ ہوگا جسے رسول اللہ ﷺ تیار کرائیں۔

٥١٧٠ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ بَيَانٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، يَقُولُ: بَنَى النَّبِيُّ ﷺ بِامْرَأَةٍ فَأَرْسَلَنِي فَدَعَوْتُ رِجَالاً إِلَى الطَّعَامِ. [راجع: ٤٧٩١] [ترمذي: ٣٢١٩]

(۵۱۷۰) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے بیان بن بشر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک خاتون (زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا) کو نکاح کر کے لائے تو مجھے بھیجا اور میں نے لوگوں کو ولیمہ کھانے کے لیے بلایا۔

تشریح: تفصیل کے لئے حدیث پیچھے گزر چکی ہے۔

بَابٌ: مَنْ أَوْلَمَ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ أَكْثَرَ مِنْ بَعْضٍ

باب: کسی بیوی کے ولیمہ میں کھانا زیادہ تیار کرنا کسی کے ولیمہ میں کم، درست ہے

٥١٧١ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، قَالَ: ذُكِرَ تَزْوِيجُ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ عِنْدَ أَنَسٍ فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَوْلَمَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا أَوْلَمَ بِشَاةٍ. [راجع: ٤٧٩١]

(۵۱۷۱) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے، ان سے ثابت بنانی نے کہ انس رضی اللہ عنہ کے سامنے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے جیسا اپنی بیویوں میں سے کسی کے لیے ولیمہ کرتے نہیں دیکھا آنحضرت ﷺ نے ان کا ولیمہ ایک بکری سے کیا تھا۔

تشریح: یہی خوش نصیب زینب رضی اللہ عنہا ہیں جن کے نکاح کے لئے آسمان سے اللہ پاک نے لفظ زوجنا کہنے سے بشارت دی اور اللہ نے فرمایا کہ اے نبی! زینب رضی اللہ عنہا کا تم سے نکاح ہم نے خود کر دیا ہے۔ اسی سے متبنٰی کی غلط رسم کا انسداد ہوا۔

بَابٌ: مَنْ أَوْلَمَ بِأَقَلَّ مِنْ شَاةٍ

باب: ایک بکری سے کم کا ولیمہ کرنا

٥١٧٢ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ، عَنْ أُمِّهِ، صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ: أَوْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيرٍ.

(۵۱۷۲) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے منصور بن صفیہ نے، ان سے ان کی والدہ حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ایک بیوی کا ولیمہ دو مد (تقریباً پونے دو سیر) جو سے کیا تھا۔

تشریح: یعنی سوا سیر یا دو سیر جو کا آٹا پکایا گیا تھا۔ سچ کہا ہے اَلدِّيْنُ يُسْرٌ یعنی دین کا معاملہ بالکل آسان ہے پس آج ہولناک گرانی کے دور میں علما کا فریضہ ہے کہ اہل اسلام کے لئے ایسی آسانیوں کی بھی بشارت دیں۔

بَابُ حَقِّ إِجَابَةِ الْوَلِيمَةِ وَالدَّعْوَةِ وَمَنْ أَوْلَمَ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَنَحْوَهُ

باب: ولیمہ کی دعوت اور ہر ایک کی دعوت قبول کرنا حق ہے اور جس نے سات دن تک دعوت ولیمہ کو

جاری رکھا

وَلَمْ يُوَقِّتِ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا وَلَا يَوْمَيْنِ. اور نبی کریم ﷺ نے اسے صرف ایک یا دو دن تک کچھ معین نہیں فرمایا۔

تشریح: ولیمہ وہ دعوت ہے جو شادی میں بیوی سے ملاپ کے بعد کی جاتی ہے۔ جہاں تک ممکن ہو ولیمہ کرنا ضروری ہے مجبوری سے نہ کر سکے تو امر دیگر ہے اگر اللہ توفیق دے تو یہ دعوت تین دنوں تک لگا تار جاری رکھنا بھی جائز ہے مگر ریا ونمود کا شائبہ بھی نہ ہو ورنہ ثواب کی جگہ الٹا عذاب ہوگا کیونکہ ریا ونمود ہر نیک عمل کو برباد کر کے الٹا باعث عذاب بنا دیتا ہے۔

٥١٧٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا)). [انظر: ٥١٧٩] [مسلم: ٣٥٠٩؛ ابوداود: ٣٧٣٦]

(۵۱۷۳) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو مالک بن انس نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو دعوت ولیمہ پر بلایا جائے تو اسے آنا چاہیے۔'' معلوم ہوا کہ دعوت ولیمہ کا قبول کرنا ضروری ہے۔

٥١٧٤ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فُكُّوا الْعَانِيَ، وَأَجِيبُوا الدَّاعِيَ، وَعُودُوا الْمَرِيضَ)). [راجع: ٣٠٤٦]

(۵۱۷۴) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، کہا کہ مجھ سے منصور نے بیان کیا، ان سے ابووائل نے اور ان سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قیدی چھڑاؤ، دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرو اور بیمار کی عیادت کرو۔''

تشریح: کوئی مسلمان ناحق قید وبند میں پھنس جائے تو اس کے لئے مال زکوٰۃ سے خرچ کیا جا سکتا ہے آج کل ایسے واقعات بکثرت ہوتے رہتے ہیں مگر مسلمانوں کو کوئی توجہ نہیں ہے الا ماشاء اللہ۔ دعوت قبول کرنا، بیمار کی عیادت کرنا یہ بھی افعال مسنونہ ہیں۔

٥١٧٥ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنِ الْأَشْعَثِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ، أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجِنَازَةِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ آنِيَةِ الْفِضَّةِ، وَعَنِ الْمَيَاثِرِ، وَالْقَسِّيَّةِ، وَالْإِسْتَبْرَقِ

(۵۱۷۵) ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالاحوص (سلام بن سلیم) نے بیان کیا، ان سے اشعث بن ابی الشعثاء نے، ان سے معاویہ بن سوید نے بیان کیا کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں سات کاموں کا حکم دیا اور سات کاموں سے منع فرمایا۔ ہمیں آنحضرت ﷺ نے بیمار کی عیادت، جنازہ کے پیچھے چلنے، چھینکنے والے کا جواب دینے (یرحمک اللہ یعنی اللہ تم پر رحم کرے، کہنا) قسم کو پورا کرنے، مظلوم کی مدد کرنے، سب کو سلام کرنے اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے کا حکم دیا تھا اور ہمیں آنحضرت ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے، چاندی کے برتن استعمال کرنے، ریشمی گدے، قسیہ (ریشمی کپڑا)

وَالدِّيبَاجِ. تَابَعَهُ أَبُو عَوَانَةَ وَالشَّيْبَانِيُّ عَنْ أَشْعَثَ فِي إِفْشَاءِ السَّلَامِ. [راجع: ١٢٣٩]

استبرق (موٹے ریشم کا کپڑا) اور دیباج (ایک ریشمی کپڑا) کے استعمال سے منع فرمایا تھا۔ ابوعوانہ اور شیبانی نے اشعث کی روایت سے لفظ افشاء السلام میں ابواحوص کی متابعت کی ہے۔

تشریح: مذکورہ باتیں صرف چھ ہیں ساتویں بات رہ گئی ہے جو خالص ریشمی کپڑا پہننے سے منع کرنا ہے اور ((ابرار القسم)) کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مسلمان بھائی قسمیہ طور پر مجھ سے کسی کام کو کرنے کے لئے کہے تو اس کی قسم کو سچی کرنا بشرطیکہ وہ کوئی امر معصیت نہ ہو، یہ بھی ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔

٥١٧٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: دَعَا أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي عُرْسِهِ، وَكَانَتِ امْرَأَتُهُ يَوْمَئِذٍ خَادِمَهُمْ وَهِيَ الْعَرُوسُ، قَالَ سَهْلٌ: تَدْرُونَ مَا سَقَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْقَعَتْ لَهُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا أَكَلَ سَقَتْهُ إِيَّاهُ. [انظر: ٥١٨٢، ٥١٨٣، ٥٥٩١، ٥٥٩٧، ٦٦٨٥] [مسلم: ٢٣٣؛ ابن ماجه: ١٩١٢]

(٥١٧٦) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا انہوں نے اپنے والد محترم سے اور ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ کو اپنی شادی پر دعوت دی، ان کی دلہن ام اسید سلامہ بنت وہب جو ضروری کام کاج کر رہی تھیں اور وہی دلہن بنی تھیں۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہیں معلوم ہے انہوں نے آنحضرت ﷺ کو اس موقع پر کیا پلایا تھا؟ رات کے وقت انہوں نے کچھ کھجوریں پانی میں بھگودی تھیں (صبح کو) جب آنحضرت ﷺ کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کو وہی پلایا۔

بَابٌ: مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ

باب: جس کسی نے دعوت قبول کرنے سے انکار کیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی

تشریح: کیونکہ ایسا شخص مسلمانوں میں میل جول رکھنا نہیں چاہتا جو اسلام کا ایک بڑا مقصد ہے، اس لئے دعوت نہ قبول کرنے والا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نافرمان ہے۔ میل ومحبت کے لئے دعوت کا قبول کرنا ضروری ہے۔

٥١٧٧ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ، وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ، وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ. [مسلم: ٣٥٢١، ٣٥٢٣؛ ابوداود: ٣٧٤٢؛ ابن ماجه: ١٩١٣]

(٥١٧٧) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ولیمہ کا وہ کھانا بدترین کھانا ہے جس میں صرف مالداروں کو اس کی طرف دعوت دی جائے اور محتاجوں کو نہ کھلایا جائے اور جس نے ولیمہ کی دعوت قبول کرنے سے انکار کیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔

تشریح: اس سے جائز دعوت کی قبولیت کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جسے ضرور قبول کرنا ہی چاہیے۔ کیونکہ وہ مسلمانوں میں میل جول رکھنا نہیں چاہتا جو اسلام کا ایک بڑا رکن ہے۔ ہدیہ اور دعوت سے میل جول پیدا ہوتا ہے اور دین دنیا کی بھلائیاں باہمی میل جول اور اتفاق میں منحصر ہیں جن لوگوں نے تقویٰ اسے سمجھا کہ لوگوں سے دور رہا جائے اور کسی کی بھی دعوت نہ قبول کی جائے یہ تقویٰ نہیں ہے بلکہ خلاف سنت حرکت ہے۔ مگر بعض سادہ لوح حضرات اسی کو کمال تقویٰ سمجھتے ہیں اللہ ان کو نیک سمجھ بخشے۔ آمین

بَابٌ: مَنْ أَجَابَ إِلَى كُرَاعٍ

باب: جس نے بکری کے کھر کی دعوت کی تو اسے بھی قبول کرنا چاہیے

تشریح: کیونکہ دعوت سے میل جول پیدا ہوتا ہے اور دین و دنیا کی بھلائیاں سب میل جول اور اتفاق پر منحصر ہیں۔

٥١٧٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ دُعِيتُ إِلَى كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ، وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ)). [راجع: ٢٥٦٨]

(٥١٧٨) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابوحمزہ نے، ان سے اعمش نے، ان سے ابوحازم نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے بکری کے کھر کی دعوت دی جائے تو میں اسے قبول کروں گا اور اگر مجھے وہ کھر ہدیہ میں بھی دیئے جائیں تو میں اسے قبول کروں گا۔''

تشریح: کیسا ہی کم حصہ ہو میں لے لوں گا کسی مسلمان کی دل شکنی نہ کروں گا۔ یہی وہ اخلاق حسنہ تھے جس کی بنا پر اللہ نے آپ کو ﴿اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (٦٨/ القلم:٤) سے نوازا۔ غریبوں کی دعوت میں نہ جانا، غریبوں سے نفرت کرنا، یہ فرعونیت ہے ایسے متکبر لوگ اللہ کے نزدیک مچھر سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔

بَابُ إِجَابَةِ الدَّاعِي فِي الْعُرْسِ وَغَيْرِهَا

باب: ہر ایک دعوت قبول کرنا شادی کی ہو یا کسی اور بات کی

تشریح: یہی قول ہے بعض شافعیہ اور حنابلہ اور اصحاب الحدیث کا اور حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہیں کہ ولیمہ کے سوا اور دعوت کا قبول کرنا واجب نہیں۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اگر دوسری دعوت میں نہ جائے تو گنا ہگار نہیں لیکن ولیمہ کی دعوت میں نہ جانے سے گنا ہگار ہوگا۔ مسلم کی روایت میں یوں ہے جب تم میں سے کوئی کھانے کے لئے بلایا جائے تو وہ ضرور جائے۔ اگر روزہ نہ ہو تو کھائے ورنہ برکت کی دعا دے۔ امام بیہقی نے روایت کیا کہ ایک دعوت میں ایک شخص بولا میں روزہ دار ہوں نبی کریم ﷺ نے فرمایا واہ! تیرا بھائی تو تیرے لئے تکلیف اٹھائے اور تو روزے کا بہانہ کر کے اس کا دل دکھائے، یہ بات غیر مناسب ہے۔

٥١٧٩ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ

(٥١٧٩) ہم سے علی بن عبداللہ بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے حجاج بن محمد اعور نے بیان کیا، کہا ابن جریج نے کہا کہ مجھے موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی، انہیں نافع نے، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ولیمہ کی

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَجِيْبُوْا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ إِذَا دُعِيْتُمْ لَهَا)). قَالَ: كَانَ عَبْدُاللّٰهِ يَأْتِي الدَّعْوَةَ فِي الْعُرْسِ وَغَيْرِ الْعُرْسِ وَهُوَ صَائِمٌ. [راجع: ٥١٧٣] [مسلم: ٣٥١٦]

جب تمہیں دعوت دی جائے تو قبول کرو۔'' بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اگر روزے سے ہوتے جب بھی ولیمہ کی دعوت یا کسی دوسری دعوت میں شرکت کرتے تھے۔

تشریح: اگر نفلی روزہ ہے تو اسے کھول کر ایسی دعوتوں میں شریک ہونا بہتر ہے کیونکہ ان سے باہمی محبت بڑھتی ہے، باہمی میل ملاپ پیدا ہوتا ہے۔

بَابُ ذَهَابِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ إِلَى الْعُرْسِ

باب: دعوت شادی میں عورتوں اور بچوں کا بھی جانا جائز ہے

٥١٨٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَبْصَرَ النَّبِيُّ ﷺ نِسَاءً وَصِبْيَانًا مُقْبِلِيْنَ مِنْ عُرْسٍ، فَقَامَ مُمْتَنًّا فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ! أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ)). [راجع: ٣٧٨٥]

(٥١٨٠) ہم سے عبدالرحمٰن بن مبارک نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا، ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو کسی شادی سے آتے ہوئے دیکھا تو آپ خوشی کے مارے جلدی سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''یا اللہ! (تو گواہ رہ) تم لوگ سب لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب ہو۔''

تشریح: کیونکہ انصاریوں نے نبی کریم ﷺ کو اپنے شہر میں جگہ دی، آپ کے ساتھ ہو کر کافروں سے لڑے اور یہودیوں سے بھی مقابلہ کیا۔ ہر مشکل اور سخت موقعوں پر آپ کے ہم دوش رہے انصار کا احسان مسلمانوں پر قیامت تک باقی رہے گا۔
اس حدیث سے وضاحت کے ساتھ معلوم ہوا کہ عورتیں اور بچے بھی اگر ولیمہ کی دعوتوں میں بلائے جائیں تو ان کو بھی اس میں جانا کیسا ہے؟ واجب ہے یا مستحب۔
قسطلانی نے کہا بشرطیکہ کسی قسم کے فتنے کا ڈر نہ ہو تو بخوشی عورتیں اور بچے جا سکتے ہیں لیکن عورتوں کو دعوت میں جانے کے لئے اپنے خاوند سے اجازت لینا ضروری ہے۔ بغیر اجازت جانا ٹھیک نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ شوہر ناراض ہو جائے۔ اس سے بھی عورتوں کے لئے ان کے خاوندوں کا مقام واضح ہوا۔ اللہ تعالیٰ عورتوں کو اسے سمجھنے کی توفیق بخشے۔ آمین

بَابٌ: هَلْ يَرْجِعُ إِذَا رَأَى مُنْكَرًا فِي الدَّعْوَةِ

باب: اگر دعوت میں جا کر وہاں کوئی کام خلاف شرع دیکھے تو لوٹ آئے یا کیا کرے؟

وَرَأَى ابْنُ مَسْعُوْدٍ صُوْرَةً فِي الْبَيْتِ فَرَجَعَ. وَدَعَا ابْنُ عُمَرَ أَبَا أَيُّوْبَ فَرَأَى فِي الْبَيْتِ سِتْرًا عَلَى الْجِدَارِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: غَلَبَنَا

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے (ولیمے والے) گھر میں ایک تصویر دیکھی تو وہ واپس آ گئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی دعوت کی (ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے) ان کے گھر میں دیوار پر پردہ پڑا ہوا دیکھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے (معذرت

عَلَيْهِ النِّسَاءُ، فَقَالَ: مَنْ كُنْتُ أَخْشَى عَلَيْهِ، فَلَمْ أَكُنْ أَخْشَ عَلَيْكَ، وَاللَّهِ! لَا أَطْعَمُ لَكُمْ طَعَامًا، فَرَجَعَ.

کرتے ہوئے) کہا کہ عورتوں نے ہم کو مجبور کر دیا ہے۔ اس پر ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اور لوگوں کے متعلق تو مجھے اس کا خطرہ تھا لیکن تمہارے متعلق میرا یہ خیال نہیں تھا (کہ تم بھی ایسا کرو گے) واللہ! میں تمہارے یہاں کھانا نہیں کھاؤں گا، چنانچہ وہ واپس آ گئے۔

تشریح: حضرت ابوایوب بن زید انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میزبان ہیں۔ خانہ جنگیوں میں یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور ۵۱ھ میں یزید بن معاویہ کے ماتحت قسطنطنیہ کی جنگ میں شامل ہوئے اور وہیں پر آپ نے جام شہادت نوش فرمایا اور قسطنطنیہ کے پاس ہی آپ کا مرقد ہے۔ اللھم بلغ سلامی علیہ (راز)

۵۱۸۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ، فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهَةَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ، مَاذَا أَذْنَبْتُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا بَالُ هَذِهِ النُّمْرُقَةِ)). قَالَتْ: فَقُلْتُ: اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ)). وَقَالَ: ((إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ)). [راجع: ۲۱۰۵]

(۵۱۸۱) ہم سے اسماعیل بن اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے قاسم بن محمد نے اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ انہوں نے ایک چھوٹا سا گدا خریدا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر نہیں آئے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر خفگی کے آثار دیکھ لیے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول سے توبہ کرتی ہوں، میں نے کیا غلطی کی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ گدا یہاں کیسے آیا؟'' بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: میں نے ہی اسے خریدا ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بیٹھیں اور اس پر ٹیک لگائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان تصویروں کے (بنانے والوں کو) قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے تصویر سازی کی ہے اسے زندہ بھی کرو۔'' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جن گھروں میں تصویریں ہوتی ہیں ان میں (رحمت کے) فرشتے نہیں آتے۔''

تشریح: بے جان چیزوں کی تصویریں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ فتح الباری میں ہے کہ جس دعوت میں حرام کام ہوتا ہو تو اگر اس کے دور کرنے پر قادر ہو تو اس کو دور کر دے ورنہ لوٹ کر چلا جائے، کھانا نہ کھائے اور طبرانی نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ فاسقوں کی دعوت قبول کرنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ مثلاً وہ لوگ شراب پیتے ہوں یا فاحشہ عورتوں کا ناچ رنگ ہو رہا ہو تو اس دعوت میں شرکت نہ کرنا بہتر ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا یہ کمال ورع تھا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مکان میں دیوار پر کپڑا دیکھ کر اس میں بیٹھنا اور کھانا گوارا نہ کیا۔ قسطلانی نے کہا کہ جمہور شافعیہ اس کی کراہیت کے قائل ہیں کیونکہ اگر حرام ہوتا تو دوسرے صحابہ بھی نہ وہاں بیٹھتے نہ کھانا کھاتے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دوسرے صحابہ کو حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی رائے سے اتفاق نہ ہوا گر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ آج کی بدعات کو دیکھتے تو کیا کہتے، جبکہ بیشتر اہل بدعت نے قبروں اور مزاروں پر اس قدر زیب و زینت کر رکھی ہے کہ بت خانوں کو بھی مات کر رکھا ہے۔ ایک مقام پر ایک بزرگ اجالا شاہ نامی کا مزار ہے جہاں صبح اجالا ہوتے ہی روزانہ کمخواب کی

ایک نئی چادر چڑھائی جاتی ہے اس پر مٹھائی کی ٹوکری ہوتی ہے اور صندل سے ان کی قبر کو لیپا جاتا ہے۔ صد افسوس کہ ایسی حرکتوں کو عین اسلام سمجھا جاتا ہے اور اصلاح کے لئے کوئی کچھ کہہ دے تو اسے وہابی کہہ کر معتوب قرار دیا جاتا ہے اور اس سے سخت دشمنی کی جاتی ہے۔ اللہ پاک ایسے نام نہاد مسلمانوں کو نیک سمجھ عطا کرے۔ آمین

بَابُ قِيَامِ الْمَرْأَةِ عَلَى الرِّجَالِ فِي الْعُرُسِ وَخِدْمَتِهِمْ بِالنَّفْسِ

باب: شادی میں عورت مردوں کا کام کاج خود اپنی مرضی سے کرے تو کیسا ہے؟

٥١٨٢ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلٍ، قَالَ: لَمَّا عَرَّسَ أَبُوْ أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ دَعَا النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْحَابَهُ، فَمَا صَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا وَلَا قَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ إِلَّا امْرَأَتُهُ أُمُّ أُسَيْدٍ، بَلَّتْ تَمَرَاتٍ فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الطَّعَامِ أَمَاثَتْهُ لَهُ فَسَقَتْهُ، تُحْفَةً بِذَلِكَ. [راجع: ٥١٧٦] [مسلم: ٥٢٣٥]

(۵۱۸۲) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوغسان محمد بن مطرف نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابوحازم (سلمہ بن دینار) نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے شادی کی تو انہوں نے نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کو دعوت دی۔ اس موقع پر کھانا ان کی دلہن ام اسید رضی اللہ عنہا ہی نے تیار کیا تھا اور انہوں نے ہی مردوں کے سامنے کھانا رکھا۔ انہوں نے پتھر کے ایک بڑے پیالے میں رات کے وقت کھجوریں بھگو دی تھیں اور جب آنحضرت ﷺ کھانے سے فارغ ہوئے تو انہوں نے ہی اس کا شربت بنایا اور آنحضرت ﷺ کے سامنے (تحفہ کے طور پر) پینے کے لیے پیش کیا۔

تشریح: لفظ ((اماثته)) اماثة سے ہے اس کے معنی پانی میں کسی چیز کا حل کرنا۔ معلوم ہوا کہ دلہن بھی فرائض میزبانی ادا کر سکتی ہے معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت پردے کے ساتھ عورت ایسے سارے کام کاج کر سکتی ہے۔

بَابُ النَّقِيْعِ وَالشَّرَابِ الَّذِيْ لَا يُسْكِرُ فِي الْعُرُسِ

باب: کھجور کا شربت یا اور کوئی شربت جس میں نشہ نہ ہو شادی میں پلانا

٥١٨٣ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيُّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ، دَعَا النَّبِيَّ ﷺ لِعُرْسِهِ، فَكَانَتِ امْرَأَتُهُ خَادِمَتَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ الْعَرُوْسُ، فَقَالَتْ۔ أَوْ قَالَ:۔ أَتَدْرُوْنَ مَا أَنْقَعْتُ لِرَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ أَنْقَعْتُ لَهُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِي

(۵۱۸۳) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن القاری نے بیان کیا، ان سے ابوحازم نے، کہا میں نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے اپنی شادی کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو دعوت دی۔ اُس دن ان کی بیوی ہی سب کی خدمت کر رہی تھیں، حالانکہ وہ دلہن تھیں۔ بیوی نے کہا: یا سہل رضی اللہ عنہ نے (راوی کو شک تھا) کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے لیے کیا تیار کیا تھا؟ میں نے آپ ﷺ کے لیے ایک بڑے پیالے میں

تَوْرٍ. [راجع: ٥١٧٦] [مسلم: ٥٢٣٤]

رات کے وقت سے کھجور کا شربت تیار کیا تھا۔

تشریح: عرب میں کھجور ایک مرغوب اور بکثرت ملنے والی جنس تھی۔ کھانے میں اور شربت بنانے میں اکثر اسی کا استعمال ہوتا تھا جیسا کہ حدیث ہذا سے ظاہر ہے۔

بَابُ الْمُدَارَاةِ مَعَ النِّسَاءِ

باب: عورتوں کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنا

وَقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّمَا الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ)).

اور نبی اکرم ﷺ کا فرمانا: عورت پسلی کی طرح ہے'' (اس کے مزاج میں پیدائش سے کجی اور ٹیڑھا پن ہے۔)

٥١٨٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ، إِنْ أَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا، وَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيهَا عِوَجٌ)). [راجع: ٣٣٣١]

(۵۱۸۴) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک بن انس نے بیان کیا، ان سے ابوزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت مثل پسلی کے ہے، اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ لو گے اور اگر اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہو گے تو اس کی ٹیڑھ کے ساتھ ہی فائدہ حاصل کرو گے۔''

تشریح: پسلی سے پیدا ہونے کا اشارہ اس طرف ہے کہ حضرت حوا علیہا السلام حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا ہوئی تھیں پسلی اوپر ہی کی طرف سے زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے، اس طرح عورت بھی اوپر کی طرف سے یعنی زبان سے ٹیڑھی ہوتی ہے پس ان کی زبان درازی اور سخت گوئی پر صبر کرتے رہنا اسی میں نبی کریم ﷺ کی پیروی ہے۔

بَابُ الْوَصَاةِ بِالنِّسَاءِ

باب: عورتوں سے اچھا سلوک کرنے کے بارے میں وصیت نبوی کا بیان

٥١٨٥۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِي جَارَهُ)). [طرفه في: ٦٠١٨، ٦١٣٦، ٦١٣٨، ٦٤٧٥]

(۵۱۸۵) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے حسین جعفی نے بیان کیا، ان سے زائدہ نے، ان سے میسرہ نے، ان سے ابوحازم نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔''

٥١٨٦۔ ((وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ

(۵۱۸۶) ''اور میں تمہیں عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور پسلی میں بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا

أَعْلَاهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا)). [راجع: ٣٣٣١]

اس کے اوپر کا حصہ ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ ڈالو گے اور اگر اسے چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی باقی رہ جائے گی۔ اس لیے میں تمہیں عورتوں کے بارے میں اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔''

٥١٨٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَتَّقِي الْكَلَامَ وَالْإِنْبِسَاطَ إِلَى نِسَائِنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ هَيْبَةً أَنْ يُنْزَلَ فِينَا شَيْءٌ فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ تَكَلَّمْنَا وَانْبَسَطْنَا.

(۵۱۸۷) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے وقت میں ہم اپنی بیویوں کے ساتھ گفتگو اور بہت زیادہ بے تکلفی سے اس ڈر کی وجہ سے پرہیز کرتے تھے کہ کہیں کوئی بے اعتدالی ہو جائے اور ہماری برائی میں کوئی حکم نہ نازل ہو جائے، پھر جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہو گئی تو ہم نے ان سے خوب کھل کر گفتگو کی اور خوب بے تکلفی کرنے لگے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ [التحريم: ٦]

باب: اللہ کا سورۂ تحریم میں یہ فرمانا کہ ''لوگو! خود کو اور اپنے بیوی بچوں کو دوزخ سے بچاؤ''

تشریح: اس باب میں حضرت مؤلف نے اشارہ فرمایا کہ برے کاموں میں عورتوں پر سختی بھی ضروری ہے۔

٥١٨٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ، فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْؤُولٌ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْؤُولٌ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْؤُولَةٌ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْؤُولٌ، أَلَا وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ)). [راجع: ٨٩٣]

(۵۱۸۸) ہم سے ابونعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے (اس کی رعیت کے بارے میں) سوال ہوگا۔ پس امام حاکم ہے اس سے سوال ہوگا۔ مرد اپنی بیوی اور بچوں کا حاکم ہے اور اس سے سوال ہوگا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی حاکم ہے اور اس سے سوال ہوگا۔ غلام اپنے سردار کے مال کا حاکم ہے اور اس سے سوال ہوگا ہاں! پس تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے سوال ہوگا۔''

تشریح: اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ جب ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی تو آدمی کو اپنے گھر والوں کا خیال رکھنا ان کو برے کاموں سے روکنا ضروری ہے ورنہ وہ بھی قیامت کے دن دوزخ میں ان کے ساتھ ہوگا اور کہا جائے گا کہ تو نے اپنے گھر والوں کو برے کاموں سے کیوں نہ روکا آیت: ﴿قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ (٦٦/التحریم:٦) کا یہی مفہوم ہے۔

بہتر انسان وہی ہے جو خود نیک ہو اور اپنے بیوی بچوں کے حق میں بھلا ہو۔ محبت اور نرمی سے گھر کا اور بال بچوں کا نظام بہتر رہتا ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنی بیویوں سے بہت خوش اخلاقی کا برتاؤ کرتے تھے بعض دفعہ اپنی بیویوں سے مزاح بھی کر لیا کرتے تھے بعض دفعہ اپنی بیویوں سے

متا۔۔بلے کی دوڑ لگالیا کرتے تھے اور اپنی بیویوں کی زبان درازی کو درگزر فرمادیا کرتے تھے۔ ہمیں نبی کریم ﷺ کے کردار سے سبق حاصل کرنا چاہیے تا کہ ہم بھی اپنے گھر کے بہترین حاکم بن سکیں۔

بَابُ حُسْنِ الْمُعَاشَرَةِ مَعَ الْأَهْلِ

باب: اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک کرنا

٥١٨٩۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَلَسَ إِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً، فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لَا يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا. قَالَتِ الْأُولَى: زَوْجِي لَحْمُ جَمَلٍ، غَثٌّ عَلَى رَأْسِ جَبَلٍ، لَا سَهْلَ فَيُرْتَقَى، وَلَا سَمِينَ فَيُنْتَقَلُ. قَالَتِ الثَّانِيَةُ: زَوْجِي لَا أَبُثُّ خَبَرَهُ، إِنِّي أَخَافُ أَنْ لَا أَذَرَهُ، إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ. قَالَتِ الثَّالِثَةُ: زَوْجِي الْعَشَنَّقُ، إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ. قَالَتِ الرَّابِعَةُ: زَوْجِي كَلَيْلِ تِهَامَةَ، لَا حَرٌّ وَلَا قُرٌّ، وَلَا مَخَافَةَ، وَلَا سَآمَةَ. قَالَتِ الْخَامِسَةُ: زَوْجِي إِنْ دَخَلَ فَهِدَ، وَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ، وَلَا يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ. قَالَتِ السَّادِسَةُ: زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفَّ، وَإِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ، وَإِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ وَلَا يُولِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ، قَالَتِ السَّابِعَةُ: زَوْجِي غَيَايَاءُ أَوْ عَيَايَاءُ طَبَاقَاءُ، كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ، شَجَّكِ أَوْ فَلَّكِ أَوْ جَمَعَ كُلًّا لَكِ. قَالَتِ الثَّامِنَةُ: زَوْجِي الْمَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ، وَالرِّيحُ رِيحُ زَرْنَبٍ. قَالَتِ التَّاسِعَةُ: زَوْجِي رَفِيعُ الْعِمَادِ، طَوِيلُ النِّجَادِ، عَظِيمُ

(٥١٨٩) ہم سے سلیمان بن عبدالرحمٰن اور علی بن حجر نے بیان کیا، ان دونوں نے کہا کہ ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی، اس نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انہوں نے اپنے بھائی عبداللہ بن عروہ سے، انہوں نے اپنے والد عروہ بن زبیر سے، انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے کہا کہ گیارہ عورتوں کا ایک اجتماع ہوا جس میں انہوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ مجلس میں وہ اپنے اپنے خاوند کا صحیح صحیح حال بیان کریں کوئی بات نہ چھپائیں۔ چنانچہ پہلی عورت (نام نامعلوم) بولی: میرے خاوند کی مثال ایسی ہے جیسے دبلے اونٹ کا گوشت جو پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہوا ہو نہ تو وہاں تک جانے کا راستہ صاف ہے کہ آسانی سے چڑھ کر اس کو کوئی لے آئے اور نہ وہ گوشت ہی ایسا موٹا تازہ ہے جسے لانے کے لیے اس پہاڑ پر چڑھنے کی تکلیف گوارا کرے۔ دوسری عورت (عمرہ بنت عمرو تمیمی نامی) کہنے لگی: میں اپنے خاوند کا حال بیان کروں تو کہاں تک بیان کروں (اس میں اتنے عیب ہیں) میں ڈرتی ہوں کہ سب بیان نہ کر سکوں گی اس پر بھی اگر بیان کروں تو اس کے کھلے اور چھپے سارے عیب بیان کر سکتی ہوں۔ تیسری عورت (حیی بنت کعب یمانی) کہنے لگی: میرا خاوند کیا ہے ایک تاڑ کا تاڑ (لمبا تڑنگا) ہے اگر اس کے عیب بیان کروں تو طلاق تیار ہے اگر خاموش رہوں تو ادھر لٹکی رہوں۔ چوتھی عورت (مہدد بنت ابی ہردمہ) کہنے لگی: میرا خاوند ملک تہامہ کی رات کی طرح معتدل ہے نہ زیادہ گرم نہ بہت ٹھنڈا، نہ اس سے مجھے خوف ہے نہ اکتاہٹ ہے، پانچویں عورت (کبشہ نامی) کہنے لگی: میرا خاوند ایسا ہے کہ گھر میں آتا ہے تو وہ ایک چیتا ہے اور جب باہر نکلتا ہے تو شیر (بہادر) کی طرح ہے جو چیز گھر میں چھوڑ کر جاتا ہے اس کے بارے میں پوچھتا ہی نہیں (کہ وہ کہاں گئی؟) اتنا بے پرواہ ہے جو آج کمایا اسے کل کے لیے اٹھا کر رکھتا ہی نہیں اتنا سخی ہے۔ چھٹی عورت (ہند نامی)

الرَّمَادِ، قَرِيبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ. قَالَتِ الْعَاشِرَةُ: زَوْجِي مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ، مَالِكٌ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكِ، لَهُ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ الْمَبَارِكِ قَلِيلَاتُ الْمَسَارِحِ، وَإِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ أَيْقَنَّ أَنَّهُنَّ هَوَالِكُ. قَالَتِ الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ: زَوْجِي أَبُو زَرْعٍ فَمَا أَبُو زَرْعٍ أَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ أُذُنَيَّ، وَمَلَأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَيَّ، وَبَجَّحَنِي فَبَجِحَتْ إِلَيَّ نَفْسِي، وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشِقٍّ، فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيلٍ وَأَطِيطٍ وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ، فَعِنْدَهُ أَقُولُ فَلَا أُقَبَّحُ وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ، وَأَشْرَبُ فَأَتَقَنَّحُ، أُمُّ أَبِي زَرْعٍ فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ عُكُومُهَا رَدَاحٌ، وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ، ابْنُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ مَضْجَعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ، وَتُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ، بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ طَوْعُ أَبِيهَا، وَطَوْعُ أُمِّهَا، وَمِلْءُ كِسَائِهَا، وَغَيْظُ جَارَتِهَا، جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ لَا تَبُثُّ حَدِيثَنَا تَبْثِيثًا، وَلَا تُنَقِّثُ مِيرَتَنَا تَنْقِيثًا، وَلَا تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا، قَالَتْ: خَرَجَ أَبُو زَرْعٍ وَالْأَوْطَابُ تُمْخَضُ، فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ، فَطَلَّقَنِي وَنَكَحَهَا، فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلًا سَرِيًّا، رَكِبَ شَرِيًّا وَأَخَذَ خَطِّيًّا وَأَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا، وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا وَقَالَ: كُلِي أُمَّ زَرْعٍ، وَمِيرِي أَهْلَكِ. قَالَتْ: فَلَوْ جَمَعْتُ

کہنے لگی: میرا خاوند جب کھانے پر آتا ہے تو سب کچھ چٹ کر جاتا ہے اور جب پینے پر آتا ہے تو ایک بوند بھی باقی نہیں چھوڑتا اور جب لیٹتا ہے تو تنہا ہی اپنے اوپر کپڑا لپیٹ لیتا ہے اور الگ پڑ کر سو جاتا ہے میرے کپڑے میں کبھی ہاتھ بھی نہیں ڈالتا کہ کبھی میرا دکھ درد معلوم کرے۔ ساتویں عورت (حبی بنت علقمہ) کہنے لگی: میرا خاوند تو جاہل مست ہے، صحبت کے وقت اپنا سینہ میرے سینے سے لگا کر اوندھا پڑ جاتا ہے۔ دنیا میں جتنے عیب لوگوں میں ایک ایک کر کے جمع ہیں وہ سب اس کی ذات میں جمع ہیں (کم بخت سے بات کروں تو) سر پھوڑ ڈالے یا ہاتھ توڑ ڈالے یا دونوں کام کر ڈالے۔ آٹھویں عورت (یاسر بن اوس) کہنے لگی: میرا خاوند چھونے میں خرگوش کی طرح نرم ہے اور خوشبو میں سونگھو تو زعفران جیسا خوشبودار ہے۔ نویں عورت (نامعلوم) کہنے لگی: میرے خاوند کا گھر بہت اونچا اور بلند ہے اور وہ قد آور بہادر ہے۔ اس کے یہاں کھانا اس قدر پکتا ہے کہ راکھ کے ڈھیر جمع ہیں (غریبوں کو خوب کھلاتا ہے) لوگ جہاں صلاح و مشورہ کے لیے بیٹھتے ہیں (یعنی پنچائت گھر) وہاں سے اس کا گھر بہت نزدیک ہے۔ دسویں عورت (کبشہ بنت رافع) کہنے لگی: میرے خاوند کا کیا پوچھنا: جائداد والا ہے، جائداد بھی ایسی بڑی جائداد ویسی کسی کے پاس نہیں ہوسکتی، بہت سارے اونٹ جو جا بجا اس کے گھر کے پاس جٹے رہتے ہیں جنگل میں چرنے کم جاتے ہیں جہاں ان اونٹوں نے باجے کی آواز سنی بس ان کو اپنے ذبح ہونے کا یقین ہوگیا۔ گیارھویں عورت (ام زرع بنت اکیمل بن ساعدہ) کہنے لگی: میرا خاوند ابوزرع ہے اس کا کیا کہنا، اس نے میرے کانوں کو زیوروں سے بوجھل کر دیا ہے اور میرے دونوں بازو چربی سے پھلا دیے ہیں مجھے خوب کھلا کر موٹا کر دیا ہے کہ میں اپنے تئیں خوب موٹی سمجھنے لگی ہوں شادی سے پہلے میں تھوڑی سی بھیڑ بکریوں میں تنگی سے گزر بسر کرتی تھی۔ ابوزرعہ نے مجھ کو گھوڑوں، اونٹوں اور کھیت کھلیان سب کا مالک بنا دیا ہے اتنی زیادہ جائیداد ملنے پر بھی اس کا مزاج اتنا عمدہ ہے کہ بات کہوں تو برا نہیں مانتا مجھے کبھی برا بھی نہیں کہتا۔ سوئی پڑی رہوں تو صبح تک

كُلِّ شَيْءٍ أَعْطَانِيهِ مَا بَلَغَ أَصْغَرَ آنِيَةِ أَبِي زَرْعٍ. قَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ)). [مسلم: ٦٣٠٥، ٦٣٠٦]

مجھے کوئی نہیں جگاتا۔ پانی پیوں تو خوب سیراب ہو کر پی لوں، رہی ابوزرعہ کی ماں! (میری ساس) تو میں اس کی کیا خوبیاں بیان کروں اس کا توشہ خانہ مال واسباب سے بھرا ہوا، اس کا گھر بہت ہی کشادہ۔ ابوزرعہ کا بیٹا وہ بھی کیسا اچھا خوبصورت (نازک بدن دبلا پتلا) ہری چھالی یا ننگی تلوار کے برابر اس کے سونے کی جگہ ایسا کم خوارک کہ بکری کے چار ماہ کے بچے کے دست کا گوشت اس کا پیٹ بھر دے۔ ابوزرعہ کی بیٹی! وہ بھی سبحان اللہ! کیا کہنا، اپنے باپ کی پیاری، اپنی ماں کی پیاری (تابع فرمان، اطاعت گزار) کپڑا بھرپور پہننے والی (موٹی تازی) سوکن کی جلن، ابوزرعہ کی لونڈی! اس کی بھی کیا پوچھتے ہو کبھی کوئی بات ہماری مشہور نہیں کرتی (گھر کا بھید ہمیشہ پوشیدہ رکھتی ہے) کھانے تک نہیں چراتی گھر میں کوڑا کچرا نہیں چھوڑتی، مگر ایک دن ایسا ہوا لوگ مکھن نکالنے کو دودھ متھ رہے تھے۔ (صبح ہی صبح) ابوزرعہ باہر گیا اچانک اس نے ایک عورت دیکھی جس کے دو بچے چیتوں کی طرح اس کی کمر کے تلے دو اناروں سے کھیل رہے تھے (مراد اس کی دونوں چھاتیاں ہیں جو انار کی طرح تھی) ابوزرعہ نے مجھے طلاق دے کر اس عورت سے نکاح کرلیا۔ اس کے بعد میں نے ایک اور شریف سردار سے نکاح کرلیا جو گھوڑے کا اچھا سوار، عمدہ نیزہ باز ہے، اس نے بھی مجھے بہت سے جانور دے دیے ہیں اور ہر قسم کے اسباب میں سے ایک ایک جوڑا دیا ہوا ہے اور مجھ سے کہا کرتا ہے کہ ام زرعہ! خوب کھا پی، اپنے عزیز واقربا کو بھی خوب کھلا پلا تیرے لیے عام اجازت ہے مگر یہ سب کچھ جو بھی میں نے تجھے دیا ہوا ہے اگر اکٹھا کروں تو تیرے پہلے خاوند ابوزرعہ نے جو تجھے دیا تھا، اس میں ایک چھوٹا برتن بھی نہ بھرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تیرے لیے ایسے ہوں جیسے اُم زرعہ کے لیے اُبوزرعہ تھے۔''

تشریح: یعنی ابوزرعہ کے مال کے سامنے یہ سارا مال بے حقیقت ہے مگر میں تجھ کو ابوزرعہ کی طرح طلاق دینے والا نہیں ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ یہ سارا قصہ سنانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! میں بھی تیرے لئے ایسا خاوند ہوں جیسے ابوزرع ام زرع کے لئے تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضرت سعید بن سلمہ نے بھی اس حدیث کو ہشام سے روایت کیا ہے (اس میں لونڈی کے ذکر میں) الفاظ ((ولا تملأ بيتنا تعشيشا)) کی جگہ ((ولا تعشش بيتنا تعشيشا)) کے لفظ ہیں (معنی وہی ہیں کہ وہ لونڈی ہمارے گھر میں کوڑا کچرا رکھ کر اسے میلا کچیلا

نہیں کرتی۔ بعض نے اسے لفظ عنیق سے پڑھا ہے جس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ ہم سے کبھی دغا فریب نہیں کرتی) نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ (الفاظ واشرب فاتقمح میں) بعض لوگوں نے فاتقمح کے میم کے ساتھ پڑھا ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

[1] مطلب یہ کہ اس کا خاوند بخیل ہے، جس سے کچھ فائدے کی امید نہیں دوسرے یہ ہے کہ وہ بد خلق آدمی ہے محض بیکار۔

[2] یا میں ڈرتی ہوں کہ میرے خاوند کو کہیں خبر نہ ہو جائے اور وہ مجھے طلاق دے دے جبکہ میں اس کو چھوڑ بھی نہیں سکتی۔

[3] مگر میرے لئے خاموش رہنا بہتر ہے۔

[4] نہ طلاق ملے کہ دوسرا خاوند کرلوں نہ اس خاوند سے کوئی سکھ ملتا ہے۔

[5] یعنی آیا کہ سورہا گھر گرہستی سے اسے کچھ مطلب نہیں۔ یا تو آتے ہی مجھ پر چڑھ بیٹھتا ہے نہ کلمہ نہ کلام نہ بوس و کنار۔

[6] مطلب یہ ہے کہ بڑا پیٹو ہے مگر میرے لئے نکما۔

[7] یعنی اول تو شہوت کم، عورت کا مطلب پورا نہیں کرتا اس پر بدخو کہ بات کرو تو کاٹ کھانے پر موجود، مارنے پر تیار۔

[8] زعفران کا ترجمہ ویسے با محاورہ کر دیا ورنہ زرنب ایک درخت کا چھلکا ہے جو زعفران کی طرح خوشبودار اور رنگ دار ہوتا ہے۔ اس نے اپنے خاوند کی تعریف کی کہ ظاہری اور باطنی اس کے دونوں اخلاق بہت اچھے ہیں۔

[9] اس لئے ایسے لوگ جہاں صلاح و مشورہ کے لئے بلاتے ہیں وہاں اس کی رائے پر عمل کرتے ہیں۔

[10] تاکہ مہمان لوگ آئیں تو ان کا گوشت اور دودھ ان کو تیار ملے۔

[11] یہ باجا مہمانوں کے آنے پر خوشی سے بجایا جاتا تھا کہ اونٹ سمجھ جاتے کہ اب ہم مہمانوں کے لئے کاٹے جائیں گے۔

[12] یعنی چھریرے جسم والا نازک کمر والا جو سوتے وقت بستر پر ٹکتی ہے۔

[13] کہ سوکن اس کی خوبصورتی اور ادب و لیاقت پر رشک کر کے جلی جاتی ہے۔

[14] ہمیشہ گھر کو جھاڑ پونچھ کر صاف ستھرا رکھتی ہے الغرض سارا گھر نور علی نور ہے۔ ابو زرعہ سے لے کر اس کی ماں بیٹی بیٹا لونڈی باندی سب فرد فرید ہیں۔

٥١٩٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، كَانَ الْحَبَشُ يَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ، فَسَتَرَنِي رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَنْظُرُ، فَمَا زِلْتُ أَنْظُرُ حَتَّى كُنْتُ أَنَا أَنْصَرِفُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ تَسْمَعُ اللَّهْوَ.

[راجع: ٤٥٤]

(٥١٩٠) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ کچھ فوجی کھیل (نیزہ بازی) سے مظاہرہ کر رہے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے (اپنے جسم مبارک سے) میرے لیے پردہ کیا اور میں وہ کھیل دیکھتی رہی میں نے اسے دیر تک دیکھا اور خود ہی اکتا کر لوٹ آئی۔ اب تم خود سمجھ لو کہ ایک کم عمر لڑکی کھیل کو کتنی دیر دیکھ سکتی ہے اور اس میں دلچسپی لے سکتی ہے۔

تشریح: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اخلاق کریمانہ اپنی بیویوں کے ساتھ ایسے بہتر تھے کہ فن حرب خود دیکھتے اور دکھاتے تھے تاکہ وقت ضرورت پر عورتیں بھی اپنا قدم پیچھے نہ ہٹائیں۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ عورت کو غیر مردوں کی طرف دیکھنا جائز ہے بشرطیکہ بدنیتی اور شہوت کی راہ سے نہ ہو۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مساجد میں دنیا کی کوئی جائز بات کرنا منع نہیں ہے بشرطیکہ شور و غل نہ ہو۔

بَابُ مَوْعِظَةِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ لِحَالِ

باب: آدمی اپنی بیٹی کو اس کے خاوند کے مقدمہ

زَوْجِهَا

میں نصیحت کرے تو کیسا ہے؟

٥١٩١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمْ أَزَلْ حَرِيصًا أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَيْنِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾ [التحريم:٤] حَتَّى حَجَّ وَحَجَجْتُ مَعَهُ، وَعَدَلَ وَعَدَلْتُ مَعَهُ بِإِدَاوَةٍ، فَتَبَرَّزَ، ثُمَّ جَاءَ فَسَكَبْتُ عَلَى يَدَيْهِ مِنْهَا فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَانِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾؟ قَالَ: وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! هُمَا عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ. ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرُ الْحَدِيثَ يَسُوقُهُ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ، وَهُمْ مِنْ عَوَالِي الْمَدِينَةِ، وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا، فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ بِمَا حَدَثَ مِنْ خَبَرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ أَوْ غَيْرِهِ، وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْأَنْصَارِ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ، فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَأْخُذْنَ مِنْ أَدَبِ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ، فَصَخِبْتُ عَلَى امْرَأَتِي فَرَاجَعَتْنِي فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي قَالَتْ:

(۵۱۹۱) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن ابی ثور نے خبر دی اور ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ بہت دنوں تک میرے دل میں خواہش رہی کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی ان دو بیویوں کے متعلق پوچھوں جن کے بارے میں اللہ نے یہ آیت نازل کی تھی۔ ﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾ الخ۔ ایک مرتبہ انہوں نے حج کیا اور ان کے ساتھ میں نے بھی حج کیا ایک جگہ جب وہ راستے سے ہٹ کر (قضائے حاجت کے لیے) گئے تو میں بھی ایک برتن میں پانی لے کر ان کے ساتھ راستہ سے ہٹ گیا۔ پھر انہوں نے قضائے حاجت کی اور واپس آئے تو میں نے ان کے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ پھر انہوں نے وضو کیا تو میں نے اس وقت ان سے پوچھا کہ یا امیر المؤمنین! نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں وہ دو کون ہیں جن کے متعلق اللہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا: اے ابن عباس! تم پر حیرت ہے۔ وہ عائشہ اور حفصہ ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ نے تفصیل بیان کرنی شروع کی۔ انہوں نے کہا: میں اور میرے ایک انصاری پڑوسی جو بنو امیہ بن زید سے تھے اور عوالی مدینہ میں رہتے تھے۔ ہم نے (عوالی سے) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے باری مقرر کر رکھی تھی۔ ایک دن وہ حاضری دیتے اور ایک دن میں حاضری دیتا، جب میں حاضر ہوتا تو اس دن کی تمام خبریں جو وحی وغیرہ سے متعلق ہوتیں لاتا (اور اپنے پڑوسی سے بیان کرتا) اور جس دن وہ حاضر ہوتے تو وہ بھی ایسے کرتے۔ ہم قریشی لوگ اپنی عورتوں پر غالب تھے لیکن جب ہم مدینہ تشریف لائے تو یہ لوگ ایسے تھے کہ عورتوں سے مغلوب تھے، ہماری عورتوں نے بھی انصار کی عورتوں کا طریقہ سیکھنا شروع کر دیا۔ ایک دن میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا تو اس نے بھی میرا ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ میں نے اس کے اس طرح جواب دینے پر ناگواری کا اظہار کیا تو اس نے کہا کہ میرا

وَلِمَ تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَاللَّهِ! إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ لَيُرَاجِعْنَهُ، وَإِنَّ إِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلَ. فَأَفْزَعَنِي ذَلِكَ وَقُلْتُ لَهَا: قَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ مِنْهُنَّ. ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي فَنَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا: أَيْ حَفْصَةُ! أَتُغَاضِبُ إِحْدَاكُنَّ النَّبِيَّ ﷺ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلَ؟ قَالَتْ نَعَمْ. فَقُلْتُ: قَدْ خِبْتِ وَخَسِرْتِ، أَفَتَأْمَنِينَ أَنْ يَغْضَبَ اللَّهُ لِغَضَبِ رَسُولِهِ ﷺ فَتَهْلِكِي لَا تَسْتَكْثِرِي النَّبِيَّ ﷺ وَلَا تُرَاجِعِيهِ فِي شَيْءٍ، وَلَا تَهْجُرِيهِ، وَسَلِينِي مَا بَدَا لَكِ، وَلَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ أَوْضَأَ مِنْكِ، وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُرِيدُ عَائِشَةَ قَالَ عُمَرُ: فَكُنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَيْلَ لِتَغْزُونَا، فَنَزَلَ صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْبَتِهِ، فَرَجَعَ إِلَيْنَا عِشَاءً فَضَرَبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيدًا وَقَالَ: أَثَمَّ هُوَ؟ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: قَدْ حَدَثَ الْيَوْمَ أَمْرٌ عَظِيمٌ. قُلْتُ: مَا هُوَ؟ أَجَاءَ غَسَّانُ؟ قَالَ: لَا، بَلْ أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ وَأَهْوَلُ، طَلَّقَ النَّبِيُّ ﷺ نِسَاءَهُ. فَقُلْتُ: خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ، قَدْ كُنْتُ أَظُنُّ هَذَا يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ، فَجَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي فَصَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَشْرُبَةً لَهُ، فَاعْتَزَلَ فِيهَا، وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِي فَقُلْتُ: مَا يُبْكِيكِ أَلَمْ أَكُنْ حَذَّرْتُكِ هَذَا أَطَلَّقَكُنَّ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَتْ: لَا أَدْرِي هَا هُوَ ذَا مُعْتَزِلٌ

جواب دینا تمہیں برا کیوں لگتا ہے، اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ کی ازواج بھی ان کو جواب دے دیتی ہیں اور بعض تو آنحضرت ﷺ سے ایک دن رات تک الگ رہتی ہیں۔ میں اس بات پر کانپ اٹھا اور کہا ان میں سے جس نے بھی یہ معاملہ کیا یقیناً وہ نامراد ہوگئی۔ پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور (مدینہ کے لیے) روانہ ہوا پھر میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر گیا اور میں نے اس سے کہا: اے حفصہ! کیا تم میں سے کوئی ایک نبی کریم ﷺ سے ایک دن رات تک غصہ رہتی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! کبھی (ایسا ہو جاتا ہے) میں نے اس پر کہا کہ پھر تم نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈال لیا اور نامراد ہوئی۔ کیا تمہیں اس کا کوئی ڈر نہیں کہ نبی کریم ﷺ کے غصہ کی وجہ سے اللہ تم پر غصہ ہو جائے اور پھر تم تنہا ہی ہو جاؤ گی۔ خبردار! نبی اکرم ﷺ سے مطالبات نہ کیا کرو نہ کسی معاملہ میں آنحضرت ﷺ کو جواب دیا کرو اور نہ آنحضرت ﷺ کو چھوڑا کرو اگر تمہیں کوئی ضرورت ہو تو مجھ سے مانگ لیا کرو۔ تمہاری سوکن جو تم سے زیادہ خوبصورت ہے اور حضور اکرم ﷺ کو تم سے زیادہ پیاری ہے، ان کی وجہ سے تم کسی غلط فہمی میں نہ مبتلا ہو جانا۔ ان کا اشارہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں معلوم ہوا کہ ملک غسان ہم پر حملہ کے لیے فوجی تیاریاں کر رہا ہے۔ میرے انصاری ساتھی اپنی باری پر مدینہ منورہ گئے ہوئے تھے۔ رات گئے واپس آئے اور میرے دروازے پر بڑی زور زور سے دستک دی اور کہا کہ کیا عمر گھر میں ہیں؟ میں گھبرا کر باہر نکلا تو انہوں نے کہا کہ آج بڑا حادثہ ہو گیا۔ میں نے کہا: کیا بات ہوئی، کیا غسانی چڑھ آئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، حادثہ اس سے بھی بڑا اور اس سے بھی زیادہ خوفناک ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے۔ میں نے کہا کہ حفصہ تو خاسر و نامراد ہوئی۔ مجھے تو اس کا خطرہ لگا ہی رہتا تھا کہ اس طرح کا کوئی حادثہ جلد ہی ہوگا، پھر میں نے اپنے تمام کپڑے پہنے (اور مدینہ کے لیے روانہ ہو گیا) میں نے فجر کی نماز حضور اکرم ﷺ کے ساتھ پڑھی (نماز کے بعد) حضور اکرم ﷺ نے اپنے ایک بالاخانہ میں چلے گئے اور وہاں تنہائی اختیار کر لی۔ میں حفصہ کے پاس گیا تو وہ رو رہی تھی۔

فِي الْمَشْرُبَةِ. فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ فَإِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ يَبْكِي بَعْضُهُمْ، فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيلاً ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ، فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِي فِيهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ لِغُلَامٍ لَهُ أَسْوَدَ: اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ. فَدَخَلَ الْغُلَامُ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ ﷺ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: كَلَّمْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَذَكَرْتُكَ لَهُ، فَصَمَتَ. فَانْصَرَفْتُ حَتَّى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ، ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ: اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ. فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ. فَرَجَعْتُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ، ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ: اسْتَأْذِنْ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ فَقَالَ: قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ. فَلَمَّا وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا۔ قَالَ: إِذَا الْغُلَامُ يَدْعُونِي۔ فَقَالَ: قَدْ أَذِنَ لَكَ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى رِمَالِ حَصِيرٍ، لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ، قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ: وَأَنَا قَائِمٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَطَلَّقْتَ نِسَائَكَ؟ فَرَفَعَ إِلَيَّ بَصَرَهُ فَقَالَ: ((لَا))۔ فَقُلْتُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ قُلْتُ: وَأَنَا قَائِمٌ أَسْتَأْنِسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَوْ رَأَيْتَنِي، وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ، فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَوْ رَأَيْتَنِي وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ

میں نے کہا: اب روتی کیوں ہو؟ میں نے تمہیں پہلے ہی متنبہ کر دیا تھا۔ کیا آنحضرت ﷺ نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ حضور اکرم ﷺ اس وقت بالا خانہ میں تنہا تشریف رکھتے ہیں۔ میں وہاں سے نکلا اور منبر کے پاس آیا۔ اس کے گرد کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے اور ان میں سے بعض رو رہے تھے۔ تھوڑی دیر تک میں ان کے ساتھ بیٹھا رہا۔ اس کے بعد میرا غم مجھ پر غالب آ گیا اور میں اس بالا خانہ کے پاس آیا۔ جہاں حضور اکرم ﷺ تشریف رکھتے تھے۔ میں نے آنحضرت ﷺ کے ایک حبشی غلام سے کہا: عمر کے لیے اندر آنے کی اجازت لے لو۔ غلام اندر گیا اور حضور اکرم ﷺ سے گفتگو کر کے واپس آ گیا۔ اس نے مجھ سے کہا: میں نے آنحضرت ﷺ سے آپ کا ذکر کیا لیکن آپ خاموش رہے۔ چنانچہ میں واپس چلا آیا اور پھر ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا جو منبر کے پاس موجود تھے۔ میرا غم مجھ پر غالب آیا اور دوبارہ آ کر میں نے غلام سے کہا کہ عمر کے لیے اجازت لے لو۔ اس غلام نے واپس آ کر پھر کہا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے آپ کا ذکر کیا تو آنحضرت ﷺ خاموش رہے۔ میں پھر واپس آ گیا اور منبر کے پاس جو لوگ موجود تھے ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ لیکن میرا غم مجھ پر غالب آیا اور میں نے پھر آ کر غلام سے کہا کہ عمر کے لیے اجازت طلب کرو۔ غلام اندر گیا اور واپس آ کر جواب دیا کہ میں نے آپ کا ذکر آنحضرت ﷺ سے کیا اور آنحضرت ﷺ خاموش رہے۔ میں وہاں سے واپس آ رہا تھا کہ غلام نے مجھے پکارا اور کہا: نبی اکرم ﷺ نے تمہیں اجازت دے دی ہے۔ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ اس بان کی چارپائی پر جس سے چٹائی بنی جاتی ہے لیٹے ہوئے تھے۔ اس پر کوئی بستر بھی نہیں تھا۔ بان کے نشانات آپ ﷺ کے پہلو مبارک پر پڑے ہوئے تھے۔ جس تکیہ پر آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے اس میں چھال بھری ہوئی تھی۔ میں نے حضور اکرم ﷺ کو سلام کیا اور کھڑے ہی کھڑے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟ آنحضور ﷺ نے میری طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا: ''نہیں۔'' میں (خوشی کی وجہ سے) کہہ اٹھا:

فَقُلْتُ لَهَا: لَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُرِيدُ عَائِشَةَ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ تَبَسُّمَةً أُخْرَى، فَجَلَسْتُ حِينَ رَأَيْتُهُ تَبَسَّمَ، فَرَفَعْتُ بَصَرِي فِيهِ فَوَاللَّهِ! مَا رَأَيْتُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهَبَةٍ ثَلَاثَةٍ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ادْعُ اللَّهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلَى أُمَّتِكَ، فَإِنَّ فَارِسًا وَالرُّومَ قَدْ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ، وَأُعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُونَ اللَّهَ. فَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ وَكَانَ مُتَّكِئًا. فَقَالَ: ((أَوَفِي هَذَا أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! إِنَّ أُولَئِكَ قَوْمٌ عُجِّلُوا طَيِّبَاتِهِمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا)). فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اسْتَغْفِرْ لِي. فَاعْتَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ نِسَاءَهُ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ الْحَدِيثِ حِينَ أَفْشَتْهُ حَفْصَةُ إِلَى عَائِشَةَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَكَانَ قَالَ: ((مَا أَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا)). مِنْ شِدَّةِ مَوْجَدَتِهِ عَلَيْهِنَّ حِينَ عَاتَبَهُ اللَّهُ، فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّكَ كُنْتَ قَدْ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا، وَإِنَّمَا أَصْبَحْتَ مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً أَعُدُّهَا عَدًّا. فَقَالَ: ((الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ)). فَكَانَ ذَلِكَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً. قَالَتْ عَائِشَةُ: ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ التَّخَيُّرَ فَبَدَأَ بِي أَوَّلَ امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ فَاخْتَرْتُهُ، ثُمَّ خَيَّرَ نِسَاءَهُ كُلَّهُنَّ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ. [راجع: ٨٩]

اللہ اکبر! پھر میں نے کھڑے ہی کھڑے آنحضرت ﷺ کو خوش کرنے کے لیے کہا: یارسول اللہ! آپ کو معلوم ہے ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب رہا کرتے تھے۔ پھر جب ہم مدینہ آئے تو یہاں کے لوگوں پر ان کی عورتیں غالب تھیں۔ آنحضرت ﷺ اس پر مسکرا دیے۔ پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو معلوم ہے میں حفصہ کے پاس ایک مرتبہ گیا تھا اور اس سے کہہ آیا تھا کہ اپنی سوکن کی وجہ سے جو تم سے زیادہ خوبصورت اور تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی عزیز ہے، دھوکا میں مت رہنا۔ ان کا اشارہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا۔ اس پر حضور اکرم ﷺ دوبارہ مسکرا دیے۔ میں نے جب آنحضور ﷺ کو مسکراتے دیکھا تو بیٹھ گیا پھر نظر اٹھا کر میں نے آنحضور ﷺ کے گھر کا جائزہ لیا۔ خدا کی قسم! میں نے آنحضرت ﷺ کے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جس پر نظر رکتی۔ سوائے تین چمڑوں کے (جو وہاں موجود تھے)۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ سے دعا فرمائیے کہ وہ آپ کی امت کو فراخی عطا فرمائے۔ فارس و روم کو فراخی اور وسعت حاصل ہے اور انہیں دنیا دی گئی ہے، حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔ نبی اکرم ﷺ ابھی تک ٹیک لگائے ہوئے تھے لیکن اب سیدھے بیٹھ گئے۔ فرمایا: ''ابن خطاب! تمہاری نظر میں بھی یہ چیزیں اہمیت رکھتی ہیں، یہ تو وہ لوگ ہیں جنہیں جو کچھ بھلائی ملنے والی تھی سب اسی دنیا میں دے دی گئی ہے۔'' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے لیے اللہ سے مغفرت کی دعا کر دیجیے (کہ میں نے دنیاوی شان و شوکت کے متعلق یہ غلط خیال دل میں رکھا) چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی ازواج کو اسی وجہ سے انتیس دن تک الگ رکھا۔ حفصہ نے آنحضور ﷺ کا راز عائشہ سے کہہ دیا تھا آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا: ''ایک مہینہ تک میں ازواج کے پاس نہیں جاؤں گا۔'' کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر عتاب کیا تو آنحضرت ﷺ کو اس کا بہت رنج ہوا (اور آپ نے ازواج سے الگ رہنے کا فیصلہ کیا) پھر جب انتیسویں رات گزر گئی تو آنحضور ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور آپ سے ابتدا کی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہمارے یہاں ایک مہینہ

تک تشریف نہیں لائیں گے اور ابھی تو انتیس ہی دن گزرے ہیں میں تو ایک ایک دن گن رہی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''یہ مہینہ انتیس کا ہے۔'' وہ مہینہ انتیس کا تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے آیت تخییر نازل کی اور آنحضور ﷺ اپنی تمام ازواج میں سب سے پہلے میرے پاس تشریف لائے (اور مجھ سے اللہ کی وحی کا ذکر کیا) میں نے آنحضور ﷺ کو ہی پسند کیا۔ اس کے بعد آنحضور ﷺ نے اپنی تمام دوسری ازواج کو اختیار دیا اور سب نے وہی کہا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہہ چکی تھیں۔

تشریح: دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ نبی کریم ﷺ سے کچھ مت کہا کر آپ کے ہاں روپیہ اشرفی نہیں ہے اگر تجھ کو کسی چیز کی حاجت ہو، تیل ہی درکار ہو تو مجھ سے کہو میں لا دوں گا، نبی کریم ﷺ سے مت کہنا۔ یہاں سے باب کا مطلب نکلتا ہے کہ خاوند کے بارے میں باپ کا اپنی بیٹی کو سمجھانا جائز ہے بلکہ ضروری ہے۔

جس میں ازواج مطہرات کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہنے یا الگ ہو جانے کا اختیار دیا گیا تھا۔

بَابُ صَوْمِ الْمَرْأَةِ بِإِذْنِ زَوْجِهَا تَطَوُّعًا

باب: شوہر کی اجازت سے عورت کو نفلی روزہ رکھنا جائز ہے؟

٥١٩٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ ابْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ)).

[راجع: ٢٠٦٦]

(٥١٩٢) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام بن منبہ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر شوہر گھر پر موجود ہو تو کوئی عورت اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے۔''

تشریح: نفلی روزہ نفلی عبادت ہے اور خاوند کی اطاعت عورت کے لئے فرض ہے۔ اس لئے نفلی عبادت سے فرض کی ادائیگی ضروری ہے۔ مرد دن میں اگر اپنی بیوی سے ملاپ چاہے تو عورت کو نفلی روزہ ختم کرنا ہوگا۔ لہٰذا پہلے ہی اجازت لے کر اگر روزہ رکھے تو بہتر ہے۔

بَابٌ: إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا

باب: جو عورت ناراض ہو کر اپنے شوہر کے بستر سے الگ ہو کر رات گزارے، اس کی برائی کا بیان

٥١٩٣۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ،

(٥١٩٣) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے سلیمان نے، ان سے ابوحازم نے اور

عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ أَنْ تَجِيْءَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ)). [راجع: ٣٢٣٧]

ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ آنے سے (ناراضی کی وجہ سے) انکار کردے تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔''

تشریح: عورت کا غصہ بجا ہو یا بے جا مگر اطاعت کے پیش نظر اس کا فرض ہے خاوند کے بستر پر حاضری دینا اگر وہ خفگی میں رات کو ایسا نہ کرے تو بلاشک اس وعید شدید کی مستحق ہے۔ عورت کے لئے خاوند کی اطاعت ہی اس کی زندگی کو بہتر بنا سکتی ہے۔

٥١٩٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تَرْجِعَ)). [راجع: ٣٢٣٧] [مسلم: ٣٥٢٤، ٣٥٣٨]

(۵۱۹۴) ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے زرارہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر عورت اپنے شوہر سے ناراضی کی وجہ سے اس کے بستر سے الگ تھلگ رات گزارے تو فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت بھیجتے ہیں جب تک وہ اپنی اس حرکت سے باز نہ آ جائے۔''

بَابٌ: لَا تَأْذَنُ الْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا [لِأَحَدٍ] إِلَّا بِإِذْنِهِ

باب: عورت اپنے شوہر کے گھر میں آنے کی کسی غیر مرد کو اس کی اجازت کے بغیر اجازت نہ دے

٥١٩٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَلَا تَأْذَنَ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ نَفَقَةٍ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ يُؤَدَّى إِلَيْهِ شَطْرُهُ)). وَرَوَاهُ أَبُو الزِّنَادِ أَيْضًا عَنْ مُوْسَى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ فِي الصَّوْمِ. [راجع: ٢٠٦٦]

(۵۱۹۵) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت کے لیے جائز نہیں کہ اپنے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ رکھے اور عورت کسی کو اس کے گھر میں اس کی مرضی کے بغیر آنے کی اجازت نہ دے اور عورت جو کچھ بھی اپنے شوہر کے مال میں سے اس کی صریح اجازت کے بغیر خرچ کردے تو اسے بھی اس کا آدھا ثواب ملے گا۔'' اس حدیث کو ابوزناد نے موسیٰ بن ابی عثمان سے بھی اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اور اس میں صرف روزے کا ہی ذکر ہے۔

تشریح: کسی غیر مرد کا بغیر اجازت خاوند کے گھر میں داخل ہونا بھی منع ہے۔ مراد یہ ہے کہ عورت اپنے خاوند کے حکم کے بغیر اس مال میں سے خرچ کرے جو خاوند نے اس کو دے ڈالا ہے یعنی اپنے ماہوار میں سے جیسے کہ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ عورت اپنے خاوند کا مال صدقہ نہیں کر سکتی مگر ہاں اپنی خوراک میں سے اور ثواب دونوں کو برابر ملے گا۔ وہ خرچ بھی مراد ہے جو عادت کے موافق ہو جسے سن کر خاوند ناراض نہ ہو۔

بَابٌ

باب

٥١٩٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِينُ، وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوسُونَ غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ، وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ)). [طرفه في: ٦٥٤٧] [مسلم: ٦٩٣٧]

(۵۱۹۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم کو تیمی نے خبر دی، انہیں ابوعثمان نے، انہیں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اس میں داخل ہونے والوں کی اکثریت غریبوں کی تھی۔ مالدار (جنت کے دروازے پر حساب کے لیے) روک لیے گئے تھے، البتہ جہنم والوں کو جہنم میں جانے کا حکم دے دیا گیا تھا اور میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اس میں داخل ہونے والی زیادہ عورتیں تھیں۔“

تشریح: اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ عورتیں چونکہ اکثر خاوند کے بے اجازت غیر لوگوں کو گھر میں بلا لیتی ہیں اس وجہ سے دوزخ کی سزاوار ہوئیں۔ نبی کریم ﷺ کا یہ دیکھنا عالم رؤیا میں تھا۔ آپ نے جو دیکھا وہ برحق ہے اور غریب دیندار وہ بہشت میں جانے کے پہلے سزاوار ہیں مالدار مسلمانوں کا داخلہ غربائے مسلمین کے بعد ہوگا۔

بَابُ كُفْرَانِ الْعَشِيرِ

باب: خاوند کی ناشکری کا بیان

وَهُوَ الزَّوْجُ، وَهُوَ الْخَلِيطُ مِنَ الْمُعَاشَرَةِ. فِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

یہ لفظ معاشرے سے نکلا ہے جس کے معنی خلط ملط، یعنی ملا دینے کے ہیں۔ اس باب میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

٥١٩٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهُ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا نَحْوًا مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ

(۵۱۹۷) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں زید بن اسلم نے، انہیں عطاء بن یسار نے اور انہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تو آنحضرت ﷺ نے لوگوں کے ساتھ اس کی نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے بہت لمبا قیام کیا اتنا طویل کہ سورۂ بقرہ پڑھی جا سکے۔ پھر طویل رکوع کیا، رکوع سے سر اٹھا کر بہت دیر تک قیام کیا یہ قیام پہلے قیام سے کچھ کم تھا۔ پھر آپ نے دوسرا طویل رکوع کیا۔ یہ رکوع طوالت میں پہلے رکوع سے کچھ کم طویل تھا، پھر سر اٹھایا اور سجدہ کیا، پھر دوبارہ قیام کیا اور بہت دیر تک حالت قیام میں رہے۔ یہ قیام پہلی رکعت کے قیام سے کچھ کم تھا۔ پھر طویل رکوع کیا، یہ رکوع پہلے سے کچھ کم تھا۔ پھر سر اٹھایا اور طویل قیام کیا۔ یہ قیام پہلے قیام سے کچھ کم تھا۔ پھر رکوع کیا،

الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ انْصَرَفَ، وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ)). قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ هَذَا، ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ. فَقَالَ: ((إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ -أَوْ أُرِيتُ الْجَنَّةَ- فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا، وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ)). قَالُوا: لِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((بِكُفْرِهِنَّ)). قِيلَ: يَكْفُرْنَ بِاللَّهِ قَالَ: ((يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ، وَلَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ)). [راجع: ٢٩]

طویل رکوع۔ اور یہ رکوع پہلے رکوع سے کچھ کم طویل تھا۔ پھر سر اٹھایا اور سجدہ میں گئے۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو گرہن ختم ہو چکا تھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، ان میں گرہن کسی کی موت یا کسی کی حیات کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ اس لیے جب تم گرہن دیکھو تو اللہ کو یاد کرو۔'' صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی اس جگہ سے کوئی چیز پکڑی ہے۔ پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹ گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جنت دیکھی تھی یا (آنحضور ﷺ نے یہ فرمایا راوی کو شک تھا) مجھے جنت دکھائی گئی تھی۔ میں نے اس کا خوشہ توڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا اور اگر میں اسے توڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اسے کھاتے اور میں نے دوزخ دیکھی آج سے زیادہ ہیبت ناک منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا اور میں نے دیکھا کہ اس میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہے۔'' صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایسا کیوں ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''وہ شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور ان کے احسان کا انکار کرتی ہیں، اگر تم ان میں سے کسی ایک کے ساتھ زندگی بھر بھی حسن سلوک کا معاملہ کرو پھر بھی تمہاری طرف سے کوئی چیز اس کے لیے ناگوار خاطر ہوئی تو کہہ دے گی کہ میں نے تو تم سے کبھی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔''

تشریح: حدیث میں نماز کسوف کا بیان ہے آخر میں دوزخ کا ایک نظارہ پیش کیا گیا ہے جو نافرمان عورتوں سے متعلق ہے۔ اسی سے **باب کا مطلب** ثابت ہوتا ہے عورتوں کی یہ فطرت ہے جو بیان ہوئی الا ماشاء اللہ۔ بہت کم نیک بخت عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو شکر گزار اور اطاعت شعار ہوں۔

٥١٩٨ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ، عَنْ عِمْرَانَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ، فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ)). تَابَعَهُ أَيُّوبُ وَسَلْمُ بْنُ زَرِيرٍ. [راجع: ٣٢٤١]

(٥١٩٨) ہم سے عثمان بن ہیثم نے بیان کیا، کہا ہم سے عوف نے بیان کیا، ان سے ابورجاء نے، ان سے عمران نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو اس کے اکثر رہنے والے غریب لوگ تھے اور میں نے دوزخ میں جھانک کر دیکھا تو اس کے اندر رہنے والی اکثر عورتیں تھیں۔'' اس روایت کی متابعت ابوایوب اور سلم بن زریر نے کی ہے۔

بَابٌ: لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ

باب: تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے

قَالَهُ أَبُو جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

اس حدیث کو ابوجحیفہ (عبداللہ بن وہب عامری) نے رسول اللہ ﷺ سے مرفوعاً روایت کیا ہے

٥١٩٩ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا عَبْدَ اللَّهِ! أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ))؟ قُلْتُ: بَلَى! يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((فَلَا تَفْعَلْ، صُمْ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ، فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)). [راجع: ١١٣١]

(۵۱۹۹) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو اوزاعی نے خبر دی، کہا مجھ سے یحییٰ بن ابن ابی کثیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، کہا مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عبداللہ! کیا میری یہ اطلاع صحیح ہے کہ تم (روزانہ) دن میں روزہ رکھتے ہو اور رات بھر عبادت کرتے ہو؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں، یارسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ایسا نہ کرو، روزے بھی رکھو اور بغیر روزے کے بھی رہو، رات میں عبادت کرو اور نیند بھی۔ کیونکہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔''

تشریح: ابوجحیفہ عامری وفات نبوی ﷺ کے وقت نابالغ تھے۔ بعد میں انہوں نے کوفہ میں قیام کیا اور ۷۴ھ میں کوفہ ہی میں وفات پائی۔ ان کی رسول کریم ﷺ سے سماعت ثابت ہے۔

بَابٌ: اَلْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا

باب: بیوی اپنے شوہر کے گھر کی حاکم ہے

٥٢٠٠ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْأَمِيرُ رَاعٍ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)). [راجع: ٨٩٣]

(۵۲۰۰) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ امیر (حاکم) ہے، مرد اپنے گھر والوں پر حاکم ہے۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں پر حاکم ہے۔ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔''

تشریح: اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ جب ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی تو بیوی سے شوہر کے گھر کے متعلق ہوگی کہ اس نے اپنے شوہر کے گھر کی نگرانی کی یا نہیں۔ اسی طرح ہر ایک ذمہ دار سے سوال کیا جائے گا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى:

﴿اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا﴾. [النساء: ٣٤]

باب: سورۂ نساء میں اللہ تعالیٰ کا فرمانا:

''مرد عورتوں کے اوپر حاکم ہیں، اس لیے کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر بڑائی دی ہے''۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''بیشک اللہ بڑی رفعت والا، بڑی عظمت والا ہے'' تک۔

٥٢٠١۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: آلَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا وَقَعَدَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَهُ فَنَزَلَ لِتِسْعٍ وَعِشْرِيْنَ فَقِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ آلَيْتَ عَلَى شَهْرٍ. قَالَ: ((إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ)). [راجع: ٣٧٨]

(٥٢٠١) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا: مجھ سے حمید نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج مطہرات سے ایک مہینہ تک الگ رہے اور اپنے ایک بالا خانہ میں قیام کیا۔ پھر آپ ﷺ انتیس دن کے بعد گھر میں تشریف لائے تو کہا گیا یا رسول اللہ! آپ نے تو ایک مہینے کے لیے عہد کیا تھا آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''یہ مہینہ انتیس کا ہے۔''

بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ نِسَائَهُ فِيْ غَيْرِ بُيُوْتِهِنَّ

باب: نبی اکرم ﷺ کا عورتوں کو اس طرح چھوڑنا کہ ان کے گھروں ہی میں نہیں گئے

وَيُذْكَرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَفَعَهُ: ((غَيْرَ أَنْ لَا تَهْجُرَ إِلَّا فِي الْبَيْتِ)). وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ.

اور معاویہ بن حیدہ سے مرفوعاً مروی ہے (اسے ابوداؤد وغیرہ نے نکالا ہے) کہ عورت کا چھوڑنا گھر ہی میں ہو مگر پہلی حدیث (یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی) زیادہ صحیح ہے۔

تشریح: جس سے یہ نکلتا ہے کہ دوسرے گھر میں جا کر رہ جانا بھی درست ہے۔

٥٢٠٢۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ. وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ، أَنَّ عِكْرِمَةَ ابْنَ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَلَفَ لَا يَدْخُلُ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ شَهْرًا، فَلَمَّا مَضَى تِسْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدَا عَلَيْهِنَّ أَوْ رَاحَ فَقِيْلَ لَهُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! حَلَفْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ

(٥٢٠٢) ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا: اور مجھ سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو حضرت عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا مجھے یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی نے خبر دی، انہیں عکرمہ بن عبدالرحمن بن حارث نے خبر دی اور انہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے (ایک واقعہ کی وجہ سے) قسم کھائی کہ اپنی بعض ازواج کے ہاں ایک مہینے تک نہیں جائیں گے۔ پھر جب انتیس دن گزر گئے تو آنحضرت ﷺ ان کے پاس صبح کے وقت گئے یا شام کے وقت، آنحضرت ﷺ سے عرض کیا گیا: آپ نے تو قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ تک نہیں آئیں گے؟ آپ ﷺ

شَهْرًا قَالَ: ((إِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ يَوْمًا)). [راجع: ١٩١٠]

نے فرمایا: "مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔"

٥٢٠٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو يَعْفُورٍ، قَالَ: تَذَاكَرْنَا عِنْدَ أَبِي الضُّحَى فَقَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَصْبَحْنَا يَوْمًا وَنِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ يَبْكِينَ، عِنْدَ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ أَهْلُهَا، فَخَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَإِذَا هُوَ مَلْآنُ مِنَ النَّاسِ فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَصَعِدَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي غُرْفَةٍ لَهُ، فَسَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، فَنَادَاهُ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ؟ فَقَالَ: ((لَا وَلٰكِنْ آلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا)). فَمَكَثَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ. [نسائي: ٣٤٥٥]

(۵۲۰۳) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے مروان بن معاویہ نے، کہا ہم سے ابویعفور نے بیان کیا، کہا ہم نے ابوالضحیٰ کی مجلس میں (مہینہ پر) بحث کی تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ایک دن صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ کی ازواج رو رہی تھیں، ہر زوجہ مطہرہ کے پاس ان کے گھر والے موجود تھے۔ مسجد کی طرف گیا تو وہ بھی لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اوپر گئے تو آنحضرت ﷺ اس وقت ایک کمرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے سلام کیا لیکن کسی نے جواب نہیں دیا۔ انہوں نے پھر سلام کیا لیکن کسی نے جواب نہیں دیا۔ پھر سلام کیا اور اس مرتبہ بھی کسی نے جواب نہیں دیا تو آواز دی (بعد میں اجازت ملنے پر) نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں گئے اور عرض کیا: کیا آنحضرت ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "نہیں، بلکہ ایک مہینہ تک ان سے الگ رہنے کی قسم کھائی ہے۔" چنانچہ آنحضرت ﷺ انتیس دن تک الگ رہے اور پھر اپنی بیویوں کے پاس گئے۔

تشریح: اصطلاح میں اسی کو ایلاء کہا جاتا ہے یعنی مدت مقررہ کے لئے اپنی بیوی سے الگ رہنے کی قسم کھالینا مدت پوری ہونے کے بعد ملنا جائز ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ضَرْبِ النِّسَاءِ وَقَوْلِهِ: وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ

باب: عورتوں کو مارنا مکروہ ہے اور اللہ کا فرمانا: "اور انہیں اتنا ہی مارو جو ان کے لیے سخت نہ ہو"

تشریح: یعنی معمولی مار لگا سکتے ہو "وفی شرح المنية للحلبی للزوج ان يضربها على ترك الصلوة والغسل فی الاصح كما له ان يضربها على ترك الزينة اذا اراد والا جابة الى الزوج اذا دعاها والخروج بغير اذنه۔" (حاشیہ بخاری جلد۲ صفحہ ۷۸٤) یعنی خاوند کے لئے جائز ہے کہ عورت کو نماز چھوڑنے پر مارے اور غسل چھوڑنے پر بھی مارے جیسا کہ اسے زینت کے ترک پر مارتا ہے جب وہ مرد اس کی زینت چاہے یا بلانے پر وہ نہ آئے یا بغیر اجازت وہ باہر جائے جیسا کہ ان پر وہ مارتا ہے۔ لہٰذا عورت کو چاہیے کہ مرد کے ہر حکم کی فرمانبرداری کرے جو شریعت کے خلاف نہ ہو۔

٥٢٠٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ زَمْعَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ، ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ)). [راجع: ٣٣٧٧]

(۵۲۰۴) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح نہ مارے کہ پھر آخر دن (یعنی شام کو) اس سے ہم بستر بھی ہو۔“

بَابٌ: لَا تُطِيعُ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا فِي مَعْصِيَةٍ

باب: عورت گناہ کے حکم میں اپنے شوہر کا کہنا نہ مانے

٥٢٠٥ـ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ، عَنِ الْحَسَنِ- هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ- عَنْ صَفِيَّةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ امْرَأَةً، مِنَ الْأَنْصَارِ زَوَّجَتِ ابْنَتَهَا فَتَمَعَّطَ شَعَرُ رَأْسِهَا، فَجَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَتْ: إِنَّ زَوْجَهَا أَمَرَنِي أَنْ أَصِلَ فِي شَعَرِهَا. فَقَالَ: ((لَا إِنَّهُ قَدْ لُعِنَ الْمُوصِلَاتُ)). [طرفه في: ٥٩٣٤] [مسلم: ٥٥٦٧، ٥٥٦٨، ٥٥٦٩؛ نسائي: ٥١١٢]

(۵۲۰۵) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن نافع نے، ان سے حسن نے وہ مسلم کے صاحبزادے ہیں، ان سے صفیہ رضی اللہ عنہا نے، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے اپنی بیٹی کی شادی کی تھی۔ اس کے بعد لڑکی کے سر کے بال بیماری کی وجہ سے اڑ گئے تو وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا اور کہا: اس کے شوہر نے اس سے کہا ہے کہ اپنے بالوں کے ساتھ (دوسرے مصنوعی بال) جوڑے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا: ”تو ایسا ہرگز مت کر کیونکہ مصنوعی بال سر پر رکھ کر جو جوڑے، تو ایسے بال جوڑنے والیوں پر لعنت کی گئی ہے۔“

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر شوہر شریعت کے حکم کے خلاف کوئی بات کہے تو عورت اگر اس کو بجا نہ لائے تو اس پر گناہ نہ ہوگا۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾ [النساء: ١٢٨]

باب: اللہ کا فرمان: ”اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے نفرت اور منہ موڑنے کا خوف ہو“

٥٢٠٦ـ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾ قَالَتْ: هِيَ الْمَرْأَةُ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ، لَا يَسْتَكْثِرُ مِنْهَا فَيُرِيدُ طَلَاقَهَا، وَيَتَزَوَّجُ

(۵۲۰۶) ہم سے ابن سلام نے بیان کیا، کہا: ہم کو ابومعاویہ نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت ”اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی طرف سے نفرت اور منہ موڑنے کا خوف محسوس کرے۔“ کے متعلق فرمایا: آیت میں ایسی عورت کا بیان ہے جو کسی مرد کے پاس ہو اور وہ مرد اسے اپنے پاس زیادہ نہ

غَيْرَهَا، تَقُوْلُ لَهُ أَمْسِكْنِي وَلَا تُطَلِّقْنِي، ثُمَّ تَزَوَّجْ غَيْرِي، فَأَنْتَ فِي حِلٍّ مِنَ النَّفَقَةِ عَلَيَّ وَالْقِسْمَةِ لِي، فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾. [راجع: ٢٤٥٠]

بلاتا ہو بلکہ اسے طلاق دینے کا ارادہ رکھتا ہو اور اس کی بجائے دوسری عورت سے شادی کرنا چاہتا ہو لیکن اس کی موجودہ بیوی اس سے کہے: مجھے اپنے ساتھ ہی رکھو اور طلاق نہ دو۔ تم میرے سوا کسی اور سے شادی کر سکتے ہو میرے خرچ سے بھی تم آزاد ہو اور تم پر باری کی بھی کوئی پابندی نہیں تو اس کا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے: ”پس ان پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح بہر حال بہتر ہے۔“

بَابُ الْعَزْلِ

باب: عزل کا بیان

تشریح: انزال کے وقت ذَکر کا باہر نکال لینا عزل ہے۔ احادیث ذیل سے اس کا جواز معلوم ہوتا ہے مگر آیندہ دوسری حدیث سے نبی کریم ﷺ کی ناراضگی بھی ظاہر ہے۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ بیوی سے عزل نہ کیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

٥٢٠٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا نَعْزِلُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ. [طرفاه في: ٥٢٠٨، ٥٢٠٩]

(٥٢٠٧) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے عطاء نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ہم عزل کیا کرتے تھے۔

٥٢٠٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، سَمِعَ جَابِرًا قَالَ: كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ. [راجع: ٥٢٠٧] [مسلم: ٣٥٥٩؛ ترمذي: ١١٣٧؛ ابن ماجه: ١٩٢٧]

(٥٢٠٨) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا کہا انہیں عطاء نے خبر دی، انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ (نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں) جب قرآن نازل ہو رہا تھا ہم عزل کرتے تھے۔

٥٢٠٩- وَعَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا نَعْزِلُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ. [راجع: ٥٢٠٧]

(٥٢٠٩) اور عمرو بن دینار نے بیان کیا عطاء سے اور انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں ہم عزل کیا کرتے تھے جب قرآن نازل ہو رہا تھا۔

٥٢١٠- حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ مَالِكِ ابْنِ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ، عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: أَصَبْنَا سَبْيًا فَكُنَّا نَعْزِلُ فَسَأَلْنَا رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ:

(٥٢١٠) ہم سے عبداللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے مالک بن انس نے، ان سے زہری نے، ان سے ابن محیریز نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک غزوہ میں) ہمیں قیدی عورتیں ملیں اور ہم نے ان سے عزل کیا۔ پھر ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم

((أَوَإِنَّكُمْ لَتَفْعَلُوْنَ ـ قَالَهَا ثَلَاثًا ـ مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ)). [راجع: ٢٢٢٩]

واقعی ایسا کرتے ہو؟'' تین مرتبہ آپ نے یہ فرمایا (پھر فرمایا:) ''قیامت تک جو روح بھی پیدا ہونے والی ہے وہ (اپنے وقت پر) پیدا ہو کر رہے گی۔ پس تمہارا عزل کرنا ایک عبث حرکت ہے۔''

تشریح: گویا آپ ﷺ نے اس کو پسند نہیں فرمایا۔

بَابُ الْقُرْعَةِ بَيْنَ النِّسَاءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا

باب: سفر کے ارادہ کے وقت اپنی بیویوں میں انتخاب کے لیے قرعہ ڈالنا

٥٢١١ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ابْنُ أَيْمَنَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ، فَقَالَتْ حَفْصَةُ: أَلَا تَرْكَبِيْنَ اللَّيْلَةَ بَعِيْرِي وَأَرْكَبُ بَعِيْرَكِ تَنْظُرِيْنَ وَأَنْظُرُ، فَقَالَتْ: بَلَى فَرَكِبَتْ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى جَمَلِ عَائِشَةَ وَعَلَيْهِ حَفْصَةُ فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ سَارَ حَتَّى نَزَلُوْا وَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُ، فَلَمَّا نَزَلُوْا جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْنَ الْإِذْخِرِ وَتَقُوْلُ: يَا رَبِّ! سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا أَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِيْ، وَلَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَقُوْلَ لَهُ شَيْئًا. [مسلم: ٦٢٩٨]

(٥٢١١) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن ایمن نے، کہا: مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے، ان سے قاسم نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کے لیے قرعہ ڈالتے۔ ایک مرتبہ قرعہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے نام کا نکلا۔ حضور اکرم ﷺ رات کے وقت معمولاً چلتے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے چلتے۔ ایک مرتبہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ آج رات کیوں نہ تم میرے اونٹ پر سوار ہو جاؤ اور میں تمہارے اونٹ پر تا کہ تم بھی نئے مناظر دیکھ سکو اور میں بھی۔ انہوں نے یہ تجویز قبول کر لی اور (ہر ایک دوسرے کے اونٹ پر) سوار ہو گئیں۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے پاس تشریف لائے۔ اس وقت اس پر حفصہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں سلام کیا، پھر چلتے رہے، جب پڑاؤ ہوا تو حضور اکرم ﷺ کو معلوم ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس میں نہیں ہیں (اس غلطی پر عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس درجہ رنج ہوا کہ) جب لوگ سواریوں سے اتر گئے تو ام المؤمنین نے اپنے پاؤں اذخر گھاس میں ڈال لیے اور دعا کرنے لگیں کہ اے میرے رب! مجھ پر کوئی بچھو یا سانپ مسلط کر دے جو مجھے ڈس لے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ سے تو کچھ کہہ نہیں سکتی تھی کیونکہ یہ حرکت خود میری ہی تھی۔

تشریح: یہ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ تو تشریف لائے مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے قصور سے خود محروم رہ گئیں۔ نہ دوسرے کے اونٹ پر سوار ہوتیں نہ آپ ﷺ کی شرف کلامی سے محروم رہتیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا بھی اس میں کچھ قصور نہ تھا۔ اسی رنج کے مارے اپنے کو کوسنے لگیں۔ اور اپنے پاؤں گھاس میں ڈال لئے جس میں زہریلے کیڑے بکثرت رہتے تھے۔

بَابُ الْمَرْأَةِ تَهَبُ يَوْمَهَا مِنْ زَوْجِهَا لِضَرَّتِهَا وَكَيْفَ يُقْسَمُ ذٰلِكَ

باب: عورت اپنے شوہر کی باری اپنی سوکن کو دے سکتی ہے اور اس کی تقسیم کس طرح کی جائے؟

٥٢١٢۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ، وَهَبَتْ، يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ بِيَوْمِهَا وَيَوْمِ سَوْدَةَ. [راجع: ٢٥٩٣] [مسلم: ٣٦٣٠]

(۵۲۱۲) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، اس سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری عائشہ کو دے دی تھی اور رسول اللہ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں خود ان کی باری کے دن اور سودہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن رہتے تھے۔

تشریح: حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے بڑھاپے میں ایسا کر دیا تھا تا کہ کہیں نبی کریم ﷺ طلاق نہ دے دیں۔

بَابُ الْعَدْلِ بَيْنَ النِّسَاءِ.

باب: بیویوں کے درمیان انصاف کرنا واجب ہے

﴿وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَاسِعًا حَكِيمًا﴾. [النساء: ١٢٩، ١٣٠]

(ارشادِ باری تعالیٰ): ''اگر تم اپنی بیویوں کے درمیان انصاف نہ کر سکو'' (تو ایک ہی عورت سے شادی کرو) آخر آیت ﴿وَاسِعًا حَكِيمًا﴾ تک۔

تشریح: شریعت نے چار عورتوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنے کی اجازت تو دی ہے لیکن ساتھ انصاف کی بھی تاکید کی ہے، کیونکہ عام حالات میں کئی بیویوں کے درمیان انصاف قائم رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں تاکید کی ہے کہ صرف ایک ہی کرو تا کہ عدم انصاف کے مجرم نہ بن سکو۔ ہاں اگر انصاف کر سکتے ہو تو بیک وقت چار تک رکھ سکتے ہو۔ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کر کے قرآن پاک کی آیت کو بطور استدلال نقل فرما دیا کوئی حدیث یہاں ان کی شرط کے مطابق نہ ملی، اس لئے آیت ہی پر اکتفا فرمایا: "وقد روى الاربعة وصححه ابن حبان والحاكم عن عائشة ان النبي ﷺ كان يقسم بين نسائه فيعدل ويقول اللهم هذا قسمي فيما املك فلا تلمني فيما تملك ولا املك قال الترمذي يعني به الحب والمودة۔" (فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۳۹۱) یعنی رسول کریم ﷺ ان عورتوں میں باری تقسیم فرماتے اور کہتے کہ یا اللہ! یہ میری تقسیم ہے جس کا میں مالک ہوں، رہی محبت اور مودت اس کا مالک تو ہے اس پر میں اختیار نہیں رکھتا پس اس بارے میں تو مجھ کو ملامت نہ کرنا۔

بَابٌ: إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ

باب: اگر کسی کے پاس ایک بیوہ عورت اس کے نکاح میں ہو پھر ایک کنواری بھی کرے تو جائز ہے

٥٢١٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُولَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: وَلَكِنْ قَالَ:

(۵۲۱۳) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے، ان سے خالد حذاء نے، ان سے ابو قلابہ نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے (راوی ابو قلابہ یا انس رضی اللہ عنہ نے) کہا کہ اگر میں چاہوں تو

السُّنَّةُ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا، وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا. [طرفه في: ٥٢١٤] [مسلم: ٣٦٢٦، ٣٦٢٧؛ ابوداود: ٢١٣٤؛ ترمذي: ١١٣٩؛ ابن ماجه: ١٩١٦]

کہہ سکتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ نے (آنے والی حدیث) ارشاد فرمائی۔ لیکن بیان کیا کہ دستور یہ ہے کہ جب کنواری سے شادی کرے تو اس کے ساتھ سات دن تک رہنا چاہیے اور جب بیوہ سے شادی کرے تو اس کے ساتھ تین دن تک رہنا چاہیے۔

تشریح: اس کے بعد باری باری دونوں کے پاس رہا کرے۔ نئی بیوی کو خاوند سے ذرا دحشت ہوتی ہے خصوصاً کنواری کو جس کے لئے سات دن اس لئے مقرر کئے کہ اس کی وحشت دور ہو کر اس کا دل مل جائے اس کے بعد پھر باری باری رہے تا کہ انصاف کے خلاف نہ ہو۔

بَابٌ: إِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ

باب: کنواری بیوی کے ہوتے ہوئے جب کسی نے بیوہ عورت سے شادی کی تو کوئی گناہ نہیں ہے

٥٢١٤ـ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، وَخَالِدٌ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَقَسَمَ، وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَسَمَ. قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ: إِنَّ أَنَسًا رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ وَخَالِدٍ قَالَ خَالِدٌ: وَلَوْ شِئْتُ قُلْتُ: رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٥٢١٣]

(۵۲۱۴) ہم سے یوسف بن راشد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، کہا ہم سے ایوب اور خالد دونوں نے بیان کیا، ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دستور یہ ہے: جب کوئی شخص پہلے سے شادی شدہ بیوی کی موجودگی میں کسی کنواری عورت سے شادی کرے تو اس کے ساتھ سات دن تک قیام کرے اور پھر باری مقرر کرے اور جب کسی کنواری بیوی کی موجودگی میں پہلے سے شادی شدہ عورت سے نکاح کرے تو اس کے ساتھ تین دن تک قیام کرے اور پھر باری مقرر کرے۔ ابو قلابہ نے بیان کیا: اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً بیان کی ہے اور عبدالرزاق نے بیان کیا، انہیں سفیان نے خبر دی، انہیں ایوب اور خالد نے، خالد نے کہا کہ اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً بیان کی ہے۔

بَابُ مَنْ طَافَ عَلَى نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ

باب: مرد اپنی سب بیویوں سے صحبت کر کے آخر میں ایک غسل کر سکتا ہے

٥٢١٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ

(۵۲۱۵) ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک رات نبی کریم ﷺ اپنی

كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ، وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ. [راجع: ٢٦٨]

تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس گئے۔ اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں نو بیویاں تھیں۔

تشریح: یہ حج کا واقعہ ہے احرام سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ازواج مطہرات کے ساتھ رات میں وقت گزارا تھا۔

بَابُ دُخُولِ الرَّجُلِ عَلَى نِسَائِهِ فِي الْيَوْمِ

باب: مرد کا اپنی بیویوں کے پاس دن میں جانا بھی جائز ہے

٥٢١٦- حَدَّثَنَا فَرْوَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ، فَيَدْنُو مِنْ إِحْدَاهُنَّ، فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ، فَاحْتَبَسَ أَكْثَرَ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ. [راجع: ٤٩١٢] [مسلم: ٣٦٧٩؛ أبوداود: ٣٧١٥؛ ترمذي: ١٨٣١؛ ابن ماجه: ٣٣٢٣]

(٥٢١٦) ہم سے فروہ نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز سے فارغ ہو کر اپنی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے اور ان میں سے کسی ایک کے قریب بھی بیٹھتے۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حفصہ کے یہاں گئے اور معمول سے زیادہ کافی دیر تک ٹھہرے رہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کی کئی بیویاں ہوں تو ہر ایک کی خیریت اور حال چال معلوم کرنے کے لئے جب چاہے جا سکتا ہے۔

بَابٌ: إِذَا اسْتَأْذَنَ الرَّجُلُ نِسَاءَهُ فِي أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِ بَعْضِهِنَّ فَأَذِنَّ لَهُ

باب: اگر مرد اپنی بیماری کے دن کسی ایک بیوی کے گھر گزارنے کے لیے اپنی دوسری بیویوں سے اجازت لے تو اسے اس کی اجازت دی جائے

تشریح: تو یہ درست ہے اور وہ دوران بیماری اس بیوی کے گھر رہ سکتا ہے۔

٥٢١٧- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، قَالَ: هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَسْأَلُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ ((أَيْنَ أَنَا غَدًا؟ أَيْنَ أَنَا غَدًا؟)) يُرِيدُ يَوْمَ عَائِشَةَ، فَأَذِنَ لَهُ أَزْوَاجُهُ يَكُونُ حَيْثُ شَاءَ، فَكَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ حَتَّى مَاتَ عِنْدَهَا. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي كَانَ

(٥٢١٧) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انہیں ان کے والد نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس مرض میں وفات ہوئی، اس میں آپ پوچھا کرتے تھے "کل میری باری کس کے ہاں ہے؟ کل میری باری کس کے ہاں ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار تھا۔ چنانچہ آپ کی تمام ازواج نے آپ کو اس کی اجازت دے دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں چاہیں بیماری کے دن گزاریں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر آ گئے اور یہیں آپ کی وفات

يَدُوْرُ عَلَيَّ فِيْهِ فِي بَيْتِي، فَقَبَضَهُ اللَّهُ وَإِنَّ رَأْسَهُ لَبَيْنَ نَحْرِيْ وَسَحْرِيْ، وَخَالَطَ رِيْقُهُ رِيْقِي. [راجع: ۸۹۰]

ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آنحضور کی اسی دن وفات ہوئی جو میری باری کا دن تھا اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی احسان دیکھو! اس نے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے یہاں بلایا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میرے سینے پر تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن میرے لعاب دہن سے ملا۔

تشریح: حدیث کے آخری جملہ میں اس تازہ مسواک کی طرف اشارہ ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے دانتوں سے نرم کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تھی۔

بَابُ حُبِّ الرَّجُلِ بَعْضَ نِسَائِهِ أَفْضَلَ مِنْ بَعْضٍ

باب: اگر مرد کو اپنی ایک بیوی سے زیادہ محبت ہو تو کچھ گناہ نہ ہوگا

۵۲۱۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ، سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ دَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ قَالَ: يَا بُنَيَّةُ! لَا يَغُرَّنَّكِ هَذِهِ الَّتِي أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ إِيَّاهَا۔ يُرِيْدُ عَائِشَةَ۔ فَقَصَصْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَتَبَسَّمَ. [راجع: ۸۹]

(۵۲۱۸) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے عبید بن حنین نے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آپ حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گئے اور ان سے کہا: بیٹی اپنی اس سوکن کو دیکھ کر دھوکے میں نہ آ جانا جسے اپنے حسن پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر ناز ہے۔ آپ کا اشارہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا (عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) پھر میں نے یہی بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دہرائی، آپ مسکرا دیے۔

تشریح: معلوم ہوا کہ جملہ حقوق ادا کرنے کے بعد اگر مرد کو اپنی کسی دوسری بیوی سے زیادہ محبت ہے تو گناہگار نہیں ہے۔

بَابُ الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يَنَلْ، وَمَا يُنْهَى مِنَ افْتِخَارِ الضَّرَّةِ

باب: جھوٹ موٹھ جو چیز نہیں ملی اس کو بیان کرنا کہ مل گئی اس طرح اپنی سوکن پر فخر کرنا عورت کے واسطے منع ہے

۵۲۱۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ، حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ، عَنْ أَسْمَاءَ، أَنَّ امْرَأَةً، قَالَتْ:

(۵۲۱۹) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے فاطمہ بنت منذر نے اور ان سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (دوسری سند) اور مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے فاطمہ بن منذر نے بیان کیا اور ان سے اسماء

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِيْ ضَرَّةً، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِيْ غَيْرَ الَّذِيْ يُعْطِيْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ)).

[مسلم: ٥٥٨٤، ٥٥٨٥؛ ابوداود: ٤٩٩٧]

بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نے کہ ایک خاتون نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری سوکن ہے اگر اپنے شوہر کی طرف سے ان چیزوں کے حاصل ہونے کی بھی داستانیں اسے سناؤں جو حقیقت میں میرا شوہر مجھے نہیں دیتا تو کیا اس میں کوئی حرج ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا: ''جو چیز حاصل نہ ہو اس پر فخر کرنے والا اس شخص جیسا ہے جو فریب کا جوڑا یعنی (دوسرے کے کپڑے) مانگ کر پہنے۔''

تشریح: اور لوگوں میں یہ ظاہر کرے کہ یہ کپڑے میرے ہیں۔ ایسا شیخی مارنے والا آخر میں ہمیشہ ذلیل وخوار ہوتا ہے۔ گویا آپ ﷺ نے سوکن کے سامنے بھی غلط بیانی کی اجازت نہیں دی۔ کمال تقویٰ یہی ہے۔

بَابُ الْغَيْرَةِ

باب: غیرت کا بیان

وَقَالَ وَرَّادٌ عَنِ الْمُغِيْرَةِ، قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِيْ لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ؟ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّيْ)). [انظر: ٦٨٤٦]

اور وراد (مغیرہ کے منشی) نے مغیرہ سے بیان کیا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا: میں تو اپنی بیوی کے ساتھ اگر کسی غیر مرد کو دیکھ لوں تو اسے اپنی تلوار کی دھار سے فوراً قتل کر ڈالوں نہ کہ چوڑی طرف سے صرف ڈرانے کے لیے (بلکہ اس کا معاملہ ہی ختم کر ڈالوں) اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں سعد کی غیرت پر حیرت ہوگی اللہ کی قسم! مجھ کو اس سے بڑھ کر غیرت ہے اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے۔''

تشریح: ہوا یہ تھا کہ جب آیت: ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ﴾ الاية (۲۴/النور:۴) نازل ہوئی جس کا مطلب یہ تھا جو لوگ آزاد بیویوں پر بہتان لگائیں اور وہ ان پر گواہ نہ لاسکیں تو ان کو اسی (۸۰) کوڑے لگاؤ۔ اس وقت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ! اس آیت میں تو یہ حکم اترا ہے میں تو اگر ایسے حرام کام کو دیکھوں تو نہ جھڑکوں نہ ہٹاؤں نہ چار گواہ لاؤں بلکہ اسے فوراً ہی ٹھکانے لگا دوں، میں اتنے گواہ لاؤں گا تو وہ تو زنا کر کے چل دے گا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے انصار سے فرمایا کہ تم اپنے سردار کی غیرت کی باتیں سن رہے ہو۔ انصار بولے یارسول اللہ! ان کے مزاج میں بہت غیرت ہے، اس کو ملامت نہ کیجئے، اس نے ہمیشہ کنواری سے نکاح کیا اور جب اسے طلاق دے دی تو اس کی غیرت کی وجہ سے ہم میں سے کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ اس عورت سے نکاح کر سکے۔

٥٢٢٠ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيْقٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ، مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ، وَمَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ

(۵۲۲۰) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شقیق نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند اور کوئی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے بے حیائی کے کاموں کو حرام کیا ہے اور اللہ سے بڑھ کر کوئی اپنی تعریف پسند

اللّٰهِ)). [راجع: ٤٦٣٤] [مسلم: ٦٩٩١]

کرنے والا نہیں ہے۔"

٥٢٢١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! مَا أَحَدٌ أَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَرَى عَبْدَهُ أَوْ أَمَتَهُ تَزْنِي يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا)). [راجع: ١٠٤٤]

(۵۲۲۱) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے امت محمد! اللہ سے بڑھ کر غیرت مند اور کوئی نہیں کہ وہ اپنے بندے یا بندی کو زنا کرتے ہوئے دیکھے۔ اے امت محمد! اگر تمہیں وہ معلوم ہوتا جو مجھے معلوم ہے تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔"

تشریح: آپ کی مراد احوال آخرت سے تھی جو یقیناً آپ کو سب سے زیادہ معلوم تھے۔

٥٢٢٢ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ، أَسْمَاءَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا شَيْءَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ)). [مسلم: ٦٩٩٦؛ ترمذي: ١١٦٨]

(۵۲۲۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ فرما رہے تھے: "اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں۔"

٥٢٢٣ـ وَعَنْ يَحْيَى، أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ، حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ. حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَغَارُ وَغَيْرَةُ اللّٰهِ أَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ)).

(۵۲۲۳) اور (اسی سند سے) یحییٰ سے روایت ہے، ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمٰن نحوی نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابوسلمہ نے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو غیرت اس وقت آتی ہے جب بندۂ مؤمن وہ کام کرے جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔"

تشریح: غیرت اللہ کی ایک صفت ہے۔ اہلحدیث اس کو بھی اور صفات ہی کی طرح اپنے ظاہر پر محمول کرتے ہیں اور اس کی تاویل نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ اس کی حقیقت اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

٥٢٢٤ـ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ، وَمَا لَهُ فِي الْأَرْضِ مِنْ مَالٍ، وَلَا مَمْلُوْكٍ، وَلَا شَيْءٍ غَيْرَ نَاضِحٍ، وَغَيْرَ

(۵۲۲۴) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا مجھے میرے والد نے خبر دی اور ان سے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے شادی کی تو ان کے پاس ایک اونٹ اور ان کے گھوڑے کے سوا روئے زمین پر کوئی مال اور کوئی غلام، کوئی چیز نہیں تھی۔ میں ہی ان کا گھوڑا چراتی،

فَرَسِهِ، فَكُنْتُ أَعْلِفُ فَرَسَهُ، وَأَسْتَقِي الْمَاءَ، وَأَخْرِزُ غَرْبَهُ وَأَعْجِنُ، وَلَمْ أَكُنْ أُحْسِنُ أَخْبِزُ، وَكَانَ تَخْبِزُ جَارَاتٌ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ وَكُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ، وَكُنْتُ أَنْقُلُ النَّوَى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِي أَقْطَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى رَأْسِي، وَهِيَ مِنِّي عَلَى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ، فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوَى عَلَى رَأْسِي فَلَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَعَانِي ثُمَّ قَالَ: ((إِخْ إِخْ)). لِيَحْمِلَنِي خَلْفَهُ، فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسِيرَ مَعَ الرِّجَالِ، وَذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهُ، وَكَانَ أَغْيَرَ النَّاسِ، فَعَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنِّي قَدِ اسْتَحْيَيْتُ فَمَضَى، فَجِئْتُ الزُّبَيْرَ فَقُلْتُ: لَقِيَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعَلَى رَأْسِي النَّوَى، وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَأَنَاخَ لِأَرْكَبَ، فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ. فَقَالَ: وَاللَّهِ! لَحَمْلُكِ النَّوَى كَانَ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوبِكِ مَعَهُ. قَالَتْ: حَتَّى أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ ذَلِكَ بِخَادِمٍ يَكْفِينِي سِيَاسَةَ الْفَرَسِ، فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَنِي. [راجع: ٣١٥١]

پانی پلاتی، ان کا ڈول سیتی اور آٹا گوندھتی ۔ میں اچھی طرح روٹی نہیں پکا سکتی تھی۔ انصار کی کچھ لڑکیاں میری روٹی پکا جاتی تھیں ۔ یہ بڑی سچی اور باوفا عورتیں تھیں ۔ زبیر رضی اللہ عنہ کی وہ زمین جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دی تھی، اس سے میں اپنے سر پر کھجور کی گٹھلیاں گھر لایا کرتی تھی ۔ یہ زمین میرے گھر سے دو میل دور تھی ۔ ایک روز میں آ رہی تھی اور گٹھلیاں میرے سر پر تھیں کہ راستے میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوگئی ۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ قبیلہ انصار کے کئی آدمی تھے ۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے بلایا ۔ پھر (اپنے اونٹ کو بٹھانے کے لیے) کہا: ''اخ، اخ۔'' آنحضرت ﷺ چاہتے تھے کہ مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے سوار کرلیں لیکن مجھے مردوں کے ساتھ چلنے میں شرم آئی اور زبیر رضی اللہ عنہ کی غیرت کا بھی خیال آیا ۔ زبیر بڑے ہی باغیرت تھے ۔ حضور اکرم ﷺ بھی سمجھ گئے کہ میں شرم محسوس کر رہی ہوں، اس لیے آپ آگے بڑھ گئے ۔ پھر میں زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان سے واقعہ کا ذکر کیا کہ آنحضور ﷺ سے میری ملاقات ہوگئی تھی ۔ میرے سر پر گٹھلیاں تھیں اور آنحضور ﷺ کے ساتھ آپ کے چند صحابہ بھی تھے ۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا اونٹ مجھے سوار کرنے کے لیے بٹھایا لیکن مجھے شرم آئی اور تمہاری غیرت کا بھی خیال آیا ۔ اس پر زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے تو اس سے بڑا رنج ہوا کہ تو گٹھلیاں لانے کے لیے نکلے اگر تو آنحضرت ﷺ کے ساتھ سوار ہو جاتی تو اتنی غیرت کی بات نہ تھی (کیونکہ اسماء رضی اللہ عنہا آپ کی سالی اور بھاوج دونوں ہوتی تھیں) اس کے بعد میرے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک غلام میرے پاس بھیج دیا وہ گھوڑے کا سب کام کرنے لگا اور میں بے فکر ہوگئی گویا والد ماجد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (غلام بھیج کر) مجھے آزاد کردیا۔

تشریح: حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حجاب کا حکم نبی کریم ﷺ کی بیوی سے خاص تھا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ واقعہ حجاب (پردہ) کا حکم اترنے سے پہلے کا ہے اور عورتوں کی ہمیشہ یہ عادت رہی ہے کہ وہ اپنے منہ کو بیگانے مردوں سے ڈھانکتی یعنی گھونگٹ کرتی ہیں۔

٥٢٢٥ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ فَأَرْسَلَتْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ

(٥٢٢٥) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے، ان سے حمید نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اپنی ایک زوجہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) کے یہاں تشریف رکھتے تھے۔

الْمُؤْمِنِينَ بِصَحْفَةٍ فِيهَا طَعَامٌ، فَضَرَبَتِ الَّتِي النَّبِيُّ ﷺ فِي بَيْتِهَا يَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ الصَّحْفَةُ فَانْفَلَقَتْ، فَجَمَعَ النَّبِيُّ ﷺ فِلَقَ الصَّحْفَةِ، ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ فِيهَا الطَّعَامَ الَّذِي كَانَ فِي الصَّحْفَةِ وَيَقُولُ: ((غَارَتْ أُمُّكُمْ))، ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتَّى أُتِيَ بِصَحْفَةٍ مِنْ عِنْدِ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا، فَدَفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَى الَّتِي كُسِرَتْ صَحْفَتُهَا، وَأَمْسَكَ الْمَكْسُورَةَ فِي بَيْتِ الَّتِي كَسَرَتْ. [راجع: ٢٤٨١]

اس وقت ایک زوجہ (زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا) نے آنحضرت ﷺ کے لیے ایک پیالے میں کچھ کھانے کی چیز بھیجی جن کے گھر میں حضور اکرم ﷺ اس وقت تشریف رکھتے تھے انہوں نے خادم کے ہاتھ پر (غصہ میں) مارا جس کی وجہ سے کٹورا گر کر ٹوٹ گیا۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے کٹورا لے کر ٹکڑے جمع کیے اور جو کھانا اس برتن میں تھا اسے بھی جمع کرنے لگے اور (خادم سے) فرمایا: "تمہاری ماں کو غیرت آ گئی ہے۔" اس کے بعد خادم کو روکے رکھا آخر جن کے گھر میں وہ کٹورا ٹوٹا تھا ان کی طرف سے نیا کٹورا منگایا گیا اور آنحضرت ﷺ نے وہ نیا کٹورا اس زوجہ مطہرہ کو واپس کیا جن کا کٹورا توڑ دیا گیا تھا اور ٹوٹا ہوا کٹورا ان کے یہاں رکھ لیا جن کے گھر میں وہ ٹوٹا تھا۔

تشریح: ہوا یہ تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس دن باری تھی وہ نبی کریم ﷺ کے لئے کھانا تیار کر رہی تھی کہ آپ کی دوسری بیوی نے یہ کھانا نبی کریم ﷺ کے لئے بھیج دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ ناگوار ہوا اور غصے میں ایک ہاتھ خدمتگار کے ہاتھ پر جو کھانا لایا تھا مار دیا۔ وہ کھانا اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور برتن بھی ٹوٹ گیا وہ غیرت میں یہ کام کر بیٹھیں غیرت اور رشک عورتوں کا خاصہ ہے شاذ و نادر کوئی عورت اس سے پاک ہوتی ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے مواخذہ نہیں فرمایا۔ ایک حدیث میں ہے جو کوئی عورت کی غیرت پر صبر کرے اس کو شہید کا ثواب ملتا ہے۔

٥٢٢٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ - أَوْ أَتَيْتُ الْجَنَّةَ - فَأَبْصَرْتُ قَصْرًا فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ قَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَلَمْ يَمْنَعْنِي إِلَّا عِلْمِي بِغَيْرَتِكَ)). قَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا نَبِيَّ اللَّهِ! أَوَعَلَيْكَ أَغَارُ. [راجع: ٣٦٧٩]

(٥٢٢٦) ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا، کہا ہم سے **معتمر بن** سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ بن عمر عمری نے، ان سے محمد بن منکدر نے اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں جنت میں داخل ہوا یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) میں جنت میں گیا، وہاں میں نے ایک محل دیکھا میں نے پوچھا: **یہ محل کس کا** ہے؟ فرشتوں نے بتایا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا۔ **میں نے چاہا کہ** اس کے اندر جاؤں لیکن رک گیا کیونکہ تمہاری غیرت معلوم تھی۔" اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، اے اللہ کے نبی! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا۔

تشریح: نبی کریم ﷺ تمام امت کے لئے پدر بزرگوار کی طرح تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تو آپ داماد بھی تھے، داماد سسر کا عزیز خاص ہوتا ہے، اس لئے یہاں غیرت کا سوال ہی نہ تھا۔

٥٢٢٧ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ،

(٥٢٢٧) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر

عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ جُلُوْسٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا لِعُمَرَ. فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا)). فَبَكَى عُمَرُ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ قَالَ: أَوَعَلَيْكَ؟ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَغَارُ. [راجع: ٣٢٤٢] [مسلم: ٦٢٠٠]

دی، انہیں یونس نے، انہیں زہری نے، کہا مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا: ''میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک محل کے کنارے ایک عورت وضو کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ فرشتے نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا۔ میں ان کی غیرت کا خیال کر کے واپس چلا آیا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو اس وقت مجلس میں موجود تھے اس پر رو دیئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر بھی غیرت کروں گا؟

تشریح: یہ رونا خوشی کا تھا، اللہ کے فضل و کرم اور نوازش کا خیال کر کے کہ حق تعالیٰ نے مجھ ناچیز پر یہ سرفرازی فرمائی کہ بہشت بریں میں میرے لئے ایسا عالی شان محل تیار کیا اسی لئے کہا کہ نبی کریم ﷺ میں تو آپ کا ادنیٰ خادم ہوں اور میری بیویاں حوریں وغیرہ سب آپ کی خادمہ ہیں بھلا میں آپ پر کیا غیرت کر سکتا ہوں۔

بَابُ غَيْرَةِ النِّسَاءِ وَوَجْدِهِنَّ

باب: عورتوں کی غیرت اور ان کے غصے کا بیان

تشریح: یہ باب اگلے باب کی بہ نسبت خاص ہے اور غیرت کسی قدر تو عورتوں میں فطری ہوتی ہے جس پر مواخذہ نہیں لیکن جب حد سے آگے بڑھ جائے تو ملامت کے قابل ہے۔ اس کا قاعدہ جابر بن عتیک کی حدیث میں موجود ہے کہ ایک غیرت اللہ کو پسند ہے یعنی گناہ کے کام پر غیرت آنا اور ایک ناپسند ہے کہ جو کام گناہ نہ ہو اس پر غیرت کرنا۔ حافظ نے کہا کہ اگر عورت خاوند کی بدکاری یا حق تلفی کی وجہ سے غیرت کرے تو یہ غیرت جائز اور مشروع ہے۔

٥٢٢٨ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً، وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبَى)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: ((أَمَّا إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً فَإِنَّكِ تَقُوْلِيْنَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ! وَإِذَا كُنْتِ غَضْبَى قُلْتِ: لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيْمَ)). قَالَتْ: قُلْتُ: أَجَلْ وَاللَّهِ! يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ. [طرفه في: ٦٠٧٨] [مسلم: ٦٢٨٥]

(٥٢٢٨) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''میں خوب پہچانتا ہوں کہ کب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو اور کب تم مجھ سے ناراض ہو جاتی ہو۔'' بیان کیا کہ اس پر میں نے عرض کیا: آنحضور ﷺ یہ بات کس طرح سمجھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو نہیں محمد (ﷺ) کے رب کی قسم! اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو نہیں ابراہیم علیہ السلام کے رب کی قسم!'' بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: ہاں! اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! (غصے میں) صرف آپ کا نام زبان سے نہیں لیتی۔

تشریح: دل میں تو آپ کی محبت میں غرق رہتی ہوں۔ ظاہر میں غصہ کی وجہ سے آپ کا نام نہیں لیتی۔ یہ غصہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے بطور ناز محبوبیت کے ہوا کرتا تھا۔ قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عورت اپنے خاوند کا نام لے سکتی ہے یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔

٥٢٢٩ـ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَمَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ، لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِيَّاهَا وَثَنَائِهِ عَلَيْهَا، وَقَدْ أُوحِيَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ لَهَا فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ. [راجع: ٣٨١٦]

(٥٢٢٩) مجھ سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے نضر بن شمیل نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، کہا مجھے میرے والد نے خبر دی، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے، آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے کسی عورت پر مجھے اتنی غیرت نہیں آتی تھی جتنی ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتی تھی کیونکہ حضور اکرم ﷺ ان کا ذکر بکثرت کیا کرتے تھے اور ان کی تعریف کرتے رہتے تھے اور حضور اکرم ﷺ پر وحی کی گئی تھی کہ آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ان کے موتی کے گھر کی بشارت دے دیں۔

تشریح: دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ایک بوڑھی عورت کی تعریف کیا کرتے ہیں، وہ مر گئی تو اللہ نے اس سے بہتر بیوی آپ کو دے دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے بہتر عورت مجھ کو نہیں دی چونکہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر کچھ مواخذہ نہیں فرمایا تو معلوم ہوا کہ ان کی غیرت معاف ہے جو سوکنوں میں ہوا کرتی ہے۔

بَابُ ذَبِّ الرَّجُلِ عَنِ ابْنَتِهِ فِي الْغَيْرَةِ وَالْإِنْصَافِ

باب: آدمی اپنی بیٹی کو غیرت اور غصہ نہ آنے کے لیے اور اس کے حق میں انصاف کرنے کے لیے کوشش کر سکتا ہے

٥٢٣٠ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُونِي فِي أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَلَا آذَنُ، ثُمَّ لَا آذَنُ، ثُمَّ لَا آذَنُ، إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ، فَإِنَّمَا هِيَ بَضْعَةٌ مِنِّي، يُرِيبُنِي مَا أَرَابَهَا وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا)) هَكَذَا. [راجع: ٩٢٦]

(٥٢٣٠) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعید نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ منبر پر فرما رہے تھے "ہشام بن مغیرہ (جو ابو جہل کا باپ تھا) اس کی اولاد (حارث بن ہشام، سلم بن ہشام) نے اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب سے کرنے کی مجھ سے اجازت مانگی ہے لیکن میں انہیں ہرگز اجازت نہیں دوں گا، یقیناً میں اس کی اجازت نہیں دوں گا، ہرگز اس کی اجازت نہیں دوں گا، البتہ اگر علی بن ابی طالب میری بیٹی کو طلاق دے کر ان کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہیں (تو میں اس میں رکاوٹ نہیں بنوں گا) کیونکہ وہ (فاطمہ رضی اللہ عنہا) میرے جگر کا ایک ٹکڑا ہے جو اس کو برا لگے وہ مجھ کو بھی برا لگتا ہے اور جس چیز سے اسے

تکلیف پہنچتی ہے اس سے مجھے بھی تکلیف پہنچتی ہے۔''

تشریح: دوسری روایت میں یوں ہے کہ میں حرام کو حلال نہیں کرتا نہ حلال کو حرام کرتا ہوں لیکن اللہ کی قسم! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے تحت مل کر نہیں رہ سکتی اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فوراً وہ پیغام رد کر دیا تھا۔

بَابٌ: يَقِلُّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرُ النِّسَاءُ

باب: (قیامت کے قریب) عورتوں کا زیادہ ہو جانا اور مردوں میں کمی آ جانا

وَقَالَ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((فَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ تَتْبَعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً، يَلُذْنَ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ)). [راجع: ١٤١٤]

اور نبی کریم ﷺ سے ابو موسیٰ نے روایت کی کہ ''تم دیکھو گے چالیس عورتیں ایک مرد کے ساتھ ہوں گی اس کی پناہ میں رہیں گی کیونکہ مرد کم رہ جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی۔''

٥٢٣١ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَا يُحَدِّثُكُمْ بِهِ أَحَدٌ غَيْرِي، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ، وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزِّنَا، وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ، وَتَقِلَّ الرِّجَالُ، وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ)). [راجع: ٨٠]

(۵۲۳۱) ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں تم سے وہ حدیث بیان کروں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، میرے سوا یہ حدیث تم سے کوئی اور نہیں بیان کرتا۔ میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ قرآن و حدیث کا علم اٹھا لیا جائے گا اور جہالت بڑھ جائے گی، زنا کی کثرت ہو جائے گی اور شراب لوگ زیادہ پینے لگیں گے، مرد کم ہو جائیں گے اور عورتوں کی تعداد زیادہ ہو جائے گی۔ حالت یہ ہو جائے گی کہ پچاس پچاس عورتوں کا سنبھالنے والا (خبر گیر) ایک مرد ہوگا۔''

تشریح: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ پچاس پچاس عورتوں میں بیواؤں کی خبر گیری ایک ہی مرد سے متعلق ہو جائے گی کیونکہ مردوں کی پیدائش کم ہو جائے گی یا وہ لڑائیوں میں مارے جائیں گے۔

بَابٌ: لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا ذُو مَحْرَمٍ، وَالدُّخُولُ عَلَى الْمُغِيبَةِ

باب: محرم کے سوا کوئی غیر مرد کسی غیر عورت کے ساتھ تنہائی نہ اختیار کرے اور ایسی عورت کے پاس نہ جائے جس کا شوہر موجود نہ ہو، سفر وغیرہ میں گیا ہو

٥٢٣٢ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي

(۵۲۳۲) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے ابو الخیر نے اور ان سے

الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ)). فَقَالَ: رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ: ((الْحَمْوُ الْمَوْتُ)). [مسلم: ٥٦٧٤؛ ترمذي: ١١٧١]

عقبہ بن عامر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں میں جانے سے بچتے رہو۔'' اس پر قبیلہ انصار کے ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دیور کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ (وہ اپنی بھاوج کے ساتھ جاسکتا ہے یا نہیں؟) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''دیور (یا جیٹھ) کا جانا ہی تو ہلاکت ہے۔''

تشریح: ((الحمو)) سے خاوند کے وہ رشتہ دار مراد ہیں جن کا نکاح اس عورت سے جائز ہے جیسے خاوند کا بھائی، بھتیجا، بھانجا، چچا، چچازاد بھائی، ماموں کا بیٹا وغیرہ جن سے کسی جائز صورت میں اس عورت کا نکاح ہوسکتا ہے لیکن وہ رشتہ دار مراد نہیں ہیں جو محرم ہیں جیسے خاوند کا باپ یا بیٹا وغیرہ ان کا تنہائی میں جانا جائز ہے۔

٥٢٣٣ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ)). فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَّةً وَاكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا. قَالَ: ((ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ)). [راجع: ١٨٦٢]

(۵۲۳۳) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے ابومعبد نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''محرم کے سوا کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے۔'' اس پر ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری بیوی حج کرنے گئی ہے اور میرا نام فلاں غزوہ میں لکھا گیا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''پھر تو واپس جا اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر۔''

تشریح: امام احمد رحمہ اللہ نے ظاہر حدیث پر عمل کر کے فرمایا کہ یہ حکم وجوباً ہے۔ اس لئے کہ جہاد اس کے بدل دوسرے مسلمان بھی کر سکتے ہیں مگر اس کی عورت کے ساتھ سوائے محرم کے اور کوئی نہیں جا سکتا۔

بَابُ مَا يَجُوزُ أَنْ يَخْلُوَ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ عِنْدَ النَّاسِ

باب: اگر لوگوں کی موجودگی میں ایک مرد دوسری (غیر محرم) عورت سے تنہائی میں کچھ بات کرے تو جائز ہے

تشریح: مطلب یہ ہے کہ عورت کو تنہائی میں کسی مرد سے کچھ کہنا یا کوئی دین کی بات پوچھنا منع نہیں ہے کہ دونوں ایک طرف جا کر باتیں کرلیں۔

٥٢٣٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَخَلَا بِهَا فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ! إِنَّكُنَّ لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ)).

(۵۲۳۴) ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی، ان سے غندر نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی، ان سے ہشام نے بیان کیا، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور آنحضور ﷺ نے اس سے لوگوں سے ایک طرف ہو کر تنہائی میں گفتگو

[راجع: ٣٧٨٦] کی۔ اس کے بعد آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ (یعنی انصار) مجھے سب لوگوں سے زیادہ عزیز ہو۔''

تشریح: تنہائی سے یہی مطلب ہے کہ ایسے مقام پر گئے جہاں دوسرے لوگ اس کی بات نہ سن سکیں۔

بَابُ مَا يُنْهَى مِنْ دُخُولِ الْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْمَرْأَةِ

باب: زنانے اور ہیجڑے عورتوں کے پاس نہ آئیں، اسی طرح لوگوں میں بھی بے تحاشا داخلہ نہیں ہونا چاہیے

تشریح: اسی طرح لوگوں میں بھی بے تحاشہ داخلہ نہیں ہونا چاہیے۔

٥٢٣٥ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ، فَقَالَ الْمُخَنَّثُ لِأَخِي أُمِّ سَلَمَةَ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ: إِنْ فَتَحَ اللَّهُ لَكُمُ الطَّائِفَ غَدًا أَدُلُّكَ عَلَى ابْنَةِ غَيْلَانَ، فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَدْخُلَنَّ هَذَا عَلَيْكُمْ)). [راجع: ٤٣٢٤]

(٥٢٣٥) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اور ان سے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ان کے یہاں تشریف رکھتے تھے۔ گھر میں ایک مغیث نامی مخنث بھی تھا۔ اس مخنث (ہیجڑے) نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر کل اللہ نے تمہیں طائف پر فتح عنایت فرمائی تو میں تمہیں غیلان کی بیٹی کو دکھلاؤں گا کیونکہ وہ سامنے آتی ہے تو (موٹاپے کی وجہ سے) اس کے چار شکنیں پڑ جاتی ہیں اور جب پیچھے پھرتی ہے تو آٹھ ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے (ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے) فرمایا: ''اب یہ (مخنث) تمہارے پاس نہ آیا کرے۔''

تشریح: کیونکہ جب یہ عورتوں کے حسن وقبح کو پہچانتا ہے تو تمہارے حالات بھی جا کر اور مردوں سے بیان کرے گا۔ حافظ نے کہا اس حدیث سے ان لوگوں سے بھی پردے کا حکم نکلتا ہے جو عورتوں کا حسن وقبح پہچانیں، اگر چہ وہ زنانے یا ہیجڑے ہی کیوں نہ ہوں۔ بعد میں حضرت غیلان رضی اللہ عنہ اور ان کی یہ لڑکیاں مسلمان ہو گئے تھے۔ غیلان رضی اللہ عنہ کے گھر میں دس عورتیں تھیں۔ آپ نے چار کے علاوہ اوروں کے چھوڑ دینے کا اس کو حکم فرمایا (خیر الجاری)

بَابُ نَظَرِ الْمَرْأَةِ إِلَى الْحَبَشِ وَنَحْوِهِمْ مِنْ غَيْرِ رِيبَةٍ

باب: عورت حبشیوں یا اسی طرح دوسرے مردوں کو دیکھ سکتی ہے اگر کسی فتنے کا ڈر نہ ہو

تشریح: حافظ نے کہا کہ عورت بیگانے مردوں کو دیکھ سکتی ہے بشرطیکہ نظر بد نہ ہو۔ بعض نے اس لئے منع کیا ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے دلیل لی ہے کہ تم تو اندھی نہیں ہو مگر نیت خراب نہ ہو تو جواز ہے کیونکہ عورتیں مسجدوں اور بازاروں میں جاتی ہیں اور اپنے منہ پر نقاب رکھتی ہیں مگر مرد کو نقاب نہیں کراتے لامحالہ ان پر نظر پڑ سکتی ہے۔

امام غزالی نے کہا اسی حدیث سے ہم یہ کہتے ہیں کہ مردوں کا چہرہ عورت کے حق میں ایسا نہیں ہے جیسا عورتوں کا چہرہ مردوں کے حق میں ہے تو غیر مرد کو دیکھنا اس وقت حرام ہوگا جب فتنہ کا ڈر ہو، اگر یہ نہ ہو تو حرام نہیں اور ہمیشہ ہر زمانہ میں مرد کھلے منہ اور عورتیں نقاب ڈالے پھرتی ہیں۔ اگر عورتوں کو مردوں کا دیکھنا مطلقاً حرام ہوتا تو مردوں کو بھی نقاب ڈال کر نکلنے کا حکم دیا جاتا یا باہر نکلنے سے ان کو بھی منع کر دیا جاتا۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ منہ اور دونوں ہتھیلیاں نہ مرد کی ستر ہیں اور نہ عورت کی اور یہ اعضا ہر ایک دوسرے کے دیکھ سکتا ہے گو مکروہ ہے۔ کتنی ہی احادیث سے عورتوں کا کام کاج وغیرہ میں اور جہاد میں نکلنا ثابت ہوتا ہے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا، مجاہدین کا کھانا وغیرہ پکانا اور یہ امور ممکن نہیں ہیں جب تک عورتوں کی نظر مردوں پر نہ پڑے۔ لیکن یہ جواز صرف اسی صورت میں ہے جب فتنہ کا ڈر نہ ہو اگر فتنے کا ڈر ہو تب عورت کا غیر مرد کو دیکھنا سب کے نزدیک ناجائز ہے۔

٥٢٣٦ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، عَنْ عِيسَى، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ، حَتَّى أَكُونَ أَنَا الَّذِي أَسْأَمُ، فَاقْدُرُوا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيثَةِ السِّنِّ الْحَرِيصَةِ عَلَى اللَّهْوِ.

[راجع: ٤٥٤][نسائي: ١٥٩٤]

(۵۲۳۶) ہم سے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے بیان کیا، ان سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا، ان سے اوزاعی نے، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ میرے لیے اپنی چادر سے پردہ کیے ہوئے ہیں۔ میں حبشہ کے ان لوگوں کو دیکھ رہی تھی جو مسجد میں (جنگی) کھیل کا مظاہرہ کر رہے تھے، آخر میں ہی اکتا گئی۔ اب تم سمجھ لو ایک کم عمر لڑکی جس کو کھیل تماشا دیکھنے کا بڑا شوق ہے کتنی دیر تک دیکھتی رہی ہوگی۔

تشریح: "كان ذلك عام قدومهم سنة سبع ولعائشة يومئذ ست عشرة سنة وذلك بعد الحجاب فيستدل به على جواز نظر المرأة الى الرجل۔" (حاشیہ بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۸۸) یعنی یہ ۷ھ کا واقعہ ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اس وقت سولہ سال کی تھی، یہ آیت حجاب کے نزول کے بعد کا واقعہ ہے۔ پس اس سے غیر مرد کی طرف عورت کا نظر کرنا جائز ثابت ہوا بشرطیکہ یہ دیکھنا نیت بد کے ساتھ نہ ہو اس پر بھی نہ دیکھنا بہتر ہے۔

بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ لِحَوَائِجِهِنَّ

باب: عورتوں کا کام کاج کے لیے باہر نکلنا درست ہے

٥٢٣٧ـ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: خَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ لَيْلًا فَرَآهَا عُمَرُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ: إِنَّكِ وَاللَّهِ يَا سَوْدَةُ! مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا، فَرَجَعَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، وَهُوَ فِي حُجْرَتِي يَتَعَشَّى، وَإِنَّ فِي يَدِهِ

(۵۲۳۷) ہم سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رات کے وقت باہر نکلیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ لیا اور پہچان گئے۔ اور کہا: اے سودہ! اللہ کی قسم! تم ہم سے چھپ نہیں سکتیں۔ جب حضرت سودہ رضی اللہ عنہا واپس نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں تو آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ اس وقت میرے حجرے میں شام کا کھانا کھا رہے تھے۔ آپ کے

لَعَرَقًا، فَأُنْزِلَ عَلَيْهِ فَرُفِعَ عَنْهُ وَهُوَ يَقُولُ: ((قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِكُنَّ)). [راجع: ١٤٦] [مسلم: ٥٦٦٩]

ہاتھ میں گوشت کی ہڈی تھی۔ اس وقت آپ پر وحی نازل ہونی شروع ہوئی اور جب نزول وحی کا سلسلہ ختم ہوا تو آپ نے فرمایا: ''تمہیں اجازت دی گئی ہے کہ اپنی ضروریات کے لیے باہر نکل سکتی ہو۔''

تشریح: آج کے دور نازک میں ضروریات زندگی اور معاشی جدوجہد اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اکثر مواقع پر عورتوں کو بھی گھر سے نکلنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اسلام نے اس بارے میں تنگی نہیں رکھی۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ شرعی حدود میں پردہ کر کے عورتیں باہر نکلیں۔

بَابُ اسْتِئْذَانِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ

باب: مسجد وغیرہ میں جانے کے لیے عورت کا اپنے شوہر سے اجازت لینا

تشریح: دوسری حدیث میں ہے: ''اللہ کی لونڈیوں کو اللہ کی مسجدوں میں جانے سے نہ روکو پھر جس کام کی اللہ نے اجازت دی ہے اسے تم کون ہو روکنے والے۔'' حافظ نے قاضی عیاض کے اس قول کا رد کیا ہے کہ اپنی ازواج مطہرات کے لئے خاص ایسے حجاب کا حکم تھا کہ ان کے منہ اور ہتھیلیاں بھی نہ دکھائی دیں اور نہ ان کا جثہ دکھائی دے اور اسی لیے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جنازے پر آئیں تو عورتوں نے پردہ کر لیا کہ ان کا جثہ بھی نہ دکھائی دیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی نعش پر ایک قبہ بنایا گیا۔ حافظ نے کہا بہت سی حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بیویاں حج اور طواف کیا کرتی تھیں۔ مساجد میں جایا کرتی تھیں اور صحابہ کرام اور دوسرے لوگ پردے میں ان کی باتیں سنتے تھے۔ (وحید الزماں) میں کہتا ہوں کہ اگر قاضی عیاض کا قول صحیح بھی ہو تو ایسا پردہ کہ عورت کا جثہ بھی نہ معلوم ہو ازواج مطہرات سے خاص تھا عام عورتوں کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ خواہ مخواہ ڈولی ہی میں نکلیں بلکہ برقعہ اوڑھ کر یا چادر سے جسم کو ڈھانک کر وہ باہر نکل سکتی ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے غیر مسجد کو بھی مسجد پر قیاس کیا ہے مگر سب میں یہ شرط ضروری ہے کہ فتنے کا ڈر نہ ہو۔

٥٢٣٨ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا)). [راجع: ٨٦٥] [مسلم: ٩٨٨؛ نسائي: ٧٠٥]

(۵۲۳۸) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم سے زہری نے، ان سے سالم نے اور ان سے ان کے والد (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے: ''جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد میں (نماز پڑھنے کے لیے) جانے کی اجازت مانگے تو اسے نہ روکو بلکہ اجازت دے دو۔''

تشریح: معلوم ہوا کہ عورتیں مساجد میں باجازت شوہر پردے کے ساتھ نماز کے لئے جا سکتی ہیں: "قال ابن التين ترجم بالخروج الى المسجد وغيره واقتصر فى الباب على حديث المسجد، واجاب الكرماني بانه قاس عليه والجامع بينهما ظاهر، ويشترط فى الجميع أمن الفتنة۔" (فتح الباري جلد ٩ صفحه ٤٢٢) یعنی ابن تین نے کہا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد اور علاوہ مسجد کی طرف عورت کے نکلنے کا باب باندھا ہے اور حدیث وہ لائے ہیں جس میں صرف مسجد ہی کا ذکر ہے۔ کرمانی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ علاوہ مسجد کو مسجد ہی کے اوپر قیاس کر لیا ہے۔ حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے اور عورت کے مساجد وغیرہ کی طرف نکلنے کے لئے امن کا ہونا شرط ہے۔

بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ الدُّخُولِ

باب: دودھ کے رشتے سے بھی عورت محرم ہو جاتی

وَالنَّظَرِ إِلَى النِّسَاءِ فِي الرَّضَاعِ

ہے، بے پردہ اسے دیکھ سکتے ہیں

٥٢٣٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ حَتَّى أَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: ((إِنَّهُ عَمُّكِ فَأْذَنِي لَهُ)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ. قَالَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ)). قَالَتْ عَائِشَةُ: وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ. قَالَتْ عَائِشَةُ: يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ. [راجع: ٢٦٤٤]

(۵۲۳۹) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میرے دودھ (رضاعی) چچا (افلح) آئے اور میرے پاس اندر آنے کی اجازت چاہی لیکن میں نے کہا: جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ نہ لوں، اجازت نہیں دے سکتی، پھر آپ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے چچا کے متعلق پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تو تمہارے رضاعی چچا ہیں انہیں اندر بلا لو۔'' میں نے اس پر کہا: یا رسول اللہ! عورت نے مجھے دودھ پلایا تھا کوئی مرد نے تھوڑا ہی پلایا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہیں تو وہ تمہارے چچا ہی (رضاعی) اس لیے وہ تمہارے پاس آ سکتے ہیں۔'' یہ واقعہ ہمارے لیے پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ خون سے جو چیزیں حرام ہوتی ہیں رضاعت سے بھی وہ حرام ہو جاتی ہیں۔

تشریح: "وهو اصل في ان للرضاع حكم النسب من اباحة الدخول على النساء وغير ذلك من الاحكام كذا في الفتح۔" (جلد ۹ صفحہ ۴۲۲) یعنی یہ حدیث اس بارے میں بطور اصل کے ہے کہ عورتوں پر غیر مردوں کا داخل ہونا مباح ہے جب کہ وہ دودھ کا رشتہ رکھتے ہوں کیونکہ دودھ کا رشتہ بھی خون ہی کے رشتے کے برابر ہے۔

بَابٌ: لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا

باب: ایک عورت دوسری عورت سے (بے ستر ہو کر) نہ چمٹے، اس لیے کہ اس کا حال اپنے خاوند سے بیان کرے

٥٢٤٠ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تُبَاشِرِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا، كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا)). [طرفه في: ٥٢٤١]

(۵۲۴۰) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے ابو وائل نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت کسی عورت سے ملنے کے بعد اپنے شوہر سے اس کا حلیہ نہ بیان کرے، گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔''

تشریح: حافظ نے کہا کہ اسی طرح مرد کو غیر عورت کے ستر کی طرف اور عورت کو غیر مرد کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ مرد بھی دوسرے مرد سے بدن نہ لگائے مگر ضرورت سے اور مصافحہ کے وقت ہاتھوں کو ملانا جائز ہے اور اسی طرح معانقہ اور بوسہ دینا بھی منع ہے مگر جو سفر سے آئے اس سے معانقہ درست ہے۔ اسی طرح باپ اپنے بچوں کو شفقت کی راہ سے بوسہ دے سکتا ہے۔ کسی صالح شخص کے ہاتھ کو از راہ محبت بوسہ دے سکتے ہیں جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کرتے تھے لیکن دنیادار امیر کے ہاتھ کو اس کی مالداری کی وجہ سے بوسہ دینا ناجائز ہے (وحیدی) آج کل کے نام نہاد پیر و مشائخ جو اپنے ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دلاتے ہیں یہ قطعاً ناجائز ہے۔

٥٢٤١۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تُبَاشِرِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا)). [راجع: ٥٢٤٠]

[ابوداود: ٢١٥٠؛ ترمذي: ٢٧٩٢]

(۵۲۴۱) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا: مجھ سے شقیق نے بیان کیا، کہا میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی عورت کسی عورت سے مل کر اپنے شوہر سے اس کا حلیہ نہ بیان کرے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔''

تشریح: اس نہی میں حکمت یہ ہے کہ ڈر ہے کہ کہیں خاوند اس عورت کا حلیہ سن کر اس پر فدا ہو کر اپنی عورت کو طلاق نہ دے دے یا اس کے فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائے۔ (فتح الباری، ص: ٤٢٣ ج٩) نیز یہ بھی ضروری ہے کہ ایک مرد دوسرے کے اعضائے مخصوصہ نہ دیکھے کہ یہ بھی موجب لعنت ہے۔ آج کے مغرب زدہ لوگ عام گزرگاہوں پر کھڑے ہو کر پیشاب کرتے اور اپنی بے حیائی کے کھلے عام مظاہرہ کرتے ہیں ایسے مسلمانوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیے۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى نِسَائِهِ

باب: کسی مرد کا یہ کہنا کہ آج رات میں اپنی بیویوں کے پاس جاؤں گا

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ یہ باب اس لئے لائے ہیں کہ اگر کوئی مرد اپنی بیویوں کی باری اس طرح شروع کرے تو درست ہے لیکن باری مقرر ہو جانے کے بعد پھر ایسا کرنا درست نہیں۔

٥٢٤٢۔ حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ((قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ بِمِائَةِ امْرَأَةٍ، تَلِدُ كُلُّ امْرَأَةٍ غُلَامًا، يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَقَالَ: لَهُ الْمَلَكُ قُلْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ. فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ،

(۵۲۴۲) مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن طاؤس نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ''سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے فرمایا آج رات میں اپنی سو بیویوں کے پاس جاؤں گا (اور اس قربت کے نتیجہ میں) ہر عورت ایک لڑکا جنے گی تو سو لڑکے ایسے پیدا ہوں گے جو اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے۔ فرشتے نے ان سے کہا کہ ان شاء اللہ کہہ لیجیے لیکن انہوں نے

فَأَطَافَ بِهِنَّ، وَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ نِصْفَ إِنْسَانٍ)). قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ قَالَ: إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمْ يَحْنَثْ، وَكَانَ أَرْجَى لِحَاجَتِهِ)). [راجع: ٢٨١٩] [مسلم: ٤٢٨٨؛ نسائي: ٣٨٦٥]

نہیں کہا اور بھول گئے۔ چنانچہ آپ تمام بیویوں کے پاس گئے۔ لیکن ایک کے سوا کسی کے ہاں بھی بچہ پیدا نہ ہوا اور اس ایک کے ہاں بھی آدھا بچہ پیدا ہوا۔'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ ان شاء اللہ کہہ لیتے تو ان کی مراد بر آتی اور ان کی خواہش پوری ہونے کی امید زیادہ ہوتی۔''

تشریح: "قال ابن التين لم يحنث مراده اى لم يتخلف مراده لان الحنث لا يكون الاعن يمين، قال ويحتمل أن يكون سليمان حلف على ذلك قلت أو نزل التاكيد المستفاد من قوله لأ طوفن الليلة۔" (فتح الباری جلد ٩ صفحه ٤٢٤) یعنی لفظ لم یحنث کا مطلب یہ ہے کہ ان کی مراد کے خلاف نہ ہوتا۔ ابن تین نے کہا کہ حنث قسم سے ہوتی ہے لہٰذا احتمال ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس امر پر قسم کھائی ہو یا ان کا جملہ ((لأ طوفن الليلة)) ہی قسم کی جگہ ہے جو ان شاء اللہ نہ کہنے سے پوری نہ ہوگی۔

بَابٌ: لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا إِذَا أَطَالَ الْغَيْبَةَ مَخَافَةَ، أَنْ يُخَوِّنَهُمْ أَوْ يَلْتَمِسَ عَثَرَاتِهِمْ

باب: آدمی سفر سے رات کے وقت اپنے گھر نہ آئے، یعنی لمبے سفر کے بعد ایسا نہ ہو کہ اپنے گھر والوں پر تہمت لگانے کا موقع پیدا ہو یا ان کے عیب نکالنے کا

٥٢٤٣۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِاللَّهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَكْرَهُ أَنْ يَأْتِيَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ طُرُوقًا. [راجع: ٤٤٣]

(٥٢٤٣) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محارب بن دثار نے بیان کیا، کہا میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کسی شخص سے رات کے وقت اپنے گھر (سفر سے اچانک) آنے پر ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے تھے۔

٥٢٤٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلًا)). [راجع: ٤٤٣] [مسلم: ٤٩٦٧؛ ابوداود: ٢٧٧٧]

(٥٢٤٤) ہم سے محمد بن مقاتل مروزی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو عاصم بن سلیمان نے خبر دی، انہیں عامر شعبی نے اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کوئی شخص زیادہ دنوں تک اپنے گھر سے دور رہا ہو تو یکایک رات کو اپنے گھر میں نہ آئے۔''

تشریح: آج کی ترقی یافتہ دنیا میں دور دراز سے دیر یا سویر آنے والے حضرات اس حدیث پر عمل کر سکتے ہیں کہ بذریعہ ڈاک یا تار یا فون اپنے گھر والوں کو آنے کی صحیح اطلاع دے دیں۔ اگر حدیث ہذا پر عمل کرنے کی نیت سے اطلاع دیں گے تو یہ اطلاع دینا بھی ایک کار ثواب ہوگا۔ دعا ہے کہ اللہ پاک ہر مسلمان کو پیارے رسول ﷺ کی پاکیزہ احادیث پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین یا رب العالمین۔ الحمدللہ کہ پارہ ۲۱ ختم ہوا۔

خاتمہ

محض اللہ پاک کی غیبی تائید سے بخاری شریف مترجم اردو کا پارہ ۲۱ آج خیریت وعافیت کے ساتھ ختم ہوا۔ تقریباً سارا پارہ مسائل نکاح پر مشتمل ہے۔ ظاہر ہے کہ مسائل نکاح جو ہر مسلمان کی ازدواجی زندگی سے بڑا گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ اکثر بہت ہی دقیق مسائل ہیں۔ پھر ان میں بھی اکثر جگہ فقہی اختلافات کی بھرمار ہے لیکن مطالعہ فرمانے والے محترم حضرات پر واضح ہو کہ امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان مسائل کو بڑے آسان لفظوں میں سلجھانے کی پوری پوری کوشش فرمائی ہے۔ ہر باب جو ایک مستقل فتوے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسے آیات واحادیث وآثار صحابہ وتابعین وغیرہ سے مدلل فرمانے کی سعی بلیغ کی ہے اور پھر اس کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ میں پوری سادگی قائم رکھتے ہوئے بھی بہترین وضاحت ہو سکے۔ جہاں کوئی اغلاق نظر آیا۔ اسے بذیل تشریحات کھول دیا گیا ہے۔ بہرحال جیسی بھی خدمت ہے وہ قدردانوں کے سامنے ہے۔

مزید طوالت میں ضخامت کے بڑھنے کا خطرہ تھا جب کہ آج کاغذ ودیگر سامان طباعت گرانی کی آخری حدود تک پہنچ گئے ہیں۔ ایسی گرانی کے عالم میں اس پارے کا شائع ہونا محض اللہ کی تائید غیبی ہے ورنہ اپنی کمزوریاں، کوتاہیاں، تہی دستی، سب کچھ اپنے سامنے ہے، معزز علمائے کرام کسی جگہ بھی کوئی واقعی فاش غلطی ملاحظہ فرمائیں تو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں تاکہ طبع ثانی میں اس پر غور کیا جا سکے۔

رب العالمین سے بصد آہ وزاری دعا ہے کہ وہ اس حقیر خدمت کو قبول فرمائے اور بقیہ پاروں کی تکمیل کرائے جو بظاہر کوہ ہمالیہ نظر آ رہے ہیں لیکن اگر یہ خدمت ادھوری رہ گئی تو یہ ایک ناقابل تلافی نقصان ہوگا۔ دعا ہے کہ اے پروردگار! مجھ حقیر ناچیز خادم کو اتنی زندگی اور بخش دے کہ تیرے حبیب ﷺ کے پاکیزہ ارشادات کی یہ خدمت میں تکمیل تک پہنچا سکوں۔ اس کی اشاعت کے لئے اسباب اور سامان بھی غیب سے مہیا کرا دے اور جس قدر شائقین میرے ساتھ اس خدمت میں دامے درمے سخنے شرکت فرما رہے ہیں۔ اے اللہ! وہ کسی جگہ بھی ہوں ان سب کے حق میں اس خدمت کو قبول فرما کر ہم سب کو قیامت کے دن دربار رسالت مآب ﷺ میں جمع فرمانا اور ہم سب کی بخشش فرماتے ہوئے اس خدمت عظمیٰ کو ہم سب کے لئے باعث نجات بنانا۔ آمین ثم آمین وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

عرض نقشے است کزما یاد ماند
که ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحب دلے روزے برحمت
کند در کار ایں خادم دعائے

خادم حدیث نبوی محمد داؤد راز ولد عبداللہ السلفی الدھلوی

رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ

بَابُ طَلَبِ الْوَلَدِ

باب: جماع سے بچے کی خواہش رکھنے کا بیان

٥٢٤٥ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ سَيَّارٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ، فَلَمَّا قَفَلْنَا

(۵۲۴۵) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، ان سے ہشیم بن بشیر نے، ان سے سیار بن وردان نے، ان سے عامر شعبی نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنگ

تَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرٍ قَطُوفٍ فَلَحِقَنِي رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِي، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَا يُعْجِلُكَ))؟ قُلْتُ: إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ. قَالَ: ((فَبِكْرًا تَزَوَّجْتَ أَمْ ثَيِّبًا))؟ قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا. قَالَ: ((فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ))؟ قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ: ((أَمْهِلُوا حَتَّى تَدْخُلُوا لَيْلًا۔ أَيْ عِشَاءً۔ لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ)). قَالَ: وَحَدَّثَنِي الثِّقَةُ أَنَّهُ قَالَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: ((الْكَيْسَ الْكَيْسَ يَا جَابِرُ)) يَعْنِي الْوَلَدَ.

[راجع: ٤٤٣]

(تبوک) میں تھا، جب ہم واپس ہو رہے تھے تو میں اپنے سست رفتار اونٹ کو تیز چلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اتنے میں میرے پیچھے سے ایک سوار میرے قریب آئے۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ تھے۔ آپ نے فرمایا: ''جلدی کیوں کر رہے ہو؟'' میں نے عرض کیا کہ میری شادی ابھی نئی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کنواری عورت سے تم نے شادی کی ہے یا بیوہ سے؟'' میں نے عرض کیا: بیوہ سے، آپ نے اس پر فرمایا: ''کنواری سے کیوں نہ کی؟ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی۔'' جابر نے بیان کیا کہ پھر جب ہم مدینہ پہنچے تو ہم نے چاہا کہ شہر میں داخل ہو جائیں لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھہر جاؤ! رات ہو جائے، پھر داخل ہونا تا کہ تمہاری بیویاں جو پراگندہ بال ہیں وہ کنگھی چوٹی کر لیں اور جن کے خاوند غائب تھے وہ موئے ناف صاف کر لیں۔'' ہشیم نے بیان کیا کہ مجھ سے ایک معتبر راوی نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''الکیس الکیس یعنی اے جابر! جب تو گھر پہنچے تو خوب خوب کیس کیجیے۔'' (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا) کیس کا یہی مطلب ہے کہ اولاد ہونے کی خواہش کیجیے۔

تشریح: دوسرے لوگوں نے کہا کہ ((الکیس الکیس)) سے یہ مراد ہے کہ خوب خوب جماع کیجیے۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں اپنے گھر پہنچا تو میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے یہ حکم فرمایا ہے۔ اس نے کہا کہ بخوشی آپ کا حکم بجا لاؤ۔ چنانچہ میں ساری رات اس سے جماع کرتا رہا۔ اس فرمان سے اشارہ اسی طرف تھا کہ جماع کرنا اور طلب اولاد کی نیت رکھنا باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

٥٢٤٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَيَّارٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دَخَلْتَ لَيْلًا فَلَا تَدْخُلْ أَهْلَكَ حَتَّى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ)). قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فَعَلَيْكَ بِالْكَيْسِ الْكَيْسِ)). تَابَعَهُ عُبَيْدُاللَّهِ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْكَيْسِ.

[راجع: ٤٤٣]

(۵۲۴۶) ہم سے محمد بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سیار نے، ان سے شعبی نے اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (غزوۂ تبوک سے واپسی کے وقت) فرمایا: ''جب رات کے وقت تم مدینہ پہنچو تو اس وقت تک اپنے گھروں میں نہ جانا جب تک ان لوگوں کی بیویاں جو مدینہ منورہ میں موجود نہیں تھے، اپنا موئے زیر ناف صاف نہ کر لیں اور جن کے بال پراگندہ ہوں وہ کنگھا نہ کر لیں۔'' جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر ضروری ہے کہ جب تم گھر پہنچو تو خوب خوب کیس کرو۔'' شعبی کے ساتھ اس حدیث کو عبیداللہ نے بھی وہب بن

کیسان سے، انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، اس میں بھی کیس کا ذکر ہے۔

تشریح: یہ روایت کتاب البیوع میں موصولاً گزر چکی ہے۔ ابوعمرو توقانی نے اپنی کتاب "معاشرة الاهلين" میں نکالا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اولاد ڈھونڈو، اولاد ثمرۂ قلب اور نور چشم ہے اور بانجھ عورت سے پرہیز کرو۔ اسی واسطے ایک حدیث میں آیا ہے کہ بانجھ عورت سے بچو۔ دوسری حدیث میں ہے کہ خاوند سے محبت رکھنے والی، بہت بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو۔ میں قیامت کے دن اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا۔ عورت کرنے سے آدمی کو اصل غرض یہی رکھنی چاہیے کہ اولاد صالح پیدا ہو جو مرنے کے بعد دنیا میں اس کی نشانی رہے۔ اس کے لئے دعائے خیر کرے۔ اسی لئے باقیات صالحات میں اولاد کو اول درجہ حاصل ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو نیک فرمانبردار صالح اولاد عطا کرے۔ آمین

بَابٌ: تَسْتَحِدُّ الْمُغِيبَةُ وَتَمْتَشِطُ

باب: جب خاوند سفر سے آئے تو عورت استرہ لے اور بالوں میں کنگھی کرے

٥٢٤٧ـ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةٍ، فَلَمَّا قَفَلْنَا كُنَّا قَرِيبًا مِنَ الْمَدِينَةِ تَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرٍ لِي قَطُوفٍ، فَلَحِقَنِي رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِي فَنَخَسَ بَعِيرِي بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهُ، فَسَارَ بَعِيرِي كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ الْإِبِلِ، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ. قَالَ: ((أَتَزَوَّجْتَ))؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا))؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا. قَالَ: ((فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ))؟ قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ، فَقَالَ: ((أَمْهِلُوا حَتَّى تَدْخُلُوا لَيْلًا- أَيْ عِشَاءً- لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ، وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ)).

[راجع: ٤٤٣]

(۵۲۴۷) مجھ سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو سیار نے خبر دی، انہیں شعبی نے، انہیں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ (تبوک) میں تھے۔ واپسی پر جب ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو میں اپنے سست رفتار اونٹ کو تیز چلانے لگا، ایک صاحب نے پیچھے سے میرے قریب پہنچ کر میرے اونٹ کو ایک چھڑی سے جو ان کے پاس تھی مارا، اس سے اونٹ اچھی چال چلنے لگا، جیسا کہ تم نے اچھے اونٹوں کو چلتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری شادی نئی نئی ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر پوچھا: ''کیا تم نے شادی کر لی؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں، دریافت فرمایا: ''کنواری سے کی ہے یا خاوند دیکھی سے؟'' بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: خاوند دیکھی سے کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کنواری سے شادی کیوں نہ کی؟ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی۔'' بیان کیا کہ پھر جب ہم مدینہ پہنچے تو شہر میں داخل ہونے لگے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ٹھہر جاؤ! رات ہو جائے پھر داخل ہونا تا کہ پراگندہ بال عورت چوٹی کنگھا کر لے اور جس کا شوہر موجود نہ رہا ہو، وہ موئے زیر ناف صاف کر لے۔''

بَابٌ:

باب: (اللہ عزوجل کا فرمان)

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ﴾. [النور: ٣١]

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ﴾ الی قوله ﴿لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ﴾ الآیہ یعنی ''اور عورتیں اپنی زینت اپنے شوہروں کے سوا کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں۔''

٥٢٤٨ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: اخْتَلَفَ النَّاسُ بِأَيِّ شَيْءٍ دُوِيَ جُرْحُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ، فَسَأَلُوا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ، وَكَانَ مِنْ آخِرِ مَنْ بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ، فَقَالَ: وَمَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، كَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، وَعَلِيٌّ يَأْتِي بِالْمَاءِ عَلَى تُرْسِهِ، فَأُخِذَ حَصِيرٌ، فَحُرِّقَ فَحُشِيَ بِهِ جُرْحُهُ. [راجع: ٢٤٣]

(۵۲۴۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابوحازم سلمہ بن دینار نے بیان کیا کہ اس واقعہ میں لوگوں میں اختلاف تھا کہ جنگ احد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے لیے کون سی دوا استعمال کی گئی تھی۔ پھر لوگوں نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا، وہ اس وقت آخری صحابی تھے جو مدینہ منورہ میں موجود تھے۔ انہوں نے بتلایا کہ اب کوئی شخص ایسا زندہ نہیں جو اس واقعہ کو مجھ سے زیادہ جانتا ہو۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کے چہرۂ مبارک سے خون دھو رہی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی بھر کر لا رہے تھے۔ (جب خون بند نہ ہوا تو) ایک بوریا جلا کر آپ ﷺ کے زخم میں بھر دیا گیا۔

تشریح: اس آیت میں پہلے اللہ پاک نے یوں فرمایا: ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ (۲۴/النور:۳۱) یعنی جس زینت کے کھولنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً: آنکھیں، ہتھیلیاں وہ تو سب پر کھول سکتی ہیں مگر باقی زینت جیسے گلا، سر، سینہ، پنڈلی وغیرہ یہ غیر مردوں کے سامنے نہ کھولیں مگر اپنے خاوندوں کے سامنے یا باپ یا سسر کے سامنے اخیر آیت تک۔ امام بخاری رحمہ اللہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اس باب میں لائے۔ اس کی مطابقت باب سے یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد نبی کریم ﷺ کا زخم دھویا تو اس میں زینت کھولنے کی ضرورت ہوئی ہوگی۔ معلوم ہوا کہ باپ کے سامنے عورت اپنی زینت کھول سکتی ہے۔ اسی سے باب کا مطلب نکلتا ہے۔ فافهم ولا تكن من القاصرين۔

بَابٌ:

باب: (ارشادِ باری تعالیٰ)

﴿وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ﴾. [النور: ٥٨]

''اور وہ بچے جو ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچے ہیں'' ان کے لیے کیا حکم ہے؟

تشریح: یعنی جو بچے جوان نہیں ہوئے ہیں، ان کے سامنے بھی اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو اپنی زینت کھولنے کی اجازت دی ہے۔ حدیث کی مطابقت باب سے ظاہر ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عورتوں کے کان وغیرہ دیکھے جب کہ وہ کم سن بچے تھے۔

٥٢٤٩ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ، سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سَأَلَهُ

(۵۲۴۹) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، ان سے عبدالرحمٰن بن عابس نے، کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، ان سے ایک شخص نے یہ سوال کیا

رَجُلٌ شَهِدْتَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَضْحَى أَوْ فِطْرًا؟ قَالَ: نَعَمْ لَوْلَا مَكَانِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ. يَعْنِي مِنْ صِغَرِهِ. قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِينَ إِلَى آذَانِهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ يَدْفَعْنَ إِلَى بِلَالٍ، ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ إِلَى بَيْتِهِ. [راجع: ٩٨]

تھا کہ تم بقرہ عید یا عید الفطر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں! اگر میں حضور اکرم ﷺ کا رشتہ دار نہ ہوتا میں اپنی کم سنی کی وجہ سے ایسے موقع پر حاضر نہیں ہو سکتا تھا۔ ان کا اشارہ (اس زمانے میں) اپنے بچپن کی طرف تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ باہر تشریف لے گئے اور (لوگوں کے ساتھ عید کی) نماز پڑھی اور اس کے بعد خطبہ دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اذان اور اقامت کا ذکر نہیں کیا، پھر آپ ﷺ عورتوں کے پاس آئے اور انہیں وعظ و نصیحت کی اور انہیں خیرات دینے کا حکم دیا۔ میں نے انہیں دیکھا کہ پھر وہ اپنے کانوں اور گلے کی طرف ہاتھ بڑھا بڑھا کر (اپنے زیورات) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دینے لگیں۔ اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور ﷺ واپس تشریف لائے۔

تشریح: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بچے تھے، انہوں نے عورتوں کے کان اور گلے دیکھے۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ: هَلْ أَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ وَطَعْنِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ فِي الْخَاصِرَةِ عِنْدَ الْعِتَابِ

باب: ایک مرد کا دوسرے سے یہ پوچھنا کہ کیا تم نے رات اپنی عورت سے صحبت کی ہے؟ اور کسی شخص کا اپنی بیٹی کے کوکھ میں غصہ کی وجہ سے مارنا

٥٢٥٠ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: عَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِي. [راجع: ٣٣٤]

(٥٢٥٠) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں عبدالرحمٰن بن قاسم نے، انہیں ان کے والد قاسم بن محمد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ (ان کے والد) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھ پر غصہ ہوئے اور میری کوکھ میں ہاتھ سے کچوکے لگانے لگے لیکن میں حرکت اس وجہ سے نہ کر سکی کہ رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میری ران پر رکھا ہوا تھا۔